فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۲

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد ہشتم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ. باب ہے بیچ بیان طلب کرنے اولاد کے۔

فائدہ: یعنی ساتھ بہت صحبت کرنے کے بیوی سے اور مراد رغبت دلانا ہے اوپر قصد کرنے اولاد کے جماع سے یعنی صحبت داری سے مقصود اولاد رکھے صرف آب ریزی اور شہوت رانی ہی منظور نہ ہو اور یہ باب کی حدیث میں صریح موجود نہیں لیکن بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف تفسیر کیس کی، کما ساذکرہ اور ایک روایت میں ہے کہ طلب کرو اولاد کو اور خواہش کرو اس کی کہ وہ میوہ ہے دلوں کا اور ٹھنڈک ہے آنکھ کی اور بچو بانجھ عورت سے اور یہ حدیث مرسل ہے اس کی سند قوی ہے۔ (فتح)

٤٨٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ قَالَ وَحَدَّثَنِي الثِّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ يَعْنِي الْوَلَدَ.

۴۸۴۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا سو جب ہم پلٹے تو میں نے جلدی کی اونٹ سست قدم پر یعنی میرا اونٹ سست قدم تھا میں نے اس کو چھیڑا کہ مدینے میں جلدی پہنچوں سو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرمایا کہ تیرے جلدی کرنے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا کہ میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ شادی کی ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے، فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو جب ہم مدینے میں پہنچے تو ہم شہر میں گھسنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیر جاؤ یہاں تک کہ عشاء کے وقت داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور زیر ناف کے بال لے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہے۔ کہا ہشیم نے اور حدیث بیان کیا مجھ سے ثقہ نے کہ اس نے کہا اس حدیث میں کہ لازم پکڑ اپنے اوپر، لازم

پکڑ اپنے اوپر طلب اولاد کو اے جابر!۔

فائدہ: اور یہ جو کہا عشاء کے وقت تو یہ تفسیر ہے بیچ نفس خبر کے اور اس میں اشارہ ہے طرف تطبیق کے درمیان اس حکم کے ساتھ داخل ہونے کے رات کو اور درمیان نہی کے رات کو گھر میں آنے سے ساتھ اس طور کے کہ مراد ساتھ حکم دخول کے اول رات میں ہے یعنی مراد ساتھ حکم دخول کے اس باب کی حدیث میں اول رات کو گھر میں آنا ہے اور جس حدیث میں رات کو گھر میں آنا منع ہے تو مراد اس سے گھر میں آنا ہے رات کے درمیان میں اور البتہ پہلے گزر چکا ہے عمرے کے بابوں میں تطبیق دینا درمیان ان دونوں کے ساتھ اس طور کے کہ رات کو آنے کی اجازت اس شخص کے واسطے ہے جو اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی خبر کر دے کہ فلانے وقت پہنچے گا تا کہ اس کے واسطے تیار ہو رہیں اور نہا دھو کر صفائی حاصل کریں اور منع اس شخص کے واسطے ہے جو اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع نہ دے اور بے خبر گھر میں آ پہنچے۔ (فتح)

٤٨٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ عَلٰى أَهْلِكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَيْسِ.

۴۸۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو رات کو شہر میں آئے تو اپنے گھر والوں پر داخل نہ ہو یہاں تک کہ زیر ناف کے بال لے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہے اور کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم پکڑ اپنے اوپر اولاد کو لازم پکڑ اپنے اوپر اولاد کو متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے وہب سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیس میں۔

فائدہ: پہلے دخول کے معنی یعنی اذا دخلت میں قدوم کے ہیں یعنی جب تو شہر میں آئے تو گھر میں داخل نہ ہو اور متابع درحقیقت وہ وہب ہے لیکن منسوب کیا ہے اس کو طرف عبیداللہ کی واسطے اکیلے ہونے اس کے وہب سے ہاں البتہ روایت کی ہے محمد بن اسحاق نے وہب بن کیسان سے یہ حدیث دراز طور پر اور اس میں مقصود باب کا ہے لیکن ساتھ اور لفظ کے کما سیاتی، اور عبیداللہ کی روایت بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اس کے اول میں ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا سو میرے اونٹ نے چلنے میں سستی کی پھر حدیث کو اونٹ کے قصے میں درازی کے ساتھ بیان کیا اور اس میں جابر رضی اللہ عنہ کے نکاح کرنے کا قصہ ہے اور اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ہے کیا پس تو نے

کنواری سے نکاح کیوں نہ کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ اور اس میں یہ بھی ہے کہ خبردار ہو جا کہ البتہ تو گھر میں آنے والا ہے سو جب گھر میں آؤ تو ہوشیاری کیجیے ہوشیاری کیجیے، اور زبر کیس پر اغرا کے بنا پر ہے اور بعض نے کہا کہ واسطے ڈرانے کے ترک جماع سے خطابی نے کہا کہ کیس کے معنی اس جگہ ڈرنے کے ہیں اور کبھی اس کے معنی نرمی کے ہوتے ہیں اور کہا ابن اعرابی نے کہ کیس کے معنی ہیں عقل اور بعض نے کہا کہ مراد ڈرانا ہے عاجز ہونے سے جماع سے سو گویا رغبت دلائی ہے جماع پر کہا عیاض نے کہ تفسیر کیا ہے بخاری وغیرہ نے کیس کو ساتھ طلب اولاد کے اور وہ صحیح ہے اور اصل میں کیس عقل کو کہتے ہیں کما ذکرہ الخطابی لیکن نہیں ہے مجرد مراد اس جگہ اور یہ جو حدیث آئی ہے کل شیء بقدر حتی العجز والکیس تو مراد اس سے اس حدیث میں دانائی اور بوجھ ہے۔ (فتح)

بَابُ تَسْتَحِدُّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطُ الشَّعِثَةُ.

زیر ناف کے بال لے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہو اور کنگھی کرے۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

٤٨٤٦ ـ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِّيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ فَسَارَ بَعِيْرِيْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ الْإِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ أَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا أَيْ عِشَآءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ

۴۸۴۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھے سو جب ہم وہاں سے پلٹ کر مدینے کے قریب پہنچے تو میں نے جلدی کی اپنے اونٹ سست چال پر تو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا اور میرے اونٹ کو اپنے نیزے سے چھیڑا سو میرا اونٹ چلا جیسے کہ تو نے بہت اچھے اونٹ دیکھے ہوں سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو میں نے کہا یا حضرت! میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ نکاح کیا ہے، فرمایا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کیا کنواری سے نکاح کیا ہے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے سو جب ہم مدینے پہنچے تو ہم اندر گھسنے لگے سو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ رات کو داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور استعمال کرے استرے کو بیچ دور کرنے

الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ.

بال زیر ناف کے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہے۔

بَابُ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ دکھلائیں اپنا سنگھار مگر اپنے خاوندوں کو اس قول تک کہ یا لڑکوں سے جو نہیں مطلع ہوئے عورتوں کی شرم گاہ پر۔

فائدہ: اور ساتھ اس زیادتی کے یعنی ﴿لم یظهروا علی عورات النساء﴾ کے ظاہر ہو گئی مطابقت درمیان حدیث کے اور ترجمہ کے۔

٤٨٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَسَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَكَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَعَلِيٌّ يَأْتِيْ بِالْمَآءِ عَلٰى تُرْسِهٖ فَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ.

۴۸۴۷۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے اختلاف کیا اس میں کہ جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی دوا کس چیز سے ہوئی؟ سو انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے اصحاب میں سے تھا جو مدینے میں باقی تھے سو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں باقی رہا لوگوں میں سے کوئی جو مجھ سے زیادہ تر اس بات کو جانتا ہو اس کا بیان یوں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے دھوتی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے سو چٹائی لے کر جلائی گئی اور اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم بھرا گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ لوگوں نے اختلاف کیا تو اس میں ہے کہ اصحاب اور تابعین تھے تحقیق کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی ہر چیز میں یہاں تک کہ ایسی چیز میں بھی اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ زخم کی دوا کی جائے اس میں حکم مختلف نہیں ہوتا جب کہ پاک ہو اور باوجود اس کے انہوں نے اس میں تردد کیا یہاں تک کہ پوچھا انہوں نے اس شخص سے جو وہاں موجود تھا اور یہ جو کہا کہ لوگوں میں کوئی باقی نہیں رہا جو مجھ سے زیادہ تر اس کو جانتا ہو تو ظاہر اس کا اعلم کی نفی ہے اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ اس کے برابر جاننے والا کوئی باقی ہو لیکن زیادہ ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ نفی مثل کے بھی اور اس حدیث کی شرح جنگ اُحد کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوا کی سو آیت کے مطابق ہو گی اور وہ جواز ظاہر کرنا عورت کا اپنی زینت کو اپنے باپ کے واسطے اور باقی لوگوں کے واسطے جو آیت میں مذکور ہیں اور کہا مغلطائی نے کہ حجت پکڑنی ساتھ اس قصے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مشکل ہے اس واسطے کہ وہ پردے کے اترنے سے پہلے کا واقعہ ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے

کہ یہ تمسک ہے ساتھ اصحاب کے اور اترنا آیت کا اس سے پیچھے تھا اور البتہ واقع ہوا ہے مطابق اور اگر کہا جائے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے آیت میں چچا اور ماموں اور جواب یہ ہے کہ بے پرواہ ہوا ہے وہ ذکر کرنے ان کے سے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف ان کی اس واسطے کہ چچا بجائے باپ کے ہے اور ماموں بجائے ماں کے ہے اور بعض نے کہا کہ منع ہے اس واسطے کہ وہ اس کی شکل بیان کرتے ہیں اپنے بیٹوں کے واسطے اور کہا عکرمہ اور شعبی نے کہ مکروہ ہے واسطے عورت کے یہ کہ اپنے چچا اور ماموں کے پاس اپنی اوڑھنی اتارے اور مخالفت کی ہے دونوں نے جمہور کی۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور جو نہیں پہنچے حد احتلام کو یعنی بلوغت کو۔

فائدہ: اور مراد بیان کرنا ان کے حکم کا ہے کہ ان کو عورتوں کے پاس اندر جانا اور ان کو دیکھنا جائز ہے۔

٤٨٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَأَلَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ أَضْحٰى أَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِيْ مِنْ صِغَرِهٖ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَّلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهٖ.

۴۸۴۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عابس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقرہ عید یا عید فطر میں حاضر ہوا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میری عزت اور منزلت نہ ہوتی تو میں آپ کے ساتھ حاضر نہ ہوتا یعنی اپنے کم عمر ہونے سے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یعنی عید کی نماز کے واسطے سو آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور نہیں ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اذان اور اقامت کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو ان کو وعظ کیا اور نصیحت کی اور حکم کیا ان کو خیرات کرنے کا سو میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور حلقوں یعنی انگوٹھیوں کی طرف قصد کرتیں یعنی زیور نکالتیں اس کو بلال رضی اللہ عنہ کی طرف ڈالتیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی طرف پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عید میں گزر چکی ہے اور حجت اس سے اس جگہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشاہدہ کرنا ہے اس چیز کو کہ اس وقت عورتوں سے واقع ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت کم عمر تھے سو عورتوں نے اس سے پردہ نہ کیا اور بہر حال بلال رضی اللہ عنہ سو وہ غلام تھے اسی طرح جواب دیا ہے بعض شارحوں نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بلال رضی اللہ عنہ

اس وقت آزاد تھے اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ اس وقت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو نہ دیکھا ہو کھلے منہ اور بعض ظاہر یہ نے اس حدیث کے ظاہر کو لیا ہے کہا انہوں نے کہ مرد کو بیگانی عورت کا منہ دیکھنا جائز ہے اور اسی طرح دونوں ہتھیلیاں بھی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے لینے کے واسطے کپڑے کو پھیلایا اور ظاہر حال کا یہ ہے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے یہ مگر ساتھ ظاہر ہونے ان کے منہ اور ہتھیلیوں کے۔ (فتح) اور قول اس کا من صغرہ نفی کے ساتھ متعلق ہے یعنی ما شهدته کے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر میں کم عمر نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر نہ ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ هَلْ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ.

مرد کا اپنے ساتھی سے کہنا کہ کیا تم نے آج رات صحبت کی ہے؟ اور چوکنا مرد کا اپنی بیٹی کو کوکھ میں وقت جھڑکنے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے اور وہ مطابق ہے واسطے رکن اول کے ترجمہ سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے رکن دوسرا اس جہت سے کہ دونوں کے درمیان جامع ہے کہ دونوں امر بعض حالات میں مستثنیٰ ہیں سو چوکنا مرد کا اپنی بیٹی کی کوکھ کو منع ہے بیچ غیر حال ادب سکھلانے کے اور سوال مرد کا اس چیز سے کہ جاری ہوئی واسطے اس کے ساتھ اہل اپنے کے منع ہے بیچ غیر حالت فراخ کلامی کے یا تسلی دینے کے یا بشارت دینے کے۔ میں کہتا ہوں کہ جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے سفید جگہ چھوڑی تا کہ لکھے اس میں حدیث کو جس کی طرف اس نے اشارہ کیا اور وہ هل اعرستم ہے یا کوئی اور چیز جو اس پر دلالت کرے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ قصے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے وقت مرنے لڑنے ان کے کی اور چھپانے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اس کو اس سے یہاں تک کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا کھایا اور اس کے ساتھ رات کاٹی سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے آج صحبت کی ہے؟ اس نے کہا، ہاں!۔ (فتح)

٤٨٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ.

۴۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتاب کیا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یعنی بیچ قصے گم ہونے ہار کے اور رکنے لوگوں کے بغیر پانی کے اور اپنے ہاتھ سے مجھ کو میری کوکھ میں چوکنے لگے سو نہ منع کرتا تھا مجھ کو ہلنے سے مگر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطَّلَاقِ
کتاب ہے طلاق کے بیان میں

فائدہ: طلاق کے معنی ہیں لغت میں کھولنا بیڑیوں کا مشتق ہے اطلاق سے اور وہ چھوڑ دینا ہے اور شرع میں کھولنا گرہ نکاح کا ہے فقط اور وہ موافق ہے واسطے بعض افراد لغوی معنی کے، کہا امام الحرمین نے کہ یہ لفظ جاہلی ہے وارد ہوئی ہے شرع ساتھ برقرار رکھنے اس کے کی پھر طلاق کبھی حرام ہوتی ہے اور کبھی مکروہ اور کبھی واجب اور کبھی مستحب اور کبھی جائز سو حرام تو اس وقت ہے جب کہ بدعی ہو اور اس کے واسطے کئی صورتیں ہیں اور لیکن دوسری قسم سو وہ اس وقت ہے جب کہ واقع ہو بغیر کسی سبب کے باوجود مستقیم ہونے حال کے اور بہر حال تیسری قسم سو کئی صورتوں میں ہے ایک ان میں سے مخالفت ہے درمیان عورت اور خاوند کے جب کہ اس کو دو منصف مناسب جانیں اور بہر حال چوتھی قسم سو اس وقت ہے جب کہ ہو عورت غیر عفیفہ اور بہر حال پانچویں قسم سو نفی کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ نے اور اس کے غیر نے اس کی صورت یہ بیان کی ہے جب کہ اس کو نہ چاہتا ہو اور نہ اس کے نفس کو یہ بات خوش لگتی ہو کہ اس کے خرچ کو اٹھائے بغیر حصول غرض فائدہ اٹھانے کے ہو تصریح کی ہے امام نے ساتھ اس کے کہ طلاق ان صورتوں میں مکروہ نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! جب ارادہ کرو تم عورتوں کے طلاق دینے کا تو طلاق دو ان کو ان کی عدت کے اول میں اور گنتے رہو عدت کو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ تو یہ خطاب ہے واسطے پیغمبر کے ساتھ لفظ جمع کے واسطے تعظیم کے یا مراد حضرت ﷺ اور ساری امت ہے اور تقدیر یہ ہے اے نبی! اور اس کی امت اور بعض نے کہا کہ یہاں قل محذوف ہے یعنی اے پیغمبر! اپنی امت سے کہہ دے اور دوسرے معنی لائق تر ہیں پس خاص کیے گئے حضرت ﷺ ساتھ ندا کے اس واسطے کہ وہ امام ہیں اپنی امت کے واسطے اعتبار کرنے تقدم ان کے کی اور عام کیا خطاب کو جب کہ قوم کے سردار سے کہا جاتا ہے کہ اے فلانے ایسا کرو اور قول اس کا ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ یعنی جب تم طلاق دینے کا پکا ارادہ کرو اور نہیں ممکن ہے حمل کرنا اس کا اپنے ظاہر پر اور قول اس کا لعدتھن یعنی وقت ابتدا شروع ہونے ان کے کی عدت میں اور لام واسطے وقت معین کرنے کے ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ کے قول لعدتھن کے معنی یہ ہیں بیچ ابتدا عدت ان کی کے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ سند صحیح کے اور بعض اصحاب کی قرأت فی قبل عدتھن

ہے اور مراد یہ ہے کہ عورت کو اس طہر میں طلاق دو جس میں ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔ (فتح الباری)

أَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ. احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے اس کو یاد رکھا اور گنا۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کے معنی کو طبری نے سدی سے اور مراد ساتھ یاد رکھنے ابتداء وقت عدت کے ہے تا کہ نہ ملتبس ہو امر ساتھ دراز ہونے عدت کے پس تکلیف پائے ساتھ اس کے عورت۔

وَطَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَيُشْهِدَ شَاهِدَيْنِ. اور طلاق سنت یہ ہے کہ طلاق دے اس کو اس حال میں جب کہ حیض سے پاک ہو بغیر صحبت کے اور گواہ رکھے دو گواہ۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ کہا طہر میں بغیر جماع کے اور روایت کیا ہے اس کو ایک جماعت نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور جو ان کے بعد ہیں اس طرح اور یہ جو کہا کہ دو گواہ رکھے تو یہ ماخوذ ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ اور یہ واضح ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ چند مہاجرین بغیر عدت کے طلاق دیتے تھے اور بغیر گواہوں کے رجوع کرتے تھے تو یہ آیت اتری اور البتہ تقسیم کیا فقہاء نے طلاق کو طرف سنی اور بدعی کے اور طرف قسم تیسری کے کہ اس کے واسطے کوئی وصف نہیں سو پہلی قسم تو پہلے گزر چکی ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ طلاق دے حیض میں یا طہر میں جس میں اس سے صحبت کی ہو اور نہ ظاہر ہوا ہو امر اس کا کہ حاملہ ہوئی یا نہیں اور ان میں بعض نے زیادہ کیا ہے واسطے اس کے یہ کہ ایک طلاق سے زیادہ دے اور بعض نے اضافہ کیا ہے واسطے اس کے خلع کو اور تیسری قسم طلاق دینا ہے چھوٹی کو اور اس عورت کو جو حیض سے نا امید ہو چکی ہو اور حاملہ کو جس کے جننے کا وقت قریب ہو اور اسی طرح جب کہ واقع ہو عورت سے سوال کسی وجہ میں بشرطیکہ امر کو جانتی ہو اور اسی طرح جب کہ واقع ہو خلع اس کے سوال سے اور ہم کہیں کہ وہ طلاق ہے اور مستثنیٰ ہیں تحریم طلاق حیض والی سے کئی صورتیں یعنی بعض صورتوں میں حیض والی کو طلاق دینی حرام نہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ حاملہ ہو اور خون کو دیکھے اور ہم قائل ہیں اس کے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے سو اس کی طلاق بدعی نہیں ہوتی خاص کر جب کہ واقع ہو قریب ولادت کے اور ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ طلاق دے حاکم غلام آزاد پر اور اتفاق پڑے واقع ہونے اس کے کا حیض میں اور اسی طرح ہے بیچ صورت دو منصفوں کے جب کہ متعین ہو یہ طریق واسطے دور کرنے شقاق کے اور اسی طرح خلع۔ (فتح)

۴۸۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ

۴۸۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی یعنی ایک طلاق سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم

وَهِيَ حَائِضٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَآءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَآءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَّمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ.

حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ اپنی عورت سے رجوع کرے یعنی طلاق کو باطل جان کر پھر اس کو اپنی بیوی بنائے پھر چاہیے کہ اس کو اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو یعنی اس حیض سے جس میں اس نے اس کو طلاق دی تھی پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر دوسرے حیض سے پاک ہو پھر اس کے بعد اگر چاہے تو اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے سو یہی عدت ہے جس کا حکم اللہ نے کیا کہ عورتوں کی طلاق اس میں ہوا کرے یعنی اس وقت۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ اس میں غصے ہوئے اور اس میں اشعار ہے کہ حیض میں طلاق دینا پہلے منع ہو چکا تھا نہیں تو نہ واقع ہوتا غصہ ایسے کام پر جس سے پہلے ممانعت نہیں ہوئی اور نہیں وارد ہوتا اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اس سے پوچھنا احتمال ہے کہ وہ اس بات کو پہچانتے ہوں کہ حیض میں طلاق دینا منع ہے اور نہ پہچانتے ہوں کہ کیا کرے جس کے واسطے یہ معاملہ واقع ہو کہا ابن عربی نے سوال عمر رضی اللہ عنہ کا محتمل ہے واسطے اس کے کہ انہوں نے اس سے پہلے ایسا واقعہ نہ دیکھا ہو سو پوچھا تا کہ معلوم کرے اور احتمال ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن میں دیکھا ﴿فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ اور قول اس کا ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ تو ارادہ کیا کہ جانیں کہ یہ قرء ہے یا نہیں اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ سے نہی سنی ہو سو اس کے بعد حکم پوچھنے کو آئے ہوں، اور ابن دقیق العید نے کہا کہ حضرت ﷺ اس واسطے غصے ہوئے کہ مقتضی حال کا یہ تھا کہ اس میں حضرت ﷺ سے مشورہ لیتے جب کہ اس کا پکا قصد کیا یا جو معنی کہ منع کو تقاضا کرتے تھے وہ ظاہر تھے سو تھا مقتضی حال کا ثابت رہنا بیچ اس کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ اپنی عورت سے رجوع کرے تو کہا ابن دقیق العید نے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے مسئلہ اصول کا اور وہ یہ ہے کہ امر ساتھ امر بالشیء کے کیا وہ حکم ہے ساتھ اس کے یا نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو حکم کر سو اس کو حکم کیا ساتھ اس کے کہ اس کو حکم کرے رجعت کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ خطاب جب متوجہ ہو واسطے مکلف کے یہ کہ حکم کرے دوسرے مکلف کو ساتھ کرنے کسی چیز کے تو پہلا مکلف محض مبلغ یعنی پہنچانے والا ہو گا اور دوسرا مامور ہے شارع کی طرف سے اور یہ مانند قول حضرت ﷺ کے ہے واسطے مالک بن حویرث اور اس کے ساتھیوں کے اور حکم کرو ان کو ساتھ نماز ایسی کے ایسے وقت میں اور مانند قول آپ ﷺ کے کی واسطے اپنی بیٹی اپنی کے کہ اس کو حکم کر سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور اس کی نظریں بہت ہیں سو جب اول مکلف دوسرے کو

اس کا حکم کرے اور وہ اس کو بجا نہ لائے تو ہوتا ہے گنہگار اور اگر متوجہ ہو خطاب شارع سے واسطے مکلف کے کہ حکم کرے غیر مکلف کو یا متوجہ ہو خطاب غیر شارع سے ساتھ امر اس شخص کے کہ اس کے واسطے اس پر امر ہے یہ کہ حکم کرے اس شخص کو کہ نہیں امر واسطے پہلے کے اوپر اس کے تو نہیں ہوتا امر ساتھ امر بالشیء کے امر ساتھ شیء کے سو پہلی صورت یہی ہے جس سے اختلاف پیدا ہوا اور وہ حکم لڑکوں کے ولیوں کو ہے کہ لڑکوں کو حکم کریں اور صورت دوسری وہی ہے کہ متصور ہوتا ہے اس میں کہ ہو امر متعدی ساتھ امر کرنے اس کے واسطے پہلے کے یہ کہ حکم کرے دوسرے کو پس یہی ہے فیصلہ اس مسئلے میں اور اللہ ہے مدد دینے والا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ واجب ہونے رجعت کے سو واجب کیا ہے اس کو مالک اور احمد نے ایک روایت میں اور جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ مستحب ہے اور یہی مشہور روایت ہے امام احمد سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ ابتداء نکاح کے واجب نہیں سو اسی طرح اس پر ہمیشہ رہنا بھی واجب نہیں ہوگا لیکن حنفیوں میں سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ واجب ہے اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور اس واسطے کہ جب حیض کی حالت میں طلاق دینی حرام ہوئی تو اس میں نکاح پر قائم رہنا واجب ہوگا سو اگر بدستور رہے عدم رجوع پر جس نے حیض میں طلاق دی یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو جائے تو کہا مالک اور اس کے اکثر اصحاب نے کہ نیز رجعت پر جبر کیا جائے اور کہا اشہب نے ان میں سے کہ جب حیض سے پاک ہو تو ختم ہوا امر ساتھ رجعت کے اور اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ جب اس کی عدت گزر جائے تو نہیں ہے رجعت اور یہ کہ اگر طلاق دے اس طہر میں جس میں اس کو ہاتھ لگایا ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ رجعت اس کی کے اس طرح نقل کیا ہے اس کو ابن بطال وغیرہ نے لیکن اختلاف اس میں ثابت ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر دخول سے پہلے طلاق دے اور وہ حیض سے ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ رجعت کے مگر جو منقول ہے زفر سے اور یہ جو کہا پھر چاہیے کہ اس کو پاس رکھے یعنی بدستور رکھے اس کو اپنے نکاح میں اور مسلم کا لفظ سالم رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ ہے کہ پس چاہیے کہ اس سے رجعت کرے پھر چاہیے کہ اس کو طلاق دے طہر میں یا حمل کی حالت میں اور اختلاف ہے کہ اس میں کیا حکمت ہے سو کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس چیز کے کہ نافع رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ استبراء کرے اس سے بعد اس حیض کے جس میں اس کو طلاق دی ساتھ طہر پورے کے پھر حیض پورے کے تا کہ ہو طلاق اور وہ اپنی عدت کو جانے یا ساتھ حمل کے یا ساتھ حیض کے پا تا کہ ہو طلاق اس کی بعد علم اس کے کی ساتھ حمل کے اور وہ غیر جاہل ہو ساتھ اس چیز کے کہ کی پس رکھے اس کو واسطے حمل کے یا تا کہ ہو اگر سوال کیا ہو اس نے طلاق کا غیر حامل یہ کہ باز رہے اس سے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ نہ ہو رجعت واسطے غرض طلاق کے سو جب اس کو کچھ زمانہ اپنے پاس رکھے کہ اس میں اس کو طلاق دینی حلال ہو تو ظاہر ہوگا فائدہ رجعت کا اس واسطے کہ کبھی دراز ہوتا ہے مقام اس کا ساتھ اس کے سو اس سے صحبت

کرتا ہے تو جاتا رہتا ہے جو اس کے نفس میں ہو سبب طلاق اس کی سے سو اس کو اپنے پاس رکھتا ہے اور بعض نے کہا
کہ جو طہر کہ متصل ہے حیض کے جس میں اس نے اس کو طلاق دی وہ مانند ایک حیض کی ہے سو اگر اس میں اس کو طلاق
دی تو ہوگا جیسے اس کو حیض میں طلاق دی اور حیض میں طلاق دینی منع ہے سو لازم ہے کہ تاخیر کرے دوسرے طہر تک
اور اختلاف ہے بیچ جواز طلاق دینے اس کے کی اس طہر میں کہ متصل حیض کے ہے جس میں طلاق واقع ہوئی اور
رجعت اور اس میں شافعیوں کے واسطے دو وجہیں ہیں زیادہ ترصحیح منع ہے اور ساتھ اسی کے قطع کیا ہے متولی نے
اور اسی کو تقاضا کرتا ہے ظاہر زیادتی کا جو حدیث میں ہے اور عبارت غزالی کی وسیط میں کہ کیا جائز ہے کہ طلاق دے
اس طہر میں؟ اس میں دو وجہیں ہیں اور کلام مالکیوں کا تقاضا کرتا ہے کہ تاخیر مستحب ہے اور کہا ابن تیمیہ نے محرر میں
کہ نہ طلاق دے اس کو طہر میں جو پیچھے آنے والا ہے واسطے اس کے کہ وہ بدعت ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے جواز اس کا
ہے اور حنفیوں کی کتابوں میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جائز ہونا اس کا ہے اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منع ہے اور وجہ
جواز کی یہ ہے کہ حرام ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حیض کے سبب سے تھا سو جب حیض سے پاک ہوئی تو تحریم کا
موجب دور ہوا سو جائز ہوئی طلاق اس کی اس طہر میں جیسے کہ جائز ہے اس طہر میں جو اس کے بعد ہے اور جیسے کہ
جائز ہے طلاق اس کی طہر میں اگر نہ مقدم ہو طلاق حیض میں اور البتہ ذکر کیا ہم نے مانعین کی حجتوں کو اور ان میں
سے ایک یہ ہے اگر طلاق دے اس کو پیچھے اس حیض کے تو البتہ اس سے رجوع کیا ہوگا تا کہ اس کو طلاق دے اور یہ
عکس ہے مقصود رجعت کا اس واسطے کہ وہ مشروع ہوئی ہے واسطے جگہ دینے عورت کے اسی واسطے نام رکھا ہے اس کا
امساک سو اس کو حکم کیا کہ اس کو اس طہر میں اپنے پاس رکھے اور یہ کہ اس کو اس میں طلاق نہ دے یہاں تک کہ اس کو
دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو تا کہ ہو رجعت واسطے امساک کے یعنی اپنے پاس رکھنے کے نہ واسطے طلاق
کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ مؤکد کیا ہے اس کو شارع نے جس جگہ کہ حکم کیا ساتھ اس کے کہ اپنے پاس رکھے اس
کو اس طہر میں جو متصل ہے اس حیض کے جس میں اس کو طلاق دی واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبدالحمید کی روایت
میں کہ اس سے کہہ دے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے پھر جب حیض سے پاک ہو تو اس کو ہاتھ لگائے یہاں تک کہ
جب دوسرے حیض سے پاک ہو تو پھر چاہے اس کو طلاق دے اور چاہے اپنے پاس رکھے سو جب اس کو حکم کیا کہ اس
کو اپنے پاس رکھے اس طہر میں تو کس طرح جائز ہوگا واسطے اس کے یہ کہ اس کو اس میں طلاق دے اور البتہ ثابت ہو
چکی ہے نہی طلاق دینے سے اس طہر میں جس میں اس سے صحبت کی ہو اور یہ جو کہا کہ پھر اگر چاہے تو طلاق دے اس
کو پہلے صحبت سے تو ایک روایت میں ہے کہ جب حیض سے پاک ہو تو چاہیے کہ طلاق دے اس کو پہلے اس سے کہ
اس سے صحبت کرے یا اس کو اپنے پاس رکھے اور ایک روایت میں سالم رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ پھر چاہیے کہ اس کو طلاق
دے طہر کی حالت میں یا حمل کی حالت میں اور تمسک کیا ہے ساتھ اس زیادتی کے اس شخص نے کہ مستثنیٰ کیا ہے اس

نے تحریم طلاق سے اس طہر میں جس میں جماع کیا ہو اس صورت کو جب کہ ظاہر ہو حمل اس واسطے کہ وہ حرام نہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب ظاہر ہو حمل تو آگے بڑھا وہ اس پر جان بوجھ کر پس نہ پشیمان ہو گا طلاق پر اور نیز پس زمانہ حمل کا زمانہ رغبت کا ہے وطی میں سو آگے بڑھنا اس کا طلاق پر بیچ اس کے دلالت کرتا ہے اوپر منہ پھیرنے اس کے کی اس سے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو حمل طلاق دینے والے سے اور اگر اس کے غیر سے ہو ساتھ اس طرح کے کہ نکاح کیا ہو اس عورت سے جو زنا سے حامل ہو اور اس سے صحبت کی پھر اس کو طلاق دی یا وطی کی گئی منکوحہ ساتھ شبہ کے پھر اس سے حاملہ ہوئی پھر اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی تو ہو گی طلاق بدعی اس واسطے کہ عدت طلاق کی واقع ہوتی ہے بعد جننے حمل کے اور پاک ہونے کے نفاس سے پس نہ مشروع ہو گی پیچھے طلاق کے عدت میں جیسے کہ بیچ حامل کے ہے اس سے، کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا پھر اگر چاہے تو اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو طلاق دے تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو شخص اپنی بیوی سے کہے حیض کی حالت میں کہ جب تو حیض سے پاک ہو تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ طلاق سنت کے موافق نہیں اس واسطے کہ سنت کے موافق طلاق دینے والا وہ شخص ہے کہ ہو اختیار دیا گیا وقت وقوع طلاق کے درمیان واقع کرنے طلاق کے اور ترک اس کی کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے پہلے صحبت کرنے سے اس پر کہ جس طہر میں صحبت کی ہو اس میں طلاق دینی حرام ہے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے جمہور نے سو اگر طلاق دے تو کیا جبر کیا جائے رجعت پر جیسا کہ جبر کیا جاتا ہے جب کہ طلاق دے اس کو حیض کی حالت میں بعض مالکیوں نے تو اس کو دونوں صورتوں میں عام کیا ہے یعنی دونوں صورتوں میں اس کو جبر کیا جائے اور مشہور ان سے یہ ہے کہ حائض میں جبر کیا جائے طہر میں جبر نہ کیا جائے اور کہا انہوں نے کہ جب اس کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو رجعت پر مجبور کیا جائے اور اگر باز رہے تو حاکم اس کو سزا دے اور اگر باز رہے تو حاکم اس کو مجبور کرے اور کیا جائز ہے اس کو صحبت کرنی اس سے ساتھ اس رجعت کے اس میں دو روایتیں ہیں صحیح تر یہ روایت ہے کہ جائز ہے اور داؤد سے مروی ہے کہ مجبور کیا جائے رجعت پر جب کہ طلاق دے اس کو حیض کی حالت میں اور اگر اس کو نفاس کی حالت میں طلاق دے تو مجبور نہ کیا جائے اور یہ جمود ہے یعنی جمنا ہے ظاہر پر اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں سالم رحمۃ اللہ علیہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر میں یا حمل میں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اگر اس کے واسطے ظاہر ہو کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دے اس وقت جب کہ حیض سے پاک ہو اور اختلاف کیا ہے فقہاء نے اس میں کہ کیا مراد طاہرًا سے بند ہو جانا خون کا ہے یا پاک ہونا ساتھ نہانے کے حیض سے اس میں دو قول ہیں اور یہ دو روایتیں ہیں احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور راجح ثانی ہے واسطے اس حدیث کے کہ روایت کی ہے نسائی نے نافع سے اس قصے میں کہ حکم کر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی عورت سے رجعت کرے پھر جب اپنے دوسرے حیض سے غسل کرے تو اس سے جحت نہ کرے یہاں تک کہ اس کو طلاق دے اور اگر اس کو اپنے

پاس رکھنا چاہے تو پاس رکھے اور یہ مفسر ہے واسطے قول اس کے کہ جب پاک ہو پس چاہیے کہ حمل کیا جائے اوپر اس کے اور متفرع ہوتا ہے اس سے یہ کہ کیا گزر جاتی ہے عدت ساتھ بند ہونے خون کے اور دور ہوتی ہے رجعت یا ضروری ہے غسل کرنا اس میں اختلاف ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو احکام کہ حیض پر مرتب ہیں دو قسم پر ہیں پہلی قسم دور ہوتی ہے ساتھ بند ہونے خون کے مانند صحیح ہونے غسل اور روزے کے اور مرتب ہونے نماز کے ذمہ میں اور دوسری قسم نہیں دور ہوتی مگر ساتھ نہانے کے مانند صحیح ہونے نماز اور طواف کے اور جواز ٹھہرنے کے سو کیا ہوتی ہے طلاق پہلی قسم سے یا دوسری قسم سے اور یہ جو کہا کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر کی حالت میں یا حمل میں تو اس سے تمسک کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ طلاق حامل کی سنی ہے اور وہ قول جمہور کا ہے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ وہ طلاق سنی ہے نہ بدعی اور یہ جو فرمایا سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق اس میں ہوا کرے تو یہ بیان ہے واسطے مراد آیت کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو ان کو ان کی عدت کے اول میں طلاق دو اور تصریح کی ہے معمر نے نافع رحمہ اللہ سے کہ یہ کلام حضرت ﷺ کا ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ اقراء سے مراد طہر ہیں اس واسطے کہ طہر میں طلاق دینے کا حکم کیا اور قول حضرت ﷺ کا فطلقوھن لعدتھن یعنی وقت ابتداء عدت ان کی کے اور البتہ ٹھہرایا ہے واسطے طلاق والی کے انتظار کرنا تین قروء تک سو جب نہی کی گئی طلاق دینے سے حیض میں اور کہا کہ اجازت اس طلاق کی ہے جو طہر میں ہو تو معلوم ہوا کہ مراد قروء سے طہر ہیں یہ ابن عبدالبر نے کہا ہے اور باقی فوائد اس حدیث کے آئندہ آئیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تَعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ.

جب عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی جائے تو اس طلاق کو حساب کیا جائے یعنی وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلے میں اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے چنانچہ طاؤس اور فلاس وغیرہ سے ہے کہ وہ واقع نہیں ہوتی اور اسی واسطے پیدا ہوا سوال اس شخص کا جس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا سوال کیا۔ (فتح)

٤٨٥١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ

۴۸۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے میں نے کہا وہ طلاق شمار ہو گی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر شمار نہ ہو تو اور کیا چیز

فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ.

ہو گی؟ یعنی ضرور یہ طلاق شار ہو گی اور روایت ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے روایت کی یونس سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس کو حکم کر سو چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے میں نے کہا یہ طلاق شار کی جائے گی؟ فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو اور احمق بنے اور کہا ابو معمر نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے اس نے روایت کی سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ شمار کی گئی مجھ پر ایک طلاق اور ایک روایت میں آیا ہے فرمایا کہ ہاں شمار ہو گی۔

فائدہ: اور یہ جو کہا فمہ تو یہ استفہام ہے یعنی اگر شمار نہ ہو تو اور کیا چیز ہو گی اور یہ کلمہ زجر کے واسطے کہا جاتا ہے یعنی باز رہ اس کلام سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ واقع ہونے طلاق کے سے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا چیز ہو گی اگر نہ شمار کی جائے واسطے انکار کرنے قول سائل کے کہ کیا اس کو حساب کیا جائے گا سو گویا کہ کہا کہ کیا اس سے کوئی چارہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو اور احمق بنے یعنی اگر عاجز ہو کسی فرض سے سو نہ قائم کرے اس کو یا احمق بنے سو اس کو ادا نہ کرے تو کیا یہ اس کے واسطے عذر ہو گا اور کہا خطابی نے کہ کلام میں حذف ہے یعنی بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے تو کیا ساقط کرتا ہے اس سے طلاق کو حمق اس کا یا باطل کرتا ہے اس کو عجز اس کا اور حذف کیا جواب کو واسطے دلالت کرنے کلام کے اوپر اس کے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ان نافیہ ہو ساتھ معنی ما کے یعنی نہیں عاجز ہوا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور نہ احمق ہوا اس واسطے کہ نہ وہ لڑکا ہے نہ دیوانہ کہا اس نے کہ اگر ہو روایت ساتھ فتح الف اَنْ کے تو اس کے معنی ظاہر ہیں اور تا استحمق میں مفتوح ہے اور کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے ایسا کام کیا ہے جو اس کو احمق عاجز بنا دے پس ساقط کرے اس سے حکم طلاق کو عجز اس کا یا حمق اس کا اور سین اور تا اس میں واسطے اشارہ کے ہے طرف اس کی کہ اس نے زور کے ساتھ اپنے آپ کو احمق بنایا ہے بسبب اس کام کے کہ اس نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی اور بعض اصول میں مجہول کا صیغہ واقع ہوا ہے یعنی لوگوں نے اس کو احمق جانا بہ سبب اس چیز کے کہ اس نے کی اور یہ باوجہ ہے اور کہا مہلب نے کہ معنی قول اس کے کی ان عجز واستحمق کے یہ ہیں یعنی عاجز ہوا رجعت میں جس کا اس کو حکم ہوا تھا واقع کرنے طلاق کے سے یا گم ہوئی عقل اس کی پس نہ قادر ہوا رجعت پر، کیا باقی رہے گی عورت معلقہ نہ خاوند والی اور نہ مطلقہ اور البتہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے پس ضروری ہے کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے جس کو اس نے بے وجہ واقع کیا ہے جیسا کہ اگر نہی اور فرض اللہ کے

سے عاجز ہو سو نہ قائم کرے اس کو اور احمق بنے سو اس کو نہ لائے تو اس کو معذور نہیں سمجھا جاتا اور نہ اس سے فرض ساقط ہوتا ہے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ خلاف کیا ہے بعض اہل ظاہر نے سو کہا کہ جب حیض والی کو طلاق دی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اس واسطے کہ شارع نے اس کی اجازت نہیں دی تو مشابہ ہوئی یہ بیگانی عورت کی طلاق کو یعنی جیسے کوئی کہے کہ میں نے بیگانی عورت کو طلاق دی اور حکایت کیا ہے اس کو خطابی نے خارجیوں اور رافضیوں سے، کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں مخالف ہیں اس میں مگر بدعی اور گمراہ لوگ یعنی اب کہا اور مروی ہے مانند اس کی بعض تابعین سے اور وہ خلاف ہے اور حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی وغیرہ نے ابن علیہ یعنی ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ سے کہ جس کے حق میں امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابراہیم گمراہ ہے گمراہ کرتا ہے لوگوں کو اور تھا مصر میں اور واسطے اس کے چند مسئلے ہیں جس میں وہ اکیلا ہوا ہے اور تھا فقہاء معتزلہ سے اور مراد نووی رحمہ اللہ کی ساتھ بعض اہل ظاہر کے ابن حزم رحمہ اللہ ہے کہ وہ اکیلا قائل ہوا ہے ساتھ اس کے اور مبالغہ کیا ہے اس نے بیچ اس کے۔ اور جواب دیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے امر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سے ساتھ رجعت کرنے کے ساتھ اس طور کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فقط اپنی عورت سے الگ ہوئے تھے یعنی طلاق نہیں دی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ اس کو پھر اپنے پاس لائے اور بدستور سابق اس کے ساتھ معاشرت کرے سو حمل کیا ہے اس نے مراجعت کو اس کے لغوی معنی پر اور تعاقب کیا گیا اس کا ساتھ اس کے کہ حقیقت شرعی مقدم ہے حقیقت لغوی پر اتفاقا اور جواب دیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سے کہ شمار کی گئی مجھ پر ایک طلاق ساتھ اس طور کے کہ نہیں تصریح کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ کس نے اس کو شمار کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کسی کے قول میں حجت نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ قول صحابی کا کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح حکم کیا پھرتا ہے طرف اس شخص کے جس کے واسطے امر ہے اس وقت یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کہا ہے بعض شارحین نے اور میرے نزدیک یہ ہے کہ نہیں لائق ہے کہ آئے اس میں خلاف جو صحابی کے قول میں ہے کہ حکم کیا ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس طرح کے اس واسطے کہ محل اس کا اس جگہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع اس پر صریح نہ ہو اور نہیں اس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ حکم کرنے والے ہیں ساتھ رجعت کے اور وہی راہ دکھلانے والے ہیں واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس چیز میں کہ کرے جب کہ اس کے بعد اس کی طلاق کا ارادہ کرے اور جب خبر دی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جو چیز کہ اس سے واقع ہوئی وہ اس پر ایک طلاق شمار کی گئی تو یہ احتمال نہایت بعید ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نے اس کو اس پر طلاق شمار کیا ہو باوجود گھیر نے قرینوں کے اس قصے میں ساتھ اس کے اور کس طرح خیال کیا جاتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس قصے میں کوئی چیز اپنی رائے سے کریں اور وہ خود نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس فعل سے غصے ہوئے کیوں نہ مشورہ لیا آپ سے اس چیز میں کہ کرتا ہے قصے مذکورہ میں اور البتہ موافقت کی ہے ابن حزم رحمہ اللہ کی اس پر ابن

تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے متاخرین میں سے یعنی اس کا بھی یہی قول ہے کہ اگر حیض کی حالت میں طلاق دے تو طلاق نہیں پڑتی اور بڑی حجت ان کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے بیچ روایت ابی الزبیر کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نزدیک مسلم اور ابو داؤد وغیرہ کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ چاہیے کہ اس سے رجوع کرے سو اس کو پھیر دیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو مجھ پر رد کیا اور ابو داؤد نے زیادہ کیا ہے کہ اس طلاق کو کچھ چیز نہ دیکھا کہا ابو داؤد نے کہ روایت کیا اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک جماعت نے اور ان کی سب حدیثیں برخلاف اس چیز کے ہیں کہ ابو الزبیر نے کہی ہیں کہا ابن عبدالبر نے کہ قول اس کا ولم یرھا شیئا یعنی اس کو کچھ چیز نہ دیکھا منکر ہے ابو زبیر کے سوائے کسی نے اس کو نہیں کہا اور نہیں ہے حجت اس چیز میں کہ مخالف ہو اس کو اس میں مثل اس کا سو کیا حال ہے بیچ مقابلے اس شخص کے جو اس سے زیادہ تر ثابت ہو اور اگر صحیح ہو تو اس کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نہ دیکھا اس کو کوئی چیز مستقیم واسطے نہ واقع ہونے اس کے موافق سنت کے کہا خطابی نے کہا اہل حدیث نے کہ نہیں روایت کی ابو زبیر نے کوئی حدیث زیادہ تر منکر اس سے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ نہ دیکھا اس کو کچھ چیز کہ حرام ہو ساتھ اس کے رجعت یا نہ دیکھا اس کو کوئی چیز جائز سنت میں اگرچہ لازم ہے واسطے اس کے ساتھ کراہت کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ گنا اس کو کوئی چیز صواب سوائے خطا کے بلکہ حکم کیا جائے صاحب اس کا کہ اس پر قائم نہ ہو اس واسطے کہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ رجعت کے اور اگر اس کو طہر میں طلاق دی ہوتی تو اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حکم نہ ہوتا کہا ابن عبدالبر نے کہ حجت پکڑی ہے بعض اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ طلاق حیض میں واقع نہیں ہوتی ساتھ اس چیز کے جو مروی ہے شعبی سے کہا کہ جب مرد اپنی عورت کو حیض میں طلاق دے تو نہ شمار کرے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول میں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس کے معنی وہ نہیں جو اس کا مذہب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حساب کرے عورت اس حیض کو عدت میں جیسا کہ اس سے صریح آ چکا ہے کہ اس نے کہا کہ واقع ہوتی ہے اس پر طلاق اور نہ گنے اس حیض کو اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کچھ چیز نہیں اور یہ متابعتین ہیں واسطے ابو زبیر کے لیکن سب قائل ہیں واسطے تاویل کے اور وہ اولیٰ ہے لغو کرنے صریح کے سے بیچ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ وہ مجھ پر ایک طلاق گنی گئی اور یہ تطبیق جو ابن عبدالبر وغیرہ نے ذکر کی ہے متعین ہے اور وہ اولیٰ ہے بعض راویوں کے غلط گو کہنے سے اور بہر حال قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہ وہ اس پر ایک طلاق گنی گئی سو البتہ اگرچہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ مرفوع کرنے کے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن اس میں تسلیم ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ اس پر ایک طلاق شمار کی گئی سو کس طرح جمع ہو گا ساتھ اس کے قول اس کا کہ اس نے اس کو نہ شمار کیا اور کچھ چیز نہ دیکھا اس معنی کے بنا پر جو مخالف کا مذہب ہے اس واسطے کہ اگر ضمیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

ٹھہرایا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مخالفت کی حضرت ﷺ کے حکم کی خاص اس قصے میں اس واسطے کہ کہا اس نے کہ وہ مجھ پر ایک طلاق گنی گئی سو جس نے اس کو شمار کیا اس نے اس کی مخالفت کی کہ اس نے اس کو کچھ چیز نہ دیکھا اور کس طرح گمان کیا جائے یہ ساتھ اس کے باوجود اہتمام اس کے کی اور اس کے باپ کے ساتھ سوال کرنے کے حضرت ﷺ سے تا کہ کریں جو حکم کریں ان کو حضرت ﷺ اور اگر ٹھہرایا جائے ضمیر بیچ لم یعتد بھا ولم یرھا شیئا واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تو لازم آتا ہے اس سے تناقض ایک قصے میں سو حاجت ہوگی طرف ترجیح کے اور نہیں کہ اکثر راویوں کی روایت کو لینا اولیٰ ہے مقابل اس کے سے وقت دشوار ہونے تطبیق کے نزدیک جمہور کے، واللہ اعلم۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے بے شک رجعت مستقل ہے ساتھ اس کے خاوند سوائے ولی کے اور رضا مندی عورت کی کے اس واسطے کہ یہ اس کے اختیار میں دیا گیا ہے اس کے سوائے اور کسی کو اس کا اختیار نہیں اور وہ مانند قول اللہ کے کی ہے ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ اور اس حدیث میں ہے کہ باپ قائم ہوتا ہے اپنے بیٹے بالغ رشید کی طرف سے ان کاموں میں کہ واقع ہوں واسطے اس کے اس قسم سے کہ شرماتا ہے بیٹا اس کے ذکر سے اور لیتا ہے اس سے وہ چیز کہ شاید لاحق ہو اس کو عتاب سے اس کے فعل پر واسطے شفقت کے اس سے اور اس میں ہے کہ جو عورت کہ حیض سے پاک ہو اس کو طلاق دینا مکروہ نہیں اس واسطے کہ انکار کیا حضرت ﷺ نے واقع کرنے اس کے کو حیض میں نہ اس کے غیر میں اور واسطے قول آپ کے کی اس حدیث کے آخر میں پھر اگر اس کو چاہے تو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو طلاق دے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا واسطے قول حضرت ﷺ کے ایک طریق میں کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر میں یا حمل میں سو حضرت ﷺ نے حیض کے دنوں میں طلاق دینے کو حرام ٹھہرایا اور اس کو حمل کے دنوں میں مباح ٹھہرایا سو دلالت کی اس نے کہ وہ دونوں جمع نہیں ہوتے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جب کہ نہیں ہے تاثیر واسطے حیض حامل کے بیچ دراز کرنے عدت کے اور نہ تخفیف کرنے اس کے کی اس واسطے کہ وہ ساتھ بچہ جننے کے ہے تو مباح کیا شارع نے اس کی طلاق کو حمل کی حالت میں مطلق اور لیکن غیر حامل سو فرق کیا گیا ہے درمیان حائض اور طاہر کے اس واسطے کہ حیض تاثیر کرتا ہے عدت میں سو فرق درمیان حامل کے اور غیر اس کے کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بہ سبب حمل کے ہے نہ بہ سبب حیض کے اور نہ طہر کے اور اس میں ہے کہ اقراء عدت میں طہر ہیں، کما سیاتی بیانه اور اس سے معلوم ہوا کہ حرام ہے طلاق دینی اس طہر میں جس میں صحبت کی ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالکیوں نے کہا کہ حرام نہیں اور ایک روایت مانند جمہور کی ہے اور ترجیح دی ہے اس کو فاکہانی نے واسطے ہونے اس کے کہ شرط کی ہے اس نے بیچ اذن کے طلاق میں نہ چھونا اور معلق ساتھ شرط کے معدوم ہے وقت نہ ہونے اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو طلاق دے اور کیا مرد اپنی عورت کو روبرو طلاق دے۔

فائدہ: اور حذف کیا ہے ابن بطال نے ترجمہ سے قول اس کا من طلق سو شاید نہیں ظاہر ہوئی واسطے اس کے وجہ اس کی اور میں گمان کرتا ہوں کہ قصد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ثابت کرنا جواز طلاق کے مشروع ہونے کا اور حمل کیا ہے اس نے اس حدیث کو کہ مبغوض تر حلال میں سے اللہ کے نزدیک طلاق ہے اس چیز پر جب کہ واقع ہو بغیر کسی سبب کے اور وہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور معلول ہے ساتھ ارسال کے اور بہر حال روبرہ ہو کے طلاق دینی سو اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی کہ وہ خلاف اولیٰ کا ہے اس واسطے کہ پس پشت طلاق دینے میں زیادہ نرمی اور مہربانی ہے مگر یہ کہ اس کے ذکر کی حاجت ہو۔ (فتح)

٤٨٥٢ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمِ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ مَنِيْعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ.

۴۸۵۲۔ حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ کس بیوی نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی تھی؟ اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بے شک جون کی بیٹی جب حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی اور حضرت ﷺ اس سے قریب ہوئے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو نے بڑے مالک کی پناہ مانگی اپنے لوگوں میں جامل، کہا ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے کہ روایت کیا ہے اس کو حجاج نے اپنے جد سے اس نے زہری سے کہ عروہ نے اس کو خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

فائدہ: اور صحیح یہ ہے کہ نام اس کا امیمہ بنت نعمان ہے اور بعض نے کہا کہ نام فاطمہ ہے یا اسماء، اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی سو اس کا دستور تھا کہ وہ مینگنی اٹھاتی اور کہتی کہ میں بد بخت ہوں اور کہا ابن سعد نے کہ صحیح یہ ہے کہ جس نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی تھی وہ جونیہ ہے اور روایت کی ہے ابن سعد نے سعید بن عبدالرحیم سے کہ اس کے سوا اور کسی عورت نے حضرت ﷺ سے پناہ نہیں مانگی۔ میں کہتا ہوں کہ یہی ہے غالب گمان پر اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے واسطے پناہ مانگنے والے کے ساتھ فریب مذکور کے سو بعید ہے کہ فریب کھائے اور کوئی عورت اس کے بعد جس طرح اس نے

فریف کھایا بعد مشہور ہونے اس خبر کے، کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے جوینہ سے نکاح کیا اور اختلاف ہے بیچ سبب جدا ہونے اس کے سو کہا قتادہ نے کہ جب حضرت ﷺ اس پر داخل ہوئے تو اس کو بلایا اس نے کہا کہ تم آؤ یعنی اس نے حضرت ﷺ کا کہا نہ مانا سو حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اور بعض نے کہا کہ اس کو داغ تھا مثل عامریہ کی کہا اس نے اور بعض نے گمان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بڑے مالک کی پناہ مانگی اور البتہ اللہ تجھ کو مجھ سے پناہ دے سو حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اور یہ باطل ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا تھا یہ ایک عورت نے بنی عنبر کی قوم سے اور وہ خوبصورت تھی سو حضرت ﷺ کی بیویوں نے خوف کیا کہ وہ ان پر غالب ہو سو انہوں نے اس سے کہا کہ حضرت ﷺ کو خوش لگتا ہے کہ آپ کے واسطے کہا جائے کہ ہم تم سے پناہ مانگتے ہیں سو اس نے اسی طرح کیا حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اسی طرح کہا ہے ابن عبدالبر نے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں حکم کیا ہے اس نے ساتھ باطل ہونے اس کے کی باوجود بہت ہونے روایتوں کے جو وارد ہیں بیچ اس کے کی اور ثابت ہونے اس کے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بخاری میں اور زیادہ شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٨٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَسِيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْطَلَقْنَا إِلٰى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسُوْا هَا هُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَأُنْزِلَتْ فِيْ بَيْتٍ فِيْ نَخْلٍ فِيْ بَيْتٍ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ قَالَ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ يَضَعُ يَدَهٗ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ أَعُوْذُ

۴۸۵۳۔ حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ایک احاطے والے باغ کی طرف چلے جس کو شوط کہا جاتا تھا یہاں تک کہ ہم دو باغوں کی طرف پہنچے اور دونوں کے درمیان بیٹھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھو اور آپ باغ کے اندر داخل ہوئے اور البتہ آپ کے پاس جوینہ یعنی امیمہ نعمان کی بیٹی لائی گئی اور کھجوروں کے باغ میں ایک گھر میں اتاری گئی اور اس کے ساتھ اس کے دودھ پلانے والی تھی اس کے پالنے والی سو جب حضرت ﷺ اس کے پاس اندر گئے تو فرمایا کہ اپنی جان مجھ کو بخش دے اس نے کہا کہ کیا بخشتی ہے بادشاہ عورت اپنی جان رعیت کو پھر حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ کو اس کی طرف بڑھایا کہ اپنا ہاتھ اس پر رکھیں تا کہ آرام پکڑے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تو نے اپناہ پکڑی ساتھ اس

بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ.

چیز کے جس کے ساتھ پناہ پکڑی جاتی ہے یعنی اللہ کی پھر ہماری طرف نکلے سو فرمایا کہ اے ابو اُسید! اس کو السی کے کپڑے کا جوڑا پہنا اور اس کو اس کے گھر والوں میں پہنچا دے اور کہا حسین بن ولید نے عبدالرحمٰن سے اس نے عباس رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سہل سے اور ابو اُسید سے دونوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ سے نکاح کیا سو جب وہ آپ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو گویا اس نے اس کو برا جانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید کو حکم دیا کہ اس کا سامان درست کرے اور اس کو السی کے دو کپڑے پہنا دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو ابن سعد نے ابو اسید سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی جون کی قوم میں سے ایک عورت سے نکاح کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کو آپ کے پاس لاؤں سو میں اس کو آپ کے پاس لایا سو میں نے اس کو شوط میں اتارا پہاڑ کے پیچھے ایک قلعے میں پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر چلے اور ہم آپ کے ساتھ تھے اور ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ نعمان بن جون کندی مسلمان ہو کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کیا نہ نکاح کروں میں آپ کا ایک شوہر دیدہ عورت سے جو عرب کی سب عورتوں سے زیادہ خوب صورت ہے؟ سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا اور اس کے ساتھ ابو اسید کو بھیجا، کہا ابو اسید نے سو میں نے اس کو بنی ساعدہ کے قبیلے میں اتارا سو قوم کی عورتیں اس کے پاس آئیں اس کے ساتھ خوش ہوئیں اور نکلیں اور ذکر کیا انہوں نے کہ بہت خوب صورت ہے اور سوقہ کے معنی ہیں رعیب بولا جاتا ہے واحد اور جمع پر کہا گیا ان کو سوقہ اس واسطے کہ بادشاہ ان کو ہانکتا ہے سو وہ ہانکے جاتے ہیں طرف اس کی اور پھیرتا ہے ان کو اپنی مراد پر اور بہر حال اہل سوق پس واحد ان کا سوقی ہے، کہا ابن منیر نے کہ یہ بقایا اس چیز سے ہے کہ تھی اس میں جاہلیت کی خو بو سے اور سوقہ نزدیک ان کے وہ شخص ہے جو بادشاہ نہ ہو خواہ کوئی ہو سو شاید اس عورت نے بعید جانا اس کو کہ نکاح کرے بادشاہ عورت اس شخص سے جو بادشاہ نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا تھا کہ بادشاہ پیغمبر ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا کہ بندے پیغمبر ہوں واسطے تواضع کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کے لیے اور نہ مواخذہ کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلام پر واسطے معذور رکھنے اس کے کی واسطے قریب ہونے زمانے اس کے کی ساتھ جاہلیت کے اور کتاب الاشربہ کے اخیر میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے

حدیث آئے گی کہ ذکر کی گئی واسطے حضرت ﷺ کے ایک عورت عرب میں سے سو حضرت ﷺ نے ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو کہلا بھیجے سو وہ آئی اور بنی ساعدہ کے قلعے میں اتری سو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس اندر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ ایک عورت ہے نیچے سر ڈالے سو جب حضرت ﷺ نے اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں نے تجھ کو آپ سے پناہ دی تو لوگوں نے کہا کہ کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہے، یہ اللہ کے رسول ہیں تیرے پاس نکاح کے پیغام کو آئے تھے؟ اس نے کہا کہ میری بدبختی اور یہ محمول ہے تعدد پر یعنی دونوں قصے جدا جدا ہیں اور قوی کرتا ہے اس کو یہ کہ جس عورت کا ابو اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے اس کا نام امیمہ ہے اور جس کا ذکر سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس کا نام اسماء ہے، واللہ اعلم۔ اور حضرت ﷺ نے امیمہ سے نکاح کیا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت سے حضرت ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا بلکہ اس سے نکاح کا پیغام کرنے کو آئے تھے کہا ابن تین نے کہ جوڑا دیا اس کو حضرت ﷺ نے یا بطور وجوب کے یا بطور احسان کے اور حکم متعہ کا نفقات میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ کہا ابن بطال نے کہ نہیں ہے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو روبرو طلاق دی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو باب کی پہلی حدیث ہے سو محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنے گھر والوں میں جامل پھر جب ابو اسید رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے تو اس سے فرمایا کہ اس کو اس کے گھر والوں میں پہنچا دے پس نہیں ہے کوئی مخالفت پس مراد پہلی سے طلاق ہے اور دوسری سے حقیقت لفظ کی اور وہ یہ ہے کہ اس کو اس کے گھر والوں کی طرف پھر بھیجیں اس واسطے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ ہی اس کو لایا تھا ، کما ذکرناہ اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ روایت ابن سعد کے کہ کہا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا سو میں نے اس کو پھیر دیا سو جب میں اس کے ساتھ پہنچا تو وہ چلائی اور کہا کہ البتہ تو تو مبارک ہے سو کس چیز نے تجھ کو بہکایا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فریب دیا گیا سو وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئی اور ابن سعد نے عروہ سے روایت کی ہے کہ عبدالملک نے اس کو لکھا اس حال میں کہ اس کو پوچھتا تھا سو اس نے خط اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ نے کسی کندی عورت سے نکاح نہیں کیا مگر بنی جون کی بہن سے سو اس کے مالک ہوئے سو جب وہ مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اور اس کو طلاق دی سو قول اس کا کہ اس کو طلاق دی احتمال ہے کہ ہو ساتھ لفظ کے جو پہلے مذکور ہے اور احتمال ہے کہ اس کو روبرو طلاق دی ہو ساتھ لفظ طلاق کے اور شاید یہی راز ہے بیچ وارد کرنے ترجمہ کے ساتھ لفظ استفہام کے سوائے قطع کرنے حکم کے اور اعتراض کیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس سے نکاح نہیں کیا اس واسطے کہ نہیں جاری ہوا ذکر صورت عقد کا اور وہ باز رہی کہ حضرت ﷺ کو اپنی جان بخشے سو حضرت ﷺ نے اس کو کس طرح طلاق دی اور جواب یہ ہے کہ جائز تھا واسطے حضرت ﷺ کے کہ نکاح کریں اپنا

بغیر عورت کی اجازت کے اور بغیر اس کے ولی کی اجازت کے سو ہو گا مجرد بلا بھیجنا حضرت ﷺ کا اس کو اور حاضر کرنا اس کا اور رغبت کرنا بیچ اس کے کافی اور ہو گا قول حضرت ﷺ کا کہ اپنی جان مجھ کو بخش دے واسطے خوش کرنے خاطر اس کی کے اور مائل کرنے دل اس کے کو اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا ابن سعد کی روایت میں کہ حضرت ﷺ متفق ہوئے ساتھ باپ اس کے کی بیچ مقدار مہر اس کے کی اور یہ کہ اس کے باپ نے کہا کہ وہ آپ کی طرف راغبت ہے اور آپ سے نکاح کا پیغام کرتی ہے۔ (فتح) اور اس حدیث میں ہے کہ جو اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے گھر والوں میں جامل اور طلاق کا ارادہ کرے تو طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر طلاق کا ارادہ نہ ہو تو طلاق نہیں پڑتی اس بنا پر واقع ہوا ہے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث دراز میں جو اس کی توبہ کے قصے میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا کہ اپنی عورت سے الگ ہو جائے تو اس نے اس سے کہا کہ اپنے گھر والوں میں جامل اور ان میں رہ یہاں تک کہ اللہ اس کام میں حکم کرے اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ أَبِيْهِ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ بِهٰذَا.

حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالرحمٰن نے حمزہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اور عباس بن سہل بن سعد سے اس نے اپنے باپ سے ساتھ اس کے۔

٤٨٥٤ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ غَلَّابٍ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَأَمَرَهٗ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

۴۸۵۴۔ حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی یعنی اس کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہچانتا ہے کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا سو آپ نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے پھر جب حیض سے پاک ہو اور ارادہ کرے کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دے میں نے کہا کہ کیا شمار کی گئی یہ طلاق؟ اس نے کہا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے تو کیا اس سے یہ طلاق ساقط ہو جائے گی؟ یعنی ساقط نہیں ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو اس نے اس روایت میں کہا کہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہچانتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس نے یہ باوجود اس کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جانتا تھا کہ وہ اس کو پہچانتا ہے اور وہی تھا جس کے ساتھ روبرو بات کرتا ہے تا کہ ثابت کرے اس کو سنت کی پیروی پر اور اوپر قبول کرنے کے اس کے ناقل سے اور یہ کہ لازم ہے عام لوگوں کو پیروی کرنا ساتھ مشہور عالموں کے ہو اس کو مقرر کیا اس چیز پر کہ لازم ہے اس کو اس سے نہ یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گمان کیا کہ وہ اس کو نہیں پہچانتا، کہا ابن منیر نے اس حدیث میں یہ نہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کے روبرو ہو کے طلاق دی لیکن ظاہر حال اس کے سے یہ ہے کہ اس نے اس کو سامنے ہو کے طلاق دی اس واسطے کہ طلاق دی اس نے اس کو مخالفت اور دشمنی سے انتہی، اور نہیں ذکر کیا اس نے اپنی سند کو شقاق مذکور میں احتمال ہے کہ یہ طلاق شقاق سے نہ ہو بلکہ کسی اور سبب سے ہو اور البتہ روایت کی ہے احمد اور اربعہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے محبت رکھتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ اس کو برا جانتے تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو طلاق دے دے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ کا کہا مان سو احتمال ہے کہ وہ عورت یہی ہو اور شاید جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کی طلاق کے ساتھ حکم دیا اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا اور اس کا حکم بجا لایا تو اتفاقا طلاق حیض میں واقع ہوئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جانا سو تھا یہی راز بیچ سوال کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس سے اس واسطے کہ وہ اس کی طرف سے واقع ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ. بیان ہے اس شخص کا جو تین طلاق کو جائز رکھتا ہے۔

فائدہ: اور ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سلف میں سے بعض شخص وہ ہے جو تین طلاق کے واقع ہونے کو جائز نہیں رکھتا، سو احتمال ہے کہ مراد اس کی ساتھ منع کے وہ شخص ہو جو مکروہ جانتا ہے بیونت کبریٰ کو یعنی جدا ہونا بڑا اور وہ ساتھ واقع کرنے تین طلاق کے ہے عام تر اس سے کہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا جدا جدا اور ممکن ہے کہ تمسک کیا جائے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے کہ مبغوض تر حلال اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا جاتا جس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوتیں تو اس کی پیٹھ پر مارتے اور اس کو درد پہنچاتے اور اس کی سند صحیح ہے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ عدم جواز کے وہ شخص جو قائل ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے طلاق جب کہ اس کو اکٹھی واقع کرے ایک مجلس میں واسطے نہی کے اس سے اور یہ قول شیعہ کا ہے اور بعض اہل ظاہر کا اور عام کیا ہے اس کو بعض نے ہر طلاق میں جس سے منع کیا گیا ہے مانند طلاق حیض والی کے اور یہ خلاف ہے اجماع کا اور ان میں سے بہت لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ واقع ہو جاتی ہے باوجود منع ہونے جواز اس کے کی اور حجت پکڑی ہے واسطے اس کے بعض نے ساتھ حدیث محمود بن لبید کے کہا کہ خبر دیئے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد سے کہ اس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں اکٹھی دیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو

کر اٹھے سو فرمایا کہ کیا کھیلتا ہے اللہ کی کتاب سے اور حالانکہ میں تمہارے درمیان ہوں، الحدیث روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن محمود حضرت ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوا اور نہیں ثابت ہوا ہے واسطے اس کے سماع حضرت ﷺ سے اور بر تقدیر صحیح ہونے اس کے کی پس نہیں ہے اس میں بیان اس کا کہ کیا حضرت ﷺ نے تین طلاق کو اس پر جائز رکھا باوجود انکار کرنے آپ اوپر اس کے کہ اس نے تین طلاقیں اکٹھی کیوں دیں یا نہیں سو اقل احوال اس کا یہ ہے کہ دلالت کرے اس کے حرام ہونے پر اگرچہ لازم کی گئی اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح میں کہ اس نے کہا اس شخص کو جس نے تین طلاقیں اکٹھی دیں تھیں کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوئی اور واسطے اس کے اور الفاظ ہیں مثل اس کی اور روایت کی ہے ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد کے طریق سے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو ایک مردان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما چپ رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا وہ اس کو اس کی عورت پھیر دیں گے سو کہا کہ کوئی تم میں سے چلتا ہے پس سوار ہوتا ہے حماقت پر پھر کہتا ہے اے ابن عباس! بے شک اللہ نے فرمایا کہ جو ڈرے اللہ سے وہ کر دیے واسطے مخلصی اور بے شک تو اللہ سے نہیں ڈرا سو میں تیرے واسطے کوئی مخلصی نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوئی اور جو تحریم اور لزوم کے قائل ہیں ان میں سے بعض شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی دے تو ایک ہی واقع ہوتی ہے اور یہ قول محمد بن اسحاق صاحب مغازی کا ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر اس پر سخت غضبناک ہوا تو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تو نے اس کو کس طرح طلاق دی؟ اس نے کہا کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک طلاق ہے سو اس سے رجعت کر اس نے اس سے رجعت کی اور یہ حدیث نص ہے مسئلے میں نہیں قبول کرتی ہے تاویل کو جو اس کے سوائے اور حدیثوں میں کی جاتی ہے جن کا ذکر آنے والا ہے اور البتہ علماء نے اس حدیث سے چار طرح پر جواب دیا ہے ایک یہ کہ محمد بن اسحاق مختلف فیہ ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے چند احکام میں ایسی سند سے مانند اس حدیث کی کہ پھیر دیا حضرت ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص پر ساتھ نکاح پہلے کے اور نہیں ہے ہر مختلف مردود، دوسرا جواب معارضہ ہے ساتھ فتویٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں کما تقدم من روایة مجاهد وغیرہ سو نہیں گمان کیا جاتا ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ تھا پاس اس کے یہ حکم حضرت ﷺ سے پھر فتویٰ دیں برخلاف اس کے مگر ساتھ کسی ترجیح دینے والی چیز کے کہ ان کے واسطے ظاہر ہوئی اور راوی حدیث کا زیادہ تر خبر رکھنے والا ہے ساتھ روایت اپنی کے غیر سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اعتبار ساتھ روایت راوی کے ہے نہ ساتھ رائے اس

کی کے اس واسطے کہ اس کی رائے میں احتمال ہے بھول وغیرہ کا اور بہر حال ہونا اس کا کہ تمسک کیا ہے اس نے ساتھ کسی ترجیح دینے والی چیز کے سو نہیں منحصر ہے مرفوع میں کہ مرجح صرف مرفوع حدیث سے ہوتی ہے احتمال ہے کہ تمسک کیا ہو اس نے ساتھ تخصیص کے یا تقیید کے یا تاویل کے اور ایک مجتہد کا قول دوسرے مجتہد پر حجت نہیں، تیسرا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد نے ترجیح دی ہے کہ رکانہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اپنی عورت کو بتہ طلاق دے یعنی طلاق بائن جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو رکانہ کے گھر والوں کے طریق سے اور یہ تعلیل قوی ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض راویوں نے بتہ کو تین طلاق پر حمل کیا ہو سو کہا کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں اور ساتھ اس نکتہ کے موقوف ہو گا استدلال ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ مذہب شاذ ہے پس نہ عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے اور جواب دیا گیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے نقل کیا ہے اس کو ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں اور نقل کیا ہے غنوی نے اس کو ایک جماعت مشائخ قرطبہ سے مانند محمد بن تقی اور محمد بن عبدالسلام خشنی وغیرہ کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں سے مانند عطا اور طاؤس اور عمرو بن دینار کے اور تعجب ہے ابن تین سے کہ اس نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں اختلاف بیچ لازم ہونے تین طلاق کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو صرف تحریم میں ہے اور وجہ تعجب کی یہ ہے کہ اس میں اختلاف ثابت ہے جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور قوی کرتی ہے ابن اسحاق کی حدیث مذکور کو جو مسلم نے روایت کی ہے طاؤس سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تھی طلاق بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور دو برس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے تین طلاقیں ایک طلاق سو کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ لوگوں نے جلدی کی ایک کام میں کہ ان کے واسطے اس میں مہلت اور آہستگی تھی یعنی حکم تھا کہ ہر طہر میں ایک طلاق دیں یکبارگی نہ دیں سو اگر ہم اس کو ان پر جاری کریں تو خوب ہو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جاری کیا اور روایت کی ہے اس نے ابن جریج کے طریق سے اس نے روایت کی طاؤس سے کہ ابو صہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تین طلاقیں ایک طلاق ٹھہرائی جاتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور تین برس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! اور روایت کی ہے اس نے حماد بن زید کے طریق سے کہ ابو صہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا نہ تھی تین طلاقیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تھا یہ یعنی ایک ہی طلاق شمار کی جاتی تھی سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو لوگوں نے بہت کثرت سے طلاق دینا شروع کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جائز رکھا اور روایت کیا اس اخیر طریق کو ابو داؤد نے اور لفظ اس کا یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دیتا تھا پہلے صحبت کرنے سے تو اس کو ایک ٹھہراتے تھے، الحدیث۔ سو تمسک کیا ہے ساتھ اس سیاق کے جس نے معلول کیا

ہے حدیث کو اور کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو یہ صرف اس عورت کے حق میں کہا ہے جس کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دی ہو اور یہ ایک جواب ہے اس حدیث سے اور سوائے اس کے اور بھی بہت جواب ہیں اور یہ جواب اسحق بن راھویہ اور ایک جماعت کا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے زکریا ساجی نے شافعیوں میں سے اور انہوں نے اس کی وجہ یہ بیان کیا ہے کہ جس عورت سے صحبت نہ کی ہو وہ بائن ہو جاتی ہے جب کہ اس کا خاوند اس کو کہے انت طالق سو جب کہے کہ تین تو لغو ہو جاتا ہے عدد واسطے واقع ہونے اس کے کی بعد جدا ہونے کے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ قول اس کا انت طالق ثلاثا کلام متصل ہے جدا جدا نہیں سو کس طرح صحیح ہے اس کے دو کلمے ٹھہرانا کہ ہر کلمہ ایک حکم دے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ قول اس کا انت طالق اس کے معنی یہ ہیں کہ کہ تو طلاق والی ہے اور صحیح ہے تفسیر اس لفظ کی ساتھ ایک طلاق کے بھی اور تین کی بھی اور سوائے اس کے اور جواب دوسرا دعویٰ ہے کہ طاؤس کی روایت شاذ ہے اور یہ طریقہ بیہقی کا ہے یعنی یہ حدیث مخالف ہے اکثر علماء کے سو اکثر علماء کے قول کو لینا اولیٰ ہے ایک کے قول سے جب کہ ان کے مخالف ہو اور کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے پس کس طرح مقدم کی جائے گی اجماع پر اور معارض ہے اس کو حدیث محمود بن لبید کی جو نسائی سے پہلے منقول ہو چکی ہے اس واسطے کہ اس میں تصریح ہے کہ اس مرد نے تین طلاقیں اکٹھی دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رد نہ کیا بلکہ اس کو اس پر جاری کیا اور نہیں ہے حدیث کے سیاق میں تعرض واسطے جائز رکھنے اس کے کی اور نہ واسطے رد کرنے اس کے کی اور جواب تیسرا دعویٰ نسخ کا ہے نقل کیا ہے بیہقی نے شافعی سے کہا مشابہ ہے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی چیز جانی ہو جس نے اس کو منسوخ کیا ہو اور قوی کرتی ہے اس کو وہ حدیث جو روایت کی ہے ابو داؤد نے کہ دستور تھا کہ جب مرد اپنی عورت کو طلاق دیتا تو اس کی رجعت کے ساتھ لائق ہوتا اگرچہ اس کو تین طلاقیں دیتا پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور البتہ انکار کیا ہے مازری نے دعویٰ نسخ سے سو کہا اس نے کہ بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ منسوخ نہیں کرتے اور اگر منسوخ کرتے اور اللہ کی پناہ اس کو تو البتہ جلدی کرتے اصحاب طرف انکار اس کے کی اور اگر مراد قائل کی یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منسوخ ہوا تو یہ منع نہیں لیکن خارج ہے ظاہر حدیث سے اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو نہ جائز ہوتا واسطے راوی کے یہ کہ خبر دے ساتھ باقی رہنے حکم کے بیچ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور کچھ خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پس اگر کہا جائے کہ کبھی اجماع کرتے ہیں اصحاب اور قبول کیا جاتا ہے ان سے یہ ہم کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قبول کیا جاتا ہے ان سے اس واسطے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اجماع ان کے کی اوپر ناسخ کے اور بہر حال یہ کہ وہ اپنی طرف سے اس کو منسوخ کریں سو ان کو اللہ کی پناہ ہے اس واسطے کہ یہ اجماع ہے خطاء پر اور وہ خطاء سے معصوم ہیں اور اگر کہا جائے کہ شاید ناسخ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوا ہو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی غلط ہے اس واسطے

کہ حاصل ہوا ہو گا اجماع خطاء پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور نہیں گزرنا زمانے کا بیچ شرط صحیح ہونے اجماع کے راجح قول پر میں کہتا ہوں کہ نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں اس فصل کو اور برقرار رکھا ہے اس کو اور حالانکہ پیچھا کیا گیا ہے اس کا کئی جگہ میں ایک یہ کہ جس نے نسخ حکم کا کیا ہے اس نے یہ نہیں کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو منسوخ کیا تا کہ لازم آئے اس سے جو مذکور ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جو پہلے گزرا مشابہ ہے یہ کہ اس نے کوئی چیز جانی ہو یعنی خبردار ہوا ہو اوپر ناسخ کے واسطے حکم کے جس کو مرفوع روایت کیا اسی واسطے فتویٰ دیا اس نے برخلاف اس کے اور البتہ تسلیم کیا ہے بارزی نے اپنی کلام کے بیچ میں کہ اجماع ان کا دلالت کرتا ہے ناسخ پر اور یہی مراد ہے جو نسخ کا دعویٰ کرتا ہے دوسرا انکار کرنا اس کا یہ ظاہر سے نکلنا ہے عجیب ہے اس واسطے کہ جو قصد کرتا ہے تطبیق کا ساتھ تاویل کے وہ ضرور خلاف ظاہر کا مرتکب ہوتا ہے، تیسرا غلط ٹھہرانا اس شخص کو جو کہتا ہے کہ مراد ظاہر ہونا ناسخ کا ہے نیز عجیب ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ ظاہر ہونے نسخ کے عام اور مشہور ہونا اس کا ہے اور کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کیا جاتا ہے یہ محمول ہے اس پر کہ کرتا تھا اس کو وہ شخص جس کو نسخ نہیں پہنچا تھا پس نہیں لازم آتا جو ذکر کیا ہے اس نے اجماع کرنے اس کے سے خطا پر اور جو اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف مسئلہ گزرنے عصر کے سے نہیں آتا ہے اس جگہ اس واسطے کہ عصر اصحاب کا نہیں گزرا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور نہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس واسطے کہ مراد ساتھ عصر کے ایک طبقہ ہے مجتہدین سے اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بلکہ اور ان کے بعد بھی ایک طبقہ ہے اور جواب چوتھا دعویٰ اضطراب کا ہے کہا قرطبی نے ہضم میں واقع ہوا ہے بیچ اس کے ساتھ اختلاف کے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اضطراب بیچ لفظ اس کے اور ظاہر سیاق کا تقاضا کرتا ہے نقل کو ان سب سے کہ ان میں سے اکثر کی رائے یہی تھی اور ایسے امر میں عادت یہ ہے کہ مشہور ہو حکم اور عام پس کس طرح تنہا ہو گا ایک ایک سے کہا پس یہ وجہ تقاضا کرتی ہے توقف کو عمل کرنے سے ساتھ ظاہر اس کے کی اگرچہ نہیں تقاضا کرتی قطع کو ساتھ بطلان اس کے کی، پانچواں جواب یہ دعویٰ کہ وہ وارد ہوئی ہے صورت خاص میں سو کہا ابن شریح وغیرہ نے کہ مشابہ ہے یہ کہ وارد ہوئی ہو بیچ دوہرانے لفظ کے جیسے کہے انت طالق، انت طالق، انت طالق اور ابتدا میں ان کے سینے صاف تھے قبول کیا جاتا تھا ان سے کہ انہوں نے تاکید کا ارادہ کیا ہے پھر جب بہت ہوئے لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور بہت ہوئی ان میں دغابازی اور مانند اس کی اس قسم سے کہ منع کرتی ہے قبول کرنے کو اس شخص سے جو دعویٰ کرتا ہے تاکید کا تو حمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ کو اوپر ظاہر تکرار کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جاری کیا اور یہ جواب راضی ہوا ہے ساتھ اس کے قرطبی اور قوی کیا ہے اس کو ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ بے شک لوگوں نے جلدی طلب کی ایک امر میں کہ تھی واسطے ان کے بیچ اس کے مہلت اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جواب صحیح تر ہے سب جوابوں میں، جواب چھٹا تاویل قول اس کے کی ہے واحدۃ اور وہ یہ ہے کہ

یہ جو کہا کان الثلاث واحدۃ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک طلاق دیتے تھے پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو تین طلاقیں دیتے تھے اور اس کا محصل یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ بے شک جو طلاق کہ واقع کی گئی بیچ زمانے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تین تھی واقع کی جاتی اس سے پہلے ایک اس واسطے کہ وہ تین کو بالکل استعمال نہ کرتے تھے یا استعمال کرتے تھے اس کو نہایت کم بہر حال عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کو بہت ہوئی استعمال واسطے ان کے اور یہ جو کہا **فامضاہ علیھم واجازہ وغیر ذلك** تو اس کا معنی یہ ہے کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیچ اس کے حکم کرنے سے ساتھ واقع کرنے طلاق کے جو کیا جاتا تھا پہلے اس کے اور ترجیح دی ہے اس تاویل کو ابن عربی نے اور اسی طرح وارد کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے ابوزرعہ سے کہ اس نے کہا کہ معنی حدیث کے نزدیک میرے یہ ہیں کہ جس چیز کو تم تین طلاقیں بولتے ہو اس کو ایک طلاق بولتے تھے، کہا نووی رحمہ اللہ نے اس بنا پر پس ہوگی خبر واقع ہوئی مختلف ہونے عادت لوگوں کے سے خاص کر نہ بدلنے حکم کے سے اور اللہ خوب جانتا ہے اور جواب ساتواں دعویٰ وقف اس کے کا ہے سو کہا بعض نے کہ نہیں ہے سیاق میں کہ یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا اور حجت تو آپ کی تقریر میں ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول صحابی کا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کرتے تھے بیچ حکم رفع کے ہے راجح قول پر واسطے حمل کرنے کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا واسطے بہت ہونے ان کے سوال پر بڑے احکام سے اور چھوٹے سے، جواب آٹھواں حمل کرنا قول اس کے کا ہے ثلاثا اس پر کہ مراد ساتھ اس کے طلاق بتہ ہے، **کما تقدم فی حدیث رکانۃ** اور وہ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہے اور یہ جواب قوی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی داخل کرنا بخاری رحمہ اللہ کا اس باب میں آثار کو جن میں البتہ کا لفظ ہے اور ان حدیثوں کو جن میں تین کی تصریح ہے شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کچھ فرق نہیں اور یہ کہ بتہ کا لفظ جب مطلق بولا جاتا ہے تو حمل کیا جاتا ہے تین طلاق پر مگر یہ کہ بولنے والے کی مراد ایک ہو پس قبول ہوگی تو شاید بعض راویوں نے بتہ کے لفظ کو تین طلاق پر محمول کیا ہے واسطے مشہور ہونے برابری کے درمیان ان کے پس روایت کیا اس کو ساتھ لفظ ثلاث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد البتہ یعنی طلاق بتہ ہے اور تھے پہلے زمانے میں قبول کرتے اس شخص سے جو کہتا ہے کہ ارادہ کیا ہے میں نے ساتھ البتہ کے ایک طلاق کو سو جب عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو جائز رکھا تین طلاق کو ظاہر حکم میں، کہا قرطبی نے اور حجت جمہور کی لزوم میں باعتبار نظر کے نہایت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ تین طلاق والی عورت نہیں حلال ہوتی واسطے طلاق دینے والے کے یہاں تک کہ اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے اور نہیں فرق ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دے یا جدا جدا دے نہ لغت میں اور نہ شرع میں اور جو خیال کیا جاتا ہے فرق سے باعتبار صورت کے ہے باطل کیا ہے اس کو شرع نے اتفاقا نکاح میں اور عتق میں اور اقراروں میں سو اگر کہے ولی کہ میں نے تیرا نکاح ان تین عورتوں سے کر

دیا ایک بات میں تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے جیسے کہے کہ میں نے تیرا نکاح کر دیا اس عورت سے اور اس عورت سے اور اس عورت سے اور اسی طرح عتق اور اقرار وغیرہ احکام میں اور جو کہتا ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی واقع ہوں تو حمل کی جاتی ہیں ایک پر تو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جو کہے کہ میں اللہ کی تین قسمیں کھاتا ہوں تو نہیں شمار کی جاتی قسم اس کی مگر ایک قسم تو چاہیے کہ طلاق دینے والا بھی اسی طرح ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دونوں صیغے مختلف ہوں اس واسطے کہ طلاق دینے والا اپنی عورت کی طلاق کو پیدا کرتا ہے اور البتہ اس نے اس کی طلاق کی حد کو تین طلاق ٹھہرایا ہے سو گویا کہ اس نے کہا کہ تو طلاق والی ہے ساتھ تمام طلاق کے اور بہر حال جو قسم کھانے والا ہے سو اس کے قسم کے عدد کی کوئی حد نہیں سو جدا جدا ہوئی اور حاصل کلام کا جو واقع ہوا ہے اس مسئلے میں نظیر ہے اس چیز کی جو واقع ہوئی ہے بیچ مسئلے متعہ کے برابر مراد قول جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ متعہ کیا جاتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور بیچ ابتدا خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو اس سے منع کیا سو ہم باز رہے سو راجح دونوں جگہوں میں حرام ہونا متعہ کا ہے اور واقع کرنا تین طلاقوں کا واسطے اس اجماع کے جو منعقد ہوا بیچ زمانے عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر اس کے اور نہیں محفوظ ہے کہ مخالف ہوا ہو فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی ان کے زمانے میں بیچ ایک مسئلے کے ان دونوں میں سے اور البتہ دلالت کی ان کے اجماع نے اوپر وجود ناسخ کے اگرچہ پوشیدہ رہا بعض سے پہلے اس کے یہاں تک کہ ظاہر ہوا واسطے سب کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پس مخالف بعد اس اجماع کے خارق ہے واسطے اس کے اور جمہور اس پر ہیں کہ جو اتفاق کے بعد اختلاف پیدا کرے اس کا اعتبار نہیں، واللہ اعلم۔ اور البتہ چھوڑا ہے میں نے باگ کو اس جگہ میں واسطے التماس اس شخص کے جس نے مجھ سے التماس کی اور اللہ سے ہے مدد طلب کی گئی۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾.

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ طلاق رجعی دو بار ہے پھر نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا رخصت کرنا ہے نیکی سے۔

فائدہ: البتہ مشکل جانی گئی ہے وجہ استدلال بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس آیت کے ترجمہ باب پر کہ وہ جائز رکھنا تین طلاق کا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ اگر ہو مراد اس کی ساتھ ترجمہ کے مطلق وجود تین طلاق کا جدا جدا ہوں یا اکٹھی ہوں تو آیت وارد ہے اوپر مانع کے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتی ہے اوپر مشروع ہونے اس کے کی بغیر انکار کے اور اگر ہو مراد اس کی جائز رکھنا تین اکٹھی کا اور یہی ظاہر تر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ آیت کے طرف اس کی کہ وہ اس قسم سے ہے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے مخالف نے واسطے منع کے واقع ہونے سے اس واسطے کہ ظاہر آیت کا یہ ہے کہ طلاق مشروع نہیں ہوتی ساتھ تین طلاق اکٹھی کے بلکہ اوپر ترتیب مذکور کے سو اشارہ کیا اس نے طرف اس کی کہ استدلال ساتھ اس کے اوپر منع جمع تین کے با وجہ نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے سیاق میں منع غیر

کیفیت مذکور سے بلکہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ واقع کرنا دو طلاق کا نہیں ہے شرط اور نہ راجح بلکہ اتفاق ہے اس پر کہ واقع کرنا ایک کا راجح تر ہے واقع کرنے دو طلاق کے سے، کما تقدم پس حاصل یہ ہے کہ مراد اس کی دفع کرنا ہے مخالف کی دلیل کا ساتھ آیت کے نہ حجت پکڑنی ساتھ اس کے واسطے جائز رکھنے تین طلاق کے یہی ہے راجح نزدیک میرے اور کہا کرمانی نے کہ وجہ استدلال اس کے کی ساتھ آیت کے یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار ہے سو دلالت کی اس نے اوپر جواز طلاق کے اور جب جائز ہے جمع کرنا دو طلاق کا ایک بار تو تین طلاق کا ایک بار جمع کرنا بھی جائز ہوگا اسی طرح کہا ہے اور یہ قیاس ہے باوجود ظاہر ہونے خارق کے اس واسطے کہ جمع کرنا دو طلاق کا لازم پکڑتا ہے بینونت کبریٰ کو بلکہ باقی رہتی ہے واسطے اس کے رجعت اگر ہو رجعی اور تازہ کرنا عقد کا بغیر انتظار عدت کے اگر ہو بائن برخلاف جمع کرنے تین طلاق کے پھر کہا کرمانی نے کہ اللہ کا قول ﴿اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ عام ہے شامل ہے تین طلاق دینے کو ایک بار اور اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں لیکن تسریح بیچ سیاق آیت کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بعد واقع کرنے دو طلاق کے ہے پس نہ شامل ہوگی تین طلاق کے واقع کرنے کو اس واسطے کہ معنی اللہ کے قول ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ کے اس چیز کے بنا پر کہ ذکر کی ہے اہل تفسیر نے کہ اکثر طلاق کہ ہوتا ہے بعد اس کے امساک یا رخصت کرنا دو بار ہے پھر اس وقت یا تو اختیار کرے نکاح کے بدستور رہنے کو پس رکھے بیوی کو یا جدائی کو پس چھوڑ دے اس کو ساتھ تیسری طلاق کے اور اس تاویل کو نقل کیا ہے طبری وغیرہ نے جمہور سے اور نقل کیا ہے انہوں نے سدی اور ضحاک سے کہ مراد ساتھ تسریح کے آیت میں ترک کرنا رجعت کا ہے یعنی رجعت نہ کرے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور حاصل ہو جائے بینونت اور ترجیح دیتی ہے اول معنی کو جو روایت کی ہے طبری نے ابو رزین سے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! طلاق دو بار ہے پس کہاں ہے تیسری؟ فرمایا نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا چھوڑ دینا ہے ساتھ نیکی کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ مَرِيْضٍ طَلَّقَ لَا أَرٰى أَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَتُهٗ.

یعنی کہا ابن زبیر نے ایک بیمار کے حق میں جس نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی یعنی طلاق بائن میں نہیں دیکھتا کہ وارث ہو عورت طلاق بائن والی۔

فائدہ: پورا یہ اثر اس طور سے ہے کہ کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پوچھا اس مرد کے حال سے جو اپنی عورت کو طلاق بائن دے پھر مر جائے اور عورت اس کی عدت میں ہو اس نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے تو اس کو وارث کیا تھا اور میں تو اس کو وارث نہیں کرتا واسطے بائن کرنے اس کے کی اس کو۔ (فتح)

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهٗ.

اور کہا شعبی نے کہ وہ اس کی وارث ہوتی ہے یعنی جب تک کہ اس کی عدت میں ہو اور اس کی عدت چار مہینے

دس دن ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجُ إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ.

اور کہا ابن شبرمہ نے کہ کیا نکاح کرے جب عدت گزر جائے؟ کہا شعبی نے یا اس کے غیر نے ہاں بھلا بتلا تو کہ اگر دوسرا خاوند مر جائے تو اس نے اس سے رجوع کیا۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ خطاب دائر ہوا درمیان شعبی اور ابن شبرمہ کے لیکن سعید بن منصور کی سنن میں ہے کہ وہ اس کے غیر کے ساتھ تھا ابو ہاشم سے روایت ہے کہ اس مرد کے حق میں جو اپنی عورت کو طلاق دے بیماری کی حالت میں اگر اسی بیماری میں مر جائے تو عورت اس کی وارث ہوتی ہے تو ابن شبرمہ نے کہا بھلا بتلا تو اگر عدت گزر جائے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا ابن شبرمہ نے کیا نکاح کرے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ اگر یہ خاوند بھی مر جائے اور پہلا بھی مر جائے تو کیا دونوں خاوندوں کی وارث ہوگی اس نے کہا کہ نہیں سو رجوع کیا اس نے طرف عدت کی سو کہا کہ وارث ہوتی ہے جب تک کہ عدت میں ہو اور مبتوتہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کو کہا جائے انت طالق البتة اور بولا جاتا ہے اس عورت پر جو بائن ہو ساتھ تین طلاق کے۔ (فتح)

٤٨٥٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ

۴۸۵۵۔ حضرت سہل بن سعد بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آیا سو اس نے اس سے کہا اے عاصم! خبر دے مجھ کو اس مرد کے حکم سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کا سو تم اس کو مار ڈالو گے یا کس طرح کرے اے عاصم! میرے واسطے یہ مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ، تو عاصم نے اس قضیہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کو برا جانا اور اس کو عیب کیا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سو جب عاصم اپنے گھر والوں کی طرف پھرا تو عویمر آیا سو کہا اے عاصم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا کہا؟ تو عاصم نے کہا کہ تو میرے پاس خیر نہیں لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا اس مسئلے کو جو تو نے پوچھا، عویمر نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں باز رہوں گا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھوں، سو

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

عویمر آگے بڑھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا درمیان لوگوں کے سو کہا یا حضرت! بھلا خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کو سو تم اس کو قتل کرو گے، یعنی قاتل کو اس کے قصاص میں یا کس طرح کرے؟ یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ وحی اتاری گئی تیرے اور تیری عورت کے قضیہ میں سو جا اور اپنی عورت کو بلا لا، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو دونوں نے لعان کیا یعنی مرد اور عورت نے اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا پھر جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یا حضرت! اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا پھر اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، کہا ابن شہاب نے سو ہوا یہ قضیہ طریقہ اور دستور واسطے دو لعان کرنے والوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں آئے گی اور غرض اس سے قول اس کا ہے حدیث کے آخر میں کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، الحدیث اور البتہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جدائی لعان میں واقع ہوئی ہے ساتھ نفس لعان کے سو اس کو اس کا تین طلاق دینا بے موقع تھا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حجت پکڑنی ساتھ اس کے اس جہت سے ہے کہ اس نے اس کو تین طلاقیں اکٹھی دیں اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور اگر منع ہوتا تو اس پر انکار کرتے اور اگرچہ واقع ہوئی تھی فرقت ساتھ نفس لعان کے۔ (فتح)

٤٨٥٦ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

۴۸۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رفاعہ قرظی کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک رفاعہ نے مجھ کو طلاق بتہ دی یعنی تین

عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيَّ وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ.

طلاقیں دیں سو میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے ساتھ کپڑے کی ہمنل اور پھندے کی طرح ہے یعنی نامرد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں یہاں تک کہ دوسرا خاوند تیرا شہد چکھے اور تو اس کا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت دوسرے کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور شاید ترجمہ کا اس سے قول اس کا ہے کہ مجھ کو طلاق بتہ دی اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ اس نے اس سے کہا انت طالق البتۃ اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس نے اس کو ایسی طلاق دی کہ حاصل ہوا ساتھ اس کے قطع ہونا نکاح اس کے کا اس سے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ اس نے اس کو تین طلاقیں اکٹھی دیں ہوں یا جدا جدا اور تائید کرتی ہے دوسرے احتمال کی وہ چیز کہ کتاب الادب میں آئے گی اور وجہ سے کہ کہا اس نے کہ طلاق دی اس نے مجھ کو آخر تین طلاق کے اور یہ ترجیح دیتا ہے اس کو کہ مراد ساتھ ترجمہ کے بیان اس شخص کا ہے جو جائز رکھتا ہے تین طلاق کو اور نہیں مکروہ جانتا اس کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ترجمہ کے عام تر اس سے اور ہر حدیث دلالت کرے اوپر حکم ایک فرد کے اس سے۔ (فتح)

٤٨٥٧ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ.

۴۸۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں پھر اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا سو اس نے طلاق دی یعنی صحبت سے پہلے سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حلال ہوتی ہے واسطے پہلے کے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے خاوند کے واسطے درست نہیں یہاں تک کہ دوسرا خاوند اس کا شہد چکھے جیسا پہلے نے چکھا۔

بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَآءَهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اپنی عورتوں کو اختیار دے کہ خواہ اپنے نفس کو اختیار کرو اور جہاں چاہو چلی جاؤ اور یا مجھ کو اختیار کرو اور میرے پاس رہو اور اللہ نے

وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾.

فرمایا کہ اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں بھلی طرح سے رخصت کرنا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر سورۂ احزاب کے سبب تخییر مذکور کا اور اس چیز میں کہ جب واقع ہو تخییر اور تخییر کب تھی اور ذکر کرتا ہوں میں اس جگہ بیان حکم اس شخص کا جو اپنی عورت کو اختیار دے کہ چاہے اس کے پاس رہے چاہے چلی جائے ساتھ باقی شرح حدیث باب کے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَاَ بِيْ فَقَالَ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ قَالَ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ اِلٰى ﴿اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ اَيِّ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عورتوں کے اختیار دینے کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دینا پہلے پہل مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی کرنی مناسب نہیں یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا حکم نہ کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اجرا عظیما تک یعنی یہ اختیار دیا کہ خواہ نبی کے پاس رہنا اختیار کریں یا دنیا کو اختیار کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا کہ میں کس امر میں اپنے ماں باپ سے مشورہ لوں یعنی اس میں ماں باپ کی کچھ حاجت نہیں، میں نے اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا۔

۴۸۵۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ

۴۸۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا سو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا.

سو نہ شمار کیا گیا یہ ہم پر کچھ یعنی اقسام طلاق سے نہ رجعی نہ بائن۔

٤٨٥٩ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوْقٌ لَا أُبَالِيْ أَخَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِيْ.

۴۸۵۹۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختیار دینے کا حکم پوچھا یعنی اگر مرد اپنی عورت کو طلاق اور عدم طلاق میں اختیار دے تو کیا طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا کیا پس تھی طلاق یعنی وہ طلاق نہ تھی یہ بھی طلاق نہیں ہوگی، کہا مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے میں کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ اختیار دوں میں عورت کو ایک بار یا سو بار بعد اس کے کہ اختیار کرے مجھ کو یعنی اختیار دینے میں طلاق نہیں پڑتی اگرچہ سو بار اختیار دے۔

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور اصحاب اور تابعین اور فقہاء امصار کا اور وہ یہ ہے کہ جو اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اپنے خاوند کو اختیار کرے تو اس بات سے اس پر طلاق نہیں پڑتی لیکن اختلاف ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو کیا واقع ہوتی ہے ایک طلاق رجعی یا بائن یا واقع ہوتی ہیں تین طلاقیں اور حکایت کی ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو واقع ہوتی ہے ایک طلاق بائن اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور ایک روایت میں رجعی ہے اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو کچھ چیز نہیں اور تائید کرتا ہے اس کو قول جمہور کا باعتبار معنی کے کہ تخییر تردید ہے درمیان دو چیزوں کے سو اگر ہوتا اختیار کرنا عورت کا اپنے خاوند کو طلاق تو البتہ دونوں چیزیں ایک ہوتیں سو دلالت کی اس نے اس پر کہ عورت کا اپنے نفس کو اختیار کرنا ساتھ معنی جدا ہونے کے ہے اور اختیار کرنا اس کا اپنے خاوند کو ساتھ معنی بقا کے ہے یعنی باقی رہنے کے اس کے نکاح میں اور لیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو تین طلاقیں پڑتی ہیں اور لیا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ جب اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن پڑتی ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر ایراد سابق اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تخییر کنایت ہے سو

جب خاوند اپنی عورت کو اختیار دے اور ارادہ کرے ساتھ اس کے اختیار دینے اس کے کا درمیان اس کے کہ طلاق کو اختیار کرے یا اس کے نکاح میں بدستور رہے اور وہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور ارادہ کرے عورت ساتھ اس کے طلاق کا تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر عورت کہے کہ میں نے جو اپنے نفس کو اختیار کیا تو مراد میری اس سے طلاق نہیں تو اس کی تصدیق کی جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر واقع ہو تصریح تخییر میں ساتھ طلاق کے تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق یقیناً۔ تنبیہ کی ہے اس پر حافظ وقت ابوالفضل عراقی نے بیچ شرح ترمذی کے اور تنبیہ کی ہے صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے اوپر شرط ہونے ذکر نفس کے تخییر میں یعنی تخییر میں نفس کا ذکر کرنا شرط ہے سو اگر کہے مثلاً اختیار کر یعنی بغیر ذکر کسی اور چیز نفس وغیرہ کے اور کہے کہ میں نے اختیار کیا تو نہیں ہوتی تخییر درمیان طلاق کے اور عدم اس کے اور وہ ظاہر ہے لیکن محل اس کا اطلاق ہے سو اگر قصد کرے اس کو ساتھ اس لفظ کے تو جائز ہے اور نیز صاحب ہدایہ نے کہا کہ اگر کہے خاوند اختیار کر نیت کرے ساتھ اس کے طلاق کی تو عورت کے واسطے جائز ہے کہ اپنے نفس کو طلاق دے اور واقع ہوتی ہے طلاق بائن اور اگر نہ نیت کرے تو وہ باطل ہے اور اسی طرح اگر کہے اختیار کر اور عورت کہے میں نے اختیار کیا سو اگر نیت کرے اور عورت کہے کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو واقع ہوتی ہے طلاق رجعی اور خطابی نے کہا کہ لیا جاتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا سو نہ ہوا یہ طلاق یہ کہ اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرتیں تو البتہ یہ طلاق ہوتی اور موافقت کی ہے اس کی قرطبی نے مفہم میں سو کہا اس نے اس حدیث میں ہے کہ اگر خاوند اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو نفس اس اختیار کا ہوتا ہے طلاق بغیر حاجت کے طرف بولنے کے ساتھ ایسے لفظ کے جو دلالت کرے طلاق پر کہا اور یہ نکالا گیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے جو مذکور ہے۔ میں کہتا ہوں لیکن ظاہر آیت کا دلالت کرتا ہے کہ یہ مجرد طلاق نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہے کہ خاوند اس کو صریح طلاق دے اس واسطے کہ آیت میں ہے کہ آؤ میں تم کو چھوڑ دوں اور طلاق دوں یعنی بعد اختیار کے او. دلالت منطوق کی مقدم ہے اوپر طلاق مفہوم کے اور اختلاف ہے تخییر میں کہ کیا وہ ساتھ معنی تملیک کے ہے یا ساتھ معنی توکیل کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس میں دو قول ہیں صحیح ان کے ساتھیوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ تملیک ہے اور یہ قول مالکیوں کا ہے ساتھ شرط جلدی کرنے عورت کے واسطے اس کے یہاں تک کہ اگر دیر کرے بقدر اس کے کہ منقطع ہو قبول ایجاب سے عقد میں پھر طلاق دی جائے تو نہیں واقع ہوتی اور ایک وجہ میں نہیں ضرر کرتی ہے تاخیر جب تک کہ دونوں مجلس میں ہوں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن قاص نے اور اسی کو ترجیح دی ہے مالکیوں اور حنفیوں نے اور یہی ہے قول ثوری اور لیث اور اوزاعی کا اور کہا ابن منذر نے راجح یہ ہے کہ وہ مقید نہیں کیا جاتا اور نہیں شرط ہے اس میں فور کہ فی الفور ہو بلکہ جب طلاق دی جائے جاری ہوتی ہے اور یہی قول ہے حسن اور زہری کا اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابو عبید اور محمد بن نصر شافعیوں میں سے اور طحاوی حنفیوں میں سے اور تمسک کیا

ہے انہوں نے ساتھ حدیث باب کے جس جگہ واقع ہوا ہے بیچ اس کے کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی کرنا مناسب نہیں یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ لے اس واسطے کہ یہ حدیث ظاہر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہلت دی جب کہ اس کو خبر دی یہ کہ نہ اختیار کرے کسی چیز کو یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے اجازت لے پھر کرے جس کی وہ صلاح دیں اور یہ تقاضا کرتا ہے عدم اشتراط فور کو بیچ جواب تخییر کے۔ میں کہتا ہوں ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ فور شرط ہے یا جب تک کہ دونوں مجلس میں ہوں وقت اطلاق کے اور بہر حال اگر تصریح کرے خاوند ساتھ مہلت کے اس کی تاخیر میں ساتھ کسی سبب کے کہ تقاضا کرے اس کو تو دیر کی جائے اور یہ وہ ہے جو واقع ہوا ہے بیچ قصے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ ہر خیار اس طرح ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ أَوْ سَرَّحْتُكِ أَوِ الْخَلِيَّةُ أَوِ الْبَرِيَّةُ أَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ.

جب کہے کہ میں نے تجھ کو جدا کیا یا چھوڑ دیا یا تو خلاص کی گئی ہے یا بیزار کی گئی ہے یا بولے وہ لفظ کہ مراد رکھی جاتی ہے ساتھ اس کے طلاق تو وہ اپنی نیت پر ہے یعنی اگر ان لفظوں سے طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر نیت نہ کرے تو واقع نہیں ہوتی۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے حکم کو اس مسئلے میں سو یہ تقاضا کرتا ہے کہ نہیں صریح ہے نزدیک اس کے مگر لفظ طلاق کا یا جو پھیرا جائے اس سے اور یہ قدیم قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور نص کی ہے جدید میں کہ صریح لفظ طلاق اور فراق اور سراح کا ہے واسطے وارد ہونے ان الفاظ کے قرآن میں ساتھ معنی طلاق کے اور حجت قدیم کے یہ ہے کہ وارد ہوا ہے قرآن میں لفظ فراق اور سراح کا واسطے غیر طلاق کے برخلاف طلاق کے کہ وہ نہیں وارد ہوا ہے مگر واسطے طلاق کے اور البتہ ترجیح دی ہے ایک جماعت نے قدیم قول کو مانند طبری اور محاملی وغیرہ کی اور یہی ہے قول حنفیہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو قاضی عبدالوہاب مالکی نے اور حکایت کی ہے دارمی نے ابن خیر سے کہ جو نہ پہچانے مگر طلاق کو تو وہ صریح ہے اس کے حق میں فقط اور یہ تفصیل قوی ہے اور مانند اس کی کہا ہے رویانی نے کہ اس نے کہا کہ اگر عربی کہے کہ میں نے تجھ کو جدا کیا اور نہ پہچانتا ہو کہ وہ صریح ہے اس کے حق میں تو نہیں ہوتی صریح اس کے حق میں اور اتفاق ہے اس پر کہ لفظ طلاق کا اور جو اس سے پھیرا جائے مانند طلق اور یطلق وغیرہ کے صریح ہے لیکن روایت کی ہے ابو عبید نے غریب الحدیث میں کہ ایک مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس لایا گیا کہ اس کی عورت نے اس سے کہا مجھ کو تشبیہ دے ساتھ کسی چیز کے تو اس نے کہا جیسے تو ہرنی ہے عورت نے کہا نہیں پھر اس نے کہا جیسے تو کبوتر ہے اس نے کہا میں راضی نہیں یہاں تک کہ تو کہے انت خلیۃ طالق سو اس نے یہی لفظ کہہ دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ لے کہ وہ تیری عورت ہے یعنی اس کو طلاق نہیں پڑی، کہا ابو عبید نے یہ جو اس نے کہا انت خلیۃ

طالق یعنی اونٹنی رسی سے بندھی تھی پھر اپنی رسی سے چھوڑی گئی اور اس سے خلاص کی گئی پس نام رکھی جاتی ہے خلیہ اس لیے کہ وہ خالی کی گئی عقال سے اور طالق اس کو اس واسطے کہا گیا کہ وہ اس سے چھوڑی گئی سو اس مرد نے ارادہ کیا کہ وہ اونٹنی کے مشابہ ہے اور نہ قصد کیا تھا اس نے طلاق کا ساتھ معنی فراق کے بالکل سو ساقط کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے طلاق کو کہا ابو عبید نے اور یہ اصل ہے واسطے ہر شخص کے جو کلام کرے ساتھ کسی چیز کے الفاظ طلاق سے اور نہ ارادہ کرے فراق کا بلکہ ارادہ کرے اس کے غیر کا تو قبول کیا جائے قول اس کا بیچ اس چیز کے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن مشکل عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے یہ ہے کہ وہ ان کے پاس لایا اور وہ حاکم تھے سو اگر انہوں نے اس کو بجائے فتویٰ جاری کیا ہو اور وہاں حکم نہ ہو تو موافق ہو گا نہیں تو وہ نادر چیزوں سے ہے اور نقل کیا ہے خطابی نے اجماع کو برخلاف اس کے لیکن ثابت کیا ہے اس کے غیر نے خلاف کو واسطے داؤد کے اور حکایت کیا ہے اس کو رویانی نے لیکن تاویل کی ہے اس کی جمہور نے اور شرط کیا ہے انہوں نے قصد لفظ طلاق کا واسطے معنی طلاق کے تا کہ نکل جائے عجمی مثلا جب کہ سیکھے کلمہ طلاق کا اور اس کو کہے اور اس کے معنی کو نہ پہچانتا ہو یا عربی بالعکس اور شرط کیا ہے انہوں نے کہ لفظ طلاق کا زبان سے قصدا بولے واسطے احتراز کرنے کے اس چیز سے کہ سبقت کرتی ہے ساتھ اس کے زبان اور شرط کیا ہے انہوں نے اختیار کو تا کہ نکل جائے زبردستی کیا گیا لیکن اگر زبردستی کیا جائے سو کہے اس کو ساتھ قصد طلاق کے تو اصح قول میں واقع ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾. اور اللہ نے فرمایا کہ رخصت کرو ان کو رخصت کرنا اچھی طرح سے۔

فائدہ: شاید اشارہ ہے طرف اس کی کہ لفظ تسریح کا اس آیت میں ساتھ معنی ارسال یعنی رخصت کرنے کے ہے نہ ساتھ معنی طلاق کے اس واسطے کہ اللہ نے حکم کیا اس شخص کو جو طلاق دے پہلے دخول کے یہ کہ متعہ دے پھر رخصت کرے اور نہیں مراد ہے آیت سے طلاق دینا اس کا بعد طلاق دینے کے قطعا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾. اور فرمایا اور رخصت کروں میں تم کو رخصت کرنا اچھی طرح۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ اور لفظ تسریح کا اس آیت میں محتمل ہے واسطے طلاق دینے کے اور چھوڑنے کے اور جب دونوں امر کا محتمل ہے تو صریح طلاق کے واسطے نہ ہوا اور یہ راجع ہے طرف اختلاف کی اس چیز میں کہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اپنی بیویوں کو کہ کیا اختیار دینا طلاق اور اقامت میں تھا سو جب اپنے نفس کو اختیار کرے تو طلاق پڑے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے، کما تقدم تقریرہ فی

الباب قبلہ ، یا تھا اختیار دینے میں درمیان دنیا اور آخرت کے سو جو دنیا کو اختیار کرے اس کو طلاق دیں پھر اس کو متعہ دیں پھر اس کو چھوڑ دیں اور جو آخرت کو اختیار کرے اس کو اپنے نکاح میں رکھیں۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾. اور اللہ نے فرمایا کہ پھر نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا رخصت کرنا ہے اچھی طرح سے۔

فائدہ: گزر چکا ہے پہلے باب میں بیان اختلاف کا کہ تسریح سے اس جگہ کیا مراد ہے اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے طلاق دینا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿أَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾. اور اللہ نے فرمایا جدا کرو ان کو ساتھ دستور کے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ آیت اس جگہ میں ساتھ لفظ فراق کے اور وارد ہوئی ہے بقرہ میں ساتھ لفظ سراح کے اور حکم دونوں میں ایک ہے اس واسطے کہ وہ وارد ہوا ہے دونوں جگہوں میں بعد واقع ہونے طلاق کے سو نہیں ہے مراد ساتھ اس کے طلاق بلکہ رخصت کرنا اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے اگلے زمانے اور پچھلے زمانے میں اس مسئلے میں سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بریہ اور خلیہ اور بائن اور حرام تین تین طلاقیں ہیں اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ اور اوزاعی لیکن اس نے خلیہ میں کہا کہ وہ ایک طلاق رجعی ہے اور نقل کیا ہے اس کو زہری سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بریہ اور بتہ اور حرام تین تین طلاقیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خلیہ اور بریہ میں ہے کہ وہ تین طلاقیں ہیں اور یہ قول قتادہ کا ہے اور مثل اس کی ہے زہری سے فقط بریہ میں سو راجح یہ ہے کہ الفاظ مذکورہ اور جو ان کے معنی میں ہیں کنایات ہیں نہیں واقع ہوتی ہے ان سے طلاق مگر ساتھ قصد کے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر کلام جس سے جدائی مفہوم ہو اگرچہ ساتھ وقت کے ہو تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق ساتھ قصد کے اور بہر حال جب نہ مفہوم ہو جدائی لفظ سے تو نہیں واقع ہوتی ہے طلاق اگرچہ اس کا قصد کرے جیسے کہے کہا اور پی اور مانند اس کی اور یہ بیان مذہب شافعی کا ہے اس مسئلے میں اور یہی قول ہے شعبی اور عطاء اور عمرو بن دینار وغیرھم کا اور ساتھ اسی کے قائل ہے اوزاعی اور یہی قول ہے اصحاب رائے کا اور حجت پکڑی ہے واسطے ان کے طحاوی نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جس کا ذکر قریب آتا ہے کہ اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خیال کہ ان کے دل میں گزرے جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ کریں یا نہ بولیں اس واسطے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نیت تنہا نہیں اثر کرتی جب کہ خالی ہو کلام سے یا فعل سے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ جب خطاب کرے عورت کو ساتھ کسی لفظ کے کہ ہو اور قصد کرے طلاق کا تو طلاق پڑ جاتی ہے یہاں تک کہ اگر کہے اے فلاں اور مراد رکھے ساتھ اس کے طلاق کو تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق اور ساتھ اسی کے قائل ہے حسن بن صالح۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ.

یعنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ کے فراق کا حکم نہ کریں گے۔

فائدہ: اور مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ فراق کے اس جگہ طلاق ہے جزما اور نہیں ہے نزاع بیچ حمل کرنے کے اوپر اس کے جب کہ اس کا قصد کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اطلاق میں ہے، کما تقدم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ وَقَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهُ.

جب اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے، کہا حسن رحمہ اللہ نے اس کی نیت پر ہے۔

فائدہ: یعنی حمل کیا جائے گا اس کی نیت پر اگر قسم کی نیت کرے تو قسم ہوگی اور اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور مروی ہے مانند اس کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور طاؤس رحمہ اللہ سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے نووی رحمہ اللہ لیکن کہا اس نے کہ اگر ایک کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور حنفیہ بھی اسی طرح کہتے ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ اگر دو کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو وہ قسم ہے اور ہوتا ہے ایلا کرنے والے اور یہ قول عجیب تر ہے اور کہا ابو ثور اور اوزاعی رحمہ اللہ نے کہ حرام میں قسم کا کفارہ دے اور مروی ہے مانند اس کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ اور طاؤس رحمہ اللہ سے اور حجت پکڑی ہے ابو ثور نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور اس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا، اور کہا ابو قلابہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہ جو اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو لازم آتا ہے اس پر کفارہ ظہار کا اور مثل اس کی ہے احمد رحمہ اللہ سے کہا طحاوی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ جو ارادہ کرے ساتھ اس کے ظہار کا ہوتا ہے ظہار کرنے والا اور اگر ظہار کی نیت نہ کرے تو اس پر کفارہ قسم کا آتا ہے اور وہ کفارہ ظہار کا ہے نہ یہ کہ وہ حقیقۃً ظہار ہوتا ہے اور اس میں بعد ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین نے کہ نہیں ہوتا ہے ظہار اگرچہ اس کا ارادہ کرے اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حکم رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے کہ حرام میں تین طلاقیں ہیں اور نہ سوال کیا جائے اس کی نیت سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور مسروق رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ اور ربیعہ سے ہے کہ اس میں کچھ چیز نہیں اور یہی قول ہے اصبغ کا مالکیوں میں سے اور اس مسئلے میں اختلاف ہے سلف سے پہنچا ہے اس کو قرطبی اٹھارہ قول تک اور مالک رحمہ اللہ کے مذہب میں بھی اس میں تفصیل ہے جس کا ذکر طویل ہے، کہا قرطبی نے ہمارے بعض علماء نے کہا کہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا ہے قرآن صریح اور نہ سنت میں نص ظاہر صحیح کہ اعتماد کیا جائے اس پر اس مسئلے میں پس اختلاف کیا اس میں علماء نے سو جس نے تمسک

کیا ہے ساتھ برأت اصلی کے اس نے کہا کہ نہیں لازم آتی اس کو کچھ چیز اور جس نے کہا کہ وہ قسم ہے اس نے پکڑا ہے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ بعد اللہ کے اس قول کے ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور جس نے کہا کہ واجب ہے کفارہ اور قسم نہیں بناء کیا ہے اس نے اس کو اس پر کہ معنی قسم کے حرام کرنا ہیں پس واقع ہوا ہے کفارہ معنی پر اور جس نے کہا کہ واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق رجعی حمل کیا ہے اس نے لفظ کو او پر اقل وجہ اس کی کے جو ظاہر ہے اور اقل وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے ساتھ اس کے عورت طلاق ہے کہ حرام کرے وطی کو جب تک کہ رجوع نہ کرے اور جو کہتا ہے کہ بائن ہے تو واسطے بدستور رہنے تحریم کے ساتھ عورت کے جب تک کہ تازہ عقد نہ کرے اور جو کہتا ہے کہ تین طلاقیں ہیں حمل کیا ہے اس نے لفظ کو او پر منتہی وجہ کے اور جو کہتا ہے کہ ظہار ہے نظر کی ہے اس نے طرف معنی تحریم کے اور قطع کیا نظر کو طلاق سے پس بند ہوا امر نزدیک اس کے بیچ ظہار کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ إِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ.

اور کہا اہل علم نے کہ جب تین طلاقیں دے تو حرام ہوتی ہے عورت او پر اس کے سو انہوں نے اس کا نام حرام رکھا ساتھ طلاق کے اور فراق کے۔

فائدہ: یعنی پس ضروری ہے کہ تصریح کرے قائل ساتھ طلاق کے یا قصد کرے طرف اس کی اور اگر مطلق بولے یا نیت کرے سوائے طلاق کے تو وہ محل نظر کا ہے۔

وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِيْ يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَّيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَّقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

اور نہیں حرام کرنا مثل اس شخص کی کہ حرام کرے طعام کو اس واسطے کہ نہیں کہا جاتا واسطے طعام حلال کے حرام اور کہا جاتا ہے واسطے طلاق والی کے حرام اور کہا تین طلاقوں میں کہ نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے یہاں تک کہ اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ اللہ کی نعمتوں سے اس امت پر اس چیز میں کہ تخفیف کی اول سے یہ ہے کہ ان سے اگلے لوگ جب کسی چیز کو اپنے او پر حرام کرتے تھے تو وہ چیز ان پر حرام ہو جاتی تھی جیسے کہ واقع ہوا واسطے یعقوب علیہ السلام کے سو ہلکا کیا اللہ نے یہ بوجھ اس امت سے اور ان کو منع کیا کہ حرام کریں اپنے او پر کوئی چیز اس قسم سے کہ حلال کی ہے اللہ نے سو اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزری ہے اصبغ وغیرہ سے جو عورت کو کھانے پینے کے ساتھ برابر کرتے ہیں، کما تقدم نقله عنهم، سو اس نے بیان کیا کہ دونوں چیزیں اگرچہ ایک

جہت سے برابر ہیں سو کبھی جدا جدا ہوتی ہیں اور جہت سے سو عورت جب حرام کرے اس کو مرد اپنی جان پر اور ارادہ کرے ساتھ اس کے طلاق اس کی کا تو حرام ہو جاتی ہے اور کھانے پینے کو اگر اپنے اوپر حرام کرے تو نہیں حرام ہوتا اسی واسطے حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اتفاق ان کے اس پر کہ عورت تیسری طلاق سے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں حلال ہوتی ہے واسطے اس کے یہاں تک کہ اور خاوند سے نکاح کرے اور وارد ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ چیز جو اس کی تائید کرتی ہے سو روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے کہ ایک گنوار ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو اپنے اوپر حرام کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تجھ پر حرام نہیں تو اس نے کہا خبر دے مجھ کو اللہ کے اس قول سے کہ کل طعام بنی اسرائیل کے واسطے حلال تھا مگر جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کی بیماری تھی تو انہوں نے یہ نذر مانی کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو نہ کھاؤں گا گون کو ہر چیز سے اور حالانکہ وہ حرام نہیں ہیں یعنی اس مت پر اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اپنے اوپر کسی چیز کو حرام کرے سو کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر حرام کرے اپنی بیوی کو یا لونڈی کو اور نہ قصد کرے ساتھ اس کے طلاق کا اور نہ ظہار کا اور نہ آزاد کرنے کا تو لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا اور اگر حرام کرے کھانے کو یا پینے کو تو لغو ہے اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ واجب ہے اس پر سب میں کفارہ قسم کا، اور کہا بیہقی نے اس کے بعد کہ روایت کیا حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلاء کیا اور حرام کیا سو ٹھہرایا حرام کو حلال اور کیا قسم میں کفارہ، کہا سو اس حدیث میں تقویت ہے واسطے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ لفظ حرام کا مطلق نہیں ہوتا ہے طلاق اور نہ ظہار اور نہ قسم۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ.

اور کہا لیث نے نافع رحمہ اللہ سے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب پوچھے جاتے اس شخص کے حکم سے جو اپنی عورت کو تین طلاقیں دے تو کہتے کہ اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو تیرے واسطے رجعت جائز ہوتی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کا حکم کیا اور اگر اس کو تین طلاقیں دے تو تجھ پر حرام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ تیرے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے سے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی اور اس کی شرح طلاق کے اول میں گزر چکی ہے اور گمان کیا ہے ابن تین نے کہ یہ جملہ حدیث کا ہے سو اس نے مشکل جانا اوپر مذہب مالک رحمہ اللہ کے ان کے قول کو کہ دو طلاقیں اکٹھی دینی بدعت ہیں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدعت کے ساتھ حکم نہیں کرتے اور اس کا

جواب یہ ہے کہ اشارہ بیچ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا طرف اس چیز کی ہے کہ حکم کیا اس کو اپنی عورت کی رجعت سے حدیث کے آخر میں اور نہیں ارادہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ اپنی عورت کو ایک یا دو بار طلاق دے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے سو بیان کیا واسطے سائل اس کے کی حال طلاق دینے والے کا اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا لو طلقت اس کی جزا محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے لکان خیرا یعنی البتہ بہتر ہوتا یا وہ واسطے تمنی کے ہے پس نہیں محتاج ہے طرف جواب کی اور نہیں ہے جیسے اس نے کہا بلکہ جواب یہ ہے لکان لك الرجعة یعنی البتہ تیرے واسطے رجعت جائز ہوتی واسطے قول اس کے کی کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا اور تقدیر یہ ہے سو اگر طلاق ایسے طہر میں ہے جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو تو یہ طلاق سنت کے موافق ہوتی ہے اور اگر حیض میں واقع ہو تو وہ طلاق بدعت ہوتی ہے اور جو بدعی طلاق دے تو اس کو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف رجعت کے اسی واسطے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم کیا یعنی ساتھ رجعت کے جب کہ اس نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی اور اس کے مقابل پر قول اس کا ہے کہ اگر تو تین طلاق دے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے الحاق کیا تھا دو بار اکٹھی کہنے کو ساتھ ایک بار کہنے کے سو ان کے درمیان برابری کی یعنی دونوں کا ایک حکم ہے کہ دونوں میں رجعت جائز ہے نہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تو فقط ایک ہی طلاق واقع ہوئی تھی، کما تقدم بیانه صریحا هناك اور ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے کی اس جگہ شہادت طلب کرنا ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ تیری عورت تجھ پر حرام ہوئی سو نام رکھا اس کا حرام ساتھ تین طلاق دینے کے شاید مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں ہوتی ہے عورت حرام ساتھ مجرد قول اس کے کی کہ تو مجھ پر حرام ہے یہاں تک کہ ارادہ کرے ساتھ اس کے طلاق کا یا طلاق دے اس کو بائن اور پوشیدہ رہا ہے یہ مطلب شیخ مغلطائی پر اور جو اس کے تابع ہے سو انہوں نے کہا کہ اس حدیث کو ترجمہ کے ساتھ مناسبت نہیں۔ (فتح)

٤٨٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ

۴۸۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی سو اس عورت نے اور خاوند سے نکاح کیا پھر اس نے اس کو طلاق دی اور اس کے ساتھ کپڑے کے نیل کی مثل تھا سو وہ اس سے اپنی کسی مراد کو نہ پہنچے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ اس نے اس کو طلاق دی سو وہ عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرے خاوند نے مجھ کو طلاق دی پھر میں نے اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کیا سو وہ میرے پاس داخل ہوا اور نہ تھا

يَكُنْ مَّعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِي إِلَّا هَنَةً وَّاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنِّيْ إِلٰى شَيْءٍ فَأَحِلُّ لِزَوْجِي الْأَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلِّيْنَ لِزَوْجِكِ الْأَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ.

ساتھ اس کے کچھ مگر مثل پھندنے کی اور نہیں قریب ہوا مجھ سے مگر ایک بار یعنی نہیں وطی کی اس نے مجھ سے مگر ایک بار اور نہیں پہنچا مجھ سے طرف کسی چیز کی یعنی اس نے مجھ سے صحبت نہیں کی سو کیا میں پہلے خاوند کے واسطے حلال ہوتی ہوں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو پہلے خاوند کے واسطے حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ دوسرا خاوند تیرا شہد چکھے اور تو اس کا شہد چکھے۔

فائدہ: اور ظاہر بخاری رحمہ اللہ کے مذہب سے یہ ہے کہ لفظ حرام کا پھرتا ہے طرف نیت قائل کی اسی واسطے شروع کیا اس نے باب کو ساتھ قول حسن بصری رحمہ اللہ کے اور یہ عادت اس کی ہے بیچ جگہ اختلاف کے جو چیز کہ شروع کرے ساتھ اس کے نقل صحابی یا تابعی کے قول سے تو وہی ہے اختیار اس کا اور اللہ کی پناہ بخاری رحمہ اللہ کو یہ کہ استدلال کرے ساتھ ہونے تین طلاق کے کہ حرام کرتی ہے کہ ہر تحریم کے واسطے حکم تین طلاق کا ہے باوجود ظاہر ہونے منع حصر کے اس واسطے کہ ایک طلاق حرام کرتی ہے غیر مدخول بھا کو مطلق اور طلاق بائن حرام کرتی ہے مدخول بھا کو مگر بعد عقد جدید کے اور اسی طرح طلاق رجعی جب کہ اس کی عدت گزر جائے پس نہیں بند ہے تحریم تین طلاق میں اور نیز پس تحریم عام تر ہے تین بار طلاق دینے سے پس کس طرح استدلال کیا جائے گا ساتھ عام تر کے خاص تر پر اور اس قسم سے کہ تائید کرتا ہے اس کو جو ہم نے اختیار کیا اول پیچھے لانا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ ترجمہ کے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور بیان کیا اس میں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ جب حرام کرے اپنی عورت کو تو کچھ چیز نہیں، کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول میں کہ کیوں حرام کرتا ہے تو اے نبی! جو حلال کیا ہے اللہ نے تیرے واسطے۔

٤٨٦١ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ الرَّبِيْعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۴۸۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ جب اپنی عورت کو حرام کرے تو کچھ چیز نہیں اور اکثر روایت میں لیست ہے یعنی نہیں کلمہ اور وہ قول اس کا ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے کچھ چیز، اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کرتے اپنے مذہب پر ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ تم کو رسول اللہ میں نیک چال چلنی ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

فائدہ: اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف قصے تحریم کی اور مفصل بیان اس کا سورہ تحریم کی شرح میں ہو چکا ہے اور ذکر کیا ہے میں نے کتاب النکاح میں بیان اختلاف کا کہ کیا حرام کرنا شہد کا ہے یا ماریہ کا اور یہ کہ اس کے سبب میں اس کے سوائے کچھ اور بھی کہا گیا ہے اور میں نے تمام بیان کیا ہے جو متعلق ہے ساتھ تطبیق ان اقوال کے ساتھ حمد اللہ کے اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی تھی اس سے صحبت کیا کرتے تھے سو ہمیشہ لپٹتی رہیں ساتھ آپ کے حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام کر ڈالا سو اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے اور یہ صحیح تر طریق اس سبب کا ہے اور واسطے اس کے شاہد مرسل ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ سند صحیح کے زید بن اسلم رحمہ اللہ تابعی سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی ماں سے اپنی کسی بیوی کے گھر میں صحبت کی سو گھر والی بیوی نے کہا یا حضرت! میرے گھر میں اور میرے بچھونے پر اور سے صحبت کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اوپر حرام کیا تو اس نے کہا یا حضرت! کس طرح حرام کرتے ہیں اپنے اوپر حلال کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس سے صحبت نہ کریں گے سو یہ آیت اتری اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے، کہا زید بن اسلم رحمہ اللہ نے سو مرد کا اپنی عورت سے کہنا کہ تو مجھ پر حرام ہے لغو ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لازم آتا ہے اس کو کفارہ قسم کا اگر قسم کھائے اور یہ جو اس نے کہا کچھ چیز نہیں تو احتمال ہے کہ مراد ساتھ نفی کے طلاق دینا ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے عام تر ہو اور اول احتمال قریب تر ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو پہلے گزر چکا ہے تفسیر میں ہشام کے طریق سے ساتھ اس سند کے کہ حرام میں کفارہ دے اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو حرام کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قسم ہے کفارہ دے پس معلوم ہوا کہ مراد ساتھ قول اس کے لیس بشیء یعنی نہیں ہے طلاق اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت اپنے اوپر حرام کی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو جھوٹا ہے پھر کہ آیت پڑھی اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے پھر کہا کہ لازم ہے تجھ پر آزاد کرنا ایک غلام کا اور شاید انہوں نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی ساتھ آزاد کرنے غلام کے اس واسطے کہ انہوں نے پہچانا کہ یہ مالدار ہے سو ارادہ کیا کہ سخت کفارہ دے کفارہ قسم کے سے نہ یہ کہ متعین ہے اس پر آزاد کرنا غلام کا اور دلالت کرتا ہے جو پہلے گزرا ہے اس سے تصریح کرنا ساتھ کفارے قسم کے۔ (فتح)

٤٨٦٢ ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلَى ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ﴾ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْمَغَافِيرُ شَبِيْهٌ بِالصَّمْغِ يَكُونُ فِي الرِّمْثِ فِيهِ حَلَاوَةٌ أَغْفَرَ الرِّمْثُ إِذَا ظَهَرَ فِيهِ وَاحِدُهَا مَغْفُورٌ وَيُقَالُ مَغَاثِيرُ.

۴۸۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرتے اور اس کے پاس شہد پیتے سو اتفاق کیا میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم میں سے جس کے پاس حضرت ﷺ آئیں تو چاہیے کہ کہے کہ میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں آپ نے مغافیر کھایا سو حضرت ﷺ ہم میں سے ایک پر داخل ہوئے سو اس نے آپ سے یہ کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے اور میں پھر کبھی نہ پیوں گا سو یہ آیت اتری اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے، اللہ کے اس قول تک کہ اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کرو یعنی اول سورت سے اس جگہ تک پڑھا، واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے یعنی یہ خطاب ان دونوں کے واسطے ہے یعنی اللہ نے فرمایا اور جب چپکے سے کہی پیغمبر ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو ایک بات بسبب قول آپ کے کی بلکہ میں نے شہد پیا ہے یعنی مراد اللہ کے اس قول سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ بلکہ میں نے شہد پیا ہے (اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہ آیت داخل ہے پہلی آیتوں میں اس واسطے کہ وہ اللہ کے اس قول سے پہلے ہے کہ اگر تم دونوں توبہ کرو)۔

کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ مغافیر ایک چیز ہے مشابہ گوند کے پیدا ہوتی ہے ان درختوں میں جن کو اونٹ چرتے ہیں اس میں شیرینی ہوتی ہے کہا جاتا ہے اغفر الرمث جب کہ ظاہر ہو اس میں گوند واحد اس کا مغفور ہے اور کہا جاتا ہے مغاثیر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں پھر کبھی نہیں پیوں گا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میں نے قسم کھائی کسی کو ان کے ساتھ خبر نہ کرنا اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور استدلال کیا ہے قرطبی وغیرہ

نے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ البتہ میں نے قسم کھائی اس پر کہ جو کفارہ کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ قول اللہ کے ﴿ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ﴾ وہ قسم ہے ہے کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے میں نے قسم کھائی سو ہوگا کفارہ واسطے قسم کے نہ واسطے مجرد تحریم کے اور وہ استدلال قوی ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ تحریم لغو ہے نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے ساتھ مجرد ہونے اس کے کی یعنی فقط تحریم میں کفارہ نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ قسم نہ ہو اور حمل کیا ہے بعض نے حضرت ﷺ کے قول حلفت کو اوپر تحریم کے اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس کا اور اس حدیث میں ہے کہ شہد کا پینا زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور آئندہ حدیث میں ہے کہ شہد کا پینا حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور ایک روایت میں ہے کہ شہد کا پینا سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور طریق تطبیق کا اس اختلاف میں یہ ہے کہ یہ محمول ہے تعدد پر یعنی یہ قصہ متعدد ہے کئی بار واقع ہوا ہے پس نہیں منع تعدد سبب کا واسطے ایک امر کے پس اگر مائل کی جائے ترجیح کی تو روایت عبید بن عمیر کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ شہد کا پینا زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھا زیادہ تر ہے بسبب موافقت کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے اس کے کہ آپس میں دونوں اتفاق کرنے والیاں حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اس بنا پر جو کہ پہلے گزر چکا ہے تفسیر میں اور طلاق میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ جزم کیا سو اگر حفصہ رضی اللہ عنہا شہد والی ہوتیں تو نہ جوڑی جاتیں اتفاق کرنے میں ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیکن ممکن ہے متعدد ہونا قصے کا بیچ پینے شہد کے اور حرام کرنے اس کے کی اور خاص ہونا نزول کا ساتھ اس قصے کے جس میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے اتفاق کیا اور ممکن ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پینے کا قصہ مقدم ہو اور نیز راجح یہ ہے کہ شہد پلانے والی زینب رضی اللہ عنہا ہے نہ سودہ رضی اللہ عنہا، کہا قرطبی نے جس روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا تینوں نے اتفاق کیا تھا تو وہ روایت صحیح نہیں اس واسطے کہ وہ مخالف ہے واسطے تلاوت کے کہ وہ تثنیہ کے ساتھ ہے اور اگر اس طرح ہوتا تو البتہ آتی آیت ساتھ خطاب جمع مؤنث کے پھر نقل کیا اس نے اصیلی وغیرہ سے کہ روایت عبید بن عمیر کی اصح اور اولیٰ ہے اور کیا مانع ہے کہ ہو قصہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سابق سو جب کہا گیا حضرت ﷺ سے جو کہا گیا تو چھوڑ دیا آپ نے پینا شہد کا بغیر تصریح کے ساتھ تحریم کے اور نہ اتری اس میں کچھ چیز پھر جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قول پر اتفاق کیا سو حرام کیا حضرت ﷺ اس وقت شہد کو سو اتری آیت۔ (فتح)

٤٨٦٣ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ شہد اور حلوا کو دوست رکھتے تھے اور معمول تھا کہ جب عصر کی نماز سے فارغ ہو کے پھرتے تو اپنی بیویوں پر داخل ہوتے اور ان میں سے ایک کے قریب ہوتے یعنی سو بوسہ لیتے اور

يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَآءَ وَكَانَ إِذَا
انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ
فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ
بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ
فَغِرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِيْ أَهْدَتْ
لَهَا امْرَأَةٌ مِّنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً
فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ
بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَإِذَا دَنَا مِنْكِ
فَقُوْلِيْ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ لَا
فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُ مِنْكَ
فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ
عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ
وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكِ وَقُوْلِيْ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ
قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ
عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أُبَادِيَهٗ بِمَا أَمَرْتِنِيْ
بِهٖ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ
فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِيْ
حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ
الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهٗ نَحْوَ ذٰلِكَ
فَلَمَّا دَارَ إِلٰى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ
فَلَمَّا دَارَ إِلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ
تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا

بدن سے بدن لگاتے بغیر جماع کے سو حضرت ﷺ عمر رضی اللہ عنہ
کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے اور اس کے پاس
معمول سے زیادہ ٹھہرے سو مجھ کو غیرت آئی تو میں نے اس کا
سبب پوچھا سو مجھ کو کہا گیا اس کی قوم سے ایک عورت نے اس
کو شہد کی کپی تحفہ بھیجی تھی سو اس نے اس میں سے حضرت ﷺ
کو شربت پلایا تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں
حضرت ﷺ کے واسطے کوئی حیلہ کروں گی تو میں نے
سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی سے کہا کہ بے شک حضرت ﷺ
عنقریب تجھ سے قریب ہوں گے یعنی بوسہ لیں گے سو جب
تجھ سے قریب ہوں تو آپ سے کہنا کہ آپ نے مغافیر کھایا
ہے کہ حضرت ﷺ تجھ سے کہیں کہ نہیں سو تو آپ سے کہنا کہ
کیا ہے یہ بو جو میں پاتی ہوں حضرت ﷺ تجھ سے کہیں گے
کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا تو آپ سے کہنا کہ
اس کی مکھی نے عرفط کے درخت کو چرا ہے اور میں بھی یہ کہوں
گی اور اے صفیہ! تو بھی یہی کہنا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ نہ دیر ہوئی کچھ مگر یہ کہ حضرت ﷺ
دروازے پر کھڑے ہوئے سو میں نے چاہا کہ آپ کو پکاروں
ساتھ اس چیز کے جو تو نے مجھ کو حکم کیا واسطے ڈر کے تجھ سے سو
جب حضرت ﷺ اس سے قریب ہوئے تو سودہ رضی اللہ عنہا نے
آپ سے کہا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، کہا سو کیا ہے یہ بو جو میں آپ
سے پاتی ہوں فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا
ہے سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی مکھی نے عرفط کے درخت کو
چرا ہے پھر جب حضرت ﷺ میری طرف گھومے تو میں نے
بھی آپ سے اسی طرح کہا پھر جب صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف

اسْكُتِيْ.

گھومے تو اس نے بھی آپ ﷺ سے اسی طرح کہا پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف گھومے یعنی دوسرے دن میں تو اس نے کہا یا حضرت! کیا میں آپ کو اس سے شہد نہ پلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں ، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے حضرت ﷺ کو شہد پینے سے روکا میں نے اس سے کہا چپ رہ یعنی تا کہ یہ بات مشہور نہ ہو جائے پس ظاہر ہوا جو انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے مکر کیا۔

فائدہ: عرفط ایک درخت کا نام ہے جس کی مغافیر گوند ہے اور کہا ابن قتیبہ نے کہ وہ ایک درخت ہے اس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں زمین پر بچھے ہوتے ہیں اور واسطے اس کے کانٹا ہوتا ہے اور پھل سفید کپاس کی طرح اس کی بو بد ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ پر بھاری ہوتا تھا کہ آپ سے بد بو آئے اس واسطے کہ آپ کے پاس فرشتہ آتا تھا اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں تو شاید پرہیز کی حضرت ﷺ نے اس سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی نزدیک آپ کے پے در پے کہنے تین عورتوں کے سے کہ پیدا ہوئی پینے اس کے سے واسطے آپ کے بو منکر سو چھوڑا حضرت ﷺ نے اس کو واسطے اکھاڑنے مادے کے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں وہ چیز ہے جو پیدا ہوئی ہیں اس پر عورتیں غیرت سے یعنی یہ ان کی پیدائشی بات ہے اور یہ کہ غیرت کرنے والی عورت معذور رکھی جائے اس چیز میں کہ واقع ہو اس سے حیلہ گری سے اس چیز میں کہ دفع کرے ساتھ اس کے سوکن کی انچائی کو اپنے اوپر سے جس وجہ سے کہ ہو اور اس حدیث میں لینا ہے پکی بات کو اور چھوڑ دینا اس چیز کا کہ مشتبہ ہو اس میں امر مباح سے واسطے خوف واقع ہونے کے منع چیز میں اور اس میں وہ چیز ہے جو شہادت دیتی ہے ساتھ بلند ہونے مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ اس کی سوکن اس سے ڈرتی تھی اور ہر بات میں اس کی فرمانبرداری کرتی تھی یہاں تک کہ ایسے امر میں ساتھ خاوند کے جو قدر میں سب لوگوں سے زیادہ ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تقویٰ سودہ رضی اللہ عنہا کی واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی اس سے پشیمان ہونے سے اس کام پر کہ کیا اس واسطے کہ موافقت کی اس نے اوّل اور دفع کرنے انچائی حفصہ رضی اللہ عنہا کے جو اس کو ان پر تھی ساتھ زیادہ بیٹھنے کے نزدیک اس کے بسبب شہد کے اور اس نے دیکھا کہ پہنچنا طرف مراد کی اس سے واسطے اکھاڑنے مادے پینے شہد کے ہے جو سبب ہے ٹھہرنے کا نزدیک حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیکن برا جانا اس نے اس کے بعد اس بات کو کہ مرتب ہوا اس پر منع ہونا حضرت ﷺ کا اس چیز سے جس کو آپ چاہتے تھے اور وہ پینا شہد کا تھا باوجود اس چیز کے جو پہلے گزر چکی ہے

اعتراف عائشہ رضی اللہ عنہا کے سے جس نے اس کو اس کے ساتھ حکم کیا تھا بیچ ابتدا حدیث کے سو تعجب کرنے لگیں سودہ رضی اللہ عنہا اس چیز سے جو واقع ہوئی ان بیویوں سے بیچ اس کے اور نہ دلیری کی اوپر تصریح کے ساتھ انکار کے اور نہ تکرار کیا اس نے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد اس کے جب کہ کہا اس نے واسطے اس کے کہ چپ رہ بلکہ اس نے اس کا کہا مانا اور چپ رہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے عذر اس کے سے اس میں کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ڈرتی تھی اس واسطے کہ جانتی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سب بیویوں سے زیادہ محبت ہے سو وہ ڈری کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت کریں تو وہ اس پر غضبناک ہوں اور جب وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو غصہ دلائے تو نہیں بے خوف ہے اس سے کہ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بدل جائے اور وہ اس کی متحمل نہیں سو یہی معنی ہیں ڈرنے اس کے کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس حدیث میں ہے کہ عماد قسم ہے یعنی باری مقرر کرنے کا رات ہے اور یہ کہ جائز ہے دن میں جمع ہونا ساتھ سب کے لیکن ساتھ اس شرط کے کہ نہ واقع ہو صحبت مگر ساتھ اس عورت کے کہ وہ اس کی باری میں ہے، کما تقدم تقریرہ، اور اس حدیث میں استعمال کرنا کنایات کا ہے اس چیز میں کہ شرم کی جاتی ہے ذکر کرنے اس کے سے واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث میں کہ وہ ان سے قریب ہوتے تھے اور مراد یہ ہے کہ بوسہ لیتے تھے اور مانند اس کی اور ثابت کرتا ہے اس کو قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطے سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر داخل ہوں تو عنقریب تجھ سے قریب ہوں گے سو کہنا کہ میں آپ سے بو پاتی ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں یہ تحقیق ہوتا ہے ساتھ قریب ہونے منہ کے ناک سے خاص کر جب کہ نہ بو پھیلنے والی ہو بلکہ مقام تقاضا کرتا ہے کہ بو پھیلنے والی نہ تھی۔ (فتح الباری)

بَابُ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾.

نہیں ہے طلاق نکاح سے پہلے اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! جب نکاح کرو تم ایماندار عورتوں سے پھر طلاق دو ان کو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ تو نہیں واسطے تمہارے ان پر کچھ عدت کہ تم اس کو گنو سو متعہ دو ان کو اور چھوڑ دو ان کو بھلی طرح سے اور متعہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک دے اور اگر چاہے تو اسی وقت اور نکاح کر لے عدت نہیں۔

فائدہ: کہا ابن تین نے حجت پکڑی بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس آیت کے اوپر واقع ہونے طلاق کے نہیں دلالت بیچ اس کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے اس آیت میں دلیل اس واسطے کہ وہ خبر دینی ہے ایک صورت سے کہ واقع ہوئی ہے اس میں طلاق بعد نکاح کے اور نہیں ہے حصر اس جگہ اور نہیں سیاق میں وہ چیز جو اس کو تقاضا کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حجت پکڑنے والا ساتھ اس آیت کے واسطے اس حکم کے بخاری رحمہ اللہ سے پہلے ترجمان القرآن ہے یعنی ابن

عباس رضی اللہ عنہما، کما ساذکرہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ ٹھہرایا ہے اللہ نے طلاق کو نکاح کے بعد۔

فائدہ: یعنی آیت مذکورہ میں اور روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نہیں کہا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور اگر اس کو کہا ہے تو یہ پھسل جانا ہے عالم کا ایک مرد کے حق میں کہ کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اللہ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم نکاح کرو مسلمان عورتوں سے پھر ان کو طلاق دو اور اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تم ان کو طلاق دو پھر ان سے نکاح کرو اور روایت کی ہے ابن خزیمہ اور بیہقی نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مرد کے حکم سے جو کہے کہ جب میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ کہنا اس کا کچھ چیز نہیں اور نکاح کرے تو طلاق نہیں پڑتی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلاق تو اس عورت کے واسطے ہے جس کا مالک ہو لوگوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وقت معین کرے تو طلاق پڑ جاتی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ رحم کرے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اگر ہوتا جس طرح وہ کہتا ہے تو اللہ فرماتا کہ جب تم طلاق دو مسلمان عورتوں کو پھر ان سے نکاح کرو اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مروان نے اس سے پوچھا کہ اگر عورت کو معین کرے سو کہے کہ اگر میں اس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ہے طلاق یہاں تک کہ نکاح کرے اور نہیں آزاد کرنا یہاں تک کہ مالک ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ. وَيُرْوٰى فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاوُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَاءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

اور روایت کی گئی ہے اس میں علی رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے اور عبید اللہ بن عبداللہ سے اور ابان بن عثمان سے اور علی بن حسین سے اور شریح سے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور قاسم سے اور سالم سے اور طاؤس اور حسن سے اور عکرمہ سے اور عطاء سے اور عامر بن سعید سے اور جابر بن زید سے اور نافع بن جبیر سے اور محمد بن کعب سے اور سلیمان بن یسار سے اور مجاہد سے اور قاسم بن عبدالرحمٰن سے اور عمرو بن ہزم سے اور شعبی سے کہ اس پر طلاق نہیں پڑتی یعنی اگر کہے کہ جب میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور پھر

وَعَمْرِو بْنِ هَرْمٍ وَالشَّعْبِيِّ أَنَّهَا لَا تَطْلُقُ. اس سے نکاح کرے تو اس پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں فقط آثار کو نقل کیا ہے اور اس میں کوئی حدیث مرفوع صریح ذکر نہیں کی واسطے رمز کرنے کے طرف اس چیز کی جس کو ہم بیان کریں گے یعنی ان لوگوں سے مرفوع روایتیں بھی اس باب میں آ چکی ہیں روایت کی ہے ابوداؤد اور بیہقی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا کہ نہیں ہے طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہیں ہے یتیم ہونا بعد احتلام یعنی بالغ ہونے کے اور عروہ سے بھی مرفوع روایت آئی ہے سو ذکر کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے محلل میں کہ اس نے بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اس باب میں کون سی حدیث زیادہ تر صحیح ہے اس نے کہا کہ حدیث عمرو بن شعیب کی اپنے باپ سے اس کے دادا سے کہ نہ طلاق دے کوئی مرد جب تک کہ نکاح کرے اور نہ آزاد کرے جب تک کہ نہ مالک ہو اور روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں حدیث عمرو بن شعیب کی اور کہا کہ نہیں ہے صحیح اور اس باب میں علی رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور فوت ہوا ہے ترمذی رحمہ اللہ سے کہ وارد ہوئی ہے یہ حدیث مسور بن مخرمہ کی روایت سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو ثعلبہ خشنی سے اور روایت کی ہے بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے حکم سے کہ کہے جس دن میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق دی اس نے اس کو جس کا وہ مالک نہیں اور اس حدیث کی سند میں ابو خالد واسطی ہے اور وہ واہی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے واسطے اور طریق ہے روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ نہیں طلاق ہے مگر بعد نکاح کے کہا ابن عدی نے کہ کہا ابن صاعد نے کہ میں اس حدیث کے واسطے کوئی علت نہیں جانتا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے معمر سے کہا کہ ولید بن یزید نے انصار کے حاکموں کی طرف لکھا کہ اس کی طرف لکھیں کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کا کیا حکم ہے اور البتہ وہ اس کے ساتھ مبتلا ہوا تھا تو اس نے اپنے عامل کی طرف یمن میں لکھا سو اس نے ابن طاؤس اور اسماعیل بن شروس اور سماک کو بلایا سو خبر دی ان کو ابن طاؤس نے اپنے باپ سے اور اسماعیل نے عطاء سے اور سماک نے وہب بن منبہ سے کہ انہوں نے کہا نہیں طلاق ہے پہلے نکاح سے کہا سماک نے اپنی طرف سے کہ نکاح تو گرہ ہے جو باندھی جاتی ہے اور طلاق اس کو کھول ڈالتی ہے اور جب پہلے گرہ ہی نہ باندھی گئی ہو تو کس چیز کو کھولے گا اور البتہ روایت کی ہے حاکم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہیں ہے آزاد کرنا مگر بعد مالک ہونے کے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور عروہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے طلاق پہلے نکاح کے اور نہیں ہے آزاد کرنا پہلے مالک ہونے کے اور اسی طرح روایت کی ہے طبرانی نے عطاء سے اس نے روایت کی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ہے بیہقی نے صدقہ بن عبداللہ کے طریق سے کہ میں محمد بن منکدر کے پاس آیا اور میں غضبناک تھا اور میں نے کہا تو نے حلال کیا

ہے واسطے ولید کے ام سلمہ کو اس نے کہا کہ میں نے حلال نہیں کی لیکن حضرت ﷺ نے حلال کی، حدیث بیان کی مجھ سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے نہیں طلاق واسطے اس کے جو نہ نکاح کرے اور نہیں آزاد کرنا واسطے اس کے جو نہ مالک ہو اور اسی طرح روایت ہے قتادہ اور مجاہد اور عمر بن عبدالعزیز سے اور شعبی سے روایت ہے کہ اگر کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے تو یہ کچھ چیز نہیں اور اگر معین کرے تو واقع ہوتی ہے جیسے کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور یہی ہے قول ابراہیم نخعی کا کہ معین عورت میں طلاق پڑ جاتی ہے اور تعمیم میں نہیں پڑتی اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے پیروی کی ہے امام احمد رحمہ اللہ کی بیچ تکثیر نقل کے تابعین سے سو البتہ امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ پوچھے گئے امام احمد رحمہ اللہ طلاق دینے سے پہلے نکاح کے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ مروی ہے حضرت ﷺ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علی بن حسین اور ابن مسیب رحمہ اللہ سے اور چند اور بیس تابعین سے کہ انہوں نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں یعنی اس کہنے سے طلاق نہیں پڑتی۔ میں کہتا ہوں اور البتہ مجاز اختیار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ منسوب کیا اس نے ان سب مذکورین کی طرف عدم وقوع کو مطلق باوجود اس کے کہ بعض تفصیل کرتے ہیں اور بعض اس میں اختلاف کرتے ہیں اور شاید یہی نکتہ ہے اس میں شروع کیا ہے اس نے نقل کو ساتھ صیغے تمریض کے اور یہ مسئلہ ان مسئلوں میں سے ہے جن میں اختلاف مشہور ہے اور علماء کے اس میں کئی مذہب ہیں سو بعضی کہتے ہیں کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق اور بعض کہتے ہیں نہیں واقع ہوتی طلاق مطلق اور بعض تفصیل کرتے ہیں درمیان اس کے کہ معین کرے یا عام کرے اور بعض نے توقف کیا ہے سو جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ طلاق نہیں واقع ہوتی، کما تقدم اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور ابن مہدی اور احمد اور اسحاق اور داؤد اور اس کے اتباع اور جمہور اہل حدیث کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق اور قائل ہوا ہے ساتھ تفصیل کے ربیعہ اور ثوری اور لیث اور اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعدار اور مالک رحمہ اللہ مشہور قول میں اور ایک روایت اس سے ہے کہ مطلق واقع نہیں ہوتی اگرچہ معین کرے اور مروی ہے قاسم سے مثل اس کی اور اس سے توقف بھی مروی ہے اور اسی طرح ثوری اور ابو عبید سے اور قائل ہیں جمہور مالکیہ ساتھ تفصیل کے سو اگر نام لے ایک عورت کا یا ایک گروہ کا یا قبیلے کا یا مکان کا یا زمان کا کہ اس وقت تک اس کا زندہ رہنا ممکن ہو تو لازم آتی ہے اس کو طلاق اور آزادی اور آیا ہے عطاء سے ایک اور مذہب مفصل درمیان اس کے کہ شرط کرے اس کو اپنی عورت کے عقد نکاح میں یا نہ شرط کرے سو اگر شرط کرے تو نہیں صحیح ہوتا ہے نکاح کرنا اس عورت سے جس کو معین کرے نہیں تو صحیح ہو جاتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور تاویل کیا ہے زہری نے اور اس کے تابعداروں نے حدیث لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ کو کہ یہ محمول ہے اس شخص پر جو بالکل نکاح نہ کرے سو جب اس کو مثلاً کہا جائے کہ فلانی عورت سے نکاح کر اور وہ کہے کہ اس کو طلاق ہے

البتہ تو نہیں واقع ہوتی ساتھ اس کے کچھ چیز اور یہی ہے جس کے حق میں وارد ہوئی ہے حدیث اور اگر کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو جب اس کو نکاح کرے گا طلاق واقع ہوگی اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے تاویل سے رد کرتے ہیں اس کو آثار صریحہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخ زہری سے کہ مراد ان کے نہ واقع ہونا طلاق کا ہے اس شخص سے جو کہے کہ اگر میں نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے برابر ہے کہ خاص کرے یا عام کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور واسطے مشہور ہونے اختلاف کے مکروہ جانا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق اور کہا کہ اگر نکاح کرے تو میں نہیں حکم کرتا کہ جدا ہو اور اسی طرح کہا ہے ابن اسحاق نے معینہ میں اور کہا بیہقی نے اس کے بعد کہ روایت کیا ہے بہت حدیثوں کو پھر آثار کو جو وارد ہونے والے ہیں بیچ نہ واقع ہونے طلاق کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں اس پر کہ اکثر اصحاب اور تابعین نے سمجھا ہے حدیثوں سے کہ طلاق اور عتاق جو معلق کے جائیں پہلے نکاح اور ملک کے تو نہیں عمل کرتے۔ بعد واقع ہونے ان دونوں کے اور یہ تاویل مخالف کی بیچ حمل کرنے اس کے عدم وقوع کو اس پر جب کہ واقع ہو قبل ملک کے اور وقع کو اس چیز میں جب کہ واقع ہو اس کے بعد نہیں ہے کچھ چیز اس واسطے کہ ہر ایک جانتا ہے ساتھ عدم وقوع کے پہلے وجود عقد نکاح کے یا ملک کے پس نہیں باقی رہتا ہے ان اخبار میں کوئی فائدہ برخلاف اس کے جب کہ ہم اس کو اپنے ظاہر پر حمل کریں کہ اس میں فائدہ ہے اور وہ خبر دینا ہے ساتھ عدم وقوع کے اگر بعد موجود ہونے عقد کے ہو پس یہ ترجیح دیتا ہے اس چیز کو جو ہمارا مذہب ہے، حمل کرنے حدیثوں کے سے اپنے ظاہر پر اور اللہ خوب جانتا ہے اور اشارہ کیا ہے بیہقی نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے جو پہلے گزر چکی ہے زہری سے اور طرف اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں کہ مدینے میں کچھ لوگ تھے جو کہتے تھے کہ جب قسم کھائے مرد ساتھ طلاق عورت کے پہلے اس سے کہ اس سے نکاح کرے پھر حانث ہو تو لازم آتی ہے اس کو جب کہ نکاح کرے حکایت کیا ہے اس کو ابن بطال نے اور تاویل کی ہے انہوں نے حدیث لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ کی اس شخص پر جو کہے کہ فلانے کی عورت کو طلاق ہے اور معارضہ کیا گیا ہے جو اس کو لازم کرتا ہے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو کسی عورت سے کہے کہ جب فلانا آئے تو اپنے ولی کو اجازت دیجیے یہ کہ تیرا نکاح مجھ سے کر دے تو اس عورت نے کہا کہ جب فلانا آیا تو میں نے اپنے ولی کو اجازت دی تو فلانا جب آئے نہیں منعقد ہوتا نکاح یہاں تک کہ پیدا کرے عقد جدید کو اور ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جب بیچے ایک اسباب کو جس کا وہ مالک نہیں پھر وہ اس کے ملک میں داخل ہو تو نہیں لازم آتی ہے اس کو یہ بیع اور اگر اپنی عورت سے کہے کہ اگر میں تجھ کو طلاق دوں تو میں نے تجھ سے رجعت کی پھر اس کو طلاق دی تو نہیں ہوتی ہے رجعت پس اسی طرح ہے طلاق کہ وہ بھی نکاح سے پہلے نہیں پڑتی اور جو طلاق کو واقع کرتا ہے اس نے حجت پکڑی یہ ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ اور تعلیق بھی عقد ہے جس کا اس نے التزام کیا ہے اپنے قول سے اور معلق کیا ہے اس کو شرط سے سو اگر شرط

پائی گئی تو مشروط بھی پایا جائے گا اور بعض نے اللہ کے اس قول سے حجت پکڑی ہے ﴿یُوفُونَ بِالنَّذرِ﴾ اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ مشروع ہونے وصیت کے اور نہیں ہے بیچ کسی کے اس سے حجت اس واسطے کہ طلاق نہیں ہے عقود میں سے اور نذر روہ ہے کہ قربت ڈھونڈی جاتی ہے ساتھ اس کے طرف اللہ کی نجات طلاق کے کہ وہ مبغوض تر ہے حلال میں طرف اللہ کی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ جو کہے کہ واسطے اللہ کے مجھ پر آزاد کرنا ہے تو لازم آتا ہے اس پر آزاد کرنا اور اگر کہے کہ واسطے اللہ کے مجھ پر طلاق ہے تو ہوتا ہے یہ قول اس کا لغو بے فائدہ اور وصیت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوتی ہے بعد موت کے اور اگر معلق کرے زندہ آدمی طلاق کو ساتھ مابعد موت کے تو نہیں جاری ہوتی اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ صحیح ہونے تعلیق طلاق کے کہ جو اپنی عورت سے کہے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تجھ پر طلاق ہے اور وہ داخل ہو تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور جواب یہ ہے کہ طلاق حق ملک خاوند کا ہے سو جائز ہے واسطے اس کے کہ اس کو فی الحال دے یا مہلت کے ساتھ دے اور یہ کہ معلق کرے اس کو ساتھ شرط کے اور یہ کہ گردانے اس کو غیر کے ہاتھ میں جیسے تصرف کرتا ہے مالک اپنے ملک میں اور جب خاوند نہ ہوا تو کس چیز کا مالک ہوگا تا کہ تصرف کرے اور کہا ابن عربی نے مالکیوں میں سے کہ اصل طلاق میں یہ ہے کہ ہو بیچ منکوحہ کے جو مقید ہے ساتھ قید نکاح کے اور وہی ہے جو تقاضا کرتا ہے مطلق لفظ لیکن پرہیز گاری تقاضا کرتی ہے توقف کو اس عورت سے جس کے حق میں یہ کہا جائے اگرچہ ہے اصل جائز رکھنا اس کا اور لغو کرنا تعلیق کا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهٖ أُخْتِيْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِسَارَةَ هٰذِهٖ أُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

جب کوئی اپنی عورت سے کہے اور وہ جبر کیا گیا ہو کہ یہ میری بہن ہے تو نہیں ہے اس پر کوئی چیز یعنی اس سے اس عورت پر طلاق نہیں پڑتی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے کہا کہ یہ میری بہن ہے اور یہ کہنا ان کا اللہ کی راہ یا ان کے دین میں تھا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو برا جانتا ہے یہ کہ کہے مرد اپنی عورت سے اے میرے بہن اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ حضرت ﷺ ایک مرد پر گزرے اور وہ اپنی عورت سے کہتا تھا اے میری بہن! تو حضرت ﷺ نے اس کو جھڑکا، کہا ابن بطال نے اور اسی واسطے علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ہو جاتا ہے ساتھ اس کے مظاہر جب کہ اس کا قصد کرے سو اشارہ کیا اس کو حضرت ﷺ نے طرف پرہیز کرنے کی لفظ مشکل سے اور اس حدیث اور ابراہیم علیہ السلام کے قصے کے درمیان تعارض نہیں اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام کی مراد تو فقط یہ تھی کہ وہ اس کی بہن ہے دین میں سو جو یہ کہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ وہ دین میں بہن ہے تو وہ اس کو ضرر نہیں کرتی اور البتہ قید کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کو ساتھ اکراہ کے یعنی جب جبر کی حالت میں کہے

تو اس سے طلاق نہیں پڑتی اور تعاقب کیا ہے اس کا بعض شارحوں نے کہ نہیں واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے اکراہ اور وہ اسی طرح ہے لیکن نہیں اعتراض ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اس واسطے کہ ارادہ کیا ہے اس نے ساتھ ذکر قصے ابراہیم علیہ السلام کے استدلال کرنا اس پر کہ جو اکراہ کی حالت میں یہ کہے وہ اس کو ضرر نہیں کرتا واسطے قیاس کرنے کے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تو بادشاہ کے خوف سے کہا تھا کہ غالب ہوا اس پر واسطے سارہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کا حال یہ تھا کہ نہیں قریب ہوتے تھے بے خاوند والی عورت سے مگر ساتھ منگنی اور رضا مندی کے برخلاف خاوند والی کے کہ اس کو اس کے خاوند سے جبرا چھین لیتے تھے جب اس کو چاہتے، کما تقدم تقریرہ پس واسطے خوف کرنے کے سارہ رضی اللہ عنہا پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ یہ میری بہن ہے اور مراد رکھی برادری دین کی۔ (فتح)

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى.

باب ہے حکم طلاق کا زبردستی میں یا غصے کی حالت میں اور حکم جبر کیے گئے کے اور حکم نشے والی کے اور مجنون کے اور امروں ان کے کی کہ کیا دونوں کا حکم ایک ہے یا مختلف اور غلط اور بھول کی طلاق اور شرک وغیرہ میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ عملوں کا اعتبار ساتھ نیت کے ہے اور ہر ایک آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

فائدہ: شامل ہے یہ ترجمہ کئی احکام پر جمع کرتا ہے ان کو یہ کہ حکم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متوجہ ہوتا ہے اس آدمی پر جو عاقل ہو مختار ہو جان بوجھ کر کرنے والا ہو یاد کرنے والا ہو یعنی نہ بھولے سے اور شامل ہے اس کو استدلال ساتھ حدیث کے اس واسطے کہ جو عاقل مختار نہ ہو نہیں ہے واسطے اس کے کوئی نیت اس میں جو کہتا ہے یا کرتا ہے اور اسی طرح غلطی کرنے والا اور بھولنے والا اور جو جبر کیا گیا ہو کسی چیز پر اور اکراہ کے معنی ہیں زبردستی کرنا کہا گیا ہے اس کو یہ اس واسطے کہ بند کیا جاتا ہے اوپر اس کے کام اس کا اور تنگ کیا جاتا ہے اس پر تصرف اس کا اور کہا بعض نے کہ وہ عمل کرنا ہے غصے کی حالت میں اور رد کیا ہے فارسی نے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اغلاق کے معنی غصے کے ہیں اور کہا کہ اکثر لوگوں کی طلاق سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غصے ہی کی حالت میں ہوتی ہے اور اگر جائز رکھا جائے نہ واقع ہونا طلاق کا غصے کی حالت میں تو البتہ جائز ہوتا واسطے ہر ایک کے کہ کہے ہر قصور میں کہ غصے کی حالت میں تھا اور مراد اس کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ غصے کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور وہ مروی ہے بعض متاخرین حنابلہ سے اور نہیں پایا گیا ہے یہ ان کے کسی متقدم سے پھر کہا گیا ہے کہ معنی اس کے یہی ہیں یعنی بدعی طلاق

دینی مطلق منع ہے اور مراد نفی ہے اس کے فعل سے نہ نفی اس کے حکم کی گویا کہ وہ کہتا ہے کہ طلاق دے واسطے سنت کے جیسا کہ حکم کیا ہے اس کو اللہ نے اور قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا والکرہ تو اس کو اغلاق پر معطوف کرنا ٹھیک نہیں مگر یہ کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہو کہ اغلاق کے معنی غضب کے ہیں اور احتمال ہے کہ یہ لفظ مکرہ ہو ساتھ صیغے مفعول کے تو تقدیر یہ ہوگی باب حکم الطلاق فی الاغلاق وحکم المکرہ والسکران والمجنون الخ اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ طلاق اس شخص کے جو جبر کیا گیا ہو سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ ایک چیز ہے کہ بدلہ دیا ہے اس نے ساتھ اس کے اپنی جان اور یہی قول ہے اہل رائے کا اور ابراہیم نخعی سے اور بھی تفصیل آئی ہے کہ اگر مکرہ توریہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر توریہ نہ کرے تو واقع ہو جاتی ہے کہا شعبی نے کہ اگر جبر کرے اس پر چور تو طلاق واقع ہوتی ہے اور اگر زبردستی کرے اس پر بادشاہ تو واقع نہیں ہوتی اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور وجہ اس کی یہ ہے اس واسطے کہ چوروں کا حال یہ ہے کہ جو ان کی مخالفت کرے وہ اکثر اوقات اس کو مار ڈالتے ہیں برخلاف بادشاہ کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جو طلاق حالت اکراہ میں واقع ہو اس کا اعتبار نہیں ہے اور حجت پکڑی ہے عطاء نے ساتھ آیت نحل کے ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ﴾ کہا عطاء نے کہ شرک بڑا ہے طلاق سے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے اور تقریر کی ہے اس کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طور سے کہ جب اللہ نے معاف کیا کفر کو اس شخص سے کہ بولے اس کو وقت مجبور ہونے کے اور ساقط کیا احکام کفر کو تو اسی طرح ساقط ہوگی مکرہ سے وہ چیز جو کفر سے کم ہے اس واسطے کہ جب بڑی چیز ساقط ہو تو ساقط ہوتی ہے وہ چیز جو اس سے کم تر ہے بطریق اولیٰ اور طرف اسی نکتہ کی اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ عطف شرک کے طلاق پر ترجمہ میں اور نشے والی کا حکم آئندہ آئے گا اور کبھی لاتا ہے نشے والا اپنی کلام اور کام جو نہیں لاتا ہے اس کو حالت صحت میں واسطے دلیل اس آیت کے ﴿حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ وہ شخص کہ جانے جو کہتا ہے تو نہیں ہوتا ہے وہ نشے کی حالت میں اور مجنون کا حکم بھی آئندہ آئے گا اور یہ جو کہا کہ غلط اور بھول طلاق اور شرک وغیرہ میں یعنی جب واقع ہو مکلف سے وہ چیز کہ تقاضا کرتی ہے شرک کو ساتھ غلطی کے یا بھول کے تو کیا حکم کیا جائے اس پر اس کے ساتھ اور جب کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر اس کے تو چاہیے کہ طلاق بھی اسی طرح ہو اور یہ جو کہا وغیرہ یعنی سوائے شرک کے جو اس سے کم ہے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ طلاق بھولنے سے دینے والے کے سو کہا حسن نے کہ طلاق پڑ جاتی ہے جیسے جان بوجھ کر طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے مگر یہ کہ شرط کرے سو کہا مگر یہ کہ بھولا یا جائے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نیز روایت کی ہے اس نے عطاء سے کہ وہ اس کو کچھ چیز نہیں دیکھتا تھا اور حجت پکڑتا تھا ساتھ حجت مرفوع کے جس کا ذکر آئندہ آتا ہے جیسے کہ ہم ان کی تقریر کریں گے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ بھول کر کہنے سے طلاق نہیں

پڑتی اور اسی طرح اختلاف کیا گیا ہے بیچ طلاق مخطی کے یعنی چوک جانے والے کے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور حنفیوں کا یہ قول ہے کہ جو ارادہ کرے اپنی عورت سے کچھ چیز کہنے کا اور اس کی زبان سبقت کرے سو کہا کہ مجھ کو طلاق ہے تو لازم آتی ہے اس کو طلاق یعنی اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے الغلط و النسیان طرف حدیث کی جو وارد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعًا کہ بے شک اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے بھول چوک کو اور جس پر مجبور کیے جائیں اس واسطے کہ برابری کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ تجاوز کے تینوں سے سو جس نے حمل کیا ہے تجاوز کو اوپر معاف ہونے گناہ کے خاص کر سوائے واقع ہونے کے اکراہ میں تو لازم آتا ہے یہ کہ کہے مثل اس کی بھول میں اور شرک کی طلاق میں بھی اختلاف ہے سو حسن اور قتادہ اور ربیعہ سے ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور منسوب ہے یہ طرف مالک رحمہ اللہ اور داؤد رحمہ اللہ کی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ واقع ہوتی ہے جیسا کہ صحیح ہے نکاح اس کا اور آزاد کرنا اس کا۔ (فتح)

وَتَلَا الشَّعْبِيُّ ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾.

اور پڑھا شعبی نے اللہ کے اس قول کو اے رب ہمارے! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں یعنی یہ آیت ظاہر ہے اس میں کہ بھول یا چوک سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

وَمَا لَا يَجُوْزُ مِنْ إِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ.

اور جو نہیں جائز ہے اقرار وسوسے والی کی سے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِيْ أَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهٖ أَبِكَ جُنُوْنٌ.

اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے جس نے اپنی جان پر زنا کا اقرار کیا تھا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا جس کی شرح آئندہ آئے گی۔

وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِيْ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ.

یعنی اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے میرے دونوں اونٹنیوں کی کوکھ چیر ڈالی سو شروع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کریں سو اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شراب سے مست ہے پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ البتہ وہ نشے میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے۔

فائدہ: اور یہ قوی تر دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو نہیں مواخذہ کرتا نشے والے کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس سے حالت نشے میں طلاق وغیرہ سے اور اعتراض کیا ہے مہلب نے ساتھ اس طور کے کہ شراب اس وقت مباح تھی

پس اسی واسطے ساقط ہوا اس سے حکم اس چیز کا جس کے ساتھ وہ اس حال میں بولا اور اس کے اس اعتراض میں نظر ہے اس واسطے کہ حجت پکڑنی اس قصے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ عدم مؤاخذہ نشے والے کے ہے ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو اس سے اور نہیں فرق ہے اس میں کہ شراب مباح ہو یا نہ ہو۔

وَقَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُونٍ وَّلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ.

اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ہے واسطے دیوانہ کے اور نہ نشے والے کے طلاق۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نشے والے اور جبر کیے گئے کی طلاق واقع نہیں ہوتی یعنی اس واسطے کہ نہیں عقل سکران کے جس کی عقل مغلوب ہے اور نہیں ہے اختیار واسطے مجبور کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اثر عثمان رضی اللہ عنہ کا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطے مدد چاہنے کے اس چیز پر جس پر علی رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے جو حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے یعنی نشے کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی مذہب ہے عطاء اور ابوشعثاء اور طاؤس اور عکرمہ اور قاسم اور عمر بن عبدالعزیز کا ذکر کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ان سے ساتھ سند صحیح کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ربیعہ اور لیث اور اسحاق اور مزنی اور اختیار کیا ہے اس کو طحاوی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اجماع ہے اس پر کہ طلاق معتوہ کی واقع نہیں ہوتی اور سکران معتوہ ہے اپنے نشے سے اور ایک جماعت تابعین کا یہ مذہب ہے کہ طلاق پڑ جاتی ہے یہ قول سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا اور حسن اور ابراہیم اور زہری اور شعبی کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے اوزاعی اور ثوری اور مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں صحیح واقع ہونا اس کا ہے اور حنبلیوں کے نزدیک اختلاف ہے لیکن ترجیح عکس میں ہے اور کہا ابن مرابط نے کہ جب یقین ہو کہ نشے والے کی عقل جاتی رہی تو نہیں لازم ہے اس کو طلاق نہیں تو لازم آتی ہے اور البتہ ٹھہرائی ہے اللہ نے حد نشے کی کہ باطل ہوتی ہے ساتھ اس کے نماز یہ کہ نہ جانے جو کہتا ہے اور نہیں انکار کرتا ہے اس تفصیل سے جو قائل ہے ساتھ عدم وقوع طلاق اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق ساتھ اس طور کے کہ وہ گنہگار ہے ساتھ فعل اپنے کے نہیں دور ہوا اس سے خطاب ساتھ اس کے اور نہ گناہ اس واسطے کہ حکم کیا جاتا ہے وہ ساتھ قضا کرنے نمازوں وغیرہ کے اس قسم سے کہ واجب ہے اس پر پہلے واقع ہونے اس کے کی نشے میں اور جواب دیا ہے ابن منذر نے حجت پکڑنے سے ساتھ قضا نمازوں کے اس طرح کہ جو آدمی سوتا ہو اس پر نماز کا قضا کرنا واجب ہے اور نہیں واقع ہوتی ہے طلاق اس کی سو دونوں جدا جدا ہو گئے اور کہا ابن بطال نے کہ اصل سکران میں عقل ہے اور نشہ ایک چیز ہے

کہ اس کی عقل پر عارض ہوئی ہے سو جب تک کہ واقع ہو اس سے کوئی کلام مفہوم تو وہ محمول ہے اصل پر یہاں تک کہ ثابت ہو دور ہونا اس کی عقل کا۔ (فتح)

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ.

یعنی اور کہا عقبہ نے کہ نہیں جائز ہے طلاق وسوسہ والی کے یعنی نہیں واقع ہوتی اس واسطے کہ وسوسہ بات نفس کی ہے اور نہیں مواخذہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے نفس میں کما سیاتی۔

وَقَالَ عَطَآءٌ إِذَا بَدَا بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ.

اور کہا عطاء نے کہ جب شروع کرے ساتھ طلاق کے تو واسطے اس کے ہے شرط اس کی۔

فائدہ: یعنی جیسے کہے ان دخلت الدار فانت طالق سو جب وہ گھر میں داخل ہو تو واقع ہوتی ہے طلاق جیسا کہ اس کے عکس میں ہے یعنی شرط کے مقدم مؤخر کرنے میں کچھ فرق نہیں۔

وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

کہا نافع رحمہ اللہ نے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو بتہ طلاق دی اگر باہر نکلے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر باہر نکلے گی تو اس سے جدا ہو جائے گی اور اگر نہ نکلے تو کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اگرچہ جو مسائل کہ البتہ کے ساتھ متعلق ہیں پہلے گزر چکے ہیں موافق ہونا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے واسطے جمہور کے اس میں کہ نہیں فرق ہے شرط میں کہ پہلے ہو یا پیچھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت اثر عطا کے کی اور اسی طرح جو اس کے بعد ہے اور البتہ روایت کی ہے سعید نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا خلیہ اور بتہ میں کہ تین تین طلاق پڑتی ہے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِي طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْأَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِينِ فَإِنْ سَمَّى أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ جُعِلَ ذٰلِكَ فِي دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ.

اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو میری عورت کو تین طلاقیں ہیں پوچھا جائے اس سے جو اس نے کہا اور گرہ دے اس پر اپنے دل کو جب اس نے یہ قسم کھائی سو اگر نام لے کسی مدت کا جو ارادہ کی ہو اور اس پر اپنے دل کو گرہ دی ہے یعنی اس کو اپنے دل میں پکی طرح سے ٹھہرایا ہو جب کہ اس نے قسم کھائی تو ٹھہرایا جائے یہ اس کے دین اور امانت میں یعنی اس کی تصدیق کی جائے اور اس کا معاملہ اللہ پر رہا۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِي طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْأَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِينِ فَإِنْ سَمَّى أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ جُعِلَ ذٰلِكَ فِي دِيْنِهِ وَأَمَانَتِهِ.

اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو میری عورت کو تین طلاقیں ہیں پوچھا جائے اس سے جو اس نے کہا اور گرہ دے اس پر اپنے دل کو جب اس نے یہ قسم کھائی سو اگر نام لے کسی مدت کا جو ارادہ کی ہو اور اس پر اپنے دل کو گرہ دی ہے یعنی اس کو اپنے دل میں پکی طرح سے ٹھہرایا ہو جب کہ اس نے قسم کھائی تو ٹھہرایا جائے یہ اس کے دین اور امانت میں یعنی اس کی تصدیق کی جائے اور اس کا معاملہ اللہ پر رہا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنْ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيكِ نِيَّتُهُ.

اور کہا ابراہیم نے کہ اگر کہے کہ تجھ میں حاجت نہیں تو مراد اس کی نیت پر یعنی اگر اس کی طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوتی ہے طلاق نہیں تو واقع نہیں ہوتی۔

وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ.

اور طلاق ہر قوم کی اپنی زبان سے ہے۔

فائدہ: ابراہیم سے روایت ہے کہ طلاق عجمی کی اپنی زبان سے جائز ہے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ اگر مرد فاسی زبان میں طلاق دے تو اس کو لازم ہوتی ہے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ.

کہا قتادہ نے کہ جب کہے کہ جب تو حاملہ ہو تو تجھ کو تین طلاقیں ہیں تو صحبت کرے اس سے نزدیک ہر طہر کے یعنی اس کو جائز ہے کہ ہر طہر میں اس سے ایک بار صحبت کرے پھر جب اس کا حمل ظاہر ہو تو بائن ہو جاتی ہے یعنی اس پر طلاق پڑ جاتی ہے۔

فائدہ: روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے قتادہ سے مثل اس کی لیکن اس میں ہے کہ صحبت کرے اس سے ہر طہر میں ایک بار پھر اس سے باز رہے یہاں تک کہ پاک ہو اور ذکر کیا باقی کو مثل اس کی اور حسن سے مروی ہے کہ صحبت کرے اس سے جب پاک ہو حیض سے پھر باز رہے اس سے دوسرے حیض سے پاک ہوئے تک وعلی هذا القیاس اور کہا ابن سیرین نے کہ جائز ہے واسطے خاوند کے صحبت کرنے اس سے یہاں تک کہ حاملہ ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور مختلف ہے روایت مالک رحمہ اللہ سے سو قاسم کی روایت میں ہے کہ اگر تعلیق کے بعد ایک بار اس سے صحبت کرے تو اس کو طلاق پڑ جاتی ہے برابر ہے کہ اس کے ساتھ اس کا حمل ظاہر ہو یا نہ ہو اور اگر صحبت کرے اس

طہر میں جس میں یہ اس کو کہا ہے بعد وطی ء کے تو اسی وقت طلاق پڑ جاتی ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جب واقع مثل اس کی بیچ تعلیق عتق کے تو نہیں واقع ہوتا ہے عتق مگر جب کہ پائی جائے شرط اور طلاق بھی اسی طرح ہے سو چاہیے کہ اسی طرح ہو۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ نِيَّتُهُ.

اور کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب کہے اپنی عورت سے کہ اپنے گھر والوں میں جا مل تو اعتبار اس کی نیت کا ہے یعنی اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہوتی ہے نہیں تو نہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس مرد کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے باہر نکل جا اپنے رحم کو پاک کر چلی جا مجھ کو تیری حاجت نہیں تو یہ طلاق ہے اگر طلاق کی نیت کرے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعَتَاقُ مَا أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ طلاق حاجت اسے اور عتاق وہ چیز ہے کہ اس کے ساتھ اللہ کی رضا مندی سے مقصود ہے یعنی نہیں لائق ہے واسطے کسی مرد کے کہ طلاق دے اپنی عورت کو مگر وقت حاجت کے مانند نشوز یعنی سرکشی کے برخلاف غلام آزاد کرنے کے کہ وہ ہمیشہ مطلوب ہے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِيْ نِيَّتُهُ وَإِنْ نَوٰى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰى.

یعنی اور کہا زہری نے کہ اگر کہے کہ تو میری عورت نہیں تو اس کی نیت معتبر ہے اور اگر طلاق کی نیت کرے تو جو اس نے نیت کی یعنی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب اس کو روبرو کہے اور مراد طلاق رکھے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ابراہیم سے روایت ہے کہ اگر مکرر کہے تو نہیں دیکھتا میں اس کو مگر طلاق اور توقف کیا ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا لیث نے کہ وہ جھوٹ ہے اور کہا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واقع ہوتی ساتھ اس کے طلاق۔ (فتح)

وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ اٹھایا گیا ہے قلم تین آدمیوں سے ایک مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور دوسرے لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو تیسرے سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور

وہ حاملہ تھی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کو سنگسار کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا تجھ کو خبر نہیں پہنچی کہ تین شخصوں سے قلم اٹھایا گیا اور لیا ہے ساتھ مقتضی اس حدیث کے جمہور نے لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ طلاق لڑکے کے سو ابن مسیب رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لازم ہوتی ہے اس کو طلاق جب کہ اس کو تمیز ہو اور حد اس کی نزدیک احمد رحمہ اللہ کے یہ ہے کہ روزہ رکھ سکے اور نماز کی گنتی کو یاد رکھے اور عطاء سے ہے کہ جب بارہ برس کو پہنچے اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب احتلام کے قریب ہو۔

وَقَالَ عَلِيٌّ وَّكُلُّ الطَّلَاقِ جَآئِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ.

یعنی اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ طلاق جائز ہے یعنی واقع ہو جاتی ہے مگر طلاق معتوہ کی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ معتوہ کے کم عقل اور بے وقوف ہے پس داخل ہوگا اس میں لڑکا اور دیوانہ اور مست شراب سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جو اس سے صادر ہو اس کا اعتبار نہیں اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے اور شعبی اور ابراہیم وغیرہ سے بھی یہی روایت ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

٤٨٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهٖ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ قَالَ قَتَادَةُ إِذَا طَلَّقَ فِي نَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

۴۸۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خیال کہ ان کے دل میں گزرے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اس کو نہ بولے یعنی جس برے کام کا خطرہ دل میں گزرے سو معاف ہے اس کا گناہ ثابت نہیں ہوتا اور اگر اس کو منہ سے نکالا یا ویسا کام کیا تو گناہ ثابت ہوا، قتادہ نے کہا کہ جب اپنے جی میں طلاق دے تو وہ کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: اور یہ حدیث حجت ہے اس میں کہ نہیں واقع ہوتی ہے طلاق وسوسہ والے کی اور مجنون اور معتوہ کی طلاق بطریق اولیٰ واقع نہیں ہوگی اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے انت طالق تو طلاق والی ہے اور اپنے جی میں تین طلاق کی نیت کرے تو نہیں واقع ہوتی ہے مگر ایک طلاق برخلاف شافعی رحمہ اللہ کے اور جو اس کے موافق ہے کہا طحاوی نے اس واسطے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے واقع ہونا طلاق کا ساتھ نیت کے کہ نہ ہو ساتھ اس کے لفظ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس نے زبان سے طلاق کا لفظ بولا ہے اور نیت کی ہے اس نے جدائی پوری کی پس وہ نیت ہے کہ اس کے ساتھ لفظ بھی ہے اور نیز حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے اس شخص کے حق میں جو اپنی

عورت سے کہے اے فلانی اور نیت کرے ساتھ اس کے طلاق کی کہ اس پر طلاق نہیں پڑتی خلاف ہے واسطے مالک رحمہ اللہ وغیرہ کے اس واسطے کہ طلاق نہیں واقع ہوتی ہے ساتھ نیت کے سوائے لفظ کے اور نہیں لایا ہے کوئی صیغہ طلاق کا نہ صریح اور نہ کنایہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو طلاق کو لکھے اس کی عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے اس واسطے کہ اس نے دل سے نیت کی ہے اور لکھنے کے ساتھ عمل کیا ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور شرط کیا ہے مالک نے گواہ کرنا اوپر اس کے اور حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جب اپنے دل میں طلاق دے تو طلاق پڑ جاتی ہے گو زبان سے نہ بولے اور یہ مروی ہے ابن سیرین اور زہری سے اور ایک روایت مالک رحمہ اللہ سے اور قوی کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ اس طور کے کہ جو اپنے دل میں کفر کا اعتقاد کرے کافر ہو جاتا ہے اور جو گناہ پر اصرار کرے گنہگار ہوتا ہے اور اسی طرح اپنے عمل کو دکھلانے والا اور خود پسند اور اسی طرح جو مسلمان کو اپنے دل میں حرام کاری کی تہمت لگائے اور یہ سب دل کے عمل ہیں سوائے زبان کے یعنی پس چاہیے کہ طلاق بھی اسی طرح ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دل کے خیال کا معاف ہونا اس امت کے فضائل سے ہے اور جو کفر پر اصرار کرے وہ ان میں سے نہیں ہے یعنی اس امت میں داخل نہیں اور ساتھ اس طور کے کہ گناہ پر اصرار کرنے والا گنہگار وہ شخص ہے جو پہلے کر چکا ہو نہ وہ شخص جس نے کبھی گناہ نہیں کیا اور بہر حال ریا اور خود پسندی وغیرہ پس سب یہ عملوں کے متعلق ہیں اور حجت پکڑی ہے خطابی نے ساتھ اجماع کے اس پر کہ جو دل میں ظہار کی نیت کرے وہ مظاہر نہیں ہوتا اور اسی طرح طلاق ہے اور اسی طرح خیال کرے اپنے دل میں تہمت لگانے کا تو نہیں ہوتا ہے قاذف اور اگر دل کا خیال تاثیر کرنے والا ہوتا تو البتہ باطل کرتا نماز کو اور البتہ دلالت کی ہے حدیث صحیح نے اس پر کہ ترک کرنا خیال کا مستحب ہے سو اگر واقع ہو تو نہیں باطل ہوتی ہے نماز اور پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی نماز میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ میں نماز کے اندر اپنے لشکر کا سامان درست کرتا ہوں یعنی نماز کے اندر میرے دل میں لشکر کے سامان کا خیال گزرتا ہے اور یہ جو قتادہ نے کہا کہ جو اپنی عورت کو دل میں طلاق دے اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی تو یہی قول ہے جمہور کا اور مخالف ہوا ہے ان کو ابن سیرین اور ابن شہاب۔ (فتح)

٤٨٦٥ ۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِي أَعْرَضَ

۴۸۶۵ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قبیلہ اسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ آپ مسجد میں تھے سو کہا میں نے زنا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے جس طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرا تو اس نے اپنے اوپر چار بار گواہی دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ کیا تجھ کو جنون ہے، کیا تو شادی شدہ

فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ هَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ أَنْ يُّرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ.

ہے؟ اس نے کہا ہاں سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا جائے سو جب اس کو پتھر لگے تو بھاگا یہاں تک کہ پتھریلی زمین میں پایا گیا اور مارا گیا۔

فائدہ: أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ یعنی پہنچے اس کو پتھر اپنی تیزی سے۔

٤٨٦٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ مِّنْ أَسْلَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْأَخِرَ قَدْ زَنٰى يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْأَخِرَ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ وَكَانَ قَدْ أَحْصَنَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ.

۴۸۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد اسلم کے قبیلے سے حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ ﷺ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا سو کہا یا حضرت! بدبخت نے زنا کیا ہے مراد رکھتا تھا وہ اپنے آپ کو سو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے اس جہت کا جس طرف حضرت ﷺ نے منہ پھیرا سو کہا کہ یا حضرت! کمینے نے زنا کیا ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو قصد کیا اس نے اس طرف کا جس طرف آپ نے منہ پھیرا اور یہ آپ سے کہا پھر حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے طرف حضرت ﷺ کی چوتھی بار سو جب اس نے اپنے اوپر چار بار گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس نے کہا نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور پتھروں سے مار ڈالو اور وہ شادی شدہ تھا۔ زہری سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو جس نے سنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا تھا میں ان لوگوں میں جنہوں نے اس کو سنگسار کیا سو ہم نے اس کو مدینے کی عید گاہ میں سنگسار کیا سو جب اس کو پتھر لگے تو بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اس کو پتھریلی زمین میں پایا سو ہم نے اس کو سنگسار کیا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی اور مراد اس سے وہ چیز ہے جس کی طرف ترجمہ میں اشارہ کیا ہے آپ کے اس قول سے کہ کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس واسطے کہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ اگر وہ دیوانہ ہوتا تو اس کے اقرار کے ساتھ عمل نہ کیا جاتا اور معنی استفہام کے یہ ہیں کہ کیا تجھ کو جنون تھا یا تو کبھی دیوانہ ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں ہوتا ہے اور یہ اس واسطے کہا کہ وہ گفتگو کے وقت ہوش میں تھا اور احتمال ہے کہ خطاب اس کو کیا ہو اور مراد استفہام عام لوگوں سے ہو جو موجود تھے اور اس کے حال کو پہچانتے تھے وسیاتی بسطہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْخُلْعِ. باب ہے خلع کے بیان میں۔

فائدہ: خلع ساتھ ضمہ خا اور جزم لام کے جدا ہونا عورت کا ہے مال پر یعنی عورت سے طلاق دینے کے عوض میں مال لینا ماخوذ ہے خلع ثوب سے یعنی اتارنے کپڑے کے سے اس واسطے کہ عورت لباس ہے مرد کا معنی میں اور ضمہ دیا گیا ہے مصدر اس کا واسطے تفرقہ کے درمیان حسی اور معنوی کے اور اجماع کیا ہے علماء نے اوپر مشروع ہونے اس کے کی مگر بکر بن عبداللہ مزنی تابعی مشہور اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ نہیں حلال ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے اپنی عورت سے اس کے چھوڑنے کے بدلے میں کچھ چیز واسطے دلیل اس قول کے ﴿فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ کہ اس میں سے کچھ نہ لے سو وارد کیا ہے علماء نے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ کہ نہیں گناہ دونوں پر اس چیز میں کہ بدلائے ساتھ اس کے عورت سے اس نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ منسوخ ہے ساتھ آیت نساء کے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور تعاقب کیا گیا ہے باوجود شاذ ہونے اس کے کی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ نیز سورۂ نساء میں ہے ﴿فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكُلُوْهُ﴾ وَبقوله ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا﴾ الآیۃ اور ساتھ حدیث کے اور شاید وہ اس کے نزدیک ثابت نہیں ہوئی یا اس کو نہیں پہنچی اور قرار پایا ہے اجماع نے اس کے بعد اوپر معتبر ہونے اس کے کی اور یہ کہ آیت نساء کی مخصوص ہے ساتھ آیت بقرہ کے اور ساتھ پچھلی دونوں آیتوں نساء کے جو اوپر مذکور ہیں اور ضابطہ اس کا شرع میں جدا ہونا مرد کا ہے اپنی بیوی سے ساتھ خرچ کرنے کے جو قابل ہے واسطے عوض کے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے جہت خاوند کے اور وہ مکروہ ہے مگر بیچ خوف کرنے کے اس سے کہ نہ قائم رکھیں گے دونوں ایک ان میں سے جس کے ساتھ وہ مامور ہے اور کبھی پیدا ہوتا ہے یہ کراہت عشرہ سے یا بسبب بد خوئی کے یا بسبب بدصورتی کے اور اسی طرح دور ہوتی ہے کراہت جب کہ دونوں کو خلع کی حاجت ہو واسطے اس خوف کے کہ انجام کو بینونت کبریٰ تک نوبت پہنچے۔ (فتح)

وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيْهِ. اور کس طرح ہے طلاق بیچ اس کے۔

فائدہ: یعنی کیا واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ مجرد خلع کے یا نہیں واقع ہوتی یہاں تک کہ ذکر کرے طلاق کو یا ساتھ لفظ کے یا ساتھ نیت کے اور جب واقع ہو خلع مجرد طلاق سے لفظاً یا نیۃً تو اس میں علماء کے تین قول ہیں اور یہ قول ہیں

واسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جس پر اس کی اکثر جدید کتابوں میں نص ہے یہ ہے کہ خلع طلاق ہے اور یہی ہے قول جمہور کا پس جب واقع ہو ساتھ لفظ خلع کے اور جو لفظ اس سے نکلتا ہے تو ناقص ہوتا ہے عدد اور اسی طرح اگر واقع ہو ساتھ غیر لفظ اس کے کی مقرون ساتھ نیت کے اور البتہ نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے املاء میں کہ وہ صریح طلاق میں سے ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ وہ ایک لفظ ہے نہیں مالک ہے اس کا مگر خاوند سو ہوگا طلاق اور اگر فسخ ہوتا تو البتہ نہ جائز ہوتا اوپر غیر طلاق کے مانند اقالہ کی لیکن جمہور کا یہ قول ہے کہ جائز ہے ساتھ ہر چیز کے خواہ تھوڑی ہو یا بہت سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ طلاق ہے دوسرا اور یہ شافعی کا قدیم قول ہے کہ وہ فسخ ہے طلاق نہیں اور صحیح ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مروی ہے یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ اور عکرمہ اور طاؤس سے اور یہ مذہب مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور بیان کریں گے ہم باب کی حدیث میں شرح جو اس کو قوی کرتا ہے اور مشکل جانا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو عورت کے اختیار کو اس کے ہاتھ میں دے اور نیت طلاق کی کرے اور عورت اپنے آپ کو طلاق دے اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ محل خلاف کا وہ ہے جب کہ نہ واقع ہو لفظ طلاق کا اور نہ نیت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے لفظ خلع کا صریح جو قائم مقام ہے اس کے الفاظ سے ساتھ نیت کے کہ وہ نہیں ہوتا ہے فسخ کہ واقع ہو ساتھ اس کے جدائی اور نہیں واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق اور اختلاف کیا ہے شافعیوں نے اس میں جب کہ نیت کرے ساتھ خلع کے طلاق کی اور فرع کریں ہم اس پر کہ وہ فسخ ہے کہ کیا طلاق واقع ہے یا نہیں اور ترجیح دی ہے امام نے عدم وقوع کو اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ صریح ہے اپنے باب میں پایا گیا ہے نافذ ہونے والا اپنے محل میں سو نہ منصرف ہوگا ساتھ نیت کے طرف غیر اس کے کی اور تصریح کی ہے ابو حامد اور اکثر نے ساتھ واقع ہونے طلاق کے اور نقل کیا ہے اس کو خوارزمی نے نص قدیم سے کہا وہ فسخ ہے نہیں کم کرتا طلاق کے عدد کو مگر یہ کہ نیت کریں دونوں ساتھ اس کے طلاق کی اور خدشہ کرتا ہے اس چیز میں جو اختیار کیا ہے امام نے یہ کہ نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع کو اس پر کہ جب خلع کے ساتھ طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہوتی ہے اور محل خلاف کا اس صورت میں ہے جب کہ نہ تصریح کرے ساتھ طلاق کے اور نہ اس کی نیت کرے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو اس کے ساتھ بالکل جدائی واقع نہیں ہوتی اور نص کی ہے اس پر شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں اور قوی کیا ہے اس کو سبکی نے متاخرین میں سے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا إِلَّآ أَنْ يَّخَافَآ أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿اَلظّٰلِمُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے واسطے تمہارے یہ کہ لو تم اس چیز سے کہ دی ہے تم نے عورتوں کو کچھ ظالمون تک۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے الایۃ یعنی اخیر آیت تک اور ساتھ ذکر کرنے اس کے کی ظاہر ہو گی تمام مراد اور وہ ساتھ قول اللہ کے ہے ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس شرط کے جو کہتا ہے کہ خلع منع ہے مگر جب کہ حاصل ہو خلاف میاں بیوی دونوں سے اور اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَأَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ. اور جائز رکھا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلع کو بغیر بادشاہ کے

فائدہ: یعنی بغیر اجازت اس کے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ اس میں اختلاف ہے سو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے خلع بغیر بادشاہ کے اور رد کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اس کے کہ یہ قول شاذ ہے مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس پر جم غفیر ہے اور باعتبار قیاس کے بھی کہ طلاق جائز ہے سوائے حاکم کے پس اسی طرح خلع بھی جائز ہو گا پھر یہ قول جس کی طرف حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ گیا ہے مبنی ہے اس پر کہ وجود خلاف کا شرط ہے خلع میں اور جمہور اس کے برخلاف ہیں اور لیا ہے اس بات کو حسن رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد سے جب کہ وہ معاویہ کی طرف سے کوفے کا حاکم تھا، میں کہتا ہوں اور زیادہ اس لائق نہیں کہ اس کی پیروی کی جائے۔

وَأَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَأْسِهَا. اور جائز رکھا ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے عورت سے خلع میں ہر چیز سوائے ڈوری کے جس سے سر کے بالوں کو باندھا جاتا ہے۔

فائدہ: ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ خلع کیا میں نے اپنے خاوند سے ساتھ ہر چیز کے سوائے عقاص سر اپنے کے یعنی سب چیزیں اس کو دے دی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھی اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لے مرد خلع والی عورت سے ہر چیز یہاں تک کہ اس کے سر کے بال باندھنے کا دھاگا بھی اور قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ جب کوئی عورت سے خلع کرے تو اس کو جائز ہے کہ لے اس سے زیادہ اس چیز سے کہ دے پھر پڑھی یہ آیت ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ اور اس کی سند صحیح ہے اور ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ میرے اور میرے خاوند کے درمیان کچھ گفتگو تھی اور وہ میرے چچا کا بیٹا تھا سو میں نے اس سے کہا کہ واسطے تیرے سب چیز ہے اور مجھ کو چھوڑ دے اس نے کہا کہ میں نے کیا جو تو کہتی ہے سو اس نے سب چیز لے لی یہاں تک کہ میرا بستر بھی سو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور وہ گھر میں گھیرے ہوئے تھے یعنی وقت بلوے کے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شرط لازم ہے پکڑ ہر چیز سوائے عقاص سر اس کے کی کہا ابن بطال نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے خلع میں اکثر اس چیز سے کہ اس کو دے، کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے میں نہیں جانتا کہ کوئی اس کو منع کرتا ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے لیکن خصلتوں میں سے نہیں اور جو کہتا ہے کہ زیادہ نہ لے اس کا بیان آئندہ آئے گا۔

وَقَالَ طَاوُسٌ ﴿إِلَّا أَنْ يَّخَافَا أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ فِيْمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَآءِ لَا يَحِلُّ حَتّٰى تَقُوْلَ لَا أَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ.

یعنی کہا طاؤس نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں مگر یہ کہ دونوں ڈریں کہ قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کے احکام کو یعنی اس چیز میں کہ فرض کی گئی ہے واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے اپنے ساتھی پر گزران اور ساتھ رہنے میں اور نہیں کہا طاؤس نے قول بے وقوفوں کا کہ نہیں حلال ہے خلع یہاں تک کہ کہے عورت کہ نہیں نہاؤں گی میں واسطے تیری جنابت کے سبب سے یعنی خاوند کو صحبت کرنے سے منع کرے یعنی بلکہ جائز رکھا ہے طاؤس نے خلع کو جب کہ نہ قائم ہو عورت ساتھ اس چیز کے کہ فرض کی گئی ہے اوپر اس کے واسطے خاوند اس کے کی گزران اور صحبت میں۔

فائدہ: لم یقل کا قائل ابن طاؤس ہے اور جس سے نفی حکی ہے وہ اس کا باپ ہے طاؤس، اور اشارہ کیا ہے ابن طاؤس نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ آئی ہے غیر طاؤس سے کہ بدلہ لینا جائز نہیں یہاں تک کہ بے فرمانی کرے عورت مرد کی اس چیز میں کہ مطلوب ہے اس کو اس سے یہاں تک کہ کہے کہ نہیں نہاؤں گی میں واسطے تیرے جنابت کے سبب سے اور وہ منقول ہے شعبی سے اور اسی طرح مروی ہے حسن سے اس آیت کی تفسیر میں اور ظاہر یہ ہے کہ جو حسن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے منقول ہے وہ بطور مثال کے ہے نہ یہ کہ وہ شرط ہے جواز خلع میں اور قاسم سے بھی طاؤس کے قول کے موافق مروی ہے اور عروہ سے روایت ہے کہ نہیں حلال ہے واسطے اس کے بدلہ لینا یہاں تک کہ کہ فساد عورت کی طرف سے ہو اور شعبی کے قول کے موافق نہ کہتا تھا۔ (فتح)

٤٨٦٧ ـ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَّلٰكِنِّيْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۸۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں کفر کو برا جانتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس کا باغ اس کو پھیر دے گی؟ یعنی جو باغ اس نے تجھ کو مہر میں دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کر لے باغ کو اور اس کو چھوڑ دے طلاق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُتَابَعُ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

دے کر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی یعنی نہیں چاہتی کہ میں اس کی جدائی کو واسطے بدخوئی اس کی کے اور نہ واسطے نقصان دین اس کے کی لیکن مجھ کو اس سے عداوت اور بغض ہے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس نے کوئی ایسی چیز نہیں کی ہے جو شکایت کو تقاضا کرے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ اس نے اس کا ہاتھ توڑ ڈالا تھا سو محمول ہوگا اس پر کہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ بدخو ہے لیکن وہ اس کو اس کے سبب سے عیب نہیں کرتی بلکہ اور چیز ہے اور اسی طرح واقع ہوا ہے بیچ قصے حبیبہ بنت سہل کے نزدیک ابو داؤد کے کہ اس نے اس کو مارا سو اس کا کوئی جوڑ توڑ ڈالا لیکن دونوں میں سے کسی نے اس سبب سے شکایت نہ کی بلکہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اور سبب کے اور وہ یہ ہے کہ ثابت پست قد اور ٹھنگنے تھے سو ابن ماجہ میں ہے کہ حبیبہ سہل کی بیٹی ثابت بن قیس کے نکاح میں تھی اور وہ مرد پس قد تھے سو اس عورت نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو جب مجھ پر داخل ہوتا تو میں اس کے منہ پر تھوک دیتی اور عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ میری خوبصورتی کو دیکھتے ہیں اور ثابت ٹھنگنا مرد ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلا خلع جو اسلام میں ہوا یہ ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میرا اور ثابت کا سر کبھی جمع نہیں ہوگا میں نے خیمہ کا کنارہ اٹھایا سو میں نے اس کو دیکھا سامنے سے آیا چند آدمیوں میں ان سب میں زیادہ تر سیاہ تھا اور زیادہ تر ٹھنگنا اور زیادہ تر بدصورت تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسکا باغ اس کو پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں! اور اگر چاہے تو میں زیادہ بھی دیتی ہوں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کرائی اور یہ جو کہا کہ میں اسلام میں کفر کو برا جانتی ہوں یعنی میں برا جانتی ہوں یہ کہ اگر اس کے پاس رہوں یہ کہ واقع ہوں اس چیز میں کہ تقاضا کرے کفر کو اور منفی ہوئی یہ بات کہ اس نے ارادہ کیا ہو کہ باعث ہو ثابت اس کو کفر پر اور حکم کرے اس کو ساتھ اس کے نفاق سے ساتھ قول اس عورت کے کہ میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی پس متعین ہوگا حمل کرنا اس چیز پر جو ہم نے کہی اور روایت جریر بن حازم کی باب کے اخیر میں اس کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ مگر میں کفر سے ڈرتی ہوں گویا کہ اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ البتہ باعث ہوا اس کو سخت مکروہ جاننا اس کا ثابت کو اوپر ظاہر کرنے کفر کے تاکہ ٹوٹ جائے نکاح اس کا اس سے اور وہ پہچانتی تھی کہ یہ حرام ہے لیکن وہ ڈری کہ باعث ہو اس کو

شدت بغض کی اوپر واقع ہونے کے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ کفر کے ناشکری خاوند کی اس واسطے کہ وہ تقصیر ہے عورت کی خاوند کے حق میں اور کہا طیبی نے معنی یہ ہیں کہ میں ڈرتی ہوں اپنے اوپر اسلام میں اس چیز کو جو اس کے حکم کے مخالف ہے نشوز وغیرہ سے اس قسم سے کہ امید کی جاتی ہے جوان عورت خوبصورت سے جو اپنے خاوند سے دشمنی رکھتی ہو جبکہ ہو ساتھ ضد کے عورت کی طرف سے سو جو مقتضی اسلام کے مخالف ہے اس نے اس کو کفر بولا اور احتمال ہے کہ اس کی کلام میں اضمار ہو یعنی میں برا جانتی ہوں کفر کے لوازم کو عداوت اور خلاف اور جھگڑے سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے کھجوروں کے باغ پر نکاح کیا تھا اور یہ جو کہا کہ قبول کر باغ کو تو یہ امر ارشاد اور اصلاح کے واسطے ہے نہ واسطے ایجاب کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اس کو وہ باغ پھیر دیا اور حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ جدائی عورت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خلع طلاق نہیں ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا قول کہ اس کو طلاق دے احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے طلاق اس کی کا اوپر اس کے پس ہو گی طلاق صریح اوپر عوض کے اور نہیں ہے بحث بیچ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس صورت میں ہے کہ جب واقع ہو الفظ خلع کا یا جو اس کے حکم میں ہو بغیر تعرض کے واسطے طلاق کے صراحت سے یا کنایت سے کیا ہوتی ہے طلاق یا فسخ؟ اور اسی طرح نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ اس کے کہ خلع طلاق سے پہلے واقع ہوا تھا یا پیچھے یا بالعکس ہاں باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اس نے اس کو پھیر دیا اور حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا اس نے اس کو طلاق دی اور نہیں ہے صریح بیچ مقدم کرنے عطیہ کے اوپر حکم طلاق کے بلکہ یہ بھی احتمال رکھتا ہے کہ ہو مراد کہ اگر تجھ کو باغ پھیر دے تو اس کو طلاق دے دے۔ (فتح)

٤٨٦٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ بِهٰذَا وَقَالَ تَرُدِّيْنَ حَدِيْقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْهَا وَأَمَرَهُ يُطَلِّقُهَا وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلِّقْهَا وَعَنْ أَيُّوْبَ بْنِ أَبِيْ تَمِيْمَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

۴۸۶۸۔ حدیث بیان کی ہم سے اسحاق واسطی نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے خالد نے خالد حذاء سے اس نے روایت کی عکرمہ سے کہ عبداللہ بن اُبی منافق کی بہن ساتھ حدیث مذکور کے پھر بیان کیا اختلاف کو کہ حدیث کے متن میں ہے اور فرمایا کہ کیا تو اس کے باغ کو پھیر دے گی اس نے کہا ہاں سو اس نے وہ باغ اس کو پھیر دیا اور حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ اس کو طلاق دے اور کہا ابراہیم بن طہمان نے خالد سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے حضرت ﷺ سے اور اس کو طلاق دی اور روایت ہے ابن ابی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَا أَعْتِبُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَّلَا خُلُقٍ وَّلٰكِنِّيْ لَا أُطِيْقُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ.

تمیمہ سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں نہیں عیب کرتی ہوں ثابت کے دین اور خلق میں لیکن نہیں طاقت رکھتی میں اس کے بغض سے یعنی میری اور اس کی موافقت نہیں ہوسکتی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں۔

٤٨٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُوْ نُوْحٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَنْقِمُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَّلَا خُلُقٍ إِلَّا أَنِّيْ أَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا.

۴۸۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ نہیں عیب لگاتی میں ثابت کو دین میں اور نہ خلق میں مگر میں کفر سے ڈرتی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کو اس کا باغ پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں! سو اس نے اس کو باغ پھیر دیا اور حکم کیا اس کو سو اس نے اس کو جدا کر دیا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ جَمِيْلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

حدیث بیان کی ہم سے سلیمان نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد نے ابو ایوب سے اس نے روایت کی عکرمہ سے کہ جمیلہ، پس ذکر کی ساری حدیث۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس بات کی کہ اختلاف کیا گیا ہے نیز بیچ موصول ہونے اس حدیث کے اور مرسل ہونے اس کے کی سو متفق ہوا ہے ابراہیم بن طہمان اور جریر او پر موصول کرنے اس کے کی اور مخالفت کی ہے ان دونوں کی حماد بن زید نے سو کہا ایوب نے عکرمہ سے مرسلا اور بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے تو اس سے کئی فائدے نکلتے ہیں ایک یہ کہ جب وصل کرنے والے راوی بہت ہوں اور مرسل بیان

کرنے والے تھوڑے ہوں تو مقدم کیا جاتا ہے وصل کرنے والا اگرچہ مرسل بیان کرنے والا زیادہ تر حافظ ہو اور نہیں لازم آتا اس سے مقدم ہونا روایت واصل کا مرسل بیان کرنے والے پر ہمیشہ اور ایک یہ کہ جب نہ ہو راوی ضبط کے اعلیٰ درجے میں اور موافقت کرے اس کی جو اس کی مثل ہو تو قوت پا جاتا ہے اور دونوں روایتیں متقن کی روایت کے برابر ہو جاتی ہیں اور ایک یہ کہ صحیح کی حدیثوں میں تفاوت ہے بعض حدیث صحیح ہے اور بعض اصح اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے کہ جب فقط عورت کی طرف سے مخالفت پیدا ہو تو جائز ہے خلع اور فدیہ اور یہ کہ نہیں مقید ہے یہ ساتھ اس کے کہ دونوں کی طرف سے مخالفت پائی جائے اور یہ کہ مشروع ہے یہ جب کہ برا جانے عورت مرد کے ساتھ رہنے کو اگرچہ مرد اس کو برا نہ جانے اور نہ دیکھے عورت سے وہ چیز جو تقاضا کرے اس کے فراق کو اور کہا ابو قلابہ اور محمد بن سیرین نے کہ نہیں جائز ہے واسطے مرد کے بدلہ لینا عورت سے مگر یہ کہ اس کے پیٹ پر کسی اجنبی مرد کو دیکھے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ان سے اور شاید یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی اور استدلال کیا ہے ابن سیرین نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّآ اَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بقرہ کی آیت نے تفسیر کیا ہے مراد کو ساتھ اس کے باوجود اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے توجیہ اس کی جو ابن سیرین نے کہا اور وہ خاص کرنا ہے اس کا ساتھ اس صورت جب کہ ہو مخالف مرد کی طرف سے ساتھ اس طور کے کہ مرد اس کو برا جانے اور عورت اس کو برا نہ جانے پس تنگ کرے اس کو تاکہ اس سے بدلے میں مال لے سو واقع ہوئی نہی اس سے مگر یہ کہ اس کو بے حیائی پر دیکھے اور نہ پائے گواہ اور نہ چاہے کہ اس کو لوگوں میں رسوا کرے پس جائز ہے اس وقت کہ بدلہ لے اس سے اور لے اس سے جس پر دونوں راضی ہوں اور اس کو طلاق دے سو نہیں ہے اس میں مخالفت حدیث کی اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے اس صورت میں جب کہ ہو کراہت عورت سے اور اختیار کیا ہے ابن منذر نے کہ نہیں جائز ہے یہاں تک کہ واقع ہو خلاف دونوں سے اور اگر واقع ہو ایک سے تو نہیں دفع ہوتا ہے گناہ اور یہ قول موافق ہے واسطے دونوں آیتوں کے اور نہیں مخالف ہے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے بیچ اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے طاؤس اور شعبی اور ایک جماعت تابعین کی اور جواب دیا ہے طبری وغیرہ نے ظاہر آیت سے ساتھ اس کے کہ جب نہ قائم ہو عورت ساتھ حقوق خاوند کے کہ حکم کی گئی ہے ساتھ ان کے تو ہوگا یہ نفرت دلانے والا واسطے خاوند کے اس سے اکثر اوقات اور تقاضا کرنے والا بغض مرد کے کو واسطے اس کے سو منسوب کیا گیا خوف کرنا طرف دونوں کی اور جواب دیا ہے اس نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ نہیں طلب کی حضرت ﷺ نے تفسیر ثابت سے کہ کیا تو بھی اس کو برا جانتا ہے جیسے وہ تجھ کو برا جانتی ہے یا نہیں اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت خاوند سے مال کے عوض میں طلاق مانگے اور وہ اس کو طلاق دے تو واقع ہوتی ہے طلاق اور اگر نہ واقع ہو طلاق صریح اور نہ دونوں نے اس کی نیت کی ہو تو اس میں اختلاف ہے جو پہلے

گزرا اور استدلال کیا گیا ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ خلع فسخ ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے حدیث باب کی بعض طریقوں میں زیادتی سے پس بیچ روایت عکرمہ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نزدیک ابوداؤد کے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک حیض عدت کاٹے اور نزدیک ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ کے ہے حدیث ربیع معوذ کی بیٹی سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم کیا کہ ایک حیض عدت گزارے اور پیروی کی ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی ثابت کی عورت کے حق میں اور نسائی اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ثابت بن قیس نے اپنی عورت کو مارا پھر ذکر کی مثل حدیث باب کے اور اس کے اخیر میں ہے فرمایا کہ لے جو اس کے واسطے ہے اور اس کی راہ چھوڑ دے اس نے کہا بہت اچھا سو حکم کیا اس کو کہ ایک حیض عدت گزارے اور اپنے گھر والوں میں جا ملے کہا خطابی نے اس میں دلیل قوی ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ خلع فسخ ہے اور طلاق نہیں اس واسطے کہ اگر طلاق ہوتی تو نہ کفایت کرتی ساتھ ایک حیض کے واسطے عدت کے یعنی بلکہ تین حیض عدت کاٹنے کو فرماتے اور کہا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلع فسخ ہے اور کہا ایک روایت میں اور یہ کہ وہ اپنے خاوند کے سوا اور کسی کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ تین حیض گزریں سو نہ تھا نزدیک اس کے درمیان ہونے اس کے کی فسخ اور درمیان کم ہونے کے عدت سے لزوم اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہوتا یہ بدلہ دینا مگر ساتھ ہو بہو اس چیز کے کہ مرد عورت کو دے یا بقدر اس کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا تو اس کا باغ اس کو پھیر دے گی؟ اور ابن ماجہ اور بیہقی کی روایت میں اس حدیث کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ حکم کیا اس کو کہ اس سے بدلہ لے اور جو دیا تھا اسے زیادہ نہ لے لیکن نہیں ہے اس میں دلالت شرط پر سو کبھی یہ واقع ہوتا ہے بطور اصلاح کے واسطے سہولت عورت کے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہ لے عورت سے زیادہ اس چیز سے کہ دے اور عطاء اور طاؤس سے بھی مروی ہے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مقابل اس کے ہے جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ میں نہیں چاہتا کہ لے اس سے جو اس کو دیا تھا تا کہ اس کے واسطے کچھ چیز چھوڑے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں ہمیشہ سے سنتا ہوں کہ بدلہ لینا جائز ہے ساتھ مہر کے اور ساتھ زیادہ کے اس سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ اور واسطے حدیث حبیبہ سہل کی بیٹی کے سو جب خلاف عورت کی طرف سے ہو تو حلال ہے واسطے خاوند کے جو لے عورت سے ساتھ رضامندی اس کی کے اور اگر مرد کی طرف سے ہو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے کچھ اور پھیر دے مرد اس کو جو اس سے لیا ہو اور واقع ہوتی ہے جدائی اور کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر عورت مرد کے حق کو ادا نہ کرتی ہو اس کو برا جانتی ہو تو اس کے واسطے حلال ہے کہ بدلہ لے اس واسطے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے اس سے وہ چیز جس کے ساتھ اس کا دل خوش ہو بغیر سبب کے سو سبب کے ساتھ لینا اولیٰ ہے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ مہر ہے اور یہ دعویٰ مردود ہے اس واسطے کہ نہیں قید کی گئی ہے آیت میں ساتھ اس کے اور اس میں ہے کہ خلع جائز ہے حیض میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے تفصیل نہ پوچھی کہ کیا حیض کی حالت میں ہے یا نہیں لیکن جائز ہے یہ کہ چھوڑا ہو اس کو اس واسطے کہ یہ آپ کو پہلے سے معلوم ہو یا ہو پہلے برقرار رکھنے اس کے پس نہیں دلالت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو خاص کرتا ہے اس کو منع کرنے طلاق حیض والی کے اور یہ سب تفریع ہے اس پر کہ خلع طلاق ہے اور یہ کہ جو حدیث کہ آئی ہے کہ عورت کو اپنے خاوند سے طلاق مانگنی منع ہے تو یہ محمول ہے اس صورت پر جب کہ نہ ہو ساتھ کسی سبب کے جو اس کو تقاضا کرے واسطے حدیث ثوبان کے کہ جو عورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے اس پر بہشت کی بو حرام ہے اور دلالت کرتا ہے اس کی تخصیص پر قول اس کا اس کے بعض طریقوں میں من غیر ما باس یعنی بغیر کسی سبب کے اور اس حدیث میں ہے کہ صحابی جب فتویٰ دے برخلاف روایت اپنی کے تو معتبر وہ چیز ہے جو اس نے روایت کی نہ رائے اس کی اور نہ فتویٰ اس کا اس واسطے کہ ابن عربی نے ثابت بن قیس کی عورت کا قصہ روایت کیا جو دلالت کرنے والا ہے اس پر کہ خلع طلاق ہے اور حالانکہ فتویٰ یہ دیتے تھے کہ خلع طلاق نہیں ہے لیکن دعویٰ کیا ہے ابن عبدالبر نے شاذ ہونے اس کے کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ نہیں پہچانا جاتا ہے کوئی جس نے اس سے نقل کیا ہو کہ وہ فسخ ہے اور طلاق نہیں ہے مگر طاؤس نے اور ابن عبدالبر کے اس قول میں نظر ہے اس واسطے کہ طاؤس ثقہ ہے حافظ ہے فقیہ ہے اور نہیں ضرر کرتا اس کو تنہا ہونا اس کا اور لیا ہے علماء نے اس کو ساتھ قبول کے اور نہیں جانتا میں اس شخص کو کہ ذکر کیا اختلاف کو اس مسئلے میں مگر کہ جزم کیا ہے اس نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو فسخ جانتے تھے لیکن قصہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا صریح ہے بیچ ہونے خلع کے طلاق۔

تکمیل: نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مختلعہ وہ عورت ہے جو اپنے سارے مال سے خلع کرے، مفتدیہ وہ ہے جو کچھ مال بدلہ دے، اور مبارءَ وہ ہے جو برأت کرے اپنے خاوند سے پہلے دخول کے کہا ابن عبدالبر نے کہ کبھی یہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الشِّقَاقِ وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿خَبِيْرًا﴾.

باب ہے عداوت اور خلاف کے بیان میں یعنی جو اس آیت میں واقع ہوا ہے ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾ اور کیا اشارہ کرے ساتھ خلع کے وقت ضرر کے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر ڈرو تم مخالفت سے درمیان مرد اور عورت کے تو معین کرو ایک منصف مرد کے گھر والوں میں سے اللہ کے قول خبیرا تک۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ خطاب اللہ کے اس قول میں ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾

حاکموں کو ہے اور یہ کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا﴾ دونوں منصف ہیں اور یہ کہ ایک منصف مرد کی طرف سے ہو اور ایک عورت کی طرف سے مگر یہ کہ نہ پایا جائے ان دونوں کے گھر والوں میں جو صلح کروائے پس جائز ہے کہ کوئی اجنبی شخص ہو جو اس کے لائق ہو اور یہ کہ اگر دونوں مختلف ہوں تو ان کا قول جاری نہیں ہوتا اور اگر دونوں متفق ہوں تو جاری ہوتا ہے بیچ صلح کرنے کے درمیان ان کے بغیر وکیل کرنے کے اور اگر دونوں جدائی پر اتفاق کریں تو اس میں اختلاف ہے سو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نافذ ہوتا ہے بغیر وکیل کرنے کے اور بغیر اجازت کے عورت اور خاوند سے اور کہا کوفیوں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ محتاج ہیں طرف اجازت کی اور بہر حال مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے سو ملحق کیا ہے اس کو ساتھ نامرد اور ایلاء کرنے والے کے کہ حاکم ان دونوں کو طلاق دیتا ہے پس اسی طرح یہ ہے اور نیز جب مخاطب ساتھ اس کے حاکم ہیں اور منصفوں کا معین کرنا ان کے سپرد ہے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ پہنچنا غایت کا جمع سے یا تفریق سے ان کے اختیار میں ہے اور چلے ہیں باقی لوگ اصل پر اور وہ یہ ہے کہ طلاق خاوند کے ہاتھ میں ہے سو اگر اجازت دے تو فبہا نہیں تو حاکم اس کی طرف سے طلاق دے۔ (فتح)

٤٨٧٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ بَنِي الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْا فِيْ أَنْ يَّنْكِحَ عَلِيٌّ ابْنَتَهُمْ فَلَا اٰذَنُ.

۴۸۷۰۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک مغیرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد مجھ سے اجازت مانگتے ہیں اس کی کہ علی رضی اللہ عنہ ان کی بیٹی سے نکاح کرے سو میں اجازت نہیں دوں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث مسور کا جس میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اعتراض کیا ہے اس پر ابن تین نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو ترجمہ باب کے موافق ہو اور کہا ابن منیر نے حاشیہ میں کہ ممکن ہے کہ لیا جائے یہ اس سے کہ اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ میں اجازت نہیں دوں گا اس کی طرف کہ علی رضی اللہ عنہ پیغام نکاح کا چھوڑ دے اور جب جائز ہے اشارہ ساتھ عدم نکاح کے تو ملحق ہو گا ساتھ اس کے قطع کرنے نکاح کے اور کہا کرمانی نے پکڑی جاتی ہے مطابقت ترجمہ کی اس وجہ سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ راضی نہ ہوتیں سو امید تھی کہ ان کے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ضد پیدا ہوتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس کے وقوع کو دفع کریں ساتھ منع کرنے علی رضی اللہ عنہ کے اس سے بطور ایماء اور اشارہ کے اور یہ مناسبت عمدہ ہے اور لیا جاتا ہے آیت اور حدیث سے عمل کرنا ساتھ سد ذرائع کے اس واسطے کہ حکم کیا اللہ نے ساتھ معین کرنے دو منصفوں کے وقت خوف شقاق کے پہلے واقع ہونے اس کے اس طرح کہا ہے مہلب نے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ وجود

علامات شقاق کے جو تقاضا کرتا ہے واسطے بدستور رہنے بدی اور بدگزران کے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَكُوْنُ بَيْعُ الْاَمَةِ طَلَاقًا.

نہیں ہوتا بیچ ڈالنا لونڈی کا طلاق۔

٤٨٧١ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَّأُدْمٌ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

۴۸۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں تین حکم تھے یعنی اس کے سبب سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے ایک حکم یہ ہے کہ وہ آزاد کی گئی پس اختیار دی گئی اپنے خاوند میں کہ خواہ اس کے پاس رہے یا نہ رہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا یعنی جس نے لونڈی یا غلام کو آزاد کیا اگر غلام کچھ چھوڑ کر مر جائے تو اس کے مال کا وارث آزاد کرنے والا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ہانڈی گوشت سے جوش مارتی تھی سو روٹی اور گھر کا کچھ سالن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو فرمایا کہ کیا میں ہانڈی نہیں دیکھتا کہ جس میں گوشت ہے؟ گھر والوں نے کہا کہ کیوں نہیں! لیکن یہ گوشت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا یعنی کسی نے اس کو یہ گوشت صدقہ دیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر ترجمہ کے لیکن اگر اس کا نکاح باقی ہوتا تو اس کو آزاد کرنے کے بعد اختیار نہ دیا جاتا اس واسطے کہ خریدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کرنا تھا مقابل اس کے اور یہ قول اس کا عجیب ہے اول اس وجہ سے کہ حدیث مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ آزاد کرنا جب نہیں لازم پکڑتا ہے طلاق کو تو بیع بطریق اولیٰ اس کو مستلزم نہ ہو گی اور نیز اختیار دینا جو نوبت پہنچاتا ہے طرف جدائی کے نہیں واقع ہوتا ہے مگر بسبب آزاد کرنے کے نہ بسبب بیع کے۔ دوم اس وجہ سے کہ اگر وہ طلاق دی جاتی ساتھ مجرد بیع کے تو نہ ہوتا واسطے اختیار دینے کے کچھ فائدہ۔ سوم اس وجہ سے کہ اس کے کلام کا آخر اس کے کلام کے اول کو رد کرتا ہے اس واسطے کہ وہ ثابت کرتا ہے مطابقت کو جس کی اس نے نفی کی ہے۔ کہا ابن بطال نے اختلاف کیا ہے سلف نے کہ کیا لونڈی کا بیچ ڈالنا طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ سو جمہور نے کہا ہے کہ اس کا بیچ ڈالنا طلاق نہیں ہوتا اور مروی ہے یہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور تابعین میں سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوتا اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ اور حجت جمہور کی باب کی حدیث ہے اور وہ یہ ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آزاد کی گئی سو اپنے خاوند میں اختیار دی گئی سو اگر واقع ہوتی طلاق اس کے ساتھ مجرد بیع کے تو نہ ہوتی واسطے اختیار دینے کے کوئی معنی اور باعتبار قیاس کے کہ وہ عقد ہے منفعت پر پس نہیں باطل کرتا اس کو بیچ ڈالنا گردن کا جیسا کہ بیچ عین موجرہ کے ہے اور آیت نازل ہوئی ہے قیدی عورتوں کے حق میں سو وہی ہے مراد ساتھ ایک یمین کے بنابر اس کے کہ ثابت ہوا ہے صحیح میں سبب نزول اس کے سے اور روایت کی ہے حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ جب اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دے تو طلاق غلام کے ہاتھ میں ہے اور جب خاوند والی لونڈی کو خریدے تو طلاق خریدار کے ہاتھ میں ہے اور یہ جو کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے تین حکم معلوم ہوئے تو ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ چار حکم معلوم ہوئے اور اس میں اتنا زیادہ ہے اور حکم کیا اس کو یہ کہ عدت کاٹے عدت آزاد عورت کی یعنی تین حیض اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ صحیح سندوں کے عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور دوسرے لوگوں سے کہ لونڈی جب غلام کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو اس کی طلاق غلام کی طلاق ہے اور اس کی عدت آزاد عورت کی عدت ہے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے عتق میں کہ علماء نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور یہ کہ بعض نے اس کو چار سو فائدے تک پہنچایا ہے اور نہیں مخالف ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو کہ تین حکم معلوم ہوئے اس واسطے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ چیز ہے کہ واقع ہوئی ہے احکام سے بیچ اس کے مقصود خاص لیکن چونکہ تھا ہر حکم ان میں سے شامل اوپر جمانے ایک قاعدے کے کہ استنباط کرتا ہے اس سے عالم بوجھ والا فائدے بہت تو واقع ہوئی بہتایت اس حیثیت سے اور جوڑا گیا طرف اس کی جو واقع ہوا ہے بیچ سیاق قصے کے غیر مقصود اس واسطے کہ اس میں بھی فائدے ہیں جو لیے جاتے ہیں بطور تنصیص کے یا استنباط کے یا اقتصار کے اوپر تین یا چار کے واسطے ہونے ان کے ظاہر تر اور جو ان کے سوا ہیں وہ بطور استنباط کے لیے جاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حق آزادی کا واسطے اس شخص کے ہے جس نے آزاد کیا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ کلمہ انما کا فائدہ دیتا ہے حصر کا نہیں تو البتہ نہ لازم آتا ثابت کرنے ولاء کے سے واسطے آزاد کرنے والے کے نفی اس کی غیر اس کے سے اور یہی مراد ہے حدیث سے یعنی مراد حصر ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ولا ہے واسطے انسان کے کسی پر بغیر آزاد کرنے کے پس نفی ہوگی اس شخص کی جس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہو اور یہ کہ نہیں ہے ولا واسطے گرے پڑے لڑکے اٹھانے والے کے برخلاف اسحاق کے اور نہ واسطے اس شخص کے جو ہم قسم ہو ساتھ کسی آدمی کے برخلاف ایک گروہ سلف کے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور لیا جاتا ہے اس کے عموم

سے کہ اگر عربی کافر غلام کو آزاد کرے پھر دونوں مسلمان ہو جائیں تو بدستور رہتا ہے ولا واسطے اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور کہا ابن عبدالبر نے کہ وہ قیاس قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور موافق ہوا ہے اس پر ابو یوسف رحمہ اللہ اور مخالفت کی ہے اس نے اپنے ساتھیوں کی اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ واسطے غلام آزاد کے ہے اس صورت میں کہ جس کو چاہے متولی کرے اور اس کے فائدوں کا بیان بابوں کے بعد آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ. اختیار لونڈی کا غلام کے نکاح میں۔

فائدہ: یعنی جب آزاد کی جائے اور پھرنا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ سے طرف ترجیح قول اس شخص کے کی جو کہتا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند غلام تھا اور البتہ باب باندھا ہے اس نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں باب المراة تحت العبد اور یہ بھی اس سے جزم ہے کہ وہ غلام تھا ویاتی بیان ذلك فی باب الآتی اور اعتراض کیا ہے اس پر اس جگہ ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے باب کی حدیث میں کہ اس کا خاوند غلام تھا اور ثابت کرنا خیار کا واسطے اس کے نہیں دلالت کرتا اس واسطے کہ مخالف دعویٰ کرتا ہے کہ نہیں فرق ہے اس میں درمیان آزاد اور غلام کے اور جواب یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ چلا ہے اپنی عادت پر اشارہ کرنے سے طرف اس چیز کے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے جس کو وارد کرے گا اور نہیں شک ہے کہ قصہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا متعدد نہیں اور البتہ راجح نزدیک اس کے یہ ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا اسی واسطے جزم کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور تقاضا کرتا ہے ترجمہ بطور مفہوم کے کہ لونڈی جب آزاد مرد کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو نہیں ہوتا ہے واسطے اس کے اختیار اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جب غلام کے نکاح میں آزاد ہو تو اس کو اختیار ہے اور آزاد کے نکاح میں اختیار نہیں ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ ثابت ہوتا ہے خیار واسطے اس عورت کے کہ آزاد کی جائے برابر ہے کہ آزاد مرد کے نکاح میں ہو یا غلام کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث اسود بن یزید کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا اور کہا ابراہیم نے جیسے کہ روایت کی ہے اس سے بیہقی نے کہ خلاف کیا ہے اسود نے سب لوگوں کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند میں اور کہا امام احمد رحمہ اللہ نے کہ اس کے خاوند کا آزاد مرد ہونا فقط اسود راوی سے ثابت ہوا ہے اور صحیح ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے کہ وہ غلام تھا اور روایت کیا ہے اس کو مدینے کے علماء نے اور جب روایت کریں مدینے کے علماء کسی چیز کو اور عمل کریں ساتھ اس کے تو وہ اصح چیز ہے اور جب لونڈی آزاد مرد کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو عقد اس کا جس کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے نہیں فسخ ہوتا ہے ساتھ امر مختلف فیہ کے وسیاتی مزید لهذا بعد بابین اور کہا ہے بعض حنفیوں نے کہ روایت اس شخص کی جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا راجح ہے اس شخص کی روایت پر جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا سو انہوں نے کہا غلامی کے پیچھے آزادی آتی ہے بغیر عکس کے لیکن محل طریق جمع کا وہ ہے جب برابر ہوں روایتیں قوت میں اور بہر حال مع تفرد کے

بیچ مقابلے اجماع کے سوا کیلی روایت شاذ ہو گی اور شاذ مردود ہے اور اسی واسطے نہیں اعتبار کیا ہے جمہور نے طریق تطبیق کے درمیان دونوں روایتوں کے باوجود قول ان کے کی کہ نہیں رجوع کیا جاتا ہے طرف ترجیح کی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے اور جو حاصل ہوتا ہے ان کے محققوں کی کلام سے اور بہت لیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس کے تابعداروں نے کہ محل تطبیق کا وہ ہے جب کہ نہ ظاہر ہو غلط ایک روایت میں دونوں میں سے اور بعض نے شرط کی ہے کہ قوت میں برابر ہوں، کہا ابن بطال نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ لونڈی جب آزاد ہو غلام کے نکاح میں تو اس کے واسطے اختیار ہے اور اس کے معنی ظاہر ہیں اس واسطے کہ غلام نہیں برابر ہے آزاد کے اکثر احکام میں سو جب وہ آزاد کی جائے تو ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے خیار باقی رہنے سے اس کے نکاح میں یا جدائی سے اس واسطے کہ وہ وقت عقد کرنے کے ساتھ اس کے نہ تھے اختیار والوں میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے جو کہتا ہے کہ اس کے واسطے خیار ہے اگرچہ آزاد مرد کے نکاح میں ہو ساتھ اس طور کے کہ نکاح کرنے کے وقت اس کے واسطے کوئی رائے نہ تھی واسطے اتفاق علماء کے اس پر کہ جائز ہے واسطے مالک اس کے کہ یہ کہ نکاح کر دے اس کا بغیر رضا مندی اس کی کے سو جب آزاد کی گئی تو پیدا ہوا واسطے اس کے جدید حال جو پہلے نہ تھا اور معارضہ کیا ہے اس کا اور لوگوں نے ساتھ اس کے کہ اگر یہ مؤثر ہوتا تو البتہ ثابت ہوتا خیار واسطے کنواری کے جب کہ نکاح کر دے اس کو باپ اس کا پھر بالغ ہو اس حال میں کہ عاقلہ ہو اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح پس اسی طرح ہے لونڈی جو آزاد کے نکاح میں ہو کہ نہیں پیدا ہوا واسطے اس کے ساتھ آزاد کرنے کے وہ حال جو بند ہو ساتھ اس کے آزاد مرد سے پس ہو گی مانند کتابی عورت کی جو مسلمان کے نکاح میں ہو اور اختلاف ہے اس میں عیب اختیار کرے جدائی کو کہ کیا طلاق ہوتی ہے یا فسخ؟ سو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہوتی ہے طلاق بائن اور ثابت ہوا ہے مثل اس کی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اور کہا باقی لوگوں نے کہ یہ فسخ ہے طلاق نہیں۔ (فتح)

٤٨٧٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُهُ عَبْدًا يَعْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ.

۴۸۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے اس کو غلام یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کو۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس کو روتے دیکھا بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کالا غلام تھا اس کا نام مغیث تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا اور حکم کیا کہ عدت کاٹے۔

٤٨٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَاكَ مُغِيثٌ عَبْدُ بَنِي

۴۸۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ مغیث تھا غلام بنی فلاں کا یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ اس کے پیچھے پھرتا ہے مدینے کی گلیوں میں اس

فُلَانٍ يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ عَلَيْهَا.

کی جدائی میں روتا ہے۔

فائدہ: بنی فلاں کا یعنی بنی مغیرہ کا غلام تھا۔

٤٨٧٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ عَبْدًا لِبَنِيْ فُلَانٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ وَرَآئَهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ.

۴۸۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کالا غلام تھا اس کو مغیث کہا جاتا تھا بنی فلاں کا غلام تھا جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ مدینے کی گلیوں میں اس کے پیچھے گھومتا ہے۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زَوْجِ بَرِيْرَةَ.

سفارش کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند میں۔

فائدہ: یعنی پاس بریرہ رضی اللہ عنہا کے تا کہ اس کے نکاح میں پھر آئے، کہا ابن منیر نے موقع اس ترجمہ کا فقہ سے جائز کرنا سفارش کا ہے واسطے حاکم کے نزدیک خصم کے اس کے خصم میں یہ کہ اس سے معاف کرے یا ساقط کرے اور مانند اس کی۔

٤٨٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَأْمُرُنِيْ قَالَ إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ.

۴۸۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند غلام تھا اس کو مغیث کہا جاتا تھا جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے پیچھے گھومتا ہے روتا ہے اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عباس! کیا تم کو تعجب نہیں آتا، مغیث کی محبت سے بریرہ کو اور بریرہ کے بغض سے مغیث کو؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تو اس کی طرف پھر رجعت کرے تو خوب ہو۔ اس نے کہا یا حضرت! کیا آپ مجھ کو حکم کرتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں اس کی سفارش کرتا ہوں سو اس نے کہا مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں۔

فائدہ: میں تو سفارش کرتا ہوں یعنی یہ بطور سفارش کے کہتا ہوں نہ بطور لزوم کے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں یعنی جب آپ مجھ کو یہ بات لازم نہیں کرتے تو میں اس کی طرف رجوع نہیں کرتی اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ قصہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا نویں یا دسویں سال میں تھا اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کیا وہ جنگ طائف کے بعد مدینے میں آ کر رہے تھے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب پہلے باب کے متعلق ہے۔

٤٨٧٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَأَبٰى مَوَالِيْهَا إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ إِنَّ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا.

۴۸۷۶۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدیں سو اس کے مالکوں نے نہ مانا مگر یہ کہ شرط کریں ولا کی کہ ولا ان کے لیے ہو تو میں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا سو کہا گیا کہ یہ گوشت اس چیز سے ہے کہ صدقہ کی گئی بریرہ رضی اللہ عنہا پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے۔

حدیث بیان کی ہم سے آدم نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اور اس میں اتنا زیادہ ہے سو اس کو اختیار دیا گیا اس کے خاوند سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ روایت کی اسود رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا خاوند آزاد تھا کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قول اسود کا منقطع ہے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ میں نے اس کو غلام دیکھا صحیح تر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اصل تخییر بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ثابت ہے اور طریق سے اور کہا دار قطنی نے علل میں کہ نہیں اختلاف ہے عروہ پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ غلام تھا اور اسی طرح کہا ہے جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابوالاسود اور اسامہ بن زید نے قاسم سے اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ وہ آزاد تھا کہا دار قطنی نے کہ کہا عمران بن حدیر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ

آزاد تھا اور یہ وہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہم دو چیز میں ہے ایک اس کے قول میں کہ وہ آزاد تھا دوسرا اس کے قول میں عن عائشة اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ روایت کرتا ہے عکرمہ سے وہ روایت کرتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور نہیں ہے اختلاف ابن عباس رضی اللہ عنہما پر کہ وہ غلام تھا اور اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور روایتیں جو پہلے بیان ہوئیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ لفظ جو بعض روایت میں دیا ہے کہ آزاد تھا تو یہ مدرج ہے اسود راوی کے قول سے یا جو اس سے نیچے ہے اور بر تقدیر اس کے کہ موصول ہو تو جس روایت میں غلام ہونے کا ذکر ہے اس روایت کو ترجیح دی جائے گی ساتھ کثرت کے کہ اس کے راوی بہت ہیں اور نیز پس آل آدمی کی زیادہ جاننے والے ہیں ساتھ حدیث اس کی کے اس واسطے کہ قاسم عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا ہے اور عروہ اس کا بھانجا ہے اور متابعت کی ان دونوں کی ان کے غیر نے پس روایت ان کی اولیٰ ہے اسود کی روایت سے کہ وہ دونوں اس کی حدیث کو خوب جانتے ہیں اور نیز ترجیح دی جاتی ہے اس کو ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب یہ تھا کہ لونڈی جب آزاد کے نکاح میں اور آزاد کی جائے تو اس کے واسطے خیار نہیں اور یہ برخلاف اس چیز کے ہے کہ روایت کی ہے اس سے عراق والوں نے ان کے اصل مذہب پر لازم ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو لیں اور اس کی روایت کو چھوڑ دیں خاص کر یہ کہ اس کی روایت میں اختلاف ہے اور دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ ممکن ہے تطبیق دونوں روایتوں میں ساتھ حمل کرنے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا اوپر اختیار کرنے اس چیز کے کہ ہے پہلے اوپر اس کے پھر آزاد کیا گیا پس اسی واسطے کہا جس نے کہا کہ وہ آزاد تھا اور رد کرتا ہے اس تطبیق کو قول عروہ کا کہ وہ غلام تھا اور اگر آزاد ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیا جاتا اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ساتھ اس لفظ کے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا غلام کالا جس دن آزاد ہوا پس یہ معارض ہے اسود کی روایت کو جو پہلے گزری اور معارض ہے احتمال مذکور کو یہ احتمال کہ جس نے کہا آزاد تھا اس نے ارادہ کیا ہو اس کے انجام کار کا اور جب دونوں روایتوں میں تعارض واقع ہوا باعتبار سند کے اور احتمال کے تو حاجت ہوئی ترجیح کی اور اکثر کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے اور اسی طرح احفظ کی حدیث کو اور اسی طرح الزم کی حدیث کو اور یہ سب امر موجود ہیں اس شخص کی جانب میں جو کہتا ہے کہ غلام تھا اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں بہت فائدے ہیں بہت ان میں عتق میں گزر چکے ہیں اور بعض مساجد اور زکوۃ میں جواز مکاتب کا ساتھ سنت کے واسطے برقرار رکھنے حکم کتاب کے اور لیا جاتا ہے مشروع ہونے قسطوں کتابت کے سے بیع کرنا مدت معین تک اور قرض لینا اور مانند اس کی اور اس میں لاحق کرنا لونڈیوں کا ہے ساتھ غلاموں کے اس واسطے کہ آیت ظاہر ہے مردوں میں اور اس میں جائز ہونا کتابت ایک کا ہے تو درمیان بیویوں سے جو غلام ہوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جائز ہونا بیع ایک کا دونوں میں سے سوائے دوسرے کے اور جواز کتابت اس شخص کا جس کے پاس نہ کوئی مال ہو اور نہ کوئی پیشہ جانتا ہو اسی طرح کہا گیا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے

اپنے حال پر مدد چاہی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور نہ اس کا کوئی پیشہ ہو اور اس میں جائز ہونا بیع مکاتب کا ہے جب کہ راضی ہو اور نہ عاجز کرنے اپنے آپ کو جب کہ واقع ہو رضا مندی ساتھ اس کے اور جو منع کرتا ہے حمل کیا ہے اس نے اس کو اس پر کہ وہ عاجز ہو گئے تھے پہلے بیع سے اور محتاج ہے طرف دلیل کی اور بعض کہتے ہیں کہ واقع ہوئی تھی بیع اوپر قسطوں کتابت کے اور یہ بہت بعید ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر کچھ چیز ہو اور متفرع ہوتا ہے اس پر جاری کرنا سب احکام غلام کا نکاح میں اور جنایتوں میں اور حدود وغیرہ میں اور یہ کہ جو اکثر قسطیں ادا کرے وہ آزاد نہیں ہوتا واسطے غالب کرنے حکم اکثر کے اور یہ کہ جو ادا کرے قسطوں سے بقدر قیمت اپنی کے وہ آزاد نہیں ہوتا اور یہ کہ جو بعض قسطیں ادا کرے نہیں آزاد ہوتا اس سے بقدر اس کے کہ ادا کیا اس واسطے اجازت دی حضرت ﷺ نے بیچ خریدنے بریرہ رضی اللہ عنہا کے بغیر تفصیل پوچھنے کے اور اس میں جواز بیع مکاتب کا ہے اور غلام کا ساتھ شرط آزاد کرنے کے اور یہ کہ جو لونڈی کہ خاوند والی ہو اس کا بیچنا طلاق نہیں اور یہ کہ آزاد کرنا اس کا نہیں ہے طلاق اور نہ فسخ واسطے ثابت ہونے تخییر کے سو اگر طلاق دی جائے ساتھ اس کے ایک تو اس کے خاوند کو رجعت کرنا درست ہے اور نہیں موقوف ہے اس کی اجازت پر یا تین طلاقیں دے تو نہ کہے واسطے اس کے کہ کاش میں اس سے رجعت کرتا اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے حلال نہیں ہوتی مگر بعد دوسرے خاوند کے اور یہ کہ بیچ ڈالنا اس کا نہیں مباح کرتا واسطے خریدار اس کے صحبت اس کی کو اس واسطے کہ اختیار دینا اس کا دلالت کرتا ہے اوپر باقی رہنے علاقے نکاح کے اور یہ کہ مالک مکاتب کا نہ منع کرے اس کو کمانے سے اور یہ کہ کمائی اس کی کتابت کے وقت سے اسی کے واسطے ہوگی اور جواز سوال مکاتب کا اس شخص سے جو اس کو اس کی بعض قسطوں پر مدد دے اگرچہ وعدے کا وقت نہ آیا ہو اور یہ نہیں تقاضا کرتا اس کے عاجز کرنے کو اور جائز ہے مانگنا اس چیز کا کہ نہیں بے قرار ہے سائل طرف اس کی حال میں اور جواز مدد مانگنے کا خاوند والی عورت سے اور یہ کہ جائز ہے تصرف اس کا بیچ مال اپنے کے بغیر اجازت اپنے خاوند کے اور خرچ کرنا مال کا بیچ طلب کرنے ثواب کے یہاں تک کہ بیچ خریدنے کے ساتھ زیادتی کے اوپر قیمت مثل کے ساتھ قصد تقرب کے ساتھ عتق کے اور لیا جاتا ہے اس سے یہ کہ جائز ہے خریدنا اس شخص کا جو ہو مطلق التصرف اسباب کو ساتھ زیادہ کے اس کی قیمت سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقد دیا جس کو انہوں نے نو برس میں ادھار ٹھہرایا تھا واسطے حاصل ہونے رغبت کے بیچ نقد کے اکثر ادھار سے اور یہ کہ جائز ہے سوال کرنا فی الجملہ واسطے اس شخص کے کہ متوقع ہو محتاج ہونا اس کی طرف یعنی جب توقع ہو کہ حاجت پڑے گی تو اس کو سوال کرنا کسی سے درست ہے اگرچہ حال میں محتاج نہ ہو سو جو حدیثیں کہ وارد ہوئی ہیں اس میں کہ سوال کرنا منع ہے تو وہ محمول ہیں الویت پر اور یہ کہ جائز ہے سعی کرنا غلام کا بیچ چھوڑانے گردن اپنی کے اگرچہ ہو ساتھ سوال کے اس شخص سے جو اس کو خریدے تا کہ آزاد کرے اگرچہ یہ اس کے مالک کو ضرر کرے واسطے رغبت

کرنے شارع کے طرف آزاد کرنے کی اور اس میں باطل ہونا فاسد شرطوں کا ہے معاملات میں اور صحیح ہونے شرط مشروع کے واسطے مفہوم قول حضرت ﷺ کے کہ جو شرط کہ کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو استثناء کرے خدمت غلام کی وقت بیچنے اس کے کی تو نہیں صحیح ہے شرط اس کی اور یہ کہ جو شرط کرے شرط باطل وہ عقوبت کا مستحق نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو اور اس پر اصرار کرے اور یہ کہ مالک مکاتب کا نہ منع کرے اس کو کوشش کرنے سے بیچ تحصیل مال کتابت کے اگرچہ ہو حق اس کا خدمت میں ثابت اور یہ کہ جب غلام مکاتب اپنی قسطیں صدقے سے ادا کرے تو اس کا مالک اس کو رد نہ کرے اور اسی طرح جب اپنی قسطیں وعدے کے آنے سے پہلے ادا کرے تو بھی اس کو مالک رد نہ کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہ آزاد ہو جاتا ہے واسطے لینے کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کے قول سے کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا چاہے تو ثواب کا ارادہ کرے اس واسطے کہ ظاہر اس کا بیچ قبول کرنے تعمیل اس چیز کے ہے کہ اتفاق کیا انہوں نے اوپر ادھار کرنے اس کے کی اور آزادی کا حاصل ہونا اس کو لازم ہے اور اس سے لیا جاتا ہے نیز کہ جو احسان کرے مکاتب پر ساتھ اس چیز کے کہ اس پر ہے تو آزاد ہو جاتا ہے اور استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ واجب ہونے معاف کرنے کے مکاتب سے واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ میں گن دوں ان کو گننا ایک بار اور نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے کہ وہ قبض کرنے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیں اور یہ کہ جائز ہے باطل کرنا کتابت کا اور فسخ کرنا عقد اس کے کا جب کہ آپس میں راضی ہوں دونوں مالک اور غلام اگرچہ ہو اس میں باطل کرنا تحریر کا واسطے برقرار رکھنے بریرہ رضی اللہ عنہا کے اوپر کوشش کے درمیان عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کے بیچ فسخ کرنے کتابت اس کی کے تاکہ خریدیں اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس میں ثابت ہونا ولاء کا ہے واسطے آزاد کرنے والے کے اور رد کرنا اوپر اس کے جو اس کے مخالف ہو اور لیے جاتے ہیں اس سے چند مسئلے مانند آزاد کرنے سائبہ کے اور لقیط کے اور حلیف کے اور مانند اس کی اور اس میں مشروع ہونا خطبہ کا ہے امر مہم میں اور کھڑا ہونا بیچ اس کے اور حمد اور ثناء کو پہلے کہنا اور کہنا اما بعد کا وقت شروع کرنے کلام کے حاجت میں اور یہ کہ جس سے منکر کام واقع ہو تو مستحب ہے نہ معین کرنا اس کا اور یہ کہ نہیں مکروہ ہے تک بندی کلام میں مگر جب کہ اس کا قصد کیا ہو اور واقع ہو مکلف اور یہ کہ جائز ہے قسم کرنی اس چیز میں کہ نہیں واجب ہے بیچ اس کے خاص کر وقت قصد کرنے ایک چیز کے کرنے پر اور یہ کہ جو قسم لغو ہو اس میں کفارہ نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی کہ نہ خریدیں پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط کر لے اور نہیں منقول ہے کفارہ اور یہ کہ جائز ہے کان میں بات کرنا دو آدمیوں کا تیسرے کے سامنے ایسے کام میں کہ کان میں بات کرنے والا اس سے شرماتا ہو اور جانتا ہو کہ جس کے ساتھ کانا پھوسی کرتا ہے وہ تیسرے کو بتلا دے گا اور مستثنیٰ ہے یہ نہی سے جو وارد ہے بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے پوچھنا تیسرے کا کانا پھوسی مذکور سے جب کہ گمان کرے کہ اس کو اس کے

ساتھ تعلق ہے اور یہ کہ جائز ہے ظاہر کرنا راز کا بیچ اس کے خاص کر جب کہ ہو اس میں مصلحت واسطے کانا پھوسی کرنے والے کے اور یہ کہ جائز ہے قیمت چکانا معاملہ میں اور وکیل بیچ اس کے اگرچہ غلام کے واسطے ہو اور خدمت لینی غلام سے اس کام میں کہ اس کے مالکوں کے متعلق ہے اگرچہ انہوں نے خاص کر اس کی اجازت نہ دی ہو اور اس میں ثابت ہونا ولاء کا ہے واسطے عورت آزاد کرنے والی کے پس مستثنیٰ ہے یہ اس حدیث کے عموم سے الولاء لحمة کلحمة النسب اس واسطے کہ ولاء نہیں منتقل ہوتا عورت کی طرف ساتھ وراثت کے برخلاف نسب کے اور یہ کہ کافر وارث ہوتا ہے اپنے غلام آزاد مسلمان کا اگرچہ نہیں وارث ہوتا ہے کافر اپنے قرابتی مسلمان کا اور یہ کہ ولاء نہ بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو دوسری روایت میں آیا ہے الولاء لمن اعطی الورق تو مراد ساتھ معطی کے مالک ہے نہ جو مباشر ہو ساتھ دینے کے مطلق سو نہ داخل ہوگا اس میں وکیل اور اس میں ثابت ہونا خیار کا ہے واسطے لونڈی کے جب آزاد کی جائے بنا بر تفصیل پہلی کے اور یہ کہ خیار اس کا ہوتا ہے فور پر یعنی فقط اسی وقت اختیار ہے پھر نہیں واسطے قول راوی کے اس کے بعض طریقوں میں کہ وہ آزاد کی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اختیار دیا سو اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور واسطے علماء کے اس میں چند قول ہیں ایک قول شافعی رحمہ اللہ علیہ کا وہ فور ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دراز ہوتا ہے خیار اس کا تین دن تک اور بعض نے کہا کہ ساتھ اٹھ کھڑے ہونے اس کے کی حاکم کی مجلس سے اور بعض نے کہا کہ اپنی مجلس سے اور یہ قول اہل رائے کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کو ہمیشہ اختیار رہتا ہے اور یہ قول مالک رحمہ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمہ اللہ علیہ اور احمد رحمہ اللہ علیہ کا ہے اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ علیہ کا اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر قدرت دے اس کو اپنی صحبت کرنے پر تو ساقط ہوتا ہے خیار اس کا اور اس قول کی دلیل یہ ہے جو ایک روایت میں ہے کہ اگر تیرے قریب ہو تو تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور یہی مروی ہے حفصہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ابن عبدالبر نے کہ میں نہیں جانتا کہ اصحاب میں سے کوئی ان کا مخالف ہو اور یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا ان میں ہیں فقہائے سبعہ اور اختلاف ہے اس میں کہ اگر صحبت کرے ساتھ اس کے پیچھے اس سے کہ وہ جانے اس بات کو کہ اس کے واسطے اختیار ہے تو کیا ساقط ہوتا ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اصح حنابلہ کے نزدیک یہ قول ہے کہ کوئی فرق نہیں اور نزدیک شافعی رحمہ اللہ علیہ کے معذور ہے ساتھ نہ جاننے کے اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ اگر تجھ سے صحبت کرے تو تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور لیا جاتا ہے اس زیادتی سے کہ عورت جب اپنے خاوند کے ساتھ کچھ عیب پائے پھر اس کو اپنی صحبت پر قدرت دے تو اس کا اختیار باطل ہو جاتا ہے اور یہ کہ خیار فسخ ہے خاوند اس میں رجعت کا مالک نہیں اور جو کہتا ہے کہ وہ رجعت کا مالک ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر وہ اس سے رجعت کرتے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے نہیں تو بریرہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اختیار نہ ہوتا پس متعین ہوا حمل کرنا مراجعت کا حدیث میں اس کے لغوی معنی پر اور مراد پھرنا اس کا ہے طرف نکاح اس کے کی اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ

کا ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا﴾ باوجود اس کے کہ وہ تین طلاقیں دینے والے کے حق میں ہے اور اس حدیث سے باطل ہوا قول اس شخص کا جو گمان کرتا ہے یعنی محال جانتا ہے کہ ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے اور دوسرا اس سے بغض رکھے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کیا تو تعجب نہیں کرتا مغیث کی محبت سے بریرہ رضی اللہ عنہا کو اور بغض بریرہ رضی اللہ عنہا کے سے مغیث سے؟ ہاں اس سے لیا جاتا ہے کہ اکثر اغلب یہی ہے اسی واسطے واقع ہوا تعجب اس واسطے کہ وہ برخلاف عادت کے ہے اور جائز رکھا ہے ابو محمد بن حمزہ نے نفع دے اللہ ساتھ اس کے یہ کہ ظاہر ہوا ہو یہ کثرت استعمال مغیث کے سے واسطے اس کے ساتھ کئی قسم استعمال کے مانند ظاہر کرنے اس کے کی اس کی محبت کو اور پھرنے اس کے پیچھے اس کے کی اور رونے اس کے کی اوپر اس کے باوجود اس کے جو جوڑا جاتا ہے ساتھ اس کے استمالہ مغیث کے سے واسطے بریرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بات خوب کے اور دعوئی خوب کے اور اس میں عادت یہ ہے کہ دل مائل کرتا ہے اگرچہ نفرت کرنے والا ہو سو جب مخالت کی تو واقع ہوا تعجب اور نہیں لازم آتا اس سے جو پہلوں نے کہا اور یہ کہ جب آدمی کو دو مباح چیزوں میں اختیار دیا جائے اور وہ نفع والی چیز کو اختیار کرے تو اس کو ملامت نہ کی جائے اگرچہ اس کے رفیق کو ضرر کرے اور اس میں اعتبار کرنا کفو کا ہے آزادی میں یعنی آزاد آدمی کی کفو آزاد آدمی ہے اور اس میں ساقط ہونا کفاءت کا ہے عورت کی رضامندی سے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور یہ جو اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اس کی جدائی کو اختیار کرے تو واقع ہوتی ہے جدائی اور ٹوٹ جاتا ہے نکاح درمیان ان کے اور یہ کہ اگر اختیار کرے عورت رہنے کو ساتھ اس کے تو نہیں کم ہوتا ہے شمار طلاق کا اور جو لوگوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح کی ہے انہوں نے تخییر کی بہت تفریعات بیان کی ہیں اور اس حدیث میں ہے کہ جب ثابت ہو واسطے عورت کے خیار اور وہ کہے کہ مجھ کو تیری کچھ حاجت نہیں تو مترتب ہوتا ہے اس پر حکم فراق کا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے یہ پہلے اختیار کرنے اس کے فراق کو اور نہیں واقع ہوا ہے یہ مگر ساتھ اس کلام کے اور اس میں نظر ہے جو پہلے گزری اور اس حدیث میں جواز دخول اجنبی عورتوں کا ہے مرد کے گھر میں برابر ہے کہ وہ اس میں ہو یا نہ ہو اور اس میں ہے کہ کتابت والی عورت نہیں لاحق ہوتی اس کو آزاد ہونے میں لولاد اس کی اور نہ خاوند اس کا اور نہ حرام ہونا صدقہ کا ہے حضرت ﷺ پر مطلق اور جائز ہونا صدقہ نفل کا اس شخص پر جو ملحق ہے ساتھ حضرت ﷺ کے بیچ حرام ہونے صدقہ فرض کے جیسے آپ ﷺ کی بیویاں اور غلام آزاد کردہ اور یہ کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے غلام آزاد کردہ پر صدقہ حرام نہیں اگرچہ حرام ہے بیویوں پر اور یہ کہ جائز ہے کھانا واسطے غنی کے جو صدقہ کیا جائے فقیر پر جب کہ اس کو تحفہ بھیجے اور ساتھ بیع کے بطریق اولیٰ جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے واسطے مالدار کے قبول کرنا محتاج کے صدقہ کا اور یہ کہ صدقہ اور ہدیہ کے درمیان حکم میں فرق ہے اور اس میں خیر خواہی کرنا مرد کے گھر والوں کے واسطے اس کے ہر کام میں اور جائز ہے واسطے آدمی کے کھانا اس شخص کے طعام سے کہ اس کے کھانے سے وہ خوش ہو اگرچہ اس

نے اس کو خاص کر اس کے کھانے کی اجازت نہ دی ہو اور یہ کہ جب لونڈی آزاد کی جائے تو خود اس کو اپنے کاموں میں تصرف کرنا جائز ہے اور نہیں بندش ہے واسطے آزاد کرنے والے اس کے کی اوپر اس کے جب کہ ہوشیار ہو اور یہ کہ تصرف کرے اپنی کمائی میں بغیر اجازت اپنے خاوند کے اگر اس کے واسطے خاوند ہو اور اس حدیث میں جائز ہونا صدقہ کا ہے اس شخص پر جس کو اور کوئی شخص خرچ دیتا ہو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرچ دیتی تھیں اور نہ انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا پر بیچ قبول کرنے اس کے صدقہ کو اور یہ کہ جس کے گھر والوں کو کوئی چیز ہدیہ دی جائے اس کے واسطے جائز ہے کہ شریک کرے اپنے آپ کو ساتھ ان کے اس کی خبر دینے سے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ ہمارے واسطے ہدیہ ہے اور یہ کہ جس پر صدقہ حرام ہو جائز ہے واسطے اس کے کھانا ہو بہو اس صدقہ کا جب کہ بدل جائے اس کا حکم اور یہ کہ جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ داخل کرے اپنے خاوند کے گھر میں وہ چیز جس کا وہ مالک نہیں بغیر اس کے علم کے اور یہ کہ تصرف کرے اس کے گھر میں ساتھ پکانے وغیرہ کے اس کے آلات سے اور ایندھن سے اور جائز ہے کھانا مرد کا اس چیز کو جس کو اپنے گھر میں پائے جب کہ غالب ہو حلال عادت میں اور یہ کہ لائق ہے تعریف کرنی اس کے ساتھ اس چیز کے کہ خوف ہو توقف کرنے اس کے کا اس سے اور مستحب ہونا سوال کا اس چیز سے کہ مستفاد ہوتا ہو اس سے علم یا ادب یا بیان حکم کا یا دور کرنا شبہ کا اور کبھی واجب ہوتا ہے اور سوال کرنا مرد کا اس چیز سے کہ اس کو اپنے گھر میں معلوم نہ ہو اور یہ کہ ہدیہ ادنیٰ کا واسطے اعلیٰ کے نہیں مستلزم ہے بدلہ دینے کو مطلق اور یہ کہ قبول کرنا ہدیہ کا اگرچہ تھوڑا ہی ہو ہدیہ دینے والے کی خوش دلی کا سبب ہے اور یہ کہ ہدیہ ملک میں آ جاتا ہے ساتھ رکھنے اس کے مہدی کے گھر میں اور نہیں حاجت ہے صریح قبول کرنے کی اور یہ کہ جس پر صدقہ کیا جائے جائز ہے واسطے اس کے تصرف بیچ اس کے جس طرح چاہے اور نہیں کم ہوتا ثواب صدقہ کرنے والے کا اور یہ کہ نہیں واجب ہے سوال اصل مال سے جو کہیں سے نہ پہنچے جب کہ نہ ہو اس میں کوئی شبہ اور نہ ذبح کی ہوئی چیز سے جب کہ ذبح کی جائے درمیان مسلمانوں کے اور یہ کہ جس شخص پر کم چیز صدقہ کی جائے اس پر غصے نہ ہو اور اس میں مشورہ عورت کا اپنے خاوند سے تصرفات میں اور سوال کرنا عالم کا دینی کاموں سے اور خبردار کرنا عالم کا ساتھ حکم کے واسطے اس شخص کے کہ دیکھے کہ اس کے اسباب کو استعمال کرتا ہے اگرچہ نہ سوال کرے اور مشورہ عورت کا جب ثابت ہو واسطے اس کے حکم تخییر کا بیچ جدا ہونے کے اپنے خاوند سے یا اس کے پاس رہنے کے اور یہ کہ جس سے مشورہ کیا جائے لازم ہے اس پر خرچ کرنا خیر خواہی کا اور یہ کہ جائز ہے مخالفت کرنا مشورہ دینے والے کا اس چیز میں کہ اشارہ کرے ساتھ اس کے بیچ غیر واجب کے اور مستحب ہے سفارش کرنا حاکم کا بیچ نرمی کرنے کے ساتھ خصم کے جس جگہ کہ ضرر نہ ہو اور نہ الزام اور نہیں ہے ملامت اس شخص پر جو مخالفت کرے اور نہیں ہے غضب اگرچہ سفارش کرنے والا عظیم الشان ہو اور باب باندھا ہے واسطے اس کے نسائی نے سفارش حاکم کی جھگڑے میں پہلے فیصل کرنے

حکم کے اور نہیں واجب ہے سفارش کی گئی پر قبول کرنا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ تقسیم سفارش میں نہیں جائز ہے اس چیز میں کہ دشوار ہو قبول کرنا اس کا مسئول پر بلکہ ہو یہ بطور عرض اور ترغیب کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سفارش کرنی پہلے اس سے کہ سوال کرے جس کے واسطے سفارش کی گئی اس واسطے کہ منقول نہیں ہے کہ مغیث نے حضرت ﷺ سے سوال کیا ہو کہ اس کے واسطے سفارش کریں اور اس حدیث کے بعض طریق میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا سوال حضرت ﷺ سے کیا تھا سو احتمال ہے کہ انہوں نے مغیث پر شفقت کرنے کے واسطے حضرت ﷺ سے سوال کیا ہو کہ حضرت ﷺ اس کی سفارش کریں یا شاید مغیث نے عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی درخواست کی ہو اور لیا جاتا ہے اس سے استحباب داخل کرنا خوشی کا اوپر دل ایماندار کے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے نفع دے اللہ ساتھ اس کے اس میں ہے کہ سفارش کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اگرچہ نہ حاصل ہو قبول کرنا اس کا اور سفارش کیا گیا جب سفارش کرنے والے کی قدر سے کم ہو تو نہیں منع ہوتی ہے سفارش اور اس میں تنبیہ ساتھی کو کی ہے اپنے ساتھی اوپر اعتبار کرنے کے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور احکام اس کے کی واسطے تعجب حضرت ﷺ کے عباس رضی اللہ عنہ کو حسب مغیث کی سے بریرہ رضی اللہ عنہا کو کہا اس نے اور لیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ کے سب نظر حضور اور فکر سے تھی اور یہ کہ جو عادت کے مخالف ہو اس سے تعجب کیا جاتا ہے اور عبرت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اور اس حدیث میں خوبی ادب بریرہ رضی اللہ عنہا کی ہے اس واسطے کہ نہ تصریح کی اس نے ساتھ رد کرنے سفارش کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں اور یہ کہ زیادہ محبت حیا اور شرم کو دور کر ڈالتی ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے مغیث کے حال سے اور غلبہ وجد کے سے اوپر اس کے یہاں تک کہ وہ اس کی محبت کو چھپا نہ سکا اور اس پر انکار جو نہ کیا تو اس میں بیان ہے جواز قبول عذر اس شخص کے کا کہ ہو ویسے حال میں اس شخص سے کہ واقع ہو اس سے جو نہیں لائق ہے ساتھ منصب اس کی کے جب کہ واقع ہو بغیر اختیار اس کے کی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے عذر اللہ کی محبت کرنے والوں کا جب کہ حاصل ہو ان کے واسطے وجد سننے اس چیز کے سے کہ سمجھتے ہیں اس سے اشارہ طرف احوال اپنے کے جب کہ ظاہر ہوتی ان سے وہ چیز جو نہیں صادر ہوتی اختیار سے رقص یعنی ناچنے کودنے سے اور مانند اس کی سے اور اس میں مستحب ہونا اصلاح کا یعنی دو نفرت کرنے والوں کی آپس میں صلح کرانی مستحب ہے برابر ہے کہ دونوں میاں بیوی ہوں یا نہ اور تاکید حرمت کی درمیان بیوی کے جب کہ ہو درمیان ان کے اولاد واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ وہ تیری اولاد کا باپ ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ سفارش کرنے والا ذکر کرے واسطے سفارش کی گئی کے اس چیز کو کہ باعث ہو اوپر قبول کرنے اس کے کی مقتضی سفارش کے سے اور حامل سے اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے خریدنا لونڈی کا سوائے اولاد اس کی کے اور یہ کہ اولاد ثابت ہوتی ہے ساتھ فراش کے اور حکم کرنا ساتھ ظاہر ہر امر کے بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے نسبت اولاد کی طرف اس کی ماں کے اور یہ کہ نہیں ہے جبر اوپر عورت

شوہر دیدہ کے اگرچہ آزاد کی گئی ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے کبیر اور شریف کے پیغام نکاح کا بھیجنا واسطے اس شخص کے جو اس سے کم ہو اور اس میں خوبی ادب کی ہے آپس میں سامنے گفتگو کے یہاں تک کہ اعلیٰ سے ساتھ ادنیٰ کے اور خوبی نرمی کی سفارش میں اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے واسطے غلام کے یہ کہ نکاح کا پیغام بھیجے بغیر حکم اپنے مالک کے اور طلاق والی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجنا اجنبی شخص پر حرام نہیں جب کہ نکاح کا پیغام کرے اس کو واسطے طلاق دینے والے اس کے کی اور یہ کہ نکاح کے فسخ ہونے میں رجعت نہیں مگر جدید نکاح سے اور یہ کہ اگر میاں بیوی کے درمیان محبت یا بغض ہو تو نہیں ملامت ہے اس میں کسی پر دونوں میں سے اس واسطے کہ وہ بغیر اختیار کے ہے اور یہ کہ جائز ہے رونا محب کا اپنے یار کی جدائی میں اور اگر کوئی دینی یا دنیاوی کام ہو تو اس پر رونا بطریق اولیٰ جائز ہے اور یہ کہ نہیں عار ہے مرد پر بیچ ظاہر کرنے محبت اپنی کے واسطے بیوی اپنی کے اور یہ کہ جب عورت خاوند سے دشمنی رکھے تو نہیں ہے واسطے ولی اس کے کی جبر کرنا اس کا واسطے عشرت اس کی کے اور اسی طرح اگر اس سے محبت رکھے تو نہیں ہے واسطے ولی اس کے کی جدائی کرنی درمیان دونوں کے اور یہ کہ جائز ہے مائل کرنی مرد کی طرف اس عورت کی کہ امید رکھتا ہو اس کے نکاح میں یا رجعت میں اور یہ کہ جائز ہے واسطے مرد کے کلام کرنا اپنی طلاق والی عورت سے راہوں میں اور گھومنا پیچھے اس کے جس جگہ چلے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل جواز کا وقت امن کے ہے فتنے سے اور جائز ہے خبر دینا اس چیز سے کہ ظاہر ہو حال مرد کے سے اگرچہ نہ تصریح کرے ساتھ اس کے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے عباس رضی اللہ عنہ کو جو فرمایا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے جانا کہ حضرت ﷺ کا حکم واجب الامتثال ہے سو جب عرض کیا حضرت ﷺ نے اس پر جو عرض کیا تو اس نے تفصیل پوچھی کہ کیا وہ حکم ہے پس واجب ہے بجا لانا اس کا یا مشورہ ہے کہ اس میں اس کو اختیار ہے اور یہ کہ کلام حاکم کا درمیان جھگڑنے والوں کے مشورے میں اور سفارش میں نہیں ہے حکم اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے واسطے اس شخص کے کہ سوال کیا جائے قضائے حاجت سے یہ کہ شرط کرے طالب پھر وہ چیز جس کا نفع اس کی طرف پھرے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرط کی کہ ولاء اس کے واسطے ہو جب کہ سب قیمت اکٹھی ادا کرے اور اس حدیث میں جواز ادائے دین کا ہے مدین پر اور یہ کہ وہ بری ہو جاتا ہے جب کہ کوئی غیر اس کی طرف سے ادا کر دے اور فتویٰ دینا مرد کا اپنی بیوی کو اس چیز میں کہ اس کے واسطے اس میں حظ اور غرض ہے جب کہ ہو حق اور جواز حکم حاکم کے واسطے بیوی اپنی کے ساتھ حق کے اور جواز قول غلام کے خریدار کا کہ میں اس کو خریدتا ہوں تا کہ آزاد کروں واسطے رغبت دلانے بائع کے بیچ آسان کرنے بیع کے اور جائز ہونا معاملہ کا ساتھ درہموں اور اشرفیوں کے جب کہ ہو قدر اس کی معلوم واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ میں ان کو اکٹھا گن دوں اور واسطے قول اس کے کہ نو اوقیے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا بیع معاطاۃ کا اور اس میں جواز عقد بیع کا ہے ساتھ کنایت کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اس کو لے لے اور مثل اس کی قول

حضرت ﷺ کا ہے واسطے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ میں نے اس کو قیمت سے لیا اور یہ کہ حق اللہ کا مقدم ہے آدمی کے حق پر واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ شرط اللہ کی احق ہے اور یہ کہ جائز ہے شریک ہونا غلام میں واسطے مکرر ہونے ذکر اہل بریرہ رضی اللہ عنہا کے حدیث میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چند انصاریوں کے تھے اور احتمال ہے کہ ایک کی ہو اور اطلاق حدیث کا بطور مجاز کے ہو اور یہ کہ ہاتھ ظاہر ہیں ملک میں اور یہ کہ اسباب کا خریدار اس کے اصل سے نہ پوچھے جب کہ نہ ہو شک اور اس میں استحباب اظہار احکام عقد کا ہے واسطے عالم کے جب کہ عقد باندھنے والا اس کو نہ جانتا ہو اور یہ کہ حکم حاکم کا نہیں بدلتا حکم شرعی کو سو نہ حلال کو حرام کرتا ہے اور نہ اس کے عکس کو اور اس میں قبول کرنا خبر واحد ثقہ کا ہے اور خبر غلام اور لونڈی کا اور روایت ان کی اور اس میں ہے کہ بیان ساتھ فعل کے قوی تر ہے قول سے اور جواز تاخیر بیان کا وقت حاجت تک اور جلدی کرنا اس کی طرف وقت حاجت کے اور یہ کہ جب تقاضا کرے حاجت بیان حکم عام کو تو واجب ہے اعلان اس کا یا مستحب ہے بحسب حال کے اور یہ کہ جائز ہے روایت کرنا حدیث کا ساتھ معنی کے اور اختصار حدیث سے اور اقتصار بعض پر بحسب حاجت کے اس واسطے کہ واقع واحد ہے اور البتہ روایت کی گئی ہے ساتھ الفاظ مختلف کے اور زیادہ کیا ہے بعض راویوں نے جو نہیں ذکر کیا دوسرے نے اور نہیں قادح ہے اس کی صحت میں نزدیک کسی کے علماء سے اور اس حدیث میں ہے کہ عدت ساتھ عورتوں کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اس کو حکم ہوا کہ عدت کاٹے عدت آزاد عورت کی اور اگر ہوتے ساتھ مردوں کے تو البتہ حکم ہوتا اس کو کہ عدت کاٹے عدت لونڈیوں کی کہ اس کا خاوند غلام تھا اور یہ کہ عدت لونڈی کی جب آزاد کی جائے غلام کے نکاح میں اور وہ اپنے آپ کو اختیار کرے تین حیض ہیں اور جو واقع ہوا ہے بعض روایتوں میں کہ عدت بیٹھے ساتھ ایک حیض کے تو یہ روایت مرجوح ہے اور اس میں نام رکھنا احکام کا سنن اگرچہ بعض واجب ہوں اور واجب سے کم کو سنت کہنا اصطلاح عادت ہے اور یہ کہ جائز ہے جبر کرنا سردار کا اپنی لونڈی پر اوپر نکاح کرنے کے اس شخص سے جس کو وہ اختیار نہ کرے یا اس کی بدخوئی کے سبب سے یا اس کی بدصورتی کے سبب سے اور وہ لونڈی ساتھ ضد کے ہو اس سے سو کہا گیا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا خوبصورت تھی کالی نہ تھی برخلاف اس کے خاوند کے اور حالانکہ نکاح کی گئی تھی ساتھ اس کے ظاہر ہوا عدم اختیار اس کا واسطے اس کے بعد آزاد ہونے اس کے کی اور اس میں ہے کہ کبھی میاں بیوی سے ایک دوسرے سے بغض رکھتا ہے اور نہیں ظاہر ہوتا ہے واسطے اس کے یہ اور احتمال ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا باوجود عداوت رکھنے اس کے کی مغیث سے صبر کرتی ہو اللہ کے حکم پر جو اللہ نے اس پر اس میں کیا اور نہ معاملہ کرتی تھی ساتھ اس چیز کے جو تقاضا کرے بغض کو یہاں تک کہ اللہ نے اس کی مشکل آسان کی اور اس میں تنبیہ حق دار کی ہے اس چیز پر کہ واجب ہے واسطے اس کے جب کہ اس کو معلوم نہ رہے اور مستقل ہونا مکاتب کا ساتھ عاجز کرنے اپنے نفس کے اور اطلاق اہل کا سرداروں پر اور اطلاق عبید کا ارقاء پر اور جواز نام رکھنا غلام کا

مغیث اور یہ کہ کتابت کے مال کی کوئی حد نہیں اور یہ کہ جائز ہے واسطے آزاد کرنے والے کے یہ کہ قبول کرے ہدیہ کو اپنے آزاد کیے ہوئے سے اور نہیں نقصان کرتا ہے یہ بیچ ثواب آزاد کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے ہدیہ بھیجنا مرد کے گھر والوں کو بغیر اجازت لینے اس کے کی اور قبول کرنا عورت کا اس کو جس جگہ شک نہ ہو اور اس میں سوال کرنا مرد کا ہے اس چیز سے کہ گھر میں دیکھے اور اس کو معلوم ہو کہ وہ گھر میں نہ تھی کہ یہ کہاں سے آئی اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر جوام زرع کے قصے میں پہلے گزر چکا ہے مدح کے تحت میں کہ نہیں پوچھتا اس چیز سے کہ عہد کی اس واسطے کہ اس کے معنی یہ ہیں، کما تقدم کہ نہیں پوچھتا اس چیز سے کہ عہد کی اور فوت ہوئی سو نہیں کہتا اپنے گھر والوں سے کہ کہاں جاتی رہی اور اس جگہ سوال کیا ان کو حضرت ﷺ نے ایک چیز سے کہ دیکھا اس کو اپنے گھر میں اور اس کو معائنہ کیا اور اس کے سبب سے پوچھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ جانتے تھے کہ گھر والے اس کو آپ کے پاس حاضر کریں گے آپ سے چھپا نہیں رکھیں گے واسطے حرص کے اوپر اس کے بلکہ واسطے وہم حرام ہونے اس کے کی سو حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ ان کے واسطے جواز کو بیان کریں۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ نکاح کرو شرک والی عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لائیں اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے شرک والی عورت سے اگرچہ تم کو خوش آئے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں پکا حکم کوئی نہیں کیا واسطے قائم ہونے احتمال کے نزدیک اس کے اس کی تاویل میں سو اکثر علماء اس پر ہیں کہ وہ عموم پر ہے اور یہ کہ وہ خاص کی گئی ہے ساتھ آیت مائدہ کے یعنی اہل کتاب کی عورتیں اس سے مخصوص ہیں کہ مسلمانوں کو ان سے نکاح کرنا جائز ہے اگرچہ ایمان نہ لائیں اور بعض سلف سے ہے کہ مراد ساتھ مشرکات کے اس جگہ بت پرست اور مجوس عورتیں ہیں حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے۔ (فتح)

٤٨٧٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِّكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُوْدِيَّةِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا أَعْلَمُ مِنَ الْإِشْرَاكِ شَيْئًا أَكْبَرَ مِنْ أَنْ تَقُوْلَ الْمَرْأَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى وَهُوَ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ.

۴۸۷۷۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب کوئی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عیسائی یا یہودی عورت کے نکاح کا حکم پوچھتا تو کہتے تھے کہ اللہ نے شرک والی عورتوں کو مسلمانوں پر حرام کیا ہے اور نہیں جانتا میں شرک کرنے سے کوئی چیز زیادہ اس سے کہ عورت کہے کہ میرا رب عیسیٰ ہے اور حالانکہ وہ ایک بندہ ہے اللہ کے بندوں میں سے۔

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف استمرار حکم عموم آیت بقرہ کے یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت کے عموم کا حکم بدستور ہے اور مائدہ کی آیت منسوخ ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابراہیم حربی نے اور رد کیا ہے اس کو نحاس نے سو حمل کیا ہے اس کو تقویٰ پر کما سیاتی اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عموم آیت بقرہ کا خاص کیا گیا ہے ساتھ آیت مائدہ کے اور وہ آیت یہ ہے ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ سو ان کے سوا باقی شرک والی عورتیں اصل تحریم پر ہیں اور شافعی رحمہ اللہ سے اور قول ہے کہ عموم آیت بقرہ کا مراد اس سے خصوص آیت مائدہ کا ہے اور مطلق کہا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت بقرہ کی منسوخ ہے ساتھ آیت مائدہ کے اور البتہ کہا گیا ہے کہ اکیلا ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما ساتھ اس کے یعنی اس مسئلے میں کوئی ان کا موافق نہیں ہے سو کہا ابن منذر نے کہ نہیں محفوظ ہے کسی پہلے سے کہ اس نے اس کو حرام کہا ہو لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند حسن کے کہ عطاء نے مکروہ جانا ہے یہودی اور عیسائی عورتوں کے نکاح کو کہا اس نے اور یہ حکم اس وقت تھا جب کہ مسلمان عورتیں کم تھیں اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ خاص کیا ہے اس نے اباحت کو ساتھ ایک حال کے سوائے دوسرے حال کے اور کہا ابو عبید نے کہ مسلمان آج رخصت پر ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے حرام نہیں جانتے تھے لیکن وہ چیز کہ حجت پکڑی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے تقاضا کرتی ہے اس کو کہ منع خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو مشرک ہو اہل کتاب میں سے نہ وہ جو اللہ کو ایک جانتا ہو اور جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ حمل کرے حل کی آیت کو اس شخص پر جس نے ان میں سے اپنے دین کو بدل نہیں کیا اور البتہ تفصیل کی ہے بہت علماء نے درمیان ان عورتوں کے جن کے باپ دادا اس دین میں داخل ہوئے پہلے نسخ یا تحریف سے یا اس کے بعد اور یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مذہب کی جنس سے ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مجوسی عورتیں مسلمانوں پر حرام ہیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے مجوسی عورت کو لونڈی بنایا روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نیز روایت کیا ہے اس کو ابن مسیب رحمہ اللہ اور ایک گروہ نے اور یہی قول ہے ابو ثور کا اور کہا ابن بطال نے کہ وہ محجوج ہے ساتھ جماعت اور قرآن کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اجماع باوجود ثابت ہونے خلاف کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین سے اور بہر حال قرآن سو ظاہر اس کا یہ ہے کہ مجوسی اہل کتاب نہیں واسطے اس آیت کے ﴿اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلٰى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا﴾ لیکن جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے جزیہ لیا تو دلالت کی اس نے کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں پس قیاس چاہتا ہے کہ اہل کتاب کے باقی احکام بھی ان پر جاری ہوں لیکن مجوس سے جزیہ لیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تابع کیے گئے بیچ ان کے خیر کے اور نہیں وارد ہوا مثل اس کی نکاح اور ذبح کے جانوروں میں وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ — جو شرک والی عورتوں میں سے اسلام لائیں ان کے نکاح

وَعِدَّتِهِنَّ.

اور عدت کا بیان۔

فائدہ: یعنی ان کی عدت کی مقدار اور جمہور اس پر ہیں کہ آزاد عورت کی عدت کاٹے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ کفایت کرتا ہے کہ استبرا کرے ساتھ ایک حیض کے۔

٤٨٧٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا مُشْرِكِيْ أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُ وَمُشْرِكِيْ أَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُوْنَهُ وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتّٰى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِّنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوْا وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قَرِيْبَةُ بِنْتُ أَبِيْ أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ بِنْتُ أَبِيْ سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

۴۸۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرک لوگ بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں کے دو قسم تھے ایک اہل حرب اور ایک اہل عہد مشرکین اہل حرب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے تھے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے تھے اور مشرکین اہل عہد سے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے تھے اور نہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے تھے اور دستور تھا کہ جب حربی کافروں میں سے کوئی عورت ہجرت کر کے دار الاسلام میں آتی تو نکاح کا پیغام نہ کی جاتی یہاں تک کہ اس کو حیض آئے اور حیض سے پاک ہو اور جب حیض سے پاک ہوتی تو اس کے واسطے نکاح کرنا حلال ہوتا پھر اگر ہجرت کرتا خاوند اس کا پہلے اس سے کہ نکاح کی جائے تو پھیری جاتی اس کی طرف اور اگر اہل یمن سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کرتی تو وہ دونوں آزاد ہو جاتے اور ہوتا واسطے ان کے جو مہاجرین کے واسطے ہوتا حرمت اور حریت سے پھر ذکر کیا اہل عہد سے مثل حدیث مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اور اگر مشرکین اہل عہد کا کوئی لونڈی یا غلام ہجرت کرتا تو نہ پھیرے جاتے طرف مشرکوں کی اور ان کی قیمت پھیری جاتی اور کہا عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یعنی ساتھ سند مذکور کے کہ قریبہ ابی امیہ کی بیٹی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی سو انہوں نے اس کو طلاق دی پھر معاویہ بن ابو سفیان نے اس سے نکاح کیا اور ام الحکم ابو سفیان کی بیٹی عیاض بن غنم کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو طلاق دی تو اس کے بعد عبداللہ بن عثمان نے

اس سے نکاح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اس کو حیض آئے اور حیض سے پاک ہو تو تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس کے کی حنفیوں نے کہ اس کی عدت ایک حیض ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ مراد تین حیض ہیں اس واسطے کہ وہ اپنے اسلام اور ہجرت کے سبب آزاد عورتوں میں سے ہوگئی ہے برخلاف اس صورت کے کہ بندیوں میں پکڑی آتی اور یہ جو کہا کہ مثل حدیث مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ حدیث مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے کہ موصوف کیا ہے اس کو ساتھ ہم مثل ہونے کے وہ کلام جو اس کے بعد مذکور ہے اور وہ قول اس کا ہے اگر مشرکین اہل عہد کا کوئی لونڈی غلام ہجرت کرے الخ اور احتمال ہے کہ مراد اس کی ساتھ اس کے کوئی اور کلام ہو جو متعلق ہے اہل عہد کی عورتوں سے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس نے مشرکین کو دو قسم پر تقسیم کیا ہے ایک اہل حرب اور ایک اہل عہد اور ذکر کیا حکم اہل حرب کی عورتوں کا پھر حکم ان کے غلاموں کا سو گویا کہ حوالہ کیا ہے اہل عہد کی عورتوں کے حکم کو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث پر پھر اس کے بعد ان کے غلاموں کا حکم ذکر کیا اور حدیث مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اس میں موصول کیا ہے اس کو عبد بن حمید نے اس سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَىْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ یعنی اگر پاؤ تم غنیمت کو قریش سے تو دو ان ان کو جن کی عورتیں جاتی رہیں مثل اس چیز کی کہ انہوں نے خرچ کی بطور عوض کے وسیاتی بسط هذا فی الباب الذی یلیه انشاء الله تعالیٰ اور اختلاف ہے بیچ نہ پھیر دینے عورتوں کے طرف کے والوں کی باوجود واقع ہونے صلح کے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان اس پر کہ جو ان میں سے مسلمانوں کی طرف آئے اس کو مسلمان پھیر دیں اور جو مسلمانوں میں سے ان کی طرف جائے وہ اس کو نہ پھیر دیں کہ کیا عورتوں کا حکم اس سے منسوخ ہوگیا تھا سو منع کیے گئے مسلمان ان کے پھیر دینے سے یا عورتیں اصل صلح میں داخل نہ ہوئی تھیں یا وہ عام ہے کہ مراد اس سے خصوص ہے اور بیان کیا ہے اس کو وقت اترنے آیت کے اور جو دوسرے قول کے ساتھ قائل ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی مرد تمہارے پاس آئے تو اس کو پھیر دینا کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ عورتیں صلح میں داخل نہیں ہیں اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حبان کے طریق سے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہماری جن عورتوں نے ہجرت کی وہ ہم کو پھیر دو اس واسطے کہ ہماری شرط ہے کہ جو ہم میں سے آپ کی طرف آئے اس کو پھیر دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرط مردوں میں تھی عورتوں میں نہ تھی اور یہ حدیث اگر ثابت ہو تو ہوگی کاٹنے والی واسطے جھگڑے کے لیکن تائید کرتا ہے اول اور تیسرے قول کو جو شروط میں پہلے گزر چکا ہے کہ ام کلثوم عقبہ کی بیٹی نے جب ہجرت کی تو اس کے گھر والوں نے آکر سوال کیا کہ اس کو پھیر دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ پھیر دیا جب کہ اتری یہ آیت کہ جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور مراد یہ قول اللہ کا ہے کہ تو ان کو کافروں کی طرف مت پھیر دو اور ایک روایت میں ہے کہ

سبیعہ اسلمیہ نے ہجرت کی اور اس کا خاوند اس کی طلب کے واسطے آیا سو آیت اتری تو اس کو اس کا مہر پھیر دیا گیا اور عورت نہ پھیر دی گئی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الْحَرْبِيِّ.

جب اسلام لائے شرک والی اور عیسائی عورت ذمی یا حربی کافر کے نکاح میں۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے اوپر ذکر عیسائی عورت کے اور وہ مثال ہے نہیں تو یہودی عورت کا بھی یہی حکم ہے سو اگر تعبیر کرتا ساتھ کتابیہ کے تو شامل تر ہوتا اور شاید اس نے رعایت کی ہے اثر کی جو منقول ہے بیچ اس کے اور نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے واسطے مشکل ہونے اس کے کی بلکہ وارد کیا ترجمہ کو جگہ سوال کی فقط اور البتہ جاری ہے عادت اس کی کہ دلیل حکم کی جب محتمل ہو تو نہیں جزم کرتا ساتھ حکم کے اور مراد ساتھ ترجمہ کے بیان حکم اسلام لانے عورت کا ہے اپنے خاوند سے پہلے کہ کیا واقع ہوتی ہے جدائی درمیان دونوں کے مجرد اسلام لانے عورت کے سے یا ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے خیار یا ٹھہرایا جائے عدت میں سو اگر اس کا خاوند اسلام لائے تو نکاح بدستور رہے نہیں تو دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو اور اس میں خلاف مشہور ہے جس کی شرح دراز ہے اور مائل بخاری رحمہ اللہ کی اس طرف ہے کہ جدائی واقع ہوتی ہے مجرد اسلام سے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اسلام لائے عیسائی عورت اپنے خاوند سے ایک گھڑی پہلے تو اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اور یہ عام ہے مدخول بھا اور غیر مدخول بھا میں لیکن یہ جو کہا کہ اس پر حرام ہو جاتی ہے تو نہیں ہے یہ صریح مراد میں اور واقع ہوا ہے ابن ابی شیبہ کی روایت میں کہ وہ اپنے نفس کی زیادہ تر مالک ہے اور روایت کی ہے طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہودیہ اور نصرانیہ میں کہ یہودی اور نصرانی کے نکاح میں ہو سو مسلمان ہو جائے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسلام دونوں کے درمیان جدائی کر ڈالتا ہے اسلام اونچا ہوتا ہے اور پست نہیں ہوتا۔

وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ أَهِيَ امْرَأَتُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَّصَدَاقٍ.

ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے عطاء عہد والوں کی عورت سے کہ اسلام لائے پھر عدت میں اس کا خاوند بھی مسلمان ہو جائے کہ کیا وہ اس کی عورت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں مگر یہ کہ چاہے عورت نکاح جدید اور مہر سے

فائدہ: اور یہ قول عطاء کا ظاہر ہے اس میں کہ ہوتی ہے جدائی یعنی نکاح ٹوٹ جاتا ہے ساتھ اسلام لانے ایک کے

دونوں میاں بیوی سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب اس کا خاوند عدت میں اسلام لائے تو عورت سے نکاح کرے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ نہ وہ عورتیں ان مردوں کے واسطے حلال ہیں اور نہ وہ مردان عورتوں کے واسطے حلال ہیں۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ اختیار کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قول کو جو پہلے گزرا اس واسطے کہ یہ کلام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہ استدلال کرتا ہے اس سے واسطے قوی کرنے قول عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے جو مذکور ہے باب میں اور وہ معارض ہے ظاہر میں واسطے روایت اس کی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے باب میں اور وہ قول اس کا ہے کہ اس کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کو حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد حیض آنے اور پاک ہونے سے اُس کے خاوند کے اسلام کی انتظار ہو جب تک کہ اس کی عدت میں ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ تاخیر کرنا پیغام نکاح کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس واسطے ہے کہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام نہیں کیا جاتا جب تک کہ عدت میں ہو پس بنا بر دوسرے احتمال کے نہیں باقی رہتا ہے دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض اور جو قول کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یہی قول ہے طاؤس اور ثوری اور فقہاء کوفہ کا اور موافق ہوا ہے ان کو ابوثور اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور اسی طرف مائل کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور شرط کی ہے اہل کوفہ نے اور جو ان کے موافق ہیں کہ عرض کیا جائے اس کے خاوند پر اسلام کو اس مدت میں اور وہ باز رہے اگر ہوں دونوں دار الاسلام میں اور ساتھ قول مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قائل ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق اور ابو عبید اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قصے ابوسفیان کے جب کہ اسلام لایا وہ دن فتح مکہ کے جس رات کو مسلمان مکے میں داخل ہوئے، کما تقدم فی المغازی اس واسطے کہ جب وہ مکے میں داخل ہوا تو اس کی عورت نے جس کا نام ہند تھا اس کی داڑھی پکڑی اور کہا کہ تو مسلمان کیوں ہو گیا ہے؟ ابوسفیان نے اس کو اسلام کی طرف بلایا وہ بھی اس کے بعد مسلمان ہو گئی اور نہ جدائی کی گئی درمیان ان دونوں کے اور نہیں ذکر کیا عقد جدید کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے واسطے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ ان کی عورتیں ان سے پہلے اسلام لائیں مانند حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ وغیرہ کی اور نہیں منقول ہے کہ ان کے نکاح جدید باندھے گئے اور یہ مشہور ہے نزدیک اہل مغازی کے نہیں اختلاف ہے درمیان ان کے بیچ اس کے مگر یہ محمول ہے نزدیک اکثر کے اس پر کہ اسلام مرد کا واقع ہوا پہلے گزرنے عدت عورت کے جو اس سے پہلے اسلام لائے اور موطا میں زہری سے روایت ہے کہ نہیں پہنچا ہم کو کہ کسی عورت نے ہجرت کی ہو اور اس کا خاوند دار الحرب میں مقیم ہو مگر کہ ہجرت نے ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی

سو یہ قول محتمل ہے واسطے دونوں قول کے اس واسطے کہ جدائی احتمال ہے کہ ہو قاطعہ اور احتمال ہے کہ ہو موقوف اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق وغیرہ نے عبداللہ بن یزید خطمی سے کہ ایک عیسائی کی عورت مسلمان ہوگئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اختیار دیا کہ اگر چاہے تو اس سے جدا ہو جائے اور چاہے تو اس کے پاس رہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِي مَجُوْسِيَّيْنِ أَسْلَمَا هُمَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَأَبَى الْآخَرُ بَانَتْ لَا سَبِيْلَ لَهُ عَلَيْهَا.

کہا حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ نے دو مجوسیوں کے حق میں کہ دونوں اسلام لائیں کہا کہ دونوں کا نکاح بدستور قائم ہے اور جب ایک اپنے ساتھی سے پہلے اسلام لائے اور دوسرا نہ مانے تو عورت اس سے جدا ہو جاتی ہے نہیں کوئی راہ واسطے اس کے اوپر اس کے۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے حسن رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ جب ایک دوسرے ساتھی سے پہلے اسلام لائے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ امْرَأَةٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ جَآءَتْ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا﴾ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ.

کہا ابن جریج نے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ مشرکوں کی ایک عورت مسلمانوں کے پاس آئی یعنی مسلمان ہوئی تو کیا اس کے خاوند کو اس کا معاوضہ دیا جائے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ دو ان کو جو انہوں نے خرچ کیا اس نے کہا کہ نہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حکم صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد والے کافروں کے درمیان تھا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهُ فِي صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یہ سب حکم صلح میں تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان تھی۔

فائدہ: وصل کیا ہے اس روایت کو ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَاسْئَلُوْا مَا اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوْا مَا اَنْفَقُوْا﴾ کہا اس نے جو مسلمانوں کی عورتوں میں سے کافروں کی طرف جائیں تو چاہیے کہ کافر مسلمانوں کو ان کا مہر دیں اور چاہیے کہ اپنے پاس رکھیں ان کو اور جو کافروں کی عورتوں میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرف آئے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ مسلمان ان کا مہر کافروں کو پھیر دیں یہ سب اس صلح میں تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان تھی اور زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ کافروں نے جب انکار کیا کہ پھیر دیں جو خرچ کیا مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر یعنی انکار کیا انہوں نے یہ کہ عمل کریں ساتھ حکم کے جو مذکور ہے آیت میں اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی عورت کافروں کی مسلمان ہو کے مسلمانوں کے پاس آئے تو نہ پھیر دیں اس کو

مسلمان طرف خاوند اس کے کی جو کافر ہے بلکہ دیں اس کے خاوند کو جو خرچ کیا اس نے اس پر مہر وغیرہ سے اور اسی طرح برعکس سو مسلمان لوگ تو یہ حکم بجا لائے اور ان کو دیا جو انہوں نے خرچ کیا تھا اور کافروں نے اس کے بجا لانے سے انکار کیا سو انہوں نے روکا جو عورت کہ ان کی طرف مرتد ہو کے آئے اور نہ دیا انہوں نے اس کے خاوند مسلمان کو جو اس نے اس پر خرچ کیا تھا سو اس واسطے یہ آیت اتری ﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ کہا اور عقب وہ چیز ہے جو ادا کریں مسلمان طرف اس شخص کی جس کی عورت کافرہ نے کافروں کی طرف ہجرت کی اور روایت کیا ہے اس اثر کو طبری نے زہری سے اور اس میں ہے سو اگر چلی جائے کوئی عورت مسلمانوں کی عورتوں سے طرف کافروں کی تو پھیر دیں مسلمان لوگ طرف خاوند اس کے کی اس چیز کو جو اس پر اس نے خرچ کی عقب میں سے جو ان کے ہاتھ میں ہے جس کا ان کو حکم ہوا کہ اس کو مشرکوں کی طرف پھیر دیں اس خرچ سے جو انہوں نے اپنی بیویوں پر کیا جنہوں نے مسلمان ہو کے ہجرت کی پھر جو کچھ اس میں سے باقی رہے وہ مشرکوں کو پھیر دیں اور واقع ہوا ہے اصل میں کہ پس حکم ہوا یہ کہ دیا جائے وہ مسلمان جس کی عورت کافروں کی طرف چلی گئی جو خرچ کیا اس نے کفار کی عورتوں کے مہر سے جنہوں نے مسلمان ہو کے دار الاسلام کی طرف ہجرت کی اور معنی اس کے یہ ہیں کہ عقب جو مذکور ہے اللہ کے قول میں **فعاقبتم** یعنی پاؤ تم مشرک عورتوں کے مہر سے بدلے اس چیز کے کہ فوت ہوئی مسلمان عورتوں کے مہر سے اور یہ تفسیر زہری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے پاؤ تم غنیمت کو تو اس سے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ایک جماعت نے تابعین میں سے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو طبری نے لیکن حمل کیا ہے اس نے اس کو اس صورت پر جب کہ نہ حاصل ہو جہت پہلی سے کوئی چیز اور یہ حمل خوب ہے اور قول اس کا خبر مذکور کے آخر میں کہ نہیں معلوم ہے کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی عورت مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوئی ہو اور نہیں رد کرتا اس نفی کو ظاہر اس چیز کا کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت اور قصہ اس واسطے کہ مضمون قصے کا یہ ہے کہ مسلمانوں کی بعض عورتیں اپنے کافر خاوند کی طرف چلی گئیں تو اس نے انکار کیا یہ کہ دے اس کے خاوند مسلمان کو جو خرچ کیا اس نے اوپر اس کے سو بر تقدیر اس کے کہ مسلمان ہو تو نفی مخصوص ہے ساتھ مہاجرات کے سو احتمال ہے کہ جس عورت سے یہ واقع ہوا وہ مہاجر عورتوں کے سوا اور عورتوں سے ہو مانند گنوار عورتوں کی مثلا اور حصر اپنے عموم پر ہو سو یہ آیت مشرک عورت کے حق میں اتری ہوگی جب کہ مثلا مسلمان کے نکاح میں ہو اور اس کو چھوڑ کر کفار کی طرف بھاگ جائے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو پہلے گزری طبری سے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے حسن سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ﴾ کہا اس نے کہ اتری یہ آیت بیچ حق ام الحکم بنت ابوسفیان کے کہ وہ مرتد ہوگئی تو نکاح کیا اس سے ایک ثقفی مرد نے اور قریش میں سے اس کے سوا اور کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی پھر مسلمان ہوئی ساتھ ثقیف کے جب وہ مسلمان ہوئے پس اگر ثابت ہو یہ تو مستثنیٰ ہوگی حصر سے جو مذکور ہے زہری

کی حدیث میں اس واسطے کہ ام الحکم بہن ہے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے۔

تنبیہ: استطراد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اصل ترجمہ سے طرف اس چیز کی جو متعلق ہے ساتھ شرح آیت امتحان کے سو ذکر کیا اس نے اثر عطاء رحمہ اللہ کا اس چیز میں جو متعلق ہے ساتھ معاوضہ کے کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ آیت کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ پھر ذکر کیا مجاہد رحمہ اللہ کے اثر کو جو قوی کرتا ہے عطاء کے دعویٰ کو کہ تھا یہ خاص ساتھ اس زمانے کے کہ اس میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان صلح واقع ہوئی اور بند ہوا یہ دن فتح مکہ کے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ جو واقع ہوا ہے اس وقت میں ثابت رکھنے مسلمان عورت کے مشرک کے نکاح میں واسطے انتظار اسلام اس کے کی جب تک کہ عدت میں ہو منسوخ ہے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتے ہیں اس پر یہ آثار خاص ہونے اس کے سے ساتھ انہیں لوگوں کے اور یہ کہ حکم بعد اس کے اس عورت کے حق میں جو مسلمان ہو یہ ہے کہ نہ ثابت رکھی جائے مشرک کے نکاح میں بالکل اگرچہ اسلام لائے مرد اور عورت عدت میں ہو اور البتہ وارد ہوئی ہیں اصل مسئلے میں دو حدیثیں جو آپس میں دونوں معارض ہیں ایک وہ ہے کہ روایت کیا ہے اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے داؤد بن حصین نے عکرمہ رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ پھیر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابو العاص پر اور زینب رضی اللہ عنہا اس سے چھ برس پہلے مسلمان ہوئی تھی ساتھ نکاح اول کے اور کوئی نئی چیز پیدا نہ کی اور روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور کہا ترمذی نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ سند اس کی کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور بعض روایتوں میں دو یا تین برس کا ذکر آیا ہے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد ساتھ چھ برس کے وہ مدت ہے جو زینب رضی اللہ عنہا کے اسلام اور ہجرت کے درمیان ہے اور مراد ساتھ دو یا تین برس کے وہ مدت ہے جو درمیان اترنے قول اللہ تعالیٰ ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ کے اور درمیان آنے ابو العاص کے ہے مسلمان ہو کے اس واسطے کہ ان دونوں کے درمیان دو برس اور کچھ مہینے ہیں دوسری حدیث یہ ہے جو روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حجاج بن ارطاۃ کی روایت سے اس نے روایت کی عمرو بن شعیب سے اس نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر دیا اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابو العاص بن ربیع پر ساتھ مہر جدید اور نکاح جدید کے کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ اس کی سند میں کلام ہے پھر روایت کی اس نے یزید بن ہارون سے کہ بیان کیا اس نے دونوں حدیثوں کو ابن اسحاق سے اور حجاج بن ارطاۃ سے پھر یزید نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث قوی ہے باعتبار سند کے اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہے یعنی عمل اہل عراق کا اور کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی وجہ نہیں پہچانی جاتی اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ پھیر دینا زینب رضی اللہ عنہا کا طرف خاوند اس کے کی بعد چھ برس کے یا تین برس کے مشکل ہے واسطے بعید جاننے اس بات کو کہ باقی رہے

عدت میں بیچ اس مدت کے اور نہیں گیا ہے کوئی طرف جواز تقریر مسلمان عورت کے مشرک کے نکاح میں جب کہ متاخر ہو اسلام مرد کا اسلام عورت کے سے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع کو بیچ اس کے اور اشارہ کیا ہے اس نے کہ بعض اہل ظاہر اس کے جواز کے ساتھ قائل ہیں اور روایت کیا ہے ان کو ساتھ اجماع مذکور کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ثابت ہونے خلاف کے قدیم زمانے سے اور یہی منقول ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ طرق قویہ کے اور ساتھ اس کے فتویٰ دیا ہے حماد رحمۃ اللہ علیہ نے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استاد ہے کہ نکاح جدید کی کچھ حاجت نہیں اور جواب دیا ہے خطابی نے اشکال سے کہ باقی رہنا عدت کا اس مدت میں ممکن ہے اگرچہ نہیں جاری ہے عادت ساتھ اس کے غالبا خاص کر جب کہ ہو مدت دو برس اور کچھ مہینے اس واسطے کہ حیض کبھی رک جاتا ہے حیض والیوں سے واسطے عارض ہونے بیماری کے اور یہی جواب دیا ہے بیہقی نے اور یہ اولیٰ ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے اور حکایت کی ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے علل مفرد میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح تر ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے اور علت اس کی تدلیس حجاج بن ارطاۃ کی ہے اور واسطے اس کے ایک اور علت ہے جو اس سے سخت تر ہے اور وہ یہ ہے جو ابو عبید نے کتاب النکاح میں یحییٰ بن قطان سے ذکر کیا ہے کہ حجاج نے عمرو بن شعیب سے نہیں سنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اٹھایا ہے اس نے اس کو عزرمی سے اور عزرمی نہایت ضعیف ہے اور اسی طرح کہا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بعد روایت کرنے اس کے کی اور کہا اور عزرمی کی حدیث کچھ چیز نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ دونوں پہلے نکاح پر برقرار رکھے گئے اور مائل کی ہے ابن عبدالبر نے طرف ترجیح اس چیز کی کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عمرو بن شعیب کی کہا اس نے اور تطبیق دونوں حدیثوں میں ممکن ہے اور معتمد ترجیح اسناد حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اوپر حدیث عمرو بن شعیب کے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری اور واسطے ممکن ہونے حمل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اوپر وجہ ممکن کے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی منسوخ ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر دیا اپنی بیٹی کو ابو العاص پر بعد پھرنے اس کے جنگ بدر سے جب کہ اس میں قید ہوا پھر چھوڑوائی دے کر چھوڑا گیا اور مسند کیا ہے اس کو طرف زہری کی اور اس میں نظر ہے اور اگر ثابت ہو تو وہ مؤول ہے اس واسطے کہ وہ قرار گیر تھی نزدیک اس کے مکے میں اور اسی نے اس کا بدلہ بھیجا تھا کما ھو مشھور فی المغازی سو یہ جو کہا کہ اس کو رد کیا یعنی اس کو برقرار رکھا اور تھا یہ پہلے تحریم کے اور ثابت اس سے یہ ہے کہ جب وہ چھوڑا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شرط کی کہ زینب رضی اللہ عنہا کو بھیج دے تو اس نے اس کو بھیجا دیا کما تقدم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھیر دیا اس کو طرف اس کی حقیقۃ بعد اسلام کے کی اور حکایت کی ہے طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہ اس نے اور طرح سے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی اور وہ یہ ہے کہ البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اطلاع ہوئی تھی اوپر حرام ہونے نکاح کفار کے بعد اس کے کہ جائز تھا پس اسی واسطے کہا کہ

پھیر دیا اس کو طرف اس کی ساتھ نکاح جدید کے اور نہیں اطلاع ہوئی اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پس اسی واسطے کہا کہ پھیر دیا اس کو ساتھ نکاح پہلے کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں گمان کیا جاتا ہے ساتھ اصحاب کے کہ جزم کریں ساتھ حکم کے بنا بر اس کے کہ بنا ساتھ کسی چیز کے کبھی ہوتا ہے امر برخلاف اس کے اور کسی طرح گمان کیا جائے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ مشتبہ ہوا اس پر اترنا آیت سورہ ممتحنہ والی کا اور منقول اس سے ساتھ بہت طریقوں کے تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم مذکور پر اطلاع تھی اور وہ حرام ہونا استقرار مسلمان عورت کا ہے کافر کے نکاح میں سو اگر فرض کیا جائے اس پر مشتبہ رہنا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو نہیں ہے بدستور رہنا اشتباہ کا اوپر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ حدیث بیان کریں ساتھ اس کے بعد زمانے دراز کے اور جس دن انہوں نے حدیث بیان کی قریب ہے کہ اس دن اپنے سب اہل عصر سے اعلم ہوں اور خوب مسلک ان دونوں حدیثوں میں ترجیح دینا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو جیسے کہ ترجیح دی ہے اس کو اماموں نے اور حمل کرنا اس کا اوپر دراز ہونے عدت کے اس مدت میں کہ نزول آیت تحریم اور اسلام ابوالعاص کے درمیان تھی اور نہیں ہے کوئی مانع اس عادت میں چہ جائیکہ مطلق جواز سے اور بعض نے کہا کہ وہ بیوی ہے اس کی جب تک کہ نکاح نہ کرے اور دلیل اس کی وہ چیز ہے جو باب کی حدیث میں واقع ہوئی ہے بیچ عموم قول اس کے کی فان هاجر زوجها قبل ان تنكح ردت اليه یعنی اگر ہجرت کرے خاوند اس کا پہلے اس سے کہ نکاح کرے تو اس کی طرف پھیری جاتی۔ (فتح)

٤٨٧٩ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ

۴۸۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسلمان عورتیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتیں تو اس آیت سے ان کا امتحان کرتے کہ اے ایمان والو! جب آئیں تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تو ان کو امتحان کرو یعنی ان کو جانچ لو آخر آیت تک یعنی غفور رحیم تک، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جو مسلمان عورتوں میں سے اس شرط یعنی شرط ایمان کے ساتھ اقرار کرتی تو البتہ اس نے محنت کے ساتھ اقرار کر لیا سو جب وہ اس کے ساتھ زبان سے اقرار کرتیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے چلے جاؤ سو البتہ میں نے تم سے بیعت کی قسم ہے اللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کلام کی ساتھ بیعت کے قسم اللہ کی نہیں عہد لیا

فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللّٰهِ مَا أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَآءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا.

حضرت ﷺ نے عورتوں سے مگر ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے آپ کو حکم کی جب ان سے قول قرار لیتے تو ان سے فرماتے میں نے تم سے بیعت کی ساتھ کلام کے جو کہتے۔

فائدہ: جب مسلمان عورتیں ہجرت کرتیں یعنی مکے سے طرف مدینے کے فتح مکہ سے پہلے اور یہ جو کہا کہ امتحان کرتے ان کو یعنی جانچتے ان کو اس چیز میں کہ ایمان کے ساتھ معلق ہے اس چیز میں کہ راجع ہے طرف ظاہر حال کے سوائے اطلاع کے اس چیز پر جو دلوں میں ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ﴾ اور اصل ہجرت کا نکلنا بدوی کا ہے بادیہ سے طرف گاؤں کی اور ٹھہرنا بیچ اس کے اور مراد اس جگہ نکلنا عورتوں کا ہے مکے سے طرف مدینے کی مسلمان ہو کے اور یہ جو کہا کہ جو اس شرط کے ساتھ اقرار کرتی تو وہ محنت کے ساتھ اقرار کرتی تو ہذا اشارہ ہے طرف شرط ایمان کی اور زیادہ تر واضح اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے طبری نے عوفے کے طریق سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ عورتوں کو جانچتے تھے یہ کہ گواہی دیں اس کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نیز روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ ان کا امتحان لیتے تھے ساتھ اس کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی خاوند کے بغض سے قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی واسطے منہ پھیرنے کے ایک زمین سے طرف دوسری زمین کی قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی واسطے طلب تلاش دنیا کے قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی مگر اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ہے کہ ان کی محنت یہ تھی کہ ان سے اللہ کی قسم لی جائے کہ نہیں نکالا تم کو خلاف اور ضد نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں نکالا تم کو مگر اسلام اور مسلمانوں کی محبت نے سو جب یہ کہیں تو قبول کیا جائے ان سے اور یہ سب عوفے کی روایت کے مخالف نہیں واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر زیادتی کے اور یہ جو کہا کہ اس نے محنت کے ساتھ اقرار کر لیا تو اس سے مراد یہ ہے کہ جس عورت نے شرط مذکور کے ساتھ اقرار کر لیا تو اب اس نے تکلیف اور ابتلاء بالشرع کو مان لیا اور اس کی بیعت اسلام کے واسطے بھی اقرار زبانی کافی ہو گیا اس کے بعد ہاتھ کے ساتھ بیعت کرنے کی ضرورت

نہیں رہی اور یہ جو کہا کہ چلی جاؤ البتہ میں نے تم سے بیعت کی تو بیان کیا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آخر حدیث میں ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے تم سے بیعت کی ساتھ کلام کے کہ اس کو کہتے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ بیعت کرتے ساتھ مارنے ہاتھ کے ہاتھ پر جیسے کہ مردوں سے بیعت کرتے اور البتہ واضح کیا اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قول اپنے کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا اور ایک روایت میں ہے کہ لیکن ان سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے اور اختلاف ہے بیچ بدستور رہنے حکم امتحان اس عورت کے جو ہجرت کرے مسلمان عورتوں میں سے سو بعض نے کہا کہ منسوخ ہے اور بلکہ بعض نے اس کے منسوخ ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَآؤُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾. ﴿فَإِنْ فَآؤُوْا﴾ رَجَعُوْا.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں واسطے ان لوگوں کے کہ قسم کھا بیٹھیں اپنی عورتوں سے کہ ان سے جماع نہ کریں انتظار کرنا چار مہینے ہے سمیع علیم تک اور لفظ فاؤا (جو اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی ہیں رجوع کریں یعنی قسم سے۔

فائدہ: ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فئ کے معنی ہیں رجوع کرنا ساتھ زبان کے اور مثل اس کی مروی ہے ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فئ کے معنی ہیں رجوع کرنا ساتھ دل کے اور زبان کے واسطے اس شخص کے کہ مانع ہو ساتھ اس کے جماع سے اور اس کے غیر میں ساتھ جماع کے اور نیز سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر قسم کھائے کہ نہ کلام کرے اپنی عورت سے ایک دن یا ایک مہینہ تو وہ ایلاء ہے مگر یہ کہ اس سے جماع کرتا ہو اور کلام نہ کرتا ہو تو نہیں ہے وہ ایلاء کرنے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فئ کے معنی ہیں جماع کرنا اور اسی طرح مسروق سے اور سعید بن جبیر سے اور شعبی سے اور سندیں ان سب کی قوی ہیں اور کہا طبری نے کہ اختلاف ان کا بیچ اس کے اختلاف ان کے سے ہے بیچ تعریف ایلاء کے سو جس نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ ترک جماع کے کہا نہیں رجوع کرتا مگر ساتھ فعل جماع کے اور جو کہتا کہ ایلاء قسم کھانی ہے اوپر نہ کلام کرنے کے عورت سے یا اس پر کہ اس سے غضبناک رہے یا اس کو رنج دے یا مانند اس کی نہیں شرط کیا اس نے رجوع میں جماع کو بلکہ رجوع اس کا ساتھ کرنے اس چیز کے ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کرے اور نقل کیا گیا ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں ہوتا ہے ایلاء مگر یہ کہ قسم کھائے مرد ساتھ اللہ کے اس چیز میں کہ ارادہ کرتا ہے کہ ضرر کرے ساتھ اس کے اپنی عورت کو الگ ہونے اس کے سے اور اگر نہ قصد کرے ضرر کرنے کا تو نہیں ہوتا ہے ایلاء اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ سے مروی ہے کہ نہیں ہے ایلاء مگر غصے میں سو جب قسم کھائے کہ نہ صحبت کرے اس سے ساتھ کسی سبب کی مانند خوف کی بچے پر جو اس کا دودھ پیتا ہے غیلہ سے تو نہیں ہے

ایلاء اور شعبی کے طریق سے روایت کی ہے یعنی طبری نے کہ جو قسم کہ عورت اور مرد کے درمیان مانع ہو تو وہ ایلاء ہے اور روایت کی ہے اس نے قاسم اور سالم کے طریق سے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے کہ اگر کلام کروں میں تجھ سے ایک برس تو تجھ کو طلاق ہے کہ اگر چار مہینے گزر جائیں اور وہ اس سے کلام نہ کرے تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر برس سے پہلے اس کے ساتھ کلام کرے تو بھی اس کو طلاق پڑ جاتی ہے اور روایت کی ہے اس نے یزید بن اصم سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ تیری عورت کا کیا حال ہے کہ میں نے اس کو بدخو دیکھا تھا اس نے کہا کہ البتہ میں باہر نکلا اور میں اس سے کلام نہیں کرتا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کلام کر اس سے پہلے اس سے کہ چار مہینے گزریں سو اگر چار مہینے گزر گئے تو وہ ایک طلاق ہے اور روایت کی اس نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ اس آیت میں یؤلون کے معنی ہیں قسم کھا بیٹھیں کہا فراء نے تقدیر یہ ہے عَلٰی نسائھم یعنی من ساتھ معنی علی کے ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ بلکہ اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے قسم کھا بیٹھیں اوپر باز رہنے کے عورتوں سے اور ایلاء مشتق ہے البتہ ساتھ تشدید کے اور اس کے معنی ہیں قسم ۔ (فتح)

٤٨٨٠ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ آلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهِ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.

۴۸۸۰ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایلاء کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے اور آپ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو اپنے بالا خانے میں انتیس دن ٹھہرے پھر اترے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایک مہینہ قسم کھائی تھی فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے ۔

فائدہ: داخل کرنا اس حدیث کا اس باب میں اوپر طریقے اس شخص کے ہے جو نہیں شرط کرتا ایلاء میں ذکر جماع کا اسی واسطے کہا ابن عربی نے نہیں ہے اس باب میں یعنی مرفوع سے سوائے آیت اور اس حدیث کے اور انکار کیا ہے ہمارے شیخ نے تدریب میں داخل کرنے اس حدیث کے سے اس باب میں سو کہا کہ جس ایلاء کا باب باندھا گیا ہے وہ حرام ہے گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے جو اس کے حال کو جانے سو نہیں جائز ہے نسبت کرنی اس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ مبنی ہے اوپر شرط ہونے ترک جماع کے بیچ اس کے اور میں نے اوائل نماز میں مطلق کہا ہے کہ مراد ساتھ قول انس رضی اللہ عنہ کے آلے قسم کھانی ہے اور نہیں مراد ہے ایلاء عرفی جو فقہ کی کتابوں میں ہے اتفاقاً پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ اس میں اختلاف ہے قدیم سے پس چاہیے کہ قید کیا جائے اس کو ساتھ اس کے کہ وہ اکثر فقہاء کی رائے پر ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کسی سے فقہاء امصار سے اگرچہ منعقد ہوتا ہے حکم ایلاء کا بغیر ذکر ترک جماع کے مگر حماد بن ابی سلیمان ابو

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سے اگر چہ وارد ہوا ہے یہ بعض اس شخص سے جو اس سے پہلے گزرا اور اس کے حرام ہونے میں بھی اختلاف ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن بطال اور ایک جماعت نے کہ باز رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں اپنی بیویوں کی صحبت سے اور نہیں واقع ہوا میں اوپر نقل صریح کے بیچ اس کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک مہینہ ان پر داخل نہ ہوئے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ داخل ہوئی ہو آپ کے پاس کوئی بیوی آپ کے اس مکان میں جس میں آپ الگ ہوئے تھے مگر یہ کہ ہو مکان مذکور مسجد سے سو تمام ہوگا استلزام عدم دخول عورتوں کا نزدیک آپ کے باوجود بدستور رہنے اقامت کے مسجد میں واسطے حرام ہونے جماع کے مسجد میں اور ایک روایت میں ہے کہ ایلاء کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے اور حرام کیا پس ٹھہرایا حلال کو حرام اور تمسک کیا ساتھ قول اس کے کی کہ حرام کیا اس شخص نے جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جماع سے باز رہے لیکن پہلے گزر چکا ہے یہاں واضح کہ مراد ساتھ تحریم کے تحریم شرب شہد کے ہے یا حرام کرنا ماریہ قبطیہ کا اور قوی تر چیز کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے لفظ اعتزل کا ہے یعنی الگ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے۔ (فتح)

٤٨٨١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ فِي الْإِيْلَاءِ الَّذِيْ سَمَّى اللَّهُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُّمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يَعْزِمَ بِالطَّلَاقِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ لِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۸۱۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ایلاء میں کہ نام لیا ہے اس کا اللہ نے کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی کے بعد مدت معین کے (یعنی جس پر قسم کھاتا ہے کہ اس میں اپنی بیویوں سے الگ رہے گا) مگر یہ کہ نگاہ رکھے موافق دستور کے یا قصد کرے طلاق کا جب اللہ نے اس کو حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نیز ایلاء کے احکام میں سے جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ قسم کھائے چار مہینے یا زیادہ تر اور اگر اس سے کم تر مدت پر قسم کھائے تو وہ ایلاء نہیں اور کہا اسحاق نے کہ اگر قسم کھائے کہ ایک دن یا زیادہ اس سے وطی نہ کرے گا پھر اس سے وطی نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو ہوتا ہے ایلاء اور آیا ہے

بعض تابعین سے مثل اس کی اور انکار کیا ہے اس سے اکثر نے اور کاری گری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بیچ داخل کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے ایلاء کے باب میں تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس میں اسحاق کے موافق ہے اور حمل کیا ہے ان لوگوں نے اللہ کے قول ﴿تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ﴾ کو اوپر اس مدت کے جو مقرر کی جاتی ہے واسطے ایلاء کرنے والے کے سو اگر اس کے بعد رجوع کرے تو فبہا نہیں تو لازم کیا جائے ساتھ طلاق کے اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے عطاء سے کہ جب کوئی قسم کھائے کہ اپنی عورت کے قریب نہ جائے مدت کا نام لے یا نہ لے سو اگر چار مہینے گزر جائیں تو لازم کیا جائے حکم ایلاء کا اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے حسن بصری سے کہ جب اپنی عورت سے کہے قسم ہے اللہ کی میں آج رات اس کے قریب نہ جاؤں گا پھر اس کو اپنی قسم کے سبب سے چار مہینے چھوڑے تو وہ ایلاء ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جاہلیت کے وقت کا ایلاء ایک برس اور دو برس تھا سو اللہ نے ان کے واسطے چار مہینے مقرر کیے سو جس کا ایلاء چار مہینے سے کم ہو وہ ایلاء نہیں اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مدت کے بعد یا اس کو نگاہ رکھے یا طلاق کا قصد کرے تو یہی ہے قول جمہور کا کہ جب مدت گزر جائے تو قسم کا کھانے والے کو اختیار دیا جائے یا رجوع کرے یا طلاق دے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر رجوع کرے ساتھ جماع کے پہلے گزرنے مدت کے تو بدستور رہتا ہے نکاح اس کا اور اگر مدت گزر جائے تو واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ نفس گزرنے مدت کے واسطے قیاس کرنے کے عدت پر اس واسطے کہ نہیں ہے انتظار کرنا عورت پر بعد گزارنے عدت کے اور تعاقب کیا گیا ان کا ساتھ اس کے کہ ظاہر قرآن کا تفصیل ہے ایلاء میں بعد گزرنے مدت کے برخلاف عدت کے اس واسطے کہ وہ مشروع ہے اصل میں واسطے طلاق والی کے اور جس کا خاوند مر گیا ہو بعد ٹوٹ جانے نکاح اس کے کی سو نہ باقی رہے بعد گزرنے عدت کے کوئی تفصیل اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ساتھ دوسری سند کے جس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر چار مہینے گزر جائیں اور رجعت نہ کرے تو اس پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے اور ساتھ سند حسن کے علی رضی اللہ عنہ سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی اور ایک جماعت تابعین سے کوفیوں وغیرھم سے مثل ابن حنیفہ اور قبیصہ اور عطاء اور حسن اور ابن سیرین سے مثل اس کی اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن اور ربیعہ اور مکحول اور زہری اور اوزاعی سے روایت ہے کہ طلاق پڑ جاتی ہے لیکن طلاق رجعی اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے جابر بن زید سے کہ جب ایلاء کرے پس چار مہینے گزر جائیں تو اس پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے لیکن اس پر عدت نہیں نہ اسی طرح اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے مسروق سے جب چار مہینے گزر جائیں تو وہ جدا ہوتی ہے ایک طلاق سے اور تین حیض عدت گزارے اور روایت کی ہے اسماعیل نے ساتھ دوسری وجہ کے مسروق سے اور اس نے روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ ابو قلابہ سے

روایت کی ہے کہ نعمان بن شبیر نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تو فرمایا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب چار مہینے گزر جائیں گے تو البتہ اس کی عورت اس سے جدا ہو جائے گی ساتھ ایک طلاق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو ٹھہرایا جائے ایلاء کرنے والا یہاں تک کہ طلاق دے اور نہیں واقع ہوتی اس پر طلاق یہاں تک کہ طلاق دے اور ذکر کیا جاتا ہے یہ ٹھہرانا عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے۔

فائدہ: روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ثابت بن عبید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے انہوں نے کہا کہ ایلاء نہیں ہوتا ہے طلاق یہاں تک کہ ٹھہرایا جائے اور روایت کی ہے ابو صالح نے کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے اس مرد کے حکم سے کہ ایلاء کرے تو انہوں نے کہا کہ نہیں اس پر کچھ چیز یہاں تک کہ چار مہینے گزر جائیں پھر ٹھہرایا جائے اگر رجوع کرے تو فبہا اور نہیں تو طلاق دے اور روایت کی ہے اسماعیلی نے سلیمان بن یسار سے کہا کہ ہم نے لوگوں کو پایا ٹھہراتے تھے ایلاء کرنے والے کو جب چار مہینے گزر جائیں اور یہی ہے قول شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور تمام اہل حدیث کا مگر واسطے مالکیوں اور شافعیوں کے بعد اس کے فروعات ہیں جن کی شرح دراز ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ طلاق اس میں رجعی ہوتی ہے لیکن کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہوتی ہے رجعت اس کی مگر یہ کہ جماع کرے عدت میں اور کہا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ ظاہر کتاب اللہ کا یہ ہے کہ اس کے واسطے چار مہینے ہیں اور جس کی چار مہینے مہلت ہو تو نہیں ہے کوئی راہ اس کی طرف بیچ اس کے یہاں تک کہ اس کی مہلت گزر جائے اور جب اس کی مدت گزر جائے تو جب ہے اس پر ایک امر دو میں سے یا رجعت کرے یا طلاق دے اس واسطے ہم کہتے ہیں کہ نہیں لازم ہے اس پر طلاق ساتھ مجرد گزرنے مدت کے یہاں تک کہ پیدا کرے رجوع کو یا طلاق کو پھر ترجیح دی ہے اس نے ٹھہرانے کے قول کو ساتھ اس کے کہ اکثر اصحاب کا یہی قول ہے اور ترجیح کبھی واقع ہوتی ہے ساتھ اکثر کے باوجود موافق ہونے ظاہر قرآن کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے بعض اماموں سے کہا کہ نہیں پایا گیا کسی دلیل میں کہ عزیمت طلاق پر ہوتی ہے طلاق اور اگر جائز ہوتا تو البتہ ہوتا عزم رجوع پر رجوع اور نہیں ہے کوئی قائل ساتھ اس کے اور اسی طرح نہیں ہے کسی لغت کی کتاب میں کہ جس قسم کے ساتھ طلاق کی نیت نہ ہو تو تقاضا کرتی ہے وہ طلاق کو اور اس کے غیر نے کہا کہ عطف اربعة اشهر پر ساتھ فا کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ تخییر بعد گزرنے مدت کے ہے اور جو متبادر ہے لفظ تربص سے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے وہ مدت ہے جو بیان کی گئی تا کہ واقع ہو تخییر بعد اس کے اور اس کے سوا اور نے کہا کہ ٹھہرایا ہے اللہ نے فئے اور طلاق کو معلق ساتھ فعل ایلاء کرنے والے کے بعد مدت کے اور وہ اللہ کے اس قول سے ہے فَاِنْ فَآءُوْ، وَاِنْ عَزَمُوا پس نہیں ہے باوجہ قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ مجرد گزرنے مدت کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

فائدہ: ایلاء یہ ہے کہ مرد قسم کھائے کہ اپنی عورت سے صحبت نہیں کرے گا چار مہینے یا زیادہ اس سے سو اگر صحبت نہ کی اور گزر گئے چار مہینے تو نہیں پڑتی ہے طلاق مجرد گزرنے چار مہینے کے نزدیک اکثر اصحاب کے بلکہ مدت گزر جانے کے بعد ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے یعنی حبس کرے اس کو حاکم اور کہے یا تو رجوع کر یا طلاق دے۔

بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُوْدِ فِيْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.

باب ہے بیچ بیان حکم اس شخص کے جو غائب ہے اس کے اہل اور مال میں۔

فائدہ: اسی طرح مطلق کہا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور نہیں بیان کیا حکم کو اور دخول حکم اہل کا متعلق ہے ساتھ ابواب طلاق کے برخلاف مال کے کہ اس کو اس جگہ کچھ تعلق نہیں ہے لیکن ذکر کیا ہے واسطے موافقت باب کے۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهٗ سَنَةً.

یعنی کہا ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب غائب ہو صف میں وقت لڑائی کے تو اس کی عورت ایک سال انتظار کرے یعنی اور اس کے بعد اس کو دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز ہے اور جب غائب ہو غیر صف میں تو چار برس انتظار کرے۔

فائدہ: اور یہی ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا لیکن اس نے فرق کیا ہے درمیان اس کے کہ واقع ہو لڑائی دار الحراب میں یا دار الاسلام میں۔ (فتح)

وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً وَّالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفُقِدَ فَأَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَإِنْ أَتٰى فُلَانٌ فَلِيْ وَعَلَيَّ وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ.

اور خریدا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لونڈی کو اور اس کا مالک غائب ہوا سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک سال تلاش کیا سو نہ پایا اور گم ہوا سو ایک ایک اور دو دو درہم محتاجوں کو دینا شروع کیا اور کہا کہ الٰہی! یہ فلانے کی طرف سے ہے یعنی اس کا ثواب اس کو پہنچے سو اگر آیا تو واسطے میرے ہے ثواب اور مجھ پر ہے ڈانڈ یعنی بدلہ اور کہا کہ اسی طرح کیا کرو ساتھ گری پڑی چیز کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ نکالا ہے اس نے اپنے فعل کو لفظ کے حکم سے اس واسطے کہ حکم ہے کہ ایک سال اس کو مشہور کرے اور اس کے بعد اس میں تصرف کرے سو اگر اس کا مالک آئے تو واسطے اس کے ہے بدلہ اس کا سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کو صدقہ کریں سو اگر اس کے مالک نے اس کو جائز رکھا جب کہ آیا تو حاصل ہو گا ثواب واسطے اس کے اور اگر اس نے اس کو جائز نہ رکھا تو ہو گا ثواب واسطے صدقہ کرنے والے کے اور اس پر ہے

بدلہ واسطے مالک اس کے کی اور طرف اس کی اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ واسطے میرے ہے اور مجھ پر ہے یعنی ثواب اور مجھ پر ہے بدلہ۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ. اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مثل اس کی۔

فائدہ: سعید بن منصور نے رفیع سے روایت کی ہے کہ اس نے مکے میں ایک مرد سے کپڑا خریدا سو وہ اس سے گم ہوا ہجوم میں اس نے کہا سو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو انہوں نے کہا جب آئندہ سال آئے تو اس کو تلاش کر اس مکان میں جس میں تو نے اس سے کپڑا خریدا تھا سو اگر تو اس پر قادر ہو تو فبہا نہیں تو اس کو صدقہ کر پھر اگر اس کے بعد آئے تو اس کو اختیار دے درمیان صدقے اور لینے درہموں کے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَسِيْرِ يُعْلَمُ مَكَانُهُ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُوْدِ. اور کہا زہری نے قیدی کے حق میں جس کا مکان معلوم ہو کہ نہ نکاح کی جائے عورت اس کی اور نہ تقسیم کیا جائے مال اس کا اور جب اس کی خبر بند ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا تو اس کا حکم مفقود کا حکم ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اوزاعی کے طریق سے کہا کہ میں نے زہری سے پوچھا حکم قیدی کا دشمن کی زمین میں کہ کب نکاح کرے عورت اس کی سو اس نے کہا کہ نہ نکاح کرے جب تک جانے کہ وہ زندہ ہے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ ٹھہرایا جائے مال قیدی کا اور اس کی عورت یہاں تک کہ دونوں مسلمان ہوں یا مر جائیں اور بہر حال یہ جو کہا کہ اس کا حکم مفقود کا حکم ہے تو مذہب زہری کا مفقود کی عورت کے حق میں یہ ہے کہ وہ چار برس انتظار کرے اور البتہ روایت کیا ہے عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ صحیح سندوں کے عمر رضی اللہ عنہ سے ان میں سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے زہری کے طریق سے اس نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ حکم کیا اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں نے کہا کہ انتظار کرے عورت مفقود کی چار برس اور نیز ثابت ہوا ہے یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے اور ایک جماعت تابعین سے مانند نخعی اور عطاء اور زہری اور مکحول اور شعبی کے اور اتفاق کیا ہے ان میں سے اکثر نے کہ مدت ٹھہرانی اس دن سے ہے کہ اٹھایا جائے قضیہ اس کا طرف حاکم کی اور اس پر کہ عدت وفات کی بعد گزر جانے چار برس کے اور نیز اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ اگر نکاح کرے پھر پہلا خاوند آ جائے تو اختیار دیا جائے درمیان بیوی اپنی کے اور مہر کے کہ چاہے بیوی کو لے چاہے مہر کو اور ان میں سے اکثر نے کہا کہ جب پہلا خاوند مہر کو اختیار کرے تو دوسرا خاوند اس کو مہر دے اور نہیں فرق کیا ہے اکثر نے ان میں سے درمیان احوال فقد کے مگر جو پہلے گزر چکا ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے

اور فرق کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے درمیان اس شخص کے جو لڑائی میں غائب ہو پس مقرر کی جائے واسطے اس کے مدت مذکور اور درمیان اس شخص کے جو گم ہو غیر حرب میں یعنی لڑائی کے سوا کہیں اور طرف گم ہو جائے تو اس کے واسطے مدت نہ ٹھہرائی جائے بلکہ انتظار کرے اتنی عمر کہ گمان غالب ہو کہ وہ اس سے زیادہ نہیں زندہ رہے گا اور کہا احمد رحمہ اللہ اور اسحاق نے کہ جو غائب ہو اپنے گھر والوں سے سو نہ معلوم ہو خبر اس کی کہ زندہ ہے یا مردہ تو اس کے واسطے کوئی مدت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مدت تو اس شخص کے واسطے ہے جو گم ہو لڑائی میں یا دریا میں یا مانند اس کی میں اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب عورت کا خاوند غائب ہو تو نہ نکاح کرے یہاں تک کہ آئے یا مر جائے روایت کیا ہے اس کو ابو عبید نے کتاب النکاح میں اور کہا عبدالرزاق نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی علی رضی اللہ عنہ کے موافق ہے مفقود کی عورت میں کہ وہ تمام عمر انتظار کرے اور نیز ابو عبید نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر وہ عورت کسی سے نکاح کرے تو وہ پہلے کی عورت ہے اور دوسرا خاوند اس کے ساتھ صحبت کرے یا نہ کرے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے شعبی سے کہ جب نکاح کرے پھر اس کو خبر پہنچے کہ پہلا خاوند زندہ ہے تو اس عورت اور دوسرے خاوند کے درمیان تفریق کرائی جائے اور اس سے عدت کاٹے اور اگر پہلا مر جائے تو اس سے بھی عدت بیٹھے اور اس کی وارث ہوتی ہے اور نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ نکاح کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو امر اس کا کہ زندہ ہے یا مردہ اور یہ قول فقہاء کوفہ اور شافعی رحمہ اللہ اور بعض اہل حدیث کا ہے اور اختیار کیا ہے ابن منذر نے تاجیل یعنی مدت معین کرنے کو واسطے اتفاق پانچ اصحاب کے اوپر اس کے۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت آئی ہے تو اس کی سند ضعیف ہے۔

٤٨٨٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ

۴۸۸۲۔ حضرت یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے بیگانی بھولی بھٹکی بکری کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پکڑ لے اس کو سو وہ تو تیرے واسطے ہے یا کسی اور تیرے بھائی کے واسطے ہے یا بھیڑیئے کے واسطے ہے اور کسی نے حضرت ﷺ سے بیگانے بھولے بھٹکے اونٹ کا حکم پوچھا سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور آپ ﷺ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے سو فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور کیا ہے اس کے واسطے یعنی بیگانے اونٹ گم ہونے سے تجھ کو کیا کام ہے چھوڑ اس کو اس واسطے کہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک موجود ہے پانی پیتا ہے اور درخت کو

مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سُفْيَانُ وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هٰذَا فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ حَدِيثَ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ فِي أَمْرِ الضَّالَّةِ هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَحْيٰى وَيَقُولُ رَبِيعَةُ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ فَقُلْتُ لَهُ.

کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے اور کسی نے حضرت ﷺ سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا فرمایا کہ اس کے باندھنے کے دھاگے اور تھیلی کو پہچان رکھ اور اس کو ایک برس شہرت دے سو اگر کوئی اس کا پہچاننے والا آئے تو فبہا نہیں تو اپنے مال میں ملا، کہا سفیان نے کہ میں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے ملا کہا سفیان نے اور نہیں یاد رکھتا میں اس سے کوئی چیز سوائے اس کے کہ میں نے کہا خبر دے مجھ کو حدیث یزید کی سے جو تابعی ہے بیچ حق بیگانی گم ہوئی چیز کے کیا وہ زید بن خالد سے جو صحابی ہے یعنی کیا حدیث موصول ہے؟ اس نے کہا، ہاں! کہا یحییٰ نے اور ربیعہ کہتا ہے یعنی روایت کرتا ہے یزید سے وہ زید بن خالد سے کہا سفیان نے سو میں ربیعہ سے ملا اور میں نے اس سے کہا یعنی کلام مذکور اور وہ یہ ہے کہ خبر دے مجھ کو حدیث یزید کی سے، الخ۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی ہے ساتھ اس کے یزید مولیٰ منبعث کی سے مرسل پھر ذکر کیا واسطے سفیان کے کہ ربیعہ حدیث بیان کرتا ہے ساتھ اس کے یزید سے وہ روایت کرتا ہے زید بن خالد سے سو موصول کرتا ہے اس کو پس باعث ہوا یہ سفیان کو اس پر کہ وہ ربیعہ کو ملا اور اس کو اس سے پوچھا تو اقرار کیا اس نے واسطے اس کے ساتھ اس کے کہ میں اس کو موصول کرتا ہوں اور حدیث کی پوری شرح لقطہ میں گزر چکی ہے اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ تصرف غیر کے مال میں جب غائب ہو جائز ہے جب تک کہ نہ ہو مال اس قسم سے کہ اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر تفصیل درمیان اونٹ اور بکری کے اور کہا ابن منیر نے کہ جب معارض ہوئے آثار اس مسئلے میں تو واجب ہوا رجوع کرنا طرف حدیث مرفوع کے اور حدیث میں ہے کہ بیگانی گم ہوئی بکری جائز ہے تصرف بیچ اس کے پہلے تحقیق ہونے موت اس کے مالک کی سو ہو گا الحاق کرنا کل مفقود کا ساتھ اس کے باوجہ اور اس میں ہے کہ بیگانے گم ہوئے اونٹ کو نہیں پکڑنا چاہیے واسطے مستقل ہونے اس کے کی ساتھ کام اپنے کے تو اس نے تقاضا کیا کہ اسی طرح گم ہوئے مرد کی بیوی کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ تحقیق ہو خبر موت خاوند اس کے کی پس ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز کے ضائع ہونے کا خوف ہو جائز ہے تصرف کرنا بیچ اس کے واسطے نگاہ رکھنے اس کے کی ضائع ہونے سے اور جو

اس طرح نہ ہو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں اور اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ حکم بیگانی گم ہوئی بکری کا حکم مال کا ہے بیچ واجب ہونے اس بات کے کہ اس کے مالک کو اس کا عوض دیا جائے جب کہ حاضر ہو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الظِّهَارِ. باب ہے ظہار کے بیان میں۔

فائدہ: ظہار ساتھ کسرہ معجمہ کے وہ کہنا مرد کا ہے اپنی عورت سے انت علی کظھر امی یعنی تو مجھ پر ہے جیسے پیٹھ میری ماں کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی پیٹھ ساتھ اس کے سوائے باقی اعضاء کے اس واسطے کہ وہ جگہ سوار ہونے کی ہے غالبًا اسی واسطے نام رکھا گیا ہے سواری کا ظہر سو تشبیہ دی گئی بیوی ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ سواری ہے مرد کی کہ مرد اس پر سوار ہوتا ہے اور اگر پیٹھ کے سوا کسی اور عضو کی طرف منسوب کرے جیسے پیٹ مثلا تو ہوتا ہے ظہار اظہر قول پر نزدیک شافعیہ کے اور اختلاف ہے اس صورت میں جب کہ نہ معین کرے ماں کو جیسے کہے کہ تو مجھ پر جیسے پیٹھ میری بہن کی مثلا تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قدیم قول میں ہے کہ وہ ظہار نہیں ہوتا بلکہ خاص ہے ساتھ ماں کے جیسے کہ وارد ہوا ہے قرآن میں اور اسی طرح ہے خولہ کی حدیث میں جس سے اس نے ظہار کیا تھا اور کہا جدید قول میں کہ ہوتا ہے ظہار اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے اس عورت کے حق میں جو ہمیشہ کے واسطے حرام نہیں یعنی اگر ایسی عورت کے عضو کے ساتھ تشبیہ دے ہمیشہ کے واسطے حرام نہیں تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے ظہار اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ظہار ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں مانند دونوں مذہب کے سو اگر کہے کہ تو مجھ پر جیسے پیٹھ میرے باپ کی تو نہیں ہے ظہار نزدیک جمہور کے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ظہار ہے اور جاری کیا ہے اس نے اس کو ہر اس شخص میں جس کی وطی اس پر حرام ہے یہاں تک کہ چوپائے میں بھی اور واقع ہوتا ہے ظہار ساتھ ہر لفظ کے کہ دلالت کرے اوپر حرام کرنے بیوی کے لیکن بشرط مقرون ہونے اس کے کی ساتھ نیت کے اور واجب ہے کفارہ اس کے قائل پر جیسے کہ اللہ نے فرمایا لیکن بشرط رجعت کرنے کے طرف زوجہ کی نزدیک جمہور کے اور ثوری کے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ واجب ہے کفارہ ساتھ مجرد ظہار کے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا﴾ إِلٰی قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا﴾.

یعنی اور بیچ بیان اس آیت کے البتہ سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند کے حق میں اللہ کے اس قول تک پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا﴾ اس پر کہ ظہار حرام ہے اور البتہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں آثار کو اقتصار کیا ہے آیت پر اور ان پر اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر آیت کے طرف حدیث مرفوع کی جو وارد ہے اس کے سبب میں اور البتہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

اس کے بعض طریقوں کو ساتھ تعلیق کے کتاب التوحید میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے وسیاتی ذکرہ اور اس میں نام ہے اس شخص کا جس نے ظہار کیا اور نام اس عورت کا جس نے جھگڑا کیا اور وہی ہے جس سے ظہار کیا اور یہ کہ راجح یہ ہے کہ وہ خولہ ثعلبہ کی بیٹی ہے اور وہ پہلا ظہار ہے جو اسلام میں ہوا جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تھا ظہار جاہلیت میں حرام کرنا عورتوں کو سو پہلے پہل اسلام میں جس نے ظہار کیا اوس بن صامت ہے اور اس کی عورت خولہ تھی اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سنا میں نے اہل علم بالقرآن سے کہتے تھے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ تین چیز سے طلاق دیتے تھے ظہار سے اور ایلاء سے اور طلاق سے سو اللہ نے طلاق کو طلاق برقرار رکھا اور حکم کیا ظہار اور ایلاء میں ساتھ اس چیز کے جو قرآن میں بیان کیا اور ابوداؤد میں خولہ سے ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ میرے خاوند اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ کی طرف شکایت کرتی اور ابوداؤد اور ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے ظہار کیا سو اس نے اس سے جماع کیا کفارہ دینے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے الگ رہ یہاں تک کہ تو اپنی طرف سے کفارہ دے اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ تو کرے جو اللہ نے تجھ کو حکم کیا اور ان حدیثوں کی سندیں حسن ہیں اور حکم کفارے ظہار کا منصوص ہے ساتھ قرآن کے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے احکام میں کئی جگہوں میں کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف بعض احکام کی آثار میں جن کو باب میں وارد کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ آیت ظہار اور آیت لعان کے اور اوپر قول کے ساتھ عموم کے اگرچہ وارد ہو سبب خاص میں اور اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر دخول سبب کے اور یہ کہ شامل ہے حکم ظہار کا اوس بن صامت کو اور مشکل کیا ہے اس کو سبکی نے اس بہت سے کہ سبب مقدم ہے اور نزول متاخر ہے سو کس طرح پھرے گا اس چیز پر جو پہلے گزری باوجود اس کے کہ نہیں شامل ہے آیت مگر اس شخص کو جس سے ظہار پایا جائے بعد اترنے اس کے اس واسطے کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے فتحریر رقبة دلالت کرتی ہے اس پر کہ مبتدا شامل ہے معنی شرط کو اور غیر شامل ہے بمعنی جزا کو اور معنی شرط کے مستقبل ہیں اور جواب دیا ہے اس نے کہ داخل ہونا فا کا خبر میں استدعا کرتا ہے عموم کو ہر ظہار کرنے والے میں اور یہ شامل ہے حاضر اور مستقبل کو کذا قال اور ممکن ہے کہ حجت پکڑی جائے الحاق پر ساتھ اجماع کے۔ (فتح)

وَقَالَ لِی إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِی مَالِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَّصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ.

اور کہا مجھ سے اسماعیل نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کسی نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ آزاد مرد کے ظہار کی مانند ہے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غلام کے روزے دو مہینے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غلام کا ظہار آزاد مرد کے ظہار کے مانند ہے تو احتمال ہے کہ تشبیہ سب احکام میں ہو یعنی سب

احکام میں آزاد کی مانند ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ تشبیہ کے مطلق صحیح ہونا ظہار کا ہو جیسے کہ صحیح ہے آزاد مرد سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے سب احکام میں اس کی مانند ہو لیکن نقل کیا ہے ابن بطال نے اجماع کو اس پر کہ غلام جب ظہار کرے تو اس پر لازم ہو جاتا ہے اور یہ کہ کفارہ اس کا ساتھ روزے کے دو مہینے ہیں مانند آزاد مرد کی ہاں اختلاف کیا ہے کھانا کھلانے اور آزاد کرنے میں سو کہا کوفیوں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں کفایت کرتا اس کو مگر روزہ فقط اور کہا ابن قاسم نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر کھانا کھلائے اپنے مالک کی اجازت سے تو اس کو کفایت کرتا ہے اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا مردود ہے سو نقل کیا ہے شیخ موفق نے مغنی میں بعض سے کہ نہیں صحیح ہے ظہار غلام کا اس واسطے کہ اللہ نے فرمایا ﴿فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ﴾ اور غلام نہیں مالک ہے گردن کا اور پیچھا کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ آزاد کرنا غلام کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس پر ہے جو اس کو پائے سو ہوگا مانند معسر کی سو فرض اس کا روزہ ہے اور لیکن جو ذکر کیا ہے اس نے مقدار روزے کے سے سو البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابراہیم سے کہ اگر ایک مہینہ روزہ رکھے تو کفایت کرتا ہے اور اسی طرح روایت ہے عطاء سے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ سَوَآءٌ.

یعنی کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ظہار آزاد مرد اور غلام کا آزاد عورت اور لونڈی سے برابر ہے۔

فائدہ: ابن اعرابی نے ہمام سے روایت کی ہے کہ پوچھے گئے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس مرد سے جو اپنی لونڈی سے ظہار کرے سو اس نے کہا کہ کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مثل ظہار آزاد عورت کی ہے اور یہ قول فقہاء سبعہ کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ او رثوری رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس طور کے کہ وہ فرج حلال ہے سو حرام ہوتا ہے ساتھ حرام کرنے کے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے حسن سے کہ اگر اس سے وطی کی ہو تو وہ ظہار ہے اور اگر وطی نہ کی ہو تو ظہار نہیں اور یہ قول اوزاعی کا ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِنْ ظَاهَرَ مِنْ أَمَتِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَآءِ.

کہا عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر ظہار کرے اپنی لونڈی سے تو کچھ نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظہار تو عورتوں سے ہوتا ہے۔

فائدہ: اور یہی ہے قول جمہور کا اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور کوفیوں کا اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مِنْ نِسَآئِهِمْ﴾ اور نہیں ہے لونڈی نساء میں سے یعنی اس کو عورت نہیں کہا جاتا لونڈی کہا جاتا ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ ظہار طلاق تھا پھر حلال ہوا ساتھ کفارے کے سو جس طرح لحاظ کیا واسطے لونڈی کے طلاق میں اسی طرح لحاظ کیا واسطے اس کے ظہار میں اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے داؤد بن

ابی ہند سے کہا کہ میں نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کو لونڈی سے ظہار کرنے کا حکم پوچھا تو گویا اس نے اس کو کچھ چیز نہ دیکھا میں نے کہا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا ﴿مِنْ نِّسَآئِهِمْ﴾ کیا نہیں ہے لونڈی نساء میں سے اس نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾ کیا نہیں غلام مردوں میں سے کیا پس جائز ہے گواہی غلام کی اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا خلاف بھی مروی ہے اور احتمال ہے کہ ہو منقول عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے لونڈی منکوحہ کے حق میں سو نہ ہو گا درمیان قول اس کے کی اختلاف۔ (فتح)

وَفِي الْعَرَبِيَّةِ لِمَا قَالُوْا أَيْ فِيْمَا قَالُوْا.

یعنی استعمال کیا جاتا ہے کلام عرب میں عاد لکذا ساتھ معنی عاد فیه کے یعنی اس میں رجوع کیا اور اس کو باطل کیا اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا﴾ یعنی پھر اپنے قول میں رجوع کریں اور اس کو باطل کریں۔

وَفِيْ نَقْضِ مَا قَالُوْا.

یعنی اور بیچ توڑنے اس چیز کے کہ انہوں نے کہی۔

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ لائے ساتھ فعل کے جو توڑ ڈالے اس کے پہلے قول کو اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیا شرط ہے فعل کہ نہ جائز ہو واسطے اس کے وطی اس کی مگر بعد اس کے کہ کفارہ دے یا کفایت کرتا ہے قصد کرنا اس کی وطی پر یا قصد کرنا اس کے رکھنے پر اور نہ جدا کرنے پر پہلا قول لیث کا ہے اور دوسرا قول حنفیوں اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور اس سے محکی ہے کہ وہ بعینہ وطی ہے بشرطیکہ مقدم ہو اس پر کفارہ اور تیسرا قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہیں اور چوتھا قول آئندہ آتا ہے۔

وَهٰذَا أَوْلٰى لِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ.

اور یہ معنی اولیٰ ہیں اس واسطے کہ اللہ نے نہیں دلالت کی منکر اور جھوٹ بات پر۔

فائدہ: یہ کلام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مراد اس کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ شرط عود کی اس جگہ یہ ہے کہ واقع ساتھ قول کے اور وہ دوہرا لفظ ظہار کا ہے اور اشارہ کیا طرف اس قول کی اور جزم کیا ساتھ اس کے کہ یہ قول مرجوح ہے اگرچہ ظاہر آیت کا ہے اور یہ قول اہل ظاہر کا ہے اور البتہ مروی ہے یہ ابوالعالیہ اور بکیر بن اشج تابعین سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے فراء نحوی اور اللہ کے قول ﴿لِمَا قَالُوْا﴾ کے معنی یہ ہیں الی قول ما قالوا یعنی طرف کہنے اس چیز کی جو انہوں نے پہلے کہی اور البتہ مبالغہ کیا ہے ابن العربی نے بیچ انکار کرنے اس کے کی اور منسوب کیا ہے اس نے اس کے قائل کو طرف جہل کی اس واسطے کہ بیان کیا ہے اس کو اللہ نے کہ وہ نامعقول بات اور جھوٹ ہے سو کس طرح کہا جائے گا کہ جب دوہرائے قول حرام منکر کو تو واجب ہے اس پر یہ کہ کفارہ دے پھر حلال ہوتی ہے واسطے اس کے عورت اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے اس واسطے کہ نہیں دلالت کی

اللہ نے او پر نا معقول اور جھوٹ بات کے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ جب اللہ کے قول ﴿ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ﴾ کے بعد ﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ واقع ہوا تو اس نے دلالت کی اس پر کہ مراد ضد اس چیز کی ہے کہ واقع ہوئی اس سے مظاہرۃ سے اور اختلاف ہے اس میں کہ اللہ کے قول ﴿لِمَا قَالُوْا﴾ میں لام کے کیا معنی ہیں سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں پھر پھرتے ہیں طرف جماع کی پس آزاد کرنا گردن کا ہے یعنی پس لازم ہے ان پر آزاد کرنا غلام کا بسبب اس کے کہ انہوں نے کہا کہ سو انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ لام متعلق ہے ساتھ محذوف کے اور وہ قول اس کا علیھم ہے اور بعض نے کہا لام ساتھ معنی عن کے ہے یعنی رجوع کرتے ہیں اپنے قول سے اور یہ موافق ہے واسطے اس شخص کے جو واجب کرتا ہے کفارے کو ساتھ مجرد وقوع کلمے ظہار کے اور کہا ابن بطال نے مشابہ تر ہے یہ کہ ہو ما ساتھ معنی من کے یعنی وہ عورتیں جن کے واسطے انہوں نے کہا کہ تم ہم پر جیسے ہماری ماؤں کی پیٹھ۔ (فتح)

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُوْرِ.

باب ہے بیچ بیان اشارہ کرنے کے طلاق میں اور امور میں یعنی حکمیہ وغیرہ میں۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا فَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهٖ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نہیں عذاب کرتا آنکھ کے آنسو سے لیکن عذاب کرتا ہے اس سے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

فائدہ: یہ حدیث جنازوں کے بیان میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ أَسْمَآءُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوْفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ وَقَالَ أَنَسٌ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَّتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ لَا حَرَجَ وَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کیا کہ آدھا قرض لے اور آدھا معاف کر دے (یہ حدیث ملازمت میں گزر چکی ہے) اور کہا اسماء رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے گہن میں نماز پڑھی تو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا؟ اور وہ نماز پڑھتی تھی تو اس نے اپنے سر سے سورج کی طرف اشارہ کیا سو میں نے کہا کیا نشانی ہے؟ تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! یعنی جیسے کہ کتاب الایمان اور صلوۃ الکسوف میں گزر چکا ہے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ لوگوں کا امام بنے اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ أَ أَحَدٌ مِّنكُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا.

ان کو نماز پڑھائے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کچھ حرج نہیں جیسا کہ علم میں گزر چکا ہے اور کہا ابو قتادہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم کے شکار کرنے کے حق میں کیا کوئی تم میں سے ہے جس نے اس کو حکم کیا ہو کہ حملہ کرے اوپر اس کے یا اس کی طرف اشارہ کیا ہو؟ اصحاب نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا پس کھاؤ جیسے کہ حج میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

٤٨٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَكَانَ كُلَّمَا أَتٰى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُتِحَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ.

۴۸۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طواف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانے کعبے کا اپنے اونٹ پر جب رکن کے پاس آتے تھے تو اس کی طرف اشارہ کرتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور کہا زینب رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھولا گیا یاجوج ماجوج کی دیوار سے مانند اس کی اور گرہ باندھی نوے کی یعنی بیچ کی انگلی کے سر اور انگوٹھے کے سر کو جوڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجہ داخل کرنے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ گرہ کرنی اوپر صفت مخصوص کے واسطے ارادے عدد معلوم کے بجائے اشارے کے ہے جو سمجھانے والا ہے اور جب کفایت کی ساتھ اس کے نطق یعنی بولنے سے باوجود قادر ہونے کے اوپر بولنے کے تو دلالت کی اس نے اوپر معتبر ہونے اشارے کے اس شخص سے جو نہیں قادر ہے بولنے پر بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٤٨٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ قَائِمٌ

۴۸۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے کہ مسلمان کھڑا نماز پڑھتا اللہ سے بھلائی مانگے اور اس ساعت کے موافق پڑ جائے تو اللہ اس کو ضرور دے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اور اپنی انگلیوں کے سر بیچ کی انگلی اور چھوٹی انگلی کے

يُصَلِّيْ فَسَأَلَ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ وَوَضَعَ أُنْمُلَتَهٗ عَلٰى بَطْنِ الْوُسْطٰى وَالْخِنْصِرِ قُلْنَا يُزَهِّدُهَا.

درمیان رکھے ہم نے کہا اس کے کم ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں یعنی وہ ساعت تھوڑی دیر رہتی ہے۔

فائدہ: اور البتہ بعض نے کہا کہ مراد ساتھ رکھنے سر انگلیوں کے ہتھیلی کے بیچ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ ساعت جمعہ کے دن کے بیچ میں ہے اور ساتھ رکھنے ان کے کی چھوٹی انگلی پر اشارہ ہے طرف اس کی کہ دن کی پچھاڑی میں ہے اس واسطے کہ خنصر ہاتھ کی سب انگلیوں سے پچھاڑی میں ہے۔

وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَارِيَةٍ فَأَخَذَ أَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَأْسَهَا فَأَتٰى بِهَا أَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِيْ آخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ أُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ لِغَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا قَالَ فَقَالَ لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ أَنْ لَا فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَأْسُهٗ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لڑکی پر تعدی کی سو اس نے اس کا زیور لے لیا اور اس کا سر کچل ڈالا سو اس لڑکی کے گھر والے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور حالانکہ وہ اخیر دم میں تھی اور اس کی زبان بند ہو گئی تھی یعنی لیکن اس کی عقل وہوش باقی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ کیا فلاں نے جس نے اس کو مارا تھا اس کے سوا اور کا نام لیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلان نے مارا؟ مارنے والے کے سوا اور مرد کا نام لیا سو اس نے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے والے کا نام لیا سو فرمایا کہ کیا فلاں نے تجھ کو مارا؟ سو اس نے اشارہ کیا کہ ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا سو اس کا سر دو پتھروں میں کچلا گیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ پہلی بار اشارہ کیا کہ نہیں پھر اشارہ کیا کہ ہاں۔

٤٨٨٥ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفِتْنَةُ مِنْ هَا هُنَا وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ.

۴۸۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ فتنہ فساد ادھر سے ہے اور اشارہ کیا پورب کی طرف۔

٤٨٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

۴۸۸۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو جب آفتاب ڈوبا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ اتر سو ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا یا حضرت! اگر شام کریں تو خوب ہو پھر فرمایا اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا یا حضرت! اگر آپ شام کریں تو خوب ہو بے شک آپ کے اوپر تو دن ہے یعنی آپ روزے دار ہیں اور ابھی دن باقی ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو وہ اترا اور اس نے آپ کے واسطے ستو گھولے تیسرے بار میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو پیا پھر اپنے ہاتھ سے پچھم کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات آئے ادھر سے یعنی سیاہی پورب سے نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت آیا۔

فائدہ: اور مراد اس جگہ یہ قول آپ کا ہے پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پورب کی طرف۔

٤٨٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ نِدَآءُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ أَذَانُهُ مِنْ سَحُوْرِهِ فَإِنَّمَا يُنَادِيْ أَوْ قَالَ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَقُوْلَ كَأَنَّهُ يَعْنِي الصُّبْحَ أَوِ الْفَجْرَ وَأَظْهَرَ يَزِيْدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرٰى.

۴۸۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال کی اذان اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے یا راوی نے کہا کہ بانگ دیتا ہے رات سے تا کہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کرے اور نہیں جو اشارہ کرے اس طرح گویا کہ مراد آپ کی صبح یا فجر ہے (یہ راوی کا شک ہے) یعنی وہ فجر نہیں جو اس طرح اشارہ کرے یعنی جو اونچی لمبی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں اور یزید راوی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کیا پھر ایک کو دوسرے سے دائیں بائیں کھینچا یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

فائدہ: اور واقع ہوئی ہے یہ حدیث مسلم میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں ہے فجر معترض لیکن مستطیل اور ساتھ اس کے

ظاہر ہوگی مراد اشارے مذکور سے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثَدْيَيْهِمَا إِلٰى تَرَاقِيهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا إِلَّا مَادَّتْ عَلٰى جِلْدِهِ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَهُوَ يُوسِعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِلٰى حَلْقِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی مثل جیسے دو مردوں کی مثل جن پر دو کرتے ہوں لوہے کے ان کے پستان کے قریب سے ان کی گردن تک بہر حال خیرات کرنے والا سو نہیں خیرات کرتا کچھ چیز مگر کہ زرہ اس کے بدن پر دراز اور لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سر کو چھپا لیتی ہے اور اس کے قدم کے نشان پر گھسٹتی جاتی ہے اور بہر حال بخیل سو نہیں ارادہ کرتا ہے خیرات کرنے کا مگر کہ ہر ایک حلقہ زرہ کا اپنی جگہ میں چمٹ جاتا ہے اور جدا نہیں ہوتا سو وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہیں ہوتی اور اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتا ہے کہا ابن بطال نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اشارہ جب ہو سمجھانے والا تو وہ بجائے بولنے کے ہے اور خلاف کیا ہے اس کا حنفیوں نے بعض صورتوں میں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے رد کیا ہے اوپر ان کے ساتھ ان حدیثوں کے جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے کو بولنے کے قائم مقام ٹھہرایا ہے اور جب جائز ہوا اشارہ احکام مختلفہ میں دیانت میں تو وہ واسطے اس شخص کے جو بولنے پر قادر نہ ہو زیادہ تر جائز ہوگا کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ اشارہ ساتھ طلاق وغیرہ کے گونگے وغیرہ سے کہ سمجھا جائے اس سے اصل اور عدد جاری ہوتا ہے مانند لفظ کی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس ترجمہ کو اور اس کی حدیثوں کو طوطیہ واسطے اس چیز کے کہ ذکر کرے گا بحث سے آئندہ باب میں ساتھ اس شخص کے جس نے فرق کیا ہے درمیان لعان اخرس کے اور طلاق اس کی کے، واللہ اعلم اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اشارے سمجھانے والے کے بہر حال اللہ کے حقوق میں سو کہا انہوں نے کہ کفایت کرتا ہے اگر چہ اس شخص سے ہو جو بولنے پر قادر ہو اور بہر حال آدمیوں کے حقوق میں مانند عقود اور اقرار اور وصیت کے اور مانند اس کی کے تو اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جس کی زبان گونگی ہو تیسرا قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ اگر بولنے سے ناامید ہو تو جائز ہے اور بعض حنابلہ سے ہے کہ اگر متصل ہو ساتھ موت کے اور ترجیح دی ہے اس کی طحاوی نے اور اوزاعی سے روایت ہے کہ اگر پہلے کلام کیا ہو جائز ہے اور نقل کیا گیا ہے مکحول سے

اگر کہا کہ فلانا آزاد ہے پھر چپکا کیا گیا یعنی اس کی زبان بند ہوگئی سواس سے کہا گیا کہ فلانا بھی اور اس نے اشارہ کیا تو صحیح ہے اور جو بولنے پر قادر ہو تو اکثر کے نزدیک اس کا اشارہ بولنے کے قائم مقام نہیں ہوتا اور اختلاف ہے کہ کیا ا سے قائم مقام نہیں ہوتا اور اختلاف ہے کہ کیا اس سے قائم مقام نیت کے ہوتا ہے جیسے کہ اپنی عورت کو طلاق دے سو اس سے کہا جائے کہ کتنی طلاقیں اور وہ اپنی انگلی سے اشارہ کرے۔ (فتح)

بَابُ اللِّعَانِ. باب ہے لعان کے بیان میں۔

فائدہ: اور لعان ماخوذ ہے لعن سے اس واسطے کہ لعان کرنے والا کہتا ہے کہ اللہ کی لعنت اوپر اس کے اگر ہوں جھوٹوں میں سے اور اختیار کیا گیا ہے لفظ لعن کا سوائے غضب کے تسمیہ میں اس واسطے کہ وہ قول مرد کا ہے اور اس کے ساتھ شروع کیا گیا ہے آیت میں اور نیز وہی اس کو شروع کرتا ہے اور جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ رجوع کرے اس سے پس ساقط ہوتا ہے عورت سے بغیر عکس کے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ہے لعان اس واسطے کہ لعن کے معنی ہے دور کرنا اور وہ دونوں کے درمیان مشترک ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی عورت ساتھ لفظ غضب کے واسطے بڑے ہونے گناہ کے بہ نسبت اس کی اس واسطے کہ مرد جب جھوٹا ہو تو اس کا گناہ اس حد کو نہیں پہنچتا کہ قذف سے زیادہ ہو اور اگر جھوٹی ہو تو اس کا گناہ بہت بڑا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے آلودہ کرنے فراش کے سے اور تعرض ہے واسطے الحاق کرنے اس شخص کے جو نہیں ہے خاوند سے سو پھیل جائے گی محرمیت اور ثابت ہوگی ولایت اور میراث واسطے اس شخص کے جو ان کا مستحق نہیں اور اجماع ہے اوپر مشروع ہونے لعان کے اور اس پر کہ جائز ہے باوجود عدم تحقیق کے اور اختلاف ہے اس کے واجب ہونے میں خاوند پر لیکن اگر ثابت ہو کہ بچا اس سے نہیں ہے تو قوی ہوتا ہے وجوب۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا جو لوگ کہ عیب لگائیں اپنی بیویوں کو اور نہ ہو ان کے واسطے گواہ اللہ کے قول صادقین تک۔

فائدہ: اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تمسک کیا ہے ساتھ عموم یرمون کے عیب لگاتے ہیں اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ لفظ کے یا اشارے کے جو سمجھانے والا ہو اور البتہ تمسک کیا ہے اس کے غیر نے واسطے جمہور کے ساتھ اس آیت کے اس میں کہ نہیں شرط ہے لعان کرنے میں یہ کہ کہے مرد کہ میں نے اس کو زنا کرتے دیکھا اور نہ یہ کہ اس کے حمل سے انکار کرے اگر حاملہ ہو یا اس کے بچے کا اگر اس نے جنا ہو برخلاف مالک کے بلکہ کفایت کرتا ہے یہ کہ کہے کہ وہ زانیہ ہے یا اس نے زنا کیا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ مشروع کی ہے اللہ نے قذف کی اجنبی شخص

پر جو بے عیب عورت کو تہمت دے پھر شروع کیا لعان میں ساتھ عیب لگانے بیوی کے سوا اگر کوئی اجنبی مرد کہے کہ اے زانیہ! تو واجب ہوتی ہے اس پر حد قذف کی اور اسی طرح ہے حکم لعان کا اور وارد کیا ہے انہوں نے مالکیوں پر اتفاق کو اوپر مشروع ہونے لعان کے واسطے اندھے کے سو جدا ہوا ہے اس سے ابن قصار ساتھ اس کے کہ اس کی شرط یہ ہے کہ کہے کہ میں نے اس کی شرم گاہ کو اس کی شرم گاہ میں چھوا، واللہ اعلم۔ (فتح)

فَإِذَا قَذَفَ الْأَخْرَسُ امْرَأَتَهُ بِكِتَابَةٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ بِإِيمَاءٍ مَعْرُوفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَازَ الْإِشَارَةَ فِي الْفَرَائِضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِلْمِ.

اور جب تہمت لگائے گونگا اپنی عورت کو ساتھ لکھنے کے یا اشارے کے یا ایماء معروف کے تو وہ مانند کلام کرنے والے کے ہے اس واسطے کہ جائز رکھا ہے حضرت ﷺ نے اشارے کو فرض کاموں میں اور یہ قول بعض اہل حجاز اور اہل علم کا ہے یعنی سوائے اہل حجاز کے۔

فائدہ: اور خلاف کیا ہے حنفیہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک روایت ہے احمد سے اختیار کیا ہے اس کو بعض متاخرین نے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سو اشارہ کیا مریم علیہا السلام نے طرف عیسیٰ علیہ السلام کی انہوں نے کہا ہم کس طرح بات کریں اس شخص سے جو ہو پنگھوڑے میں لڑکا۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ جب انہوں نے مریم علیہا السلام سے کہا کہ البتہ تو لائی یہ چیز طوفان تو اس نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے کلام کرو تو انہوں نے کہا کیا تو ہم کو حکم کرتی ہے کہ ہم کلام کریں اس شخص سے جو ہو گود میں لڑکا زیادتی اس پر جو لائی تو طوفان سے اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے نذر مانی تھی کہ نہ بولے سو ہوئی وہ گونگے کے حکم میں سو اشارہ کیا اس نے اشارہ سمجھانے والا کہ کفایت کی انہوں نے ساتھ اس کے پھر پوچھنے مریم علیہا السلام کے سے اگرچہ انہوں نے انکار کیا تھا اس پر جس کی طرف اس نے اشارہ کیا اور ثابت ہو چکا ہے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں بیچ معنی قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ یعنی نہ بولنے کی۔

وَقَالَ الضَّحَّاكُ ﴿إِلَّا رَمْزًا﴾ إِلَّا إِشَارَةً.

یعنی کہا ضحاک نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا﴾ کہ رمز کے معنی ہیں اشارہ کرنا۔

فائدہ: سو مخصوص اور مستثنیٰ کیا ہے اللہ نے رمز کو کلام سے پس دلالت کی اس نے کہ واسطے اس کے ہے حکم اس کا اور اسی طرح مروی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ أَنَّ الطَّلَاقَ بِكِتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيْمَاءٍ جَائِزٌ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَإِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا بِكَلَامٍ قِيْلَ لَهُ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَجُوْزُ إِلَّا بِكَلَامٍ وَإِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ.

یعنی اور کہا بعض لوگوں نے کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان یعنی ساتھ اشارے کے گونگے وغیرہ سے پھر گمان کیا اس نے کہ اگر طلاق دے ساتھ لکھنے کے یا اشارے کے یا ایماء کے تو جائز ہے اور حالانکہ طلاق اور قذف میں کچھ فرق نہیں اور اگر کہے کہ قذف نہیں ہوتی ہے مگر کلام سے تو اس سے کہا جائے گا کہ اسی طرح طلاق نہیں ہوتی ہے مگر کلام سے یعنی اور حالانکہ تو نے موافقت کی ہے اوپر واقع ہونے طلاق کے بغیر کلام کے سو لازم آئے گا تجھ کو مثل اس کی لعان اور حد میں بھی نہیں تو باطل ہوگی طلاق اور قذف اور اسی طرح آزاد کرنا ہے یعنی حکم اس کا حکم قذف کا ہے سو واجب ہے کہ اس کا اشارہ آزاد کرنے کے ساتھ بھی باطل ہو لیکن وہ قائل ہے ساتھ صحیح ہونے عتق اس کے کی۔

فائدہ: یعنی لازم ہے کہ یا تو ان سب کاموں میں اشارے کا اعتبار کیا جائے اور یا سب میں نہ کیا جائے سو باطل ہوں گے سب ساتھ اشارے کے نہیں تو دونوں کے درمیان فرق کرنا بغیر دلیل کے تحکم ہے اور بعض حنفیوں نے اس بحث میں بخاری رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے اور کہا کہ قیاس یہی چاہتا ہے کہ سب کام باطل ہوں لیکن عمل کیا ہم نے ساتھ اس کے بیچ غیر لعان اور حد کے واسطے استحسان کے اور ان میں سے بعض نے کہا منع کرتے ہیں ہم اس کو لعان اور حد میں واسطے شبہ کے اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے یعنی کہے کہ تو نے زنا کیا مانند قذف کی وہ بھی متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے سو نہ کفایت کی جائے گی بیچ اس کے ساتھ اشارے کے اس واسطے کہ وہ صریح نہیں اور یہ عمدہ دلیل ہے اس شخص کی جو موافق ہوا ہے حنفیوں کو حنابلہ وغیرہ سے اور رد کیا ہے اس کو ابن تین نے ساتھ اس طور کے کہ مسئلہ مفروض ہے اس صورت میں جب کہ ہو اشارہ سمجھانے والا سمجھانا واضح طور سے کہ اس کے ساتھ کچھ شک باقی اور نیز ان کی حجت یہ ہے کہ قذف متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے سوائے اس کے معنی کے بدلیل اس کے کہ جو دوسرے سے کہے کہ تو نے وطی کی وطی حرام تو نہیں ہوتا ہے قذف احتمال ہے کہ اس نے شبہ سے وطی کی ہو اور قائل نے اعتقاد کیا ہو کہ وہ حرام ہے اور نہیں واضح ہوتی ہے ساتھ اشارے کے تفصیل دونوں معنوں میں اسی واسطے نہیں واجب ہے حد تعریض میں اور جواب دیا ہے ابن قصار نے ساتھ نقض کے اوپر ان کے ساتھ نافذ ہونے قذف کے

بغیر زبان عربی کے اور وہ ضعیف ہے اور نقض کیا ہے اس کے غیر نے ساتھ قتل کے اس واسطے کہ قتل تقسیم ہوتی ہے طرف عمد کی اور شبہ عمد کی اور خطا کی اور جدا ہوتی ہے ساتھ اشارے کے اور یہ قوی ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ لعان گواہی ہے اور گواہی گونگے کی مردود ہے بالا جماع اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ذکر کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے اس کے قبول ہونے کو پس نہیں ہے اجماع اور ساتھ اس کے کہ لعان اکثر کے نزدیک قسم ہے کما سیاتی البحث فیہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَكَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ. اور اسی طرح بہرہ لعان کرتا ہے اور اس کا بہرہ ہونا لعان کو مانع نہیں۔

فائدہ: یعنی جب کہ اشارہ کیا جائے اس کی طرف یہاں تک کہ سمجھے، کہا مہلب نے کہ اس کے کام میں اشکال ہے لیکن کبھی دور ہوتا ہے ساتھ مکرر کرنے اشارے کے یہاں تک کہ معلوم ہو کہ اس نے اس کو سمجھ لیا ہے، میں کہتا ہوں کہ اطلاع اوپر معرفت اس کی کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ پہچانی جاتی ہے اس کے بولنے سے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهٖ تَبِيْنُ مِنْهُ بِإِشَارَتِهٖ. اور کہا شعبی اور قتادہ نے کہ جب کہے کہ تجھ کو طلاق ہے اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرے تو جدا ہوتی ہے اس سے عورت اس کی اشارے سے۔

فائدہ: وصل کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اس لفظ کے کہ پوچھا گیا شعبی تو اس نے کہا کہ پوچھا گیا ایک مرد ایک بار کیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دی؟ تو اس نے اپنے ہاتھ کی چار انگلیوں سے اشارہ کیا اور نہ کلام کیا سو اپنی عورت کو جدا کیا کہا ابن تین نے اس کے معنی یہ ہیں کہ تعبیر کی اس نے اس چیز سے کہ نیت کی اس نے عدد سے ساتھ اشارے کے تو انہوں نے اس پر اس کا اعتبار کیا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْاَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهٖ لَزِمَهٗ. اور کہا ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہ جب گونگا اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو اس پر لازم ہوتی ہے۔

فائدہ: اور نقل کیا ہے ابن تین نے مالک رحمہ اللہ سے کہ گونگا جب لکھے طلاق کو یا اس کی نیت کرے تو لازم ہوتی ہے اس کو طلاق اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہوتی ہے طلاق یعنی ہر ایک دونوں میں سے علیحدہ طلاق نہیں ہوتی لیکن اگر دونوں کو جمع کرے تو شافعی رحمہ اللہ کہتا ہے کہ واقع ہو جاتی ہے برابر ہے کہ گونگا ہو یا بولنے والا۔

وَقَالَ حَمَّادُ الْاَخْرَسُ وَالْاَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهٖ جَازَ. اور کہا حماد نے یعنی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد نے کہ گونگا اور بہرہ اگر سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: شاید بخاری رحمہ اللہ کی مراد الزام دینا ہے کوفیوں کو ساتھ قول ان کے کی اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل جواز کا وہ

صورت ہے جب کہ سابق ہو وہ چیز کہ منطبق ہو اس پر جواب سر کے اشارے سے۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان یعنی گونگے کی قذف میں نہ حد ہے اور نہ لعان ہے یعنی اس کی قذف کا اعتبار نہیں اور اس سے لعان بھی ثابت نہیں ہوتا ہدایہ میں ہے کہ نہیں متعلق ہوتا ہے لعان ساتھ قذف گونگے کے اس واسطے کہ لعان متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے یعنی صریح زنا کا نام لے جیسے کہ حد قذف متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے اور یہ اس واسطے کہ وہ شبہ سے خالی نہیں اور حد ساقط ہوتی ہے شبہ سے اور طلاق گونگے کی واقع ہوتی ہے اس واسطے کہ اشارہ طلاق کا معہود اور معلوم ہے پس قائم کیا گیا مقام عبارت کے واسطے دفع حاجت کے یہ حاصل ہے بعض الناس کے قول کا جس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان۔

٤٨٨٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِيْ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ.

۴۸۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ ایک محلے کے جو انصاریوں کے سب محلوں سے بہتر ہے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا سب میں بہتر نجار کی اولاد کا محلّہ ہے پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی حارث کی اولاد پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی ساعدہ کی اولاد پھر اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے سو اپنی انگلیوں کو بند کیا پھر ان کو کھولا جیسے کوئی کچھ اپنے ہاتھ سے پھینکتا ہے پھر فرمایا کہ انصار کے سب محلوں میں خیر اور خوبی ہے۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے اس جگہ یہ قول ہے کہ پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو اپنی انگلیوں کو بند کیا پھر ان کو کھولا اور دراز کیا اور یہ جو کہا کہ الرامی بیدہ یعنی مانند اس شخص کی جس کے ہاتھ میں کچھ چیز ہو اپنی انگلیوں کو اس پر جوڑا ہو پھر اس کو پھینک دے پس انگلیاں کھل جائیں۔

٤٨٨٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ سَمِعْتُهُ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ

۴۸۸۹۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں متصل ہیں جیسے کہ اس انگلی کو اس انگلی سے نسبت ہے یا فرمایا جیسے یہ دونوں یعنی کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔

كَهٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ أَوْ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ، کہا کرمانی نے کہ البتہ گزر چکا ہے حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے آج تک یعنی سات سو ساٹھ تک سات سو اور اسی برس سو کس طرح ہوگا آپس میں قریب ہونا دونوں کا اور جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ اس کے کہ مراد یہ ہے کہ جو زمانہ باقی ہے وہ بہ نسبت گزرے زمانے کی بقدر زیادتی بیچ کی انگلی کے ہے کلمے کی انگلی سے۔ (فتح) کہا عینی نے کہ مراد شدت قرب کی ہے اور بعید نہیں کہ کہا جائے کہ جب قیامت کی نشانیوں کا ظاہر ہونا حضرت ﷺ کی پیغمبری کے زمانے سے قریب ہے تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قیامت قریب ہے اسی واسطے حضرت ﷺ کو نبی آخر الزمان کہتے ہیں اور قریب ہونا بھی نسبتی امر ہے کہ بہ نسبت بعثت نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کی اور قریب ہونے ان کے کی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ﷺ کی پیغمبری کا زمانہ قیامت کے ساتھ متصل ہے۔ (تیسیر)

٤٨٩٠ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ ثَلَاثِيْنَ ثُمَّ قَالَ وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ يَقُوْلُ مَرَّةً ثَلَاثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

۴۸۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح اور اس طرح اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے تین بار یعنی مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے پھر فرمایا اور اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے یعنی مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس دن کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٤٨٩١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ الْإِيْمَانُ هَا هُنَا مَرَّتَيْنِ أَلَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

۴۸۹۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا کہ ایمان تو ادھر ہے اور خبردار ہو کہ کڑا پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کے دم پاس جس جگہ شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں ربیعہ اور مضر کی قوم میں۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یمن والوں کی تعریف کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے

تھے اور پورب والوں کی طرف اشارہ کیا یعنی ربیعہ اور مضر کی مذمت کی اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت مخالف تھے۔

٤٨٩٢ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

۴۸۹۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہوں گے جیسے یہ دونوں انگلیاں اور اشارہ کیا طرف کلمے کی انگلی کی اور بیچ کی انگلی کی اور دونوں کے درمیان کچھ فرق کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ. جب تعریض کرے ساتھ نفی ولد کے۔

فائدہ: نفی ولد کے یہ معنی ہیں کہ کہنا کہ یہ میرا نہیں اور تعریض ذکر کرنا ایک چیز کا ہے کہ سمجھی جائے اس سے چیز دوسری جو مذکور نہ ہو اور فرق تعریض اور کنایت میں یہ ہے کہ کنایت ذکر کرنا ایک چیز کا ہے ساتھ غیر لفظ موضوع کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور باب باندھا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اس حدیث کے حدود میں ما جاء فی التعریض اور شاید لیا ہے اس نے اس کو اس کے قول سے جو اس کے بعض طریقوں میں ہے یعرض بنفیه یعنی تعریض کرتا تھا ساتھ نفی ولد کے اور البتہ اعتراض کیا ہے اس پر ابن منیر نے سو کہا اس نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ تعریض کا پیچھے ترجمہ اشارے کے واسطے مشترک ہونے دو کے بیچ سمجھانے مقصود کے لیکن کلام اس کا مشعر ہے ساتھ لغو کرنے حکم تعریض کے سو متناقض ہوگا مذہب اس کا اشارے میں اور جواب یہ ہے کہ اشارہ معتبرہ وہی ہے کہ نہ سمجھے جائیں س سے مگر معنی مقصود برخلاف تعریض کے کہ احتمال اس میں یا راجح ہے یا مساوی سو دونوں جدا جدا ہوں گے۔ کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں کہ ظاہر قول گنوار کا یہ ہے کہ اس نے اپنی عورت کو عیب لگایا لیکن جب کہ تھی واسطے قول اس کے جہ سوائے قذف کے تو نہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ساتھ حکم قذف کے سو دلالت کی اس پر کہ نہیں ہے حد غریض میں اور اس قسم سے کہ دلالت کرتا ہے کہ تعریض کے واسطے حکم تصریح کا نہیں اجازت ساتھ منگنے عدت والی عورت کے ساتھ تعریض کے نہ ساتھ تصریح کے پس نہ جائز ہوگی، واللہ اعلم۔

٤٨٩٣ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ

۴۸۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میرے یہاں ایک کالا لڑکا پیدا ہوا یعنی اور میں گورا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا، سرخ، فرمایا کہ کیا ان میں

لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ.

کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا یہ رنگ مخالف کہاں سے آیا؟ اس نے کہا شاید کسی رگ نے ان کو کھینچا یعنی ان کی اصل میں کوئی اونٹ اس رنگ کا ہوگا یہ بھی ان کے مشابہ ہوا فرمایا شاید تیرے اس بیٹے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہوگا۔

فائدہ: یہ جو کہا اس نے کہ میرے یہاں ایک کالا لڑکا پیدا ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ کہا اس نے کہ انکار کیا میں نے اس سے یعنی برا جانا میں نے اس کو اپنے دل میں اور اس کی یہ مراد نہیں کہ انکار کیا اس نے ہونے اس کے سے بیٹا اس کا اپنی زبان میں نہیں تو ہوتی تصریح ساتھ نفی ولد کے نہ تعریض اور وجہ تعریض کی یہ ہے کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں سو وہ مجھ سے کیونکر ہوگا اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں کہ وہ اس وقت تعریض کرتا تھا ساتھ اس کے کہ اس کی نفی کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ تعریض ساتھ قذف کے نہیں ہے قذف اور یہی قول ہے جمہور کا اور استدلال کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے اور مالکیوں سے ہے کہ واجب ہے حد جب کہ ہو مفہوم **واجابوا عن الحديث بما سياتي بيانه في آخر شرحه** کہا ابن دقیق العید نے کہ اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اس واسطے کہ سائل پر نہ حد واجب ہے اور نہ تعزیر۔ میں کہتا ہوں اور اس اطلاق میں نظر ہے اس واسطے کہ کبھی سوال کرتا ہے ساتھ ایسے لفظ کے جو قذف کو تقاضا نہیں کرتا اور کبھی سوال ایسے لفظ کے ساتھ ہوتا ہے جو اس کو تقاضا کرتا ہو پہلی قسم سے ہے یہ کہ کہے مثلا جب کہ خاوند عورت کا گورا ہو اور عورت کالا لڑکا جنے کیا حکم ہے اور دوسری قسم سے ہے یہ کہ کہے مثلا کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا اور میں گورا ہوں پس ہوگی تعریض یا زیادہ کرے اس میں مثلا کہ کہے کہ اس نے زنا کیا پس ہوگی تصریح اور جو وارد ہوا ہے باب کی حدیث میں دوسرا قسم ہے پس تمام ہوگا استدلال اور البتہ تنبیہ کی ہے خطابی نے اس کے عکس پر سو کہا اس نے کہ جب تصریح کرے خاوند ساتھ اس کے کہ جو لڑکا اس کی عورت نے جنا وہ اس کا نہیں تو اس سے خاوند پر حد قذف لازم نہیں آتی واسطے اس احتمال کے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ وہ وطی کی گئی شبہ سے یا اس نے پہلے خاوند سے جنا ہو جب کہ ہو ممکن اور اورق وہ ہے جس میں سیاہی ہو پر سخت سیاہی نہ ہو بلکہ غبار کی طرف مائل ہو اور یہ جو کہا کہ یہ رنگ مخالف کہاں سے آیا یعنی کہاں سے آیا اس کو یہ رنگ جو ان کے مخالف ہے کیا وہ بسبب نر کے ہے جو ان کے رنگ کے سوا کسی اور رنگ کا ہو جو ان پر عارض ہوا یا کسی اور وجہ سے اور یہ جو کہا شاید کسی رگ نے اس کو کھینچا ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ شاید ہو ان کے اصل نسب میں کوئی شخص اس رنگ مذکور کا یعنی کالا ہو سو اس نے اس کو اپنی طرف کھینچا ہو سو وہ اس کے رنگ پر آیا اور مراد ساتھ رگ کے اصل ہے نسب سے تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ جڑ درخت کے اور نزع کے معنی جذب

ہیں اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اوپر مائل کے اور اس حدیث میں بیان کرنا مثل کا ہے اور تشبیہ دینی مجہول کی ساتھ
معلوم کے واسطے سمجھنے سائل کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے صحت عمل بالقیاس کے کہا خطابی نے کہ وہ
اصل ہے بیچ قیاس شبہ کے کہا ابن عربی نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر صحیح ہونے قیاس کے اور اعتبار کے ساتھ نظیر کے
اور توقف کیا ہے اس میں ابن دقیق العید نے سو اس نے کہا کہ وہ تشبیہ ہے بیچ امر وجودی کے اور جھگڑا تو صرف احکام
شرعیہ کے تشبیہ دینے میں ہے طریق واحد قوی سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے انکار کرنا اپنے بیٹے
سے ساتھ مجرد گمان کے اور یہ کہ لڑکا لاحق ہوتا ہے ساتھ اس کے اگرچہ اس کا رنگ اس کی ماں کے رنگ کے مخالف ہو
اور کہا قرطبی نے نہیں خلاف ہے اس میں کہ نہیں حلال ہے نفی کرنا ولد کا یعنی کہنا کہ یہ میرا نہیں ساتھ مختلف ہونے
رنگوں کے جو آپس میں قریب قریب ہوں مانند ادمت اور سمرۃ کے اور نہ سفیدی اور سیاہی میں جب کہ اس نے وطی
کے ساتھ اقرار کیا ہو اور مدت استبراء کی نہ گزری ہو اور گویا کہ اس نے ارادہ کیا ہے اتفاق اپنے مذہب کا نہیں تو
خلاف ثابت ہے نزدیک شافعیوں کے ساتھ تفصیل کے سو انہوں نے کہا اگر نہ جوڑا جائے ساتھ اس کے قرینہ زنا کا
نہیں جائز ہے نفی سو اگر اس کو عیب لگائے سو وہ عورت لڑکا جنے اس مرد کے رنگ پر جس کے ساتھ اس نے اس کو
تہمت دی تھی تو جائز ہے نفی کرنا یعنی کہنا کہ یہ میرا نہیں صحیح قول پر اور بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو لعان میں آتی
ہے وہ چیز ہے جو اس کو قوی کرتی ہے اور نزدیک حنبلیوں کے جائز ہے نفی کرنا ساتھ قرینہ کے مطلق اور خلاف سوائے
ں کے کچھ نہیں کہ وقت نہ ہونے اس کے ہے اور وہ برعکس ترتیب خلاف کے ہے نزدیک شافعیہ کے اور اس میں
قدم کرنا حکم فراش کا ہے بنا بر اس چیز کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے مخالف شبہ کی اور اس میں احتیاط ہے واسطے نسبوں
کے اور باقی رکھنے ان کے بقدر امکان کے اور زجر ہے تحقیق کرنے بدظنی کے سے کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس
سے منع ہونا تسلسل کا اور یہ کہ ضروری ہے واسطے حوادث یعنی نئی پیدا ہونے والی چیزوں کے یہ کہ تکیہ کرنے والے ہوں
رف اول کی جو حادث نہیں بلکہ قدیم ہے اور حادث وہ چیز ہے جو نئی پیدا ہو آگے نہ ہو اور اس میں ہے کہ تعریض
اتھ قذف کے نہیں ثابت کرتی حکم قذف کو یہاں تک کہ واقع ہو تصریح برخلاف مالکیہ کے اور جواب دیا ہے بعض
بلیوں نے کہ جس تعریض کے ساتھ ان کے نزدیک قذف واجب ہوتی ہے وہ چیز وہ ہے کہ سمجھی جائے اس سے
ف جیسے کہ سمجھی جاتی ہے تصریح سے اور نہیں ہے اس حدیث میں حجت واسطے دفع کرنے اس کے اس واسطے کہ اس
د نے قذف کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ آیا تھا وہ سوال کرنے کو پوچھنے کو حکم اس چیز کے سے کہ واقع ہوئی واسطے اس کے
ے سے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے مثال بیان کی تو اس کو یقین آیا، کہا مہلب نے کہ تعریض جب ہو
رسوال کے تو نہیں ہے حد بیچ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں حد تو اس تعریض میں ہے جب کہ ہو بطور مواجہت
مشاتت کے کہا ابن منیر نے کہ فرق درمیان خاوند اور اجنبی کے تعریض میں یہ ہے کہ اجنبی کا مقصود محض ایذا دینا

ہوتا ہے اور خاوند کبھی معذور رکھا جاتا ہے بہ نسبت بچانے اور نگاہ رکھنے نسب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِحْلَافِ الْمُلَاعِنِ. لعان کرنے والے کو قسم دینا۔

٤٨٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

۴۸۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت لگائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو قسم دی پھر ان کے درمیان جدائی کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے کا درمیان ایک مرد اور عورت کے اور مراد ساتھ قسم کے اس جگہ بولنا ہے ساتھ کلمات لعان کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ لعان قسم ہے اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ لعان شہادت ہے اور یہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور بعض نے کہا کہ شہادت ہے اس میں ملاوٹ قسم کی ہے اور بعض نے کہا بالعکس اسی واسطے بعض علماء نے کہا کہ نہ قسم ہے نہ شہادت اور مبنی ہے خلاف پر کہ لعان مشروع ہے درمیان بیوی کے خواہ دونوں مسلمان ہوں یا کافر آزاد ہو یا غلام، عادل ہوں یا فاسق بنا بر اس کے کہ لعان قسم ہے سو جس کی قسم صحیح ہے اس کا لعان بھی صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں صحیح ہے لعان مگر میاں بیوی سے جو آزاد اور مسلمان ہوں اس واسطے کہ لعان شہادت ہے اور نہیں صحیح ہے شہادت اس شخص کی جو قذف میں حد مارا گیا ہو اور یہ حدیث حجت ہے واسطے پہلے لوگوں کے یعنی جو لعان کو قسم ٹھہراتے ہیں واسطے برابری کرنے راوی کے درمیان لعان اور حلف کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ قسم وہ چیز ہے جو دلالت کرے اوپر رغبت دلانے کے یا منع کرنے کے یا تحقیق خبر کے اور وہ اس جگہ اسی طرح ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعض طریقوں میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ قسم کھا اس اللہ کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں بے شک میں سچا ہوں یہ چار بار کہے روایت کیا ہے اس کو حاکم اور بیہقی نے اور آئندہ آئے گا کہ اگر قسم نہ ہوتی تو البتہ میرے اور اس کے واسطے ایک شان ہوتا اور حجت پکڑی ہے بعض حنفیوں نے ساتھ اس کے کہ اگر وہ قسم ہوتی تو مکرر نہ ہوتی یعنی ان سے چار قسمیں نہ لی جاتیں ایک بار کافی ہوتی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ خارج ہوئی ہے قیاس سے یعنی قیاس چاہتا تھا کہ ایک کفایت کرتی چار بار کہلائی گئی واسطے تاکید حرمت شرم گاہوں کے جیسے کہ خارج ہوئی ہے قسامت قیاس سے واسطے حرمت اور ادب جانوں کے اور نیز ساتھ اس طور کے کہ اگر شہادت ہوتی تو بھی مکرر نہ ہوتی اور جو ظاہر ہوا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ وہ باعتبار جزم کرنے کے ساتھ نفی کذب کے اور اثبات صدق کے قسم ہے لیکن اطلاق کی گئی ہے اس پر

شہادت واسطے شرط ہونے اس بات کے کہ نہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ گمان کے بلکہ ضروری ہے وجود ہر ایک کے دونوں میں سے ساتھ دونوں امروں کے ایسا علم کہ صحیح ہو ساتھ اس کے یہ کہ گواہی دی جائے ساتھ اس کے اور تائید کرتا ہے ہونے اس کے کو قسم یہ کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ البتہ اس طرح تھا تو وہ قسم کھانے والا گنا جاتا ہے اور البتہ کہا ہے قفال نے کہ مکرر کی گئی قسم لعان کی اس واسطے کہ وہ قائم مقام چار گواہوں کے ہے اس کے غیر میں تاکہ اس پر حد قائم کی جائے اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا شہادت۔ (فتح)

بَابُ يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ.

پہلے مرد لعان کرے پھر عورت۔

٤٨٩٥ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَآءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ.

۴۸۹۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو حرام کاری کا عیب لگایا سو وہ آیا اور اس نے شہادت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بے شک اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے پھر عورت کھڑی ہوئی اور اس نے گواہی دی۔

فائدہ: شاید لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کو اس کے قول سے پھر کھڑی ہوئی عورت سو اس نے گواہی دی اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے اس میں کہ مرد عورت سے پہلے لعان کرے اور وارد ہو چکا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کما سیاتی اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور جو اس کے تابع ہے اور اشہب مالکی اور ترجیح دی ہے اس کو ابن عربی نے اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر پہلے عورت لعان کرے تو بھی صحیح ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ عطف کیا ہے اس پر اللہ نے ساتھ واؤ کے اور وہ نہیں تقاضا کرتی ترتیب کو اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے لوگوں کے یعنی شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے ساتھ اس کے کہ لعان مشروع ہوا ہے واسطے ہٹانے حد کے مرد سے اور تائید کرتا ہے اس کو فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے نہیں تو تیری پیٹھ پر حد ماری جائے گی سو اگر پہلے عورت سے لعان کروایا جائے تو البتہ ہوگا دفع کرنا واسطے ایک امر کے جو نہیں ثابت ہوا اور ساتھ اس کے کہ ممکن ہے واسطے مرد کے یہ کہ رجوع کرے بعد لعان کرنے کے کما تقدم پس نہ رفع ہوگا عورت سے برخلاف اس صورت کے کہ پہلے عورت لعان کرے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس جگہ مختصر طور سے وارد کیا ہے اور پہلے گزر چکی ہے سورہ نور کی تفسیر میں دراز طور سے اور اس میں شرح ہے اس کی اس قول کی کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ پر حد لگے گی اور اس میں قول ہلال رضی اللہ عنہ کا ہے کہ البتہ اتارے گا اللہ جو میری پیٹھ کو حد تہمت سے پاک کرے سو لعان کی

آیت اتری اور اس میں ہے کہ اس نے تہمت کی اپنی عورت کو ساتھ شریک کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب پانچویں بار ہوئی تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس عورت کو ٹھہرایا اور کہا کہ یہ واجب کرنے والی ہے تفریق کو یا عذاب کو اور واقع ہوا ہے بیچ نسائی کے اس قصے میں کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھے یعنی پانچویں بار پھر اسی طرح عورت کے منہ پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ پیچھے ہٹی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ رجوع کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں نہیں رسوا کرتی اپنی قوم کو ساری عمر اور نیز اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ اس کو دیکھو الخ اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ اللِّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ. باب ہے لعان کے بیان میں اور جو طلاق دیتا ہے بعد لعان کے۔

فائدہ: لعان تقسیم کیا جاتا ہے طرف واجب اور مکروہ اور حرام کی واجب یہ ہے کہ اپنی عورت کو زنا کرتے دیکھے یا عورت زنا کے ساتھ اقرار کرے اور وہ اس کو سچا جانے اور یہ اس طہر میں ہے کہ جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو پھر الگ رہے اس سے مدت عدت کی سو وہ لڑکا جنے تو لازم ہے اس پر قذف کرنا عورت کو واسطے نفی کرنے لڑکے کے تا کہ نہ لاحق ہو اس کو سو مترتب ہو اس پر فساد دوسرا یہ ہے کہ دیکھے اجنبی مرد کو اس کے پاس اندر جاتا ہے اس طور سے کہ غالب ہو اس کے ظن پر کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے سو اس کو جائز ہے کہ لعان کرے لیکن اگر ترک کرے تو اولیٰ ہے واسطے پردہ پوشی کے اس واسطے کہ ممکن ہے اس کو جدا ہونا اس سے ساتھ طلاق کے۔ تیسرا قسم ماسوائے اس کے ہے لیکن اگر مشہور ہو تو دو وجہیں ہیں واسطے اصحاب شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے سو جو اس کو جائز رکھتا ہے تمسک کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے انظروا فان جاء ت به پس ٹھہرایا ہے شبہ کو دال اوپر نفی کرنے اس کے کی اس سے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے لعان صورت مذکورہ میں اور جو منع کرتا ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ حدیث اس شخص کی جس نے اپنے لڑکے کے مشابہ ہونے سے انکار کیا کہ یہ میرا نہیں اور یہ جو کہا کہ جو طلاق دیتا ہے یعنی اس کے بعد کہ لعان کرے اور اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی کہ کیا واقع ہوئی ہے جدائی لعان میں ساتھ نفس لعان کے یا ساتھ واقع کرنے حاکم کے بعد فراغ کے یا ساتھ واقع کرنے خاوند کے سو مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کا یہ ہے کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے غالب اصحاب نے کہ بعد فارغ ہونے عورت کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے کہ بعد فراغ خاوند کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ لعان کرنا عورت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوا ہے واسطے دفع کرنے حد کے عورت سے برخلاف مرد کے کہ زیادہ ہوتا ہے اس پر اس کے حق میں نفی کرنا نسب کی اور لاحق ہونا ولد کا اور دور ہونا فراش کا اور ظاہر ہوتا ہے فائدہ خلاف کا باہم وارث ہونے میں اگر

دونوں میں سے ایک مرجائے بعد فارغ ہونے مرد کے اور اس صورت میں کہ معلق کرے ایک عورت کی طلاق کو دوسرے کی جدائی سے اور کہا ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی یہاں تک کہ واقع کرے اس کو ان دونوں پر حاکم اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ ظاہر اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے لعان کی حدیثوں میں اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں اور عثمان بتی ایک شخص ہے اس کا یہ مذہب ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی یہاں تک کہ واقع کرے اس کو خاوند اور اس کی حجت یہ ہے کہ نہیں مذکور ہے جدائی قرآن میں اور نیز اس واسطے کہ ظاہر حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند ہی نے اول طلاق دی اور یہی ہے مذہب بعض تابعین کا اور مقابل اس کے قول ابو عبید کا ہے کہ جدائی درمیان خاوند کے واقع ہوتی ہے ساتھ نفس قذف کے اگرچہ نہ واقع ہو لعان اور گویا کہ یہ مفرع ہے اوپر واجب ہونے لعان کے اس شخص پر جو اس کو عورت سے تحقیق معلوم ہو سو جب اس نے اس میں غفلت کی تو عقاب کیا گیا ساتھ جدائی کے واسطے تغلیظ اور تشدید کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٤٨٩٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهٖ جَآءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ

٤٨٩٦۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آیا سو اس نے کہا اے عاصم! خبر دے مجھ کو حکم ایک مرد کے سے کہ اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پائے یعنی اس کو زنا کرتے دیکھے تو کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو قتل کرو گے یا کس طرح کرے؟ اے عاصم! میرے واسطے یہ مسئلہ پوچھ، سو عاصم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کو برا جانا اور اس کو عیب کیا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سو جب عاصم اپنے گھر والوں کی طرف پھرا تو عویمر اس کے پاس آیا سو کہا اے عاصم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو کیا کہا؟ تو عاصم نے عویمر سے کہا کہ تو میرے پاس خیر نہیں لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا اس مسئلے کو جو تو نے پوچھا تو کہا عویمر نے قسم ہے اللہ کی نہ باز رہوں گا میں یعنی نہ پھروں گا پوچھنے سے اگرچہ اس سے منع کیا جاؤں یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھوں سو آگے بڑھا عویمر یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا لوگوں کے درمیان سو اس

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

نے عرض کی یا حضرت! خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یعنی کیا جائز ہے مار ڈالنا اس کو سو تم اس کو قتل کرو گے یا کس طرح کرے یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ وحی اتاری گئی تیرے اور تیری عورت کے قضیے میں سو جا اور اس کو لا، سہل رضی اللہ عنہ نے کہا سو دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا سو جب دونوں اپنے لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا کہ یا حضرت! اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، کہا ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے سو ہوا یہ قضیہ دستور واسطے دو لعان کرنے والوں کے۔

فائدہ: یہ جو کہا سو تم اس کو قتل کرو گے یعنی اس کے قصاص میں اس واسطے کہ وہ قصاص کے حکم کو پہلے سے جانتا تھا واسطے عام ہونے قول اللہ تعالیٰ کے النفس بالنفس لیکن راہ پائے طرف اس کی احتمال نے کہ خاص ہو اس سے وہ چیز جو واقع ہو ساتھ سبب کے کہ اکثر اوقات اس پر صبر نہیں ہو سکتا غیرت سے جو آدمی کی پیدائش میں ہے اسی واسطے اس نے کہا کہ یا کس طرح کرے اور اس طرح ہے قول سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو تلوار سے مار ڈالوں اور قول حضرت ﷺ کا واسطے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے جب کہ اس نے آپ سے ایسا مسئلہ پوچھا کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ پر حد لگے گی اور یہ سب لعان اترنے سے پہلے ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور تحقیق ہو امر سو وہ اس کو مار ڈالے تو کیا اس کے بدلے میں مارا جائے سو کہا جمہور نے کہ بدلہ لیا جائے یعنی اس کے قصاص میں اس کو مارا جائے مگر یہ کہ زنا کے گواہ لائے یا مقتول پر ساتھ اس کے کہ اس نے اقرار کیا تھا یا اقرار کریں ساتھ اس کے وارث اس کے پس نہ قتل کیا جائے قاتل کو بدلے اس کے بشرط کہ مقتول شادی شدہ ہو اور بعض نے کہا کہ بلکہ قتل کیا جائے اس واسطے کہ نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ قائم

کرے حد کو بغیر اجازت امام کے اور کہا بعض سلف نے کہ بلکہ نہ قتل کیا جائے بالکل اور تعزیر دیا جائے اس فعل میں جو اس نے کیا جب کہ اس کے سچے ہونے کی نشانیاں ظاہر ہوں اور شرط کی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے کہ گواہ لائے کہ اس نے اس کو اس سبب سے قتل کیا ہے اور موافقت کی ہے ان کی ابن قاسم اور ابن حبیب مالکی نے لیکن زیادہ کیا ہے اس نے یہ کہ ہو مقتول شادی شدہ اور کہا قرطبی نے کہ ظاہر تقدیر عویمر کی ان کے قول کی تائید کرتی ہے اور یہ جو کہا یا کس طرح کرے تو احتمال ہے کہ ہو ام متصلہ اور تقدیر یہ ہے کیا صبر کرے عار پر اور احتمال ہے کہ منقطعہ ہو ساتھ معنی اضراب کے یعنی بلکہ اس جگہ اور حکم ہے میں اس کو نہیں پہچانتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اس پر اطلاع پائے اسی واسطے کہا اے عاصم! میرے واسطے پوچھ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا اس نے عاصم کو اس واسطے کہ وہ اس کی قوم کا رئیس تھا اور شاید اس کو بھی اس پر اطلاع ہوئی تھی لیکن اس کو تحقیق معلوم نہیں ہوا تھا اسی واسطے اس کے ساتھ تصریح نہیں کی یا اس کو حقیقت پر اطلاع ہوئی تھی لیکن اس نے خوف کیا اگر تصریح کرے ساتھ اس کے عقوبت سے جو بغل گیر ہے اس کو پاک عورت کی تہمت لگانے سے بغیر گواہوں کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن عربی نے کہا اور احتمال ہے کہ اس کے واسطے اس سے کوئی چیز نہ واقع ہوئی ہو لیکن اتفاقا اس نے دل میں ارادہ کیا ہو کہ حکم پر اطلاع پائے سو تقدیر اس کے ساتھ مبتلا ہوا جیسے کہا جاتا ہے کہ بلا مؤکل ہے ساتھ کلام کے اور اسی واسطے اس نے کہا کہ جو میں نے تجھ سے پوچھا تھا اس کے ساتھ میں مبتلا ہوا اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ اگر کلام کرے تو تم اس کو کوڑے مارو گے اور اگر قتل کرے تو تم اس کو قتل کرو گے اور اگر چپ رہا غصے پر اور یہ پوری روایت ہے ان معنوں پر اور یہ جو کہا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر تو اس کا سبب یہ ہے کہ باعث واسطے عاصم کے سوال پر غیر اس کا ہے یعنی عویمر اس کو اس کے پوچھنے پر باعث ہوا تھا اس نے خود اپنے واسطے نہیں پوچھا تھا سو خاص کیا گیا وہ ساتھ انکار کے اوپر اس کے اسی واسطے جب وہ پھرا اور عویمر نے اس سے پوچھا تو کہا تو خیر نہیں لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو مکروہ جانا تو اس کا سبب یہ ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وحی اترنے کے زمانے میں جن مسئلوں میں کچھ حکم نہیں اترا تھا ان کا پوچھنا منع تھا تاکہ وحی اس کے حرام کرنے کے ساتھ نہ اترے اس چیز میں جو پہلے حرام نہ تھی پھر حرام ہوئی اور گواہی دیتی ہے واسطے اس کے حدیث صحیح کہ سب لوگوں میں زیادہ گنہگار وہ شخص ہے جو سوال کرے ایک چیز سے جو نہ حرام ہو پھر اس کے سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد مکروہ ہونا اس مسئلوں کا ہے جن کی حاجت نہ ہو خاص کر جس میں مسلمان کے ستر کی ہتک ہو یا اشاعت فاحشہ باشناعت کے ہو اوپر اس کے اور نہیں مراد ہیں وہ مسئلے جن کی حاجت ہے جب کہ واقع ہوں اس واسطے کہ دستور تھا کہ مسلمان مسئلے پوچھتے تھے جب کہ واقع ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بغیر کراہت کے جواب دیتے سو جب کہ عاصم کے سوال میں شناعت تھی اور مترتب ہوتا تھا اس پر قادر ہونا یہود اور منافقوں کا مسلمانوں کی آبروؤں پر تو

حضرت ﷺ نے اس کے پوچھنے کو مکروہ جانا اور اکثر اوقات مسئلے میں تنگی ہوتی تھی اور حضرت ﷺ اپنی امت پر آسانی چاہتے تھے اور اس کے گواہ حدیثوں میں بہت ہیں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں اتری آیت لعان کی مگر واسطے بہت ہونے سوال کے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان کی آیت عویمر کے سبب سے اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ وہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے سبب سے اتری، تطبیق یہ ہے کہ شاید ہلال رضی اللہ عنہ نے پہلے پوچھا ہو پھر عویمر نے پوچھا ہو سو وہ دونوں کے حال میں اکٹھی اتری اور احتمال ہے کہ عاصم نے اس کے اترنے سے پہلے سوال کیا ہو پھر اس کے بعد ہلال رضی اللہ عنہ آیا ہو سو اتری ہو آیت وقت سوال اس کے کی سو آیا ہو عویمر دوسری بار میں جس میں کہا کہ جو مسئلہ میں نے تجھ سے پوچھا تھا اس کے ساتھ میں مبتلا ہوا سو پایا آیت کو اتری ہلال رضی اللہ عنہ کے حال میں سو حضرت ﷺ نے اس کو بتلایا کہ وہ اس کے حال میں اتری یعنی اتری وہ ہر اس شخص کے حق میں جو واقع ہو واسطے اس کے یہ اس واسطے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ہلال رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو کہا کہ جا اور اس کو لا یعنی اور وہ گیا اور اس کو لایا سو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اس نے انکار کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لعان ہو نزدیک حاکم کے اور اس کے حکم سے سو اگر وہ دونوں حاکم کے سوا کسی اور کے ساتھ راضی ہوں جو ان کے درمیان لعان کروا دے اور وہ لعان کرے تو نہیں صحیح ہوتا ہے لعان اس واسطے کہ لعان میں سختی اور گوشمالی ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ خاص ہوں ساتھ اس کے حاکم اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے سو حضرت ﷺ نے سورہ نور کی آیتوں کو اس پر پڑھا یعنی جن میں لعان کا ذکر ہے اور اس کو وعظ کیا اور نصیحت کی اور خبر دی کہ عذاب دنیا کا آسان تر ہے آخرت کے عذاب سے اس مرد نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا پھر حضرت ﷺ نے عورت کو بلایا اور اس کو نصیحت کی اور اس کو خبر دی کہ عذاب دنیا کا آسان تر ہے آخرت کے عذاب سے اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا البتہ وہ جھوٹا ہے اور یہ جو کہا کہ دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا تو ایک روایت میں ہے کہ عصر کی نماز کے بعد تھا نزدیک منبر کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مجموع اس کے کی اس پر کہ لعان حاکموں کے سامنے ہوتا ہے اور لوگوں کے جمع میں اور یہ ایک قسم سزا ہے دوسرے وقت ہے تیسری جگہ ہے اور یہ سزا مستحب ہے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے۔

تنبیہ: نہیں دیکھا میں نے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کسی طریق میں صفت لعان کرنے ان دونوں کے سوائے اوزاعی کی روایت میں جو تفسیر میں گزری کہ اس میں ہے کہ حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ لعان کے ساتھ اس صفت کے کہ بیان کیا ہے اللہ نے اپنی کتاب میں اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ نہیں زیادہ کیا دونوں نے کچھ اس چیز پر کہ آیت میں ہے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نزدیک مسلم کے صریح ہے بیچ اس کے کہ اس میں ہے کہ ابتدا کی ساتھ مرد کے سو اس نے گواہی دی چار بار ساتھ اللہ کے کہ البتہ وہ سچوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہا کہ لعنت اللہ کی مرد پر اگر ہو

جھوٹوں میں سے پھر اس کے بعد اسی طرح عورت سے کہلوایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی طرح ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ عورت لعان کرنے لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے نہ مانا سو اس نے لعان کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ابویعلیٰ کے نزدیک اور اس کی اصل مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے ساتھ اللہ کے کہ تو سچوں میں سے ہے؟ اس چیز میں کہ تو نے اس کو زنا کی تہمت دی، سو اس نے چار بار اس کے ساتھ گواہی دی پھر پانچویں بار اس سے فرمایا کہ اللہ کی لعنت تجھ پر اگر تو جھوٹوں میں سے ہو سو اس نے کہا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر عورت کو بلایا پس ذکر کیا مثل اس کی سو جب پانچویں بار ہوئی تو چپ رہی وہ چپ رہنا یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں رسوا نہیں کرتی اپنی قوم کو ساری عمر گزری وہ اپنے قول پر اور یہ جو کہا کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدائی درمیان دونوں لعان کرنے والوں کے موقوف اوپر طلاق دینی مرد کی **كما تقدم نقله عن عثمان التبی** اور جواب دیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ جدائی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان دونوں لعان کرنے والوں کے اس واسطے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی دونوں ایک قصے میں ہیں اور ظاہر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ جدائی واقع ہوئی ساتھ تفریق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ جو کہا **لا سبیل لك علیها** تو استدلال کیا ہے ہمارے بعض اصحاب نے واسطے واقع ہونے جدائی کے ساتھ نفس طلاق کے عموم لفظ اس کے سے نہ خصوص سیاق سے اور یہ جو کہا کہ ہوا یہ طریقہ درمیان دو لعان کرنے والوں کے یعنی ان کے درمیان تفریق کی جائے پھر دونوں کبھی جمع نہ ہوں اور اسم کانت کا فرقت ہے یعنی ہوئی یہ جدائی دستور۔ (فتح)

بَابُ التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ. مسجد میں لعان کرنے کا بیان۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے طرف اختلاف حنفیہ کے کہ لعان نہیں متعین ہے مسجد میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے جس جگہ ہو امام یا جس جگہ چاہے۔ (فتح)

٤٨٩٧ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهَا عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ

۴۸۹۷۔ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابن شہاب رحمہ اللہ نے لعان کرنے سے اور سنت سے کہ بیچ اس کے ہے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو بنی ساعدہ کا بھائی ہے کہ ایک انصاری مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یا کس طرح کرے؟ سو اللہ نے اس کے حال میں اتارا جو

أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَأْنِهٖ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيْقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى لِأُمِّهٖ قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِيْ مِيْرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهٗ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَحْمَرَ قَصِيْرًا كَأَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَسْوَدَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَآءَتْ بِهٖ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ.

قرآن میں مذکور ہے امر لعان کرنے کے سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ حکم کیا ہے اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں سو دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا سو جب دونوں مرد اور عورت لعان سے فارغ ہوئے تو مرد نے کہا یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حکم کریں اس کو حضرت ﷺ جب کہ فارغ ہوئے دونوں لعان کرنے سے سو جدا کیا اس نے اس کو پاس حضرت ﷺ کے سو فرمایا یہ تفریق ہے درمیان دو لعان کرنے والوں کے۔ کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے کہ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہ ان کے بعد سنت ہوئی کہ دونوں لعان کرنے والوں میں جدائی کی جائے اور وہ عورت حاملہ تھی اور اس کا بیٹا اپنی ماں کے نام پر بلایا جاتا تھا پھر جاری ہوئی سنت اس عورت کی میراث میں کہ وہ اپنے بیٹے کی وارث ہو اور وہ اس کا وارث بنے جو اللہ نے مقرر کیا ہے، کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے ابن شہاب رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر جنے وہ عورت بچہ سرخ رنگ والا پست قد جیسے بامنی کا رنگ ہے تو نہیں گمان کروں گا میں اس عورت کو مگر کہ وہ سچی ہے اور مرد نے اس پر جھوٹ بولا اور اگر وہ جنے بچہ کالی آنکھ والا موٹی پنڈلیوں والا تو میں نہیں گمان کروں گا مگر کہ اس نے اس پر سچ بولا سو اس نے بری صفت پر بچہ جنا۔

فائدہ: اگر جنے بچہ سرخ رنگ کا تو عورت سچی ہے یعنی اس واسطے کہ اس کا خاوند سرخ رنگ تھا سو اگر بچہ سرخ رنگ ہوا تو اس کے خاوند کا ہوگا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو وہ عورت بچہ جنی اس صفت پر جو حضرت ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ.

بیان میں قول حضرت ﷺ کے کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا؟۔

فائدہ: یعنی جو انکار کرے نہیں تو جو اقرار کرے وہ بھی سنگسار کیا جاتا ہے۔

٤٨٩٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهٖ خَدْلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَجَآءَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ

۴۸۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس لعان کرنے کا ذکر ہوا یعنی اس مرد کے حکم کا ذکر ہوا جو اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت دے تو عاصم بن عدی نے اس میں بات کہی یعنی سوال کیا اس نے حضرت ﷺ کو اس حکم سے جس کے پوچھنے کا عویمر نے اس کو حکم کیا سو عاصم پھرا سو اس کی قوم میں سے ایک مرد یعنی عویمر اس کے پاس آیا اس کی طرف گلہ کرتا کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک اجنبی مرد کو پایا تو کہا عاصم نے کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر اپنی بات کے سبب سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھا سو ہو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور خبر دی آپ کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور تھا وہ مرد یعنی جس نے اپنی عورت کو تہمت لگائی زرد رنگ والا کم گوشت یعنی دبلے بدن والا سیدھے بال والا اور جس پر اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا وہ موٹی پنڈلیوں والا سرخ رنگ والا موٹے بدن والا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بیان کر سو اس نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے لعان کرنے کا درمیان اول دونوں کے کہا ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں کہ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سنگسار کرتا بغیر گواہوں کے تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں

بْنُ يُوْسُفَ اٰدَمَ خَدِلًا. یہ وہ عورت ہے جو اسلام میں زنا کو ظاہر کرتی تھی۔

فائدہ: کہا ابو عاصم نے نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر بسبب قول میرے کے تو یہ اس نے اس واسطے کہا کہ عویمر کے نکاح میں عاصم کی بیٹی یا بھتیجی تھی اسی واسطے نسبت کیا اس نے اس امر کو طرف نفس اپنے کے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں مبتلا ہوا میں مگر اپنے قول سے یعنی بسبب سوال کرنے میرے کے اس چیز سے جو نہیں واقع ہوئی گویا کہ اس نے کہا کہ سزا دیا گیا میں ساتھ واقع ہونے اس امر کے اپنے گھر والوں میں اور قوی یہ بات ہے کہ قصہ لعان کا متعدد ہے یعنی کئی بار واقع ہوا ہے کئی شخصوں کے ساتھ اور یہ جو کہا مصفرا تو اس کے معنی ہیں قوی زردی والا اور نہیں مخالف ہے یہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کہ اس میں ہے کہ سرخ رنگ تھا اس واسطے کہ یہ سرخ اس کا اصلی رنگ تھا اور زردی اس پر عارضی تھی اور آدم کے معنی ہیں کہ اس کا رنگ سیاہی سے قریب تھا اور کثیر اللحم یعنی سارے بدن میں اور یہ تعمیم ہے بعد تخصیص کے اور جاءت کے معنی ہیں اس نے بچہ جنا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان لعان کروایا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ لعان دونوں کے درمیان متاخر ہوا یہاں تک کہ اس نے بچہ جنا سو یہ محمول ہوگا اس پر کہ قول اس کا فلاعن بعد قول اس کے ہے سو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور خبر دی ان کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور یہ جو کہا کہ تھا یہ مرد زرد رنگ الخ تو یہ جملہ معترضہ ہے اور باعث اس پر وہ چیز ہے جو پہلے بیان کی ہم نے کہ یہ روایت قاسم کی موافق ہے واسطے حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو کہا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قائل ہے کہ انکار کرنا عورت کا لعان سے نہیں واجب کرتا اس پر حد کو کہ ور یہ قول اوزاعی اور اصحاب رائے کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نہیں ثابت ہوتی ہیں حدیں ساتھ نکول کے اور ساتھ اس کے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لو كنت راجما نہیں واقع ہوا بسبب لعان کے فقط اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ جب باز رہے تو قید کی جائے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہوں کہ سنگسار کی جائے اس واسطے کہ اگر اقرار کرے صریح پھر پھر جائے تو نہیں سنگسار کی جاتی سو کس طرح سنگسار کی جائے گی جب کہ انکار کرے لعان سے۔ (فتح)

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ. باب ہے بیچ بیان مہر لعان کی گئی عورت کے۔

فائدہ: یعنی بیچ بیان حکم اس کے کی اور البتہ منعقد ہو چکا ہے اجماع اس پر کہ جس عورت سے صحبت کی ہو وہ سارے مہر کی مستحق ہے اور جس سے صحبت نہ کی ہو اس کے مہر میں اختلاف ہے جمہور کا یہ قول ہے کہ اس کے واسطے آدھا مہر جیسے کہ اس کے سوا اور طلاق والیوں کو آدھا مہر دیا جاتا ہے پہلے دخول سے اور بعض نے کہا کہ بلکہ اس کے واسطے سارا مہر ہے یہ قول ابو زناد اور حکم اور حماد کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے بالکل کچھ چیز نہیں یہ قول زہری کا ہے اور مروی ہے مالک رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

٤٨٩٩ ۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوْبُ فَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ إِنَّ فِي الْحَدِيْثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ.

۴۸۹۹۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو حرام کاری کا عیب لگایا یعنی اس کا کیا حکم ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان جدائی کروائی اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا سو دونوں نے توبہ سے انکار کیا پھر فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ایک تم میں سے جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا دونوں نے نہ مانا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان جدائی کروائی کہا ایوب نے کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے کہا کہ حدیث میں ایک چیز ہے میں نہیں دیکھتا کہ تو اس کو بیان کرے کہا کہ اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرا مال اس عورت سے دلوا دیجیے یعنی جو میں نے اس کو مہر میں دیا تھا، کہا راوی نے کہا کہ تجھ کو مال نہ ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی بدکاری کا سچ دعویٰ کیا تھا سو تو نے اس سے صحبت کی یعنی جو تو نے اس سے صحبت کی تھی اس کے بدلے میں وہ مال گیا اور اگر تو اس دعویٰ میں جھوٹا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے۔

فائدہ: سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم کوفے میں تھے ہم میں سے بعض کہتے تھے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کی جائے اور بعض کہتے تھے کہ نہ تفریق کی جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ خلاف اس مسئلے میں قدیم سے ہے اور بدستور رہا عثمان فقہاء کوفہ میں سے اس پر کہ لعان جدائی کو تقاضا نہیں کرتا اور شاید اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نہیں پہنچی اور یہ جو کہا کہ کیا ہے دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ تھا یہ پہلے صادر ہونے لعان کے درمیان دونوں کے وسیاتی ان شاء اللہ تعالٰی اور یہ جو کہا کہ کہا ایوب نے الخ تو اس کا حاصل یہ ہے کہ عمرو بن دینار اور ایوب دونوں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اکٹھی حدیث سنی سو یاد رکھا اس میں عمرو نے جو نہیں یاد رکھا ایوب نے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو سفیان بن عیینہ نے جس جگہ روایت کیا دونوں سے اکٹھی آئندہ باب میں سو واقع

ہوا ہے بیچ روایت اس کی کے عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند اس کی کے کہ حضرت ﷺ نے دونوں لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ تم دونوں کا حساب اللہ پر ہے اللہ آپ کا حساب کرے گا تم دونوں سے ایک جھوٹا ہے نہیں کوئی راہ تجھ پر اوپر اس کے اس نے کہا میرا مال فرمایا مال تجھ کو نہیں ملے گا اور لا سبیل کے معنی ہیں کہ نہیں قابو اور بہر حال قول اس کا مالی سو یہ فاعل ہے فعل محذوف کا گویا کہ جب اس نے سنا کہ تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں تو اس نے کہا کہ کیا میرا مال جاتا رہے گا اور مراد ساتھ اس کے مہر ہے، کہا ابن عربی نے مال میرا یعنی مہر جو میں نے اس کو دیا تھا سو اس کو جواب ملا کہ تو نے اس کو پورا پایا ہے ساتھ اس کے کہ تو نے اس پر دخول کیا اور اس نے تجھ کو اپنی جان پر قدرت دی اور یہ جو کہا کہ یہ زیادہ تر بعید ہے واسطے تیرے یعنی مطالبہ اس کے سے تا کہ نہ جمع ہو اس پر ظلم اس کی آبرو میں اور مطالبہ اوپر اس کے ساتھ مال کے کہ قبض کیا ہے اس نے تجھ سے قبض کرنا صحیح کہ اس کی وہ مستحق ہے اور معلوم ہوا کہ قیل کا فاعل حضرت ﷺ ہیں اور یہ جو کہا دخلت بها تو تفسیر کیا ہے اس کو سفیان کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے فهو بما استحللت من فرجها یعنی جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے مال گیا اور ایک روایت میں ہے فذلك ابعد لك اور ذلک اشارہ ہے طرف جھوٹ کی اس واسطے کہ باوجود سچ کے بعید ہے اس پر دوہرانا مال کا تو جھوٹ میں زیادہ تر بعید ہوگا اور مستفاد ہوتا ہے اس کے اس قول سے فهو بما استحللت من فرجها کہ لعان کرنے والی عورت اگر لعان کے بعد اپنے نفس کو جھٹلائے اور زنا کا اقرار کرے تو واجب ہوتی ہے اس پر حد لیکن اس کا مہر ساقط نہیں ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ.

کہنا امام کا دونوں لعان کرنے والوں کو کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟۔

فائدہ: کیا ہے تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا؟ احتمال ہے کہ ہو یہ بطور ارشاد کے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوا دونوں میں سے اور نہ ایک سے اقرار اور اس واسطے کہ اگر خاوند اپنے نفس کو جھٹلاتا تو ہوتی توبہ اس سے۔ (فتح)

۴۹۰۰ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ حَدِيْثِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ

۴۹۰۰۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دو لعان کرنے والوں کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے دو لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ دونوں کا حساب اللہ پر ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اس نے کہا میرا مال دلوا دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو مال نہیں ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی بدکاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت

عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ أَيُّوبُ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ.

کی تھی اس کے بدلے میں وہ مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے علی بن عبداللہ نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ یاد رکھا میں نے اس کو عمرو سے یعنی سماع سفیان کا عمرو سے ثابت ہے اور کہا ایوب نے کہ سنا میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو زنا کا عیب لگایا اس کا کیا حکم ہے یعنی سفیان نے عمرو اور ایوب دونوں سے یہ حدیث روایت کی ہے وہ دونوں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا اور سفیان نے اپنی دو انگلیوں یعنی سبابہ اور بیچ کی انگلی کے درمیان فرق کیا یہ جملہ معترضہ ہے مراد ساتھ اس کے بیان کرنا کیفیت کا ہے اور جدائی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان دو بھائیوں قوم بنی عجلان کے اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ایک تم دونوں میں سے جھوٹا ہے سو کیا کوئی تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا ہے؟ تین بار فرمایا کہا سفیان نے یاد رکھا میں نے اس کو عمرو اور ایوب سے جیسے میں نے تجھ کو خبر دی یہ سفیان نے علی بن عبداللہ سے کہا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام بعد فارغ ہونے دونوں کے لعان سے سو اس سے لیا جاتا ہے عرض کرنا توبہ کا گنہگار پر اگرچہ بطور اجمال کے ہو اور یہ کہ لازم آتی ہے جھوٹ مارنے اس کے سے توبہ اس سے اور کہا داؤدی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لعان سے پہلے فرمایا واسطے ڈرانے دونوں کے اس سے اور اول اظہر اور اولیٰ ہے ساتھ سیاق کلام کے میں کہتا ہوں کہ جو داؤدی نے کہا وہ اولیٰ ہے اور جہت سے اور وہ مشروع ہونا وعظ کا ہے پہلے واقع ہونے سے گناہ میں بلکہ وہ لائق تر ہے اسی چیز سے کہ واقع ہونے کے بعد ہو اور بہر حال سیاق کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں سو دونوں امروں کا محتمل ہے اور بہر حال حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سو اس کا سیاق ظاہر ہے اس چیز میں کہ کہا داؤدی نے پس بیچ روایت جریر بن حازم کے ایوب سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نزدیک طبرانی اور حاکم وغیرہ کے ہلال رضی اللہ عنہ

کے قصے میں کہا سو دونوں کو حضرت ﷺ نے بلایا جب کہ لعان کی آیت اتری سو فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے کوئی تم میں سے توبہ کرنے والا؟ سو کہا ہلال رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی البتہ میں سچا ہوں، الحدیث اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث عکرمہ رحمہ اللہ کی روایت سے اور قصے میں ہے اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث اور قصے میں ہے سو دونوں امر صحیح ہیں باعتبار تعدد کے۔ (فتح الباری)

بَابُ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

دولعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کرنا۔

٤٩٠١ ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ قَذَفَهَا وَأَحْلَفَهُمَا.

۴۹۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد اور اس کی عورت کے درمیان جدائی کی کہ اس نے اس کو حرام کاری کی تہمت لگائی تھی اور ان کو قسم دی۔

٤٩٠٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

۴۹۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک انصاری مرد اور اس کی عورت کے درمیان لعان کروایا اور ان دونوں کے درمیان جدائی کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کی سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی درمیان دولعان کرنے والوں کے ساتھ نفس لعان کے یہاں تک کہ واقع کرے اس کو حاکم اور روایت ابن جریج کی جو پہلے گزر چکی ہے **فکانت سنة المتلاعنين لا يجتمعان ابدا** یعنی ہوئی یہ جدائی سنت دولعان کرنے والوں میں نہ جمع ہوں گے یہ دونوں کبھی یہ روایت تائید کرتی ہے اس امر کی کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے اور ساتھ اس کے تائید ہوتی ہے اس شخص کے قول کو جو حمل کرتا ہے تفریق کو باب کی حدیث میں اس پر کہ وہ بیان کرنا حکم کا ہے نہ واقع کرنا تفریق کا یعنی جدائی کا حکم بیان فرمایا اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے دوسری روایت میں کہ تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ جواب واسطے سوال مرد کے اپنے مال سے جو عورت نے اس سے لیا تھا اور جواب دیا گیا ہے کہ اعتبار ساتھ عام ہونے لفظ کے ہے اور یہ نکرہ ہے بیچ سیاق نفی کے اور نہیں ہے واسطے عورت کے مکان رہنے کا اس واسطے کہ وہ دونوں جدا جدا ہوتے ہیں بغیر طلاق کے اور بغیر مرنے خاوند کے اس نے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جدائی واقع ہوتی ہے درمیان دونوں کے ساتھ نفس لعان کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ قول راوی کا سہل رضی اللہ عنہ کی

حدیث میں سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں ساتھ جدائی اس کی کے کہ مرد نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو طلاق دی پہلے اس سے کہ جانے کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے سو جلدی کی اس نے طرف طلاق دینے اس کے کی واسطے شدت نفرت اس کی کے اس عورت سے اور یہ جو کہا کہ وہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوں گے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدائی لعان کی ابدی ہے یعنی وہ عورت اس پر ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے کبھی ساتھ اس کے نکاح کرنا درست نہیں اگرچہ حلالہ کے بعد ہو اور یہ کہ لعان کرنے والا مرد اگر اپنے نفس کو جھٹلائے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے اس سے بعد اس کے اور بعض نے کہا کہ اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ساتھ لعان کے ایک طلاق بائن یہ قول حماد رحمہ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور محمد بن حسن رحمہ اللہ علیہ کا ہے اور صحیح ہو چکا ہے سعید بن میسب رحمہ اللہ علیہ سے کہا انہوں نے کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے اس سے بعد اس کے اور بعض نے کہا کہ اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ساتھ لعان کے ایک طلاق بائن یہ قول حماد اور ابوحنیفہ اور محمد بن حسن کا ہے اور صحیح ہو چکا ہے سعید بن میسب سے کہ انھوں نے کہا کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو ہوتا ہے نکاح کا پیغام کرنے والا اور شعبی اور ضحاک سے روایت ہے کہ جب اپنے نفس کو جھٹلائے تو اس کی عورت اس کی طرف پھیری جائے، کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ میرے نزدیک تیسرا قول ہے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اس کے قول ردت الیہ کے یہ معنی ہوں یعنی بعد عقد جدید کے پس موافق ہوگا پہلے قول کو کہا سمعانی نے کہ نہیں واقف ہوا میں اوپر دلیل تائید فرقت کے باعتبار قیاس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیروی اس میں نص کی ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے اس کے واسطے ایک فائدہ بیان کیا ہے یعنی یہ جو کہا کہ وہ دونوں کبھی آپس میں جمع نہیں ہوں گے تو اس کی وجہ یہ ہے تا کہ نہ جمع ہو ملعون ساتھ غیر ملعون کے اس واسطے کہ ایک دونوں میں سے فی الجملہ ملعون ہے برخلاف اس صورت کے جب کہ نکاح کرے عورت لعان کرنے والے کے سوا اور مرد سے اس واسطے کہ وہ تحقیق نہیں ہوتا اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو دونوں کو نکاح کرنا منع ہوتا اس واسطے کہ ایک دونوں میں سے تحقیق ملعون ہے اور ممکن ہے کہ جواب دیا جائے ساتھ اس طور کے کہ اس صورت میں فی الجملہ جدا جدا ہو جاتے ہیں کہا سمعانی نے کہ وارد کیا ہے بعض حنفیوں نے کہ قول اس کا المتلاعنان تقاضا کرتا ہے کہ فرقت ابدی کے واسطے شرط ہے کہ لعان مرد اور عورت دونوں سے ہو اور شافعیہ کفایت کرتے ہیں فرقت ابدی میں ساتھ لعان خاوند کے فقط کما تقدم اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جب کہ تھا لعان مرد کا بسبب لعان عورت کے اور صریح لفظ لعن کا مرد کی جانب میں پایا جاتا ہے سوائے عورت کے تو نام رکھا گیا ہے اس چیز کا کہ موجود ہے اس سے ملاعنت اور اس واسطے کہ لعان مرد کا سبب ہے

بیچ ثابت کرنے زنا کے اوپر عورت کے پس لازم پکڑتا ہے یہ نفی نسب ولدیت کو پس دور ہو گا فراش اور جب دور ہوا فراش تو ٹوٹ جائے گا نکاح سو اگر کہا جائے کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو لازم آتا ہے مرتفع ہونا ملاعنت کا از روئے حکم کے اور جب لعان کا حکم اٹھ گیا تو ہو گی عورت محل نفع اٹھانے کی ہم کہتے ہیں کہ لعان تمہارے نزدیک گواہی ہے اور گواہ جب حکم کے بعد رجوع کرے تو نہیں مرتفع ہوتا ہے حکم اور ہمارے نزدیک تو قسم ہے اور قسم جب حجت ہو جائے اور متعلق ہو ساتھ اس کے حکم تو نہیں اٹھتا اور جب اس نے اپنے نفس کو جھٹلایا تو البتہ اس نے گمان کیا کہ نہیں پائی گئی اس سے وہ چیز جو ساقط کرے حد کو اس سے پس واجب ہوتی ہے اس پر حد اور نہیں مرتفع ہوتا ہے موجب لعان کا۔ (فتح)

بَابُ يَلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ. لاحق ہوتا ہے بچہ ساتھ لعان کرنے والی عورت کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ دور ہو مرد اس سے بچہ جننے سے پہلے ہو یا پیچھے۔

٤٩٠٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

۴۹۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور اس کی عورت کے درمیان لعان کا حکم فرمایا سو وہ مرد اس عورت کے لڑکے سے دور ہوا یعنی اس نے کہا کہ یہ میرا نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کی اور لڑکے کو عورت کے ساتھ لاحق کیا۔

فائدہ: نافع رحمہ اللہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو عیب لگایا اور اس کے لڑکے سے دور ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا سو دونوں نے لعان کیا سو اس سے ظاہر ہوا کہ دور ہونا بچے سے سبب ہے لعان کرنے کا نہ عکس اس کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر مشروع ہونے لعان کے واسطے نفی کرنے ولد کے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نفی ہوتی ہے ولد کی ساتھ مجرد لعان کے اگرچہ نہ ذکر کرے اس کو مرد لعان میں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس کو اپنے ساتھ ملانا چاہے تو اس کے ساتھ مل جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مرد کا لعان یہ تاثیر کرتا ہے کہ حد قذف کی اس سے دور ہو جاتی ہے اور عورت کا زنا ثابت ہو جاتا ہے پھر جب عورت لعان کرے تو اس سے بھی حد ساقط ہو جاتی ہے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر لعان میں مرد فرزند کی نفی کرے تو دور ہو جاتا ہے اور اگر اس کے واسطے تعرض نہ کرے تو جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ دوہرائے لعان کو واسطے دور ہونے اس کے کی اور نہیں لازم ہے دوہرانا لعان کا عورت پر اور اگر ممکن ہو اٹھا لے جانا اس قصیے کا طرف حاکم کی اور تاخیر کرے اس میں بغیر عذر کے یہاں تک کہ عورت بچہ جنے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ نفی کرے اس کی جیسا کہ شفعہ میں حکم ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ نہیں شرط ہے بیچ نفی حمل کے تصریح کرنی مرد کی ساتھ اس کے کہ

اس نے زنا کا بچہ جنا ہے اور نہ یہ کہ استبرا کیا ہے اس نے اس کو ساتھ ایک حیض کے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ شرط ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے جو ان کے مخالف ہیں ساتھ اس کے کہ نفی کی اس نے حمل کی آپ سے بغیر اس کے کہ تعرض کرے واسطے اس کے برخلاف لعان کے جو پیدا ہونے والا ہے عورت کے قذف سے اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ حامل کو کبھی حیض آتا ہے پس نہیں ہے کوئی معنی واسطے شرط ہونے استبرا کے اور یہ جو کہا **الحق الولد بامه** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا اس کو واسطے عورت کے اور دور کیا اس کو خاوند سے سو نہیں ہے باہم وارث ہونا درمیان دونوں کے اور بہر حال اس کی ماں تو وہ اس کی وارث ہوگی جو حصہ کہ اللہ نے اس کے واسطے مقرر کیا ہے **كما وقع صريحا فى حديث سهل كما تقدم فى شرح حديثه فى آخره** کہ اس کا بیٹا اس کے نام سے پکارا جاتا ہے پھر جاری ہوئی سنت اس کی میراث میں کہ وہ اس کی وارث ہو اور وہ اس کا وارث ہو جو مقرر کیا ہے اللہ نے واسطے اس کے اور بعض نے کہا کہ معنی لاحق کرنے کے یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو اس کا باپ ٹھہرایا سو وہ وارث ہوگی اس کے تمام مال کی جب کہ کوئی وارث نہ ہو اولاد اور مانند اس کی سے اور یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور واثلہ اور ایک گروہ کا ہے اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ماں کے عصبے اس کے عصبے ہو جاتے ہیں اور یہ قول علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے اور مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور بعض نے کہا کہ وارث ہوتی ہے اس کی ماں اس کی اور بھائی اخیافی اس کے ساتھ فرض کے اور رد کے یعنی کچھ مال اس کا ان کو ساتھ حصہ مقرر کے پہنچتا ہے اور کچھ بطور رد کے اور یہ قول ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بچہ نفی کیا گیا ساتھ لعان کے اگر لڑکی ہو تو حلال ہے واسطے لعان کرنے والے کے نکاح کرنا اس سے اور یہ ایک وجہ شاذ ہے واسطے شافعیوں کے اور اصح قول ان کا مانند قول جمہور کے ہے کہ وہ حرام ہے اس واسطے کہ وہ فی الجملہ ربیبہ ہے یعنی گود کی پالی ہوئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ. امام کا کہنا کہ الٰہی! بیان کر۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ نہیں معنی اس دعاء کے طلب کرنا ثبوت صدق کا دونوں میں سے فقط بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عورت بچہ جنے تا کہ ظاہر ہو مشابہت اس کی ساتھ خاوند کے یا ساتھ دوسرے مرد کے اور نہیں منع ہے دلالت عورت کی ساتھ موت بچے کے مثلا پس نہ ظاہر ہو بیان اور حکمت اس میں منع کرنا اس شخص کا ہے جو اس کو دیکھے اختلاط کرنے سے ساتھ ایسے کام کے واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوتی ہے قبیح سے اگرچہ ساقط ہو۔

٤٩٠٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ

۴۹۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو لعان کرنے والوں کا ذکر ہوا تو عاصم نے اس میں بات کہی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حکم پوچھا

الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهٗ أَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطَطًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَّرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوْءَ فِي الْإِسْلَامِ.

جو عویمر نے اس کو کہا تھا کہ اس کے واسطے پوچھے پھر وہ پھرا سو اس کی قوم میں سے ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے اس کے آگے ذکر کیا کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک اجنبی مرد کو پایا سو کہا عاصم نے کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس امر کے مگر اپنے قول کے سبب سے یعنی بسبب سوال کرنے میرے کے اس چیز سے کہ نہیں واقع ہوئی سو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو خبر دی آپ کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور تھا وہ مرد یعنی اس کا خاوند زرد رنگ دبلا کم گوشت والا سیدھے بالوں والا اور جس کو اس نے اپنی عورت کے پاس پایا تھا وہ گندم گوں موٹی پنڈلیوں والا موٹے بدن والا نہایت گھنگریالے بالوں والا سو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بیان کر سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا تھا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حضرت ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کروایا تو ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں کہا کہ کیا یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا تو البتہ اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ ایک عورت ہے جو اسلام میں کھلم کھلا بے حیائی کرتی تھی۔

فائدہ: یہ جو کہا سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے ساتھ پایا سو حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کروایا تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ لعان تاخیر کیا گیا بچہ جننے تک لیکن میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اس قصے میں ہے جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور پہلے گزر چکا ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ لعان ان کے درمیان بچہ جننے سے پہلے ہوا بنا بر اس کے فا اس کے قول فلاعن میں معقب ہے یعنی فلاعن اس کے اس قول کے بعد ہے سو خبر دی اس کو ساتھ اس چیز کے جس پر اس

نے اپنی عورت کو پایا اور بہر حال قول اس کا کان ذلك الرجل الخ تو یہ جملہ معترضہ ہے درمیان دو جملوں کے اور احتمال ہے کہ لعان ایک بار قذف کے سبب سے واقع ہوا ہو اور ایک بار نفی کے سبب سے واقع ہوا ہو، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تو یہ مرد عبداللہ بن شداد ہے اور یہ جو کہا کانت تظهر فی الاسلام السوء یعنی کھلم کھلی بے حیائی کرتی تھی لیکن نہیں ثابت ہوا یہ ساتھ گواہ کے اور نہ اقرار، کہا داؤدی نے اس میں جواز عیب اس شخص کا ہے جو بدی کی راہ چلے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا نام نہیں لیا سو اگر ارادہ کرے اظہار عیب کا بطور ابہام کے تو محتمل ہے اور البتہ گزر چکا ہے تفسیر میں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو لا ما مضی من کتاب اللہ لکان لی ولها شان یعنی اگر نہ ہوتی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے حکم اللہ کے سے یعنی لعان دفع کرتا ہے حد کو عورت سے تو البتہ میں اس پر حد کو قائم کرتا بسبب مشابہت ظاہر کے ساتھ اس شخص کے کہ تہمت لگائی گئی اس کو ساتھ اس کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ساتھ اجتہاد کے اس مسئلے میں کہ نہیں اتاری گئی اس میں آپ پر وحی خاص یعنی خاص کر جس مسئلے میں وحی نہ اتری ہو اور جب اترتی وحی حکم کی اس مسئلے میں تو قطع کرتے نظر کو اجتہاد سے اور عمل کرتے ساتھ اس حکم کے کہ اترتا اور جاری کرتے امر کو ظاہر پر اگرچہ قائم ہوتا قرینہ جو تقاضا کرے خلاف ظاہر کو اور لعان کی حدیثوں میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے یہ کہ مفتی جب سوال کیا جائے کسی مسئلے سے اور اس کے حکم کو نہ جانتا ہو اور امیدوار ہو کہ اس میں کوئی نص پائے تو نہ جلدی کرے طرف اجتہاد کی بیچ اس کے اور اس میں سفر کرنا ہے واسطے مسئلے کے جو پیش آئے اس واسطے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے عراق سے مکے کی طرف سفر کیا واسطے پوچھنے مسئلے لعان کے اور اس میں آنا ہے عالم کے پاس اس کی جگہ میں اگرچہ اس کے قیلولہ کی جگہ ہو جب کہ آنے والا پہچانتا ہو کہ یہ اس پر بھاری نہیں گزرے گا اور اس میں تعظیم عالم کی ہے اور خطاب کرنا اس کو ساتھ کنیت اس کی کے اس واسطے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ لعان کا مسئلہ پوچھنے کے واسطے مکے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر میں گئے اور ان کو کہا اے ابو عبدالرحمٰن! یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت تعجب کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سن کر سبحان اللہ کہا اور اشعار ہے ساتھ فراخ ہونے علم سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تعجب کیا کہ ایسا حکم اس پر کس طرح پوشیدہ رہا اور احتمال ہے کہ ہو تعجب کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطے جاننے ان کے کی ساتھ اس کے کہ حکم مذکور پہلے مشہور تھا سو بعض لوگوں پر کس طرح پوشیدہ رہا اور اس میں بیان کرنا پہلی چیزوں کا ہے اور کوشش کرنی ساتھ پہچاننے ان کے واسطے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ پہلے پہل فلاں نے یہ مسئلہ پوچھا تھا اور قول انس رضی اللہ عنہ کا پہلا لعان کہ تھا اور اس میں ہے کہ بلا موقوف ہے کلام پر اور یہ کہ اگر نہ واقع ہو بلا ساتھ بولنے والے کے تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس شخص کے جس کو اس کے ساتھ جوڑ ہو اور یہ کہ حاکم ہٹائے مدعی کو اڑ رہنے سے باطل پر

ساتھ وعظ اور نصیحت اور ڈرانے کے اور اس کو مکرر کرے تا کہ ہو ابلغ اور اس میں ارتکاب اخف دو مفسدوں کا ہے ساتھ ترک کرنے ثقیل تر کے دونوں میں سے اس واسطے کہ مفسدہ صبر کا برخلاف اس چیز کے کہ واجب کرتی ہے اس کو غیرت باوجود قبیح اور سخت ہونے اس کے آسان تر ہے آگے بڑھنے سے قتل پر جو نوبت پہنچاتا ہے طرف بدلہ لینے کی قاتل سے اور مقرر کی ہے واسطے اس کے شارع نے راہ طرف آرام اور بچنے کی اس سے یا ساتھ طلاق کے یا ساتھ لعان کے اور اس میں کہ استفہام ساتھ ارایت کے قدیم سے ہے اور یہ کہ عمل کیا جائے ساتھ خبر واحد کے جب کہ ہو ثقہ اور یہ کہ مسنون ہے واسطے حاکم کے وعظ کرنا لعان کرنے والوں کو وقت ارادے لعان کے اور مؤکد ہے نزدیک پانچویں بار کے اور اس میں ذکر کرنا دلیل کا ہے ساتھ بیان حکم کے اور یہ کہ مکروہ ہے پوچھنا اس مسئلوں کا جس میں مسلمان کی ہتک ہو یا اذیت خواہ کسی سبب سے ہو اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ مکروہ ہونا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا سبب اترنے وحی کے تا کہ نہ واقع ہو سوال مباح چیز سے سو وہ سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور ثابت ہو چکا ہے صحیح میں کہ سب لوگوں میں زیادہ تر گنہگار وہ شخص ہے جو سوال کرے ایک چیز سے جو نہ حرام ہو پھر اس کے سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور بدستور قائم رہی ہے ایک جماعت سلف سے اوپر مکروہ ہونے سوال کے اس چیز سے جو نہ واقع ہوئی ہو لیکن اکثر کا عمل اس کے برخلاف ہے سو نہیں گنی جاتی ہے وہ چیز کہ نکالا ہے اس کو فقہاء نے مسئلوں سے پہلے واقع ہونے ان کے اور اس میں ہے کہ اصحاب تھے پوچھتے حکم سے جس میں وحی نہ اتری ہو اور اس میں ہے کہ عالم جب سوال کو مکروہ جانے تو اس کو عیب کرے اور یہ کہ جس کو کوئی چیز مکروہ پیش آئے غیر کے سبب سے تو اس کو اس پر عتاب کرے اور یہ کہ جو کسی حکم پہچاننے کی طرف محتاج ہو وہ عالم کو پوچھنے سے باز نہ رہے اگرچہ عالم اس کے سوال کو برا جانا اور اس پر غضبناک ہو بلکہ اس سے دوہرا کر پوچھے یہاں تک کہ اس کی حاجت پوری ہو اور یہ کہ سوال کرنا اس چیز سے کہ لازم ہے دین کے کاموں میں مشروع ہے چھپی اور ظاہر اور نہیں اس میں عیب سائل پر اگرچہ ہو اس قسم سے کہ قبیح سمجھی جاتی ہو اور اس میں حرص دلانا ہے توبہ پر اور عمل کرنا ساتھ پردہ پوشی کے اور منحصر ہونا حق کا ایک جانب میں وقت مشکل ہونے واسطہ کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور یہ کہ دو جھگڑنے والے جھوٹے نہ سزا دی جائے کسی کو دونوں میں سے اگرچہ معلوم ہو کہ ایک جھوٹا ہے بغیر تعیین کے اور اس میں ہے کہ لعان جب واقع ہو تو ساقط ہوتی ہے حد قذف کی لعان کرنے والے سے واسطے عورت کے اور اس کے جس کے ساتھ اس کو تہمت دی گئی اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں مقذوف کا نام صریح آچکا ہے اور باوجود اس کے منقول نہیں ہوا کہ قاذف کو حد ماری گئی ہو کہا داؤدی نے کہ نہیں قائل ہے ساتھ اس کے مالک اس واسطے کہ اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور اگر اس کو پہنچتی تو اس کے ساتھ قائل ہوتا اور جواب دیا ہے اس شخص نے جو قائل ہے حنفیوں اور مالکیوں میں سے کہ حد مارا جائے ساتھ اس طور

کے کہ مقذوف نے طلب نہیں کیا اور وہ اس کا حق ہے اسی واسطے نہیں منقول ہے کہ قاذف حد مارا جائے اور اس میں ہے کہ نہیں ہے امام پر کہ معلوم کروائے مقذوف کو وہ چیز جو واقع ہوئی ہے قاذف سے اور اس میں ہے کہ حمل والی عورت لعان کرے پہلے بچہ جننے کے واسطے قول حضرت ﷺ کے حدیث میں کہ دیکھتے رہو کس رنگ کا بچہ جنتی ہے، الخ **کما تقدم.** **فی حدیث سھل** اور مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ آیا مرد اور اس کی عورت سو دونوں نے لعان کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امید ہے کہ لڑکا جنے یہ عورت کالا گھنگریالے بالوں والا سو اس نے لڑکا جنا کالا گھنگریالے بالوں والا اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض اہل رائے نے اس کا خلاف کیا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ حمل معلوم نہیں ہوتا اس واسطے کہ کبھی پھونک ہوتی ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ لعان مشروع ہوا ہے واسطے دفع کرنے حد قذف کے مرد سے اور دفع کرنے حد رجم کے عورت سے پس نہیں فرق ہے کہ حامل ہو یا حائل اسی واسطے مشروع ہے لعان ساتھ اس عورت کے جو حیض سے نا امید ہو اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے چھوٹے لڑکے میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مرد جب اس کو قذف کرے تو واسطے اس کے ہے کہ لعان کرے واسطے دفع کرنے حد قذف کے اس سے سوائے عورت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہے کفارہ بیچ قسم غموس کے اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو اس قصے میں بیان کیا جاتا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حانث معین نہیں ہوا اور جواب دیا گیا ہے کہ اگر واجب ہوتا تو البتہ بیان کیا جاتا مجمل طور سے مثلا اس طرح کہتے کہ جو تم دونوں میں سے حانث ہو وہ کفارہ دے جیسا کہ ارشاد کیا ایک کو دونوں میں سے طرف توبہ کی اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ میں حد لگے گی تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ قاذف اگر گواہوں سے عاجز ہو اور مقذوف سے قسم طلب کرے تو نہ جواب دیا جائے اس واسطے کہ حصر مذکور نہیں متغیر ہوئی اس سے مگر زیادتی مشروعیت لعان کی اور اس میں جواز ذکر اوصاف مذمومہ کا ہے وقت ضرورت کے جو داعی ہو طرف اس کی اور نہیں ہوتی ہے یہ غیبت حرام سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لعان نہیں مشروع ہے مگر واسطے اس شخص کے جس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر وہ مرد عورت کے زنا پر گواہ قائم کر سکتا تو اس کے واسطے جائز ہوتا کہ اس سے لعان کرے واسطے نفی ولد کے اس واسطے کہ وہ نہیں منحصر ہے زنا میں اور یہی قول ہے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور ان کے تابعداروں کا اور اس میں ہے کہ حکم متعلق ہوتا ہے ساتھ ظاہر کے اور باطن کے کام اللہ کے سپرد ہیں اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے اوپر قبول کرنے توبہ زندیق کے اور حجت شافعی رحمہ اللہ کی ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے تحقیق جان لیا تھا کہ ایک جھوٹا ہے اور تھے حضرت ﷺ قادر اوپر معین کرنے جھوٹے کے لیکن خبر دی کہ حکم ساتھ ظاہر شرع کے تقاضا کرتا ہے کہ چھپے کاموں کو نہ چھیڑا جائے اور البتہ ظاہر ہوئے قرینے ساتھ معین کرنے جھوٹے کے دونوں لعان کرنے والوں میں سے اور باوجود اس کے جاری کیا ان پر حکم ظاہر شرع کا اور نہ سزا

دی عورت کو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حاکم نہ کفایت کرے ساتھ ظن اور اشارے کے حدوں میں جب کہ مخالف ہو مانند قسم مدعی علیہ کی جب انکار کرے اور گواہ نہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر باطل کرنے استحسان کے جو حنفیوں میں مروج ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر قسم نہ ہوتی تو ہوتا واسطے میرے اور اس کے ایک شان یعنی اس پر حد کو قائم کرتا اور اس میں ہے کہ حاکم جب خرچ کرے اپنی کوشش کو اور پورا کرے شرطوں کو تو نہیں توڑا جاتا ہے حکم اس کا مگر یہ کہ ظاہر ہو اس پر چھوڑنا کسی شرط کا یا قصور کسی سبب میں اور اس میں ہے کہ لعان مشروع ہے ہر عورت میں اس کے ساتھ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور نقل کیا ہے اس میں ابن منذر نے اجماع کو اور بیچ مہر اس عورت کے جس سے صحبت نہ کی ہو خلاف ہے واسطے حنبلیوں کے سو اگر نکاح کرے فاسد یا طلاق دے بائن سو وہ عورت بچے جنے اور ارادہ کرے نفی ولد کا تو واسطے اس کے لعان کرنا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لاحق ہوتا ہے ساتھ اس کے بچہ اور نہیں ہے نفی اور نہ لعان اس واسطے کہ وہ اجنبی عورت ہے اور اسی طرح اگر تہمت کرے اس کو پھر بائن کرے اس کو ساتھ تین طلاقوں کے تو واسطے مرد کے ہے لعان اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے لعان اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ اگر اس کو تین طلاقیں دے پھر وہ بچہ جنے اور مرد اس سے انکار کرے تو واسطے مرد کے ہے لعان کرنا تو حارث نے اس سے کہا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾ سو بتلا تو کہ کیا وہ اس کی بیوی ہو؟ تو شعبی نے کہا کہ میں شرماتا ہوں اللہ سے کہ جب میں حق کو دیکھوں تو اس کی طرف رجوع نہ کروں اور اگر لعان کرے مرد تین بار فقط یعنی پانچ بار نہ کرے جیسے حکم ہے اور عورت بھی تین بار ہی کرے اور حاکم ان دونوں کے درمیان جدائی کرے تو نہیں واقع ہوتی ہے جدائی نزدیک جمہور کے اس واسطے کہ ظاہر قرآن کا یہ ہے کہ حد دونوں پر واجب ہو چکی ہے اور یہ کہ وہ دفع نہیں ہوتی مگر ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی پس متعین ہوا لانا تمام کو یعنی پانچ بار لعان کرے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس نے سنت سے خطا کی اور حاصل ہوتی ہے جدائی اس واسطے کہ وہ اکثر کو لایا ہے یعنی تین بار کو اور اقل کو چھوڑا ہے یعنی دو بار کو پس متعلق ہو گا ساتھ اس کے حکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لعان کرنے سے حمل کی نفی ہو جاتی ہے کہ یہ میرا نہیں برخلاف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اس کو دیکھتے رہو، الخ اس واسطے کہ یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ وہ حاملہ تھی اور باوجود اس کے لاحق کیا بچے کو ساتھ ماں اس کی کے اور اس میں جواز حلف کا اس چیز پر کہ غالب ہو گمان پر اور ہو سند اس کی تمسک ساتھ اصل کے یا قوت امید کے اللہ سے وقت تحقیق ہونے سچ کے واسطے قول اس شخص کے جس سے ہلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا قسم ہے اللہ کی البتہ تجھ کو حد ماریں گے اور واسطے قول ہلال رضی اللہ عنہ کے قسم ہے اللہ کی مجھ کو ماریں گے اور البتہ آپ نے جانا ہے کہ میں نے دیکھا یہاں تک کہ پوچھا اور اس میں ہے کہ جس قسم کے ساتھ حکم میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ ہے جو واقع ہو حاکم کی اجازت کے بعد اس واسطے کہ ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ

میں سچا ہوں پھر نہ حساب کیا گیا ساتھ اس کے لعان کے پانچ کلموں سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ باطل کرنے حکم قیافہ شناس کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باطل کرنا حکم مشابہت کا اس جگہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اس واسطے کہ ظاہر شرع کا حکم اس کو معارض ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قیافہ شناس کے حکم کا اعتبار اس جگہ کیا جاتا ہے جس جگہ نہ پایا جائے کوئی ظاہر کہ تمسک کیا جائے ساتھ اس کے اور واقع ہو اشتباہ پس رجوع کیا جائے اس وقت طرف قیافہ شناس کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يَمَسَّهَا.

جب مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دے پھر وہ عورت عدت کے بعد اس کے سوا کسی اور خاوند سے نکاح کرے اور دوسرے خاوند نے اس سے صحبت نہ کی ہو۔

فائدہ: یعنی کیا حلال ہے واسطے پہلے خاوند کے نکاح کرنا اس عورت سے اگر طلاق دے دوسرا بغیر صحبت کرنے کے اور بعض نسخوں میں اس جگہ کتاب العدۃ واقع ہوا ہے اور بعض میں نہیں اور اولیٰ ثابت رکھنا ہے اس جگہ اس واسطے کہ نہیں تعلق ہے اس باب کو ساتھ لعان کے اس واسطے کہ لعان کرنے والی عورت نہیں پھرتی طرف اس مرد کی جس نے اس سے لعان کیا برابر ہے کہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔ (فتح)

٤٩٠٥ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ آخَرَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّهُ لَا يَأْتِيْهَا وَأَنَّهُ لَيْسَ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ.

۴۹۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس کو طلاق دی سو اس نے اور مرد سے نکاح کیا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ذکر کیا کہ وہ اس سے صحبت نہیں کرتا اور یہ کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر جیسے کپڑے کا بلبل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے یہاں تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت دوسرے خاوند کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے۔

فائدہ: سو اس نے اور مرد سے نکاح کیا یعنی عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور ایک روایت میں ہے فاعترض یعنی حاصل ہوا واسطے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے کوئی عارضہ جو اس کو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے مانع ہوا یا جنون کے سبب سے یا بیماری کے سبب سے اور یہ جو کہا کہ نہیں ساتھ اس کے مگر جیسے ہدبہ اور ہدبہ کے معنی ہیں کنارہ کپڑے کا جو بنا ہوا نہ ہو

اور مراد اس کی یہ تھی کہ اس کا ذکر مشابہ ہدبہ کے ہے سست ہونے میں اور نہ اٹھنے میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وطی دوسرے خاوند کی نہیں ہوتی ہے حلال کرنے والی پہلے خاوند کی رجوع کو واسطے عورت کے مگر یہ کہ وطی کے وقت اس کا ذکر منتشر اور اٹھا ہوا ہو اور اگر اس کا ذکر اشل ہو یا نامرد ہو یا لڑکا ہو تو نہیں کفایت کرتا اصح قول پر علی رضی اللہ عنہ کے دو قول سے اور شافعیہ کے نزدیک یہی صحیح تر ہے اور یہ جو کہا عسیلہ تو یہ تصغیر ہے عسل کی بعض نے کہا کہ تانیث باعتبار وطاءت کے ہے واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ وہ کفایت کرتی ہے مقصود میں حلال کرنے اس کے سے واسطے پہلے خاوند کے اور بعض نے کہا کہ مراد قطعہ شہد کا ہے اور تصغیر واسطے تقلیل کے ہے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ قدر قلیل کافی ہے بیچ حاصل کرنے حلت کے کہا ازہری نے صواب یہ ہے کہ معنی عسیلہ کے شیرینی جماع کی ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ غائب کرنے حشفہ کے بیچ فرج کے اور تانیث کرنا اس کا واسطے مشابہت کے ہے ساتھ قطعہ شہد کے اور بعض نے کہا کہ معنی عسیلہ کے نطفہ ہیں اور یہ موافق ہے حسن بصری رحمہ اللہ کے قول کو اور کہا جمہور علماء نے کہ چکھنا شہد کا مراد جماع کرنے سے ہے اور وہ غائب کرنا حشفہ مرد کا ہے عورت کی شرم گاہ میں اور زیادہ کیا ہے حسن بصری رحمہ اللہ نے حاصل ہونا انزال کا اور اکیلا ہوا ہے وہ ساتھ اس شرط کے جماعت سے کہا ہے اس کو ابن منذر اور لوگوں نے اور کہا ابن بطال نے کہ تنہا ہوا ہے حسن بصری رحمہ اللہ بیچ اس کے اور خلاف کیا ہے اس نے سب فقہاء کا کہا انہوں نے کہ کفایت کرتا ہے اس سے جو واجب کرے حد کو اور محصن کرے شخص کو اور واجب کرے پورے مہر کو اور فاسد کرے حج اور روزے کو اور کہا ابو عبید رحمہ اللہ نے کہا عسیلہ جماع کی لذت ہے اور عرب ہر لذیذ چیز کو عسیلہ کہتے ہیں اور وہ تشدید میں مقابل ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے قول کو رخصت میں اور رد کرتا ہے حسن رحمہ اللہ کے قول کو یہ کہ اگر انزال کرنا شرط ہوتا تو البتہ ہوتا کافی اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے جب ہو بعید العہد ساتھ جماع کے مثلاً تو انزال کرتا ہے یعنی منی ڈالتا ہے پہلے تمام کرنے دخول کے اور جب ہر ایک نے دونوں میں سے ذکر فرج میں داخل کرنے سے پہلے انزال کیا تو اس نے اپنے ساتھی کا شہد نہ چکھا نہ اگر تفسیر کیا جائے عسیلہ کو ساتھ امنا کے نہ ساتھ لذت جماع کے کہا ابن منذر نے اجماع کیا ہے علماء نے اوپر شرط ہونے جماع کے تاکہ حلال ہو واسطے پہلے خاوند کے مگر سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے پھر اس نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے بیان کیا ساتھ سند صحیح کے کہا سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اول خاوند کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ دوسرا خاوند اس سے صحبت کرے اور میں کہتا ہوں کہ جب نکاح کرے اس سے نکاح صحیح نہ ارادہ کرتا ہو ساتھ اس کے حلال کرنے اس کے کا واسطے اول خاوند کے تو نہیں ہے کچھ ڈر اس میں کہ نکاح کرے اس سے اول خاوند یعنی جب کہ دوسرا خاوند اس کو طلاق دے اور عدت گزر جائے اور اسی طرح روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے اور اس میں تعقب ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ قول سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے صحت کو نہیں پہنچتا کہا ابن منذر نے

نہیں جانتا میں کہ کسی نے اس کو اس میں موافقت کی ہو مگر خارجیوں کے ایک گروہ نے اور شاید اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی سو اس نے لیا ہے ظاہر قرآن کو کہ اس میں فقط نکاح کا ذکر ہے جماع کا نہیں اور حکایت کی ہے ابن جوزی نے کہ داؤد کا بھی یہی قول ہے کہا قرطبی نے کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے جمہور کے قول پر کہ حکم متعلق ہے ساتھ کم تر چیز کے کہ اطلاق کیا جائے اس پر اسم برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ضروری ہے حاصل ہونا تمام کا اور یہ جو کہا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھے، الخ تو اس میں اشعار ہے ساتھ ممکن ہونے اس کے کی لیکن قول اس عورت کا کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر مثل ہدبہ کی ظاہر ہے بیچ دشوار ہونے جماع کے جو شرط کیا گیا ہے سو جواب دیا ہے کرمانی نے اس اشکال سے کہ مراد اس کے ساتھ ہدبہ کے تشبیہ دینی ہے ساتھ اس کے وقت اور رقت میں نہ سست ہونے اور نہ ہلنے میں اور بعید ہے جو اس نے کہا اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ اس نے اس سے نہ منتشر ہونے کی شکایت کی تھی اور نہیں مانع ہے اس سے قول حضرت ﷺ کا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھے اس واسطے کہ معلق کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ امکان کے اور وہ جائز الوقوع ہے سو گویا کہ فرمایا کہ صبر کر یہاں تک کہ حاصل ہو اس سے یہ اور اگر دونوں جدا جدا ہو جائیں تو ضروری ہے واسطے اس عورت کے اگر رفاعہ کی طرف رجوع کا ارادہ رکھتی ہو کہ اور خاوند سے نکاح کرے جس سے اس کے واسطے یہ حاصل ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق وجود ذوق کے دونوں سے واسطے اشتراط علم زوجین کے یعنی شرط ہے کہ دونوں کو اس کا علم ہو یہاں تک کہ اگر صحبت کرے اس سے خاوند اس حال میں کہ عورت سوتی ہو یا بیہوش تو نہیں کفایت کرتا ہے یہ اور مبالغہ کیا ہے ابن منذر نے سو نقل کیا ہے اس کو تمام فقہاء سے اور تعاقب کیا گیا ہے اور کہا قرطبی نے کہ اس میں حجت ہے واسطے ایک کے دو قول میں سے اس میں کہ اگر صحبت کرے سونے یا بیہوشی کی حالت میں تو نہیں حلال ہوتی ہے اور جزم کیا ہے ابن قاسم نے کہ وطی مجنون کی حلال کرتی ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اشہب نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز رجوع اس کے کی واسطے اول خاوند کے جب کہ حاصل ہو جماع دوسرے خاوند سے لیکن شرط کی ہے مالکیوں نے یہ کہ نہ ہو اس میں دغا بازی دوسرے خاوند سے اور نہ ارادہ حلال کرنے عورت کے کا واسطے اول خاوند کے اور یہی منقول ہے عثمان رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور اکثر علماء نے کہا کہ اگر شرط کرے اس کو عقد میں تو عقد فاسد ہو جاتا ہے نہیں تو نہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر نکاح فاسد میں ہو تو نہیں حلال کرتا اور اکیلا ہوا ہے حکم سو کہا کہ کفایت کرتا ہے اور یہ کہ جو نکاح کرے کسی لونڈی سے پھر اس کو تین طلاقیں دے پھر اس کا مالک ہو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ وطی کرے اس سے یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے بعض اصحاب اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حلال ہوتی ہے واسطے اس کے ساتھ ملک یمین کے اور اختلاف ہے اس میں جب کہ صحبت کرے اس سے حیض کی حالت میں یا اس کے بعد کہ پاک ہو پہلے اس سے کہ پاکی حاصل کرے یا ایک دونوں میں سے

روزے دار ہو یا محرم اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لیا ہے حنفیہ نے ساتھ شرط کے جو اس حدیث میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی جماع کرنا اور یہ زائد ہے ظاہر قرآن پر اور نہیں لیا ہے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو بیچ شرط ہونے پانچ بار دودھ پینے عورت کے پستان سے اس واسطے کہ وہ زائد ہے ظاہر قرآن پر سو لازم ہے اُن پر کہ پانچ بار دودھ چوسنے کے حکم کو لیں یا باب کی حدیث کو چھوڑ دیں اور جواب دیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نکاح نزدیک ان کے حقیقت ہے وطی میں پس حدیث موافق ہے واسطے ظاہر قرآن کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ کو طلاق بتہ دی سو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قول کے اس پر کہ بتہ تین طلاقیں ہیں اور یہ عجیب ہے اس شخص سے جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ بتہ کے معنی قطع کرنے کے ہیں کہ بالکل کچھ لگاؤ نہ رہے اور مراد ساتھ اس کے قطع کرنا عصمت کا یعنی نکاح کا اور وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ اکٹھی تین طلاق کے یا ساتھ واقع ہونے تیسری طلاق کے جو تین طلاق کے آخری ہے اور لباس میں صریح آئے گا کہ اس نے اس کو تین طلاق کے اخیر کی طلاق دی سو باطل ہوا حجت پکڑنا ساتھ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ نہیں حق ہے واسطے عورت کے صحبت میں اس واسطے کہ اس نے شکایت کی تھی کہ اس کا خاوند اس سے صحبت نہیں کرتا اور اس کا ذکر کھڑا نہیں ہوتا اور یہ کہ نہیں ہے ساتھ اس کے جو اس کی حاجت روائی کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے اس کا نکاح نہیں توڑا اور اسی واسطے کہا ابراہیم بن اسماعیل نے کہ نہ فسخ کیا جائے نکاح ساتھ نامردی کے اور مقرر کی جائے واسطے نامرد کے مدت معین کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس عورت کے حق میں جو اپنے خاوند سے جماع طلب کرے سو اکثر نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ ایک بار صحبت کی ہو تو نہ مقرر کی جائے واسطے اس کے مدت نامرد کی اور یہ قول اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا ابوثور نے کہ اگر ترک کیا جماع کو واسطے کسی علت اور بیماری کے تو اس کے واسطے ایک سال مدت مقرر کی جائے اور اگر بغیر علت کے ہو تو پھر کوئی مدت نہیں اور کہا عیاض نے کہ اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ واسطے عورت کے حق ہے جماع میں پس ثابت ہوگا خیار واسطے اس کے اور جب کہ نکاح کرے عورت مجبوب اور ممسوح سے ان کے حال کو نہ جانتی ہو اور مقرر کی جائے واسطے نامرد کے مدت ایک سال کی واسطے احتمال دور ہونے اس علت کے کہ اس کے ساتھ ہے اور بہر حال استدلال داؤد کا ساتھ قصے عورت رفاعہ کے سو نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دی تھی جیسا کہ واقع ہوا ہے مسلم میں صریح عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں پھر دوسرے مرد نے اس سے نکاح کیا پھر دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دی پہلے اس سے کہ اس کے ساتھ دخول کرے پھر پہلے خاوند نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلے سے پوچھے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں درست ہے یعنی یہاں

تک کہ تو اس کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے اور اصل اس کی بخاری میں ہے کما یاتی فی اللباس کہ وہ عورت اس کے بعد اس سے جدا ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! اس نے مجھ سے مس کی اور ہاتھ لگایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنے پہلے قول کو جھٹلایا سو میں اخیر قول میں تیری تصدیق نہیں کرتا پھر وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تو انہوں نے بھی اس کو منع کیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو عورتیں نا امید ہوئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اگر تم کو شبہ پڑ گیا ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس جگہ کتاب العدۃ واقع ہوا ہے اور عدت اسم ہے واسطے اس مدت کے کہ انتظار کرتی ہے ساتھ اس کے عورت نکاح کرنے سے اپنے خاوند کے مرنے کے بعد یا اس کے جدا ہونے کے بعد یا ساتھ جننے کے یا ساتھ حیضوں کے یا ساتھ مہینوں کے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ إِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا يَحِضْنَ أَوْ لَا يَحِضْنَ وَاللَّائِي قَعَدْنَ عَنِ الْمَحِيْضِ ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ ﴿فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ﴾.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر تم نہ جانو کہ ان کو حیض آتا ہے یا نہیں آتا اور جو حیض سے بیٹھیں یعنی بڑی بوڑھی ہو گئیں اور جن کو حیض نہیں آتا تو عدت ان کی تین مہینے ہیں۔

فائدہ: یعنی تفسیر کیا ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے قول ﴿إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ کو ساتھ ان لم تعلموا کے یعنی اگر تم نہ جانو اور قول مجاہد کا والائی لم یحضن فعدتھن ثلاثه اشھر یعنی حکم ان عورتوں کا جن کو بالکل سرے سے حیض نہیں آیا حکم ان کا عدت میں حکم ان عورتوں کا ہے جو نا امید ہوئیں سو ہوگی تقدیر آیت کی والائی لم یحضن کذلك اس واسطے کہ واقع ہوئی وہ بعد قول اس کے کی فعدتھن ثلاثه اشھر اور اختلاف ہے اس عورت کے حق میں جس کو پہلے حیض آتا ہو پھر بند ہو گیا ہو سو شہروں کے اکثر فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ وہ انتظار کرے حیض کا یہاں تک کہ داخل ہو اس عمر میں جس میں ایسی عورتوں کو حیض نہیں آتا سو اس وقت نو مہینے عدت کاٹے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ نو مہینے انتظار کرے پھر اگر اس کو حیض آئے تو فبہا نہیں تو تین مہینے عدت کاٹے اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ اگر جوان ہو تو ایک سال عدت کاٹے اور حجت جمہور کی ظاہر قرآن کا ہے کہ وہ صریح ہے آئسہ اور چھوٹی کے حق میں اور لیکن جس عورت کو اول حیض آتا ہو پھر بند ہو گیا ہو تو وہ آئسہ نہیں یعنی جو حیض سے نا امید ہو لیکن واسطے مالک کے پیشوا ہے اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور جمہور کے نزدیک ان ارتبتم کے معنی ہیں یعنی حکم میں نہ نا امیدی میں۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ

اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں۔

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾.

٤٩٠٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا يَصْلُحُ أَنْ تَنْكِحِيْهِ حَتّٰى تَعْتَدِّيْ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَمَكَثَتْ قَرِيْبًا مِّنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْكِحِيْ.

۴۹۰۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم میں سے ایک عورت جس کو سبیعہ کہا جاتا تھا اپنے خاوند کے نکاح میں تھی اس کا خاوند اس سے مر گیا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو ابو سنابل نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا اس نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا تو کہا ابو سنابل نے قسم ہے اللہ کی نہیں جائز ہے یہ کہ تو اس سے نکاح کرے یہاں تک کہ دونوں مدتوں میں سے دراز تر مدت عدت کاٹے سو وہ قریب دس دن کے ٹھہری پھر اس نے بچہ جنا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی نکاح کا حکم پوچھنے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح کر لے یعنی اب تجھ کو دوسرے خاوند سے نکاح کرنا جائز ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابو سنابل نے اس کو نکاح کا پیغام کیا تو ایک روایت میں آیا ہے کہ دو مردوں نے اس کو نکاح کا پیغام کیا ایک جوان نے اور ایک بوڑھے نے سو وہ جوان کی طرف جھکی تو کہا بوڑھے نے کہ تو حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ دراز تر مدت عدت کاٹے اور اس عورت کے گھر والے موجود نہ تھے اس بوڑھے نے امید رکھی کہ اس کو اختیار کریں یعنی اس کو امید تھی کہ شاید اس کے گھر والے اس کا نکاح اس کے ساتھ کریں اور مراد بوڑھے سے ابو سنابل ہے اور ساتھ اس روایت کے ظاہر ہوئی مراد ساتھ قول اس کے کی باب کی حدیث میں کہ کہا ابو سنابل نے قسم ہے اللہ کی نہیں جائز ہے واسطے تیرے یہ کہ نکاح کرے تو اس سے الخ۔

٤٩٠٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ يَسْأَلَ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ

۴۹۰۷۔ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے اس نے روایت کی لیث سے اس نے یزید سے کہ ابن شہاب رحمہ اللہ نے اس کو لکھا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اس کو اپنے باپ سے کہ اس نے ابن ارقم کی طرف لکھا کہ سبیعہ سے

كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَفْتَانِيْ إِذَا وَضَعْتُ أَنْ أَنْكِحَ.

پوچھ کس طرح حضرت ﷺ نے اس کو فتویٰ دیا تھا سو اس نے کہا کہ فتویٰ دیا تھا مجھ کو حضرت ﷺ نے کہ جب میں بچہ جنوں تو نکاح کروں۔

٤٩٠٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ.

۴۹۰۸۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبیعہ نے اپنے خاوند کے مرنے سے چند روز پیچھے بچہ جنا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے نکاح کرنے کی اجازت مانگی، حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی تو اس نے اور خاوند سے نکاح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تو یہ حجت ہے بیچ جواز روایت کے ساتھ مکاتبت کے اور یہ جو کہا کہ اپنے خاوند کے مرنے سے چند روز پیچھے جنا تو ادنیٰ سے ادنیٰ مدت جو روایتوں میں آئی ہے آدھا مہینہ ہے اور زیادہ دو مہینے اور البتہ کہا ہے جمہور نے سلف سے اور ائمہ فتویٰ نے جو شہروں میں ہے کہ جب عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حاملہ ہو تو حلال ہو جاتی ہے ساتھ بچہ جننے کے اور گزر جاتی ہے عدت وفات کی اور حلال ہوتا ہے اس کو نکاح کرنا دوسرے خاوند سے اور مخالفت کی ہے اس میں علی رضی اللہ عنہ نے سو کہا کہ دونوں مدت میں سے دراز تر مدت عدت کاٹے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر چار مہینے دس دن گزرنے سے پہلے بچہ جنے تو انتظار کرے چار مہینے دس دن اور نہیں حلال ہوتی ہے ساتھ مجرد بچہ جننے کے اور اگر چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں تو بچہ جننے تک انتظار کرے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے علی رضی اللہ عنہ سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اس سے رجوع کیا اور قوی کرتی ہے اس کو یہ بات کہ منقول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تابعداروں سے وہ چیز ہے جو سب فقہاء کے موافق ہے اور پہلے گزر چکا ہے طلاق کی تفسیر میں کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے انکار کیا ابن سیرین پر اس کے اس قول میں کہ بچہ جننے سے عدت گزر جاتی ہے اور انکار کیا اس نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا قائل ہو اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ساتھ کئی طریقوں کے کہ وہ سب فقہاء کے موافق تھے یہاں تک کہ کہتے تھے کہ جو چاہے میں اس سے اس پر مباہلہ کرتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے مجموع طرق سے کہ ابو سنابل نے رجوع کیا تھا اپنے اس فتویٰ سے کہ وہ حلال نہیں یہاں تک کہ عدت وفات کی گزرے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس نے قصہ سبیعہ کا اور رد کیا حضرت ﷺ نے جو فتویٰ دیا ابو سنابل نے کہ وہ دوسرے خاوند کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کے واسطے چار مہینے دس دن گزریں اور نہیں وارد ہوئی ابو سنابل سے تصریح

اس کے حکم میں اگر چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں تو کیا تھا قائل ساتھ ظاہر اطلاق اس کی کے گزرنے عدت کے سے یا نہیں لیکن نقل کیا ہے کئی لوگوں نے اجماع کو اس پر کہ نہیں گزرتی ہے عدت اس کی اس دوسری حالت میں (یعنی جب کہ چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں) یہاں تک کہ بچہ جنے اور سحنون مالکی نے بھی اس مسئلے میں علی رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے اور یہ شذوذ مردود ہے اس واسطے کہ یہ پیدا کرنا خلاف کا ہے بعد قرار پانے اجماع کے اور باعث اس کو اس پر حرص ہے اوپر عمل کرنے کے ساتھ دونوں حالت کے جن کے عموم میں تعارض ہے سو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ عام ہے عورت میں جس کا خاوند مر گیا ہو شامل ہے حامل کو اور غیر حامل کو اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ نیز عام ہے شامل ہے طلاق والی کو اور اس کو جس کا خاوند مر گیا ہو سو تطبیق دی ہے ان لوگوں نے دونوں عموم میں ساتھ بند کرنے دوسری آیت کے طلاق والی پر ساتھ قرینے گنتی طلاق والیوں کے مانند آئسہ اور صغیرہ کی پہلے دونوں کے پھر نہیں مہمل چھوڑا انہوں نے اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت دوسرے عموم سے لیکن قصر کیا ہے انہوں نے اس کو اس عورت پر کہ چار مہینے دس دن اس پر گزر جائیں بچہ جننے سے پہلے سو ہوگی تخصیص بعض عموم کے اولیٰ اور اقرب طرف عمل کی ساتھ مقتضی دونوں آیتوں کے ایک کے لغو کرنے سے بیچ حق بعض اس شخص کے کہ شامل ہے اس کو عموم کہا قرطبی رحمہ اللہ نے یہ نظر خوب ہے اس واسطے کہ تطبیق اولیٰ ہے ترجیح سے ساتھ اتفاق اہل اصول کے لیکن حدیث سبیعہ کی نص ہے اس میں کہ وہ بچہ جننے سے حلال ہو جاتی ہے پس ہوگا اس میں بیان واسطے مراد کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ کہ یہ اس عورت کے حق میں ہے جس نے بچہ جنا ہو اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ آیت طلاق کی نازل ہوئی بعد آیت بقرہ کے اور بعض نے اس سے سمجھا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ پہلی آیت منسوخ ہے ساتھ دوسری کے اور نہیں ہے یہ مراد اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ خاص کرنے والی ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ اس نے نکال لیا ہے بعض چیزوں کو جن کو اس کا عموم شامل ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر حدیث سبیعہ کی نہ ہوتی تو البتہ ہوتا قول جو علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس واسطے کہ وہ دونوں عدتیں جمع ہونے والی ہیں ساتھ دو صفتوں کے اور البتہ جمع ہوئی ہیں دونوں اس عورت میں جس کا خاوند مر جائے سو نہ خارج ہوگی اپنی عدت سے مگر ساتھ یقین اسی عدت میں حاصل ہوتا ہے جو دونوں عدتوں میں سے زیادہ تر دراز ہو اور البتہ اتفاق کیا ہے فقہاء نے اہل حجاز اور عراق سے اس پر کہ ام الولد اگر خاوند والی ہو اور اس کا خاوند اور مالک دونوں اکٹھے مر جائیں یہ کہ عدت بیٹھے اور استبرا کرے بایں طور کہ انتظار کرے چار مہینے دس دن کہ اس میں ایک حیض ہو یا بعد اس کے اور نیز ترجیح دی گئی ہے جمہور کے قول کو ساتھ اس کے کہ دونوں آیتیں اگرچہ عام ہیں ایک وجہ سے لیکن

خاص ہیں ایک وجہ سے سو احتیاط اس میں تھی کہ نہ گزرے عدت مگر ساتھ اس عدت کے جو دونوں مدتوں سے دراز تر ہو لیکن جب کہ مقصود اصلی عدت سے رحم کی پاکی تھی خاص کر اس عورت کے حق میں جس کو حیض آتا ہو تو حاصل ہو گا مقصود ساتھ بچہ جننے کے اور موافق ہو گا اس چیز کو جس پر سبیعہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور قوی کرتا ہے اس کو قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیچ متاخر ہونے نزول آیت طلاق کے بقرہ کی آیت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فتویٰ دیا ساتھ اس کے کہ جب میں بچہ جنوں تو حلال ہوں یہ کہ جائز ہے نکاح کرنا اس سے جب کہ بچہ جنے اگرچہ نفاس کے خون سے پاک نہ ہو اور ساتھ اس کے قائل ہیں جمہور اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن شہاب رحمہ اللہ نے بیچ آخر حدیث اپنی کے جو مسلم میں ہے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں دیکھتا میں کچھ ڈر یہ کہ نکاح کرے جب کہ بچہ جنے اگرچہ اپنے خون میں ہو یعنی نفاس میں لیکن اس کا خاوند اس سے صحبت نہ کرے یہاں تک کہ خون سے پاک ہو اور کہا شعبی اور حسن اور نخعی اور حماد بن سلمہ نے کہ نکاح نہ کرے یہاں تک کہ پاک ہو کہا قرطبی نے اور حدیث سبیعہ کی حجت ہے اوپر ان کے اور نہیں حجت ہے واسطے ان کے قول بیچ اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں **فلما تعلت من نفاسها** اس واسطے کہ جس طرح جائز ہے کہ تعلت کے معنی یہ ہوں کہ وہ پاک ہوئی اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ ہو بے باک ہوئی الم نفاس سے اور اگر پہلے معنی تسلیم کیے جائیں تو بھی اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ حکایت ہے سبیعہ کے واقع کی اور حجت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں ہے کہ وہ حلال ہوئی جب کہ اس نے بچہ جنا جیسے کہ زہری کی حدیث میں ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور بیچ روایت معمر کے زہری سے کہ تو حلال ہو گی جب کہ تو بچہ جنے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبیعہ کو حکم کیا کہ نکاح کرے جب کہ بچہ جنے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر قرآن سے ﴿اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ سو معلق کیا حلال ہونے کو ساتھ بچہ جننے کے اور بند کیا اس کو اوپر اس کے اور یہ نہیں کہا کہ جب تو پاک ہو اور نہ یہ فرمایا کہ جب تیرا خون بند ہو سو صحیح ہوا قول جمہور کا اور سبیعہ کے قصے میں بہت فائدے ہیں ایک یہ کہ اصحاب تھے فتویٰ دیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور یہ کہ مفتی کو جب کسی چیز کی طرف مائل ہو تو نہیں لائق ہے واسطے اس کے کہ اس میں فتویٰ دے تاکہ نہ باعث ہو اس کو میل طرف ترجیح اس چیز کی کہ وہ مرجوح ہو جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابو سنابل کے کہ اس نے فتویٰ دیا سبیعہ کو کہ وہ بچہ جننے سے حلال نہیں ہو گی اس واسطے کہ اس نے اس کو نکاح کا پیغام کیا تھا اور اس نے نہ مانا اور اس نے امید رکھی کہ جب وہ اس سے یہ بات قبول کرے گی اور مدت گزرنے تک انتظار کرے گی تو اس کے گھر والے حاضر ہو جائیں گے اور اس کو ترغیب دیں گے بیچ نکاح کرنے اس کے کی سوائے غیر اس کے کی اور اس حدیث میں بیان ہے سبیعہ کی بوجھ اور دانائی کا کہ اس کو تردد ہوا اس چیز میں کہ جس کے ساتھ ابو سنابل نے اس کو فتویٰ دیا یہاں تک کہ باعث ہوا اس کو یہ

اوپر دریافت کرنے حکم کے شارع سے اور اسی طرح لائق ہے واسطے اس شخص کے جو شک کرے بیچ فتویٰ مفتی کے یا حکم حاکم کے اجتہاد کی جگہوں میں یہ کہ بحث کرے نص سے اور ڈھونڈے نص کو اس مسئلے میں اور شاید جو واقع ہوا ہے ابو سنابل سے اس میں وہی راز ہے بیچ مطلق فرمانے حضرت ﷺ کے کہ وہ فتویٰ مذکور میں جھوٹا ہے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے علاوہ ازیں کبھی بولا جاتا ہے خطا جھوٹ پر اور یہ اہل حجاز کی کلام میں بہت ہے اور بعض علماء نے اس کو اپنے ظاہر پر حمل کیا ہے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو جھٹلایا اس واسطے کہ وہ قصے کو جانتا تھا اور اس نے اس کے برخلاف فتویٰ دیا اور یہ بعید ہے اور اس میں رجوع کرنا ہے واقعات میں طرف زیادہ تر عالم کی اور خود سوال کرنا عورت کا جو واقع اس پر اترے اگرچہ ہو وہ اس قسم سے کہ عورتیں اس سے شرماتی ہیں لیکن وہ رات کے وقت اپنے گھر سے نکلی تا کہ اس کے واسطے زیادہ پردہ ہو جس طرح سبیعہ نے کیا اور اس میں ہے کہ جو عورت حاملہ ہو اس کی عدت بچہ جننے سے گزر جاتی ہے جس صفت پر ہو گوشت کی بوٹی ہو یا خون کی پھٹکی اور برابر ہے کہ آدمی کی صورت ظاہر ہوئی ہو یا نہ ظاہر ہوئی ہو اس واسطے کہ مترتب کیا حضرت ﷺ نے حکم کو بچہ جننے پر بغیر تفصیل کے اور توقف کیا ہے اس میں ابن دقیق العید نے اس جہت سے کہ غالب بیچ اطلاق وضع حمل کے وہ حمل پورا ہے جو پیدا کیا گیا ہو اور نکلنا گوشت کی بوٹی یا خون کی پھٹکی کا نادر ہے اور حمل غالب پر قوی تر ہے اسی واسطے منقول ہے شافعی رحمہ اللہ سے قول ساتھ اس کے کہ نہیں گزرتی ہے عدت ساتھ نکلنے گوشت کی بوٹی کے کہ نہ ہو اس میں صورت نہ ظاہر نہ پوشیدہ اور جواب دیا گیا ہے جمہور کی طرف سے کہ مقصود عدت کے گزرنے میں پاک ہونا رحم کا ہے اور وہ حاصل ہے ساتھ نکلنے گوشت کی بوٹی کے یا خون کی پھٹکی کے برخلاف ام الولد کے کہ مقصود اس سے بچہ جننا ہے اور جس چیز پر یہ صادق نہ آئے کہ وہ اصل آدمی کا ہے نہیں کہا جاتا ہے اس میں کہ اس نے بچہ جنا اور اس میں جواز زینت کرنا عورت کا ہے بعد گزرنے عدت اپنی کے واسطے اس شخص کے جو اس کو نکاح کا پیغام کرے اس واسطے کہ زہری کی روایت میں جو مغازی میں ہے یہ ہے کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو نے منگنی کرنے والوں کے واسطے زینت کی ہے یہ قول ابو سنابل کا ہے ایک روایت میں ہے کہ اس نے ہاتھ رنگے تھے اور خوشبو ملی تھی اور آنکھ میں سرمہ ڈالا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں واجب ہے عورت پر نکاح کرنا واسطے قول اس کے کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا نکاح کرنے کا اگر میرے واسطے ظاہر ہو یعنی مجھ کو اجازت دی اور اس حدیث میں ہے کہ نہ نکاح کی جائے عورت شوہر دیدہ مگر اس کی رضا مندی سے جس کو وہ چاہے اور نہیں ہے زبردستی واسطے کسی کے اوپر اس کے وقد تقدم بیانه۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾.

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اور طلاق والی عورتیں انتظار کروائیں اپنے آپ کو تین حیض تک۔

فائدہ: اور مراد ساتھ طلاق والیوں کے اس جگہ وہ عورتیں ہیں جن کو حیض آتا ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت سورہ طلاق کی جو مذکور ہوئی اور مراد ساتھ تربص کے انتظار کرنا ہے اور وہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلَاثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ وَلَا تَحْتَسِبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ تَحْتَسِبُ وَهٰذَا أَحَبُّ إِلٰى سُفْيَانَ يَعْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ.

اور کہا ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرد کے حق میں جو نکاح کرے عورت سے عدت میں اس کو اس کے پاس تین حیض آئیں کہ بائن ہوتی ہے پہلے خاوند سے اور نہ حساب کیا جائے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے کہ اس کے بعد ہے یعنی دوسرے خاوند کے اور کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حساب کیا جائے ساتھ اس کے اور یہ یعنی قول زہری رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب تر ہے طرف سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے۔

فائدہ: کہا ابن عبدالبر نے نہیں جانتا میں کسی کو ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا کہ اقراء سے مراد طہر ہیں سوائے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اس نے یہ بات کہی ہو یعنی حیض کا دوسری عدت میں شمار ہونا اور لازم آتا ہے اس کے قول پر کہ عدت والی عورت نہ حلال ہو یہاں تک کہ داخل ہو چوتھے حیض میں اور البتہ اتفاق کیا ہے مدینے کے علماء نے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور اسی طرح شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے اس پر کہ جب تیسرے حیض میں لگے تو پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ واقع ہو طلاق اس کے طہر میں اور اگر طلاق حیض میں واقع ہو تو نہ اعتبار کیا جائے ساتھ اس حیض کے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جس عورت پر دو عدتیں جمع ہوں وہ دونوں عدتیں کاٹے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ کفایت کرتی ہے واسطے اس کے ایک عدت مانند قول زہری رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہی ہے ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِي بَطْنِهَا.

اور کہا معمر نے کہ کہا جاتا ہے اقراءت المرأۃ جب کہ قریب ہو حیض اس کا اور نیز کہا جاتا ہے اقراءت جب کہ قریب ہو طہر اس کا اور کہا جاتا ہے ما قرأت بسلی قط جب کہ نہ جمع کرے بچے کو اپنے پیٹ میں یعنی جب کہ اس کے پیٹ میں حمل نہ ٹھہرے۔

فائدہ: سلے اس پردے کو کہتے ہیں جس میں بچہ ہوتا ہے اور کہا اخفش رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قرأ حیض کا گزرنا ہے اور بعض نے کہا کہ خود حیض کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ اضداد میں سے ہے اور مراد معمر کی یہ ہے کہ قرأ آتا ہے ساتھ معنی طہر کے بھی اور ساتھ معنی حیض کے بھی اور ساتھ معنی جوڑنے اور جمع کرنے کے بھی اور یہ شک ہے اور جزم کیا ہے

ساتھ اس کے ابن بطال نے اور کہا جب آیت میں دونوں معنی کا احتمال ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مراد کے ساتھ اقراء کے آیت میں تو ترجیح پائے گا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اقراء کے معنی طہر کے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اپنی عورت کو طہر میں طلاق دے اور کہا اس حدیث میں سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق میں ہوا کرے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ قراء کے طہر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ. باب ہے بیچ بیان قصے فاطمہ رضی اللہ عنہا قیس کی بیٹی کے۔

فائدہ: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بہن ہے ضحاک کی جو عراق کا حاکم ہوا یزید بن معاویہ کی طرف سے اور وہ اس سے عمر میں بڑی تھی اور تھی ان عورتوں میں سے جنہوں نے پہلے ہجرت کی اور تھی وہ بہت عقلمند اور خوبصورت تھی اور نکاح کیا اس سے ابوعمرو بن حفص نے اور وہ چچا زاد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے سو وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا سو اس نے اس کو تیسری طلاق کہلا بھیجی جو اس کی طلاقوں میں سے باقی رہتی تھی اور حکم کیا اس نے اپنے چچیرے بھائیوں حارث اور عیاش کو کہ اس کو کھجور اور جو دیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کم جانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں واسطے تیرے مکان رہنے کا اور نہ خرچ اسی طرح روایت کیا ہے مسلم نے قصے اس کے کو بہت طریقوں سے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ بائن ہوئی ساتھ طلاق کے اور بعض روایتوں میں ہے کہ وہ مر گیا تھا سو مراد یہ ہے کہ پہلے اس نے طلاق دی تھی پھر مر گیا تھا اور بخاری میں اس کا قصہ نہیں ہے اس میں تو صرف یہ باب باندھا ہے جو تو دیکھتا ہے اور وارد کیا ہے اس نے کئی چیزوں کو اس کے قصے سے بطور اشارے کے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَّتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾، ﴿أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

اور اللہ نے فرمایا اور ڈرو اللہ سے جو تمہارا رب ہے اور نہ نکالو ان کو ان کے گھروں سے اور رکھو ان کو جہاں خود رہو، یسرا تک۔

إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾.

۴۹۰۹ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا إِلٰى بَيْتِهَا قَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِيْ وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَّا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

۴۹۰۹۔ حضرت قاسم اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمٰن بن حکم یعنی مروان کے بھائی کی بیٹی کو طلاق دی اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سو اس کا باپ عبدالرحمٰن اس کو اس کے رہنے کے گھر سے باہر لایا (جس میں یحییٰ نے اس کو طلاق دی تھی) سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کو کہلا بھیجا اور وہ اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کہ ڈر اللہ سے اور اس کو اس کے گھر کی طرف پھیر لا کہا مروان نے سلیمان کی حدیث میں کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا کہا قاسم نے کہ مروان نے کہا کہ کیا نہیں پہنچا تجھ کو اے عائشہ! حال فاطمہ رضی اللہ عنہا کا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تجھ کو کچھ ضرر نہیں کرتا یہ کہ نہ ذکر کرے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو تو مروان نے کہا کہ اگر تیرے پاس شر ہے تو کفایت کرتی ہے تجھ کو جو درمیان دونوں میاں بیوی کے ہے شر سے۔

فائدہ: پہلے سعید بن عاص مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے پھر اس کے بعد اس کی طرف سے مروان مدینے کا حاکم ہوا پھر معاویہ کے بعد خود خلیفہ ہوا اور یہ جو مروان نے کہا کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا یعنی اس نے میرا کہا نہ مانا میں نے چاہا تھا کہ اس کو اس کے گھر میں رہنے دے تو اس کے باپ نے نہ مانا اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ وہ غالب ہوا مجھ پر ساتھ حجت کے اس واسطے کہ اس نے حجت پکڑی ساتھ شر کے جو دونوں کے درمیان تھا اور یہ جو مروان نے کہا کہ اگر تیرے پاس شر ہے یعنی اگر ہو تیرے پاس یہ کہ سبب نکلنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کا وہ چیز ہو جو اس عورت کے اور اس کے خاوند کے قرابتیوں کے درمیان واقع ہوئی شر سے تو یہ سبب بیان بھی موجود ہے اور اسی واسطے اس نے کہا کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو جو ان دونوں کے درمیان ہے شر سے اور یہ پھرنا ہے مروان سے طرف رجوع کی رد کرنے حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سے یعنی اس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو قبول کیا اور پہلے اس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر انکار کیا تھا کما اخرجه النسائی یعنی رجوع کیا اس نے طرف جواز کی بشرط وجود عارض کے جو تقاضا کرے جواز خروج اس کے کو طلاق دینے کی جگہ سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تجھ کو ضرر نہیں کرتا یہ کہ نہ ذکر کرے فاطمہ رضی اللہ عنہا

کی حدیث کو یعنی نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے جائز ہونے انتقال طلاق والی کے اپنے گھر سے بغیر سبب کے اور یہ جو کہا کہ مروان نے سلیمان کی حدیث میں الخ یعنی سلیمان راوی نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ مروان نے کہا کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا اور قاسم راوی نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ مروان نے کہا کہ اے عائشہ! کیا تجھ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حال نہیں پہنچا۔ (فتح)

٤٩١٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ يَعْنِيْ فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ.

۴۹۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کیا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کیوں نہیں ڈرتی اللہ سے یعنی اس کے اس کہنے میں کہ نہیں ہے واسطے طلاق والی کے سکنیٰ یعنی جگہ رہنے کی اور نہ نفقہ یعنی خرچ کھانے پینے اور کپڑے کا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے بیچ روایت مسلم کے اس وجہ سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بہتر نہیں کہ اس کو ذکر کرے گویا کہ یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ سبب اجازت کا بیچ انتقال فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وہ چیز ہے جو پہلے گزری اس حدیث میں جو پہلے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی جو نسائی نے روایت کی ہے وہ زبان دراز اور بدخو تھی۔

٤٩١١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ أَلَمْ تَرَىْ إِلٰى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ قَالَ أَلَمْ تَسْمَعِيْ فِيْ قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِيْ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

۴۹۱۱۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا فلانی عورت حکم کی بیٹی یعنی پوتی کو کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق بتہ دی وہ اپنے گھر سے باہر نکلی سو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے برا ہے جو اس نے کیا یعنی اس کو اپنے گھر سے نکلنا لائق نہ تھا تو عروہ نے کہا کہ کیا تو نے نہیں سنا قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خبردار ہو بے شک اس کو اس حدیث کے ذکر کرنے میں خیر نہیں ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ برا ہے جو اس نے کیا تو ایک روایت میں مذکر کا لفظ ہے یعنی اس کے خاوند نے کہ اس کو اس کی قدرت دی یا اس کے باپ نے کہ اس نے اس کی موافقت کی اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے چچا مروان کو کہلا بھیجا اور وہ مدینے کا حاکم تھا کہ اس کو اپنے گھر کی طرف پھیر لائے اور ایک روایت میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ویران مکان میں تھی سو اس پر خوف کیا گیا پس اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اپنے مکان سے اٹھ آنے کی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں سو میں ڈرتی ہوں کہ مجھ پر

ہجوم کیا جائے حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی وہ وہاں سے اٹھ آئی اور البتہ پکڑا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کو مجموع اس چیز سے کہ وارد ہوئی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں سو اس نے مرتب کیا جواز کو ایک امر پر دونوں میں سے یا خوف ہجوم کے اوپر اس کے کہ کوئی چور وغیرہ اس کو پڑے اور یا یہ کہ واقع ہو اس سے اس کے خاوند کے قرابتیوں پر زبان درازی اور بیہودہ گوئی اور نہیں دیکھا اس نے دونوں امروں میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کوئی معارضہ واسطے احتمال واقع ہونے ان دونوں کے اکٹھے اس کے حال میں کہا ابن منیر نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں دو علتوں کو اور باب میں فقط ایک کو ذکر کیا ہے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف دوسری کے یا واسطے وارد ہونے اس کے کی اس کی غیر شرط پر اور یا اس واسطے کہ جب خود اس کا ڈرنا چور وغیرہ سے اس کے نکلنے کو تقاضا کرتا ہے تو اس سے ڈرنا بھی مثل اس کی ہوگا بلکہ امید ہے کہ ہو اولیٰ بیچ اخراج اس کے کی سو جب صحیح ہوئی نزدیک اس کے معنی علت دوسری تو شامل ہوا اس کو ترجمہ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اقتصار کرنا بیچ بعض طرق حدیث کے بعض پر نہیں منع کرتا قبول بعض آخر کو جب کہ صحیح ہو طریق اس کا پس نہیں ہے کوئی مانع کہ ہو اصل گلہ اس کا وہ چیز جو پہلے گزری کم جاننے نفقہ کے سے اور یہ کہ اس کا فتنہ فساد اپنے سسرال کے ساتھ اسی سبب سے شروع ہوا تھا کہ اس کے خاوند نے اس کو خرچ کم دیا اور اطلاع پائی حضرت ﷺ نے اس پر ان کی طرف سے اور ڈرے حضرت ﷺ کہ اگر وہ بدستور وہاں رہی تو عجب نہیں یہ کہ چھوڑیں اس کو تنہا بغیر کسی غم خوار کے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ اٹھ آنے کے اس جگہ سے ۔ میں کہتا ہوں اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ دوسری چیز کے طرف اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو باب میں پہلے اس سے کہ مروان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر ہے تیرے ساتھ کوئی شر اس واسطے کہ وہ ایما کرتا ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو اپنی جگہ میں رہنے کے ساتھ حکم نہ کیا تو اس کا سبب وہ چیز ہے جو اس کے اور اس کے خاوند کے قرابتیوں کے درمیان واقع ہوئی فتنے فساد سے کہا ابن دقیق العید نے کہ سیاق حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ سبب حکم کا یہ ہے کہ وہ وکیل کے ساتھ جھگڑی اس سبب سے کہ اس نے کم جانا اس چیز کو جو اس نے اس کو دی خرچ سے اور یہ کہ جب وکیل نے اس سے کہا کہ تیرے واسطے خرچ نہیں تو اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ نہیں ہے نفقہ واسطے اس کے اور نہ رہائش تو اس نے تقاضا کیا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعلیل بسبب اس چیز کے ہے جو جاری ہوئی جھگڑے سے نہ بسبب خوف اور بدگوئی کے سو اگر قائم ہو کوئی دلیل جو اس سے قوی تر ہو تو عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے میں کہتا ہوں کہ جو چیز کہ اس کے سب طریقوں میں متفق علیہ ہے یہ ہے کہ جھگڑا نفقہ میں تھا پھر روایتوں میں اختلاف ہوا سو بعض روایتوں میں تو ہے کہ نہ تیرے واسطے خرچ ہے اور نہ رہائش اور بعض روایتوں میں ہے کہ جب فرمایا کہ نہیں واسطے تیرے نفقہ تو اس نے اجازت مانگی وہاں سے اٹھ آنے میں حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی اور یہ سب صحیح مسلم میں ہے سو جب

جمع کیے جائیں الفاظ حدیث کے اس کے سب طریقوں سے تو اس سے حاصل ہو گا کہ سبب اجازت مانگنے اس کے واسطے اُٹھ آنے کے وہ چیز ہے جو ذکر کی گئی ہے کہ اس کو اس مکان سے خوف تھا اور اس کے قرابتیوں کو اس کی زبانی سے خوف تھا اور قائم ہو گا اس وقت استدلال اس پر کہ رہائش نہیں ساقط ہوئی اپنی ذات سے اور سوائے اُ کے کچھ نہیں کہ ساقط ہوا تھا واسطے سبب مذکور کے ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ جزم کرتی تھی فاطمہ رضی اللہ عنہا ساتھ ساقط کر سکنیٰ بائن کے اور استدلال کرتی تھی واسطے اس کے کما سیاتی اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر انکار کرتی تھی۔

تنبیہ: طعن کیا ہے ابن حزم نے ابوزناد کی روایت میں جو معلق ہے سو اس نے کہا کہ عبدالرحمن بن ابوزناد نہا ضعیف ہے اور حکم کیا ہے اس کی روایت پر ساتھ بطلان کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضعیف ہونے اختلاف ہے اور جس نے اس میں طعن کیا ہے نہیں ذکر کی اس نے وہ چیز جو دلالت کرے اس کے ترک پر چہ جائیکہ اس کی روایت کے باطل ہونے پر اور البتہ جزم کیا ہے یحییٰ بن معین نے کہ وہ ثابت تر ہے سب لوگوں سے ہشام بن عروہ کی روایت میں اور یہ روایت اس کی ہشام سے ہے سو واسطے اللہ کے ہے نیکی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کس قدر زیادہ ہے یاد اس کی اور کیا خوب ہے دسترسی اس کی حدیث اور فقہ میں اور البتہ اختلاف ہے سلف کو بیچ نفقہ بائن طلاق والی کے اور اس کے سکنیٰ میں سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے واسطے اس کے نفقہ اور واسطے اس کے سکنیٰ ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے واسطے ثابت کرنے سکنیٰ کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ﴾ یعنی رکھو ان کو جہاں تم رہو اور واسطے ساقط کرنے نفقہ کے ساتھ مفہوم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ یعنی اگر حمالہ ہوں تو ان کو خرچ دو یہاں تک کہ بچہ جنیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر حاملہ نہ ہوں تو ان کے واسطے نفقہ نہیں، نہیں تو نہ ہوں گے واسطے خاص کرنے ان کے کی ساتھ ذکر کے کوئی معنی اور سیاق سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ غیر رجعی میں ہے یعنی بائن طلاق میں ہے اس واسطے کہ نفقہ رجعی طلاق والی کا واجب ہے اگرچہ حاملہ نہ ہو اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور کا یہ مذہب ہے کہ نہ اس کے واسطے نفقہ ہے اور نہ سکنیٰ بنا بر ظاہر حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے اور جھگڑا کیا ہے انہوں نے بیچ شامل ہونے آیت پہلی کے بائن طلاق والی کو اور البتہ حجت پکڑی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو اس قصے والی ہے مروان پر جب کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مروان کا انکار پہنچا ساتھ قول اپنے کے کہ میرے اور تمہارے درمیان منصف اللہ کی کتاب ہے اللہ نے فرمایا نہ نکالو ان کو ان کے گھروں سے اس کے اس قول تک ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ یعنی شاید کہ اللہ پیدا کرے بعد طلاق کے کوئی کام یعنی وہ رجوع کرے کہا یہ آیت اس شخص کے حق میں ہے جس کے واسطے رجعت جائز ہے سو کون سا کام ہے جو تین طلاق کے بعد پیدا ہو اور جب اس کے واسطے نفقہ نہ ہو اور نہ حاملہ ہوئی تو اس کو کیوں روکتے ہو اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہیں اس میں کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ

﴿يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ رجعت ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ان سے اور نہیں حکایت کیا اس نے ان کے سوائے کسی سے خلاف اس کا اور حکایت کی ہے اس کے غیر نے کہ مراد ساتھ امر کے اس آیت میں وہ چیز ہے جو اللہ کی طرف سے آئے نسخ سے یا تخصیص سے یا مانند اس کے سو نہیں بند ہے یہ رجعت میں اور یہ جو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب اس کے واسطے نفقہ نہیں تو اس کو کیوں روکتے ہو یعنی جب نفقہ نہیں تو سکنیٰ بھی نہیں سو جواب دیا ہے بعض علماء نے اس سے کہ سکنیٰ جس کے ساتھ نفقہ ہے وہ بیچ حال زوجیت کے ہے کہ ممکن ہو ساتھ اس کے فائدہ اٹھانا اگرچہ رجعی ہو اور بہر حال سکنیٰ بعد بائن ہونے کے تو یہ حق اللہ کا ہے اس واسطے کہ اگر میاں بیوی دونوں اتفاق کریں اوپر ساقط کرنے عدت کے تو نہیں ساقط ہوتی برخلاف رجعی کے سو اس نے دلالت کی کہ سکنیٰ اور نفقہ کے درمیان کوئی لزوم نہیں اور جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے وہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کا اور حنفیہ وغیرہ اہل کوفہ کا یہ مذہب ہے کہ واسطے اس کے ہے نفقہ اور لباس اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس طور کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں قید کیا ہے اللہ نے نفقہ کو ساتھ حالت حمل کے تا کہ دلالت کرے اوپر واجب کرنے اس کے کی بیچ غیر حالت حمل کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ مدت حمل کی اکثر دراز ہوتی ہے اور رد کیا ہے اس کو سمعانی نے ساتھ منع کرنے علت کے بیچ دراز ہونے مدت حمل کے بلکہ ہوتی ہے مدت حمل کی کم تر غیر اس کے سے ایک بار یعنی کبھی کم ہوتی ہے اور کبھی دراز ہوتی ہے اور ساتھ اس طور کے کہ قیاس غیر حامل کا حامل پر فاسد ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس قید کے ساقط کرنے کو جس کے ساتھ قرآن اور حدیث میں نص وارد ہوئی ہے اور یہ جو بعض نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سلف نے انکار کیا ہے **كما تقدم من كلام عائشة** اور جیسا کہ مسلم میں ہے قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا **لا يدع كتاب ربنا وسنة نبينا لقول امرأة لا تدرى لعلها حفظت** اور **نسيت قال الله تعالىٰ لا تخرجوهن من بيوتهن** یعنی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں چھوڑتے ہم اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو واسطے قول ایک عورت کے ہم نہیں جانتے کہ شاید اس نے یاد رکھا یا بھول گئی اللہ نے فرمایا نہ نکالو ان کو گھروں سے سو جواب اس کا یہ ہے کہ کہا دارقطنی نے کہ قول اس کا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں **وسنته نبينا** محفوظ نہیں اور شاید باعث دارقطنی کو اس پر یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں یہ زیادتی نہیں لیکن یہ نہیں رد کرتا نفقہ کی روایت کو اور شاید مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ساتھ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چیز ہے کہ دلالت کریں اس پر احکام اس کے کتاب اللہ کی پیروی سے نہ یہ کہ مراد اس کی سنت مخصوص ہے بیچ اس کے اور البتہ تھا حق بولتا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سو بے شک قول اس کا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی البتہ ظاہر ہوا مصداق اس کا اس میں کہ اس نے مطلق بولا بیچ جگہ قید کرنے کے یا عام کیا تخصیص کی جگہ میں **كما تقدم بيانه** اور نیز پس نہیں ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کلام میں جو تقاضا کرے نفقہ کے واجب کرنے کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس نے اسقاط سکنیٰ سے

اور دعویٰ کیا ہے بعض حنفیوں نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں ہے واسطے تین طلاق والی کے نفقہ اور سکنیٰ ہے اور رد کیا ہے اس کو سمعانی نے بایں طور کے یہ بعض اٹکل کرنے والوں کے قول سے ہے پس نہیں حلال ہے روایت اس کی اور احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بالکل ثابت نہیں اور شاید مراد اس کی وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ ابراہیم رحمہ اللہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے اور البتہ مبالغہ کیا ہے طحاوی نے بیچ ثابت کرنے اپنے مذہب کے سو کہا اس نے کہ خلاف کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اس واسطے کہ روایت کی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے برخلاف اس چیز کے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی سو نکلے معنی جن پر عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا نکلنا صحیح اور باطل ہوئی حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پس نہیں واجب ہے عمل ساتھ اس کے ہرگز اور عمدہ دلیل طحاوی کی اس پر وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ واسطے اس کے سکنیٰ ہے اور نفقہ اور یہ حدیث منقطع ہے نہیں قائم ہوتی ہے ساتھ اس کے حجت۔ (فتح)

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِيْ مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا أَوْ تَبْذُوَ عَلٰى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ.

جب خوف کیا جائے طلاق والی پر اس کے خاوند کے رہنے کے جگہ میں یہ کہ ہجوم کیا جائے اوپر اس کے یعنی بغیر اجازت کے اس کے اندر کوئی گھس آئے یا اپنے گھر والوں پر بدگوئی کرے یعنی تو اس کو اپنے خاوند کی جگہ سے اٹھ آنا جائز ہے۔

٤٩١٢ ـ حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِيْ مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيْفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۹۱۲۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس بات سے انکار کیا اور زیادہ کیا ہے ابن ابی زناد نے ہشام سے اس نے اپنے باپ سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سخت عیب کیا اور کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ویران مکان میں تھی سو اس کی جانب پر خوف کیا گیا سو اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اُٹھ آنے کی۔

فائدہ: اور مسلم میں کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اجازت مانگی بیچ نکلنے اپنے کے اپنے گھر سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا اُٹھ جانے کا طرف ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی سو انکار کیا مروان نے یہ کہ تصدیق کرے بیچ نکلنے طلاق والی عورت کے اپنے گھر سے اور کہا عروہ رحمہ اللہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس بات کا انکار کیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ أَرْحَامِهِنَّ﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَالْحَبَلِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور نہیں حلال ان کو یہ کہ چھپائیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹوں میں حیض اور حمل سے۔

فائدہ: یہ تفسیر مجاہد رحمہ اللہ کی ہے اور بعض روایتوں میں ارحامھن اور من کے درمیان فاصلہ ہے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ اس کے تفسیر ہے نہ یہ کہ وہ قرأت ہے اور روایت کی ہے طبری نے ایک گروہ سے کہ مراد ساتھ اس کے حیض ہے اور روایت کی ہے اور لوگوں سے کہ مراد ساتھ اس کے حمل ہے اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حیض اور حمل دونوں مراد ہیں اور مقصود آیت سے یہ ہے کہ امر عدت کا جب کہ دائر ہے حیض اور طہر پر اور اطلاع اس پر اکثر اوقات عورتوں کی طرف سے واقع ہوتی ہے تو ٹھہرائی گئی عورت امانت دار اوپر اس کے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد یہ ہے کہ عدت والی عورت امانت دار ہے اپنے رحم پر حمل اور حیض سے مگر یہ کہ لائے اس سے وہ چیز کہ پہچانا جائے بیچ اس کے جھوٹ اس کا اور حیض کی اکثر اور اقل مدت کا بیان کتاب الحیض میں گزر چکا ہے۔

٤٩١٣ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلٰى بَابِ خِبَآئِهَا كَئِيْبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرٰى أَوْ حَلْقٰى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ إِذًا.

۴۹۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کوچ کا ارادہ کیا یعنی مکے سے بعد ادا کرنے حج کے سال حجۃ الوداع کے تو اچانک دیکھا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمے کے دروازے پر غمناک کھڑی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا عقری یا حلقی بے شک تو ہم کو روکنے والی ہے کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اب کوچ کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے اس میں اشارہ ہے واسطے تصدیق عورتوں کے اس چیز میں کہ دعویٰ کریں اس کو حیض سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ سفر کو مؤخر کریں اور رکیں جو آپ کے ساتھ ہیں بسبب حیض صفیہ رضی اللہ عنہا کے اور نہ امتحان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بیچ اس کے اور نہ جھٹلایا اس کو اور کہا ابن منیر نے کہ جب مرتب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض صفیہ رضی اللہ عنہا کے قول پر کہ اس کو حیض آیا ہے سفر کے مؤخر کرنے کو تو لیا جاتا ہے اس سے متعدی ہونا حکم کا طرف خاوند کی پس تصدیق کی جائے عورت کی حیض اور حمل میں باعتبار رجعت خاوند کے اور ساقط ہونے رجعت کے اور لاحق کرنے حمل کے ساتھ اس کے۔ (فتح) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا تھا کہ انہوں نے طواف زیارت نہیں کیا اب ٹھہرنا پڑے گا اس لیے فرمایا عقری حلقی یعنی ہلاک کرے تجھ کو اللہ اور زخمی کرے

یہ اصل میں بد دعا ہے لیکن یہاں ارادہ بد دعا کا نہیں ہے بلکہ عادت عرب کی جاری ہے کہ ایسے کلمات از راہِ پیار کے بولتے ہیں اور کوچ کر یعنی مدینے کو بغیر طواف وداع کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾ فِي الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور ان کے خاوند لائق تر ہیں ساتھ پھیر لینے ان کے بیچ عدت کے اور کس طرح رجعت کرے عورت سے جب کہ طلاق دے اس کو ایک یا دو۔

فائدہ: ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بردھن اور فی العدۃ کے درمیان دائرہ ہے اور یہ اشارہ اس کی طرف کہ مراد ساتھ لائق تر ہونے رجعت کے وہ عورت ہے جو عدت میں ہو اور یہ قول مجاہد رحمہ اللہ اور ایک جماعت اہل تفسیر کا ہے۔ (فتح)

٤٩١٤ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ زَوَّجَ مَعْقِلٌ أُخْتَهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً.

٤٩١٥ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ أُخْتُهُ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلّٰى عَنْهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِّنْ ذٰلِكَ أَنَفًا فَقَالَ خَلّٰى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَقَادَ لِأَمْرِ اللّٰهِ.

۴۹۱۴، ۴۹۱۵۔ حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ایک مرد کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو طلاق دی پھر اس سے الگ ہوا یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی پھر اس نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا سو ترک کیا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اس فعل کو ترفع اور عار سے سو کہا از روئے اعتراض کے کہ وہ اس سے الگ ہوا اور حالانکہ وہ اس پر قادر تھا پھر اس کو نکاح کا پیغام بھیجتا ہے سو اس نے اس کو اپنی بہن سے روکا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت تک تو نہ روکو ان کو کہ نکاح کریں اپنے خاوند سے آخر آیت تک سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس پر یہ آیت پڑھی سو اس نے حمیت اور عار کو چھوڑا اور اللہ کا حکم مانا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب لا نکاح الا بولی میں گزر چکی ہے۔

٤٩١٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۹۱۶۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو ایک طلاق دی حیض کی حالت میں سو

عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَّهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيْقَةً وَّاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِيْنَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيْهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِيْ بِهٰذَا.

حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کر کے پھر اس کو اپنی بیوی بنائے پھر اس کو اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو اس کے پاس دوسرا حیض آئے پھر اس کو مہلت دے یہاں تک کہ اپنے حیض سے پاک ہو پھر جب اس کو طلاق دینی چاہے تو چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق میں ہوا کرے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اسے پوچھے جاتے تو ایک سے کہتے کہ اگر تو نے اس کو تین طلاقیں دی ہیں تو البتہ عورت تجھ پر حرام ہوئی یہاں تک کہ تیرے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے اور زیادہ کیا ہے اس میں اس کے غیر نے لیث سے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے نافع رحمہ اللہ نے کہ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو تجھ کو رجعت جائز ہوتی سو بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا یعنی رجعت کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق کے اول میں گزر چکی ہے اور کہا ابن بطال نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رجعت دو قسم پر ہے ایک رجعت عدت میں ہے سو وہ بنا بر اس چیز کے ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو رجعت کے ساتھ حکم کیا اور نہیں مذکور ہے کہ اس کو نکاح جدید کی حاجت ہوئی ہو اور دوسری رجعت بعد عدت کے ہے سو وہ بنا بر اس چیز کے ہے جو معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ جب آزاد مرد آزاد عورت کے دخول کے بعد ایک یا دو طلاق دے تو وہ لائق تر ہے ساتھ رجعت اس کی کے اگرچہ عورت اس کو برا جانے سو اگر نہ رجوع کیا یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو پھر وہ اجنبی ہو جاتی ہے سو نہیں حلال ہوتی ہے واسطے اس کے مگر ساتھ نکاح جدید کے اور اختلاف ہے سلف کو اس چیز میں کہ ہوتا ہے مرد ساتھ اس کے رجوع کرنے والا سو کہا اوزاعی نے کہ جب اس سے جماع کرے تو یہی رجعت ہوئی اور آیا ہے یہ بعض تابعین سے اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ بشرطیکہ نیت کرے ساتھ اس کے رجعت کی اور کوفیوں کا بھی وہی قول ہے جو اوزاعی کا قول ہے اور زیادہ کیا ہے انہوں نے یہ کہ اگرچہ ہاتھ لگائے اس کو ساتھ شہوت کے یا اس کی شرم گاہ کی

طرف شہوت سے دیکھے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہوتی ہے رجعت مگر ساتھ کلام کے اور مبنی ہے اس خلاف پر جواز وطی کا اور حرام ہونا اس کا اور حجت شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ طلاق دور کرنے والی ہے واسطے نکاح کے اور قریب تر وہ چیز ہے جو ظاہر کرے اس کو بیچ حلال ہونے وطی کے اور نہ حلال ہونے اس کے کی اس واسطے کہ حلال ہونا ایک معنی ہیں کہ جائز ہیں کہ رجوع کریں نکاح میں اور پھر آئیں جیسے کہ بیچ اسلام لانے ایک کے ہے دو مشرک عورت خاوند سے پھر اسلام دوسرے کے عدت میں اور جیسے کہ دور ہوتی ہے علت ساتھ روزے کے اور احرام کے اور حیض کے پھر پھر آتی ہے ساتھ دور ہونے ان معنوں کے اور حجت اس شخص کی جو جائز رکھتا ہے یہ کہ ہے نکاح اگر دور ہو تو نہیں پھرتی عورت مگر ساتھ عقد جدید کے اور ساتھ صحیح ہونے خلع کے رجعیت میں اور واسطے واقع ہونے طلاق تیسری کے اور جواب ان سب سے یہ ہے کہ نکاح نہیں دور ہوا اصل اس کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دور ہوئی ہے وصف اس کی اور کہا سمعانی نے حق یہ ہے کہ قیاس تقاضا کرتا ہے کہ جب واقع ہو طلاق تو نکاح دور ہو جاتا ہے مانند آزاد کرنے کے لیکن شرع نے ثابت کیا ہے رجعت کو نکاح میں نہ عتق میں سو دونوں جدا جدا ہوئے۔ (فتح)

بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ.

حیض والی عورت سے رجعت کرنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٩١٧ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ بْنُ جُبَيْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيْقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

۴۹۱۷۔ حضرت یونس بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا یعنی حکم حیض والی کا تو اس نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے پھر اس کو طلاق دے عدت شروع ہونے سے پہلے میں نے کہا سو اس طلاق کو اعتبار کیا جائے کہا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں یعنی حساب کی جائے گی اور عجز اور حماقت مانع نہیں ہوتی۔

بَابُ تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

جس عورت کا خاوند مر گیا ہو وہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

فائدہ: کہا اہل لغت نے کہ اصل احداد کے معنی ہیں منع کرنا اور اسی واسطے نام رکھا گیا ہے دربان کا حداد کہ وہ اندر

گھسنے والے کو منع کرتا ہے اور اسی واسطے نام رکھا گیا ہے سزا کا حد اس واسطے کہ وہ ہٹاتی ہے گناہ سے کہا ابن درستویہ نے کہ احداد کے معنی ہیں کہ منع کرے عدت والی عورت اپنی جان کو زینت سے اور اپنے بدن کو خوشبو سے اور منع کرنا نکاح کے پیغام کرنے والوں کو نکاح کے پیغام سے اور اس کی امید سے جیسے منع کرتی ہے حد گناہ کو۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا أَرٰى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا الطِّيْبَ لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ.

کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے میں نہیں دیکھتا کہ قریب ہو لڑکی جس کا خاوند مر گیا ہو خوشبو کو اس واسطے کہ اس پر عدت ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اس واسطے کہ اس پر عدت ہے تو شاید یہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ہے اور تعلیل میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سبب الحاق لڑکی کا ساتھ بالغہ کے سوگ کرنے میں واجب ہونا عدت کا ہے اوپر ہر ایک کے دونوں میں سے اتفاقاً اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے ساتھ حجت پکڑی ہے اور نیز حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ حرام ہے نکاح کرنا ساتھ اس کے بلکہ خطبہ اس کا عدت میں۔ (فتح) اگر چھوٹی لڑکی کا خاوند مر جائے تو وہ زینت کو ترک کرے یا نہ کرے اس میں اختلاف ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر زینت کا ترک کرنا واجب نہیں اور باقی تین اماموں کے نزدیک واجب ہے۔

٤٩١٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوْهَا أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ أَوْ غَيْرُهٗ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ

۴۹۱۸۔ حضرت حمید بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس نے روایت کی زینب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے کہ خبر دی اس نے اس کو ساتھ ان تینوں حدیثوں کے یعنی اول حدیث یہ ہے کہ کہا زینب رضی اللہ عنہا نے کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی پر داخل ہوئی جب کہ اس کا باپ ابو سفیان فوت ہوا سو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی کہ اس میں زردی تھی خلوق تھی وہ خوشبو یا غیر اس کا سو اس سے کچھ خوشبو لڑکی کو لگائی پھر اپنے دونوں رخساروں کو لگائی پھر کہا قسم ہے اللہ کی مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں حلال عورت مسلمان کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کرے اور اپنا سنگھار چھوڑے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

٤٩١٩ ـ قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ أَمَا وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

۴۹۱۹۔ اور دوسری روایت میں کہ کہا زینب رضی اللہ عنہا نے سو میں زینب جحش کی بیٹی پر داخل ہوئی جب کہ اس کا بھائی فوت ہوا سو اس نے خوشبو منگوا کر لگائی پھر کہا خبردار! قسم ہے اللہ کی مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے منبر پر کہ نہیں حلال ہے اس عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مرد کے غم میں سوگ کرے اور زینت چھوڑے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

٤٩٢٠ ـ قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَتَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ. قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَآبَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَآئِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ

۴۹۲۰۔ کہا زینب نے اور میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہتی تھی کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میری بیٹی کا خاوند مر گیا اور البتہ اس کی آنکھیں آئی ہیں کیا ہم اس کو سرمہ لگائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ دو بار پوچھا یا تین بار ہر بار فرماتے تھے نہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو چار مہینے اور دس دن عدت ہے یعنی اس میں زینت کرنی درست نہیں اور کفر کے وقت تم عورتوں میں سے ہر ایک مینگنی پھینکتی تھی برس دن کے بعد۔ کہا حمید نے سو میں نے زینب سے کہا کہ کیا مینگنی پھینکتی تھی برس کے بعد؟ یعنی اس کلام کا کیا مطلب ہے جس کے ساتھ عورت خطاب کی گئی، کہا زینب نے کہ کفر کے زمانے میں دستور تھا کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو تنگ اور ٹوٹے گھر میں عدت بیٹھتی اور بدتر کپڑے پہنتی اور خوشبو نہ لگاتی یہاں تک کہ اس کے واسطے ایک سال گزر جاتا پھر کوئی جانور لایا جاتا گدھا یا بکری یا پرندہ سو اپنے بدن یا شرم گاہ کو اس کے ساتھ ملتی سو نہ ملتی وہ اپنے بدن کو

بِشَیْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخرُجُ فَتُعْطَى بَعَرَةً فَتَرْمِیْ ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَآءَتْ مِنْ طِیْبٍ أَوْ غَیْرِہٖ سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهٖ قَالَ تَمْسَحُ بِهٖ جِلْدَهَا.

ساتھ کسی چیز کے مگر کہ مر جاتی پھر گھر سے باہر نکلتی سو مینگنیاں دی جاتی سو ان کو سر پڑے سے پشت پر پھینکتی پھر رجوع کرتی اس کے بعد جو چاہتی خوشبو وغیرہ سے ۔ پوچھے گئے امام مالک رحمہ اللہ کہ تفتض بہ کے کیا معنی ہیں؟ کہا کہ اپنے بدن کو اس کے ساتھ ملے ۔

فائدہ: پہلی دو حدیثوں کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ حلال نہیں تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خاوند کے سوائے اور کسی پر سوگ کرنا حرام ہے اور یہ استدلال واضح ہے اور اوپر واجب ہونے سوگ کے مدت مذکورہ خاوند پر یعنی چار مہینے اور دس دن اور مشکل جانا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ واقع ہوا ہے استثناء بعد نفی کے پس دلالت کرے گا حلال ہونے پر زیادہ تین دن سے خاوند پر نہ واجب ہونے پر اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واجب ہونا اس کا مستفاد ہوتا ہے اور دلیل سے مانند اجماع کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منقول حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ سوگ کرنا واجب نہیں ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نقل کیا ہے خلال نے شعبی سے کہ وہ سوگ کو نہ پہچانتا تھا کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ عراق میں ان دونوں میں سے زیادہ تر کوئی عالم متبحر نہ تھا یعنی حسن اور شعبی سے اور حالانکہ پوشیدہ رہا سوگ کرنا اوپر ان کے اور مخالفت ان دونوں کی نہیں قدح کرتی حجت پکڑنے میں ساتھ اجماع کے اگرچہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے اجماع کا اور بیچ اثر شعبی کے تعاقب ہے ابن منذر پر کہ اس نے کہا کہ اس مسئلے میں خلاف نہیں مگر حسن سے اور نیز پس حدیث اس عورت کی جس کی آنکھ بیمار تھی اور وہ باب کی تیسری حدیث ہے دلالت کرتی ہے اوپر واجب ہونے کے نہیں تو نہ منع ہوتا دوا کرنا جو مباح ہے اور نیز جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سیاق دلالت کرتا ہے اوپر واجب ہونے کے اس واسطے کہ جس چیز سے منع کیا گیا ہو جب دلالت کرے کوئی دلیل اس کے جائز ہونے پر تو ہوتی ہے وہی دلیل بعینہ دلالت کرنے والی وجوب پر مانند ختنہ کرنے کے اور زیادہ ہونے رکوع کے خسوف میں اور مانند اس کی اور یہ جو فرمایا لامرأۃ واسطے عورت کے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی حنفیوں نے سو انہوں نے کہا کہ نہیں واجب ہے سوگ کرنا چھوٹے لڑکے پر اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس پر بھی سوگ کرنا واجب ہے جیسے کہ واجب ہے عدت اور جواب دیا ہے انہوں نے تقیید کرنے سے ساتھ عورت کے کہ خارج ہوئی ہے وہ تقیید باعتبار غالب کے اور جواب دیا ہے انہوں نے ہونے اس کے سے غیر مکلفہ ساتھ اس کے کہ ولی وہ مخاطب ہے ساتھ منع کرنے اس کے اس چیز سے کہ منع کی جاتی ہے اس سے عدت والی اور یہ جو فرمایا امرأۃ تو یہ عام ہے داخل ہے اس کے عموم میں وہ عورت جس سے صحبت کی ہو اور جس سے صحبت نہ کی ہو اور آزاد ہو یا لونڈی اگرچہ معتقہ ہو یا مکاتبہ یا ام ولد جب کہ اس کا خاوند مر جائے نہ سردار اس کا اس واسطے کہ

حدیث مقید ہے ساتھ خاوند کے برخلاف حنفیہ کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیوں نے کہ نہیں ہے سوگ ذمی کافر کی عورت پر اس واسطے کہ حدیث میں ایمان کی قید آئی ہے اور یہی قول ہے بعض مالکیہ اور ابوثور کا اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ راہ مسلمانوں کی ہے اور کبھی اس میں ان کے سوائے اور لوگ بھی چلتے ہیں اور نیز پس سوگ کرنا حق خاوند کا ہے اور وہ ملحق ہے ساتھ عدت کے بیچ حفظ نسب کے سو باعتبار معنی کے کافرہ عورت بھی اس میں داخل ہوگی جیسے کہ داخل ہے کافر بیچ نہی کے سودہ کرنے سے اپنے بھائی کے سودہ کرنے پر اور اس واسطے کہ وہ حق ہے واسطے زوجیت کے پس متشابہ ہوگا نفقہ اور سکنیٰ کو کہا ثوری نے کہ قید کی ہے ساتھ وصف ایمان کے اس واسطے کہ متصف ساتھ اس کے وہی ہے جو فرمانبردار ہوتا ہے واسطے شرع کے کہا ابن دقیق العید نے اول اولیٰ ہے اور بیچ ایک روایت کے نزدیک مالکیہ کے ہے کہ کافرہ عورت جس کا خاوند مر جائے وہ اقراء کے ساتھ عدت بیٹھے کہا ابن العربی نے یہ قول اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ اس پر سوگ نہیں اور یہ جو کہا کہ مردے پر تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں سوگ ہے اس شخص کی عورت پر جو گم ہوا ہو اس واسطے کہ نہیں تحقیق ہوئی موت اس کی برخلاف مالکیوں کے اور یہ جو فرمایا مگر خاوند کے مرنے پر تو لیا گیا ہے اس حصر سے کہ خاوند کے سوائے کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کیا جائے باپ ہو یا کوئی اور، اور ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اجازت دی عورت کو یہ کہ سوگ کرے اپنے باپ پر سات دن اور اس کے سوائے اور پر تین دن ہو اگر صحیح ہو تو باپ اس عموم سے مخصوص ہوگا لیکن وہ مرسل ہے یا معضل اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے صحیح تر قول کے نزدیک شافعیہ کے کہ نہیں سوگ ہے او پر طلاق ولی عورت کے اور رجعی طلاق والی پر تو بالاجماع سوگ واجب نہیں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو بائن طلاق والی میں ہے سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے سوگ او پر اس کے اور کہا حنفیوں اور ابوثور نے کہ اس پر سوگ ہے واسطے قیاس کرنے کے اس عورت پر جس کا خاوند مر جائے اور یہی قول ہے بعض شافعیوں اور مالکیوں کا اور حجت پکڑی ہے پہلے لوگوں نے ساتھ اس کے کہ سوگ مشروع ہے اس واسطے کہ خوشبو لگانا اور کپڑا پہننا اور زینت کرنا جماع کی طرف بلاتا ہے سو منع کی گئی عورت اس سے واسطے زجر کے اس سے سو ہوگا یہ ظاہر مردے کے حق میں اس واسطے کہ مردہ اپنی عورت کو عدت میں نکاح کرنے سے منع نہیں کرتا اور نہ وہ اس کی رعایت کرتی ہے اور نہ اس سے ڈرتی ہے برخلاف طلاق والی کے کہ جس کا خاوند زندہ ہو ان سب چیزوں میں اسی واسطے واجب ہے عدت ہر اس عورت پر جس کا خاوند مر گیا ہو اگرچہ اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو برخلاف اس عورت کے جس کو دخول سے پہلے طلاق دی جائے سو نہیں ہے سوگ اس پر بالاتفاق اور ساتھ اس کے کہ بائن طلاق والی کو ممکن ہے پھر آنا طرف خاوند کی ساتھ عقد جدید کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے سوگ لعان والی عورت پر اور جواب دیا گیا ہے

ساتھ اس کے کہ نہ ہونا سوگ کا اوپر اس کے واسطے نہ پائے جانے ہو بہو خاوند کے ہے نہ واسطے نہ پائے جانے زوجیت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز سوگ کے غیر خاوند پر قریبی سے اور مانند اس کی ہے یعنی مانند باپ بھائی وغیرہ کے تین دن اور اس سے کم اور اس سے زیادہ حرام ہے اور گویا کہ مباح کیا گیا ہے اس قدر بہ سبب حفظ نفس کے اور رعایت اس کی کے اور غلبے طبع بشریٰ کے اسی واسطے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا نے خوشبو لگائی تا کہ سوگ کے ذمے سے نکلیں اور تصریح کی ہر ایک نے دونوں میں سے ساتھ اس کے کہ نہیں خوشبو لگائی واسطے ساحاجت کے واسطے اشارے کے طرف اس کی کہ غم کی نشانیاں باقی ہیں نزدیک ان کے لیکن نہ گنجائش ملی اس کو کسی بات کی سوائے بجالانے حکم کے اور یہ جو فرمایا کہ چار مہینے اور دس دن تو بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ پوری ہوتی ہے پیدائش بچے کی اور پھونکی جاتی ہے اس میں روح بعد گزرنے ایک سو بیس دن کے اور زیادتی ہے چار مہینوں پر ساتھ نقصان چاندوں کے سو جبر کی گئی کسر طرف عقد کی بطور احتیاط کی اور ذکر کیا گیا عشر مؤنث واسطے ارادے راتوں کے اور مراد راتیں ساتھ دنوں اپنے کے ہیں نزدیک جمہور کے پس نہیں حلال ہوتی ہے یہاں تک کہ داخل ہو رات گیارھویں اور اوزاعی اور بعض سلف سے ہے گزر جاتی ہے عدت ساتھ گزرنے دس راتوں کے بعد گزرنے مہینوں کے اور حلال ہو جاتی ہے دسویں دن کے اول میں اور استثناء کی گئی ہے حامل کما تقدم شرح حالھا اور یہ جو فرمایا دو بار یا تین بار کہ نہ تو ایک میں ہے کہ سرمہ نہ ڈالے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا حرام ہے برابر ہے کہ اس کو اس کی حاجت ہو یا نہ ہو اور مؤطا میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رات کو ڈالے اور دن کو مل ڈالے اور وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ جب اس کی حاجت نہ ہو تو حلال نہیں اور جب حاجت ہو تو دن کو جائز نہیں رات کو جائز ہے باوجودیکہ اولیٰ ترک کرنا اس کا ہے اور اگر کرے تو دن کو مل ڈالے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں ڈرتی ہوں کہ اس کی آنکھ اندھی ہو جائے فرمایا نہ اگرچہ اس کی آنکھ پھوٹ جائے اور یہ ایک قول مالک رحمہ اللہ کا ہے کہ مطلق منع ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جائز ہے جب کہ اپنی آنکھ پر ڈرے اس قسم سے جس میں خوشبو نہ ہو اور یہی قول ہے شافعیہ کا مقید ساتھ رات کے اور جواب دیا ہے انہوں نے قصے عورت کے سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حاصل ہوتی ہو واسطے اس کے صحت بغیر سرمہ کے مانند لیپ کرنے کی ساتھ صبر کے اور بعض نے تاویل کی ہے نہی کی ساتھ سرمہ مخصوص کے اور وہ وہ ہے جو تقاضا کرے زینت کو اس واسطے کہ محض دور کرنا کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے زینت بیچ اس کے پس نہیں منحصر ہے اس چیز میں کہ اس میں زینت ہے اور علماء کے ایک گروہ نے کہا کہ جائز ہے یہ اگرچہ ہو اس میں خوشبو اور حمل کیا ہے نہی کو تنزیہ پر اور یہ جو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ چار مہینے اور دس دن ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے مدت کے بہ نسبت اس کی کہ پہلے تھی اور آسان ہونا صبر کا اوپر اس کے اسی واسطے اس کے بعد کہا کہ کفر کے زمانے

میں کوئی تم میں سے برس کے بعد مینگنی پھینکتی تھی اور جاہلیت کے ساتھ جو اس کو قید کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اسلام میں حکم اس کے برخلاف ہو گیا ہے اور وہ اسی طرح ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ بیان کیا فعل جاہلیت کا لیکن تقدیر ساتھ برس کے بدستور ہے اسلام میں ساتھ نص قرآن کے ﴿وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ﴾ پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ اس آیت کے جو اس سے پہلے ہے اور وہ یہ ہے ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ اور یہ جو فرمایا کہ کفر کے زمانے میں تم میں سے ایک برس کے بعد مینگنیاں پھینکتی تھی الخ یعنی اسلام میں برس دن کی مصیبت گئی آسانی ہوئی سو تم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا اور مینگنیاں پھینکنے سے کیا مراد ہے سو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس نے پھینک دیا عدت کو مانند پھینکنے مینگنی کے اور بعض نے کہا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ انتظار کرنا اور صبر کرنا بلا پر جس میں وہ تھی جب گزر گیا تو ہو گیا وہ بجائے پھینکنے کے جس کو اس نے ناچیز جان کر پھینکا اور واسطے تعظیم حق خاوند کے۔ (فتح)

بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ.

سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا۔

۴۹۲۱ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَلٰى عَيْنَيْهَا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لَا تَكَحَّلْ قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعَرَةٍ فَلَا حَتّٰى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَّسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُّسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۴۹۲۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا سو انہوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر خوف کیا یعنی درد سے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ سرمہ لگائے سو البتہ دستور تھا کہ تم میں سے ایک اپنے بدتر کپڑے یا بدتر گھر میں عدت بیٹھتی یہ راوی کا شک ہے کہ دونوں لفظ میں سے کوئی لفظ فرمایا پھر جب برس گزر جاتا اور کتا گزرتا تو مینگنی پھینکتی سو نہ سرمہ لگائے یہاں تک کہ چار مہینے اور دس دن گزر جائیں اور سنا میں نے زینب رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے حدیث بیان کرتی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال کسی عورت مسلمان کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کا مینگنی کو پھینکنا موقوف تھا اوپر گزرنے کتے کے برابر ہے کہ اس کے گزرنے کی

انتظار کا زمانہ دراز ہو یا کم اور بعض نے کہا کہ پھینکتی تو سامنے آتا کتا ہوتا یا غیر اس کا جو لوگ اس وقت موجود ہوتے وہ دیکھتے کہ اس کا سال بھر عدت بیٹھنا آسان تر تھا اوپر اس کے مینگنی سے جو کتے وغیرہ کو مارے۔ (فتح)

٤٩٢٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ.

۴۹۲۲۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا کہ خاوند کے سوا کسی مرد پر تین دن سے زیادہ سوگ کریں۔

بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ.

سوگ کرنے والی عورت کو حیض سے پاک ہونے کے وقت قسط کا استعمال کرنا جائز ہے یعنی جب کہ ہو ان عورتوں سے جن کو حیض آتا ہو۔

٤٩٢٣ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَطَّيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَّحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَّكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْقُسْطُ وَالْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ.

۴۹۲۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ رکھیں مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا جائز ہے اور نہ ہم سرمہ لگائیں اور نہ خوشبو اور نہ پہنیں یعنی عدت میں کپڑا رنگین مگر کپڑا عصب کا اور البتہ ہم کو رخصت ملی وقت طہر کے یعنی جب کہ ہم میں سے کوئی اپنے حیض سے پاک ہو بیچ استعمال کرنے کچھ کست ظفار کے اور ہم کو منع ہوا جنازے کے ساتھ جانے سے۔ کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ یعنی بخاری نے کہا جاتا ہے کست اور قسط دونوں طرح سے اور کافور اور قافور یعنی جائز ہے ہر ایک کے دونوں میں سے کاف اور قاف اور ت اور ط۔

فائدہ: عصب یمن کی چادر ہے اس کا سوت باندھا جاتا ہے پھر رنگا جاتا ہے پھر بنا جاتا ہے بندھا ہوا اور جو بندھا ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں بندھا جاتا ہے صرف تانا سوائے پیٹے کے کہا ابن منذر نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے سوگ والی عورت کے پہننا اس کپڑے کا جو کسم سے رنگا ہوا ہو اور نہ رنگے ہونے کا مگر سیاہی سے رنگا ہوا ہو سو رخصت دی ہے اس میں مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ وہ زینت کے لیے نہیں لیا جاتا بلکہ وہ غم کا لباس ہے اور عروہ نے عصب کو بھی مکروہ جانا ہے اور مکروہ جانا ہے مالک رحمہ اللہ

نے اس کے موٹے کو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح تر ہمارے اصحاب کے نزدیک حرام ہونا اس کا ہے مطلق اور یہ حدیث حجت ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو جائز رکھتا ہے کہا ابن دقیق العید نے لیا جاتا ہے اس حدیث کے مفہوم سے جائز ہونا اس کپڑے کا جو رنگا ہوا نہ ہو اور وہ سفید کپڑے ہیں اور منع کیا ہے بعض مالکیہ نے قیمتی کپڑے کو اس سے جس کے ساتھ زینت کی جاتی ہے اور اسی طرح کالا کپڑا بھی جب کہ ہو اس قسم سے کہ زینت کی جاتی ہے ساتھ اس کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ رخصت دی ہے ہمارے اصحاب نے اس کپڑے میں کہ نہ زینت کی جاتی ہو ساتھ اس کے اگرچہ رنگا ہو اور اختلاف کیا گیا ہے ریشمی کپڑے میں شافعیہ کے نزدیک صحیح تر یہ ہے کہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ رنگا ہو یا نہ رنگا ہو اس واسطے کہ وہ مباح کیا گیا ہے واسطے عورتوں کے واسطے زینت کرنے کے ساتھ اس کے اور سوگ والی عورت منع کی گئی ہے زینت کرنے سے سو ہوگا اس کے حق میں جیسے مردوں کے حق میں ہے اور بہر حال سونے اور چاندی اور موتیوں کا زیور پہننا سو اس میں دو وجہ ہیں صحیح تر جواز اس کا ہے اور اس میں نظر ہے باعتبار معنی کے مقصود میں اس کے پہننے سے اور مقصود میں ساتھ سوگ کرنے کے اس واسطے کہ تاویل کے وقت منع کو ترجیح ہوتی ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قسط اور ظفار دونوں معروف ہیں بخور سے اور نہیں دونوں مقصود خوشبو کے سے اجازت دی گئی ہے اس میں واسطے اس عورت کے جو حیض سے پاک ہونے کے وقت تھا وہ واسطے دور کرنے بدبو کے تلاش کرے ساتھ اس کے نشان خون کے نہ واسطے خوشبو حاصل کرنے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز استعمال کرنے اس چیز کے کہ اس میں اس کے واسطے نفع ہو جنس اس چیز کی سے کہ منع کی گئی ہے اس سے جب کہ نہ ہو واسطے زینت حاصل کرنے کے یا واسطے خوشبو حاصل کرنے کے مانند ملنے زیتون کی سر کے بالوں وغیرہ میں۔ (فتح)

بَابُ تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ.

پہنے سوگ والی عورت کپڑا اعصب کے یعنی جائز ہے۔

٤٩٢٤ ۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ.

۴۹۲۴۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال اس عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ خاوند کے سوا کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سو بے شک وہ نہ سرمہ لگائے اور نہ رنگا کپڑا پہنے مگر کپڑا اعصب کا۔

فائدہ: ایک روایت میں تین دن کا ذکر ہے اور ایک روایت میں تین رات کا اور تطبیق یہ ہے کہ مراد تین راتیں ہیں سمیت دنوں کے اور مذہب اوزاعی کا یہ ہے کہ وہ فقط تین راتیں سوگ کرے سو اگر رات کے اول میں مر جائے تو

تیسرے دن کے اول میں اٹھے اور اگر رات کے درمیان مرے یا دن کے اول یا درمیان میں تو نہ اٹھے مگر چوتھے دن کی صبح میں۔

وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَسَّ طِيْبًا إِلَّا أَدْنٰى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ وَّأَظْفَارٍ.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معنی یہ کہ سوگ کرے عورت تین دن سے زیادہ کسی مردے پر مگر خاوند پر کہ اس پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرے اور نہ چھوئے خوشبو کو مگر وقت نزدیک ہونے طہر اپنے کے جب کہ حیض سے پاک ہو ساتھ استعمال کرنے کچھ قسط اور ظفار کے۔

بَابُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں وہ انتظار کروائیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن آخر آیت تک۔

٤٩٢٥ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ﴾ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّصِيَّةً إِنْ شَآءَتْ سَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ

۴۹۲۵۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تھی یہ عدت کہ عدت بیٹھے عورت نزدیک اہل اپنے خاوند کے واجب سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور جو لوگ کہ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں تو لازم کی گئی ان پر وصیت کرنی اپنی عورتوں کے واسطے ساتھ اس کے کہ خرچ دیں ان کو ایک سال تک نہ نکال دینا پھر اگر نکل جائیں تو گناہ نہیں تم پر جو کچھ کریں اپنے حق میں دستور کے موافق سو ٹھہرایا اللہ نے واسطے اس کے تمام سال کے بعد چار مہینے دس دن کے ہے ساتھ مہینے اور بیس دن یعنی سال کا پورا کرنا اس صورت سے ہوتا ہے یہ وصیت ہے اگر چاہے تو اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکل جائے اور یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے غیر اخراج یعنی نہ نکال دینا سو اگر نکل جائیں تو گناہ نہیں تم پر سو عدت جیسے کہ ہے واجب ہے اوپر اس کے یعنی چار مہینے اور دس دن اور باقی سال واجب نہیں

عَنْ مُجَاهِدٍ.

اور یہ بموجب وصیت خاوند کے ہے اور عورت کو اختیار ہے کہ خاوند کی وصیت کو قبول کرے یا نہ کرے۔

فائدہ: یہ جو کہا عند اهل زوجها واجبا تو واجبا یا صفت ہے محذوف کی یعنی امر واجب اور بغل گیر ہے عدت اعتداد کی معنی کو اور ایک روایت میں واجب آیا ہے اور وہ خبر ہے مبتدا محذوف کے کہا ابن بطال نے کہ مذہب مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ آیت ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ اس آیت سے پہلے اتری جس میں ہے کہ وصیت کریں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک سال تک نہ نکال دینا جیسے کہ وہ تلاوت میں پہلے ہے اور شاید باعث اس کو اس پر مشکل جاننا اس بات کا ہے کہ ہو ناسخ پہلے منسوخ کے سو اس نے دیکھا کہ عمل کرنا ساتھ دونوں کے ممکن ہے ساتھ حکم غیر متدافع کے اس واسطے کہ جائز ہے کہ واجب کرے اللہ عدت بیٹھنے والی عورت پر انتظار کرنا چار مہینے اور دس دن اور واجب کرے اس کے اہل پر یہ کہ باقی رہے نزدیک ان کے ساتھ مہینے اور بیس دن تمام سال کا اگر ان کے پاس رہے، کہا ابن بطال نے کہ یہ قول اس کے سوا کسی مفسر نے نہیں کہا اور نہ فقہاء میں سے کسی نے اس کی متابعت کی ہے بلکہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ آیت سال کی منسوخ ہے اور سکنیٰ عدت کی تابع ہے سو جب منسوخ ہوا سال عدت میں ساتھ چار مہینے اور دس دن کے تو سکنیٰ بھی منسوخ ہوا کہا ابن عبدالبر نے نہیں اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ عدت ساتھ سال کے منسوخ ہوگئی ہے طرف چار مہینے اور دس دن کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ قول اللہ کے غیر اخراج سو جمہور اس پر ہیں کہ یہ بھی منسوخ ہے اور روایت ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ یہ منسوخ نہیں اور نہیں متابعت کیا گیا اوپر اس کے اور نہیں قائل ہے ساتھ اس کے کوئی علماء مسلمین اصحاب اور تابعین میں سے بیچ مدت عدت کے بلکہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے جس طرح اور سب لوگوں کا قول ہے سو دور ہوا اختلاف اور خاص کیا گیا ہے جو منقول ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے ساتھ مدت سکنیٰ کے علاوہ اس کے وہ بھی شاذ ہے نہیں اعتماد کیا جاتا اوپر اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ اِخْرَاجٍ﴾ وَقَالَ عَطَآءٌ اِنْ شَآءَتْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ اَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ

اور کہا عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ منسوخ کر ڈالا ہے اس آیت نے عورت کی عدت کو نزدیک اہل اس کے کی سو عدت بیٹھے جس جگہ چاہے اور قول اللہ کا غیر اخراج، کہا عطاء نے کہ اگر چاہے تو خاوند کے گھر والوں کے پاس عدت بیٹھے اور اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکل جائے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے سو نہیں گناہ تم پر جو کچھ کریں اپنے حق میں موافق دستور کے کہا

أَنْفُسِهِنَّ﴾ قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا.

عطاء نے پھر آئی میراث سو منسوخ کیا اس نے سکنیٰ کو سو عدت بیٹھے جس جگہ چاہے اور نہیں ہے سکنیٰ واسطے اس کے۔

فائدہ: کہا عطاء نے یعنی خروج کی آیت نے منسوخ کیا ہے اعتداد کے واجب ہونے کو نزدیک اہل خاوند اس کے کی پھر منسوخ کیا میراث کی آیت نے سکنیٰ کو نزدیک اہل مرد کے پس نہیں ہے واسطے اس کے یہ اور یہ جو کہا نہیں سکنیٰ واسطے اس کے تو یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جس کا خاوند مر جائے اس کے واسطے سکنیٰ نہیں اور یہ ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے مانند نفقہ کی اور ظاہر تر قول اس کا وجوب ہے اور مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ واسطے عورت کے سکنیٰ ہے جب کہ ہو گر ملک مردے کا۔ (ق)

٤٩٢٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ لَمَّا جَاءَهَا نَعِيُّ أَبِيْهَا دَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۴۹۲۶۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے باپ ابو سفیان کی موت کی خبر آئی تو اس نے خوشبو منگوائی اور اپنے دونوں بازو کو ملی اور کہا کہ مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں حلال ہے کسی عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

فائدہ: اور مطابقت اس جہت سے ہے کہ اس میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ عدت والی کے اور ترجمہ بھی عدت میں ہے۔

بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ.

باب ہے بیچ بیان مہر حرام کار عورت کے اور مہر اس عورت کے جو نکاح کی گئی ساتھ نکاح فاسد کے یعنی ساتھ شبہ کے اخلال شرط سے یا مانند اس کی سے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَّهُوَ لَا يَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَهَا مَا أَخَذَتْ

اور کہا حسن نے جب نکاح کرے حرام کار عورت سے اور اس کو خبر نہ ہو تو ان کے درمیان تفریق کی جائے اور

وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَهَا صَدَاقُهَا.

واسطے عورت کے ہے جو اس نے لیا اور نہیں واسطے اس کے کچھ سوائے اس کے بعد کہا کہ اس کو اس کا مہر دے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ احتراز ہے اس چیز سے جب کہ جان بوجھ کر کرے اور ساتھ اس قید کے اور مفہوم اس کے کی مطابقت ہو جاتی ہے ساتھ ترجمہ کے، کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں دو قول پر سو بعض نے کہا کہ اس کے واسطے مہر معین ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے مہر مثل ہے اور یہ اکثر کا قول ہے۔(فتح)

٤٩٢٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ.

۴۹۲۷۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور کاہن کی شیرینی اور حرام کار عورت کی خرچی سے منع فرمایا۔

٤٩٢٨ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَنَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ.

۴۹۲۸۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے اور لعنت کی سود کے کھانے والے کو اور کھلانے والے کو یعنی سود دینے والے کو اور منع فرمایا کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی سے اور لعنت کی تصویر بنانے والوں کو۔

٤٩٢٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَآءِ.

۴۹۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا یعنی جو لونڈیوں کے زنا پر خرچی لی جائے۔

فائدہ: ان تینوں حدیثوں کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے، کہا ابن بطال نے کہ جمہور کا یہ قول ہے کہ جو نکاح کرے ساتھ محرم کے اور حالانکہ وہ جانتا ہو تحریم کو تو واجب ہے اس پر حد واسطے اجماع کے اوپر حرام ہونے عقد کے پس نہیں ہے اس جگہ شبہ کہ ساقط کی جائے ساتھ اس کے حد اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نکاح میں شبہ ہے پس ساقط ہوگی ساتھ اس کے حد اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اگر وطی کرے اس لونڈی سے جس میں اس کی شرکت ہو سو وہ حرام ہے اس پر بالاتفاق اور نہیں ہے حد اس پر واسطے شبہ کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے

کہ جو حصہ اس کا ملک سے اس میں ہے وہ تقاضا کرتا ہے شبہ کے حاصل ہونے کو برخلاف محرم کے کہ اس میں اس کا بالکل کوئی ملک نہیں اور نہ کوئی حصہ ہے سو دونوں میں فرق ہو گیا۔ اور اسی واسطے ابن قاسم نے مالکیوں میں سے کہا کہ واجب ہے حد بیچ وطی آزاد عورت کے اور نہیں واجب ہے لونڈی مملوکہ میں۔ (فتح)

بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُوْلِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُوْلُ أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالْمَسِيْسِ.

واجب ہونا مہر کا واسطے اس عورت کے جس سے صحبت کی ہو اور کس طرح ہے دخول یا طلاق دے اس کو پہلے دخول کرنے اور ہاتھ لگانے کے۔

فائدہ: اور کس طرح ہے دخول یہ اشارہ ہے طرف خلاف کے بیچ اس کے اور البتہ تمسک کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کی باب کی حدیث میں **فقد دخلت بها** اس پر کہ جو دروازہ بند کرے اور عورت پر پردہ ڈالے تو البتہ واجب ہوتا ہے واسطے اس عورت کے مہر اور اس پر ہے عدت اور ساتھ اس کے قائل ہے لیث اور اوزاعی اور اہل کوفہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور آیا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کوفیوں نے کہ واجب ہوتا ہے مہر پورا ساتھ خلوت صحیحہ کے برابر ہے کہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو مگر یہ کہ دونوں میں سے ایک بیمار ہو یا روزے دار یا محرم یا ہو عورت حائض سو واسطے اس کے آدھا مہر ہے اور اس پر عدت ہے پوری اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ غالب وقت بند کرنے دروازے کے اور ڈالنے پردے کے عورت پر واقع ہونا جماع کا ہے پس قائم کیا گیا مظنہ جگہ مئنہ کے واسطے اس چیز کے کہ پیدا کیے گئے ہیں اس پر نفس نہ صبر کرنے جماع پر غالبًا واسطے غلبے شہوت کے اور زیادہ ہونے باعث کے اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ نہیں واجب ہوتا ہے مہر پورا مگر ساتھ جماع کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ اور اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ اور آیا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور شریح سے اور شعبی سے اور ابن سیرین سے اور جواب باب کی حدیث سے یہ ہے کہ ثابت ہو چکا ہے باب کی حدیث کی دوسری روایت میں **فهو بما استحللت من فرجها** یعنی وہ اس کے بدلے میں گیا جو تو نے اس سے صحبت کی پس نہ ہوگی بیچ قول اس کے کی **دخلت عليها** حجت واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ مجرد دخول کفایت کرتا ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب داخل ہو ساتھ عورت کے اپنے گھر میں تو عورت نے اس پر سچ کہا اور جب داخل ہوا اس پر اس کے گھر میں تو مرد نے اس پر سچ کہا اور نقل کیا ہے ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت کوفیوں کے قول کی طرح ہے اور یہ جو کہا یا طلاق دے اس کو پہلے دخول کے تو کہا ابن بطال نے کہ تقدیر یہ ہے یا کس طرح ہے طلاق اس کی پس کفایت کی ساتھ ذکر کرنے فعل کے ذکر مصدر کے سے۔ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو تقدیر یا کس طرح ہے حکم جب طلاق

دے اس کو پہلے دخول کے اور مسیس معطوف ہے دخول پر۔ (فتح)

۴۹۳۰ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ فِي الْحَدِيْثِ شَيْءٌ لَّا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ.

۴۹۳۰۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم بنی عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان جدائی کی اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے کوئی تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا؟ سو دونوں نے کہا نہ مانا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ تو دونوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کی، کہا ایوب راوی نے کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے کہا کہ حدیث میں ایک چیز ہے کہ میں نہیں دیکھتا کہ تو اس کو بیان کرے یعنی میں نہیں جانتا کہ تجھ کو یاد ہو کہا کہ اس مرد نے کہا کہ میرا مال دلوا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ کو مال نہ ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی حرام کاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے میں مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾.

باب ہے بیچ بیان متعہ کے واسطے اس عورت کے کہ نہیں مقرر کیا گیا واسطے اس کے مہر واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں گناہ تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا مہر مقرر نہ کیا ہو اور ان کو متعہ دو وسعت والے پر بقدر حال اس کے ہے اور تنگدست پر بقدر حال اس کے کی اللہ کے اس قول تک کہ بے شک

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔

فائدہ: اور تقیید ی اس کی ساتھ اس عورت کے کہ نہیں مقرر کیا گیا واسطے اس کے مہر البتہ استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس کے ساتھ قول اللہ کے آیت میں یا نہ مقرر کیا ہو واسطے ان کے مہر اور وہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ او واسطے تنویع کے ہے یعنی واسطے نوع بیان کرنے کے سو نفی کی گناہ کی طلاق دینے اس عورت کے سے جو طلاق دی جائے پہلے ہاتھ لگانے کے سو نہیں ہے متعہ واسطے اس کے اس واسطے کہ وہ کم کیا گیا ہے مہر معین اس کا یعنی آدھا پس کس طرح ثابت ہوگا واسطے اس کے قدر زائد اس عورت سے کہ مقرر کیا گیا ہے واسطے اس کے قدر معلوم باوجود ہاتھ لگانے کے اور یہ ایک قول ہے علماء کے دو قول میں سے اور نیز ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ خاص ہے متعہ ساتھ اس عورت کے کہ اس کو صحبت سے پہلے طلاق دے اور نہ مقرر کرے واسطے اس کے مہر اور کہا لیث نے کہ نہیں واجب ہے متعہ بالکل اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور حجت پکڑی ہے اس کے لیے اس کے بعض تابعداروں نے ساتھ اس کے کہ اس کا کوئی اندازہ معین نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہ مقرر ہونا اس کے اندازے کا نہیں منع کرتا وجوب کو جیسے کہ قریب کا نفقہ ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ شریح کہتا ہے کہ متعہ دے اگر ہے تو احسان کرنے والا متعہ دے اگر ہے تو پرہیز گار اور نہیں ہے دلالت اس میں اوپر ترک وجوب کے اور ایک گروہ سلف کا یہ مذہب ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے متعہ ہے بغیر استثناء کے اور شافعی رحمہ اللہ سے مثل اس کی ہے اور یہی ہے راجح اور اسی طرح واجب ہوتا ہے بیچ ہر فرقت کے مگر اس فرقت میں جو عورت کے سبب سے ہو۔ (فتح) اختلاف ہے علماء کو اس عورت کے متعہ میں جس کو صحبت سے پہلے طلاق دی جائے اور مہر مقرر نہ ہوا ہو ایک گروہ کا مذہب ہے کہ واجب ہے واسطے اس کے متعہ یہ قول عطاء اور شعبی اور نخعی اور زہری کا ہے اور یہی مذہب ہے کوفیوں کا کہ مہر اور متعہ کو جمع نہ کیا جائے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ متعہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے ہے مدخول بھا ہو یا نہ ہو اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ متعہ کسی صورت میں واجب نہیں اور یہ منقول ہے ابن ابی لیلیٰ اور مالک رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ سے اور استدلال کیا ہے مؤلف نے ساتھ اس آیت کے یعنی ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ الخ کے اس پر کہ متعہ ہر مطلقہ کے واسطے ہے مدخول بھا ہو یا نہ ہو اور یہ آیت نازل ہوئی ایک انصاری مرد کے حق میں کہ اس نے اپنی عورت کے دخول سے پہلے طلاق دی۔ (ت)

وَقَوْلِهِ ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور واسطے طلاق والی عورتوں کے متعہ ہے موافق دستور کے لازم کیا گیا ہے پرہیز گاروں پر۔

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے متعہ ہے اور خاص کیا ہے اس کو جس نے تفصیل کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ گزر چکی ہے پہلی آیت میں۔ (فتح) اور جو لوگ کہتے ہیں کہ متعہ واجب نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے ساتھ اول آیت کے یعنی ﴿لا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ الآیۃ کے۔ (ت)

وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حِيْنَ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا.

اور نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے لعان کرنے والی عورت میں متعہ کو جب کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی۔

فائدہ: لعان کی حدیثوں کے سب طریقے پہلے گزر چکے ہیں اور ان میں سے کسی چیز میں متعہ کا ذکر نہیں سو شاید اس نے تمسک کیا ہے بیچ ترک کرنے متعہ کے واسطے لعان کرنے والی عورت کے ساتھ عدم کے اور وہ مبنی ہے اس پر کہ نہیں واقع ہوتی جدائی ساتھ نفس لعان کے اور جو اس کا قائل ہے کہ واقع ہوتی ہے جدائی ساتھ نفس لعان کے تو اس نے جواب دیا ہے قول اس کے سے جو حدیث میں ہے سو اس نے اس کو طلاق دی ساتھ اس کے کہ تھا یہ پہلے معلوم کرنے اس کے کی ساتھ حکم کے اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ واقع ہوتی ہے جدائی ساتھ نفس لعان کے کما تقدم تقریرہ اور اس وقت پس نہ داخل ہوگی لعان کرنے والی عورت بیچ عموم طلاق والی عورتوں کے۔ (فتح)

٤٩٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا.

۴۹۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے دو لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ تمہارا حساب اللہ پر ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اس نے کہا یا حضرت! میرا مال مجھ کو دلوا دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو مال نہیں ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی حرام کاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے میں مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال لینا زیادہ تر بعید ہے اس سے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

کتاب ہے نفقوں کے بیان میں یعنی نفقوں کے احکام میں

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْاَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾.

باب ہے بیان میں فضیلت نفقہ کے گھر والوں پر اور اللہ نے فرمایا اور پوچھتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں کہا خرچ کرو عفو کو اللہ کے اس قول تک فی الدنیا والآخرۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ الْعَفْوُ الْفَضْلُ.

کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ عفو کے معنی ہیں وہ مال جو حاجت سے زیادہ ہو۔

فائدہ: اور نیز روایت کی ہے عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ سے کہ نہ خرچ کر سب مال اپنے کو پھر بیٹھا لوگوں سے مانگے سو پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد اس کے قول الفضل یعنی جو نہ اثر کرے مال میں سو مٹا دے اس کو اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مرسل یحییٰ بن کثیر سے ساتھ سند صحیح کے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو کہا کہ ہمارے واسطے غلام ہیں اور گھر والے سو کیا خرچ کریں ہم اپنے مالوں سے سو یہ آیت اتری اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتی ہے مراد بخاری رحمہ اللہ کی وارد کرنے اس کے سے اس باب میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت سے آیا ہے کہ مراد ساتھ فضل کے وہ چیز ہے جو گھر والوں سے زیادہ ہو اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ عفو کے صدقہ فرض ہے اور جب ان اقوال میں اختلاف ہے تو جو اس کے سبب نزول میں آیا ہے اس کو لینا اولیٰ ہے۔ (فتح)

٤٩٣٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا

۴۹۳۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے گھر والوں پر کچھ خرچ کرے اور وہ اس کے ساتھ اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو یعنی ثواب کے واسطے تو وہ اس کے واسطے صدقہ ہوتا ہے۔

كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور یہ مقید ہے اور واسطے مطلق اس چیز کے کہ آئی ہے کہ خرچ کرنا گھر والوں پر صدقہ ہے جیسے کہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو باب کی چوتھی حدیث ہے اس واسطے کہ اس میں کہا کہ جو خرچ کرے تو سو واسطے تیرے صدقہ ہے اور مراد ساتھ احتساب کے قصد طلب ثواب کا ہے اور مراد ساتھ صدقہ کے ثواب ہے یعنی اس کے واسطے ثواب ہے اور اطلاق صدقہ کا ثواب پر بطور مجاز کے ہے اور قرینہ اس کا اجماع ہے اوپر جواز انفاق کے اوپر بیوی ہاشمیہ کے مثلا اور مراد ساتھ اس کے اصل ثواب ہے نہ اس کی کمیت اور نہ کیفیت اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے ثواب ساتھ عمل کے مگر جب کہ اس کے ساتھ نیت مقرون ہو اس واسطے کہ داخل کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جو مذکور ہے بیچ باب ما جآء ان الاعمال بالنية والحسبة اور حذف کیا ہے مقدار کو قول اپنے سے اذا انفق واسطے ارادے تعمیم کے تاکہ شامل ہو تھوڑے اور بہت کو اور یہ جو کہا اپنے گھر والوں پر تو احتمال ہے کہ ہو یہ شامل زوجہ اور قرابتیوں کو اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ زوجہ کے اور جو اس کے سوا ہے وہ بطریق اولی اس کے ساتھ ملحق ہوگا اس واسطے کہ جب ثابت ہو اس چیز میں کہ وہ واجب ہے تو ثبوت اس کا اس چیز میں کہ واجب نہیں اولی ہے اور کہا طبری نے کہ خرچ کرنا گھر والوں پر واجب ہے اور جو خرچ کرتا ہے اس کو اس پر ثواب ملتا ہے باعتبار قصد اس کے کی اور نہیں منافات ہے درمیان ہونے اس کے کی واجب اور درمیان نام رکھنے اس کے کی صدقہ بلکہ وہ افضل ہے صدقہ نفل سے اور کہا مہلب نے کہ صدقہ گھر والوں پر واجب ہے بالاجماع اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شارع نے اس کا نام صدقہ رکھا واسطے اس خوف کے کہ لوگ گمان کریں کہ قیام ان کا ساتھ واجب کے نہیں ثواب ہے واسطے ان کے کی بیچ اس کے اور حالانکہ البتہ پہچانا ہے انہوں نے جو صدقہ میں ہے ثواب سے سو شارع نے ان کو معلوم کروایا کہ وہ واسطے ان کے صدقہ ہے تاکہ نہ نکالیں ان کو طرف غیر اہل کی مگر اس کے بعد کہ کفایت کریں ان کو واسطے ترغیب دلانے ان کے بیچ مقدم کرنے صدقہ واجب کے اوپر صدقہ نفل کے۔ کہا ابن منیر نے کہ نام رکھنا نفقہ کا صدقہ اس جنس سے ہے کہ مہر کو نحلہ نام رکھنا پس جب کہ تھا محتاج ہونا عورت کا طرف مرد کی مانند محتاج ہونے مرد کے کی طرف اس کی لذت میں اور لگاؤ میں اور تخصیص میں اور طلب اولاد میں تو اصل یہ تھا کہ نہ واجب ہو واسطے عورت کے اوپر مرد کے کچھ چیز مگر یہ کہ اللہ نے خاص کیا ہے مرد کو ساتھ فضیلت کے عورت پر ساتھ قائم ہونے کے اوپر اس کے اور بلند کیا ہے درجہ اس کا اوپر اس کے سو اسی واسطے جائز ہوا اطلاق نحلہ کا مہر پر اور صدقہ کا نفقہ پر۔ (فتح)

٤٩٣٣ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ

۴۹۳۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم کے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ.

بیٹے! مال کو خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ اللہ سخی کو عوض کا وعدہ کیا یعنی سخی کبھی محتاج نہیں ہوگا اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے فرمایا سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے باب کی حدیث میں اے آدم کے بیٹے! خود حضرت ﷺ ہیں اور احتمال ہے کہ مراد جنس آدمی کی ہو اور ہو تخصیص حضرت ﷺ کی ساتھ نسبت کرنے آپ کے کی طرف نفس اپنے کے واسطے ہونے آپ کے کی سردار سب لوگوں کے پس متوجہ ہوا خطاب آپ کی طرف تا کہ عمل کریں ساتھ اس کے اور پہنچائیں اپنی امت کو اور نفقہ کو جو کسی چیز معین کے ساتھ مقید نہیں کیا تو اس میں وہ چیز ہے جو راہ دکھلاتی ہے اس کی طرف کہ رغبت دلانا خرچ کرنے پر شامل ہے تمام انواع خیر کو۔ (فتح)

٤٩٣٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوِ الْقَآئِمِ اللَّيْلَ الصَّآئِمِ النَّهَارَ.

۴۹۳۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور جو رات کو تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

فائدہ: اور مراد ساعی سے وہ شخص ہے جو آئے جائے بیچ حاصل کرنے اس چیز کے جو نفع دے بیوہ اور محتاج کو اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ اہل یعنی قرابتیوں کا دونوں صفت مذکورہ کے ساتھ متصف ہونا ممکن ہے سو جب یہ فضیلت ثابت ہوئی واسطے اس شخص کے جو خرچ کرے اس شخص پر جو نہیں قرابتی ان لوگوں میں سے جو دونوں صفت کے ساتھ متصف ہوں تو خرچ کرنے والا متصف پر اولیٰ ہے۔ (فتح الباری)

٤٩٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَنَا مَرِيْضٌ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِيْ مَالٌ أُوْصِيْ بِمَالِيْ

۴۹۳۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں بیمار تھا سو حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کرتے تھے تو میں نے کہا یا حضرت! میں مال دار ہوں اپنے سب مال کے ساتھ وصیت کروں یعنی سارا مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا آدھا مال

كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِيْ فِيِ امْرَأَتِكَ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ يَنْتَفِعُ بِكَ نَاسٌ وَّيُضَرُّ بِكَ آخَرُوْنَ.

خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، پھر میں نے کہا تہائی مال خیرات کروں؟ فرمایا ہاں! تہائی خیرات کر اور تہائی بھی خیرات کے واسطے بہت ہے فرمایا اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر جو ان کے ہاتھوں میں ہے اور جو کچھ کہ تو اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اس کا ثواب تجھ کو ضرور ملے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جس کو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب ملے گا اور شاید کہ تجھ کو اللہ بلند کرے گا اور تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا تو وہ واسطے تیرے صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اگر تو ایک اشرفی محتاج کو دے اور ایک گردن چھوڑانے میں دے اور ایک اللہ کی راہ میں دے اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچ کرے تو جو اشرفی کہ تو نے اپنے گھر والوں پر خرچ کی اس میں سب سے زیادہ تر ثواب ہے اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل اشرفی جس کو مرد خرچ کرے وہ اشرفی ہے جس کو اپنے عیال یعنی بیوی، لڑکوں پر خرچ کرے اور وہ اشرفی جس کو اپنے چوپائے پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ اشرفی جس کو اپنے ساتھیوں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے، کہا ابو قلابہ نے کہ شروع کیا ساتھ عیال کے اور کون مرد ہے زیادہ تر ثواب میں اس مرد سے جو اپنے عیال پر خرچ کرے اللہ اس کے ساتھ ان کو نفع دے اور کہا طبری نے کہ خرچ کرنے میں عیال کے ساتھ شروع کرنا شامل ہے نفس کو بھی اس واسطے کہ نفس آدمی کا منجملہ اس کے عیال کے ہے بلکہ اس کا حق اس پر باقی عیال سے زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ کسی کے واسطے جائز نہیں کہ اپنے نفس کو ضائع کر کے اپنے غیر کو زندہ کرے پھر اپنے عیال پر خرچ کرنا بھی اسی طرح ہے۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ.

باب ہے بیچ بیان واجب ہونے نفقہ کے گھر والوں اور عیال پر۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اہل کے ترجمہ میں زوجہ ہے اور عطف عیال کا اس پر عطف عام کا ہے خاص پر یا

مراد ساتھ اہل کے زوجہ اور قرابت والے ہیں اور مراد ساتھ عیال کے زوجہ اور خادم ہیں تو گویا کہ زوجہ دو بار ذکر کیا گئی واسطے تاکید حق اس کے کی اور نفقہ زوجہ کے واجب ہونے کی دلیل پہلے گزر چکی ہے اور سنت سے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مسلم میں کہ واسطے ان کے تم رزق ان کا ہے اور لباس ان کا ہے موافق دستور کے اور معنی کے جہت سے کہ عورت روکی گئی ہے کمانے سے واسطے حق خاوند کے اور منعقد ہو چکا ہے اجماع اوپر واجب ہونے کے لیکن اختلاف ہے اس کے اندازے میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ کفایت کے یعنی جو کفایت کرے اور جس قدر حاجت ہو اور شافعی رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد کے یعنی موافق آمدنی اور مقدور کے اور موافقت کی ہے جمہور کی شافعیوں میں سے اصحاب حدیث نے مانند ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہ کے اور کہا رویانی نے حلیہ میں کہ یہی ہے قیاس اور تمسک کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ اس کے کہ اگر مقدر کیا جائے ساتھ حاجت کے تو البتہ ساقط ہو نفقہ بیمار عورت اور مال دار عورت کا بعض دنوں میں پس واجب ہے لاحق کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ مشابہ ہو دوام کو اور وہ کفارہ ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ برقرار رہنے کے ذمہ میں اور قوی کرتا ہے اس کو قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾ پس اعتبار کیا ہے انہوں نے کفارے کو ساتھ اس کے اور امداد معتبر ہے کفارے میں اور خدشہ کرتا ہے اس دلیل میں یہ کہ صحیح کیا ہے انہوں نے اعتیاض کو مرد سے اور ساتھ اس کے کہ اگر عورت اس کے ساتھ عادت کے موافق کھائے تو ساقط ہو جاتا ہے برخلاف کفارے کے بیچ دونوں کے اور راجح باعتبار دلیل کے یہ ہے کہ واجب کفایت ہے خاص کر نقل کیا ہے بعض اماموں نے اجماع فعلی زمانے اصحاب اور تابعین کے سے اوپر اس کے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے خلاف اس کا۔ (فتح)

٤٩٣٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْأَةُ إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ وَيَقُوْلُ الْإِبْنُ أَطْعِمْنِيْ إِلٰى مَنْ تَدَعُنِيْ فَقَالُوْا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

۴۹۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل وہ خیرات ہے جو مال داری سے ہے یعنی محتاج اور قرض دار کو خیرات کرنا ضروری ہے بلکہ خیرات کرنا مال دار کو چاہیے جس کا مال حاجت شرعی سے زیادہ ہو اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے بہتر ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے اور اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا نفقہ تجھ پر واجب ہے یعنی اپنے اہل وعیال سے عورت کہتی ہے یا مجھ کو کھانا دے یا مجھ کو طلاق دے اور غلام کہتا ہے کہ مجھ کو کھانا دے اور مجھ سے کام لے اور بیٹا کہتا ہے کہ مجھے کھانا دے مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

ہے یعنی یہ سب عیال کھانا مانگتا ہے اور ان کا حق واجب ہے پس چاہیے کہ اول ان سے دینا شروع کرے پھر اگر ان سے کچھ بچے تو غیروں کو دے لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ! تو نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا نہیں یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دانائی سے ہے۔

فائدہ: وابداء بمن تعول یعنی اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا خرچ تجھ پر واجب ہے کہا جاتا ہے عال الرحل اهله جب کہ قائم ہو ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو حاجت ہے کھانے اور کپڑے وغیرہ سے اور یہ امر ہے ساتھ مقدم کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اس چیز پر جو واجب نہیں ہے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے بیچ نفقہ اس شخص کے جو بالغ ہو اولاد میں سے اور اس کے پاس نہ مال ہو اور نہ کسب سو ایک گروہ نے کہا کہ سب اولاد کا خرچ واجب ہے بالغ ہوں یا نابالغ مرد ہوں یا عورتیں جب کہ نہ ہو ان کے پاس مال جس کے ساتھ بے پرواہ ہوں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے کہ ان پر خرچ کرے یہاں تک کہ لڑکا بالغ ہو اور لڑکی نکاح کی جائے نہیں ہے خرچ باپ پر مگر جب کہ بے دست و پا ہوں سو اگر ان کے واسطے مال ہو تو نہیں واجب ہے باپ پر اور شافعی رحمہ اللہ نے پوتے کو بھی بیٹے کے ساتھ لاحق کیا ہے اگرچہ نیچے کے درجے کا ہو اور یہ جو حدیث کے آخر میں کہا کہ نہیں یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیس سے ہے تو اسماعیلی کی روایت میں واقع ہوا ہے لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ! یہ چیز تو اپنی رائے سے کہتا ہے یا پیغمبر ﷺ کے قول سے؟ کہا یہ میری کیس ہے یعنی اس کے حاصل سے ہے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اس کی استنباط سے ہے جو سمجھا حدیث مرفوع سے ساتھ واقع کے اور یہ جو کہا کہ بیٹا کہتا ہے کہ مجھ کو کھانا دے مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا ہے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اولاد میں ہے جس کے پاس مال ہو یا کوئی پیشہ ہو تو نہیں واجب ہے نفقہ اس کا باپ پر اس واسطے کہ جو کہتا ہے کہ مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شخص وہ ہے جو نہ رجوع کرے طرف کسی چیز کی سوائے نفقہ باپ کے یعنی اس کو باپ کے خرچ کے سوا کوئی جگہ پھرنے کی نہ ہو اور جس کے پاس کوئی حرفہ یا مال ہو وہ اس بات کے کہنے کا محتاج نہیں اور یہ جو کہا کہ عورت کہتی ہے کہ یا مجھ کو کھانا دے یا طلاق دے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ جب مرد نفقہ سے تنگ دست ہو اور عورت کو خرچ نہ دے سکے اور عورت اس سے جدا ہونا چاہے تو مرد اور اس کی عورت کے درمیان تفریق کرائی جائے اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور کوفیوں نے کہا لازم ہے عورت پر صبر کرنا اور متعلق ہوتا ہے نفقہ اس کے ذمے میں اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا﴾ اور جواب دیا ہے مخالف نے ساتھ اس کے کہ اگر جدا ہونا واجب ہوتا تو البتہ نہ جائز ہوتا باقی رہنا جب کہ راضی ہو عورت اور رد

کیا گیا ہے اوپر اس کے ساتھ اس کے کہ اجماع نے دلالت کی ہے اس پر کہ جائز ہے باقی رہنا جب کہ راضی ہو سو باقی رہی جو چیز اس کے سوا ہے عموم نہی پر اور طعن کیا ہے بعض نے بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس آیت مذکورہ کے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت نے تابعین میں سے کہا کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت کو طلاق دیتا تھا سو جب عدت گزرنے کے قریب ہوتی تو رجعت کرتا اور جواب یہ ہے کہ ان کے قاعدے سے ہے یہ بات کہ اعتبار ساتھ عموم لفظ کے ہے یہاں تک کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے اسکنوا فی الصلوۃ واسطے ترک کرنے رفع یدین کے وقت رکوع کے باوجودیکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے وہ بیچ اشارہ کرنے کے ہاتھ سے ساتھ سلام کے التحیات میں کما رواہ مسلم فی صحیحہ اور اس جگہ تمسک کیا ہے حنفیوں نے ساتھ سبب کے اور نیز استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ قیاس کرنے کے غلام اور حیوان پر اس واسطے کہ جو اس کو خرچ دینے سے تنگ دست ہو جبر کیا جاتا ہے وہ اس کے بیچنے پر اتفاقا، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٩٣٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ.

۴۹۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہتر خیرات وہ ہے جو مال داری سے ہو یعنی جو حاجت شرعی سے زیادہ ہو وہ خرچ کرے اور اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا نفقہ تجھ پر واجب ہے۔

بَابُ حَبْسِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى أَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ.

نگاہ رکھنا مرد کا خرچ ایک سال کا اپنے گھر والوں کے واسطے اور کس طرح ہیں خرچ عیال کے یعنی کتنا کتنا دینا چاہیے یا واجب ہے یا فرض۔

٤٩٣٨ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِي مَعْمَرٌ قَالَ لِيَ الثَّوْرِيُّ هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِأَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ أَوْ بَعْضِ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ يَحْضُرْنِي ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۹۳۸۔ حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ تو نے کچھ سنا ہے اس مرد کے حق میں جو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر یا بعض سال کا خرچ جمع کرے سو مجھ کو یاد نہ آیا جو ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو جواب دوں پھر یاد کی میں نے یہ حدیث جو بیان کی مجھ سے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس نے روایت کی مالک بن اوس رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ نبی

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَبِیْعُ نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَیَحْبِسُ لِأَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ.

نضیر کی کھجوروں کے باغ بیچتے اور اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے۔

فائدہ: یہ حدیث مطابق ہے واسطے رکن اول کے ترجمہ سے اور بہر حال رکن دوسرا اور وہ کیفیت نفقہ کی ہے عیال پر سو نہ ظاہر ہوئی واسطے میرے اول وجہ لینے اس کے کی حدیث سے پھر میں نے دیکھا کہ ممکن ہے کہ لی جائے دلیل اندازے کی اس حدیث سے اس واسطے کہ جب سال بھر کی مقدار پہچانی جائے تو پہچانا جاتا ہے اس سے تقسیم کرنا اس کا برس کے دنوں پر سو پہچانا جائے گا حصہ ہر دن کا اس سے سو گویا کہ اس نے کہا کہ ہر ایک کے واسطے ہر دن میں قدر معین ہے حاصل مذکور سے اور اصل اطلاق میں برابری کرنا ہے اور یہ جو معمر نے کہا کہ ثوری نے مجھ سے کہا تو اس سے لیا جاتا ہے مذاکرہ کرنا ساتھ علم کے اور ڈالنا عالم کا مسئلے کو اپنے نظیر پر تاکہ نکالا جائے اس چیز کو جو اس کے پاس ہے یادداشت سے اور ثابت رہنا معمر کا اور انصاف اس کا اس واسطے کہ اس نے اقرار کیا کہ مجھ کو یاد نہیں پھر جب اس نے یاد کیا تو خبر دی ساتھ واقع کے ہو بہو اور نہ عار کی اس چیز سے کہ پہلے گزری اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ بنی نضیر کے مال میں سے اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی مال کو چوپایوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے اور اس حدیث کی پوری شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے، کہا ابن دقیق نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ذخیرہ کرنا واسطے گھر والوں کے خرچ ایک برس کا اور سیاق میں وہ چیز ہے جو لی جاتی ہے اس سے تطبیق درمیان اس حدیث کے اور درمیان اس حدیث کے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کل کے واسطے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے سو یہ محمول ہے اس پر کہ خاص اپنے نفس کے واسطے کچھ چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے اور باب کی حدیث محمول ہے اس پر کہ اپنے غیر کے واسطے ذخیرہ کرتے تھے اگرچہ آپ کو بھی اس میں مشارکت ہو لیکن معنی یہ ہیں کہ ذخیرہ کرنے سے مقصود وہی ہوتے تھے اپنی ذات شریف نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ اگر وہ نہ ہوتے تو ذخیرہ نہ کرتے اور اہل طریقت نے کہا کہ جو سال بھر کے خرچ سے زیادہ ہو وہ طریق توکل سے خارج ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی طبری پر کہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اوپر جائز ہونے ذخیرہ کے مطلق برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اور ایک سال کے ساتھ قید کرنے میں پیروی کرنی ہے واسطے حدیث وارد کے لیکن استدلال طبری کا قوی ہے بلکہ ایک سال کی قید تو ضرورت واقع سے آئی ہے اس واسطے کہ جس چیز کو حضرت ﷺ ذخیرہ کرتے تھے نہ حاصل ہوتی تھی وہ مگر ایک سال سے دوسرے سال تک اس واسطے کہ وہ یا تو کھجوریں تھیں یا جو تھے سو اگر فرض کیا جائے کہ جو چیز ذخیرہ کی جاتی ہے نہیں حاصل ہوتی ہے مگر دو برس سے دو برس تک تو البتہ تقاضا کرتا ہے چال کہ جائز ہو ذخیرہ کرنا اس سبب سے، واللہ اعلم۔ اور باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ کرتے تھے سو برس کی درازی میں اکثر اوقات اپنے مہمانوں کے واسطے ان سے خرچ لیتے پھر اس کا عوض ان کو دیتے اسی واسطے حضرت ﷺ فوت

ہوئے اور حالانکہ آپ ﷺ کی زرہ گروی تھی جو کے بدلے میں جس کو آپ نے گھر والوں کے خرچ کے واسطے قرض لیا تھا اور اختلاف ہے اس میں کہ بازار سے خرید کر قوت کو ذخیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں کہا عیاض نے کہ ایک قوم نے اس کو جائز رکھا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ تو صرف زمین کے حاصل میں تھا اور ایک قوم نے اس کو منع کیا ہے مگر یہ کہ نرخ کو ضرر نہ کرتا ہو اور یہ باوجہ ہے واسطے رفاقت کرنے کے ساتھ لوگوں کے پھر محل اختلاف کا اس صورت میں ہے جب کہ نہ ہو بیچ حالت تنگی کے نہیں تو نہیں جائز ہے ذخیرہ کرنا اس حال میں بالکل۔

۴۹۳۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِنْ حَدِيْثِهِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مَالِكٌ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ إِذْ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَأْذَنْ لَهُمْ قَالَ فَدَخَلُوْا وَسَلَّمُوْا فَجَلَسُوْا ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَا قَلِيْلًا فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأْذَنْ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۹۳۹۔ حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو مالک بن اوس نے اور محمد بن جبیر نے اس کی حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے ذکر کیا تھا سو میں چلا یہاں تک کہ مالک بن اوس پر داخل ہوا سو میں نے اس سے پوچھا سو کہا مالک نے کہ میں چلا یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا کہ اچانک انکا دربان یرفا نام آیا سو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آنے کے لیے اجازت مانگتے ہیں کیا ان کے واسطے اجازت ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ان کو اجازت دے، کہا سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھے پھر تھوڑی دیر کے بعد یرفا آیا سو کہا کہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ اجازت مانگتے ہیں کیا ان کے واسطے اجازت ہے؟ کہا کہ ہاں! ان کو اجازت دے سو جب وہ داخل ہوئے تو سلام کر کے بیٹھے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرے اور اس کے درمیان حکم کر سو کہا جماعت یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے یاروں نے جو اس وقت موجود تھے کہ اے امیر المؤمنین! ان دونوں کے درمیان حکم کر اور ایک کو دوسرے سے راحت دے، سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جلدی مت کرو قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال کا کوئی

وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ قَالَ اللّٰهُ ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهٗ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ يَعْمَلُ

وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے؟ مراد رکھتے تھے حضرت ﷺ اپنے نفس کو یعنی ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہے تو کہا جماعت نے کہ البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے، سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا البتہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو خبر دیتا ہوں میں تم کو اس امر سے کہ بے شک اللہ نے خاص کیا تھا اپنے رسول ﷺ کو اس مال فے میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے سوا کسی کو نہ دے پھر پڑھی یہ آیت ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾ قدیر تک سو یہ مال خاص حضرت ﷺ کے لیے تھا قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا اس مال کو سوائے تمہارے یعنی اپنے نفس کے واسطے اور نہ ایثار کیا ساتھ اس کے تم پر یعنی اس کو تمہارے ساتھ خاص نہ کیا البتہ وہ مال تم کو دیا اور تمہارے درمیان تقسیم کیا یہاں تک کہ باقی رہا اس سے یہ مال سو حضرت ﷺ اس مال میں سے اپنے گھر والوں کے واسطے ایک سال کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی کو لے کر اللہ کے مال کے خرچ ہونے کی جگہ خرچ کرتے یعنی ہتھیاروں اور چوپایوں اور مصالح مسلمین میں سو حضرت ﷺ نے اپنی زندگی تک اس کے ساتھ عمل کیا قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا تم اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا کہ ہاں! پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا سو قبض کیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور عمل کیا اس میں جو عمل کیا

فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِينَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتٰى هٰذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهِ فِيهَا مُنْذُ وُلِّيتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ فَقَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا

اس میں حضرت ﷺ نے اور علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسا ایسا ہے یعنی ہم کو ہماری میراث نہیں دیتا اور اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کام میں صادق تھے اور نیکوکار تھے اور راہ راست پر اور تابع حق کے تھے پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو قبض کیا میں نے اس مال کو دو سال اپنی خلافت میں عمل کیا میں نے اس میں جو عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کا کلام ایک تھا اور تمہاری رائے متفق تھی تو آ کر مجھ سے اپنے بھتیجے کی میراث سے اپنا حصہ مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ مانگتا تھا اس کے باپ کی میراث سے، سو میں نے کہا کہ اگر تم دونوں چاہتے ہو تو میں تم کو وہ مال سپرد کر دوں اس شرط پر کہ لازم کرو اپنے اوپر عہد و پیمان اللہ کا کہ البتہ عمل کرو اس میں جو عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور جو عمل کیا اس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور جو عمل کیا اس میں میں نے جب سے میں خلیفہ ہوا نہیں تو مجھ سے اس بارے میں کلام مت کرو سو تم دونوں نے کہا کہ سونپو ہم کو اس شرط پر سو میں نے اس کو اس شرط سے تمہارے سپرد کیا قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے اس کو ان کے سپرد کیا تھا اس شرط سے؟ جماعت نے کہا کہ ہاں! پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے اس کو اس شرط سے تمہارے سپرد کیا تھا؟ دونوں نے کہا کہ ہاں! کہا پس کیا تم دونوں مجھ سے چاہتے ہو کہ میں اس کے سوا

عَنْهَا فَادْفَعَاهَا فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

اور حکم کروں سو قسم اس کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کہ میں اس کے سوا اس میں کوئی حکم نہ کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو سو اگر تم اس سے عاجز ہو اور تم سے وہ کام نہیں ہو سکتا تو اس کو میری سپرد کرو کہ میں کفایت کروں تم کو اس سے اور مشقت کھینچوں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ وَقَالَ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ وَقَالَ ﴿وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾.

باب ہے بیان میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو برس پورے یہ حکم اس کے واسطے ہے جو چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت اللہ کے قول بصیر تک اور اللہ نے فرمایا کہ حمل اس کا اور دودھ چھوڑانا اس کا تیس مہینے ہے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تم آپس میں ضد اور تنگی کرو تو دودھ پلائے گی باپ کے فرمانے سے اور کوئی عورت چاہیے کہ خرچ کرے کشائش والا اپنی کشائش کے موافق یسرا تک۔

فائدہ: کہا گیا ہے کہ دلالت کی پہلی آیت نے اس پر کہ واجب ہے خرچ کرنا دودھ پلانے والی عورت پر بسبب دودھ پلانے اس کے کی بچے کو برابر ہے کہ نکاح میں ہو یا نہ ہو اور دوسری آیت میں اشارہ ہے طرف قدر مدت کی کہ واجب ہے بیچ اس کے اور تیسری میں اشارہ طرف مقدار خرچ کرنے کی اور یہ کہ وہ موافق حال خرچ کرنے والے کے ہے اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ دودھ پلانا نہیں لازم ہے ماں پر اور پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیچ باب لا رضاع بعد الحولین کے اور روایت کیا ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ دودھ پلانا دو برس خاص کیا گیا ہے ساتھ عورت کے جو چھ مہینے کے بعد بچہ جنے اور جس قدر چھ مہینے سے زیادہ جنے اس قدر مدت دو برس سے کم کی جائے گی واسطے تمسک کرنے کے ساتھ اس آیت کے ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس عورت کے جس کا حمل تین مہینے سے زیادہ ہو اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس سے ساقط کرنا مدت رضاع کا اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ محمول ہے غالب پر اور لیا گیا ہے پہلی آیت اور دوسری آیت سے کہ جو چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ جنے وہ خاوند کے ساتھ ملحق ہوتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ أَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ أَنْ تَقُولَ

کہا یونس نے زہری سے اس آیت کی تفسیر میں کہ منع کیا ہے اللہ نے یہ کہ ضرر دے ماں اپنے بچے کو اور یہ ضرر

الْوَالِدَةَ لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ وَهِيَ أَمْثَلُ لَهُ غِذَآءً وَّأَشْفَقُ عَلَيْهِ وَأَرْفَقُ بِهٖ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَأْبٰى بَعْدَ أَنْ يُّعْطِيَهَا مِنْ نَّفْسِهٖ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهُ أَنْ يُّضَارَّ بِوَلَدِهٖ وَالِدَتَهُ فَيَمْنَعَهَا أَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَّهَا إِلٰى غَيْرِهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَّسْتَرْضِعَا عَنْ طِيْبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ ﴿فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾ بَعْدَ أَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ ﴿فِصَالُهُ﴾ فِطَامُهُ.

دینا اس طور سے ہے کہ ماں کہے کہ میں اس کو دودھ نہیں پلاؤں گی او رحالانکہ ماں بہتر ہے واسطے بچے کے از روئے غذا کے اور زیادہ تر مشفق ہے اوپر اس کے اور زیادہ تر مہربان ہے ساتھ اس کے غیر اس کے سے سو نہیں واسطے ماں کے کہ انکار کرے دودھ پلانے سے اس کے بعد کہ دے اس کو باپ اس کا اپنے پاس سے جو ٹھہرایا ہے اللہ نے باپ پر اور نہیں واسطے باپ کے رنج دے بسبب بچے اپنے کے اس کی ماں کو سو اس کو دودھ پلانے سے منع کرے واسطے ضرر کرنے اس کے کی طرف غیر اس کے کی یعنی منع اس کا منتہی ہو طرف دودھ پلانے غیر ماں کی اور نہیں گناہ دونوں پر یہ کہ دودھ پلوائیں خوشی ماں باپ کی سے اور اگر دونوں دودھ چھڑوانا چاہیں تو نہیں گناہ دونوں پر اس کے بعد کہ ہو یہ دونوں کی رضا مندی اور مشورے سے اور فصالہ کے معنی ہیں دودھ چھوڑانا اس کا۔

فائدہ: یہ جو کہا ضرارلها الی غیر ها تو یہ متعلق ہے ساتھ منع کرنے اس کے یعنی منع کرنا اس کا عورت کے دودھ پلانے سے منتہی ہوتا ہے طرف دودھ پلانے غیر ماں کے کی اور جب ماں اس کے ساتھ راضی ہو تو نہیں جائز ہے واسطے باپ کے یہ اور واقع ہے بیچ روایت عقیل کے کہ مائیں لائق تر ہیں ساتھ دودھ پلانے اولاد اپنی کے اور نہیں واسطے ماں کے کہ ضرر کرے اپنے بچے کو سو اس کے دودھ پلانے سے انکار کرے اور حالانکہ اس کو دیا جاتا ہے جو اس کے سوا اور عورت کو دیا جاتا ہے اور نہیں واسطے باپ کے کہ بچے کو ماں سے کھینچے واسطے ضرر پہنچانے اس کے کی اور حالانکہ وہ قبول کرتی ہو وہ اجرت جو اور عورت کو دی جائے اور اگر دونوں اپنی رضا مندی اور مشورے سے دو سال سے کم میں دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی ڈر نہیں اور فصال کے معنی ہیں منع کرنا بچے کا دودھ پینے سے کہا ابن بطال نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ﴾ لفظ خبر کا ہے اور اس کے معنی امر کے ہیں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے لازم کرنے سے اور نہیں واجب ہے ماں پر دودھ پلانا اپنے بچے کو جب کہ اس کا باپ زندہ ہو اور مال دار ہو ساتھ دلیل اللہ کے اس قول کے ﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ وَأْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَّإِنْ

تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰی﴾ سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر دودھ پلانا اپنے بچے کو اور دلالت کی اس پر کہ اس کا قول ﴿وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ﴾ بیان کیا گیا ہے واسطے مبلغ غایت رضاعت کے جو ساتھ اختلاف والدین کے بیچ دودھ پلانے بچے کے حد فاصل ٹھہرائی گئی ہے۔ میں نے کہا اور یہ ایک قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دو قولوں میں سے اور ایک قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اس عورت کے جو چھ مہینے کا بچہ جنے کما تقدم قریبا اور تیسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ دو برس واسطے غایت دودھ پلانے کے ہیں اور نہیں ثابت ہوتا ہے حکم رضاعت کا بعد دو برس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو دودھ پلانا دو برس کے بعد ہو اس کے واسطے حکم رضاعت کا نہیں ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دو برس دودھ پلانا فرض تھا پھر تخفیف کی اللہ نے ساتھ قول اپنے کے ﴿لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دوسرے قول پر اعتماد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اور اسی واسطے پہلی آیت کے پیچھے دوسری آیت کو لایا اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ اور جس چیز کے ساتھ ابن بطال نے جزم کیا ہے کہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے تو یہی ہے قول اکثر کا لیکن ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ وہ خبر ہے اس کے مشروع ہونے سے اس واسطے کہ یہ بعض ماؤں پر واجب ہوتا ہے اور بعض پر واجب نہیں ہوتا کما سیاتی بیانہ پس نہیں ہے امر اپنے عموم پر اور یہی ہے راز بیچ عدول کرنے کے تصریح سے ساتھ لازم کرنے کے جیسے کہا جائے وَعلی الوالدات ارضاع اولادھن یعنی اس طرح نہ فرمایا جیسے کہ اس کے بعد فرمایا ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾، کہا ابن بطال نے کہ اکثر اہل تفسیر کا یہ قول ہے کہ مراد ساتھ والوالدات کے اس جگہ طلاق بائن والی عورتیں ہیں اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ اجرت دودھ پلانے کی خاوند پر ہے جب کہ نکلے طلاق والی عورت عدت سے اور ماں بعد بائن ہونے کے اولیٰ ہے ساتھ دودھ پلانے کے مگر یہ کہ باپ ایسی عورت کو پائے جو بغیر اجرت کے دودھ پلائے مگر یہ کہ بچہ ماں کے سوا اور عورت کو قبول نہ کرے پس جبر کیا جائے ماں پر ساتھ اجرت مثل کے یعنی جو اور عورت مانگتی ہو سو اس کو دی جائے اور یہ موافق ہے واسطے قول زہری کے جو منقول ہے اس جگہ اور اختلاف ہے ماں منکوحہ میں یعنی جو بچے کے باپ کے نکاح میں ہو سو کہا شافعی رحمہ اللہ اور اکثر کوفیوں نے کہ نہیں لازم ہے اس ماں پر دودھ پلانا اپنے بچے کو اور کہا مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ نے کوفیوں میں سے کہ ماں سے جبرًا دودھ پلوایا جائے جب تک کہ اس کے باپ کے نکاح میں ہو اور جو قائل ہیں کہ جبر نہ کیا جائے ان کی حجت یہ ہے کہ اگر یہ ادب تعظیم بچے کے واسطے ہے تو یہ باوجہ نہیں اس واسطے کہ نہیں جبر کیا جاتا ہے اوپر اس کے جب کہ ہو تین طلاق والی بالاجماع باوجودیکہ ادب والدیت کا موجود ہے اور اگر ہے واسطے ادب خاوند کے تو بھی باوجہ نہیں اس واسطے کہ اگر وہ اپنی جان کے واسطے خدمت لینا چاہے تو یہ اس کو جائز نہیں سو غیر کے حق میں اولیٰ ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ یہ اکٹھی دونوں کے ادب اور تعظیم کے واسطے ہے اور اکثر بحث رضاع کی اوائل نکاح میں

گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ.

باب ہے بیچ بیان نفقہ عورت کے جب کہ اس کا خاوند اس سے غائب ہو اور بیان نفقہ بچے کے۔

٤٩٤٠ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

۴۹۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی آئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! ابوسفیان بخیل مرد ہے سو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھانا کھلاؤں فرمایا کہ نہ مگر دستور کے موافق۔

٤٩٤١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهٖ فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِهٖ.

۴۹۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خرچ کرے عورت اللہ کے راستے میں اپنے خاوند کی کمائی سے بغیر اس کے حکم کے تو عورت کو خاوند کے آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔

بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا.

کام کرنا عورت کا اپنے خاوند کے گھر میں۔

٤٩٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ إِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَآءَهُ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَآءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَآءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَآءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى

۴۹۴۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں چکی پیسنے کی تکلیف بیان کرنے کو جو ان کے ہاتھ میں پہنچی اور ان کو خبر پہنچی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی غلام آئے ہیں یعنی چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی مانگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ پیغام کہہ آئیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے اور ہم اپنے بستر پر لیٹے تھے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اٹھنے کا ارادہ کیا

وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنی جگہ میں لیٹے رہو پھر حضرت ﷺ آ کر میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں قدموں کی سردی اپنے پیٹ میں پائی سو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو جو بہتر ہے اس چیز سے جو تم نے مانگی جب تم دونوں اپنے بستر پر لیٹا کرو تو تینتیس بار سبحان اللہ کہا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ کہا کرو اور چونتیس بار اللہ اکبر کہا کرو سو وہ تم دونوں کے لیے بہتر ہے خدمت گار سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کچھ شرح آئندہ باب میں آئے گی اور یہ جو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں تم کو جو بہتر ہے اس چیز سے جو تم نے مانگی تو اس سے مستفاد ہوتا ہے جو شخص ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتا رہے دیا جاتا ہے وہ قوت اعظم اس قوت سے کہ خادم اس کے واسطے کرے یا آسان کیے جاتے ہیں اس پر کام اس طور سے کہ خود اس کا اپنے کاموں کو کرنا آسان تر ہوتا ہے خادم کے کرنے سے اسی طرح استنباط کیا ہے اس کو بعض نے حدیث سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ نفع سبحان اللہ کہنے کا خاص ہے ساتھ گھر آخرت کے اور نفع خادم کا خاص ہے ساتھ دنیا کے اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (فتح)

فائدہ: یعنی کیا مشروع ہے اور لازم ہے خاوند پر خادم دینا عورت کو۔

بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ.

باب ہے بیچ بیان خادم عورت کے۔

٤٩٤٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكِ مِنْهُ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ ثُمَّ قَالَ

۴۹۴۳۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آئیں خادم مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو جو بہتر ہے واسطے تیرے اس سے اپنے سونے کے وقت تینتیس بار سبحان اللہ پڑھا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھا کرو اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو، پھر سفیان راوی نے کہا کہ ایک ان میں سے چونتیس بار یعنی یہ عدد صرف تکبیر کے ساتھ خاص نہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے ان کلمات کو اس کے بعد کبھی نہیں چھوڑا کسی نے کہا اور صفین کی رات میں بھی نہ (اور صفین

سُفْيَانُ إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِيلَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ.

ایک جگہ کا نام ہے درمیان شام اور عراق کے کہ اس میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی ہوئی تھی) علی رضی اللہ عنہ نے کہا اور نہ رات صفین کی۔

فائدہ: کہا طبری نے اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جس عورت کو روٹی پکانی اور چکی پیسنے وغیرہ کار بار گھر کے کرنے کی طاقت ہو تو یہ خاوند پر لازم نہیں جب کہ دستور ہو کہ ویسی عورت خود یہ کام کرتی ہے یعنی جب عرف رواج میں ویسی عورتیں خود یہ کام کرتی ہوں تو یہ بھی خود کرے اور اس صورت میں خاوند پر چکی پسوانا اور روٹی پکوانا لازم نہیں اور وجہ لینے اس کے کی اس حدیث سے یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم مانگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند کو حکم نہ کیا کہ ان کو اس کام سے کفایت کریں یا ان کو خادم کے دیں یا نوکر رکھ دیں جو اس کے ساتھ قائم ہو یا خود اپنے ہاتھ سے اس کام کو کریں اور اگر اس کام کو کرانا علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ ہوتا تو البتہ حکم کرتے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس کے جیسے کہ ان کو حکم کیا کہ دخول سے پہلے ان کو مہر دیں باوجودیکہ مہر کا دینا واجب نہیں جب کہ عورت اپنی رضا مندی سے اس کو مؤخر کرے سو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو کام واجب نہ ہو اس کا ان کو حکم کریں اور جو واجب ہو اس کا ان کو حکم نہ کریں اور حکایت کی ہے ابن حبیب نے اصبغ سے اور ابن ماجشون نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ گھر کی خدمت عورت پر لازم ہے اگرچہ زوجہ صاحب قدر اور شریف خاندان ہو جب کہ ہو تنگ دست اسی واسطے حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ خدمت باطنی کے اور علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ خدمت ظاہری کے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے کہ کہا بعض شیوخ نے کہ نہیں جانتے ہم کسی چیز میں آثار سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر باطنی خدمت یعنی گھر کے کاروبار کا حکم کیا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوا امر درمیان ان کے بنا بر اس کے کہ دستور تھا درمیان ان کے خوش گزران اور خوبی اخلاق سے اور بہر حال یہ کہ جبر کیا جائے عورت کو اوپر کسی چیز کے گھر کی خدمت سے تو اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ منعقد ہوا ہے اجماع اوپر اس کے کہ لازم ہے خاوند پر سب کاروبار عورت کا اور نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع اس پر کہ نہیں ہے واسطے خاوند کے نکال دینا عورت کے خادم کا اپنے گھر سے سو دلالت کی اس نے کہ لازم ہے خاوند پر نفقہ اس کا بحسب حاجت کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور کوفیوں نے کہ مقرر کیا جائے واسطے عورت کے اور اس کے خاوند کے نفقہ جب کہ ہو لائق خادم دینے کے اور کہا لیث اور مالک اور محمد بن حسن نے کہ مقرر کیا جائے واسطے اس کے اور اس کے خادم کے جب کہ ہو صاحب عزت اور خلاف کیا ہے اہل ظاہر نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں لازم ہے خاوند پر یہ کہ خادم دے عورت کو اگرچہ خلیفے کی بیٹی کیوں نہ ہو اور حجت جماعت کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ اور جب عورت کو خادم کی حاجت ہو اور خاوند اس کو خادم نہ دے تو نہ معاشرت کی اس نے ساتھ دستور کے اور بہت احکام اس باب کے غیرت کے باب میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ. — مرد کا خود اپنی ذات سے اپنے گھر والوں کی خدمت کرنا

٤٩٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ خَرَجَ.

۴۹۴۴۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں ہوتے تھے پھر جب اذان سنتے تو باہر نکلتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيْهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ. — جب نہ خرچ کرے مرد تو جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ لے بغیر اس کے علم کے جو کفایت کرے اس کو اور اولاد اس کی کو موافق دستور کے۔

فائدہ: لیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ کو باب کی حدیث سے ساتھ طریق اولیٰ کے اس واسطے کہ جب دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز ہے لینا واسطے پورا کرنے خرچ کے تو اسی طرح دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے لینا سارے خرچ کا وقت باز رہنے مرد کے نفقہ دینے سے۔

٤٩٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَّلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ.

۴۹۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان رضی اللہ عنہ بخیل مرد ہے اور مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے مگر جو اس کی مال سے لے لوں بغیر اس کے علم کے یعنی اس کو خبر نہ ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے دستور کے موافق۔

فائدہ: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف معاویہ کی ماں کا نام ہے اور جب جنگ بدر سے دن اس کا باپ عتبہ اور اس کا چچا شیبہ اور اس کا بھائی ولید مارے گئے تو اس پر یہ دشوار گزرا سو جب جنگ اُحد کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس سے خوش ہوئے اور اس کے پیٹ کو پھاڑ کر اس کا کلیجہ نکالا اور اس کو چبایا پھر اس کو پھینک دیا پھر جب فتح مکہ کا دن ہوا اور ابو سفیان مسلمان ہو کے مکے میں داخل ہوا اس کے بعد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے اس

کو رات کو گرفتار کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو پناہ دی تو ہند اس کے مسلمان ہونے سے غضبناک ہوئی اور اس نے اس کی داڑھی پکڑی پھر وہ بعد قرار پکڑنے حضرت ﷺ کے مکے میں حضرت ﷺ کے پاس آئی اور مسلمان ہوئی اور حضرت ﷺ سے بیعت کی اور ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کا خاوند ہے اور تھا رئیس قریش کا بعد جنگ بدر کے پھر لایا کفار کو جنگ اُحد میں اور ہانک لایا کفار کے گروہوں کو دن جنگ خندق کے پھر مسلمان ہوا دن فتح کے اور یہ جو کہا رجل شحیح تو شح بخل ہے ساتھ معنی حرص کے اور شح عام تر ہے بخل سے اس واسطے کہ بخل خاص ہے ساتھ منع کرنے مال کے اور شح ساتھ ہر چیز کے ہے کہا قرطبی نے کہ ہند کی اس کہنے سے یہ مراد نہ تھی کہ ابوسفیان ہر حال میں بخل کے ساتھ موصوف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وصف کیا ہے اس نے حال اپنے کو ساتھ اس کے اور یہ کہ وہ اس کو اور اس کی اولاد کو کم خرچ دیتا تھا اور یہ نہیں مستلزم ہے بخل کو مطلق اس واسطے کہ بہت رئیس اپنے گھر والوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں اور اجنبی لوگوں کو اختیار کرتے ہیں واسطے الفت دلانے ان کے کی۔ میں نے کہا اور حدیث کے بعض طریقوں میں ہند کے اس قول کا سبب یہ وارد ہوا ہے کہ ہند نے حضرت ﷺ کے پاس عرض کیا کہ نہیں داخل کرتا ابوسفیان میرے گھر میں جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے اور یہ جو فرمایا کہ لے لے جو کفایت کرے تجھ کو اور تیری اولاد کو تو کہا خطابی نے کہ یہ امر اباحت کے واسطے ہے ساتھ دلیل قول اس کے لا حرج اور مراد ساتھ معروف کے وہ قدر ہے جو پہچانا گیا ہے ساتھ عادت کے وہ کفایت کرتا ہے اور یہ اباحت اگرچہ مطلق ہے باعتبار لفظ کے لیکن وہ مقید ہے باعتبار معنی کے گویا کہ فرمایا کہ اگر صحیح ہے جو تو نے ذکر کیا اور اس کے غیر نے کہا احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت ﷺ نے کہ وہ سچی ہے اس چیز میں کہ اس نے ذکر کی پس نہیں حاجت ہے قید کرنے کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز ذکر آدمی کے ساتھ اس چیز کے کہ نہ خوش لگے اس کو جب کہ ہو بطور فتویٰ طلب کرنے اور شکایت کے اور مانند اس کے کی اور یہ ایک جگہ ہے ان جگہوں میں سے جن میں غیبت اور گلہ کرنا مباح ہے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں جائز ہے سننا کلام ایک کا مدعی اور مدعا علیہ میں سے وقت نہ موجود ہونے دوسرے کے اور یہ کہ جو منسوب کرے کسی امر کو طرف نفس اپنے کی کہ اس میں اس پر نقص ہو تو چاہیے کہ جوڑے ساتھ اس کے اس چیز کو جو قائم کرے عذر اس کے کو بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے سننا بیگانی عورت کی کلام کا وقت حکم کے اور فتویٰ دینے کے نزدیک اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس کی آواز عورت ہے اور کہتا ہے کہ جائز ہے اس جگہ واسطے ضرورت کے اور یہ کہ معتبر قول زوجہ کا ہے بیچ قبض کرنے نفقہ کے اس واسطے کہ اگر ہوتا معتبر قول خاوند کا کہ وہ خرچ کرنے والا ہے تو البتہ اس عورت سے گواہ طلب کیے جاتے اوپر ثابت کرنے عدم کو کفایت کے اور جواب دیا ہے مازری نے اس سے ساتھ اس طور کے کہ وہ باب تعلیق فتیا سے ہے نہ قضا سے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ عورت کا اور یہ کہ وہ مقدر ہے ساتھ کفایت کے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے حکایت کیا ہے اس کو

جوینی نے اور مشہور شافعی رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد آمدنی اور مقدور کے کہ جیسا مقدور ہو ویسا خرچ کر دے سو مال دار پر ہر روز دو مد ہے اور جو اوسط درجے کا مال دار ہو اس پر ڈیڑھ مد ہے اور جو تنگ دست ہو اس پر ایک مد ہے اور مالک رحمہ اللہ کی بھی ایک یہی روایت ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد اور مقدور کے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں کہ یہ حدیث حجت ہے ہمارے ساتھیوں پر۔ میں نے کہا اور نہیں ہے صریح ان کے رد میں لیکن مقدر کرنا ساتھ امداد کے محتاج ہے طرف دلیل کی پس اگر ثابت ہو تو محمول ہو گی کفایت جو باب کی حدیث میں ہے اوپر اس قدر کے جو مقدر ہے ساتھ امداد کے سو گویا کہ دیتا تھا وہ اس کو اور حالانکہ وہ مال دار تھا جو دیتا ہے متوسط مقدرور والا سو اجازت دی حضرت ﷺ نے واسطے ہند کے بیچ لینے باقی کے وقد تقدم بیانہ اور یہ کہ اعتبار نفقہ کا ساتھ حال زوجہ کے ہے اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اختیار کیا ہے خصاف نے ان میں سے کہ وہ معتبر ہے ساتھ حال مرد اور عورت دونوں کے یعنی دونوں کے حال کے موافق خرچ چاہیے، کہا صاحب ہدایہ نے کہ اسی پر ہے فتویٰ اور حجت اس میں جوڑنا ہے قول اللہ تعالیٰ کے کا ﴿لِيُنفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ﴾ ساتھ اس حدیث کے اور مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ اعتبار خاوند کے حال کا ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ آیت کے اور یہ قول بعض حنفیہ کا ہے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ اولاد کا بشرط حاجت کے اور اصح نزدیک شافعیہ کے اعتبار چھوٹی ہونے عمر کے کا ہے یا لنگڑے ہونے کا ہے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ عورت کے خادم کا خاوند پر کہا خطابی نے اس واسطے کہ ابوسفیان اپنی قوم کا رئیس تھا اور بعید ہے کہ اپنی عورت اور اولاد کو نفقہ نہ دے سو گویا کہ دیتا تھا وہ ہند کو بقدر اس کے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کفایت کرے سوائے اس کے خادم کے سو منسوب کیا اس کو ہند نے طرف نفس اپنے کی اس واسطے کہ اس کا خادم اس کے عیال میں داخل ہے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے یہ کہ استدلال کیا جائے واسطے اس کے ساتھ قول اس کے کی بعض طریقوں میں ان اطعم من الذی له عیالنا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے نفقہ بیٹی کا باپ پر اگرچہ بیٹا بڑا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور نہیں ہے عام ہونا فعلوں میں سو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول اس کے کی بیٹے میرے یعنی جو چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور نہ سب بیٹے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جس کا کسی دوسرے پر حق ہو اور وہ اس کے پورا لینے سے عاجز ہو تو جائز ہے یہ کہ اس کے مال سے بقدر اپنے حق کے لے لے بغیر اس کی اجازت کے اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا ہے اور نام رکھا جاتا ہے اس کا مسئلہ ظفر کا اور راجح نزدیک ان کے یہ ہے کہ اپنے حق کی غیر جنس نہ لے مگر جب کہ اپنے حق کی جنس مشکل ہو اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منع مطلق آیا ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ اپنے حق کی جنس لے غیر جنس نہ لے مگر چاندی سونا بدلے ایک دوسرے کے اور مالک رحمہ اللہ سے بھی ایسی ہی تین روایتیں ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ سے مطلق منع آیا ہے کہا خطابی نے کہ ہند کی حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے لینا جنس کا اور غیر جنس کا اس واسطے کہ گھر بخیل کا نہیں جامع

ہوتا ہے ہر چیز کو جس کی حاجت ہو نفقہ اور لباس وغیرہ خرچ لازم سے اور البتہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے مال سے کفایت لینے کی مطلق اجازت دی اور دلالت کرتا ہے اس کے قول کے صحیح ہونے پر قول اس کا دوسرے طریق میں کہ نہیں داخل کرتا مجھ پر جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے ۔ میں نے کہا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا اس نے اس کا کہ بخیل کا گھر ہر چیز محتاج الیہ کا جامع نہیں ہوتا اس واسطے کہ نفی کی ہے کفایت کی مطلق سو شامل ہوگی ہر چیز کو جس کی حاجت ہو اور جس کی حاجت نہ ہو اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ بخیل کا گھر ایسا ہوتا ہے تو یہ اسی طرح ہے لیکن کہاں سے ہے واسطے اس کے یہ کہ ابوسفیان کا گھر اس طرح تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے سیاق قصے سے یہ ہے کہ ابوسفیان کا گھر ہر چیز محتاج الیہ کا جامع تھا لیکن نہ ممکن تھا اس کو لینا اس سے مگر اسی قدر جس کی طرف اس نے اشارہ کیا سو اس نے اجازت مانگی کہ اس سے زیادہ لے بغیر اس کے علم کے اور البتہ توجیہ کی ہے ابن منیر نے قول اس کے کی کہ ہند کے قصے میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے حق دار کے کہ لے غیر جنس حق اپنے سے ساتھ اس حیثیت کے کہ محتاج ہو طرف تقویم یعنی قیمت کرنے کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اجازت دی ہند کو کہ اپنے واسطے اور اپنے عیال کے واسطے قدر واجب کو مقرر کرے اور یہی ہے ہو بہو قیمت کرنی بلکہ وہ اس سے دقیق تر ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واسطے عورت کے داخل ہے قائم ہونے میں اپنی اولاد پر اور ان کی کفایت میں اور بیچ خرچ کرنے کے اوپر ان کے اور یہ کہ جائز ہے اعتماد کرنا عرف پر ان کاموں میں کہ نہیں مقرر ہوئی ہے اس میں کوئی شرع کی طرف سے اور کہا قرطبی نے کہ اس میں اعتبار عرف کا ہے شرعی کاموں میں برخلاف اس شخص کے جو اس سے انکار کرتا ہے لفظ میں اور عمل کرتا ہے ساتھ اس کے معنی میں اور شافعیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کرتے ہیں عمل کرنے سے ساتھ عرف کے جب کہ معارض ہو اس کو نص شرعی اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اوپر جائز ہونے قضاء کے غائب پر اور اسی طرح باب باندھا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کما سیاتی ذکرہ اور وارد کی ہے یہ حدیث کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے اور مجھ کو حاجت ہے کہ اس کے مال سے لوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ علماء کی ایک جماعت نے شافعیہ وغیرہ سے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے اس مسئلے کے یہاں تک کہ کہا رافعی نے بیچ قضاء کرنے کے غائب پر کہ حجت پکڑی ہے اوپر حنفیوں کے کہ وہ منع کرتے ہیں قضاء کو غائب پر ساتھ قصے ہند کے اور تھا یہ قضاء کرنا حضرت ﷺ سے اس کے خاوند پر اور حالانکہ وہ غائب تھا ، کہا نووی رحمہ اللہ نے اور نہیں صحیح ہے استدلال کرنا اس واسطے کہ یہ قصہ مکے میں تھا اور ابوسفیان وہاں حاضر تھا اور شرط قضاء کرنے کی غائب پر یہ ہے کہ ہو غائب شہر سے چھپا ہو اس کی تلاش نہ ہو سکتی ہو اور یہ شرط ابوسفیان میں موجود نہ تھی سو نہیں ہے یہ قضاء غائب پر بلکہ وہ فتویٰ دینا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی یہ مراد نہیں کہ قصہ ہند کا ابوسفیان پر قضاء تھا

اس حال میں کہ وہ غائب تھا بلکہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس قصے کے اوپر صحیح ہونے قضاء کے غائب پر اگرچہ نہ تھی قضاء غائب پر ساتھ شرط اپنی کے بلکہ جب ابو سفیان ہند کے ساتھ مجلس میں حاضر نہ تھا اور حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی کہ بقدر کفایت کے اس کے مال سے لے لیا کرے بغیر اس کے علم کے تو ہوگی ایک قسم قضاء غائب پر سو جو اس کو منع کرتا ہے وہ محتاج ہے کہ اس کا جواب دے اور مبنی ہے اس خلاف پر یہ کہ جب باپ غائب ہو یا باز رہے خرچ کرنے سے اپنی چھوٹی اولاد پر تو اجازت دے قاضی واسطے ماں کے بیچ لینے کے باپ کے مال سے اگر ممکن ہو یا بیچ قرض یعنی کے اوپر اس کے اور خرچ کرنے کے چھوٹی اولاد پر جب کہ ہو ماں میں لیاقت اور کیا بغیر اجازت سے قاضی کے اس کو باپ کے مال سے لینا جائز ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں مبنی ہیں خلاف پر ہند کے قصے میں سو اگر یہ فتویٰ تھا تو جائز ہے اس کو لینا بغیر اجازت قاضی کے اور اگر قضاء تھا تو نہیں جائز ہوگا مگر ساتھ اجازت قاضی کے اور ترجیح دیتا ہے اس کو کہ یہ قضا تھی نہ فتویٰ تعبیر کرنا ساتھ صیغے امر کے جس جگہ ہند کو فرمایا کہ خذی یعنی لے لیا کر اور اگر فتویٰ ہوتا تو مثلا یوں فرماتے لا حرج علیك اذا اخذت اور اس واسطے کہ اغلب حضرت ﷺ کے تصرفات سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم ہے اور ترجیح دیتا ہے اس کو کہ وہ فتویٰ تھا واقع ہونا استفہام کا اس قصے میں ہند کے قول میں هل علی جناح کہ کیا مجھ پر گناہ ہے اور اس واسطے کہ اس کے اندازے کو اس کے سپرد کیا اور اگر قضاء ہوتی تو اس کو مدعی کے سپرد نہ کرتے اور اس واسطے کہ نہ حضرت ﷺ نے اس سے اس کے دعویٰ پر قسم لی اور نہ اس کو گواہ کی تکلیف دی اور جواب یہ ہے کہ اس سے قسم اور گواہ نہ لینے میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے یہ کہ حکم کرے ساتھ علم اپنے کے سو گویا کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچی ہے اور استفہام سے یہ جواب ہے کہ نہیں ہے اس میں استحالہ اس شخص سے جو حکم کا طالب ہو اور تفویض قدر استحقاق سے یہ جواب ہے کہ مراد وہ چیز ہے جو عرف کی طرف سپرد ہے اور باقی بحث اس کی کتاب الاحکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا بعض نے کہ مشکل ہے استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث کے اوپر مسئلے ظفر کے کتاب الاشخاص میں جس جگہ کہ اس نے یہ باب باندھا ہے قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه اور استدلال کرنا اس کا ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے قضاء کے غائب پر اس واسطے کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مسئلے ظفر کے نہیں ہوتا مگر بنا بر اس کے کہ مسئلہ ہند کا تھا بطور فتویٰ کے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مسئلے قضاء کے غائب پر نہیں ہوتا ہے مگر بنا بر اس قول کے کہ وہ حکم تھا اور جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ہر حکم کہ صادر ہو شارع سے سو اُتارا جاتا ہے وہ بجائے فتویٰ دینے کے ساتھ اس حکم کے ایسے واقع میں پس صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس قصے کے واسطے دونوں مسئلوں کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ وَالنَّفَقَةِ.

نگہبانی کرنا عورت کا اپنے خاوند کے مال کی اور نفقہ کی۔

فائدہ: مراد ساتھ ذات الید کے مال ہے اور عطف نفقہ کا اوپر اس کے عطف خاص کا ہے عام پر اور لفظ علیہ کا زیادہ ہے۔

٤٩٤٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ نِسَآءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْآخَرُ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ. وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۹۴۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی کرنے والیں اپنے خاوند کے مال کی اور ذکر کیا جاتا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے مسلم میں بیان سبب اس حدیث کا کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی بہن بیوہ ہو گئی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کا پیغام کیا اور چاہا کہ اس سے نکاح کریں تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور میں عیال دار ہوں یعنی میرے لڑکے نہایت چھوٹے چھوٹے ہیں میں نہیں چاہتی کہ آپ کے بستر پر روئیں چلائیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور تمام عرب کی عورتوں کی تعریف کی اور ام ہانی رضی اللہ عنہا کا عذر پسند کیا معلوم ہوا کہ عورت میں یہی بڑی خوبی ہے کہ درد والی ہو اور لڑکوں کو اچھی طرح پالے اور اپنے خاوند کے مال کو ضائع نہ ہونے دے، اس حدیث کی شرح نکاح کے اول میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوْفِ. عورت کو دستور کے موافق کپڑا دینا۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو دراز ہے حج کی صفت میں اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ ڈرتے رہو اللہ سے عورتوں کے مقدمے میں اور ان کا تم پر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہے لیکن چونکہ وہ حدیث بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اس کی طرف اشارہ کر دیا اور استنباط کیا حکم کو اور حدیث سے جو اس کی شرط پر تھی اور وہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے حلہ سیراء میں۔

٤٩٤٧ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ

۴۹۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جوڑا ریشمی لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا میں نے اس کو پہنا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غضب

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آتٰى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَآءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ.

دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں بانٹا۔

فائدہ: مراد عورتوں سے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں مع قرابتی عورتوں کے جیسے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی ماں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی وغیرہ منکوحہ عورتیں مراد نہیں ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا ان کی کوئی بیوی نہ تھی اور شرح میں ہے آتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ مد کے بمعنی اعطی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر بغل گیر ہے اعطی اهدی کے معنی کو یعنی تحفہ دیا اسی واسطے متعدی کیا ہے اس کو ساتھ مالی کے اور حلہ کے معنی ہیں جوڑا یعنی چادر اور تہہ بند اور سیراء ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی ابن منیر نے کہا کہ وجہ مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ جو حاصل ہوا اس جوڑے سے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ٹکڑا تھا سو وہ راضی ہوئیں ساتھ اس کے بطور میانہ روی کے باعتبار حال کے نہ بطور اسراف کے اور بہر حال حکم مسئلے کا سو کہا ابن بطال نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ واسطے عورت کے ساتھ نفقہ کے خاوند پر کپڑا اس کا ہے بطور واجب ہونے کے اور ذکر کیا ہے بعض نے کہ لازم ہے مرد پر کہ پہنائے اس کو کپڑوں سے ایسا اور صحیح اس میں یہ ہے کہ سب شہروں کے لوگوں کو ایک طور پر محمول نہ کیا جائے اور یہ کہ ہر شہر والوں پر وہ چیز ہے جو ان کی عادت میں جاری ہو بقدر اس چیز کے کہ خاوند اس کی طاقت رکھے بقدر کفایت کے واسطے عورت کے اور بقدر فراخی اور تنگی مرد کے اور اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف رد کی شافعیوں پر وقد تقدم البحث فی ذلك قریبا اور کپڑا بھی اس کے معنی میں ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ وَلَدِهٖ.

مدد کرنا عورت کا اپنے خاوند کو اس کی اولاد میں۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے عورت شوہر دیدہ سے نکاح کیا تا کہ ان کے سر پر قائم ہو اور ان کو سنوارے شاید کہ اس نے استنباط کیا ہے قائم ہونا عورت کا اپنے خاوند کی اولاد پر قائم ہونے عورت جابر رضی اللہ عنہ کے سے اس کی بہنوں پر اور وجہ اس کی اس سے ساتھ طریق اولیٰ کے ہے کہا ابن بطال نے اور نہیں واجب ہے مدد کرنا عورت کا اپنے خاوند کو اس کی اولاد میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خوب گزران اور نیک عورتوں کی خو سے ہے اور کیا خاوند کی خدمت عورت پر لازم ہے یا نہیں اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

٤٩٤٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ هَلَكَ أَبِيْ وَتَرَكَ

۴۹۴۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور اس نے سات یا نو لڑکیاں چھوڑیں سو میں نے ایک عورت شوہر دیدہ سے نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ

سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ وَإِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْ قَالَ خَيْرًا.

اے جابر! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کنواری سے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے، فرمایا کیوں نہ نکاح کیا تو نے کنواری سے جو تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ کو ہنساتی اور تو اس کو ہنساتا؟ میں نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی میرا باپ مر گیا اور اس نے لڑکیاں چھوڑیں اور میں نے برا جانا کہ لاؤں ان کے پاس جوان کی مانند یعنی نادان، ناتجربہ کار عورت سے نکاح کروں سو میں نے نکاح کیا اس عورت سے کہ ان کے سر پر قائم ہو یعنی اور ان کی خبر لے اور ان کو سنوارے سو فرمایا کہ اللہ تیرے واسطے برکت کرے یا فرمایا تجھ کو نیکی دے۔

بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهِ

خرچ کرنا تنگ دست کا اپنے گھر والوں پر۔

٤٩٤٩ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ فَأَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ أَيْنَ السَّآئِلُ قَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۹۴۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیوں کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گردن آزاد کر اس نے کہا کہ گردن میرے پاس نہیں فرمایا سو روزے رکھ دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا پس ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا اس نے کہا کہ میں نہیں پاتا یعنی کھانا ساٹھ مسکینوں کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں ہے پوچھنے والا اس نے کہا خبردار وہ میں ہوں فرمایا کہ اس کے ساتھ صدقہ کر اس نے کہا یا حضرت! کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر سو قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے ہم سے زیادہ تر محتاج نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذًا.

یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے فرمایا سو اب تم ہی اس صدقے کے مستحق ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ وجہ لینے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ مباح کیا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے کھلانا کھجوروں کا اپنے گھر والوں کو اور نہ فرمایا اس کو کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو یہ کفارے سے اس واسطے کہ البتہ متعین ہوا اس پر فرض ہونا نفقہ کا اپنے گھر والوں پر ساتھ موجود ہونے کھجوروں کے اور وہ لازم تر ہے واسطے اس کے کفارے سے اسی طرح کہا ہے اس نے اور یہ مشابہ ہے دعویٰ کے سو محتاج ہے طرف دلیل کی اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ لینا ترجمہ کا اس جہت سے ہے کہ اس نے اپنے گھر والوں کے نفقہ کے ساتھ اہتمام کیا اس واسطے کہ جب اس سے کہا گیا کہ خیرات کر ساتھ اس کے تو اس نے کہا کہ کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر سو اگر نہ ہوتا اہتمام اس کا ساتھ نفقہ اہل اپنے کے تو البتہ جلدی کرتا اور صدقہ کرتا۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْءٌ ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾.

اور وارث پر ہے مثل اس کی یعنی جس بچے کا باپ مر گیا ہو اس کے دودھ پلانے کی اجرت اس کے وارث پر ہے اور کیا لازم ہے عورت پر اس سے کچھ چیز یعنی بچے کے دودھ پلانے کا ماں پر کچھ حق نہیں اور بیان کی ہے اللہ نے مثل دو مردوں کی ایک دونوں میں گونگا ہے اور وہ بھاری ہے اپنے مالک پر آخر آیت تک استدلال کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر نہ واجب ہونے اجرت دودھ پلانے کے ماں پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے جس کا ملخص یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ کیا مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لازم ہے اس پر کہ نہ ضرر کرے اور یہی قول ہے شعبی اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا کہا انہوں نے اور نہیں ہے تاوان کسی وارث پر اور نہیں لازم ہے اس پر نفقہ مورث کے بچے کا اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ لازم ہے اس شخص پر جو باپ کا وارث ہو مثل اس چیز کی کہ لازم تھی باپ پر اجرت رضاع سے جب کہ بچے کا کچھ مال نہ ہو پھر اختلاف ہے اس میں کہ وارث سے کیا مراد ہے سو کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ہر شخص ہے جو باپ کا وارث ہو مردوں اور عورتوں سے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ وہ شخص وہ ہے جو ہو ذو رحم محرم لڑکے کا سوائے اپنے غیر کے اور کہا قبیصہ نے کہ وہ خود لڑکا ہے اور کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جب ماں اور چچا پیچھے رہے تو ہر ایک پر ہے دودھ پلانا بچے کا

بقدر اس چیز کے کہ وارث ہوتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ثوری رحمۃ اللہ علیہ ، کہا ابن بطال نے اور طرف اسی قول کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے اور کیا ہے عورت پر اس سے کچھ چیز پھر اشارہ کیا طرف رد کرنے اس کے کی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ﴾ سو اس نے اشارہ کیا کہ عورت بہ نسبت وارث کی بجائے گونگے کے ہے بولنے والے سے اور البتہ روایت کیا ہے طبری نے ان اقوال کو ان کے قائل سے اور سبب اختلاف کا حمل کرنا مثلیت کا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے مثل ذلک اوپر تمام اس چیز کے کہ گزری یا بعض اس کے کی اور جو پہلے گزرا ہے دودھ پلانا ہے اور خرچ کرنا اور کپڑا پہنانا اور نہ ضرر دینا، کہا ابن عربی نے کہ کہا ایک گروہ نے کہ نہیں پھرتا طرف تمام کی بلکہ طرف اخیر کی یعنی نہ ضرر دینا اور یہی ہے اصل اور جو دعویٰ کرے کہ وہ سب کی طرف پھرتا ہے تو اس پر ہے دلیل اس واسطے کہ اشارہ ساتھ مفرد کے ہے اور اقرب مذکور وہ عدم اضرار ہے یعنی نہ ضرر دینا پس راجح ہے حمل کرنا اوپر اس کے پھر وارد کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیچ سوال کرنے اس کے کی کہ کیا واسطے میرے اجر ہے بیچ خرچ کرنے کے اپنی اولاد پر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور نہ تھا واسطے ان کے مال سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی کہ واسطے اس کے اجر ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ عورت کے گھر کا خرچ نہیں واجب ہے عورت پر اس واسطے کہ اگر عورت پر واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کے واسطے بیان کرتے اور اسی طرح ہے قصہ ہند عتبہ کی بیٹی کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اس کو بیچ لینے نفقہ اپنے گھر کے باپ کے مال سے سو دلالت کی اس نے کہ نفقہ گھر کا صرف باپ پر واجب نہیں سو مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ جب نہیں لازم ہے ماں پر نفقہ اولاد کا باپ کی زندگی میں تو یہی حکم بدستور ہے بعد باپ کے اور قوی کرتا ہے اس کو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ﴾ یعنی کھانا ماؤں کا اور کپڑا ان کا بسبب دودھ پلانے ان کے ہے اولاد کو سو کس طرح واجب ہوگا واسطے ان کے اول آیت میں اور واجب ہوگا اوپر ان کے نفقہ بیٹوں کا آخر آیت میں اور بہر حال قول قبیصہ کا سو رد کرتا ہے اس کو یہ کہ لفظ وارث کا شامل ہے اولاد وغیرہ کو سو نہ خاص کیا جائے گا ساتھ اس کے ایک وارث سوائے دوسرے وارث کے مگر ساتھ حجت کے اور اگر بچہ مراد ہوتا تو کہا جاتا وعلی المولود اور لیکن قول حنفیہ کا پس لازم آتا ہے اس سے کہ نفقہ واجب ہے ماموں پر واسطے بھانجی اپنی کے اور نہیں واجب ہے چچا پر واسطے بھتیجے اپنے کے اور یہ تفصیل ہے کہ نہیں ہے اس پر دلالت کتاب سے اور نہ سنت سے اور نہ قیاس سے کہا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے اور بہر حال قول حسن رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں کا سو تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ پس جب واجب ہوا باپ پر خرچ کرنا اس عورت پر جو دودھ پلائے اس کے بچے کو تا کہ غذا دیا جائے اور پرورش پائے تو اسی طرح واجب ہے باپ پر جب کہ دودھ چھوڑائے سو غذا دے اس کو ساتھ طعام کے جیسے کہ غذا دیتا تھا اس

کو ساتھ دودھ پلانے کے جب تک چھوٹا تھا اور اگر واجب ہوتا مثل اس کی وارث پر تو البتہ واجب ہوتا جب مر جائے مرد حامل سے یہ کہ لازم ہو عصبہ پر خرچ کرنا اوپر عورت کے بسبب اس چیز کے کہ اس کے پیٹ میں ہے اور اسی طرح لازم آتا ہے حنفیوں پر لازم کرنا نفقہ کا ہر ذی رحم محرم پر اور کہا ابن منیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے یہ کہ واجب ہے ماں پر نفقہ اپنی اولاد کا اور دودھ پلانا اس کو اس کے باپ کے بعد واسطے داخل ہونے باپ کے وارث کے عموم میں سو بیان کیا اس نے کہ ماں بھاری تھی باپ پر واجب تھا نفقہ اس کا اوپر اس کے اور جو دراصل کل ہو نہ قادر ہو کسی چیز پر غالبًا تو کس طرح متوجہ ہوتا ہے اس پر کہ خرچ کرے غیر پر اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صریح ہے اس میں کہ خرچ کرنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اپنی اولاد پر بطور فضل اور نفل کے ہے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر نفقہ اولاد کا اور بہر حال قصد ہند کا پس ظاہر ہے بیچ ساقط ہونے نفقہ کے عورت سے باپ کی زندگی میں سو بدستور رہے گا یہ اصل بعد مرنے باپ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باپ کی زندگی میں جو عورت سے نفقہ ساقط ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باپ کے گم ہونے کے بعد بھی ماں سے نفقہ ساقط ہو نہیں تو گم ہو قیام ساتھ مصالح ولد کے ساتھ گم ہونے باپ کے پس احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمہ اللہ کی پہلی حدیث سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے بیچ خرچ اس کے کی اپنی اولاد پر جزء اول ترجمہ سے اور وہ یہ کہ باپ کا وارث مانند ماں کی لازم ہے اس پر نفقہ بچے کا بعد موت باپ کے اور دوسری حدیث سے جزء دوسری اور وہ یہ ہے کہ نہیں عورت پر کچھ چیز وقت موجود ہونے باپ کے اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے اس چیز کے جو باپ کے بعد ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٩٥٠ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ.

۴۹۵۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے واسطے میرے ثواب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں یہ کہ ان پر خرچ کروں اور ان کو کھلاؤں اور نہیں میں چھوڑنے والی ان کو اس طرح اس طرح؟ یعنی محتاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو میرے بیٹے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں واسطے تیرے ثواب ہے اس چیز کا جو تو نے ان پر خرچ کی۔

٤٩٥١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هِنْدُ يَا

۴۹۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت! ابو سفیان مرد بخیل ہے سو کیا ہے مجھ پر گناہ یہ کہ لوں اس کے مال سے جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے؟

رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَّالِهِ مَا يَكْفِيْنِيْ وَبَنِيَّ قَالَ خُذِيْ بِالْمَعْرُوْفِ.

فرمایا کہ لے لیا کر دستور کے موافق۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ جو شخص کہ چھوڑ جائے چیز بھاری یعنی قرض اور عیال یا عیال ضائع ہونے والا تو میری طرف ہے رجوع کرنا اس کا یعنی میں اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کے عیال کی غم خواری کروں گا۔

فائدہ: عیال ضائع ہونے والا یعنی اگر کوئی خبر نہ لے تو ہلاک ہو جائے اور کل اور ضیاع کی تفسیر کفالہ اور استقراض میں گزر چکی ہے۔

٤٩٥٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَآءً صَلّٰى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَآؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ.

۴۹۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اول اسلام میں معمول تھا کہ حضرت ﷺ کے پاس مرا ہوا مرد یعنی جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے واسطے اتنا مال چھوڑا ہے کہ قرض اس سے ادا ہو سکے؟ سو اگر کوئی آپ سے کہتا کہ اس نے اپنے قرض ادا ہونے کے برابر مال چھوڑا ہے جس سے قرض ادا ہو سکے تو اس کے جنازے کی نماز پڑھتے نہیں تو مسلمانوں سے فرماتے کہ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو پھر جب اللہ نے آپ پر فتوحات کھولیں یعنی ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ لگیں تو فرمایا کہ میں قریب ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے زیادہ سو جو کوئی مسلمانوں میں سے مر جائے اور اپنے اوپر قرض چھوڑے تو اس کا ادا کرنا مجھ پر لازم ہے اور جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے۔

فائدہ: بہر حال لفظ ترجمہ کا سو وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے استقراض میں ابو حازم کے طریق سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو کل یعنی عیال

چھوڑے تو وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا ہے اور عبدالرحمن کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جو دین یا ضیاع چھوڑے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے یعنی وکیل اس کا کہ میں ہوں کارساز اس کا و تقدم شرح الحدیث فی الکفالۃ ویاتی الباقی فی الفرائض انشاء اللہ تعالی اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی داخل کرنے اس کے سے نفقے کے بابوں میں اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ جو مر جائے اور اس کے واسطے اولاد ہو اور ان کے واسطے کوئی چیز نہ چھوڑے تو واجب ہے خرچ ان کا مسلمانوں کے بیت المال میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ.

دودھ پلانے والیاں آزاد لونڈیوں سے اور جو ان کے سوائے ہیں یعنی آزاد عورتوں سے۔

٤٩٥٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِي الْخَيْرِ أُخْتِيْ فَقَالَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّهَا بِنْتُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُوْ لَهَبٍ.

۴۹۵۳۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کو چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میں آپ کو اپنے سوائے اور بیویوں سے خالی نہیں پاتی یعنی فقط میں آپ کے پاس اکیلی نہیں ہوں کہ مجھ کو رشک آئے بلکہ میرے سوا اور بھی آپ کی بہت بیویاں ہیں اور محبوب تر جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے فرمایا کہ بے شک یہ میرے واسطے حلال نہیں تو میں نے کہا یا حضرت! ہم سنتے ہیں کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا کہ ہاں! فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میری بیوی کی لڑکی میری گود کی پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی بے شک وہ تو میری دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا سو اے بیویو! اپنی لڑکیوں اور اپنی بہنوں کے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو اور کہا شعیب نے زہری سے کہا عروہ نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بے شک یہ میرے واسطے حلال نہیں یعنی اس واسطے کہ بیوی کی زندگی میں سالی سے نکاح کرنا

درست نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر درہ میری بیوی کی بیٹی میری گود کی پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی یعنی یہ چہ چا غلط ہے کہ اول تو درہ میری ربیبہ ہے یعنی میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے اگلے خاوند سے دوسری دودھ کے رشتے سے میری بھتیجی ہے نکاح کی کون صورت ہے اور یہ جو فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثبوت مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیچ اس کے تا کہ مترتب ہو اس پر حکم اس واسطے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال ہے اگر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ آپ کا دودھ شریک بھائی نہ ہوتا اس واسطے کہ وہ ربیبہ نہیں برخلاف ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہو وقد تقدم شرح الحدیث مستوفی فی کتاب النکاح اور قول راوی کا اس کے اخیر میں کہا شعیب نے زہری سے کہا عروہ نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ ظاہر کرنا اس بات کا ہے کہ ثویبہ آزاد شدہ لونڈی تھی تا کہ مطابق ہو ترجمہ کے اور وجہ وارد کرنے اس کے کی نفقوں کے بابوں میں اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ بچے کو دودھ پلانا ماں پر لازم نہیں بلکہ جائز ہے واسطے اس کے کہ دودھ پلائے اور جائز ہے کہ نہ پلائے اور جب دودھ پلانے سے باز رہے تو جائز ہے واسطے باپ کے یا ولی کے یہ کہ دودھ پلائے بچے کو ساتھ اجنبی عورت کے آزاد ہو یا لونڈی اجرت کے ساتھ پلائے یا بطورِ احسان کے اور اجرت داخل ہوتی ہے نفقہ میں اور کہا ابن بطال نے کہ ابتدا میں عرب لوگ لونڈیوں سے دودھ پلوانے کو برا جانتے تھے اور عربی آزاد عورت کے دودھ پلانے میں رغبت کرتے تھے واسطے نجابت بچے کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ البتہ آپ نے دودھ پیا ہے غیر عرب سے اور نجیب اور شریف ہوئے اور یہ کہ لونڈیوں کا دودھ پینا مکروہ نہیں اور یہ معنی خوب ہیں لیکن نہیں فائدہ دیتی جواب کو اس سوال سے جو میں نے وارد کیا اور اسی طرح قول ابن منیر کا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ حرمت رضاع کی پھیلی جاتی ہے برابر ہے کہ دودھ پلانے والی عورت ہو یا لونڈی، واللہ اعلم۔ (فتح)
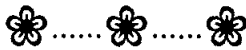
بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

کتاب ہے بیچ بیان اقسام کھانوں کے اور احکام ان کے

فائدہ: اطعمہ طعام کی جمع ہے اور طعام وہ چیز ہے جو کھائی جائے اور کبھی خاص کرتے ہیں اس کو ساتھ گندم کے اور طعم ساتھ فتحہ ط کے چکھنا ہے شیرینی وغیرہ کا اور ساتھ ضمہ کے کھانا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی اور اللہ کے اس قول میں. کہ کھاؤ ستھری چیزیں جو تم نے کمائیں اور فرمایا کہ کھاؤ ستھری چیزوں سے اور عمل کرو نیک۔

فائدہ: اکثر روایتوں میں دوسری آیت میں انفقوا ہے بدلے کلوا کے موافق تلاوت کے اور بعض روایتوں میں کلوا واقع ہوا ہے اور یہ غلطی ہے ناسخ کی اور طیبات جمع طیبہ کی اور بولا جاتا ہے طیبہ لذت دار چیز پر جس میں ضرر نہ ہو اور پاک چیز پر بھی اور اس چیز پر جس میں ایذا نہ ہو اور حلال پر بھی سو قسم اول سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ اور یہی ہیں معنی راجح اس کی تفسیر میں اس واسطے کہ اگر مراد حلال چیز ہوتی تو نہ زیادہ کیا جاتا جواب سوال پر اور دوسری قسم سے ہے قول اللہ کا ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ اور تیسری قسم سے ہے هٰذَا يَوْمٌ طَيِّبٌ وَهٰذِهٖ لَيْلَةٌ طَيِّبَةٌ اور چوتھی قسم سے ہے آیت دوسری جو ترجمہ باب میں ہے سو البتہ گزر چکی ہے تفسیر اس کی زکوٰۃ میں کہ مراد ساتھ تجارت کے حلال ہے اور نیز آتی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اس کے جید چیز ہے واسطے قرین ہونے اس کے ساتھ نہی کے خرچ کرنے سے خبیث چیز سے اور مراد ساتھ اس کے ردی ہے اسی طرح تفسیر کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث مرفوع ذکرہ فی باب نعلیق القنو فی المسجد اور واضح تر اس سے جو متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ترمذی نے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم کھجوروں کے باغ والے تھے سو تھا مرد گچھہ لاتا اور اس کو مسجد میں لٹکاتا اور تھا بعض مرد جو نیکی میں رغبت نہ کرتا ردی کھجور لاتا سو اس کو لٹکاتا سو اتری یہ آیت ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ

تُنۡفِقُوۡنَ﴾ پھر اس کے بعد یہ دستور ہوا کہ جو عمدہ چیز مرد کے پاس ہوتی اس کو لاتا اور ابوداؤد میں سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ تھے قصد کرتے لوگ بدتر ردی کھجوروں کا پھر نکالتے اس کو صدقے میں سو اتری یہ آیت اور نہیں ہے درمیان تفسیر طیب کی اس آیت میں ساتھ حلال کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اس سے لذت طلب کی جاتی ہے منافات اور نظیر اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿يَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ اور البتہ ٹھہرایا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے اصل بیچ حرام کرنے اس چیز کے کہ خبیث جانتے ہیں اس کو عرب اس قسم سے کہ نہیں وارد ہوئی ہے اس میں نص ساتھ شرط کے جس کا بیان آئندہ آئے گا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے جس جگہ کہ وارد کیا ہے ان آیتوں کو تلمیح کی ہے ساتھ اس حدیث کے جو روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ پاک ہے نہیں قبول کرتا مگر پاک چیز کو اور بے شک اللہ نے حکم کیا ہے مسلمانوں کو جو حکم کیا ہے پیغمبروں کو سو فرمایا کے اے رسولو! کھاؤ پاک اور ستھری چیزوں سے اور عمل کرو نیک اور کہا اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی، الحدیث اور شاید یہ حدیث جب کہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر تھی تو اقتصار کیا او پر وارد کرنے اس کے ترجمہ میں کہا ابن بطال نے کہ نہیں اختلاف اہل تاویل کو اس آیت میں ﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمۡ﴾ کہ اتری یہ اس شخص کے حق میں جس نے حرام کیا تھا اپنے نفس پر لذیذ طعام کو اور لذت دار چیزوں کو جو مباح ہیں پھر ذکر کیا بخاری رحمہ اللہ نے تین حدیثوں کو جو متعلق ہیں ساتھ بھوک اور پیٹ بھر کر کھانے کے۔ (فتح)

٤٩٥٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ قَالَ سُفْيَانُ وَالْعَانِي الْأَسِيرُ.

۴۹۵۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی اور چھڑاؤ قیدی کو کہا سفیان نے کہ عانی کے معنی ہیں قیدی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ امر اس جگہ واسطے ندب کے ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے بعض احوال سے اور یہ جو حکم فرمایا کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اس واسطے کہ جب تک کہ پیٹ نہیں بھرا تو صفت بھوکے کی قائم ہے ساتھ اس کے اور حکم ساتھ کھلانے اس کے کی بدستور ہے اور کہا گیا ہے واسطے قیدی کے عانی عنی یعنو سے جب کہ جھکے۔ (فتح)

٤٩٥٥ ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا

۴۹۵۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ.

حضرت ﷺ کے لوگوں نے کھانے سے تین دن پیٹ بھر نہیں کھایا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا حضرت ﷺ نے اور نہ آپ کے گھر والوں نے تین دن پے در پے اور ایک روایت میں میں تین راتوں کا ذکر آیا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مراد ساتھ دنوں کے اس جگہ ساتھ راتوں اپنی کے ہیں اور پیٹ بھر کر کھانا جو نفی کیا گیا ہے وہ ساتھ قید پے در پے ہونے کے ہے نہ مطلق اور لیا جاتا ہے مقصود اس کا کہ جائز ہے کھانا پیٹ بھر کر فی الجملہ مفہوم سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ سبب نہ سیر ہونے ان کے کا غالبًا بسبب کم ہونے چیز کے ہے نزدیک ان کے علاوہ ازیں کبھی وہ پاتے تھے لیکن اختیار کرتے تھے اپنے اوپر غیروں کو اور رقاق میں آئے گا کہ نکلے حضرت ﷺ دنیا سے اور حالانکہ نہیں سیر ہوئے جو کی روٹی سے و یاتی بسط القول فی شرحه فی کتاب الرقاق انشاء الله تعالٰی۔

٤٩٥٦ - وَعَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَصَابَنِيْ جَهْدٌ شَدِيْدٌ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِيْ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِيْ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَقَامَنِيْ وَعَرَفَ الَّذِيْ بِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلٰى رَحْلِهِ فَأَمَرَ لِيْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا أَبَا هِرٍّ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اسْتَوٰى بَطْنِيْ فَصَارَ كَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِيْتُ عُمَرَ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِيْ

۴۹۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو سخت مشقت پہنچی یعنی بھوک سے تو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے اس کو سوال کیا کہ قرآن کی ایک آیت معین مجھ پر پڑھے یعنی بطور استفادہ کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور آیت کو مجھ پر کھولا یعنی مجھ پر پڑھا اور مجھ کو سمجھائی یعنی اور آیت پوچھنے سے میری مراد یہ تھی کہ مجھ کو کھانا کھلائیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میری مراد نہ سمجھی پھر میں تھوڑی دور چلا سو میں اپنے منہ کے بل گر پڑا مشقت بھوک کے سبب سے سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ میرے سر پر کھڑے ہیں سو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! میں نے کہا کہ بار بار حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! اور حاضر ہوں میں سو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو کھڑا کیا اور میری بھوک کو پہچانا سو مجھ کو اپنے گھر کی طرف لے گئے اور حکم کیا کہ مجھ کو دودھ کا ایک پیالہ دیں یعنی سو مجھ کو دودھ کا پیالہ دیا سو میں

وَقُلْتُ لَهٗ فَوَلَّى اللّٰهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِهٖ مِنْكَ يَا عُمَرُ وَاللّٰهِ لَقَدْ اسْتَقْرَأْتُكَ الْآيَةَ وَلَأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَأَنْ أَكُوْنَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لِيْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ.

نے اس سے پیا پھر فرمایا اے ابو ہریرہ پھر پی میں نے پھر پیا فرمایا پھر پی میں نے پھر پیا یہاں تک کہ میرا پیٹ تن گیا یعنی بہ سبب پر ہونے اس کے دودھ سے سو ہو گیا مانند تیر کی پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے ان کے آگے اپنا حال ذکر کیا یعنی میں بھوکا تھا اور مراد میری آیت پوچھنے سے یہ تھی کہ مجھ کو کھانا کھلائیں اور میں نے اس سے کہا کہ متولی کیا اللہ نے بھوک کے دور کرنے کا اس شخص کو کہ زیادہ تر لائق تھا ساتھ اس کے تجھ سے اے عمر! قسم ہے اللہ کی میں نے تجھ سے سوال کیا کہ قرآن کی آیت مجھ پر پڑھو اور البتہ میں زیادہ تر قاری تھا ساتھ اس کے تجھ سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی البتہ داخل کرنا میرا تجھ کو گھر میں اور کھانا کھلانا میرے واسطے بہتر تھا مجھ کو سرخ اونٹ کے ہونے سے۔

فائدہ: عس بڑے پیالے کو کہتے ہیں اور قدح کہتے ہیں تیر بے پر کو یعنی جیسے تیر سیدھا ہوتا ہے اس میں کچھ کجی نہیں ہوتی اسی طرح میرا پیٹ دودھ سے پر ہو کر سیدھا ہوا اس میں کوئی جگہ خالی نہ رہی اور مراد ساتھ جہد کے مشقت ہے اور وہ ہر چیز میں بقدر اس کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس دن روزے دار تھے اور نہ پائی انہوں نے اس دن کوئی چیز کہ اس کے ساتھ روزہ افطار کریں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پی میں نے کہا میں کوئی راہ نہیں پاتا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ حمل کی جائے مراد ساتھ نفی مساغ کے اوپر اس کے کہ جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت اس کی یہ مراد ان کی نہ تھی کہ انہوں نے زیادہ کھایا سیر ہونے سے، واللہ اعلم۔

تنبیہ: ذکر کیا میرے واسطے حلب کے ملک کے محدث نے جس کا نام برہان الدین ہے کہ کہا شیخ سراج الدین بلقینی نے کہ نہیں ان تین حدیثوں میں جو دلالت کرے اوپر طعاموں کے جن پر ترجمہ باندھا گیا ہے جس میں آیتیں مذکورہ پڑھی گئی ہیں میں نے کہا کہ یہ ظاہر ہے جب کہ ہو مراد مجرد ذکر انواع کھانے کے لیکن جب کہ ہو مراد ساتھ ان کے یہ اور جو متعلق ہے ساتھ ان کے احوال ان کے اور صفات ان کی سے تو مناسبت ظاہر ہے اس واسطے کہ منجملہ احوال ان کے کی جو پیدا ہونے والے ہیں ان سے پیٹ بھر کر کھانا ہے اور بھوکا رہنا ہے اور منجملہ صفات ان کی کے حلال ہونا اور حرام ہونا ہے اور لذیذ ہونا اور خبیث ہونا ہے اور اس قسم سے کہ پیدا ہوتا ہے ان سے کھلانا ہے اور نہ کھلانا ہے اور

یہ سب ظاہر ہے تینوں حدیثوں سے اور بہر حال آیتیں سو وہ بغل گیر ہے اجازت کو بیچ کھانے ستھری چیزوں کے سو گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ حدیثوں کے طرف اس کی کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ایک نوع کے حلال سے اور نہ لذیذ سے اور نہ ساتھ حالت پیٹ بھر کر کھانے کے اور نہ ساتھ سدِ رمق کے بلکہ شامل ہے اس کو بسبب وجدان کے اور بحسب حاجت کے، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ متولی ہوا اس کا یعنی مباشر ہوئے اس کے سیر کرنے میرے سے اور دفع کرنے بھوک میری کے سے رسول اللہ ﷺ اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ تر قاری تھا ساتھ اس کے تجھ سے تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پڑھا تو توقف کیا بیچ اس کے یا بیچ کسی چیز کے اس سے تا کہ جائز ہوا واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو کہا اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور سرخ اونٹ اس واسطے کہا کہ اس کو فضیلت ہے اپنی سب قسموں پر اور پہلے گزر چکی ہے مناقب میں بحث بیچ تخصیص کرنے اس کے کی اور مراد کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْأَكْلِ بِالْيَمِيْنِ. — کھانے پر بسم اللہ کہنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا۔

فائدہ: مراد ساتھ تسمیہ کے کھانے پر بسم اللہ کہنا ہے کھانے کے ابتدا میں اور صریح تر چیز جو وارد ہوئی ہے بیچ صفت تسمیہ کے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جب کوئی کھانا کھائے تو چاہیے کہ بسم اللہ پڑھے اور اگر اس کے اول میں بھول جائے تو چاہیے کہ کہے بسم اللہ اولہ و آخرہ اور یہ جو نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ افضل یہ ہے کہ ساری بسم اللہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور اگر فقط بسم اللہ کہے تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور حاصل ہوتی ہے سنت سو میں نے اس کے اس دعوے افضلیت کی کوئی دلیل خاص نہیں دیکھی اور جو غزالی نے احیا میں کہا کہ اگر ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ کہے تو بہتر اور مستحب ہے کہ اول لقمے کے ساتھ بسم اللہ کہے اور دوسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن اور تیسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم سو میں نے اس کے مستحب ہونے کے واسطے بھی کوئی دلیل نہیں دیکھی اور تکرار کی خود آپ اس نے وجہ بیان کی ہے کہ تا کہ نہ باز رکھے اس کو کھانا اللہ کے ذکر سے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے کا بیان آئندہ آتا ہے اور یہ شامل ہے اس شخص کو جو خود اپنے ہاتھ سے کھائے اور اس طرح جو اپنے ہاتھ سے نہ کھا سکے بلکہ کوئی غیر اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے کھلائے نہ بائیں ہاتھ سے۔ (فتح) اور مستحب ہے کہ پکار کر بسم اللہ کہے تا کہ دوسروں کو معلوم ہو اگر ان کو یاد نہ ہو اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر ساتھ مل کر کھانے والوں سے ایک بسم اللہ کہے تو سب سے کفایت کرتی ہے۔

٤٩٥٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ

۴۹۵۷۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا کم عمر یعنی قریب بالغ ہونے سے حضرت ﷺ کی گود

سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ.

میں یعنی آپ کی پرورش میں اور کھاتے وقت میرا ہاتھ رکابی میں گھومتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! کھاتے وقت بسم اللہ کہا کر اور اپنے پاس والی طرف سے کھایا کر سو ہمیشہ رہا یہ طریقہ کھانے میرے کا اس کے بعد۔

فائدہ: تطیش یعنی حرکت کرتا تھا اور رکابی کے کناروں میں گھومتا تھا اور آئندہ باب میں یہ حدیث اس لفظ سے آئے گی کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا سو میں رکابی کے کناروں سے کھانے لگا اور یہ مفسر ہے واسطے مراد کے اور صحفہ وہ رکابی ہے جس سے پانچ آدمی سیر ہو جائیں اور وہ اکبر ہے قصعہ سے اور یہ جو کہا کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہا کر تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ کھانے کے ابتداء میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے اور اس اجماع میں نظر ہے مگر یہ کہ استحباب سے مراد یہ ہو کہ وہ راجح الفعل ہے نہیں تو ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ وہ واجب ہے اور یہ قضیہ ہے قول کا ساتھ واجب کرنے اکل کے دائیں ہاتھ سے اس واسطے کہ صیغہ امر کا ساتھ تمام کے ایک ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا تو کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ حمل کیا ہے اس کو اکثر شافعیوں نے ندب پر اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے غزالی نے پھر نووی رحمہ اللہ نے لیکن نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے رسالے میں اور دوسری جگہ میں ام سے اوپر واجب ہونے کے میں نے کہا اور اسی طرح ذکر کیا ہے صیرفی نے شرح رسالے میں اور نقل کیا ہے بویطی نے اپنے مختصر میں کہ کھانا ثرید کے سر سے اور تعریس راہ پر اور جوڑا جوڑا کھانا کھجوروں وغیرہ میں اس قسم سے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ ضد اس کی کے حرام ہے میں کہتا ہوں اور دلالت کرتا اس پر کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے وارد ہونا وعید کا ساتھ کھانے کے بائیں ہاتھ سے پس صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اس نے کہا کہ میں نہیں کھا سکتا فرمایا کہ تو نہ کھا سکے گا یعنی اس کو یہ بد دعاء دی کہ تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے سو اس کے بعد وہ اس کو اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا اور ثابت ہو چکی ہے نہی بائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے اور یہ کہ وہ شیطان کے کام سے ہے اور وہ مسلم وغیرہ میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جو اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے اس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے اور کہا طیبی نے یہ جو فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھاتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ باعث ہوتا ہے اپنے دوستوں کو آدمیوں سے اوپر اس کے تا کہ روکے ساتھ اس کے اللہ کے نیک بندوں کو اور یہ تاویل ظاہر حدیث

کے برخلاف ہے اور اولیٰ حمل کرنا حدیث کا ہے اپنے ظاہر معنی پر اور یہ کہ حقیقۃً شیطان کھاتا ہے اس واسطے کہ عقل اس کو محال نہیں جانتی اور حالانکہ ثابت ہو چکی ہے حدیث ساتھ اس کے پس نہیں حاجت ہے طرف تاویل اس کے کی اور قرطبی نے اس میں دو احتمال کو حکایت کیا ہے پھر کہا کہ قدرت اس کی صلاحیت رکھتی ہے پھر ذکر کی حدیث مسلم کی شیطان حلال جانتا ہے کھانے کو جب کہ نہ ذکر کیا جائے اس پر نام اللہ کا کہا اور یہ مراد ہے اس کے کھانے سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کھانے سے برکت اٹھائی جاتی ہے اور کہا قرطبی نے کہ قول اس کا کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ایسا کرے اس نے شیطان کے ساتھ تشبیہ کیا کہا نووی رحمہ اللہ نے اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مستحب ہے کھانا پینا دائیں ہاتھ سے اور مکروہ ہے بائیں ہاتھ سے اور اسی طرح ہر لینا اور دینا اور جیسے کہ واقع ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعض طریق میں اور یہ اس وقت ہے جب کہ نہ ہو کوئی عذر بیماری یا زخم سے سو اگر ہو تو نہیں ہے کراہت کہا قرطبی نے کہ یہ امر بطور ندب کے ہے اس واسطے کہ وہ از قسم تشریف دائیں ہاتھ کے سے ہے بائیں پر اس واسطے کہ وہ قوی تر ہے غالب میں اور لائق تر ہے واسطے اعمال کے اور قادر تر ہے واسطے شغلوں کے اور وہ مشتق ہے یمن سے اور البتہ تشریف دی ہے اللہ نے بہشت والوں کو جب کہ منسوب کیا ان کو طرف یمن کی اور عکس کیا اس کا بائیں والوں میں اور بالجملہ پس دایا اور جو منسوب ہے اس کی طرف اور جو مشتق ہے اسے محمود ہے لغت میں اور شرع میں اور دنیا میں اور بائیاں اس کے برعکس ہے اور جب قرار یہ پایا تو آداب مناسب ہے واسطے مکارم اخلاق کے اور سیرت حسنہ کے نزدیک فضلاء کے خاص ہونا دائیں ہاتھ کا ہے ساتھ شریف عملوں کے اور ستھرے احوال کے کہا اس نے اور یہ امر سب محاسن مکملہ اور مکارم مستحسنہ سے ہیں اور اصل اس چیز میں کہ ہو اس باب سے ترغیب اور ندب ہے اور یہ جو فرمایا کہ کہا اپنے آگے سے تو محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو کھانا ایک قسم سے اس واسطے کہ ہر ایک گھیرنے والا ہے واسطے اس چیز کے کہ آگے اس کے ہے کھانے سے سو اگر غیر اس کو لے تو یہ تعدی ہے اوپر اس کے باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے تقذر نفس سے اس چیز میں کہ پھرتے ہیں اس میں ہاتھ اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اظہار حرص سے اور یہ باوجود اس کے سوادب ہے بغیر فائدے کے اور بہر حال جب کہ اقسام طعام کے مختلف ہوں تو اس کو علماء نے مباح رکھا ہے اور یہ جو کہا کہ ہمیشہ رہا یہ طریقہ کھانے میرے کا اس کے بعد یعنی لازم کیا میں نے اس طریقے کو اپنے اوپر اور ہو گئی یہ عادت میری اس کے بعد اور مراد سب وہ چیز ہے جو گزری پہلے بسم اللہ کہنے سے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے اور اپنے آگے سے کھانے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لائق ہے پرہیز کرنے ان عملوں سے جو مشابہ ہوں شیطان اور کفار کے عملوں کو اور یہ کہ واسطے شیطان کے دو ہاتھ ہیں اور یہ کہ وہ کھاتا ہے اور پیتا ہے اور لیتا ہے اور دیتا ہے اور یہ کہ جائز ہے بد دعاء کرنا اس شخص پر جو حکم شرعی کی مخالفت کرے اور اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت

میں بھی اور یہ کہ مستحب ہے تعلیم کرنا آداب کھانے اور پینے کا۔ (فتح) کہا عینی نے کہ علماء کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جنوں کی ایک قسم کھاتے پیتے ہیں اور ایک قسم نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور تیسرا قول یہ ہے کہ کوئی قسم نہیں کھاتے پیتے اور یہ قول اعتبار سے ساقط ہے۔

بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ.

اپنے پاس والی طرف یعنی اپنے آگے سے کھانا یعنی اگر چند آدمی مل کر ساتھ کھانا کھانے لگیں تو اپنے آگے سے کھانا چاہیے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے وقت اللہ کا نام لیا کرو اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے آگے سے کھائے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے بیان میں ہے اور پہلے گزر چکی ہے معلق اور اس میں ہے کہ پھر دس دس مرد کو بلانے لگے کھاتے اور ان سے فرماتے کہ اللہ کا نام لو اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے آگے سے کھائے۔

٤٩٥٨ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِيْ نُعَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ نَّوَاحِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ.

۴۹۵۸۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا بیٹا ہے کہا کہ میں نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا سو میں رکابی کے کناروں سے کھانے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے آگے سے کھا دوسرے کے آگے سے نہ کھانا چاہیے۔

٤٩٥٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِيْ نُعَيْمٍ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيْبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ.

۴۹۵۹۔ حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کا ربیب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نام لیا کر اور اپنے آگے سے کھایا کر۔

بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهٖ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

بیان اس شخص کا جو پیالے کے کنارے ڈھونڈے اپنے ساتھی کے ساتھ جب کہ نہ پہچانے اس سے کراہت کو حوالی یعنی اس کی جوانب اور طرفوں میں۔

٤٩٦٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهٗ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ يَّوْمِئِذٍ.

۴۹۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو تیار کیا تھا یعنی آپ کی ضیافت کی، کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا سو میں نے آپ کو دیکھا کہ کدو کو پیالے کے کناروں سے ڈھونڈتے تھے سو ہمیشہ میں دوست رکھتا ہوں کدو کو اس دن سے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور مسلم نے پورے طور سے اس کو روایت کیا ہے اور گزر چکی ہے بیوع میں ساتھ زیادتی کے کہ لائی گئی پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روٹی اور شوربا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت اور بخاری رحمہ اللہ نے ہر ایک کے واسطے علیحدہ ترجمہ باندھا ہے اور وہ شوربا ہے اور کدو اور ثرید اور گوشت اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ہمیشہ میں دوست رکھتا ہوں کدو کو اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جو کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں تیار کیا گیا واسطے میرے کھانا اس کے بعد کہ میں قادر ہوں کہ اس میں کدو ڈالوں مگر کہ اس میں ڈالا گیا اور نسائی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ درخت میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے شریف آدمی کے کھانا اس آدمی کے گھر سے جو اس سے نیچے ہو پیشہ گر وغیرہ سے اور قبول کرنا اس کی دعوت کا اور کھانا ساتھ خادم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تواضع سے اور لطف سے ساتھ اصحاب اپنے کے اور خبر گیری کرنے ان کے کی ساتھ آنے کے ان کی جگہوں میں اور اس میں قبول کرنا دعوت کا ہے اگرچہ کھانا تھوڑا ہو اور دینا بعض مہمانوں کا بعض کو اس چیز سے کہ رکھی گئی ہے آگے ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے یہ کہ لے دوسرے کے آگے سے کچھ چیز اپنے واسطے یا غیر کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے یہ کہ نہ کھائے ضیافت کرنے والا ساتھ مہمان کے اس واسطے کہ بیچ روایت ثمامہ کے انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ درزی نے ان کے آگے کھانا رکھا پھر اپنے کام پر متوجہ ہوا پس لیا جاتا ہے جائز ہونا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے اور احتمال ہے کہ کھانا تھوڑا ہو اور اس نے ان کو اختیار کیا ہو اور احتمال ہے کہ

روزے دار ہو یا لازم ہوا ہو کاہل کرنا اس کے شغل کا اور اس میں حرص کرنا ہے تشبیہ پر ساتھ اہل خیر کے اور پیروی کرنے کے ساتھ ان کے مطاعم وغیرہ میں اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے اس کے واسطے پیروی کرنے ان کے کی حضرت ﷺ کے قدم کی یہاں تک کہ پیدائشی چیزوں میں بھی اور اپنے نفس سے اس کی پیروی کراتے تھے اور یہ جو کہا کہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تو اسی طرح ثابت ہوئی ہے یہ تعلیق اس جگہ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ محل اس کا اس باب کے بعد ہے جو اس کے بعد ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ.

کھانے وغیرہ میں دائیں ہاتھ کا استعمال کرنا۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ بِيَمِينِكَ.

اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔

٤٩٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

۴۹۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے دائیں طرف سے شروع کرنے کو وضو کرنے میں اور جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں، کہا شعبہ نے اور اشعث نے اس سے پہلے واسطہ میں کہا تھا اور اپنے ہر کام میں۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ باب مکرر ہے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ قول اس کے کی باب التسمية على الطعام والاكل باليمين اور البتہ جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ یہ ترجمہ عام تر ہے پہلے سے اس واسطے کہ پہلا واسطے فعل کھانے کے ہے فقط اور یہ واسطے سب افعال کے ہے پس داخل ہوگا اس میں کھانا پینا بطور تعمیم کے اور منجملہ عموم کے عام ہونا متعلقات کھانے کا ہے مانند کھانے کی دائیں طرف سے اور مقدم کرنا دائیں طرف والے کا تحفہ دینے میں اور مانند اس کی میں بائیں والے پر اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَكَلَ حَتَّى شَبِعَ.

جو کھائے یہاں تک کہ سیر ہو یعنی پیٹ بھر کے کھانے والے کا بیان۔

٤٩٦٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ

۴۹۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ البتہ سنی میں نے آواز حضرت ﷺ کی ضعیف کہ میں اس میں بھوک پہچانتا ہوں سو کیا تیرے پاس

أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهٖ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَّهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ

کچھ چیز ہے؟ یعنی کھانے سے سو اس نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی ایک اوڑھنی نکالی اور اس کے بعض کے ساتھ روٹیوں کو لپیٹا پھر اس کو میرے کپڑے میں چھپایا اور بعض اوڑھنی کو میری چادر ٹھہرایا پھر مجھ کو حضرت ﷺ کی طرف بھیجا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو میں نے حضرت ﷺ کو مسجد میں پایا اور آپ کے ساتھ لوگ تھے سو میں ان پر کھڑا ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کھانے کے واسطے؟ میں نے کہا ہاں! سو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو سو حضرت ﷺ چلے اور میں ان کے آگے چلا یہاں تک کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ البتہ حضرت ﷺ لوگوں کے ساتھ آئے اور نہیں پاس ہمارے کھانا جو ان کو کھلائیں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور رسول زیادہ تر جاننے والے ہیں کہا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو آگے سے جا ملے پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلیم! لا جو تیرے پاس ہے سو ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لائی تو حضرت ﷺ نے ان کے توڑنے کا حکم کیا سو توڑی گئیں پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی کپی نچوڑی اور اس کو سالن بنایا پھر حضرت ﷺ نے اس میں کہا جو اللہ نے چاہا یہ کہ کہیں یعنی اس میں دعا کی پھر فرمایا کہ دس مردوں کو اجازت دے اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ أَذِنَ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے دس کو اجازت دی سو سب لوگوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا اور وہ لوگ اسی مرد تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں بہت ہونا کھانے کا ہے ساتھ برکت حضرت ﷺ کے اور پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی علامات النبوۃ میں اور اس حدیث میں ہے کہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور یہ جو کہا کہ سنی میں نے آواز حضرت ﷺ کی ضعیف کہ میں اس میں بھوک پہچانتا ہوں سو شاید اس نے اس وقت آپ کی آواز میں فخامت مالوفہ نہ سنی سو حمل کیا اس کو بھوک پر ساتھ قرینے حال کے کہ ان پر تھی تنگی سے اور اس میں رد ہے ابن حبان پر کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت ﷺ کو بھوک نہیں لگتی تھی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حمل کرنے کے تعدد حال پر سو کبھی آپ کو بھوک لگتی تھی تا کہ پیروی کریں ساتھ آپ کے اصحاب آپ کے خاص کر جو مدد نہ پائے اور اس کو بھوک کا درد پائے تو صبر کرے تو اس کے واسطے دوگنا اجر ہو اور میں نے اس مسئلے کو دوسری جگہ میں بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور لیا جاتا ہے ابو طلحہ کے قصے سے کہ ضیافت کرنے والے کے ادب سے ہے یہ کہ نکلے ساتھ مہمان کے گھر کے دروازے تک واسطے تعظیم اس کی کے۔ (فتح)

٤٩٦٣ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ وَحَدَّثَ أَبُوْ عُثْمَانَ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ

۴۹۶۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس مرد تھے سو فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے ساتھ کھانا ہے؟ سو اچانک دیکھا کہ ایک مرد کے پاس ایک صاع کھانا ہے یا مانند اس کی سو وہ گوندھا گیا پھر ایک مرد مشرک پریشان بال والا دراز قد والا بکریوں کو ہانکتا لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیع ہے یا عطا فرمایا کہ ہبہ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیع ہے یعنی بیچتا ہوں کہا سو

جَآءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ أَوْ قَالَ هِبَةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ فَأَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوٰى وَايْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ إِلَّا قَدْ حَزَّ لَهُ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَآئِبًا خَبَأَهَا لَهُ ثُمَّ جَعَلَ فِيْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلْنَا أَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيْرِ أَوْ كَمَا قَالَ.

حضرت ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی سو وہ ذبح کی گئی اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ کلیجی کے کہ بھونی جائے اور قسم ہے اللہ کی کہ نہ تھا ایک سوتیس آدمی میں کوئی مگر کہ اس کے واسطے اس کی کلیجی سے ایک ٹکڑا کاٹا اگر حاضر تھا تو اس کو ٹکڑا دے دیا اور اگر حاضر نہ تھا تو اس کے واسطے رکھ چھوڑا پھر اس کو دو پیالوں میں ڈالا سو ہم سب نے کھایا اور سیر ہوئے اور دونوں پیالوں میں گوشت باقی رہا سو میں نے اس کو اونٹ پر اٹھایا یا جیسے کہا۔

٤٩٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ.

۴۹۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ جب کہ پیٹ بھر کر کھایا ہم نے دو کالی چیزوں سے یعنی کھجور اور پانی سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ نہ پیٹ بھر کر کھانا کبھی افضل ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے سلمان اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں بہت پیٹ بھر کر کھاتے ہیں ان کے واسطے آخرت میں دراز بھوک ہو گی کہا طبری نے کہ لیکن پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ مباح ہے سو اس کے واسطے ایک حد ہے کہ وہ اس کی طرف ختم ہوتا ہے اور جو اس پر زیادہ ہو وہ اسراف ہے اور مطلق اس سے وہ ہے جو مدد دے کھانے والے کو اپنے رب کی عبادت پر اور نہ باز رکھے اس کو بوجھ اس کا ادا کرنے اس چیز کے سے کہ اس پر واجب ہے اور حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے اس کی سند میں کلام ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں جب کہ ذکر کیا اس نے قصہ ابو الہیثم کا جب کہ اس نے حضرت ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے واسطے بکری ذبح کی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اور جو آیا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا منع ہے تو یہ محمول ہے اس پیٹ بھر کر کھانے پر جو بھاری کرے معدے کو اور سست کرے کھانے والے کو عبادت کے واسطے کھڑے ہونے سے اور نوبت پہنچائے طرف اترانے کی اور سونے کی

اور سستی کے اور البتہ پہنچتی ہے کراہت اس کی طرف تحریم کی باعتبار اس چیز کے کہ مترتب ہوتی ہے اس پر مفسدی سے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بھرا آدمی نے کوئی برتن بدتر پیٹ سے کفایت کرتے ہیں آدمی کو چند لقمے جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں سو اگر غالب ہو آدمی پر نفس اس کا تو تیسرا حصہ معدے کا واسطے کھانے کے ہے اور تہائی واسطے پانی پینے کے ہے اور تہائی واسطے سانس لینے کے ہے کہا قرطبی نے شرح اسماء میں اگر بقراط اس تقسیم کو سنتا تو البتہ تعجب کرتا اس حکمت سے اور کہا غزالی نے احیاء میں کہ ذکر کی گئی یہ حدیث واسطے بعض فلسفیوں کے تو اس نے کہا کہ نہیں سنی میں نے کوئی کلام بیچ کم کھانے کے احکم اس سے اور نہیں شک ہے اس میں کہ اثر حکمت مذکور میں واضح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے تین کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ جاندار کی زندگی کے اسباب ہیں اور اس واسطے کہ نہیں داخل ہوتی پیٹ میں کوئی چیز سوائے ان کے اور کیا مراد ساتھ تہائی کے برابر تہائی ہے بنا بر ظاہر حدیث کے تا تقسیم طرف تین قسم کی متقارب ہیں محل احتمال ہے اور اول احتمال اولیٰ ہے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر تہائی کے طرف قول حضرت ﷺ کے دوسری حدیث میں الثلث کثیر یعنی تہائی بھی بہت ہے اور کہا ابن منیر نے کہ پیٹ بھر کر کھانا برکت کے سبب سے تھا اس واسطے کہ وہ برکت کا کھانا تھا میں نے کہا اور اس کا احتمال ہے مگر باب کی تیسری حدیث میں یہ احتمال نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے جو ان کی عادت تھی، واللہ اعلم اور اختلاف ہے بیچ حد بھوک کے دو رائے پر ذکر کیا ہے ان کو احیاء میں ایک یہ ہے کہ فقط روٹی کی اشتہاء ہو اور اگر سالن طلب کرے تو وہ بھوکا نہیں ہے دوسرا یہ کہ جب اس کی تھوک زمین پر پڑے تو اس پر مکھی نہ بیٹھے اور ذکر کیا ہے اس نے کہ پیٹ بھر کر کھانا سات قسم پر ہے اس سے زیادہ نہیں اول قسم وہ ہے کہ قائم ہو ساتھ اس کے زندگی، دوسری قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے تا کہ روزہ رکھے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور یہ دونوں قسمیں واجب ہیں، تیسری قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ قوی ہو اوپر ادا کرنے نفلوں کے، چوتھی قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ قادر ہو کمانے پر اور یہ دونوں قسمیں مستحب ہیں پانچویں قسم یہ ہے کہ تہائی کو بھرے اور یہ جائز ہے، چھٹی قسم یہ ہے کہ اس پر زیادہ کرے اور ساتھ اس کے بھاری ہوتا ہے بدن اور بہت ہوتی ہے نیند اور یہ مکروہ ہے۔ ساتویں قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ ضرر پائے اور وہ بطنہ ہے جس سے منع کیا گیا ہے اور یہ حرام ہے اور ممکن ہے داخل ہونا تیسری قسم کا چوتھی قسم میں اور اول کا دوسری میں، واللہ اعلم۔

تنبیہ: واقع ہوا ہے بیچ سیاق سند کے **معتمر عن ابیه قال وحدثنی ابو عثمان ایضا** تو مراد اس کی یہ ہے کہ ابو عثمان نے اول اس سے وہ حدیث بیان کی جو اس سے پہلے ہے پھر اس سے یہ حدیث بیان کی جو اس سند کے ساتھ ہے سو اسی واسطے کہا اس نے ایضا یعنی ایک حدیث کے بعد دوسری حدیث بیان کی۔ (فتح)

بَابُ ﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ وَالنِّهْدِ وَالْاِجْتِمَاعِ فِي الطَّعَامِ.

نہیں اندھے پر کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف آخر آیت تک اور بیان نہد کا اور جمع ہونا کھانے میں۔

فائدہ: اور مراد باقی وہ آیت ہے جو سورہ نور میں ہے اور نہ وہ جو سورہ فتح میں ہے اس واسطے کہ وہی ہے مناسب واسطے کھانے کے بابوں کے اور نہد کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک ساتھیوں سے بقدر دوسرے کے خرچ نکالے اور سب ساتھی برابر خرچ نکال کر یکجا اکٹھا کریں اور مفصل بیان اس کا باب الشرکۃ میں گزر چکا ہے۔

٤٩٦٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْءًا.

۴۹۶۵۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو جب ہم صہبا میں پہنچے کہا یحییٰ نے اور وہ خیبر سے اول روز کی راہ پر ہے یعنی دوپہر کی راہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے کچھ مگر ستو سو ہم نے اس کو خشک منہ میں ڈالا اور کھایا یعنی پانی سے نہ بھگویا خشک کھایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا کہا سفیان نے کہ سنا میں نے یحییٰ سے اول و آخر یعنی اول و آخر وضو نہ کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو تو نہیں ہے یہ ظاہر بیچ مراد کے نہد سے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ نہ لایا گیا ہو ستو مگر ایک جہت سے لیکن مناسبت اس کی واسطے اصل ترجمہ کے ظاہر ہے کہ وہ لوگ ستو کے کھانے پر جمع ہوئے بغیر تمیز کے درمیان اندھے اور بینا کے اور درمیان تندرست اور بیمار کے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے مہلب سے کہا کہ مناسبت آیت کی واسطے حدیث سوید کے وہ ہے جو ذکر کیا ہے اس کو اہل تفسیر نے کہ دستور تھا کہ جب کھانے کے واسطے جمع ہوتے تو اندھا الگ ہوتا اور لنگڑا الگ ہوتا اور بیمار الگ ہوتا واسطے قصور کرنے ان کے کی کھانے تندرستوں کے سے یعنی تندرستوں کی طرح نہیں کھا سکتے سو وہ حرج جانتے تھے کہ فضیلت ہو ان کو اوپر ان کے اور یہ ابن کلبی سے ہے اور کہا عطاء بن یزید نے کہ تھا اندھا گناہ جانتا یہ کہ کھائے کھانا اپنے غیر کا واسطے پھیرنے اس

کے کی اپنے ہاتھ کو غیر جگہ میں اور اسی طرح لنگڑا بھی واسطے فراخ ہونے اس کے کی کھانے کی جگہ میں اور بیمار واسطے بو اپنی کے سو یہ آیت اتری اور مباح کیا کھانا واسطے ان کے کھانا ساتھ غیروں کے اور سوید کی حدیث میں آیت کے معنی ہیں اس واسطے کہ ڈالا انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اس چیز میں کہ حاضر ہوئی خرچ راہ سے برابر باوجودیکہ نہیں ممکن ہے کہ وہ برابر کھا سکیں واسطے مختلف ہونے لوگوں کے احوال کے بیچ اس کے اور البتہ جائز رکھا شارع نے واسطے ان کے یہ باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے کمی بیشی سے پس ہوگا مباح اور البتہ آیا ہے بیچ سبب نزول آیت کے اثر صحیح مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تھا مرد لے جاتا اندھے کو یا لنگڑے کو یا بیمار کو اپنے باپ کے گھر میں یا بھائی کے گھر میں یا قریبی کے گھر میں وہ اس سے حرج جانتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو غیروں کے گھر میں لے جاتے ہیں سو اتری یہ آیت واسطے [illegible]ت ان کی کے اور کہا ابن منیر نے کہ جگہ مطابقت کی ترجمہ سے درمیان آیت کا ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا﴾ اور یہ آیت اصل ہے بیچ جواز اکل مخارجت کے یعنی جائز ہے کہ [illegible]ب ساتھی کھانے کو ایک جگہ اکٹھا کریں پھر سب اکٹھے ہو کر اس کو کھائیں باوجودیکہ بعض زیادہ کھاتے ہیں بعض کم اور اسی واسطے ذکر [illegible] ہے اس نے ترجمہ میں نہد کو، واللہ اعلم۔

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْأَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان پتلی روٹی یعنی چپاتی کے اور کھانے کے خوان اور دستر خوان پر۔

فائدہ: خوان سے مراد خوان پایہ دار ہے مثل چوکی کی اور سفرہ سے مراد دستر خوان ہے کپڑے [illegible] کا اور بعض [illegible] کہا کہ خوان مائدہ ہے جب تک کہ اس پر طعام نہ ہو اور سفرہ وہ ہے جب اس پر طعام رکھا جائے اور اصل اس کا خود طعام ہے اور کہا عیاض نے کہ مراد مرقق سے نرم روٹی ہے مانند روٹی میدہ کی اور بعض نے کہا کہ چپاتی کو کہتے ہیں۔

٤٩٦٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ فَقَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوطَةً حَتَّى لَقِيَ اللهَ.

۴۹۶۶۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان کے پاس ان کا روٹی پکانے والا تھا سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں کھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی پتلی اور نہ بکری دم پخت کی ہوئی یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی یعنی وفات پائی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کا باورچی کھڑا ہوتا اور ان کا خوان رکھا ہوتا سو کہتے کہ کھاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا کہ وہ ان کے واسطے دو قسم کا کھانا پکاتا اور ان کے واسطے میدہ کی روٹی پکاتا اور اس کو گھی سے گوندھتا اور مسموط اس بکری کو کہتے ہیں کہ گرم پانی سے اس کے بال دور کیے جاتے ہیں پھر اس کے بعد چمڑے سمیت بھونی جاتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا جاتا ہے یہ

چھوٹی عمر میں جب کہ گوشت نرم ہوتا ہے اور یہ فعل مال داروں اور متکبروں کا ہے دو وجہ سے ایک جلدی ذبح کرنا ہے اس چیز کو کہ اگر باقی رہتی تو اس کی قیمت زیادہ ہوتی دوسری یہ کہ کھال سے پہننے وغیرہ میں نفع اٹھایا جاتا ہے اور کھال سمیت بھونا اس کو باطل کرتا ہے لیکن ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے بکری کا ہاتھ کھایا اور نہیں بھونا جاتا ہے وہ مگر ساتھ کھال کے اور یہ نہیں رد کرتا ہے انس رضی اللہ عنہ پر اس کی نفی میں کہ حضرت ﷺ نے دم بخت بکری نہیں کھائی اور البتہ موافقت کی ہے ان کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اوپر نفی کھانے چپاتی کے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اپنی قوم کی زیارت کی سو وہ ان کے پاس چپاتی لائے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دیکھ کر روئے اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا کہا طیبی نے کہ قول انس رضی اللہ عنہ کا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے چپاتی روٹی دیکھی ہو یہ نفی علم کی ہے اور مراد نفی معلوم کی ہے اور وہ نفی کرنی چیز کی ہے ساتھ نفی کرنے لازم اس کے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح ہوا یہ کہنا انس رضی اللہ عنہ سے واسطے طول ہونے ملازمت ان کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور نہ جدا ہونے ان کے کی حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ فوت ہوئے۔ (فتح)

٤٩٦٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ عَلِيٌّ هُوَ الْإِسْكَافُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَلٰى سُكُرُجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا أَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ قِيْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلَامَ كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ.

۴۹۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ نے کبھی تشتری پر کھایا ہو اور نہ آپ کے واسطے چپاتی پکائی گئی اور نہ کبھی خوان پر کھایا، قتادہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ کس چیز پر کھاتے تھے؟ کہا کہ دستر خوان پر۔

فائدہ: اصل میں سفرہ اس طعام کو کہتے ہیں جس کو مسافر اپنے ساتھ لیتا ہے اور اکثر چمڑے میں لیا جاتا ہے سو نقل کیا گیا نام طعام کا اس پر کہ رکھا جاتا ہے بیچ اس کے اور قائل قتادہ رحمہ اللہ کے واسطے راوی ہے اور یہ جو کہا کہ تھے کھاتے تو عدول کیا اس نے واحد سے طرف جمع کی واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ یہ فقط حضرت ﷺ کے ساتھ نہ تھا بلکہ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے فعل کی پیروی کرتے تھے اور تشتری پر نہ کھانا حضرت ﷺ کا یا تو اس واسطے تھا کہ وہ اس وقت ان کے پاس بنائی نہیں جاتی تھی یا واسطے چھوٹا جاننے اس کے کی اس واسطے کہ عادت ان کی یہ تھی کہ مل کر کھانا کھاتے تھے یا اس واسطے کہ وہ ان چیزوں کے واسطے تیار کی جاتی تھی جو ہاضمہ پر مدد کریں اور اکثر اوقات پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے تو ان کو ہضم کرنے کی حاجت نہ تھی۔ (فتح)

٤٩٦٨ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِي بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى وَلِيْمَتِهِ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْأَقِطُ وَالسَّمْنُ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ أَنَسٍ بَنَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ.

۴۹۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی اس حال میں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بنا یعنی دخول کرتے تھے سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا حکم کیا کہ چمڑے کے دستر خوان بچھا دیں سو بچھائے گئے سوان پر کھجور اور پنیر اور گھی ڈالا اور کہا عمرو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی پھر چمڑے کے دستر خوان میں حیس بنایا۔

فائدہ: یہ حدیث غزوہ خیبر میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی وہیں گزر چکی ہے اور اس کا لفظ یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس لائی گئیں اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت تھا۔ (فتح)

٤٩٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُوْنَ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُمْ يُعَيِّرُوْنَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ هَلْ تَدْرِيْ مَا كَانَ النِّطَاقَانِ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِيْ شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ فَأَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِيْ سُفْرَتِهِ آخَرَ قَالَ فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُوْلُ إِيْهًا وَالْإِلَهِ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا.

۴۹۶۹۔ حضرت وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ شام والے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے تھے کہتے تھے اے بیٹے دو کمر بند والی کے! تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ اے بیٹا! وہ تجھ کو گالی دیتے ہیں ساتھ دو کمر بند کے کیا تو جانتا ہے کیا تھی دو کمر بند سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرا کمر بند تھا میں نے اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا سو میں نے ایک سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشک کا منہ باندھا اور دوسرے سے دستر خوان کو باندھا کہا سو جب شام والے اس کو دو کمر بند کے ساتھ عار دیتے تھے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہاں قسم ہے اللہ کی کہ یہ بلند کرنا آواز کا ہے ساتھ بری بات کے دور ہونے والی ہے تجھ سے عار اس کی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اہل شام کے حجاج بن یوسف کا لشکر ہے جب کہ لڑتے تھے ساتھ اس کے عبدالملک بن مروان کی طرف سے مکے میں یا لشکر حصین بن نمیر کا ہے جو اس سے پہلے اس کے ساتھ لڑتے تھے یزید کی طرف سے اور یہ جو کہا کہ میں نے پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا تو پہلے گزر چکا ہے ہجرت میں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے ساتھ حکم کیا

تھا جب کہ حضرت ﷺ کے ساتھ مدینے کی طرف ہجرت کی۔

٤٩٧٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَّأَقِطًا وَّأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ فَأُكِلْنَ عَلٰى مَآئِدَتِهٖ وَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُسْتَقْذِرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلٰى مَآئِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

۴۹۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفید رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ نے حضرت ﷺ کو گھی اور پنیر اور گوہیں تحفہ بھیجا سو حضرت ﷺ نے ان کو منگوایا سو آپ کے دستر خوان پر کھائی گئیں اور حضرت ﷺ نے ان کو نہ کھایا جیسے ان سے کراہت کرنے والے تھے اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کے ساتھ حکم کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی اور مراد مائدہ سے وہ چیز ہے جو کھانے کی نگہبانی کے واسطے زمین پر رکھی جائے رومال اور طبق وغیرہ کی اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے خوان پر نہیں کھایا اس واسطے کہ خوان خاص تر ہے مائدہ سے اور خاص تر کی نفی عام تر کی نفی کو لازم نہیں پکڑتی اور یہ جواب اولیٰ ہے بعض شارحوں کے جواب سے کہ انس رضی اللہ عنہ نے فقط اپنے علم کی نفی کی ہے اور نہیں معارض ہے اس کو قول اس شخص کا جو جانے۔ (فتح)

بَابُ السَّوِيْقِ.

باب ہے ستو کے بیان میں۔

٤٩٧١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَآءِ وَهِيَ عَلٰى رَوْحَةٍ مِّنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ إِلَّا سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ فَلُكْنَا مَعَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۷۱۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ صہباء میں تھے اور وہ اول روز کی راہ پر ہے خیبر سے سو نماز کا وقت آیا تو حضرت ﷺ نے کھانا منگوایا سو نہ پایا مگر ستو سو حضرت ﷺ نے اس سے خشک ستو کھایا اور ہم نے آپ کے ساتھ کھایا پھر پانی منگوایا اور کلی کی پھر حضرت ﷺ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهٗ فَيَعْلَمُ مَا هُوَ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ کوئی کھانا نہ کھاتے تھے یہاں تک کہ آپ کے واسطے کھانے کا نام لیا جاتا سو معلوم کرتے کہ کیا کھانا ہے؟۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ پوچھتے تھے اس واسطے کہ عرب کے لوگ مکروہ نہ جانتے تھے کسی چیز کو کھانے کی چیزوں سے واسطے کم ہونے ان کے نزدیک ان کے کی اور البتہ حضرت ﷺ بعض چیزوں کو مکروہ جانتے تھے سو اس واسطے پوچھتے تھے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ سبب سوال کا یہ ہو کہ حضرت ﷺ اکثر جنگل میں نہ رہتے تھے سو بہت حیوانوں کی آپ کو خبر نہ تھی یا اس واسطے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ حرام کرنے بعض چیزوں کے اور مباح کرنے بعض کے اور عرب کسی چیز کو ان میں حرام نہ جانتے تھے اور اکثر ان کو بھون کر یا پکا کر لاتے تھے سو نہ جدا ہوتی تھی اپنے غیر سے مگر ساتھ پوچھنے کے کہ کیا چیز ہے؟۔ (فتح)

٤٩٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ سَيْفُ اللهِ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا قَدْ قَدِمَتْ بِهٖ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَّجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهٗ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهٖ وَيُسَمّٰى لَهٗ فَأَهْوٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ أَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

۴۹۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جس کو اللہ کی تلوار کہا جاتا تھا اس کو خبر دی کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور میمونہ رضی اللہ عنہا اس کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھی سو حضرت ﷺ نے اس کے پاس گوہ بھونی ہوئی پائی جس کو اس کی بہن حفیدہ رضی اللہ عنہا نجد سے لائی تھی سو اس نے گوہ حضرت ﷺ کے آگے کی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کھانے کے وقت اپنا ہاتھ کم بڑھاتے یہاں تک کہ آپ سے کہا جاتا اور اس کا نام لیا جاتا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ گوہ کی طرف جھکایا سو کہا ایک عورت نے ان عورتوں سے جو اس وقت حاضر تھیں کہ حضرت ﷺ کو خبر دو جو تم نے آپ کے آگے رکھا وہ گوہ ہے یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ گوہ سے اٹھایا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا گوہ حرام ہے؟ یا حضرت! فرمایا نہیں لیکن میری قوم یعنی قریش کی زمین میں نہ تھی سو میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس کو مکروہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيَّ.

جانتا ہوں کہا خالد رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس کو کھینچا اور کھایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی اور نام اس عورت کا میمونہ رضی اللہ عنہا ہے۔

بَابُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ.

ایک شخص کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے۔

٤٩٧٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ.

۴۹۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص کا کھانا تین کو کفایت کرتا ہے اور تین کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ کا مرجع نصف ہے اور حدیث کا مرجع ثلث ہے پھر ربع اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ ترجمہ کے طرف دوسری حدیث کی جو اس کی شرط پر نہیں ہے اور ساتھ اس کے کہ جامع دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ مطلق کھانا تھوڑا کفایت کرتا ہے بہت کو لیکن نہایت اس کا دوگنا ہونا ہے اور ہونا اس کا یہ کہ اپنی مثل کو کفایت کرتا ہے نہیں نفی کرتا اس کی کہ آپ سے کم کو کفایت کرے ہاں یہ جو کہا کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ دو کا کھانا تین کو کفایت کرتا ہے بطریق اولیٰ برخلاف عکس اس کی کے اور نقل کیا ہے اسحاق بن راھویہ نے جریر سے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو کھانا کہ ایک کا پیٹ بھرتا ہے کفایت کرتا ہے دو کی قوت کو اور چار کا قوت دو کا پیٹ بھرتا ہے کہا مہلب نے کہ مراد ساتھ ان حدیثوں کے رغبت دلانا ہے اوپر مکارم کے اور قناعت کرنے کے ساتھ کفایت کے یعنی اور نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ مقدار کفایت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد سلوک کرنا ہے اور یہ کہ لائق ہے واسطے دو کے داخل کرنا تیسرے کا واسطے کھانے اپنے کے اور چوتھے کا داخل کرنا بھی باعتبار حاضرین کے اور البتہ واقع ہوا ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ابن ماجہ میں کہ ایک شخص کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا کفایت کرتا ہے تین کو اور چار کو اور چار کا کھانا کفایت کرتا ہے پانچ کو اور چھ کو اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے مہمانوں کے قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس تین کا کھانا ہو تو چاہیے کہ چوتھے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو تو چاہیے کہ پانچویں کو لے جائے یا چھٹے کو اور طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ چیز ہے جو راہ دکھلاتی ہے طرف علت کی اور اس کا اول یہ ہے کہ کھاؤ اکٹھے ہو کر اور نہ کھاؤ جدا جدا ہو کر اس واسطے کہ ایک کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ کفایت پیدا ہوتی ہے برکت اجتماع سے یعنی مل کر کھانے کی برکت سے اور جوں جوں اکٹھے زیادہ ہوں توں توں برکت زیادہ ہوتی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے کہا ابن منذر نے لیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مستحب ہے مل کر کھانا اور یہ کہ آدمی اکیلا نہ کھائے اور نیز حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سلوک جب حاصل ہو تو حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے برکت پس عام ہوتی ہے حاضرین کو اور حدیث میں ہے کہ نہیں لائق ہے واسطے آدمی کے کہ حقیر جانے جو پاس اس کے ہے سو باز رہے اس کے آگے کرنے سے اس واسطے کہ کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ قلیل کے کفایت کرنا ساتھ معنی حاصل ہونے سد رمق کے اور قائم ہونے بدن کے نہ حقیقت پیٹ بھر کر کھانے کے اور کہا ابن منیر نے کہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ لفظ ترجمہ کے لیکن نہیں موافق ہے بخاری رحمہ اللہ کی شرط کو سو نکالے اس نے معنی اس کے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ جو تہائی چھوڑ سکتا ہے وہ نصف بھی چھوڑ سکتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔

٤٩٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ هٰذَا عَلَيَّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ

۴۹۷۴۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ کھانا نہ کھاتے یہاں تک کہ کوئی مسکین لایا جاتا کہ اس کے ساتھ کھائے سو داخل کیا میں نے ایک مرد کو جو اس کے ساتھ کھائے سو اس نے بہت کھایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے نافع! اس کو میرے پاس اندر نہ لانا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ.

فائدہ: اور شاید یہ ابونھیک ہے جو اس کے بعد مذکور ہے اور مسلم کی روایت میں ہے واقع ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے آگے کھانا رکھنے لگے اور وہ بہت کھانے لگا اور حمل کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث کو اپنے ظاہر پر اور شاید کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا آنا اپنے پاس برا جانا جب کہ دیکھا اس کو متصف ساتھ صفت کے کہ وصف کیا گیا ہے ساتھ اس کے کافر اور یہ جو اس کے بعد باب باندھا ہے **المؤمن يأكل في معي واحد فيه ابوهريره عن النبي صلى الله عليه وسلم** تو یہ صرف ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور واقع ہوا ہے نسفی کی روایت میں جوڑنا حدیث کا جو اس سے پہلے طرف ترجمہ **طعام الواحد يكفي للاثنين** کی اور وارد کرنا اس ترجمہ کا واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کے سب طریقوں سے اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دو طریقوں کے اور نہیں ذکر کیا اس میں تعلیق کو اور یہ باوجہ ہے اس واسطے کہ نہیں واسطے دوہرانے ترجمہ کے بلفظها کوئی معنی۔ (فتح)

٤٩٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوِ الْمُنَافِقَ فَلَا أَدْرِيْ أَيُّهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۴۹۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق میں نہیں جانتا کہ عبیداللہ نے دونوں میں سے کون سا لفظ کہا (یہ راوی کا شک ہے) سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور کہا ابن بکیر نے حدیث بیان کی ہم سے مالک رحمہ اللہ نے اس نے روایت کی نافع رحمہ اللہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل یعنی مثل اصل حدیث کی نہ خصوص شک کی۔

٤٩٧٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُوْ نَهِيْكٍ رَجُلًا أَكُوْلًا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ فَقَالَ فَأَنَا أُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.

۴۹۷۶۔ حضرت عمرو سے روایت ہے کہ ابونہیک مرد بڑا کھانے والا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اس نے کہا سو میں ایمان لاتا ہوں ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: اور اسی واسطے اتفاق ہے علماء کا کہ یہ حدیث ظاہر پر محمول نہیں ہے۔

٤٩٧٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ.

۴۹۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

٤٩٧٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيْرًا فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ.

۴۹۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد بہت کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہوا سو وہ تھوڑا کھاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا تو فرمایا کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کافر کی ضیافت کی جب اس نے سات بکریوں کا دودھ پیا تب اس کا پیٹ بھرا دوسرے دن وہ مسلمان ہوا تو ایک بکری سے اس کا پیٹ بھر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایک بکری کا دودھ بھی نہ پی سکا اور اختلاف ہے بیچ معنی حدیث کے سو بعض نے کہا کہ اس کا ظاہر مراد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک مثال ہے کہ بیان کی گئی واسطے ایمان دار کے اور زہد اس کے کی دنیا میں اور کافر کے اور حرص اس کی کے اوپر اس کے سو گویا کہ ایمان دار واسطے کم ہونے رغبت اس کی کے دنیا سے ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر واسطے سخت ہونے رغبت اس کی کے بیچ اس کے اور بہت طلب کرنے کے اس سے کھاتا ہے سات انتڑیوں میں سو نہیں ہے مراد حقیقت انتڑیوں کی اور نہ مخصوص کھانا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد کم حرص کرنا ہے بیچ دنیا کے اور بہت حرص کرنا بیچ اس کے سو گویا کہ تعبیر کیا ہے دنیا کے لینے کو ساتھ کھانے کے اور اس کے اسباب کے ساتھ انتڑیوں کے اور وجہ علاقہ کی ظاہر ہے اور بعض نے کہا کہ ایمان دار حلال کھاتا ہے اور کافر حرام کھاتا ہے اور حلال کم تر ہے حرام سے وجود میں اور نقل کیا ہے طحاوی نے مثل پہلی وجہ کے ابوجعفر سے سو کہا کہ حمل کیا ہے ایک قوم نے اس حدیث کو اوپر رغبت کرنے کے دنیا میں اور حرص کرنے کے بیچ اس کے سو معنی یہ ہیں کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے یعنی اس میں زہد کرتا ہے سو نہیں لیتا دنیا سے مگر تھوڑا اور کافر سات انتڑیوں میں یعنی رغبت کرتا ہے بیچ اس کے اور حرص کرتا ہے سو بہت جمع کرتا ہے دنیا کو اور بعض نے کہا

کہ مراد ترغیب دینا ایمان دار کا ہے کم کھانے پر جب کہ جانے کہ بہت کھانا صفت کافر کی ہے اس واسطے کہ نفس ایمان دار کا نفرت کرتا ہے متصف ہونے سے ساتھ صفت کافر کے اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ بہت کھانا کافروں کی صفت ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ﴾ اور بعض نے کہا کہ بلکہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے پھر اختلاف ہے اس میں کئی اقوال پر اول تو یہ ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ حدیث ایک شخص معین کے حق میں جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن عبدالبر نے، سو کہا اس نے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف حمل کرنے اس کے کی عموم پر اس واسطے کہ مشاہدہ اس کو دفع کرتا ہے سو بہت کافر ایسے ہیں کہ ایمان دار سے کم کھاتے ہیں اور عکس اس کا اور بہت کافر مسلمان ہوئے اور ان کے کھانے کی مقدار نہیں بدلی، دوم قول یہ ہے کہ حدیث خارج ہوئی ہے مخرج غائب کے اور حقیقت عدد کی مراد نہیں ہے اور تخصیص سات کی واسطے مبالغہ کے ہے تکثیر میں اور معنی یہ ہیں کہ ایمان دار کے شان سے کم کھانا ہے واسطے مشغول ہونے اس کے کی ساتھ اسباب عبادت کے اور واسطے جاننے اس کے کہ مقصود شرع کا کھانے سے وہ چیز ہے جو بھوک کو بند کرے اور جان بچائے اور عبادت پر مدد کرے اور نیز واسطے خوف کرنے اس کے کی حساب اس چیز کے سے جو زیادہ ہو اوپر اس کے برخلاف کافر کے کہ وہ نہیں واقف ہوتا ساتھ مقصود شرع کے بلکہ اپنے نفس کی شہوت کے تابع ہے کشادہ روئی کرنے والا ہے بیچ اس کے نہیں ڈرنے والا ہے حرام سے سو ہو گیا کھانا ایمان دار کا واسطے اس چیز کے کہ میں نے ذکر کیا جب کہ منسوب کیا جائے طرف کافر کے گویا کہ بقدر ساتویں حصے کے ہے اس سے اور نہیں لازم آتا اس سے عام ہونا اس کا ہر ایمان دار اور کافر میں اس واسطے کہ ایمانداروں میں بعض آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہت کھاتا ہے یا باعتبار عادت کے یا بسبب کسی بیماری کے بیماری باطن سے اور اسی طرح کافروں میں بھی بعض آدمی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا کھاتا ہے یا واسطے رعایت صحت کے بنا بر رائے طبیبوں کے یا واسطے ریاضت کے بنا بر رائے درویشوں کے یا واسطے کسی عارض کے مانند ضعف معدے کے اور کہا طیبی نے کہ محصل قول کا یہ ہے کہ ایمان دار کے شان سے حرص کرنا ہے زہد اور ریاضت پر برخلاف کافر کے سو جب پایا جائے کوئی ایمان دار یا کافر اوپر غیر اس وصف کے تو نہیں قدح کرتا ہے یہ حدیث میں۔ سوم قول یہ ہے کہ مراد ساتھ ایمان دار کے اس حدیث میں کامل ایمان دار آدمی ہے اس واسطے کہ جس کا اسلام خوب ہو اور ایمان کامل ہو مشغول ہوتا ہے فکر اس کا موت میں اور جو اس کے بعد ہے سو منع کرتی ہے اس کو شدت خوف کی پورا کرنے شہوت کے سے اور رد کیا ہے اس کو خطابی نے سو کہا کہ سلف کے بزرگوں سے بہت کھانا منقول ہے اور حالانکہ نہ تھا یہ نقصان ان کے دین میں۔ چہارم قول یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایمان دار کھانے پینے کے وقت اللہ کا نام لیتا ہے سو نہیں شریک ہوتا ہے ساتھ اس کے شیطان پس کفایت کرتا ہے اس کو تھوڑا اور کافر کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا سو اس کے ساتھ شیطان شریک ہوتا ہے۔ قول پنجم یہ ہے کہ ایمان دار کی حرص کھانے پر کم ہوتی ہے سو اس کے واسطے اس میں برکت کی جاتی ہے پس

سیر ہوتا ہے تھوڑے کھانے سے اور کافر کو کھانے کی حرص زیادہ ہوتی ہے سو نہیں پیٹ بھرتا ہے اس کا تھوڑے کھانے سے۔قول چھٹا یہ ہے کہ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مختار یہ ہے کہ بعض ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتے ہیں اور اکثر کفار سات انتڑیوں میں کھاتے ہیں اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ ہر ایک انتڑی سات سے مانند انتڑی ایمان دار کے۔قول ساتواں یہ ہے کہ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ احتمال ہے کہ مراد سات انتڑیوں سے کافر میں سات صفتیں ہوں اور وہ حرص اور شر اور طوال امل اور طمع اور سوء طبع اور حسد اور حب موٹا ہونے کے ہے اور ساتھ ایک کے ایمان دار میں بند کرنا خلت اس کی کا ہو۔قول آٹھواں یہ ہے کہ کہا قرطبی نے کہ طعام کی شہوتیں سات ہیں شہوت طبع کی اور شہوت نفس کی اور شہوت آنکھ کی اور شہوت منہ کی اور شہوت کان کی اور شہوت ناک کی اور شہوت بھوک کی اور وہ ضروری ہے جس کے ساتھ ایمان دار کھاتا ہے اور بہر حال کافر سو وہ سب کے ساتھ کھاتا ہے اور کہا علماء نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے رغبت دلانا اوپر کفایت کرنے کے تھوڑی دنیا پر اور رغبت دلانا ہے اوپر زہد کے بیچ اس کے اور قناعت کرنا اس چیز پر جو اس سے میسر ہو اور تھے عقل والے لوگ جاہلیت اور اسلام میں مدح کرتے ساتھ کم کھانے کے اور مذمت کرتے بہت کھانے سے کہا ابن تین نے کہ کہا گیا ہے کہ لوگ کھانے میں تین قسم کے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو کھاتے ہیں ساتھ حاجت کے اور بغیر حاجت کے یعنی خواہ حاجت ہو یا نہ ہو بھوک ہو یا نہ ہو اور یہ کام جاہلوں کا ہے اور ایک گروہ وہ لوگ ہیں جو کھاتے ہیں وقت بھوک کے جو بند کرے بھوک کو بس اور ایک گروہ وہ ہیں جو اپنے آپ کو بھوکا کہتے ہیں قصد کرتے ہیں ساتھ اس کے شہوت نفس کی اکھاڑنے کا اور جب کھاتے ہیں تو کھاتے ہیں جو جان کو بچائے اور یہ صحیح ہے لیکن نہیں تعرض کیا اس نے واسطے اتارنے حدیث کے اوپر اس کے اور وہ لائق ہے ساتھ قول ثانی کے۔(فتح)

بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا. تکیہ لگا کر کھانا یعنی اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں آئی اس میں نہی صریح۔(فتح)

٤٩٧٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا.

۴۹۷۹۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

٤٩٨٠ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

۴۹۸۰۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا سو آپ نے ایک مرد اپنے پاس

الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِيءٌ.

والے سے فرمایا کہ میں نہیں کھاتا اس حال میں کہ تکیہ لگانے والا ہوں۔

فائدہ: اور شاید سبب اس حدیث کا قصہ گنوار کا ہے جو عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور طبرانی نے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری تحفہ بھیجی سو اپنے گھٹنے پر بیٹھ کر کھانے لگے تو ایک گنوار نے آپ سے کہا کہ یہ نشست کیا ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو نبی کریم بنایا اور نہیں بنایا مجھ کو گردن کھینچنے والا عناد والا کہا ابن بطال نے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کے واسطے کیا تھا پھر ذکر کیا حدیث کو زہری سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ آیا کہ وہ اس سے پہلے آپ کے پاس نہیں آیا تھا تو اس نے کہا کہ تیرا رب تجھ کو اختیار دیتا ہے کہ ہو تو بندہ پیغمبر یا بادشاہ پیغمبر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی طرف نظر کی جیسے اس سے مشورہ چاہتے تھے تو جبریل علیہ السلام نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ تواضع کر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ بندہ پیغمبر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ لگا کر نہیں کھایا اور یہ حدیث مرسل یا معضل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو تکیہ لگا کر کھاتے دیکھا سو آپ کو منع کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھانے سے منع کیا تو اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ لگا کر نہیں کھایا اور اختلاف ہے تکیہ لگانے کے طریق میں سو بعض نے کہا کہ کھانے کے وقت قرار پکڑ کے بیٹھے جس طور پر کہ ہو اور بعض نے کہا کہ اپنی ایک طرف پر جھک کر بیٹھے اور بعض نے کہا کہ اپنے بائیں ہاتھ سے زمین پر تکیہ کرے، کہا خطابی نے کہ عام لوگ گمان کرتے ہیں کہ تکیہ کرنے والا وہ کھانے والا ہے اپنی ایک طرف جھک کر اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح بلکہ وہ تکیہ کرنے والا ہے تکیے پر جو اس کے نیچے ہے اور روایت کی ہے ابن عدی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکا یہ کہ تکیہ کرے مرد اپنے بائیں ہاتھ پر کھاتے وقت کہا مالک رحمہ اللہ نے یہ ایک قسم ہے تکیہ کرنے کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں اشارہ ہے مالک سے طرف مکروہ ہونے اس چیز کی کہ گنا جائے اس میں مرد تکیہ لگا کر کھانے والا اور نہیں خاص ہے تکیہ لگانا ساتھ صفت معین کے اور جزم کیا ہے ابن جوزی نے بیچ تفسیر تکیہ کرنے کے کہ وہ جھک کر بیٹھنا ہے ایک طرف اور نہیں التفات کیا اس نے طرف اس نکار خطابی کے اس کو اور حکایت کیا ہے ابن اثیر نے کہ جس نے تفسیر کیا ہے انکار کو ساتھ جھک کر بیٹھنے کے ایک طرف تو اس نے طب پر عمل کیا ہے ساتھ اس کے کہ کھانا آسانی اور سہولت سے انتڑیوں میں نہیں اترتا اور اکثر اوقات اس کے ساتھ تکلیف پاتا ہے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ حکم تکیہ لگا کر کھانے والے کے سو ابن قاص نے گمان کیا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے یعنی فقط آپ کے واسطے تکیہ لگا کر کھانا منع تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور کوئی منع نہیں اور تعاقب کیا ہے اس کا بیہقی نے سو کہا کہ کبھی آپ کے غیر کے واسطے بھی

مکروہ ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ کام متکبروں کا ہے اور اصل اس کا ماخوذ ہے عجم کے بادشاہوں سے اور اگر آدمی کے ساتھ کوئی مانع ہو کہ بجز تکیہ لگانے کے کھا نہیں سکتا تو اس میں کراہت نہیں پھر بیان کیا بیہقی نے ایک جماعت سلف سے کہ انہوں نے اس طرح کھایا اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عبیدہ سلمانی اور محمد بن سیرین اور عطاء بن یسار اور زہری سے جائز ہونا اس کا مطلق اور جب ثابت ہوا ہونا اس کا مکروہ یا خلاف اولیٰ تو مستحب ہے واسطے کھانے والے کے یہ کہ اپنے دونوں گھٹنوں اور قدم کے پیٹھ پر بیٹھے یا دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے اور اختلاف ہے بیچ علت کراہت کے اور قوی تر وہ چیز جو وارد ہوئی ہے بیچ اس کے وہ ہے جو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ تھے مکروہ جانتے تکیہ لگا کر کھانے کو واسطے اس خوف کے کہ ان کے پیٹ بڑے ہو جائیں پس یہی ہے معتمد۔ (فتح)

بَابُ الشِّوَآءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ﴾ أَيْ مَشْوِيٍّ.

باب ہے بھوننے کے بیان میں اور قول اللہ تعالیٰ کا سو لایا ابراہیم علیہ السلام بچھڑا بھونا ہوا۔

٤٩٨١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّهُ ضَبٌّ فَأَمْسَكَ يَدَهُ فَقَالَ خَالِدٌ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ لَا يَكُوْنُ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهُ فَأَكَلَ خَالِدٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَّحْنُوْذٍ.

۴۹۸۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لائی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ بھنی ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف جھکے تا کہ کھائیں تو کسی نے آپ سے کہا کہ یہ گوہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روکا، کہا خالد رضی اللہ عنہ نے کہ کیا وہ حرام ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لیکن وہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوتی سو میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں، سو خالد رضی اللہ عنہ نے گوہ کھائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے، کہا مالک رحمہ اللہ نے ابن شہاب رحمہ اللہ سے کہ گوہ محنوذ یعنی بھنی ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اس کی طرف کہ لینا حکم کا واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس جہت سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھکے تا کہ کھائیں پھر نہ باز رہے مگر بسبب ہونے اس کے گوہ اور اگر گوہ کے سوا کچھ اور چیز ہوتی تو البتہ کھاتے۔ (فتح)

بَابُ الْخَزِيْرَةِ.

باب ہے خزیرہ کے بیان میں۔

فائدہ: خزیرہ وہ ہے جو بنایا جاتا ہے آٹے سے بصورت عصیدہ کے لیکن وہ اس سے پتلا ہوتا ہے اور کہا ابن فارس نے کہ آٹا چربی کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور کہا جوہری نے کہ خزیرہ یہ ہے کہ گوشت لے کر چھوٹا چھوٹا کاٹ کر دیگ میں ڈالا جاتا ہے اور اس پر بہت پانی ڈالا جاتا ہے پھر جب پک جائے تو اس پر آٹا ڈالا جاتا ہے سو اگر اس میں گوشت نہ ہو تو عصیدہ کہا جاتا ہے۔ (فتح)

قَالَ النَّضْرُ الْخَزِيْرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيْرَةُ مِنَ اللَّبَنِ.

کہا نضر بن شمیل نے کہ خزیرہ بھسے سے بنایا جاتا ہے اور حریرہ دودھ سے بنایا جاتا ہے۔

٤٩٨٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَأَنَا أُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّكَ تَأْتِيْ فَتُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِيْ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۹۸۲۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اصحاب میں سے تھا جو جنگ بدر میں موجود تھے انصاریوں سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں اندھا ہو گیا ہوں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں یعنی ان کی امامت کرتا ہوں سو جب مینہ برستے ہیں تو نالا بہتا ہے جو میرے اور ان کے درمیان ہے میں ان کی مسجد میں نہیں آ سکتا کہ ان کو نماز پڑھاؤں سو یا حضرت! میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تو میں اس کو جائے نماز ٹھہراؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کروں گا میں اگر چاہا اللہ نے کہا عتبان رضی اللہ عنہ نے سو اگلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جب کہ دن اونچا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کے لیے اجازت مانگی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی سو نہ بیٹھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے پھر مجھ سے فرمایا کہ تو کہاں چاہتا ہے کہ میں تیرے گھر میں نماز پڑھوں؟ سو میں نے گھر کے ایک کنارے کی طرف اشارہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی یعنی اللہ اکبر کہا اور ہم نے صف باندھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا سو روکا ہم نے آپ کو خزیرہ پر کہ ہم نے

وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيْرٍ صَنَعْنَاهُ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِّنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ أَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ قُلْنَا فَإِنَّا نَرٰى وَجْهَهُ وَنَصِيْحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهُ.

اس کو بنایا یعنی واسطے آپ ﷺ کے تا کہ اس سے کھائیں سو محلّہ والوں سے بہت لوگ گھر میں جمع ہوئے تو کسی کہنے والے نے ان میں سے کہا کہ کہاں ہے مالک بن دخیشن ؟ تو بعض نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کہہ کیا تو اس کو نہیں دیکھتا کہ لا الہ الا اللہ کہا اس سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اس نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں اس کے منہ اور اس کی خیر خواہی کو منافقوں کی طرف، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے آگ پر جس نے لا الہ الا اللہ کہا یعنی کلمہ پڑھا اس سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو۔ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے پھر پوچھا میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم میں سے ہے اور وہ ان کے سرداروں میں سے تھا محمود کی حدیث سے تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المساجد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْأَقِطِ.

باب ہے پنیر کے بیان میں۔

وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ فَأَلْقَى التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا.

اور کہا حمید نے کہ سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دخول کیا سو کھجور اور پنیر اور گھی ڈالا اور کہا عمرو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے حیس بنایا۔

٤٩٨٣ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَتْ

۴۹۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ نے حضرت ﷺ کو گوہیں اور پنیر اور دودھ تحفہ بھیجا سو گوہ حضرت ﷺ کے دستر خوان پر رکھی گئی اور اگر حرام ہوتی تو نہ

خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِبَابًا وَّأَقِطًا وَّلَبَنًا فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلٰى مَآئِدَتِهٖ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَأَكَلَ الْأَقِطَ.

رکھی جاتی اور دودھ پیا اور پنیر کھایا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الصید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِيْرِ.

باب ہے چکندر اور جو کے بیان میں۔

٤٩٨٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَأْخُذُ أُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِيْ قِدْرٍ لَّهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا وَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيْلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِيْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ.

۴۹۸۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ ہم جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوتے تھے ہماری ایک بڑھیا تھی وہ چکندر کی جڑھیں لیتی سو اس کو اپنی ہانڈی میں ڈالتی جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس کی ملاقات کرتے سو وہ اس کو ہمارے پاس لاتی یعنی اور ہم اس کو کھاتے اور ہم خوش ہوتے ساتھ دن جمعہ کے اس سبب سے اور نہ ہم دن کا کھانا کھاتے اور نہ قیلولہ کرتے تھے مگر نماز جمعہ کے بعد قسم ہے اللہ کی کہ نہ اس میں چربی تھی اور نہ چکنائی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر سلف میانہ روی سے اور صبر کرنے سے تھوڑی چیز پر یہاں تک کہ اللہ نے ان کے واسطے بڑی فتوحات کھولیں سو ان میں سے بعض نے مباحات میں فراخی کی اور اقتصار کیا بعض نے دو دن پر واسطے زہد اور تقویٰ کے۔ (فتح)

بَابُ النَّهْسِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ.

باب ہے گوشت نوچ کر کھانے کے بیان میں۔

فائدہ: نہش کے معنی ہیں نوچنا گوشت کا ساتھ دانتوں کے اور چھوڑانا اس کا ہڈی سے اور نشل کے معنی ہیں پکڑنا اور قطع کرنا اور اکثر استعمال کیا جاتا ہے بیچ پکڑنے گوشت کے پہلے اس سے کہ پکے اور نام رکھا جاتا ہے گوشت کا نشیل اور کہا اسماعیلی نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے نہش کے ساتھ انتشال کو اور انتشال کے معنی ہیں لینا اور طلب خروج کے اور نہیں نام رکھا جاتا ہے نہش یہاں تک کہ کھائے گوشت سے میں کہتا ہوں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہش بعد انتشال کے ہے اور نہیں واقع ہوا ہے کسی چیز میں دونوں طریق سے جن کو بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے ذکر نہش کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ معنی کے جس جگہ کہا تعرق کتفا یعنی نوچا گوشت کو جو اس پر تھا اپنے

منہ سے اور یہی ہے معنی نہش کا اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ وہ حدیث ضعیف ہے جس کو ہم آئندہ باب میں ذکر کریں گے بیچ نہی کے کاٹنے گوشت کے سے ساتھ چھری کے اور کہا ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں کہ امر اس میں محمول ہے ارشاد پر اس واسطے کہ علت بیان کی ہے اس کی کہ وہ زیادہ تر پچنے پچنے والا ہے یعنی معدے پر بھاری نہیں ہوتا اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے کہا اور نہیں ثابت ہوئی ہے نہی کاٹنے گوشت کے سے ساتھ چھری کے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کاٹنا ساتھ چھری کے سو مختلف ہے یہ ساتھ مختلف ہونے گوشت کے جیسے کہ جب اس کا دانتوں سے نوچنا دشوار ہو تو چھری سے کاٹا جائے اور اسی طرح جب کہ نہ حاضر ہو چھری اور اسی طرح مختلف ہے باعتبار جلدی اور آہستگی کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٩٨٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَعَنْ أَيُّوْبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرْقًا مِّنْ قِدْرٍ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے مونڈھے سے گوشت نوچ کر کھایا پھر کھڑے ہوئے سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانڈی سے گوشت والی ہڈی نکالی اور اس سے گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اور مفاد ان دونوں حدیثوں کا ایک ہے اور وہ نہ وضو کرنا آگ کی پکی چیز کے کھانے سے اور طہارت میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مونڈھے کا گوشت کھایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی اور گوشت تحفہ بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین لقمے کھائے، الحدیث سو معلوم ہوئی اس روایت سے تعیین جہت گوشت کی اور مقدار اس چیز کی کہ اس سے کھائی۔ (فتح)

بَابُ تَعَرُّقِ الْعَضُدِ. بازو کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھانا۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے تفسیر تعرق کی اور عضد وہ ہڈی ہے جو مونڈھے اور کہنی کے درمیان ہے۔ (فتح)

٤٩٨٦ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلّٰى

۴۹۸۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف نکلے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ مَكَّةَ.

٤٩٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُوْلٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِي لَهُ وَأَحَبُّوْا لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَأْكُلُوْنَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوْا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِي فَأَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ.

۴۹۸۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف نکلے سو میں ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے ساتھ اپنی جگہ میں بیٹھا تھا مکے کی راہ میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے اترے تھے اور لوگ احرام باندھے تھے اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا سو لوگوں نے گورخر کو دیکھا اور میں مشغول تھا اپنا جوتا سیتا تھا سو انہوں نے مجھ کو خبر نہ کی لیکن انہوں نے چاہا کہ کاش میں نے اس کو دیکھا ہوتا سو میں نے نظر پھیری تو میں نے اس کو دیکھا سو میں گھوڑے کی طرف کھڑا ہوا سو میں نے اس پر زین ڈالی پھر میں سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بھولا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو کوڑا اور نیزہ دو تو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم تجھ کو اس پر کسی چیز کے ساتھ مدد نہیں کریں گے سو میں غصے ہوا پھر میں نے اتر کر دونوں کو لیا پھر میں سوار ہوا سو میں نے گورخر پر حملہ کیا سو میں نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں پھر میں اس کو لایا اور حالانکہ وہ مر گیا تھا سو وہ اس میں پڑ کر اس کو کھانے لگے پھر انہوں نے شک کیا اس کے کھانے میں کہ جائز ہے یا نہیں اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے اور میں نے اس کا بازو اپنے ساتھ چھپا رکھا سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور آپ سے اس کا حکم پوچھا کہ احرام کی حالت میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ سو فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے؟ تو میں نے آپ کو بازو دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا یہاں تک کہ اس کو دانتوں سے نوچا اور حالانکہ آپ احرام باندھے تھے۔ کہا ابن جعفر نے اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن اسلم نے عطاء سے اس نے روایت کی ابو

قتادہ سے اس کی مثل۔

فائدہ: یہ حدیث حدیبیہ کے قصے میں ہے اور اس کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور مراد اس کی اس سے قول اس کا ہے اس کے آخر میں کہ میں نے آپ کو بازو دیا سو آپ نے اس کو کھایا حتی تعرقها یعنی یہاں تک کہ اس کی ہڈی پر کچھ گوشت باقی نہ چھوڑا۔ (فتح)

بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ.

چھری سے گوشت کاٹنا۔

٤٩٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۸۸۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گوشت کاٹتے بکری کے مونڈھے سے جو آپ کے ہاتھ میں تھا پھر نماز کی طرف بلائے گئے سو ڈالا مونڈھے کو اور چھری کو جس کے ساتھ کاٹتے تھے پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور معنی یحتز کے ہیں یقطع اور روایت کی ہے اصحاب سنن نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک رات کاٹی اور آپ میرے واسطے پہلے سے گوشت کاٹتے تھے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری پھینکی اور فرمایا کہ کیا ہے اس کو اس کے دونوں ہاتھ خاک میں آلودہ ہوں کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث رد کرتی ہے ابو معشر کی حدیث کو کہ نہ کاٹو گوشت کو چھری سے کہ وہ عجم والوں کا فعل ہے اور دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھاؤ کہ وہ زیادہ تر رچنے پچنے والا ہے کہا ابوداؤد نے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ اول حدیث شفاعت کے جو دراز ہے اور تفسیر میں گزر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا ہاتھ لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بار نوچ کر کھایا، الحدیث۔ (فتح الباری)

بَابُ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں کیا۔

فائدہ: یعنی مباح کھانے کو اور حرام کو تو عیب کرتے تھے اور مذمت کرتے تھے اور اس سے منع کرتے تھے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ اگر عیب پیدائش کی جہت سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر کاریگری کی جہت سے ہو تو نہیں مکروہ اس واسطے کہ اللہ کی صنعت پر عیب نہیں کیا جاتا اور آدمیوں کی صنعت پر عیب کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا

ہے میرے واسطے عام ہوتا اس کا ہے یعنی عیب کرنا ہر جہت سے مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں توڑنا ہے کاری گر کے دل کا، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے کے آداب سے ہے کہ نہ عیب لگائے جیسے کہ کہے نمک دار ہے، کھٹا ہے، اس میں نمک کم ہے، اور گاڑھا ہے، پتلا ہے، کچا ہے، اور مانند اس کی۔ (فتح)

٤٩٨٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

۴۹۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عیب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کھانے کو کبھی اگر اس کی خواہش ہوتی تو کھاتے اور اگر اس کو مکروہ جانتے تو نہ کھاتے۔

فائدہ: یعنی مثل اس چیز کی کہ واقع ہوئی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گوہ میں اور واقع ہوا ہے یحییٰ کی روایت میں کہ اگر آپ کو اس کی خواہش نہ ہوتی تو چپ رہتے یعنی اس کے عیب کرنے سے کہا ابن بطال نے کہ یہ حسن ادب ہے اس واسطے کہ ایک چیز ہوتی ہے کہ ایک آدمی کو اس کی خواہش نہیں ہوتی اور دوسرے کو اس کی خواہش ہوتی ہے اور ہر چیز جس کے کھانے کی شرع نے اجازت دی ہے اس میں کوئی عیب نہیں۔ (فتح)

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيرِ.

جو میں پھونکنا۔

فائدہ: یعنی بعد پیسنے ان کے تا کہ اس کی چھیل اڑ جائے اور شاید کہ تنبیہ کی ہے اس نے ساتھ اس ترجمہ کے اس پر کہ یہ جو آیا ہے کہ کھانے میں پھونک مارنا منع ہے تو یہ خاص ہے ساتھ پکے کھانے کے۔ (فتح)

٤٩٩٠ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلًا هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ فَهَلْ كُنْتُمْ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ.

۴۹۹۰۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میدہ کی روٹی دیکھی تھی؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ تم جو کو چھانتے تھے؟ یعنی بعد پیسنے اس کے کی؟ اس نے کہا کہ نہیں لیکن ہم اس کو پھونکتے تھے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کھاتے تھے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں چھ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

٤٩٩١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي

۴۹۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب میں کھجوریں بانٹیں سو ہر آدمی کو

عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَعْطٰى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ فَأَعْطَانِيْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ.

سات سات کھجوریں دیں سو مجھ کو بھی سات کھجوریں دیں ایک ان میں سے ردی کھجور تھی سو نہ تھی ان میں کوئی کھجور عجب تر نزدیک میرے اس سے کہ سخت ہوئی میرے چبانے میں۔

فائدہ: اور مراد اس کی یہ ہے کہ تھی اس میں قوت وقت چبانے اس کے پس دراز ہوا چبانا اس کا واسطے اس کے مانند مصطگی کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ان میں سخت تر تھی میرے دانتوں کے واسطے۔

٤٩٩٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ أَوِ الْحَبَلَةِ حَتّٰى يَضَعَ أَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ خَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ.

۴۹۹۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ساتواں سات کا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ساتواں میں تھا نہ تھا واسطے ہمارے کھانا مگر پتے حبلہ کے یا فرمایا حبلہ کے یہ شک ہے راوی کا یعنی کیکر کا پھل یہاں تک کہ ڈالتا ایک ہمارا جو ڈالتی ہے بکری یعنی مینگنیاں ڈالتا تھا جیسے بکری ڈالتی ہے پھر صبح کی اسد کی اولاد نے کہ ایذا دیتے ہیں مجھ کو اسلام پر یعنی مجھ کو احکام اسلام کی تعلیم کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ نماز اچھی نہیں پڑھتا میں اس وقت خسارے میں پڑا اور میری کوشش ضائع ہوئی۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف قدیم ہونے اسلام اس کے کی اور اس کی شرح رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد حبلہ سے پھل عضاہ کا ہے اور کیکر کا اور وہ لوبیا کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد درختوں کی جڑ ہیں ہیں۔ (فتح)

٤٩٩٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ

۴۹۹۳۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ کی روٹی کھائی ہے؟ کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ نہیں دیکھا جب سے اللہ نے آپ کو پیغمبر کیا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی کہا سو میں نے اس سے کہا کہ کیا

مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ فَقُلْتُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِّنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ.

حضرت ﷺ کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے چھلنی نہیں دیکھی جب سے اللہ نے آپ کو پیغمبر کیا یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی، میں نے کہا کہ تم جو بے چھنی کس طرح کھاتے تھے؟ کہا کہ ہم اس کو پیستے تھے اور اس کو پھونکتے سو اڑ جاتا جو اڑ جاتا یعنی بھوسے اس کے سے اور جو باقی رہتا اس کو بھگوتے یعنی اس کو گوندھ لیتے اور پکاتے اور کھاتے۔

فائدہ: میں گمان کرتا ہوں کہ احتراز کیا ہے اس نے اس چیز سے کہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس مدت میں تجارت کے واسطے شام کی طرف سفر کیا تھا اور اس وقت شام روم کے ساتھ تھا اور میدہ کی روٹی ان کے یہاں بہت تھی اور اسی طرح چھلنیاں وغیرہ اسباب آسودگی اور فراغت کے سو نہیں شک ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ ان کے پاس دیکھا ہوگا اور بہر حال پیغمبر ہونے کے بعد سو نہ تھے مگر مکے اور مدینے اور طائف میں اور تبوک میں بھی پہنچے اور وہ شام کی اطراف سے ہے لیکن اس کو فتح نہ کیا اور نہ بہت مدت وہاں ٹھہرے اور احتمال ہے کہ بغیر گوندھنے اور پکارنے کے کھایا ہو۔ (فتح)

٤٩٩٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَأَبٰى أَنْ يَّأْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ.

۴۹۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے آگے بکری بھنی ہوئی تھی سو انہوں نے ان کو بلایا تو انہوں نے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ حضرت ﷺ دنیا سے نکلے اور نہیں پیٹ بھر کر کھایا جو کی روٹی کو۔

فائدہ: نہیں ہے یہ نہ قبول کرنا دعوت کا اس واسطے کہ وہ ولیمے میں ہے نہ ہر کھانے میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت یاد تھا جو تھے حضرت ﷺ بیچ اس کے تنگی گزران سے پس ترک کیا کھانا بکری کا اور اسی واسطے کہا کہ حضرت ﷺ دنیا سے نکلے اور نہیں پیٹ بھر کر کھایا جو کی روٹی کو۔ (فتح)

٤٩٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ

۴۹۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں کھایا

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَّلَا فِيْ سُكُرُجَةٍ وَّلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ عَلَامَ يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ.

حضرت ﷺ نے خوان پر اور نہ تستری پر اور نہ پکائی گئی واسطے آپ کے چپاتی۔ میں نے قتادہ رحمہ اللہ سے کہا کہ کس چیز پر کھاتے تھے؟ کہا کہ دستر خوان پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٤٩٩٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ.

۴۹۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے گھر والوں نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا جب سے مدینے میں آئے گندم کے کھانے سے تین رات پے در پے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ.

باب ہے تلبینہ کے بیان میں۔

فائدہ: تلبینہ بنایا جاتا ہے آٹے اور دودھ سے اور کبھی اس میں شہد بھی ڈالا جاتا ہے سفید ہوتا ہے مانند دودھ کی اس واسطے اس کو تلبینہ کہتے ہیں اور نفع دینے والا اس سے وہ ہوتا ہے جو پتلا پکا ہوا ہو نہ گاڑھا کچا۔ (فتح)

٤٩٩٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَآءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِّنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ

۴۹۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ ان کا دستور تھا کہ جب کوئی آدمی ان کے گھر والوں سے مر جاتا اور اس کے واسطے عورتیں جمع ہوتیں پھر جدا جدا ہوتیں مگر ان کے گھر والے اور خاصے لوگ تو حکم کرتیں ساتھ پکانے ہانڈی تلبینہ کے سو پکائی جاتی پھر ثرید بنایا جاتا پھر تلبینہ اس پر ڈالا جاتا فرماتیں اس کو کھاؤ بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تلبینہ راحت دیتا ہے بیمار کے دل کو اور دور کرتا ہے بعض غم کو۔

بِبَعْضِ الْحُزْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الثَّرِيْدِ.

باب ہے ثرید کے بیان میں۔

فائدہ: ثرید یہ ہے کہ روٹی کو گوشت کے شوربے میں بھگو دے اور کبھی اس کے ساتھ گوشت بھی ہوتا ہے۔

٤٩٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۴۹۹۸۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے مریم عمران کی بیٹی اور آسیہ فرعون کی بیوی کے سوائے کوئی عورت باکمال نہیں ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

٤٩٩٩ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ طُوَالَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۴۹۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ برکت تین چیزوں میں ہے جماعت میں اور سحور میں اور ثرید میں۔

٥٠٠٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا حَاتِمٍ الْأَشْهَلَ بْنَ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُلَامٍ لَهُ خَيَّاطٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ قَصْعَةً فِيْهَا ثَرِيْدٌ قَالَ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَمَلِهِ قَالَ

۵۰۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک غلام درزی پر داخل ہوا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک پیالہ رکھا جس میں ثرید تھا اور اپنے کام پر متوجہ ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو تلاش کرنے لگے تو میں اس کو تلاش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھنے لگا سو میں اس کے بعد ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں۔

فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ.

بَابُ شَاةٍ مَّسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ.

بکری کھال سمیت بھونی ہوئی اور مونڈھے اور پہلو کا بیان۔

۵۰۰۱ ۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَغِيْفًا مُّرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَاٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

۵۰۰۱۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے اور ان کا روٹی پکانے والا کھڑا ہوتا کہتے کھاؤ سو میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی روٹی دیکھی ہو یہاں تک کہ اللہ سے ملے اور نہ کبھی آپ نے آنکھ سے بکری دم بخت کی ہوئی دیکھی۔

فائدہ: اور مسموطہ کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

۵۰۰۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۵۰۰۲۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بکری کے مونڈھے سے گوشت کاٹتے سو اس سے کھایا پھر نماز کی طرف بلائے گئے سو کھڑے ہوئے اور چھری ڈالی سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اور بہر حال پہلو سو اشارہ کیا طرف حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلو بھنی ہوئی لائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا پھر نماز کی طرف کھڑے ہوئے۔

بَابُ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهٖ.

بیان اس چیز کا کہ تھے سلف ذخیرہ کرتے اپنے گھروں میں اور سفروں میں کھانے اور گوشت وغیرہ سے۔

فائدہ: باب کی حدیثوں میں کھانے کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے ان سے بطور الحاق کے یا

عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اس کو تقاضا کرتا ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا گندم کی روٹی سالن والی سے تین دن اور یہ جو سالن والی روٹی کی نفی کی تو نہیں لازم آتی نفی اس سے ہونے اس کے کی مطلق اور بیچ وجود اس کے کی تین دن مطلق دلالت ہے اوپر جواب تناول اس کے کی اور باقی رکھنے اس کے کی گھر میں اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ طعام کے جو کھایا جاتا ہے پس داخل ہوگا ہر سالن۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَآءُ صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً.

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں نے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے خرچ راہ تیار کیا۔

۵۰۰۳۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ فَأَرَادَ أَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ قِيْلَ مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ فَضَحِكَتْ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ بِهٰذَا.

۵۰۰۳۔ حضرت عابس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے؟ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہیں کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر اس سال میں جس میں لوگ بھوکے ہوئے سو چاہا کہ مال دار محتاج کو کھلائے اور البتہ ہم بکری کا پاؤں اٹھا رکھتے تھے سو اس کو پندرہ دن کے بعد کھاتے کہا گیا اور کس چیز نے تم کو اس کی طرف لاچار کیا تھا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا ہنسیں کہا کہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے گندم کی روٹی سالن دار سے تین دن یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: سفرہ دستر خوان کو کہتے ہیں جس میں خرچ راہ باندھا جاتا ہے، بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں کہ نہی تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کے ذخیرہ کرنے سے منسوخ ہے اور یہ کہ سبب نہی کا اسی سال کے ساتھ خاص تھا واسطے اس علت کے کہ اس کو ذکر کیا اور غرض بخاری رحمہ اللہ کے اس سے یہ قول اس کا ہے کہ ہم پاؤں اٹھا رکھتے تھے، الخ اس واسطے کہ اس میں بیان ہے اس کا کہ جائز ہے ذخیرہ کرنا گوشت کا اور کھانا خشک گوشت کا اور ثابت ہو چکا ہے کہ سبب اس کا کم ہونا گوشت کا ہے نزدیک ان کے اس طور کے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھاتے تھے گندم کی

روٹی سے تین دن پے در پے۔ (فتح)

۵۰۰۴ ۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْهَدْیِ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلَی الْمَدِیْنَةِ تَابَعَهٗ مُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَقَالَ حَتّٰی جِئْنَا الْمَدِیْنَةَ قَالَ لَا.

۵۰۰۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے متابعت کی ہے اس کی محمد نے ابن عیینہ سے اور کہا ابن جریج نے میں نے عطاء سے کہا کہ کیا اس نے کہا ہے کہ یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے؟ کہا کہ نہیں۔

فائدہ: اور روایت میں ہے کہ ہم قربانی کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے اور یہ جو کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے الخ تو موصول کیا ہے اس حدیث کو بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الحج میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ دستور تھا کہ ہم تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھاتے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت دی اور فرمایا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور نہیں ذکر کیا وہاں اس زیادتی کو پھر نہیں مراد ہے ساتھ قول اس کے کی لانفی کرنا حکم کی بلکہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں تصریح کی جابر رضی اللہ عنہ نے ساتھ بدستور رہنے اس کے کی ان سے یہاں تک کہ آئے پس ہوں گے معنی بنا بر اس کے قول اس کے کی عمرو بن دینار کی روایت میں **کنا نتزود لحوم الهدی الی المدینة** یعنی واسطے متوجہ ہونے ہمارے کے طرف مدینے کے اور نہیں لازم آتا اس سے باقی رہنا اس کا ساتھ اس کے یہاں تک کہ مدینے میں پہنچیں، واللہ اعلم لیکن روایت کی ہے مسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی ذبح کی پھر مجھ سے فرمایا کہ اے ثوبان! اس کا گوشت درست کر ہمیشہ رہے ہم اس کو کھاتے یہاں تک کہ مدینے میں آئے کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے صوفیوں سے کہ نہیں جائز ہے ذخیرہ کرنا طعام کا واسطے کل کے اور یہ کہ نام ولی کا نہیں لائق ہے واسطے اس شخص کے جو کچھ چیز ذخیرہ کرے اگرچہ کم ہو اور یہ کہ جس نے ذخیرہ کیا وہ اللہ کے ساتھ بد گمان ہوا اور ان حدیثوں میں کفایت ہے رد میں اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَیْسِ.

باب ہے حیس کے بیان میں۔

فائدہ: اصل حیس کا وہ چیز ہے جو بنائی جاتی ہے کھجور اور پنیر اور گھی سے اور کبھی پنیر کے بدلے اس میں آٹا ڈالا جاتا ہے۔

۵۰۰۵ ۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِیْ عَمْرٍو مَوْلَی الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

۵۰۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تلاش کر لا ایک لڑکے کو اپنے لڑکوں میں سے تاکہ میری خدمت کیا کرے سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَآئَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآئَهُ بِعَبَآئَةٍ أَوْ بِكِسَآءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَآئَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَآئَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

سو میں حضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا جب کہ اترتے سو میں آپ سے سنتا تھا کہ یہ بہت کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی سے اور نامردی سے اور قرض کے بوجھ سے اور مردوں کے غلبے سے سو ہمیشہ رہا میں آپ کی خدمت کرتا یہاں تک کہ ہم خیبر سے متوجہ ہوئے اور حضرت ﷺ سامنے آئے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی کے اس کو غنیمت سے اپنے واسطے چن لیا تھا اور اپنی جان کے ساتھ جوڑا تھا سو میں آپ کو دیکھتا تھا کہ اس کے واسطے اپنے پیچھے اپنی چادر سے جو یہ بناتے یعنی سواری کی کوہان کا گرد گھیرتے پھر اس کو اپنے پیچھے چڑھاتے یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں تھے کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان مدینے اور خیبر کے تو حضرت ﷺ نے چمڑے کے ایک دسترخوان میں حیس بنایا پھر مجھ کو بلانے کے لیے بھیجا تو میں نے لوگوں کو بلایا سو انہوں نے کھایا او تھا یہ خلوت کرنا حضرت ﷺ کا ساتھ اس کے پھر مدینے کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ جب آپ کے واسطے اُحد پہاڑ ظاہر ہوا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں پھر جب مدینے پر جھانکا تو کہا کہ بے شک میں حرام کرتا ہوں جو اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی! برکت کر ان کے مد اور صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی اور یہ جو کہا یحوی یعنی کرتے واسطے اس جو جو یہ اور وہ کملی روئی سے بھری ہوئی کہ سواری کی کوہان کا گرد اس سے گھیرا جاتا ہے نگاہ رکھتی ہے اس کے سوار کو گرنے سے اور راحت پاتا ہے ساتھ تکیہ لگانے کے طرف اس کی۔

بَابُ الْأَكْلِ فِي إِنَآءٍ مُفَضَّضٍ. کھانا برتن مفضض میں یعنی جس میں چاندی جڑی ہو۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے برتنوں سے اوپر اس کے اور کھانا سب برتنوں میں مباح ہے مگر چاندی اور سونے کے برتن میں اور اختلاف ہے اس برتن میں جس میں کچھ چاندی ہو یا ساتھ باندھنے کے یعنی چاندی سے باندھا گیا ہو اور یا ساتھ ملانے کے اور یا ساتھ طلا کرنے کے اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جس کو باب میں بیان کیا ہے اس میں نہی ہے چاندی سونے کے برتن میں پانی پینے سے اور لیا جاتا ہے کھانا بطور الحاق کے اور یہ بہ نسبت حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہے اور البتہ وارد ہوا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ذکر کھانے کا سو کھانا بھی نص کے ساتھ منع ہوگا اور یہ حکم اس برتن کا ہے جو سارا چاندی یا سونے سے ہو اور بہر حال جو برتن کہ مخلوط ہو یا مضبب یعنی جس میں چاندی کے پترے جڑے ہوں مضبوطی کے واسطے یا مطلے ہو یعنی اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو سو وارد ہوئی ہے اس میں حدیث کہ روایت کی ہے دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ رفع کے کہ جو پیئے چاندی سونے کے برتن میں یا اس برتن میں جس میں اس سے کچھ چیز ہو تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ گٹ گٹ پیتا ہے کہا بیہقی نے کہ مشہور یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہ پیتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس پیالے میں جس میں حلقہ یا پترا چاندی کا ہوتا اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے اور طبرانی کی اوسط میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جڑاؤ کرنے پیالے کے سے ساتھ چاندی کے پھر عورتوں کو اس کی اجازت دی اور کہا مغلطائی نے کہ نہیں مطابق ہے حدیث ترجمہ کو مگر یہ کہ ہو برتن جس میں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پیا تھا مضبب یعنی اس میں چاندی کے پترے جڑے تھے اس واسطے کہ پترہ جگہ لب کی ہے وقت پینے کے اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس طور کے کہ لفظ مفضض کا اگرچہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ اس میں چاندی ہو لیکن وہ شامل ہے جب کہ ہو سب بنایا گیا چاندی سے اور چاندی کے برتن میں جو پینا منع ہے تو ملحق ہے ساتھ اس کے کھانا بھی واسطے علت جامع کے پس مطابق ہوگی حدیث ترجمہ کو، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٠٠٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِيْ يَدِهٖ رَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ نَهَيْتُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ لَمْ أَفْعَلْ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

٥٠٠٦۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ایک مجوسی اس کے پاس پانی لایا سو جب اس نے پیالہ ان کے ہاتھ میں رکھا تو اس کو پھینک دیا اور کہا کہ اگر میں نے اس کو ایک دوبار سے زیادہ منع نہ کیا ہوتا کہ چاندی سونے کے برتن میں پانی نہ پیو تو میں پیالے کو نہ پھینکتا جیسے وہ کہتا ہے کہ میں نہ کرتا اس کو یعنی نہ پھینکتا لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ پہنو ریشمی کپڑے کو اور نہ دیبا کو اور نہ پیو

لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ.

سونے چاندی کے برتنوں میں اور نہ کھاؤ ان کے پیالوں میں اس واسطے کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گی۔

بَابُ ذِكْرِ الطَّعَامِ.

باب ہے بیچ ذکر کھانے کے۔

۵۰۰۷ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ.

۵۰۰۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ایمان دار کی مثل جو قرآن پڑھتا ہے ترنج یعنی میٹھے لیمو کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایمان دار کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا اندرائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے وہ اندرائن کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی اور اس کا مزہ کڑوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے تکرار ذکر طعم یعنی مزہ کا ہے بیچ اس کے اور طعام بولا جاتا ہے ساتھ معنی طعم کے۔

۵۰۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۵۰۰۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے اس میں کھانے کو۔

۵۰۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ

۵۰۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ فَإِذَا قَضٰى نَهْمَتَهٗ مِنْ وَّجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهٖ.

نے فرمایا کہ سفر ایک ٹکڑا ہے عذاب کا کہ تم میں سے کسی کو سونے اور کھانے سے منع کرتا ہے پھر جب کوئی اس طرف سے کہ جدھر گیا ہے اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی اپنے گھر والوں کی طرف آئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ معنی اس ترجمہ کے مباح کرنا طعام طیب کا ہے اور یہ کہ زہد نہیں ہے اس کے خلاف میں اس واسطے کہ بیچ تشبیہ دینے ایمان دار کے ساتھ اچھی مزہ والی چیز کے اور تشبیہ دینے کافر کے ساتھ کڑوے مزے والی کے رغبت دلانا ہے بیچ کھانے مزے دار اور میٹھے طعام کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ رکھا ہے سلف نے ہمیشگی کرنے کو اوپر کھانے اچھی چیزوں کے واسطے اس خوف کے کہ ہو جائے عادت پس نہ صبر کر سکے نفس اس کے گم ہونے پر اور بہر حال حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ضروری ہے واسطے آدمی کے دنیا میں طعام سے کہ اس کے ساتھ اس کا بدن قائم ہو اور قوی ہو ساتھ اس کے اپنے رب کی عبادت پر اور یہ کہ اللہ نے پیدا کیا ہے نفسوں کو اوپر اس کے واسطے قوام زندگی کے لیکن ایمان دار لیتا ہے اس سے بقدر ایثار کرنے اس کے امر آخرت کو دنیا پر۔ (فتح)

بَابُ الْأُدْمِ.

باب ہے سالن کے بیان میں۔

٥٠١٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا وَلَنَا الْوَلَاءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيْهِ لَهُمْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ وَأُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ أَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا أَوْ تُفَارِقَهٗ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ فَدَعَا

٥٠١٠۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے یعنی اس کے سبب سے ایک یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو خرید کر آزاد کریں تو اس کے مالکوں نے کہا کہ آزادی کا حق ہمارے واسطے ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ان کے واسطے اس کی شرط کر اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔ دوم یہ کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آزاد کی گئی سو اختیار دی گئی کہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا اس سے جدا ہو۔ سوم یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور ہانڈی آگ پر جوش مارتی تھی سو

بِالْغَدَآءِ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدُمٍ مِّنْ أُدُمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ لَحْمًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهُ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَأَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا.

حضرت ﷺ نے دن کا کھانا منگوایا سو آپ کے پاس روٹی اور گھر کا کچھ سالن لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں گوشت نہیں دیکھتا؟ گھر والوں نے کہا کہ کیوں نہیں لیکن وہ گوشت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا تو اس نے ہم کو تحفہ دیا فرمایا کہ وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طلاق میں گزر چکی ہے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے طبری سے کہا کہ دلالت کی اس قصے نے اس پر کہ حضرت ﷺ نے گوشت کو اختیار کیا جب کہ اس کی طرف راہ پائی پھر ذکر کی حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا کی سالنوں کا سردار دنیا اور آخرت میں گوشت ہے اور جو وارد ہوا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سلف سے مقدم کرنا غیر گوشت کا گوشت پر سو یہ یا تو واسطے اکھاڑنے نفس کے ہے لین دین خواہشوں والی چیزوں کے سے اور ہمیشگی کرنے سے اوپر ان کے اور یا واسطے مکروہ ہونے اسراف کے اور جلدی کرنے کے بیچ خرچ مال کے بے جا واسطے کم ہونے چیز کے نزدیک ان کے اس وقت پھر ذکر کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جب کہ اس نے آپ کی ضیافت کی اور آپ کے واسطے بکری ذبح کی سو جب اس نے اس کو حضرت ﷺ کے آگے کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاید تو نے جانا ہے کہ ہم کو گوشت سے محبت ہے اور تھا یہ واسطے کم ہونے چیز کے نزدیک ان کے پس اسی واسطے ان کو اس سے زیادہ محبت تھی اور البتہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے سالن میں سو جمہور کا یہ قول ہے کہ وہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ روٹی کھائی جائے برابر ہے کہ شوربا ہو یا نہ ہو اور شرط کی ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہ وہ بنایا گیا ہو۔ (فتح)

بَابُ الْحَلْوَآءِ وَالْعَسَلِ.

باب ہے حلوے اور شہد کے بیان میں۔

فائدہ: حلوے ہر میٹھی چیز کو کہتے ہیں جو کھائی جائے اور بعض نے کہا کہ جو کھانا شیرینی سے بنایا جائے۔

۵۰۱۱ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ.

۵۰۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ دوست رکھتے حلوے اور شہد کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حلوے اور شہد منجملہ طیبات سے ہے جو مذکور ہیں اس آیت میں ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ﴾ اور تقویت ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے لذت والی مباح چیزیں ہیں اور داخل

ہے اس حدیث کے معنی میں ہر وہ چیز کہ مشابہ ہے حلوے اور شہد کو اقسام لذیذ کھانوں کے سے کما تقدم تقریرہ اور لیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے بنانا کھانوں کا انواع مختلف سے اور بعض پرہیز گار اس کو مکروہ جانتے تھے اور نہیں اجازت دیتے تھے کہ کھائے میٹھی چیز مگر جو بالطبع میٹھی ہو مانند کھجور کی اور شہد کی اور یہ حدیث رد کرتی ہے اوپر اس کے اس جس نے سلف سے اس کو دنیا میں ترک کیا ہے تو واسطے تواضع کے کیا ہے نہ واسطے حرص کے اور ثعلبی کی کتاب میں ہے کہ حلوے حضرت ﷺ کا جس سے محبت رکھتے تھے وہ مجیع ہے اور وہ کھجور ہے جو دودھ کے ساتھ گوندھی جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مکھن اور کھجور سے محبت رکھتے تھے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ حلوے کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ ہر روز شہد کا پیالہ پیتے تھے جو پانی سے ملایا جاتا تھا اور حلویٰ تیار کیا ہوا سو اس کو نہیں پہچانتے تھے اور بعض نے کہا مراد حلویٰ فالودہ کا ہے نہ وہ جو آگ پر پکایا جاتا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٠١٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَلْزَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِيْ حِيْنَ لَا آكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَرِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِيْ فُلَانٌ وَّلَا فُلَانَةُ وَأُلْصِقُ بَطْنِيْ بِالْحَصْبَآءِ وَأَسْتَقْرِءُ الرَّجُلَ الْآيَةَ وَهِيَ مَعِيْ كَيْ يَنْقَلِبَ بِيْ فَيُطْعِمَنِيْ وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ فَنَشْتَقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا.

٥٠١٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے پیٹ بھرنے کے واسطے حضرت ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا جب کہ نہ کھاتا آٹے کی روٹی اور نہ پہنتا ریشمی کپڑا اور نہ خدمت کرتا میری فلانا اور فلانی اور میں اپنے پیٹ کو پتھروں سے ملاتا یعنی بھوک سے اور میں کسی مرد سے طلب کرتا کہ مجھ پر قرآن کی آیت پڑھے اور حالانکہ وہ مجھ کو یاد ہوتی تا کہ مجھ کو لے پھرے اور کھانا کھلائے اور لوگوں میں محتاجوں کے واسطے بہتر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے ہم کو لیے پھرتے سو ہم کو کھلاتے جو ان کے گھر میں ہوتا یہاں تک کہ ہماری طرف کپی نکالتے کہ اس میں کچھ چیز نہ ہوتی سو اس کو پھاڑ ڈالتے سو ہم چاٹتے جو اس میں ہوتا۔

فائدہ: اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تھے جعفر رضی اللہ عنہ محبت رکھتے محتاجوں سے اور ان کے پاس بیٹھتے اور ان سے بات چیت کرتے اور وہ ان سے بات کرتے کہا ابن منیر نے کہ مناسبت حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ حلویٰ بولا جاتا ہے میٹھی چیز پر اور جب کہ کپی میں غالبا شہد ہوتا ہے اور بعض طریقوں میں اس کی تصریح آ چکی ہے تو مناسبت ہوا باب کو میں کہتا ہوں کہ جب اس کے بعض طریقوں میں شہد وارد ہو چکا ہے تو ترجمہ کو مطابق ہو گی اس واسطے کہ ترجمہ میں حلویٰ اور شہد دونوں کا ذکر ہے سو لیا جاتا ہے حدیث سے ایک رکن ترجمہ کا اور نہیں شرط ہے کہ

شامل ہو ہر حدیث باب کی تمام احکام ترجمہ پر بلکہ کافی ہے توزیع۔ (فتح)

بَابُ الدُّبَّآءِ.

باب ہے کدو کے بیان میں۔

٥٠١٣ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى مَوْلًى لَهُ خَيَّاطًا فَأُتِيَ بِدُبَّآءٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُهُ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ.

۵۰۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام درزی کے پاس آئے سو آپ کے پاس کدو لایا گیا سو اس کو کھانے لگے سو ہمیشہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ.

باب ہے بیان میں اس مرد کے جو اپنے بھائیوں کے واسطے تکلف سے کھانا پکاتا ہے۔

٥٠١٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا أَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ بَلْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ عَلَى الْمَآئِدَةِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوْا مِنْ

۵۰۱۴۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد تھا اس کو ابوشعیب کہا جاتا تھا اور اس کا ایک غلام قصاب تھا سو اس نے کہا کہ میرے واسطے کھانا تیار کر کہ میں پانچ آدمیوں کی دعوت کروں چار صحابی پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو اس نے پانچ آدمیوں کی دعوت کی چار صحابی پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور بھی چلا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے ہمارے پانچ آدمیوں کی دعوت کی اور یہ مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے سو اگر تو چاہے تو اس کو بھی کھانے کی اجازت دے اور اگر تو چاہے تو اس کو نہ دے اس نے کہا کہ میں نے اس کو بھی کھانے کی اجازت دی۔

مَآئِدَةٍ إِلٰى مَآئِدَةٍ أُخْرٰى وَلٰكِنْ يُنَاوِلُ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِيْ تِلْكَ الْمَآئِدَةِ أَوْ يَدَعُ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ وجہ تکلف کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ اس نے حصر کیا عدد کو ساتھ قول اپنے کے کہ میں پانچ کی دعوت کروں اور اگر اس کا تکلف نہ ہوتا تو حصر نہ کرتا اور اس سے پہلے ابن تین نے بھی اسی طرح کیا ہے اور اس نے زیادہ کیا ہے کہ آدمیوں کا معین کرنا برکت کے مخالف ہے اسی واسطے جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آدمیوں کو معین نہ کیا تو ان کے کھانے میں برکت حاصل ہوئی یہاں تک کہ بہت لوگوں نے کھایا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنے غلام سے کہا کہ میرے واسطے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں اور البتہ میں نے آپ کے چہرے میں بھوک پہچانی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں جائز ہے کسب کرنا ساتھ صفت قصاب کے اور کام طلب کرنا غلام سے اس چیز میں کہ اس سے ہو سکے پیشوں سے اور فائدہ اٹھانا ساتھ کسب اس کے پیشوں سے اور یہ کہ مشروع ہے ضیافت اور مؤکد ہے مستحب ہونا اس کا واسطے اس شخص کے غالب ہو حاجت اس کی واسطے اس کے اور یہ کہ جو اپنے غیر کے واسطے کھانا تیار کرے اس کے واسطے اختیار ہے کہ چاہے اس کو اس کی طرف بھیج دے اور چاہے اس کو اپنے گھر میں بلائے اور یہ کہ جو دعوت کرے تو مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ دعوت کرے ساتھ اس کے اس شخص کی جو دیکھے اس کے خاصوں اور اس کے مجلس والوں اور اس میں حکم کرنا ہے ساتھ دلیل کے واسطے قول اس کے کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں بھوک پہچانی اور یہ کہ اصحاب ہمیشہ آپ کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے تھے واسطے تبرک کے اور بعض ان میں سے آپ کی طرف شرم سے زیادہ دیر نہ دیکھتے تھے کما صرح به عمرو بن عاص فیما اخرجه مسلم اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھوک لگتی تھی اور اس میں قبول کرنا امام اور شریف اور کبیر کا ہے چھوٹے کی دعوت کو اور کھانا ان کا ناقص پیشہ والے کے کھانے کو جیسے قصاب اور یہ کہ لین دین ایسے پیشے کا نہیں پست کرتا قدر اس شخص کا جو بچے اس میں مکروہ چیز سے اور نہیں ساقط ہوتی ہے گواہی اس کی ساتھ مجرد اختیار کرنے اس پیشے کے اور یہ کہ جو ایک جماعت کے واسطے کھانا تیار کرے تو چاہیے کہ بقدر کھانے ان کے کی ہو اگر نہ قادر ہو اکثر پر اور نہ کم ہو ان کے قدر سے واسطے اس سند کے کہ ایک کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور یہ کہ جو دعوت کرے ایک قوم کی جو موصوف ہوں ساتھ ایک صفت کے پھر عارض ہو ان پر جو اس وقت ان کے ساتھ نہ ہو تو نہیں داخل ہوتا ہے بیچ عموم دعوت کے اگرچہ ایک قوم نے کہا ہے کہ وہ داخل ہوتا ہے ہدیہ میں کما تقدم کہ مرد کے پاس بیٹھنے والے اس کے شریک ہیں اس چیز میں جو اس کو تحفہ بھیجی جائے اور یہ کہ جو بے دعوت دعوت دیئے ہوئے لوگوں کے ساتھ چلا جائے تو مالک دعوت کو اختیار ہے کہ چاہے اس کو کھانے سے محروم کرے اور اگر بغیر اجازت کے داخل ہو تو اس کو جائز ہے نکال دینا اس کا اور جو قصد کرے تطفیل کا یعنی بغیر دعوت مدعو کے ساتھ

ہو لے اس کو ابتداء منع کیا جائے اس واسطے کہ وہ مرد حضرت ﷺ کے ساتھ ہولیا اور حضرت ﷺ نے اس کو نہ پھیر
اواسطے اس احتمال کے کہ دعوت کرنے والا اس کی اجازت دینے کے ساتھ راضی ہو جائے اور لائق ہے کہ ہو یہ
حدیث اصل بیچ جائز ہونے تطفیل کے یعنی بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ ہونا جائز ہے لیکن مقید ہے یہ ساتھ اس شخص
کے جو اس کے محتاج ہو اور جو بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ ہو عرب اس کو ضیفن کہتے تھے اور استدلال کیا ہے ساتھ
اس کے اس پر کہ مدعو کے واسطے منع ہے کہ غیر کو اپنے ساتھ دعوت میں لے جائے مگر جب جانے کہ دعوت کرنے والا
اس کے ساتھ راضی ہے اور یہ کہ طفیلی حرام کھاتا ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ساتھ جانا مدعو کے مگر واسطے
اس شخص کے جو اس کے اور گھر والے کے درمیان آشنائی ہو اور اس حدیث میں ہے کہ نہ باز رہے مدعو دعوت کے
قبول کرنے سے جب کہ باز رہے دعوت کرنے والا اجازت دینے سے واسطے بعض اس شخص کے جو بغیر دعوت کے
اس کے ساتھ ہو لے اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک فارسی کی دعوت قبول نہ کی اس واسطے کہ اس نے
عائشہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ کھانے کی اجازت نہ دی تو جواب یہ ہے کہ وہ ولیمہ کی دعوت نہ تھی اور فارسی نے تو فقط اسی قدر
کھانا تیار کیا تھا جو ایک کو کفایت کرے سو وہ ڈرا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تو حضرت ﷺ کو کفایت نہ کرے
گا اور احتمال ہے کہ یہ فرق ہو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا دعوت کے وقت حاضر تھیں برخلاف اس مرد کے اور نیز پس مستحب ہے
واسطے دعوت کرنے والے کے کہ مدعو کے خاصوں کو اس کے ساتھ دعوت کرے جیسے قصاب نے کیا برخلاف فارسی
کے پس اسی واسطے باز رہے قبول کرنے سے مگر یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعوت کرے یا معلوم کرے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس
کھانے کی حاجت ہے یا حضرت ﷺ نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ کھائے اس واسطے کہ موصوف تھے
حضرت ﷺ ساتھ سخاوت کے اور نہیں معلوم ہے مثل اس کی قصاب کے قصے میں اور بہر حال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ کہ
اس نے حضرت ﷺ کو عصیدہ کے واسطے بلایا تو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو تو
جواب دیا ہے اس سے مارزی نے کہ حضرت ﷺ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی رضا مندی معلوم نہ تھی اس واسطے اس سے
اجازت مانگی اور اس واسطے کہ جو کھانا لوگوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھایا تھا وہ از قسم خرق عادت تھا یعنی
حضرت ﷺ کا معجزہ تھا سو اکثر جو انہوں نے کھایا وہ اس برکت سے تھا جس میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی کوئی کاریگری نہ تھی
سو نہیں حاجت تھی اس سے اجازت لینے کی اور حضرت ﷺ کے اور قصاب کے درمیان وہ دوستی نہ تھی جو حضرت ﷺ
کے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تھی یا اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے خاص حضرت ﷺ کے واسطے کھانا تیار کیا تھا سو
حضرت ﷺ نے تصرف کیا تھا اس میں جس طرح چاہا اور قصاب نے اس کو حضرت ﷺ کے اور اپنے واسطے تیار کیا
تھا اسی واسطے اس نے عدد کو معین کیا تاکہ جو ان سے بچے وہ اس کے اور اس کے عیال کے واسطے ہو اور حضرت ﷺ
کو اس پر اطلاع ہوئی تو اس سے اجازت مانگی اور اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے واسطے اس شخص کے جس سے ایسے

کام کے واسطے اجازت مانگی جائے یہ کہ اجازت دے واسطے اس شخص کے جو بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ لگا چلا آئے جیسا کہ اس قصاب نے کیا اور یہ مکارم اخلاق سے ہے اور شاید کہ اس نے حدیث سنی ہوگی جو پہلے گزر چکی ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے یا اس کو امید ہوگی کہ حضرت ﷺ کی برکت زیادہ آدمی کو عام ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اجازت مانگی حضرت ﷺ نے اس سے واسطے خوش کرنے دل اس کی کے اور شاید حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ وہ زائد کو منع نہ کرے گا اور یہ جو فارسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت نہ دی اور حضرت ﷺ نے اس کی دعوت قبول نہ کی تو جواب دیا ہے اس سے عیاض نے کہ شاید اس نے اسی قدر کھانا تیار کیا تھا جو تنہا حضرت ﷺ کو کفایت کرے سو اگر کوئی حضرت ﷺ کے ساتھ آتا تو حضرت ﷺ کی حاجت روا نہ ہوتی اور حضرت ﷺ نے اعتماد کیا تھا جو معلوم تھا آپ کو مدد کرنا اللہ کا آپ کو ساتھ برکت کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے جو نہ تھا ساتھ ہمارے جب کہ تو نے ہماری دعوت کی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اگر وہ دعوت کے وقت ان کے ساتھ ہوتا تو اس سے اجازت لینے کی حاجت نہ ہوتی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب دعوت کرنے والا کہے کہ بلا لا فلاں کو اور اس کے پاس بیٹھنے والوں کو تو جائز ہے واسطے ہر ایک کے اس کے پاس بیٹھنے والوں سے کہ اس کے ساتھ حاضر ہوں اگرچہ نہیں ہے یہ مستحب یا نہیں ہے واجب جب کہ ہم قائل ہوں ساتھ واجب ہونے اس کے کی مگر ساتھ معین کرنے کے اور اس حدیث میں ہے کہ نہیں لائق ہے یہ کہ ظاہر میں دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرا اور اس کے جی میں اس سے کراہت ہو تا کہ نہ کھائے جس سے اس کا نفس کراہت کرتا ہے اور تا کہ نہ جمع کرے ریا اور بخل کو اسی طرح استدلال کیا ہے عیاض نے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا اس کا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو اس پر دلالت کرے اور شاید اس نے لیا ہے اس کو غیر اس حدیث سے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے اور اس کو معین نہ کیا تو اس میں حسن ادب ہے تا کہ مرد کا دل نہ ٹوٹ جائے اور لابد ہے کہ جوڑا جائے ساتھ اس کے یہ کہ اس کو اطلاع دے اس پر کہ داعی اس کو نہیں پھیرے گا نہیں تو معین ہوگا دوسرے حال میں تو اس کا دل ٹوٹنا حاصل ہوگا۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ جب لوگ ایک دستر خوان پر ہوں تو نہیں لائق ہے واسطے ان کے کہ آپس میں لیں دیں ایک دستر خوان سے طرف دوسرے دستر خوان کی لیکن دیں بعض بعض کو اس ہانڈی میں یا چھوڑ دیں اور شاید استنباط کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اس سے کہ حضرت ﷺ نے داعی سے اجازت مانگی اس مرد کے واسطے جو زائد تھا اور وجہ لینے اس کے کی اس سے یہ ہے کہ جو دعوت کی گئی تھی ہو گیا واسطے ان کے ساتھ دعوت کے عموم اجازت کا ساتھ تصرف کرنے کے بیچ کھانے کے جس کی طرف دعوت کی گئی تھی برخلاف اس شخص کے جو نہیں دعوت کیا گیا سو اترے گا جس کے آگے چیز رکھی گئی بجائے اس شخص کے جس کی دعوت کی گئی وہ چیز جو اس کے

غیر کے آگے رکھی گئی بجائے اس شخص کے جس کی دعوت نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَضَافَ رَجُلًا إِلٰى طَعَامٍ وَأَقْبَلَ هُوَ عَلٰى عَمَلِه.

جو کسی مرد کی ضیافت کرے اور خود اپنے کام پر متوجہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے کہ نہیں لازم ہے دعوت کرنے والے پر یہ کہ کھائے ساتھ مدعو کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں جانتا میں کوئی دلیل اس میں کہ دعوت کرنے والے کا مہمان کے ساتھ کھانا شرط ہے مگر یہ کہ وہ زیادہ تر کھولنے والا ہے واسطے چہرے اس کے کی سو جس نے کیا تو اس نے ضیافت میں مبالغہ کیا اور جس نے نہ کیا تو یہ جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مہمانوں کے قصے میں کہ وہ باز رہے کھانے سے یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ کھائیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے اس قول سے انکار کیا۔ (فتح)

٥٠١٥ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ النَّضْرَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُلَامٍ لَّهُ خَيَّاطٍ فَأَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ وَّعَلَيْهِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أَجْمَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَأَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰى عَمَلِهٖ قَالَ أَنَسٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مَا صَنَعَ.

٥٠١٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام پر داخل ہوئے سو وہ آپ کے پاس پیالہ لایا جس میں کھانا تھا اور اس پر کدو تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو تلاش کر کے کھانے لگے سو جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جمع کرنے لگا اور غلام اپنے کام پر متوجہ ہوا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جو کیا۔

بَابُ الْمَرَقِ.

شوربے کا بیان۔

٥٠١٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّ خَيَّاطًا

٥٠١٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو تیار کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا سو لائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَّقَدِيْدٌ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ.

روٹی جو کی اور شوربا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو ڈھونڈتے تھے سو میں ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں اس دن کے بعد۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں کہا ابن تین نے کہ ایک روایت میں شوربے کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں خشک گوشت کا اور ایک روایت میں ثرید کا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے میں کہتا ہوں کہ پوری روایت یہ ہے جو اس باب میں ہے کہ اس میں ان سب چیزوں کا ذکر ہے مگر ثرید کا ذکر نہیں اور ایک حدیث میں شوربے کا ذکر صریح آچکا ہے لیکن وہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے کہ جب تو ہانڈی پکائے تو شوربا بہت کر اور اس سے ایک چلو اپنے ہمسائے کو دے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں جو حج میں ہے کہ پھر ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا گیا پھر ہانڈی میں ڈال کر پکایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔ (فتح)

بَابُ الْقَدِيْدِ.

بیان خشک گوشت کا۔

٥٠١٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيْهَا دُبَّآءٌ وَّقَدِيْدٌ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ يَأْكُلُهَا.

۵۰۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ شوربا لائے گئے جس میں کدو تھا اور خشک گوشت سو میں نے آپ کو دیکھا کدو تلاش کر کے اس کو کھاتے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے باب میں۔

٥٠١٨ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ أَرَادَ أَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ

۵۰۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا حضرت ﷺ نے اس سے مگر ایک برس میں کہ لوگ اس میں بھوکے ہوئے حضرت ﷺ نے چاہا کہ مال دار محتاج کو کھلائے اور بے شک ہم بکری پاؤں اٹھا رکھتے پندرہ دن کے بعد کھاتے حضرت ﷺ کے لوگوں نے گندم کی روٹی سالن

عَشْرَةَ وَمَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلَاثًا.

والی سے تین دن پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور اول اس کے سوال تابعی کا ہے قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع ہونا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ جواب دیا سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرجع ضمیر کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں مافعلہ طرف نہی کی ہے اس سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلٰى صَاحِبِهٖ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا قَالَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَأْسَ أَنْ يُّنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ إِلٰى مَائِدَةٍ أُخْرٰى.

جو لے یا آگے کرے اپنے ساتھ کے مائدے پر کچھ چیز اور کہا ابن مبارک نے کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ دے بعض بعض کو اور نہ دے ایک دستر خوان سے طرف دوسرے دستر خوان کی۔

٥٠١٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّقَدِيْدٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الصَّحْفَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَّوْمِئِذٍ وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

٥٠١٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو اس نے تیار کیا تھا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کدو تلاش کرتے تھے پیالے کے کناروں سے سو میں ہمیشہ دوست رکھتا ہوں کدو کو اس دن سے، کہا ثمامہ نے انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں کدو کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جمع کرنے لگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ کہا ثمامہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میں کدو کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جمع کرنے لگا اور حمید کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ میں اس کو جمع کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کرنے لگا اور یہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ وہ اس کو ایک برتن سے دوسرے

برتن کی طرف یا قریب کرے اس کو نفس اس برتن میں جس سے کھاتا ہے کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے کہ بعض بعض کو دے ایک دستر خوان میں اس واسطے کہ یہ کھانا خاص ان کے آگے رکھا گیا ہے سو جائز ہے واسطے ان کے کہ سب کھانا کھالیں اور وہ سب اس میں شریک ہیں اور پہلے گزر چکا ہے حکم ساتھ اس کے کہ ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے سو جو دے اپنے ساتھی کو اس کھانے سے کہ اس کے آگے ہے تو گویا کہ اس نے اختیار کیا اس کو ساتھ حصے اپنے کے باوجود اس چیز کے کہ واسطے اس کے اس میں ساتھ اس کے ہے شراکت سے اور یہ برخلاف اس شخص کے ہے جو دوسرے دستر خوان پر ہو اس واسطے کہ اگرچہ دینے والے کے واسطے اس میں حق ہے اس کھانے میں کہ اس کے آگے ہے لیکن نہیں حق ہے واسطے دوسرے کے اس کے لینے میں اس دستر خوان سے اس واسطے کہ اس کو اس میں شرکت نہیں ہے اور البتہ اشارہ کیا ہے اسماعیلی نے اس کی طرف کہ نہیں حجت ہے بیچ قصے درزی کے واسطے مناولت طعام کے اس واسطے کہ وہ کھانا حضرت ﷺ کے واسطے تیار کیا گیا تھا اور قصد کیے گئے ساتھ اس کے اور جس نے آپ کے آگے کدو جمع کیا تھا وہ آپ کا خادم تھا یعنی پس نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس کے کہ جائز ہے آپس میں دینا بعض مہمانوں کا بعض کو مطلق۔ (فتح)

بَابُ الرُّطَبِ بِالْقِثَّآءِ.

کھانا تازہ کھجور کا ساتھ ککڑی کے یعنی دونوں کو اکٹھے کھانا اور البتہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بعد سات بابوں کے الجمع بین اللونین۔

٥٠٢٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ.

٥٠٢٠۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ کھاتے تازہ کھجور ساتھ ککڑی کے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے ترجمہ ایک روایت میں موافق لفظ حدیث کے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْحَشَفِ.

باب ہے ردی کھجور کے بیان میں۔

٥٠٢١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُوْنَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا

٥٠٢١۔ حضرت ابو عثمان سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سات رات مہمان رہا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کی عورت اور اس کا خادم رات کو باری باری سے اٹھتے تھے تہائی تہائی یہ نماز پڑھتا پھر اس کو جگاتا اور ابو عثمان نے کہا کہ میں

يُصَلِّي هٰذَا ثُمَّ يُوقِظُ هٰذَا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ.

نے اس سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب میں کھجوریں بانٹیں تو مجھ کو سات کھجوریں پہنچیں ان میں سے ایک ردی تھی۔

فائدہ: اور آئندہ روایت میں ہے کہ مجھ کو پانچ کھجوریں پہنچیں چار کھجوریں اور ایک ردی، کہا کرمانی نے کہ ان میں منافات نہیں اس واسطے کہ تخصیص سات عدد کے نہیں نفی کرتی ہے زائد کو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ اول پانچ پانچ کھجور کے بانٹنے کا اتفاق پڑا تھا پھر کچھ کھجوریں بچ رہیں پھر ان کو تقسیم کیا تو دو دو آئیں سو ایک راوی نے ابتدا امر کو بیان کیا ہے اور دوسرے نے منتہی کو اور یہ جو کہا اثلاثا یعنی ہر ایک ان میں سے تہائی رات اٹھ کر عبادت کرتا تھا سو جو اول شروع کرتا جب اپنی تہائی سے فارغ ہوتا تو دوسرے کو جگا دیتا اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حشفہ ردی کھجور کو کہتے ہیں اور وہ اس طور سے ہے کہ خشک ہو جائے تر کھجور درخت پر پہلے اس سے کہ پکے اور حشفہ اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ خشک ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی سخت ہے اور اس میں کچھ منافات نہیں ردی بھی ہو اور سخت بھی۔ (فتح)

۵۰۲۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا تَمْرًا فَأَصَابَنِي مِنْهُ خَمْسٌ أَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَّحَشَفَةٌ ثُمَّ رَأَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِي.

۵۰۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم میں کھجوریں تقسیم کیں سو مجھ کو اس سے پانچ کھجوریں پہنچیں چار کھجوریں اور ایک حشفہ پھر میں نے حشفہ کو دیکھا کہ وہ ان میں سخت تر تھی میرے دانتوں کے واسطے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب لوگوں میں زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو سلام کے ساتھ بخل کرے اور عاجز تر وہ شخص ہے جو دعا سے عاجز ہو۔ (فتح)

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ.

تازہ کھجور اور خشک کھجور دونوں کا ساتھ کھانا۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُزِّيْ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور ہلا اپنی طرف کھجور کی ٹہنی تا کہ گریں تجھ پر تازہ کھجوریں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر جانتا اللہ کہ نفاس والی عورت کے واسطے کوئی چیز تازہ کھجور سے بہتر ہے تو البتہ مریم علیہا السلام کو اس کے ساتھ حکم کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ نفاس والی کے واسطے تر کھجور سے کوئی چیز بہتر نہیں اور

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نفاس والی کو تازہ کھجوریں کھلاؤ اور اگر تازہ کھجور نہ ہو تو خشک کھجور ہی سہی اور اللہ کے نزدیک کوئی با اکرام نہیں اس درخت سے جس کے نیچے مریم علیہا السلام اتریں اور جمہور نے تساقط تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور البتہ پیٹ بھر کر کھایا ہم نے دو کالی چیزوں سے خشک کھجور اور پانی سے۔

فائدہ: بہر حال برابری کرنا درمیان پانی اور کھجور کے اور باوجود اس کے کہ پانی ان کے نزدیک میسر تھا اس واسطے کہ سیرابی نہیں حاصل ہوتی اس سے بغیر پیٹ بھرنے کے کھانے سے اس واسطے کہ صرف پانی بغیر کھانے کے ضرر کرتا ہے لیکن دونوں کو ملایا گیا واسطے نہ سیر ہونے کے ایک سے جب کہ فوت ہو یہ دوسرے سے پھر سیر ہونے اور سیراب ہونے کو ایک کے فعل کے ساتھ تعبیر کیا گیا جیسے تعبیر کی گئی کھجور اور پانی سے ساتھ صفت ایک کے۔ (فتح)

۵۰۲۳ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ يَهُودِيٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِي فِي تَمْرِي إِلَى الْجِدَادِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْأَرْضُ الَّتِي بِطَرِيقِ رُومَةَ فَجَلَسَتْ فَخَلَا عَامًا فَجَآءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الْجَدَادِ وَلَمْ أَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قَابِلٍ فَيَأْبَى فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ امْشُوا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُودِيِّ فَجَآءُونِي فِي نَخْلِي فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ

۵۰۲۳ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ایک یہودی تھا اور مجھ کو قرض دیتا تھا میری کھجوروں میں پھل کاٹنے کے وقت تک اور واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے زمین تھی جو رومہ کے راستے میں ہے سو میں بیٹھا یعنی ایک سال قرض پیچھے رہا یا رہی زمین پھلوں سے کھجور کے درختوں کی جہت ست یعنی ایک سال کھجور کے درختوں پر پھل نہ لگا سو پھل کاٹنے کے وقت یہودی میرے پاس آیا اور میں نے ان سے کچھ چیز نہ کاٹی سو میں اس سے آئندہ سال تک مہلت مانگنے لگا اس نے نہ مانا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ چلو ہم جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے یہودی سے مہلت مانگیں سو وہ میرے پاس آئے میرے کھجوروں کے باغ میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودی سے کلام کرنے لگے اس نے کہا ابوالقاسم! میں اس کو مہلت نہیں دوں گا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو کھڑے ہوئے اور کھجور کے

فَيَقُوْلُ أَبَا الْقَاسِمِ لَا أُنْظِرُهُ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ جَآءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبٰى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ افْرُشْ لِيْ فِيْهِ فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرٰى فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَأَبٰى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ جُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجَدَادِ فَجَدَدْتُ مِنْهَا مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِنْهُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ عُرُوْشٌ وَعَرِيْشٌ بِنَاءٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَعْرُوْشَاتٍ﴾ مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ يُقَالُ عُرُوْشُهَا أَبْنِيَتُهَا.

درختوں میں گھومے پھر آ کر اس سے کلام کیا اس نے نہ مانا سو میں کھڑا ہوا اور تھوڑی تازہ کھجور لایا پس میں نے اس کو حضرت ﷺ کے آگے رکھا سو حضرت ﷺ نے اس کو کھایا پھر فرمایا اے جابر! تیرا چھپر کہاں ہے؟ میں نے آپ کو خبر دی سو فرمایا کہ میرے واسطے اس میں بستر بچھا میں نے آپ کے لیے بستر بچھایا حضرت ﷺ اس میں داخل ہوئے اور سوئے پھر جاگے تو میں آپ کے پاس ایک مٹھی تازہ کھجور لایا تو حضرت ﷺ نے اس سے کھایا پھر اٹھے اور یہودی سے کلام کیا یہودی نے نہ مانا تو حضرت ﷺ تازہ کھجوروں میں جو درختوں میں تھیں دوسری بار کھڑے ہوئے پھر فرمایا اے جابر! میوہ کاٹ اور قرض ادا کر سو کھڑے ہوئے جداد میں سو میں نے کاٹا جو اس کا قرض ادا کیا اور باقی بچا سو میں نکلا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے آپ کو بشارت دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں بے شک اللہ کا رسول ہوں کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ عرش اور عریش بنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معروشات کی تفسیر میں جو چڑھا جاتا ہے چھپروں پر انگور وغیرہ سے اور عروشہا کے معنی ہیں اس کی بنائیں۔

فائدہ: میوہ کاٹنے تک قرض لینا معارض ہے اس کو امر بیع سلم کی مدت معین تک سو یہ محمول ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے اقتصار کرنے میں جداد پر اختصار اور یہ کہ وقت اصل عقد میں معین تھا اور یہ جو فرمایا کہ کہاں ہے چھپر تیرا یعنی وہ مکان جو تو نے اس کو باغ میں بنایا ہے تا کہ تو اس کے سائے میں بیٹھے اور اس میں دوپہر کو سوئے اور مراد تفسیر جابر رضی اللہ عنہ کی عرش کے ہے جس پر حضرت ﷺ سوئے تھے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ سایہ کیا جائے اس کے ساتھ اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے چار پائی ہے کہا ابن تین نے کہ حدیث میں ہے کہ نہ خالی تھے وہ قرض سے واسطے قلیل ہونے چیز کے نزدیک ان کے اس وقت اور یہ کہ پناہ مانگے قرض سے مراد ساتھ اس کے بہت قرض ہے یا جس کے ادا کرنے کے واسطے کچھ نہ پائے اور اسی واسطے حضرت ﷺ نے وفات پائی اور آپ کی زرہ گروی تھی

جو میں جس کو اپنے گھر والوں کے واسطے لیا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب کی ملاقات کو جاتے تھے اور باغوں میں داخل ہوتے تھے اور اس میں قیلولہ کرتے تھے اور ان کے سائے میں بیٹھتے تھے اور سفارش کرنا بیچ مہلت دینے اس شخص کے کہ پاتا ہے غیر اس چیز کا جو اس پر مستحق ہے تا کہ ہو ارفق ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ الْجُمَّارِ. کھانا جمار کا۔

فائدہ: جمار کے کھانے کا بیان کتاب البیوع میں ہو چکا ہے۔

٥٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ إِذَا أُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِي النَّخْلَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ أَنَا أَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ.

٥٠٢٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک کھجور کا گودا آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک درختوں میں سے ایک درخت ہے کہ اس کی برکت مسلمان کی برکت کی مانند ہے سو میں نے گمان کیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے یا حضرت! پھر میں نے مڑ کر دیکھا سو اچانک میں دسواں تھا دس آدمیوں کا یعنی نو آدمی اور تھے دسواں میں تھا میں ان سب میں چھوٹا تھا سو میں چپ رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: جمار ایک چیز ہے سفید نرم کہ کھجور کا سر پھاڑ کر اس کے اندر سے نکالتے ہیں مزے دار ہوتی ہے اس کو کھجور کا گودا کہتے ہیں۔

بَابُ الْعَجْوَةِ. باب ہے عجوہ کھجور کے بیان میں۔

فائدہ: عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے مدینے میں معروف۔

٥٠٢٥ ـ حَدَّثَنَا جُمْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي

٥٠٢٥۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کو سات کھجور عجوہ کھائے اس دن اس کو کوئی زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا۔

ذٰلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ.

دو دو کھجور کو جوڑ کر کھانا واسطے اس شخص کے جو جماعت کے ساتھ کھائے یعنی اس کا کیا حکم ہے؟۔

٥٠٢٦ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَرَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ يَقُوْلُ إِلَّا أَنْ يَّسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ الْإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ.

٥٠٢٦ - حضرت جبلہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سال قحط پہنچا یعنی جب کہ وہ خلیفہ تھا اس نے ہم کو کھجوریں دیں ہماری روزی میں اور وہ قدر وہ ہے کہ خرچ کرتا تھا واسطے ان کے ہر سال میں مال خراج وغیرہ سے بدلے نقد کے کھجوریں واسطے کم ہونے نقد کے اس وقت بسبب بھوک کے کہ حاصل ہوئی سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس گزرتے تھے اور ہم کھاتے اور کہتے کہ دو دو جوڑ کر مت کھاؤ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑ کر کھانے سے منع کیا ہے پھر کہتے مگر یہ کہ اپنے بھائی سے اجازت مانگے، کہا شعبہ نے کہ اجازت مانگنے کا حکم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے ہے۔

فائدہ: مگر یہ کہ اپنے بھائی سے اجازت مانگے یعنی جب وہ اس کو اجازت دے تو جائز ہے اور مراد ساتھ بھائی کے اس کا ساتھی ہے جو شریک ہو ساتھ اس کے اس کھجور میں اور یہ جو کہا کہ اجازت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے ہے تو اور روایتوں میں یہ اجازت صفت سے بھی ثابت ہو چکی ہے اور صریح تر اس میں وہ حدیث ہے جو بزار نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان کھجوریں بانٹیں سو بعض جوڑ جوڑ کر کھاتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جوڑ جوڑ کر کھائے مگر اپنے ساتھیوں کی اجازت سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اس کو ایک بار مرفوع نہیں کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں ان کی سند رفع نہ ہو اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے سو انہوں نے فتویٰ دیا اور مفتی کبھی اپنے فتویٰ میں سند کو بیان نہیں کرتا اور البتہ اختلاف ہے مسئلے کے حکم میں نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اختلاف ہے اس نہی میں کہ یہ تحریم ہے یا کراہت پر اور ٹھیک تفصیل ہے سو اگر کھانا اس نے کے درمیان مشترک ہو تو جوڑ جوڑ کر کھانا حرام ہے مگر ساتھیوں کی رضا مندی سے اور حاصل ہوتی ہے رضا مندی ان کی تصریح سے یا جو اس کے قائم مقام ہو قرینہ حال سے اس طور سے کہ غالب ہو یہ گمان پر اور اگر کھانا ان کے غیر کے واسطے ہو تو حرام ہوتا ہے قران اور اگر ایک کے واسطے ہو اور وہ ان کو کھانے کی اجازت دے تو شرط ہے رضا مندی اس کی دو قران

اورحرام ہے واسطے اس کے غیر کے کی اور جائز ہے قران وہ واسطے اس کے مگر یہ کہ مستحب ہے کہ اجازت مانگے ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ کھاتے ہوں اور بہتر ہے واسطے دعوت کرنے والے کے کہ جوڑ جوڑ کر نہ کھائے تا کہ اپنے مہمان کے برابر رہے مگر یہ کہ کھانا بہت ہو ان سے بچ رہے باوجود اس کے کہ ادب کھانے میں مطلق ترک کرنا اس چیز کا ہے جو حرص کو تقاضا کرے مگر یہ کہ جلدی کرنے والا ہو جلدی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کسی اور شغل کے واسطے اور ذکر کیا ہے خطابی نے کہ شرط اس اجازت مانگنے کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط انہیں کے زمانے میں تھی جب کہ تنگی اور فقر میں تھے اور بہر حال آج کل کے زمانے میں باوجود وسعت اور فراغت مال کے سو نہیں حاجت ہے اجازت مانگنے کی اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ صواب تفصیل ہے اس واسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے نہ ساتھ خصوص سبب کے کس طرح ہو سکتا ہے یہ اور حالانکہ وہ ثابت نہیں ۔ میں کہتا ہوں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو میں نے پہلے بیان کی اس کی طرف راہ دکھلاتی ہے اور وہ قوی ہے یعنی حکم تنگی کے زمانے میں تھا اور وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں اصحاب صفہ میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف کھجور عجوہ یعنی عمدہ قسم کی بھیجی سو ہم بھوک کے مارے دو دو اکٹھی کھاتے تھے اور دستور تھا کہ جب کوئی دو دو اکٹھی کھاتا تو اپنے ساتھیوں سے کہتا کہ میں دو دو اکٹھی کھاتا ہوں سو تم بھی دو دو کھاؤ اور ابن زبیر کا قصہ بھی جو باب کی حدیث میں ہے اس طرح ہے اور ابن شاہین نے ناسخ اور منسوخ میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو منع کیا کرتا تھا جوڑ جوڑ کر کھجور کھانے سے اور بے شک اللہ نے تم پر وسعت کی سو جوڑ جوڑ کر کھاؤ اور شاید نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس حدیث کی طرف اس واسطے کہ اس کی سند میں ضعف ہے کہا حازمی نے کہ حدیث نہی کی اصح اور اشہر ہے مگر یہ کہ امر اس میں آسان ہے اس واسطے کہ یہ عبادات کے باب سے نہیں ہے بلکہ وہ دنیاوی مصالح کے قبیل سے تھا سو کفایت کی جائے گی بیچ اس کے ساتھ ایسی حدیث کے اور مضبوط کرتا ہے اس کو اجماع امت کا اس کے جائز ہونے پر اسی طرح کہا ہے اس نے اور مراد اس کی ساتھ جواز کے اس حال میں ہے جب کہ ہو شخص مالک اس کھانے کا اگر چہ ہو ساتھ طریق اجازت کے بیچ اس کے جیسے کہ تقریر کی ہے اس کی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں تو جائز نہیں رکھا ہے کسی نے علماء میں سے کہ مختار ہو کوئی ساتھ مال غیر کے بغیر اس کی اجازت کے یہاں تک کہ اگر قائم ہو قرینہ جو دلالت کرے اس پر کہ جس نے مہمانوں کے آگے کھانا رکھا ہے نہیں راضی ہے مختار ہونے بعض کے سے بعض پر تو حرام ہے مختار ہونا یقیناً اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے مکارمت یعنی باہم کرم کرنا بیچ اس کے جب کہ قائم ہو قرینہ رضامندی کا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے خوب یہ کہ کھائے زیادہ اپنے ساتھیوں سے۔

تنبیہ : بیچ معنی کھجور خشک کے ہے کھجور تازہ اور اسی طرح منقی اور انگور اور مانند دونوں کی واسطے واضح ہونے علت جامعہ کے کہا قرطبی نے کہ حمل کیا ہے اہل ظاہر نے اس نہی کو تحریم پر اور یہ سہو ہے ان سے اور جہل ہے ساتھ سیاق

حدیث کے اور معنی کے اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اوپر حال مشارکت کے یعنی باہم شریک ہونے کے بیچ کھانے کے اور جمع ہونے کے اوپر اس کے ساتھ دلیل سمجھتے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو اس کا راوی ہے اور وہ زیادہ سمجھنے والا ہے واسطے مقال کے اور افقہ ہے ساتھ حال کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جس کے آگے کھانا رکھا جائے کہ کب اس کا مالک ہوتا ہے سو کہا بعض نے کہ رکھنے کے ساتھ اور بعض نے کہا کہ ساتھ اٹھانے کے طرف منہ اپنے کے بنا بر پہلے قول کی سو ملک ان کا اس میں برابر ہے پس نہیں جائز ہے جوڑ کر کھانا مگر باقی لوگوں کی اجازت سے اور بنا بر دوسرے قول کے جائز ہے کہ جوڑ کے کھائے لیکن جو تفصیل کہ پہلے گزری وہی ہے جس کو فقہ کے قاعدے چاہتے ہیں ہاں جو مہمانوں کے آگے رکھا جائے اور اسی طرح جو شادیوں میں نثار کیا جاتا ہے اس کی راہ عرف میں مکارمت کی ہے نہ مشترک ہونا واسطے مختلف ہونے لوگوں کے بیچ مقدار کھانے کے اور نہ بیچ محتاج ہونے طرف تناول کے چیز سے اور اگر حمل کیا جائے اس پر کہ اس میں سب کا حصہ برابر ہے تو البتہ مشکل ہو کام رکھنے والے پر اور جس کے آگے رکھا گیا اور البتہ نہ جائز ہو واسطے اس شخص کے کہ نہیں کفایت کرتا اس کو تھوڑا یہ کہ کھائے زیادہ حصہ اس شخص کے سے جو تھوڑے کھانے سے سیر ہو جاتا ہے اور جب کہ نہیں ہیں لوگ شریک بیچ اس کے تو معلوم ہو گیا کہ امر اس میں نہیں ہے اطلاق پر ہر حال میں۔ (فتح)

بَابُ الْقِثَّآءِ. ککڑی کے بیان میں۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۰۲۷ ـ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ.

۵۰۲۷۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے تھے۔

بَابُ بَرَكَةِ النَّخْلِ. کھجور کے درخت کی برکت۔

۵۰۲۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً تَكُونُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ.

۵۰۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک درختوں میں ایک درخت ہے کہ مسلمان کی مانند ہوتا ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علم میں گزر چکی ہے۔

بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ. دو رنگوں یا دو کھانوں کو ایک بار جمع کرنا۔

فائدہ: یعنی ایک حالت میں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف ضعیف کرنے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو سالن ہیں ایک برتن میں نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس میں راوی مجہول ہے۔ (فتح)

٥٠٢٩ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ.

٥٠٢٩۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے تھے۔

فائدہ: واقع ہوئی ہے بیچ روایت طبرانی کے کیفیت کھانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی واسطے ان دونوں کے سو روایت کی ہے اس نے اوسط میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ککڑی تھی اور بائیں ہاتھ میں تازہ کھجور اور آپ ایک بار اس سے کھاتے ایک بار اس سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ سے تازہ کھجور اور بائیں سے تربوز لیتے سو تازہ کھجور کو تربوز کے ساتھ کھاتے اور یہ سب میووں سے آپ کو بہت پیارا تھا اور اس کی سند بھی ضعیف ہے اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تازہ کھجور اور خربوزے کو اکٹھا کھاتے اور ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میری ماں نے چاہا کہ میرا علاج کرے واسطے موٹا کرنے میرے بدن کے تا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل کرے سو نہ قائم ہوا واسطے اس کے یہ یہاں تک کہ میں نے تازہ کھجور کو ککڑی کے ساتھ کھایا سو میں موٹی ہوئی جیسے خوب موٹی عورت ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو انہوں نے مجھ کو ککڑی خشک کھجور کے ساتھ کھلائی سو میں موٹی ہوئی جیسے خوب چربی اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکھن اور خشک کھجور کو دوست رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دودھ اور کھجور کو دوست رکھتے تھے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اول حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جائز ہے کھانا دو چیز کا اکٹھے میووں وغیرہ سے اور جائز ہے دو کھانوں کو اکٹھے کھانا اور لیا جاتا ہے اس سے جواز فراخی کرنے کا کھانے کی چیزوں میں اور نہیں ہے اختلاف درمیان علماء کے اس کے جائز ہونے میں اور جو سلف سے اس کے برخلاف منقول ہے وہ محمول ہے کراہت پر واسطے منع کرنے عادت توسع اور آسودگی کے بغیر مصلحت دینی کے کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس سے جواز مراعاۃ کھانوں کے صفات اور طبیعتوں کا اور استعمال کرنا ان کا اور پر وجہ لائق کے بنا بر قاعدے طب کے اس واسطے کہ تازہ

کھجور میں حرارت ہے اور ککڑی میں سردی ہے اور جب دونوں اکٹھے کھائے جائیں تو معتدل ہو جاتی ہیں اور یہ بڑا اصل ہے بیچ مرکب چیزوں کے دواؤں سے اور ابوداؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی اس کی سردی سے ٹوٹ جاتی ہے اور اس کی گرمی اس کی سردی سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَدْخَلَ الضِّيفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَّالْجُلُوسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً.

بیان اس شخص کا جو دس دس مہمانوں کو داخل کرے اور بیٹھنا کھانے پر دس دس ہو کے۔

فائدہ: یعنی جب اس کی حاجت ہو واسطے تنگ ہونے طعام کے یا مکان بیٹھنے کے اوپر اس کے۔

۵۰۳۰ ۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ سِنَانٍ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّهُ عَمَدَتْ إِلَى مُدٍّ مِنْ شَعِيرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيفَةً وَّعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَدَعَوْتُهُ قَالَ وَمَنْ مَّعِي فَجِئْتُ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَقُولُ وَمَنْ مَّعِي فَخَرَجَ إِلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ صَنَعَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَدَخَلَ فَجِيءَ بِهِ وَقَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوا فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوا فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً حَتَّى عَدَّ أَرْبَعِينَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ.

۵۰۳۰ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کی ماں نے ایک مد جو کی طرف قصد کیا اس کو موٹا آٹا کیا پھر اس سے عصیدہ بنایا اور کپی نچوڑی جو اس کے پاس تھی پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں تھے سو میں نے آپ کی دعوت کی فرمایا اور جو میرے ساتھ ہیں ان کی بھی دعوت سو میں آیا تو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور جو میرے ساتھ ہیں ان کی بھی دعوت تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلا کہا یا حضرت! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک چیز ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کو تیار کیا ہے یعنی صرف آپ کے واسطے کھانا پکایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور کھانا آپ کے پاس لایا گیا اور فرمایا کہ دس آدمیوں کو میرے پاس اندر لاؤ سو وہ داخل ہوئے سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر فرمایا کہ دس آدمی اور میرے پاس اندر لاؤ سو وہ داخل ہوئے سو انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا کہ دس اور میرے پاس اندر لاؤ یہاں تک کہ چالیس آدمیوں کو گنا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پھر کھڑے ہوئے سو میں دیکھنے لگا کہ کیا کھانے سے کچھ چیز کم ہوئی؟۔

فائدہ: خطیفہ یہ ہے کہ دودھ لیا جاتا ہے اور اس پر آٹا ڈالا جاتا ہے اور پکایا جاتا ہے اور اس کو لوگ چاٹتے ہیں اور انگلیوں سے اس کو اچک لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں نے انس رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا کہ فقط تنہا آپ کی دعوت کرے اور نہیں ہمارے پاس جو پیٹ بھرے جن کو میں دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس میں برکت کرے گا کہا ابن بطال نے کہ کھانے پر اکٹھے ہونا برکت کے اسباب سے ہے اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ اکٹھے ہوا کرو اپنے کھانے پر اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو تمہارے واسطے اس میں برکت ہوگی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو دس دس کر کے داخل کیا اور اللہ خوب جانتا ہے اس واسطے کہ پیالہ ایک تھا اور نہیں ممکن ہے کہ جماعت کثیر اس سے کھانے پر قادر ہو باوجود کم ہونے طعام کے سوان کو دس دس کیا تا کہ قادر ہوں کھانے پر اور نہ ہجوم کیے جائیں اور نہیں ہے حدیث میں کہ دس سے زیادہ آدمیوں کا کھانے پر اکٹھا ہونا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّومِ وَالْبُقُوْلِ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو مکروہ ہے لسن سے اور ساگوں سے اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ہے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی وہ ساگ جن کی بو مکروہ ہے اور کیا نہی دخول مسجد سے واسطے کھانے اس کے کی عموم پر ہے یا صرف کچے کے کھانے پر سوائے پکے ہوئے کے وقد تقدم بیان ذلك فی کتاب الصلوة۔

۵۰۳۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ قِيْلَ لِأَنَسٍ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الثُّومِ فَقَالَ مَنْ أَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا.

۵۰۳۱۔ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے حق میں کچھ سنا ہے؟ سو کہا کہ جو لہسن کھائے ہماری مسجد میں نہ آئے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ جو اس درخت یعنی لہسن سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اور واقع ہوا ہے واسطے ہمارے سبب اس حدیث کا سو روایت کی ہے دارمی نے کہ ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئی اور انہوں نے کچا لہسن پیاز کھایا تھا اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایذا پائی۔

۵۰۳۲ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا زَعَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ

۵۰۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے یا ہماری مسجد سے الگ رہے۔

بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں جس سے تو کانا پھوسی نہیں کرتا اس میں مباح کرنا ہے اس کا واسطے غیر حضرت ﷺ کے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے سوائے اور کو اس کا کھانا درست ہے جس جگہ کہ نمازیوں کو اس سے ایذا نہ ہو واسطے تطبیق دینے کے حدیثوں میں اور اختلاف ہے حضرت ﷺ کے حق میں بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر حرام تھا اور اصح یہ ہے کہ مکروہ ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے لا بیچ جواب اس سوال کے کہ کیا حرام ہے وہ اور حجت اول قول کی یہ ہے کہ علت بیچ منع ہونے کے ہمیشہ رہنا فرشتے کا ہے ساتھ آپ کے اور یہ کہ کوئی ساعت نہیں مگر کہ ممکن ہے کہ اس میں فرشتہ آپ سے ملے اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جائز ہے کھانا لہسن اور پیاز کا اور کراث کا مگر اتنا فرق ہے کہ جو اس کو کھائے اس کا مسجد میں آنا مکروہ ہے اور لاحق کیا ہے فقہاء نے ساتھ ان کے اس چیز کو جو ان کے معنوں میں ہے بدبودار ساگوں سے مانند مولی کی اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث طبرانی میں اور قید کیا ہے اس کو عیاض نے ساتھ اس شخص کے جو اس سے ڈکار مارے اور لاحق کیا ہے بعض شافعیوں نے شدید بخر کو اور وہ شخص جس کے ساتھ زخم ہو کہ اس سے بدبو اڑتی ہو اور اختلاف ہے کراہت میں جمہور تنزیہ پر ہیں اور ظاہر یہ ہے سے تحریم ہے۔ (فتح)

بَابُ الْكَبَاثِ وَهُوَ ثَمَرُ الْأَرَاكِ.

باب ہے کباث کے بیان میں اور وہ جو پیلو کا پھل ہے

٥٠٣٣ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ فَقَالَ أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا.

٥٠٣٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ مر الظہران (ایک منزل کا نام ہے) میں اترے ہم پیلو کے پھل چن چن کر کھاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم جانو کالا پھل پیلو کا کہ وہ بہتر اور خوشبودار ہے سو کہا گیا کہ کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور کوئی بھی ایسا پیغمبر ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں۔

فائدہ: سوال میں اختصار ہے اور تقدیر یہ ہے کہ کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے یہاں تک کہ آپ نے خوشبودار پھل پہچانا اس واسطے کہ بکریاں چرانے والا بکریوں کے چرانے کے واسطے درختوں کے نیچے بار بار پھرتا ہے اور پیغمبروں نے بکریاں کیوں چرائیں اس کی حکمت احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور فائدہ دیا ہے ابن تین نے بیچ خاص ہونے بکریوں کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اس کے سواری نہیں کی جاتی پس نہیں فخر کرنا نفس ان کے سوار ہونے

کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مباح ہے کھانا پھل اس درخت کا جو کسی کے ملک میں نہ ہو۔

بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ.

کھانے کے بعد کلی کرنا۔

٥٠٣٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَأَكَلْنَا فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ بُشَيْرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا مَعَهُ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْيَانُ كَأَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيٰى.

۵۰۳۴۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کو نکلے سو جب ہم صہباء میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو سو ہم نے کھایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے سو کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی، کہا یحییٰ نے سنا میں نے بشیر سے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے سوید نے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو جب ہم صہباء میں تھے کہا یحییٰ نے اور وہ خیبر سے اول روز کی راہ پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو سو ہم نے اس کو خشک منہ میں ڈالا سو ہم نے اس سے کھایا پھر آپ نے پانی منگوایا اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور تازہ وضو نہ کیا، کہا سفیان نے جیسے تو اس کو یحییٰ سے سنتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ.

انگلیوں کو چاٹنا اور چوسنا پہلے اس سے کہ رومال سے پونچھے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس نے اس کو ساتھ رومال کے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کی طرف جو واقع ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہ ملے اپنے ہاتھ کو رومال سے یہاں تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹے لیکن حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو اگلے باب میں مذکور ہے صریح ہے کہ ان کے پاس رومال نہ تھے اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے اس پر کہ اگر ان کے پاس رومال ہوتے تو ان سے ہاتھ پونچھتے سو حدیث نہی کی محمول ہے اس شخص پر جو پائے اور نہیں ہے مفہوم واسطے اس کے بلکہ حکم اسی طرح

ہے اگر ملے ساتھ غیر رومال کے اور مراد رومال سے وہ رومال ہے جو چکنائی دور کرنے کے واسطے تیار کیا گیا ہو نہ وہ رومال جو غسل کے بعد ملنے کے واسطے ہوتا ہے۔ (فتح)

۵۰۳۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا.

۵۰۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ کسی چیز میں نہ پونچھے یہاں تک کہ ہاتھ کو چاٹے یا کسی کو چٹائے۔

فائدہ: اور اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے پھر جب فارغ ہوتے تو ان کو چاٹتے سو احتمال ہے کہ انگلیوں پر ہاتھ بولا ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ کف کے ساری ہتھیلی ہو اور یہی ہے اولیٰ پس شامل ہوگا حکم اس شخص کا جو اپنی ساری ہتھیلی سے کھائے یا انگلیوں سے کھائے یا بعض انگلیوں سے کھائے اور لیا جاتا ہے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ سنت کھانا تین انگلیوں سے ہے اگرچہ زیادہ کے ساتھ کھانا بھی جائز ہے اور کہا عیاض نے کہ تین انگلیوں سے زیادہ کے ساتھ کھانا حرص سے ہے اور سوء ادب ہے اور بڑا کرنا لقمے کا ہے اور اس واسطے کہ نہیں ہے وہ مضطر اس کی طرف واسطے جمع کرنے اس کے کی لقمے کو اور روکنے اس کے تینوں طرف سے اور اگر اس کی طرف مضطر ہو واسطے ہلکے ہونے طعام کے اور نہ سمیٹنے اس کے کی تین انگلیوں سے تو ان کے ساتھ چوتھی یا پانچویں کو ملا لے اور ایک روایت میں ہے ابن شہاب سے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تو پانچ انگلیوں سے کھاتے سو تطبیق درمیان اس کے اور حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف حال کے ہے اور یہ جو کہا کہ کسی غیر کو چٹائے تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد چاٹنے والا اس کا غیر ہے جو اس سے کراہت نہ کرے بیوی سے اور لونڈی سے اور خادم سے اور لڑکے سے اور اسی طرح جو ان کے معنی میں ہو مانند شاگرد کی اعتقاد کرتا ہو برکت کا اس کے چاٹنے سے اور اسی طرح ہے اگر بکری کو چٹائے یا مانند اس کی کو اور کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اپنی انگلیاں اپنے منہ کو چٹائے یعنی پس ہوگا او واسطے شک کے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس کی علت بعض روایتوں میں صریح آ چکی ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب کسی کا لقمہ گر پڑے تو چاہیے کہ دور کرے جو اس کے اذی پہنچے مٹی وغیرہ سے پھر کھائے اس کو اور نہ پونچھے اپنے ہاتھ کو یہاں تک کہ اس کو چاٹے یا چٹائے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے اور یہ علت نہیں منع کرتی اس علت کو جو ابن دقیق العید نے بیان کیا ہے کہ چاٹنے سے پہلے پونچھنے میں زیادہ آلودہ کرنا ہے اس چیز کا جس سے ہاتھ پونچھتا ہے باوجود بے پرواہ ہونے کے اس سے ساتھ

تھوک کے سونہیں منع کرتی ہے پہلی علت اس علت کو اس واسطے کہ کبھی ایک حکم کے واسطے دو علتیں بھی ہوتی ہیں اور زیادہ بھی اور تخصیص ایک پر غیر کی نفی نہیں کرتی اور عیاض نے اس کی اور علت بیان کی ہے سو کہا کہ اس کا حکم اس واسطے کیا تھا کہ کاہلی کریں لوگ تھوڑے کھانے میں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جو کہا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کھانا آدمی کے آگے آتا ہے اس میں برکت ہے نہیں جانتا کہ وہ برکت اس چیز میں جو کھائی اس نے یا جو اس چیز میں جو اس کی انگلیوں پر باقی رہی یا اس چیز میں جو پیالے کی تہ میں رہے یا اس لقمے میں جو گرا پس لائق ہے کہ محافظت کرے اس سبب پر واسطے حاصل کرنے برکت کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ اس کو کھائے اور اس کو شیطان کے واسطے نہ چھوڑے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پیالے کو چاٹے، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد ساتھ برکت کے وہ چیز ہے جو کہ حاصل ہو ساتھ اس کے غذا پانا اور سلامت ہو عاقبت اس کی تکلیف سے اور قوت دے بندگی پر اور علم اللہ کے نزدیک ہے اور حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو برا جانتا ہے انگلیوں کے چاٹنے کو واسطے کراہت کے ہاں حاصل ہوتی ہے یہ کراہت اگر کرے اس کو درمیان کھانے کے اس واسطے کہ وہ اپنی انگلیوں کو پھر کھانے میں ڈالتا ہے اور حالانکہ اس پر اس کی تھوک کا اثر ہوتا ہے اور کہا خطابی نے کہ عیب کیا ہے ایک قوم نے جن کی عقل کو آسودگی نے فاسد کیا سو انہوں نے گمان کیا کہ انگلیوں کو چاٹنا قبیح ہے شاید انہوں نے نہیں جانا کہ جو کھانا کہ ان کی انگلیوں کے ساتھ لگا ہے یا پیالے میں ہے وہ جزء ہے اس چیز کی جزوں سے جس کو انہوں نے کھایا اور جب اس کی باقی جزوں میں کراہت نہ تھی تو اس کی تھوڑی جزء میں بھی کراہت نہ ہو گی اور نہیں ہے اس میں بڑی کراہت چوسنے اس کے سے اپنی انگلیوں کو اپنی لبوں کے اندر سے اور نہیں شک کرتا ہے کوئی عاقل اس میں کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے سو کبھی آدمی کلی کرتا ہے اور اپنی انگلی کو اپنے منہ میں داخل کرتا ہے اور اپنے دانتوں کو اور منہ کو اندر کو ملتا ہے اور نہیں کہا ہے کسی نے کہ یہ کراہت اور بے ادبی ہے اور یہ کہ مستحب ہے پونچھنا ہاتھ کا کھانے کے بعد، کہا عیاض نے کہ محل اس کا وہ ہے کہ نہ محتاج ہو اس میں طرف دھونے کی اس چیز سے کہ نہیں ہے اس میں چکنائی اور لیس اس قسم سے کہ نہیں دور ہوتی ہے مگر ساتھ دھونے کے اس طرح کہا ہے اس نے اور حدیث باب کی تقاضا کرتی ہے کہ منع ہے دھونا اور پونچھنا بغیر چاٹنے کے اس واسطے کہ وہ صریح ہے بیچ حکم کے ساتھ چاٹنے کے سوائے ان دونوں کے واسطے حاصل کرنے برکت کے ہاں کبھی متعین ہوتا ہے بلانا طرف غسل کی بعد چاٹنے کے واسطے دور کرنے بو کے اور اسی طرح ہی محمول ہے وہ حدیث جو روایت کی ہے ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو رات کاٹے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی ہو اور اس کو نہ دھویا ہو سو اس کو کوئی چیز پہنچے یعنی کوئی چیز کاٹ کھائے تو نہ ملامت کرے مگر اپنے نفس کو اور اس میں محافظت کرنا ہے اوپر نہ چھوڑنے کسی چیز کے فضل اللہ کے سے مانند کھانے پینے کی چیز کے اگرچہ عرف میں حقیر ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمِنْدِيْلِ.

باب ہے رومال کے بیان میں۔

فائدہ: باب باندھا ہے ابن ماجہ نے مسح کرنا ساتھ رومال کے۔

٥٠٣٦ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيْلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ.

٥٠٣٦۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے آگ کی پکی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کا حکم پوچھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وضو کرنا لازم نہیں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کھانا کم پاتے تھے سو اگر ہم اس کو پاتے تو ہمارے واسطے رومال نہ تھے مگر ہماری ہتھیلیاں اور بازو اور قدم یعنی کھانے کے بعد ہاتھ کو بازو اور پاؤں سے ملتے پھر ہم نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

فائدہ: اور آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو کرنے کا بیان کتاب الطہارۃ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ.

جب کھانے سے فارغ ہو تو کیا کہے؟۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے اس پر کہ مستحب ہے الحمد للہ کہنا کھانے کے بعد اور الحمد للہ کہنا کئی طور سے آیا ہے یعنی اس میں کوئی چیز معین نہیں ہے۔

٥٠٣٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.

٥٠٣٧۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو کہتے یعنی یہ دعا کرتے الحمد للہ سے آخر تک یعنی اللہ کا شکر ہے بہت ساستھرا بابرکت شکر نہ ایسا شکر جو ایک بار کفایت کرے اور چھوڑ دیا جائے اور اس کی کچھ حاجت نہ رہے اے ہمارے رب!۔

فائدہ: غیر مکفی احتمال ہے کہ ہو ماخوذ کفایت الاناء سے سو معنی یہ ہیں کہ اس حال میں کہ رد کیا گیا اس پر انعام اس کا اور احتمال ہے کہ ہو کفایت سے یعنی اللہ نہیں کفایت کیا گیا اپنے بندوں کے رزق سے اس واسطے کہ نہیں کفایت کرتا ان کو سوائے اس کے اور کہا ابن تین نے کہ نہیں محتاج ہے کسی کی طرف لیکن وہی ہے جو اپنے بندوں کو کھانا دیتا ہے اور ان کو کفایت کرتا ہے اور یہ سب بنا بر اس کے ہے کہ ضمیر واسطے اللہ کے ہے اور احتمال ہے کہ ہو ضمیر واسطے

کھانے کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی دستر خوان پر نہیں کھایا اور مائدہ دستر خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا ہو اور بعض نے جواب دیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں دیکھا اور اس کے غیر نے دیکھا اور مثبت مقدم ہے نافی پر اور مراد ساتھ خوان کے صفت مخصوص ہے اور مائدہ بولا جاتا ہے ہر چیز پر جس پر کھانا رکھا جائے اور کبھی مائدے سے مراد نفس طعام ہوتا ہے یا بقیہ اس کا یا برتن اس کا۔ (فتح)

۵۰۳۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ وَقَالَ مَرَّةً إِذَا رَفَعَ مَآئِدَتَهٗ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَقَالَ مَرَّةً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّنَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى رَبَّنَا.

۵۰۳۸۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے اور ایک بار کہا کہ جب آپ کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو کہتے یعنی یہ دعا کرتے الحمد للہ سے آخر تک یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو کفایت کی کھانے پینے وغیرہ سے اور سیراب کیا نہ کفایت کیا گیا اور نہ انکار کیا گیا اس کے فضل اور اس کی نعمت سے اور ایک بار کہا کہ واسطے تیرے حمد ہے نہ کفایت کیا گیا اور نہ چھوڑا گیا جس کی حاجت نہ رہے۔

فائدہ: غیر مکفور یعنی نہ انکار کیا گیا اس کی نعمت سے اور یہ قوی کرتا ہے اس کو کہ ضمیر واسطے اللہ کے ہے۔

بَابُ الْأَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ. خادم کے ساتھ کھانا۔

فائدہ: یعنی اوپر قصد تواضع کے اور خادم بولا جاتا ہے مرد اور عورت پر عام تر ہے اس سے کہ غلام ہو یا آزاد اور محل اس کا جب کہ ہو سردار مرد یہ کہ ہو خادم ملک اس کے یا محرم اس کا جب کہ خادم عورت ہو اور بالعکس۔

۵۰۳۹ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتٰى أَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَإِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ فَإِنَّهٗ وَلِیَ حَرَّهٗ وَعِلَاجَهٗ.

۵۰۳۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لائے تو اس کو بھی کھانے کے واسطے اپنے پاس بٹھائے اور اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک یا دو لقمے دے اس واسطے کہ خدمت گار کھانے پکانے اور اس کی گرمی سے ملا رہا ہے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت یہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو کھانا تھوڑا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس کو ایک دو لقمے دے دے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جب کھانا بہت ہو تو یا تو اس کو اپنے ساتھ بٹھائے اور یا اس کو اس سے بہت حصہ دے اور والی ہوا ہے اس کی گرمی کا یعنی وقت پکانے کے اور علاج اس کے کا وقت حاصل

کرنے آلات اس کے کی اور بعض نے کہا کہ رکھنا ہانڈی کا آگ پر اور لیا جاتا ہے اس سے کہ روٹی پکانے والے کے معنی میں ہے روٹی کا اٹھانے والا واسطے پائے جانے معنی کے بیچ اس کے اور وہ متعلق ہونا اس کے نفس کا ہے ساتھ اس کے بلکہ لیا جاتا ہے مستحب ہونا بیچ مطلق خادم آدمی کے جو اس کو معائنہ کرے اور اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اطلاق ترجمہ کا اور اس میں تعلیل ہے امر مذکور کی اور اشارہ طرف اس کی کہ واسطے آنکھ کے حصہ ہے کھانے کی چیز میں سو لائق ہے پھیرنا آنکھ کا ساتھ کھانے اس کے کی اس کھانے سے تا کہ اس کا جی ٹھہرے تا کہ ہو روکنے والا واسطے بدی اس کی کے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کھلاؤ ان کو جس شے سے تم کھاتے ہو تو نہیں ہے اس امر میں الزام ساتھ کھلانے خادم کے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ اختیار کرے اس پر کسی چیز کو بلکہ شریک کرے اس کو ہر چیز میں لیکن بحسب اس چیز کے کہ اس سے اس کی آنکھ کی بدی دفع ہو اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے تمام اہل علم سے کہ واجب کھلانا خادم کا ہے غالب قوت سے کہ اس کی مثل اس سے اس شہر میں کھاتا ہو اور اسی طرح قول ہے کپڑے میں اور یہ کہ جائز ہے واسطے سردار اس کے کی کہ اس سے عمدہ کھانا کھائے اور اس سے نفیس کپڑا پہنے اگرچہ افضل ہے کہ خادم کو اپنے ساتھ شریک کرے، واللہ اعلم۔ اور اختلاف ہے اس دوسرے امر میں ساتھ بٹھلانے کے یا دینے کے سو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھلانا افضل ہے اور اگر نہ کرے تو واجب نہیں یا اس کو اختیار ہے درمیان اس کے کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھلائے یا اس کو دے اور کبھی ہوتا ہے امر اس کا اختیار نہ واجب اور ترجیح دی ہے رافعی نے احتمال اخیر کو اور حمل کیا ہے اول کو وجوب پر اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں متعین ہے بٹھلانا لیکن اگر کرے تو افضل ہے نہیں تو متعین ہوتا ہے دنیا اور احتمال ہے کہ ایک واجب ہو نہ معین دوسرا یہ قول ہے کہ امر واسطے استحباب کے ہے مطلق اور جو ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کھانا کم ہو تو اس کو ایک دو لقمے دے دے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ امر وارد واسطے اس شخص کے جو شوربا پکائے نہیں ہے واسطے وجوب کے۔ (فتح)

بَابُ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھا کر شکر کرنے والا مثل روزے دار صابر کی ہے یعنی صبر کرنے والا بیچ نگاہ رکھنے روزے کے یا صبر کرنے والا بلا پر یا فقر فاقہ پر اس میں روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ طاعم وہ عمدہ حال والا ہے کھانے میں کہا ابن بطال نے کہ یہ اللہ کا فضل ہے اپنے بندوں پر یہ کہ ٹھہرایا واسطے کھانے والے کے جب کہ اپنے رب کا شکر کرے اس چیز پر جو اللہ نے اس پر انعام کیا ثواب روزے دار صبر کرنے والا ہے اور کہا کرمانی نے کہ تشبیہ اصل ثواب میں ہے نہ کمیت میں اور نہ کیفیت میں اور تشبیہ نہیں مستلزم ہے ہم مثل ہونے کو ہر وجہ سے کہا طیبی نے کہ اکثر اوقات وہم کرتا ہے وہم کرنے والا کہ ثواب شکر کا صبر کے

ثواب سے کم ہے سو دفع کیا گیا وہم اس کا یا وجہ تشبیہ کی مشترک ہونا دونوں کا ہے بیچ روکنے نفس کے اور حدیث میں رغبت دلانا ہے واسطے شکر اللہ کے اس کی تمام نعمتوں پر اس واسطے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ کھانے کے اور اس میں دفع کرنا ہے اختلاف کا جو مشہور ہے بیچ مال دار شاکر اور فقیر صابر کے اور یہ کہ وہ دونوں برابر ہیں اسی طرح کہا گیا ہے اور سیاق حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ فقیر صابر کو فضیلت ہے اس واسطے کہ اصل یہ ہے کہ مشبہ بہ اعلیٰ درجہ ہوتا ہے مشبہ سے اور تحقیق نزدیک اہل حذق کے یہ ہے کہ نہ جواب دیا جائے اس میں ساتھ جواب کلی کے بلکہ مختلف ہونے اشخاص اور احوال کے ہاں وقت برابر ہونے کے ہر جہت اور فرض کرنے رفع سب عوارضوں کے پس فقیر زیادہ تر سلامت ہے آخرت میں اور نہیں لائق ہے کہ برابر کی جائے ساتھ سلامتی کے کوئی چیز، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الرَّجُلِ يُدْعٰى إِلٰى طَعَامٍ فَيَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِيْ.

ایک مرد کو کھانے کی دعوت کی جائے اور وہ کہے کہ یہ بھی میرے ساتھ ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف بیچ قصے درزی کے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بھی یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عدول کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وارد کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی سے اس جگہ طرف حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی واسطے اشارہ کرنے کے طرف جدا جدا ہونے دونوں قصوں کے اور مختلف ہونے دونوں حالوں کے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مُسْلِمٍ لَّا يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب داخل ہو تو کسی مسلمان پر جو تہمت نہ کیا جاتا ہے تو کھا اس کے کھانے میں سے اور پی اس کے پانی سے۔

فائدہ: اور طبرانی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی اپنے بھائی مسلمان پر داخل ہو اور وہ اس کو کھانا کھلائے تو چاہیے کہ اس کا کھانا کھائے اور نہ پوچھے اس کو کھانے سے کہ حرام ہے یا حلال اور مطابقت اس اثر کی واسطے حدیث کے اس جہت سے ہے کہ قصاب متہم نہ تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کھانا کھایا اور اس سے نہ پوچھا اور اسی قید پر محمول ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی، واللہ اعلم۔

٥٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُكْنٰى أَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

٥٠٤٠۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصاریوں میں ایک مرد تھا اس کو ابو شعیب کہا جاتا تھا اور اس کا ایک غلام قصاب تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں بھوک پہچانی سو وہ اپنے غلام قصاب کی طرف گیا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَعَرَفَ الْجُوْعَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ إِلٰى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا يَكْفِيْ خَمْسَةً لَعَلِّيْ أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهٗ طُعَيِّمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهٗ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ لَا بَلْ أَذِنْتُ لَهٗ.

سو اس نے کہا کہ تیار کر میرے لیے کھانا جو پانچ آدمی کو کفایت کرے تا کہ میں حضرت ﷺ کو بلاؤں پانچواں پانچ کا تو اس نے اس کے واسطے کھانا تیار کیا پھر اس نے آ کر حضرت ﷺ کو بلایا سو ایک مرد ان کے ساتھ ہو لیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو شعیب! ایک مرد ہمارے ساتھ لگا آیا ہے سو اگر تو چاہے تو اجازت دے اور چاہے تو نہ دے اس نے کہا کہ بلکہ میں نے اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا حَضَرَ الْعَشَآءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَآئِهٖ.

جب رات کا کھانا حاضر ہو تو نہ جلدی کرے اپنے رات کے کھانے سے۔

فائدہ: پہلے عشاء کے لفظ سے رات کا کھانا مراد ہے زیر عین کے ساتھ عشاء کے نماز مراد نہیں اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث وارد ہوئی ہے مغرب کی نماز میں اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی نام رکھنے اس کے عشاء اور لفظ اس ترجمہ کا واقع ہوئی ہے اس کے معنی میں حدیث جو نماز کے بیان میں انس رضی اللہ عنہ سے گزر چکی ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب رات کا کھانا آگے لایا جائے تو اس کو مغرب کی نماز سے پہلے کھالو اور نہ جلدی کرو اپنے رات کے کھانے میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی کا رات کا کھانا رکھا جائے اور نماز کی تکبیر ہو تو چاہیے کہ پہلے کھانا کھائے اور نہ جلدی کرے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو۔ (فتح)

٥٠٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ

۵۰۴۱۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا بکری کے مونڈھے سے گوشت کاٹتے جو آپ کے ہاتھ میں تھا سو نماز کی طرف بلائے گئے تو حضرت ﷺ نے ڈالا اس کو یعنی اس ٹکڑے گوشت کے کو جس کو کاٹتے تھے اور چھری کو جس کے ساتھ کاٹتے تھے پھر کھڑے ہوئے سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِي كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

فائدہ: کہا کرمانی نے اور دلالت اس کی ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ اس نے استنباط کیا مشغول ہونے حضرت ﷺ کے سے ساتھ کھانے کے وقت نماز کے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ مقدم کرنے اس حدیث کے بیان کرنا اس بات کا کہ امر بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ترک کرنے جلدی کے طرف نماز کی پہلے کھانے طعام کے نہیں ہے وجوب پر۔ (فتح)

٥٠٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَآءِ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشَّى مَرَّةً وَّهُوَ يَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْإِمَامِ.

۵۰۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا رکھا جائے اور عشاء کی نماز کی تکبیر ہو جائے تو تم کھانے کے ساتھ ابتدا کرو اور روایت ہے ایوب سے اس نے روایت کی نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے مانند اس کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ انہوں نے ایک بار رات کا کھانا کھایا اور حالانکہ وہ امام کی قرأت سنتے تھے۔

٥٠٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعَشَآءُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَآءِ قَالَ وُهَيْبٌ وَّيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ.

۵۰۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو جائے اور رات کا کھانا تیار ہو تو تم کھانے کے ساتھ ابتدا کرو یعنی پہلے کھانا کھاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ جب رات کا کھانا رکھا جائے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾.

باب ہے بیچ بیان اللہ کے اس قول کے کہ جب تم کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ۔

٥٠٤٤ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

۵۰۴۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں لوگوں میں زیادہ تر عالم ہوں ساتھ حکم پردے کے اُبی بن

صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسًا قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِيْ عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشٰى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوْا فَضَرَبَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَّأُنْزِلَ الْحِجَابُ.

کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے اس کا حال پوچھتے تھے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ دولہا تھے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے اور آپ نے مدینے میں اس سے نکاح کیا تھا سو لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا بعد اونچا ہونے دن کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور آپ کے ساتھ چند مرد بیٹھے اس کے بعد کہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے پھر گمان کیا کہ وہ باہر نکلے سو میں آپ کے ساتھ پھرا تو اچانک وہ اسی جگہ میں بیٹھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ دوسری بار پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے پھر پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک وہ البتہ اٹھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کا حکم اترا۔

فائدہ: عروس لغت میں اس میں مرد عورت برابر ہیں اور عرس مدت بنا مرد کی ہے ساتھ عورت کے اور اصل اس کا لزوم ہے اور بہر حال چلے جانا اس جگہ کھانے کے بعد سو مراد ساتھ اس کے پھرنا ہے کھانے کی جگہ سے واسطے تخفیف کے گھر والے سے کما هو مقتضى الآية۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀
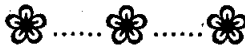
بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ
کتاب ہے عقیقہ کے بیان میں

فائدہ: عق کے معنی ہیں اصل میں پھاڑنے کے اور عقیقہ ساتھ فتح عین کے اسم ہے واسطے اس چیز کے کہ ذبح کی جائے لڑکے کی طرف سے اور اختلاف ہے اس کے مشتق ہونے میں سو ابوعبید اور اصمعی نے کہا کہ اصل اس کا بال ہیں جو لڑکے کے سر پر پیدا ہوتے ہیں اور نام رکھی گئی وہ بکری جو اس وقت اس کی طرف سے ذبح کی جاتی ہے بکری عقیقہ اس واسطے کہ مونڈے جاتے ہیں اس سے یہ بال وقت ذبح کے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ وہ ماخوذ ہے عق سے ساتھ پھاڑنے کے اور کہا خطابی نے کہ عقیقہ نام ہے اس بکری کا جو لڑکے کی طرف سے ذبح کی جاتی ہے اس واسطے کہ عق یعنی پھاڑنے اور کاٹے جاتے ہیں جگہیں ذبح ہونے اس کی کے اور بعض نے کہا کہ وہ بال ہیں اور ابن فارس نے کہا کہ بال اور بکری دونوں کو عقیقہ کہا جاتا ہے اور اس چیز سے کہ وارد ہوئی ہے بیچ نام رکھنے بکری کے عقیقہ وہ حدیث ہے جو بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ واسطے لڑکے کے دو عقیقے یعنی دو بکریاں اور واسطے لڑکی کے ایک عقیقہ اور واقع ہوا ہے چند حدیثوں میں کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ (فتح)

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَمْ يَعُقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيْكِهٖ.

نام رکھنا لڑکے کا جس وقت کہ پیدا ہو واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف سے عقیقہ نہ کرے اور تحنیک کرنا اس کا۔

فائدہ: یہ روایت فربری کی ہے اور یہ تقاضا کرتی ہے کہ جو لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو وہ ساتویں دن تک لڑکے کے نام کو مؤخر نہ کرے جیسے کہ واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم بن موسیٰ کے اور عبداللہ بن ابی طلحہ کے اور اسی طرح جو واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ ان میں سے کسی کا عقیقہ ہوا ہو اور جو اس کے عقیقہ کا ارادہ کرے تو وہ اس کے نام کو ساتویں دن تک مؤخر کرے جیسا کہ اور حدیثوں میں آئے گا اور یہ تطبیق لطیف ہے نہیں دیکھی میں نے واسطے غیر بخاری کے اور تحنیک کرنا اس کا یعنی اس وقت کہ پیدا ہو اور شاید اس نے مقید کیا ہے ساتھ غداۃ کے واسطے پیروی کرنے لفظ خبر کے اور غداۃ بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مطلق وقت ہے اور وہی ہے مراد اس جگہ اور اتفاق ہوا ہے اس کا واسطے ضرورت واقع کے سوا اگر اتفاقا وہ مثلا دوپہر کو جنے تو وقت تحنیک اور تسمیہ کا بعد غداۃ کے ہے قطعا اور تحنیک یہ ہے

کہ کوئی چیز میٹھی چبا کر لڑکے کے تالو میں لگائے اور اس کے حلق کو اس کے ساتھ ملے کیا جاتا ہے ساتھ اس کے یہ کام تا کہ خوگیر ہو اوپر کھانے کے اور قوت پائے اوپر پینے کے اور لائق ہے وقت تحنیک کے کہ اس کے منہ کو کھولے تا کہ اس کے پیٹ میں اترے اور اولیٰ یہ ہے کہ کھجور ہو اور اگر خشک کھجور نہ ہو تو تازہ کھجور ہو نہیں تو کوئی چیز میٹھی اور شہد اولیٰ ہے غیر سے پھر وہ چیز ہے جو آگ سے نہ پکی ہو جیسے کہ اس کی نظیر میں ہے اس قسم سے کہ روزے دار اس پر روزہ کھولتا ہے اور ایک روایت میں وان لم یعق عنه بدل من لم یعق عنه اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہیں واجب ہے عقیقہ کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ زیادتی کی ہے اس میں مردوں نے ایک نے کہا کہ وہ بدعت ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ واجب ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قائل وجوب کے طرف لیث کی اور نہیں پہچانا ہے امام الحرمین نے واجب ہونے کو مگر داؤد سے اور ابو زناد سے بھی وجوب کی روایت آئی ہے اور ایک روایت احمد رحمہ اللہ سے اور جس نے کہا کہ بدعت ہے وہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں کہا ابن منذر نے کہ انکار کیا ہے اہل رائے نے اس کے سنت ہونے سے اور خلاف کیا ہے انہوں نے اس میں حدیثوں کا جو ثابت ہو چکی ہیں اور استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عقوق کو نہیں چاہتا گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عقیقہ کے نام کو مکروہ جانا اور فرمایا کہ جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو چاہیے کہ اس کی طرف سے نسیکہ کرے تو چاہیے کہ کرے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے نفی مشروع ہونے اس کے کی بلکہ آخر حدیث کا اس کو ثابت کرتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی غایت یہ کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ نام رکھا جائے اس کا نسیکہ یا ذبیحہ اور نہ رکھا جائے نام اس کا عقیقہ اور نقل کیا ہے اس کو ابن ابی دم نے بعض اصحاب سے جیسے کہ بیچ نام رکھنے عشاء کے ہے عتمہ اور دعویٰ کیا ہے محمد بن حسن یعنی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھی نے کہ یہ منسوخ ہے ساتھ حدیث کے کہ منسوخ کیا ہے قربانی نے ہر ذبح کو روایت کیا ہے اس کو دار قطنی نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور بر تقدیر اس کے کہ ثابت ہو تو کہا جائے گا کہ وہ واجب تھا پھر اس کا وجوب منسوخ ہوا اور اس کا مستحب ہونا باقی رہا جیسا کہ عاشورے کے روزے میں ہے سو اس میں بھی حجت نہیں واسطے اس شخص کے جو اس کے مشروع ہونے کی نفی کرتا ہے۔ (فتح)

٥٠٤٥ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ

۵۰۴۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور مجھ کو دیا اور وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی سب اولاد میں بڑا تھا۔

وَّدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهٗ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِيْ مُوْسٰى.

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا الخ تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جلدی کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ساتھ حاضر کرنے اس کے کی پاس حضرت ﷺ کے اور یہ کہ اس کو تحنیک کرنا اس کے نام رکھنے کے بعد تھا سو اس میں جلدی نام رکھنا لڑکے کا ہے اور نہ انتظار کیا جائے ساتھ اس کے ساتویں دن تک اور جو اصحاب سنن ثلاثہ نے حسن بن سمرہ سے عقیقہ کی حدیث میں روایت کی ہے کہ ساتویں دن اس کی طرف سے بکری ذبح کی جائے اور نام رکھا جائے تو اس لفظ میں اختلاف ہے کہ وہ یسمی ہے یا یدمی اور دلالت کرتی ہے اس پر کہ نام رکھنا ساتویں کے ساتھ خاص نہیں جو حدیث نکاح میں ابو اسید سے گزر چکی ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو حضرت ﷺ کے پاس لایا جس وقت کہ پیدا ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کا نام منذر رکھا اور جو روایت کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو میں نے اس کا نام اپنے باپ کا نام رکھا ہے ابراہیم پھر اس کو ام سیف کے حوالے کیا کہا بیہقی نے کہ نام رکھنا لڑکے کا وقت پیدا ہونے کے صحیح تر ہے ان حدیثوں سے جو ساتویں دن نام رکھنے کے باب میں آئی ہیں میں کہتا ہوں کہ اس میں اس کے سوائے اور بھی حدیثیں آ چکی ہیں صحیح ابن حبان وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ساتویں دن کیا اور ان کا نام رکھا اور عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے ساتھ نام رکھنے لڑکے کے ساتویں دن ساتھ، سات سنتیں ہیں اس کا نام رکھا جائے اور اس کا ختنہ کیا جائے اور دور کی جائے اس سے ایذا یعنی بال سر کے اور اس کے کان میں سوراخ کیا جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے اور آلودہ کیا جائے اس کے عقیقہ سے اور اس کے بالوں کے ساتھ تول کر چاندی یا سونا خیرات کیا جائے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٠٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهٗ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَآءَ.

۵۰۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا کہ اس کے تالو میں میٹھی چیز لگائیں سو اس نے حضرت ﷺ پر پیشاب کیا تو حضرت ﷺ نے اس پر پانی بہایا (یہاں تک کہ نچوڑا اس کو پانی بہانے سے اس واسطے کہ نجاست خفیفہ تھی)۔

٥٠٤٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۵۰۴۷۔ حضرت اسما رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ مکے میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہوئیں اس نے کہا سو میں نکلی اور حالانکہ میں تمام کرنے والی تھی مدت حمل کی

أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءً فَوَلَدْتُهُ بِقُبَآءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهُ فَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرَحًا شَدِيْدًا لِأَنَّهُمْ قِيْلَ لَهُمْ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلَا يُوْلَدُ لَكُمْ.

یعنی حمل کی مدت تمام ہونے کے قریب تھی سو میں مدینے میں آئی سو میں قبا میں اتری اور قبا میں جنی پھر میں بچے کو حضرت ﷺ کے پاس لائی سو میں نے اس کو حضرت ﷺ کی گود میں رکھا پھر آپ نے ایک کھجور منگوائی سو اس کو چبایا پھر اس کے منہ میں لب ڈالی یعنی جو کھجور کے ساتھ ملی تھی سو جو چیز کہ پہلے پہل اس کے پیٹ میں داخل ہوئی حضرت ﷺ کی تھوک تھی پھر کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی پھر اس کے واسطے دعاء کی اور اس کے واسطے برکت مانگی یعنی کہا بارك الله عليك اور وہ اول لڑکا تھا جو پہلے پہل اسلام میں پیدا ہوا سو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اس واسطے کہ ان سے کہا گیا تھا کہ یہودیوں نے تم پر جادو کیا ہے اور تمہارے یہاں اولاد پیدا نہ ہوگی۔

فائدہ: اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ تھا پیدا ہونا اس کا بعد قرار پکڑنے ان کے کی مدینے میں اور جو واقع ہوا ہے اول حدیث میں کہ اس نے اس کو قباء میں جنا پھر اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائی تو یہ مراد نہیں کہ اس نے اس کو آپ کے پاس قباء میں حاضر کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ اس کو قباء سے اٹھا کر مدینے میں لائیں اور البتہ روایت کی ہے ابن سعد نے طبقات میں کہ جب مہاجرین مدینے میں آ کر ٹھہرے تو ان کے یہاں اولاد پیدا نہ ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہود نے ہم کو جادو کیا ہے یہاں تک کہ ان میں اس کا بہت چرچا ہوا سو ہجرت کے بعد پہلے پہل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوا تو مسلمانوں نے یکبارگی تکبیر کہی یہاں تک کہ مدینہ اللہ اکبر سے گونجا۔ (فتح)

٥٠٤٨ ـ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ يَشْتَكِيْ فَخَرَجَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ

٥٠٤٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے یعنی کسی کام کو اور ان کے بعد لڑکا فوت ہوا پھر جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر کو پھرے تو پوچھا یعنی اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہ لڑکے نے کیا کیا؟ یعنی اس کا کیا حال ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ آرام میں ہے سو وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رات کا کھانا لائی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا پھر اس سے صحبت کی پھر جب صحبت سے فارغ ہوا

إِلَيْهِ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ احْفَظْهُ حَتّٰى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهُ بِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ.

تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لڑکے کو دفناؤ پھر صبح کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے آج رات صحبت کی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! کہا الٰہی! ان کے واسطے برکت کر تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے لڑکا جنا کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اس لڑکے کو نگاہ رکھ یہاں تک کہ تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائے سو وہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ چند کھجوریں بھیجیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اور فرمایا کہ کیا اس کے ساتھ کچھ چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! چند کھجوریں ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لیا اور ان کو منہ میں چبایا پھر ان کو اپنے منہ سے نکال کر لڑکے کے منہ میں ڈالا اور اس کو تالو میں لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اور بیان کیا حدیث کو۔

فائدہ: اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا اے انس! دیکھتا رہ اس لڑکے کو سو میں صبح کے وقت اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تھے اور آپ پر ایک کملی تھی اور آپ داغ دیتے تھے غنیمت کے اونٹوں کو جو فتح میں آپ کو ہاتھ لگے۔ (فتح)

بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذٰى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ.

عقیقہ میں لڑکے سے ایذا دور کرنا۔

۵۰۴۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ وَقَالَ

۵۰۴۹۔ حدیث بیان کی ہم سے ابونعمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے اس نے روایت کی ایوب سے اس نے محمد بن سیرین سے اس نے سلمان بن

حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ وَحَبِيبٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى.

عامر سے کہا اس نے کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے یعنی سنت ہے عقیقہ کرنا ساتھ پیدا ہونے لڑکے کے اور کہا حجاج نے کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے اور قتادہ اور ہشام اور حبیب نے ابن سیرین سے اس نے روایت کی سلمان سے اس نے حضرت ﷺ سے اور کہا غیر واحد نے عاصم اور ہشام سے انہوں نے روایت کی حفصہ سیرین کی بیٹی سے اس نے رباب سے اس نے سلمان سے اس نے حضرت ﷺ سے اور روایت کی یزید بن ابراہیم نے ابن سیرین سے اس نے سلمان سے قول اس کا اور کہا اصبغ نے کہ خبر دی مجھ کو ابن وہب نے اس نے روایت کی جریر بن حازم سے اس نے ایوب سے اس نے محمد بن سیرین سے کہا اس نے کہ حدیث بیان کہ ہم سے سلمان بن عامر نے کہا کہ سنا میں نے حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے سو اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذی کو دور کرو۔

فائدہ: روایت کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو چند طریقوں سے کہ بعض موقوف ہیں اور بعض مرفوع پہلے طریق سے موصول لیکن نہیں تصریح کی اس میں ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور بعض طریق اس کے معلق ہیں تصریح کی ہے ایک طریق میں ان میں سے ساتھ وقف کے اور جو اس کے سوائے ہیں سو مرفوع ہیں کہا اسماعیلی نے کہ نہیں روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں کوئی حدیث صحیح جو اس کی شرط پر ہو لیکن حدیث حماد بن زید کی یعنی جس کو موصول روایت کیا ہے سو اس کو موقوف لایا ہے اور نہیں ہے اس میں ذکر ایذا کے دور کرنے کا جس کے ساتھ اس نے باب باندھا ہے اور لیکن حدیث جریر بن حازم کی سو ذکر کیا ہے اس کو بغیر خبر کے یعنی اس میں یہ نہیں کہا کہ خبر دی مجھ کو اصبغ نے اور لیکن حدیث حماد بن سلمہ کی سو نہیں اس کی شرط سے حجت پکڑنے میں ، میں کہتا ہوں لیکن حدیث حماد بن زید کی سو وہی ہے معتمد علیہ نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے لیکن وارد کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اختصار کے سو شاید اس نے اس کو اپنے شیخ ابو نعمان سے اسی طرح سنا ہے اور کفایت کی ساتھ اس کے جیسے کہ اس کی عادت ہے اشارہ کرنے میں اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں جس کو وارد کرتا ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو

احمد رحمہ اللہ نے یونس سے اس نے حماد بن زید سے سو زیادہ کیا اس نے متن میں کہ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے ایذا کو دور کرو اور نہیں تصریح کی اس نے ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور نیز روایت کیا ہے اس کو یونس بن محمد سے اس نے حماد بن زید سے اس نے ابن سیرین سے سو تصریح کی ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور اسی طرح اس نے اس کو سلمان سے بھی مرفوع روایت کیا ہے اور اسی طرح اس کو اسماعیلی نے بھی مرفوع روایت کیا ہے اور بہر حال حدیث جریر بن حازم کی اور قول ان کا کہ اس نے اس کو بغیر خبر کے ذکر کیا ہے یعنی نہیں کہا اول اسناد میں انبانا اصبغ بلکہ کہا قال اصبغ لیکن اصبغ بخاری رحمہ اللہ کی اسنادوں سے ہے اس نے بہت حدیثیں اس سے بخاری میں روایت کی ہیں سو بنا بر قول اکثر کے وہ موصول ہے **کما قررہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث** اور بنا بر قول ابن حزم کے وہ منقطع ہے اور البتہ ضعیف کہا ہے لوگوں نے ابن حزم کے قول کو بیچ اس کے اور یہ جو اس نے کہا کہ حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ حجت پکڑنے میں اس کی شرط پر نہیں تو یہ مسلم ہے لیکن نہیں ضرر کرتا اس کو وارد کرنا اس کا واسطے شہادت طلب کرنے کے جیسے کہ اس کی عادت ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ یہ طریقے بعض بعض کو قوی کرتے ہیں اور حدیث مرفوع ہے نہیں ضرر کرتی اس کو روایت اس شخص کی جس نے اس کو موقوف بیان کیا ہے اور یہ جو کہا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ نے سو دونوں نے کہا کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے سو انہوں نے کہا کہ لڑکی کی طرف سے بھی عقیقہ کیا جائے اور حجت ان کی وہ حدیثیں ہیں جس میں صریح لڑکی کا ذکر آچکا ہے اور میں ان کو بعد میں ذکر کروں گا اور اگر دو لڑکے یعنی جوڑا ایک بار پیدا ہو تو مستحب ہے ہر ایک کی طرف سے عقیقہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے لیث سے اور کہا کہ علماء سے کوئی اس کے مخالف نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس کی طرف سے خون بہاؤ تو یہ اس حدیث میں مبہم ہے کہ کس چیز کا خون بہایا جائے اور اسی طرح سمرہ کی حدیث میں بھی مبہم ہے جو آتی ہے اور تفسیر کیا گیا ہے یہ چند حدیثوں میں ایک ان میں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے یوسف بن ماہک سے کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمٰن کی بیٹی پر داخل ہوئی اور اس سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو اس نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں ہم مثل اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن اربعہ نے ام کرز کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور نہیں ضرر کرتا تم کو یہ کہ نر ہوں یا مادہ، کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب کی روایت سے کہ جو چاہے کہ اپنی اولاد کی طرف سے نسیکہ یعنی قربانی کرے تو چاہیے کہ کرے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں مکافئتان اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کہا زید بن اسلم نے یعنی آپس میں مشابہ اکٹھی ذبح کی جائیں یعنی

آگے پیچھے ذبح نہ کیا جائے اور کہا خطابی نے کہ برابر ہوں عمر میں یہ ہیں معنی مکافئتان کے اور اسی طرح روایت کی ہے بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد رحمہ اللہ علیہ نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مانند حدیث عمرو بن شعیب کی ہے اور یہ حدیثیں حجت ہیں واسطے جمہور کے اس میں لڑکے اور لڑکی میں فرق ہے اور مالک رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ دونوں برابر ہیں سو ہر ایک کی طرف سے ایک بکری کی جائے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا حسن، حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک بکری روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے سو روایت کیا ہے اس کو ابو الشیخ نے اور وجہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ اس لفظ کے کہ دو دو دنبے اور نیز روایت کیا ہے اس کو عمرو بن شعیب کے طریق سے مثل اس کی اور بر تقدیر ثبوت روایت ابو داؤد کے پس نہیں ہے اس حدیث میں وہ چیز کہ رد کیا جائے اس کے ساتھ حدیثوں کو جو پے در پے وارد ہونے والی ہیں نص کرنے پر یعنی صریح ہیں اس میں کہ لڑکے کے واسطے دو بکریاں کی جائیں بلکہ غایت یہ ہے کہ دلالت کرے لڑکے کی طرف سے ایک بکری یا دنبہ بھی کرنا جائز ہے اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ عدد نہیں ہے شرط بلکہ مستحب ہے اور حکمت بیچ نصف ہونے عورت کے مرد سے یہ ہے کہ مقصود باقی رکھنا نفس کا ہے پس مشابہ ہوئی دیت کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق ایک بکری اور دو بکریوں کے اس پر کہ نہیں شرط ہے عقیقہ میں جو شرط ہے قربانی میں اور اس میں شافعیہ کے واسطے دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ شرط ہے اور یہ ساتھ قیاس کے ہے نہ ساتھ حدیث کے اور ساتھ ذکر بکری اور دنبے کے اس پر کہ متعین ہے بکری واسطے عقیقہ کے اور جمہور اس پر ہیں کہ کفایت کرتا ہے اونٹ اور گائے بھی اور اس باب میں حدیث ہے طبرانی میں کہ عقیقہ کیا جائے اس کی طرف سے ساتھ اونٹ کے اور گائے کے اور بکری کے اور ادا ہوتا ہے سات آدمیوں سے جیسے کہ قربانی میں ہے، واللہ اعلم اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ مراد ایذا کے دور کرنے سے لڑکے کے سر کا منڈانا ہے اور اولیٰ حمل کرنا ایذا کا ہے اس چیز پر کہ وہ عام تر ہے منڈانے سر کے سے یعنی بال اور میل اور خون وغیرہ۔ (فتح)

۵۰۵۰ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا قُرَیْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ قَالَ أَمَرَنِی ابْنُ سِیْرِیْنَ أَنْ أَسْأَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِیْثَ الْعَقِیْقَةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ.

۵۰۵۰۔ حضرت حبیب سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو ابن سیرین نے کہ میں حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے پوچھوں کہ اس نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی ہے؟ سو میں نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: نہیں واقع ہوا بخاری میں بیان اس حدیث مذکور کا کہ وہ کون حدیث ہے اور شاید کہ اس نے اکتفا کیا ہے وارد کرنے اس کے سے ساتھ مشہور ہونے اس کے کی اور البتہ روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ کی

روایت سے اس نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لڑکا گروی ہے بدلے اپنے عقیقہ کے اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اس کا لفظ یہ ہے الغلام مرتھن بعقیقته تذبح عنه یوم السابع ویحلق رأسه ویسمی کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور لفظ یسمی میں اختلاف ہے بعض راویوں نے اس کو یدمی کہا ہے ساتھ دال کے مشتق ہے تدمیہ سے ساتھ معنی خون آلودہ کرنے کے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ جب بکری ذبح کی جائے تو اس کے تھوڑے بال لے کر اس کی گردن کی رگوں کو مقابلے رکھیں تا کہ خون آلودہ ہوں ساتھ اس خون کے جو اس کے ذبح ہونے کی جگہ سے نکلے پھر اس کو لڑکے کے تالو میں رکھیں تا کہ رواں ہو اس کے سر پر مانند خط کی پھر اس کے بعد اس کا سر دھویا جائے اور مونڈا جائے اور یہ فعل اہل جاہلیت کا تھا اسلام میں منسوخ ہوا اور البتہ وارد ہو چکی ہے چند حدیثوں میں وہ چیز جو اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتی ہے اُن میں سے ایک حدیث یہ ہے جو ابن حبان نے اپنی صحیح میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ جب لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرتے تو اس عقیقہ کے خون سے رنگتے پھر جب لڑکے کا سر مونڈتے تو اس کو اس کر سر پر رکھتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خون کے بدلے اس کے سر پر خوشبو لگاؤ اور منع فرمایا کہ لڑکے کا سر خون سے آلودہ کیا جائے اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے یزید عبداللہ مزنی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اس کے سر کو خون نہ لگایا جائے اور یہ مرسل ہے اور واسطے ابوداؤد اور حاکم کے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ تھے ہم جاہلیت میں پس ذکر کی حدیث مانند حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور نہیں تصریح کی ساتھ مرفوع ہونے اس کے کہا اور جب اسلام آیا تو ہم بکری کو ذبح کرتے اور اس کے سر کو مونڈتے اور اس کو زعفران سے آلودہ کرتے اور یہ شاہد ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اسی واسطے مکروہ جانا ہے جمہور نے تدمیہ کو اور نقل کیا ہے ابن حزم نے مستحب ہونا تدمیہ کا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطاء سے اور نہیں نقل کیا ابن منذر نے مستحب ہونا اس کا مگر حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بلکہ حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کی کراہت مروی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے وسیاتی ما یتعلق بالتسمیة فی کتاب الآداب انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو فرمایا کہ گروی ہے بدلے عقیقے اپنے کے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے اور بہت عمدہ بات جو اس کی توجیہ میں کہی گئی ہے وہ ہے جو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہا کہ یہ شفاعت کے حق میں ہے یعنی اگر لڑکے کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور لڑکا مر جائے تو اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عقیقہ لازم ہے نہیں ہے کوئی چارہ اس سے سو تشبیہ دیا گیا لڑکا بیچ لازم ہونے عقیقہ اور نہ جدا ہونے لڑکے کے اس سے ساتھ گروی کے بیچ ہاتھ مرتہن کے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو وجوب کے ساتھ قائل ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرہون ہے ساتھ اذی اپنے بالوں کے اور اسی واسطے آیا ہے کہ ایذا کو اس سے دور کرو

اور یہ جو فرمایا کہ ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے اس کا کہ عقیقہ معین کیا گیا ہے وقت اس کا ساتھ ساتویں دن کے اور یہ کہ جو اس سے پہلے ذبح کرے تو وہ موقع میں واقع نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ ساتویں دن کے بعد فوت ہو جاتا ہے یعنی اس کے بعد ادا نہیں ہوتا اور یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور نیز مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر ساتویں دن سے پہلے مر جائے تو عقیقہ ساقط ہو جاتا ہے اور ابن وہب نے مالک سے روایت کی ہے کہ جو پہلے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ نہ کرے وہ دوسرے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ کرے کہا ابن وہب نے اور نہیں ڈر ہے کہ تیسرے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ کرے اور نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے اہل علم سے کہ انہوں نے کہا کہ مستحب ہے کہ ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اگر میسر نہ ہو تو چودھویں دن کرے اور اگر میسر نہ ہو تو اکیسویں دن کرے اور نہیں دیکھا میں نے یہ صریح کسی سے مگر ابو عبداللہ بوشنجی سے اور نقل کیا ہے اس کو صالح بن احمد نے اپنے باپ سے اور وارد ہوئی ہے اس میں ایک حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اسماعیلی کی روایت سے اور اسماعیل ضعیف ہے اور نزدیک حنابلہ کے بیچ اعتبار کرنے ہفتوں کے اس کے بعد دو روایتیں ہیں اور شافعیوں کے نزدیک ذکر ہفتوں کے واسطے اختیار کے ہے نہ واسطے تعیین کے پس نقل کیا ہے رافعی نے کہ داخل ہوتا ہے وقت عقیقہ کا ساتھ پیدا ہونے بچے کے اور ذکر ساتویں دن کا حدیث میں ان معنوں میں ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے ساتویں دن سے از روئے اختیار کے پھر کہا کہ اختیار یہ ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے بلوغت سے اور اگر بالغ ہونے میں تاخیر ہو تو ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ خود اپنا عقیقہ کرنا چاہے تو کرے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ میری طرف سے عقیقہ نہیں ہوا تو میں اپنی طرف سے عقیقہ کرتا اور اختیار کیا ہے اس کو قفال نے اور منقول ہے بعض شافعیہ سے بویطی نے کہا کہ بڑے کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور نہیں ہے یہ نص بیچ منع کرنے اس بات کے کہ اپنی طرف سے عقیقہ کرے بلکہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اپنے غیر کی طرف سے عقیقہ نہ کرے جب بڑا ہو اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اس حدیث کی طرف جو وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبر ہونے کے بعد اپنا عقیقہ کیا یہ حدیث ثابت نہیں اور وہ اسی طرح ہے یعنی ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو بزار اور ابوالشیخ وغیرہ نے اور اس کے سب طریقے ضعیف ہیں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہوگا خاصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے کہ کہا ہے علماء نے بیچ قربانی کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کی طرف سے جس نے نہیں قربانی کی آپ کی امت سے اور قتادہ سے روایت ہے کہ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو کفایت کرتی ہے اس کو قربانی اس کی اور ابن ابی شیبہ نے حسن اور ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ قربانی لڑکے کے عقیقہ سے کفایت کرتی ہے اور یہ جو کہا کہ ساتویں دن یعنی پیدا ہونے کے دن سے اور کیا پیدا ہونے کا بھی گنا جاتا ہے سو کہا ابن عبدالبر نے کہ مالک رحمہ اللہ نے نص کی ہے کہ پیدا ہونے کا دن سات دنوں میں داخل نہیں بلکہ اول دن سات

دنوں کا وہ ہے جو پیدا ہونے کے دن سے ملا ہے مگر یہ کہ فجر نکلنے صبح صادق نکلنے سے پہلے پیدا ہو اور نقل کیا ہے بویطی نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ کہ جو کھا کر ذبح کیا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ہے معین ذبح کرنے والا خواہ کوئی کرے درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک متعین ہے وہ شخص جس پر لازم ہے خرچ لڑکے کا اور حنابلہ سے روایت ہے کہ متعین ہے باپ مگر یہ کہ دشوار ہو سات موت کے یا باز رہنے کے کہا رافعی نے کہ گویا کہ یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا مؤول ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے احتمال ہے کہ ان کے ماں باپ تنگ دست ہوں اور یہ کہ کہا کہ عقیقہ کیا یعنی حکم کیا عقیقہ کرنے کا یا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور نص کی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عقیقہ کیا جائے یتیم کا اس کے مال میں سے اور منع کیا ہے اس کو شافعیہ نے اور اس کا سر مونڈا جائے یعنی تمام سر واسطے ثابت ہونے نہی کے قزع سے کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی اور ماوردی نے حکایت کی ہے کہ لڑکی کا سر منڈانا مکروہ ہے اور بعض حنابلہ سے ہے کہ منڈایا جائے اور ترمذی وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بیچ حدیث عقیقہ کے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے کہ اے فاطمہ! اس کے سر کو منڈا اور اس کے بالوں کے ہم وزن خیرات کر سو انہوں نے بالوں کو تولا سو وہ درہم کے برابر ہوئے یا کم اور نہیں شرط ہے ترتیب بیچ سر منڈانے اور ذبح کرنے اور نام رکھنے کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مستحب ہے ذبح کرنا پہلے سر منڈانے کے۔ (فتح)

بَابُ الْفَرَعِ. — باب ہے فرع کے بیان میں۔

فائدہ: فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ اہل جاہلیت اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے۔

٥٠٥١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهٗ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ.

٥٠٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں درست ہے فرع اور نہ عتیرہ اور فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ اہل جاہلیت اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کیا کرتے تھے اور عتیرہ رجب کے مہینے میں قربانی کرتے تھے۔

فائدہ: اور فرع نیز ایک ذبح ہے ان کا دستور تھا کہ جب پہنچتا اونٹ جہاں تک کہ اس کے مالک کی تمنا ہوتی تو اس کو ذبح کرتے اور اسی طرح جب اونٹ ان میں سے قربانی کرتے اور وہ اور اس کے گھر والے اس کا گوشت نہ کھاتے اور نیز فرع ایک کھانا ہے کہ اونٹ کے بچہ جننے کے وقت کیا جاتا ہے اور لی جاتی ہے اس سے مناسبت ذکر کرنے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کی فرع کی حدیث کو ساتھ عقیقہ کے۔ (فتح الباری)

بَابُ الْعَتِيْرَةِ. — باب ہے عتیرہ کے بیان میں۔

۵۰۵۲ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ.

۵۰۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں درست ہے اونٹنی کے پہلے بچے کو بتوں کے واسطے ذبح کرنا اور نہ رجب کے مہینے میں قربانی کرنا اور فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ ان کے واسطے پیدا ہوتا تھا اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب کے مہینے میں۔

فائدہ: نام رکھا گیا ہے عتیرہ ساتھ اس چیز کے کہ کیا جاتا ہے ذبح سے اور وہ عتر ہے سو وہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے فرع اور نہ عتیرہ اسلام میں اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کیا کرتے تھے تو ابوداؤد نے اتنا زیادہ کیا ہے اور بعض سے ہے پھر اس کو کھاتے اور ڈالی جاتی کھال اس کی درخت پر اس میں اشارہ ہے طرف علت نہی کی اور استنباط کیا ہے اس سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواز جب کہ ہو ذبح واسطے اللہ تعالیٰ کے واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان اس حدیث کے کہ فرع حق ہے اور یہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرع سے پوچھے گئے فرمایا کہ فرع حق ہے اور چھوڑنا تیرا اس کو یہاں تک کہ ہو بنت مخاض یا بنت لبون پس بار برداری کی جائے اس پر اللہ کی راہ میں یا تو کسی مسکین کو دے تو بہتر ہے اس سے کہ تو اس کو ذبح کرے اس کا گوشت اس کی اون سے چمٹے یعنی چھوٹی عمر میں اس کو ذبح کرے کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس چیز میں کہ نقل کیا ہے اس کو بیہقی نے مزنی سے اس سے کہ جاہلیت کے لوگ اس کو ذبح کرتے تھے طلب کرتے تھے برکت اس کے ساتھ اپنے مالوں میں سو دستور تھا کہ کوئی اپنی جوان اونٹنی یا بکری ذبح کرتا واسطے برکت کے اس چیز میں کہ اس کے بعد آئے گی سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ نہیں کراہت ہے ان پر بیچ اس کے اور حکم کیا ان کو بطور استحباب کے کہ اس کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ بار برداری کی جائے اس پر اللہ کی راہ میں اور قول اس کا حق یعنی نہیں باطل اور وہ کلام ہے کہ خارج ہوا ہے اوپر جواب سائل کے اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور دوسری حدیث کے کہ نہیں ہے فرع اور نہ عتیرہ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ فرع واجب ہے اور نہ عتیرہ واجب ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں بیچ موکد ہونے استحباب کے مانند قربانی کے اور اول معنی اولیٰ ہیں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نص کی ہے حرملہ میں اس پر کہ فرع اور عتیرہ مستحب ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی جو حدیث کہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے پکارا کہ یا حضرت! ہم جاہلیت کے زمانے میں رجب کے مہینے میں عتیرہ کیا کرتے تھے سو ہم کو کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے واسطے ذبح کرو جس مہینے میں چاہو کہا کہ ہم فرع کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ

ہر چرنے والے جانوروں میں فرع ہے غذا دے اس کو چو پایا تیرا یہاں تک کہ جب موٹا ہو تو اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت کی خیرات کرے سو اس حدیث میں حضرت ﷺ نے فرع اور عتیرہ کو اصل سے باطل نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ باطل کیا صفت کو دونوں سے سو فرع سے ہونا اس کا کہ ذبح کیا جائے اول جب پیدا ہوا اور عتیرہ خاص ہونا ذبح کا بیچ مہینے رجب کے اور ذکر کیا ہے عیاض نے کہ جمہور نسخ پر ہیں یعنی کہتے ہیں کہ منسوخ ہے اور جو پہلے گزری نقل اس کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ان پر رد کرتی ہے اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد اور حاکم اور بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے ساتھ فرع کے ہر پچاس جانوروں میں ایک عتیرہ ایک بکری ہے کہ ذبح کی جائے گھر والوں کی طرف سے رجب کے مہینے میں اور کہا ابو عبید نے کہ عتیرہ وہ رجبیہ ہے اور وہ ایک ذبیحہ ہے کہ تھے ذبح کرتے اس کو جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربت چاہتے ساتھ اس کے واسطے بتوں کے اور نقل کی ہے ابوداؤد نے تقیید اس کی ساتھ پہلے دس دنوں کے۔ (فتح الباری)

الحمد للہ کے ترجمہ پارہ بائیس صحیح بخاری کا تمام ہوا، وصلی اللّٰہ علی خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الطلاق

کتاب النفقات

كتاب الاطعمة

كتاب العقيقة

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۳

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ

کتاب ہے بیچ احکام ذبیحوں اور شکار کے

فائدہ: ذبائحہ جمع ہے ذبیحہ کی اور ذبیحہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جائے سو ذبیحہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے یعنی ذبیحہ ساتھ معنی مذبوح کے ہے اور صید مصدر ہے صاد یصید صیدا سے پس معاملہ کیا گیا ساتھ اس کے اسموں کا پس واقع کیا گیا ہے اس حیوان پر جو شکار کیا جائے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الصَّيْدِ.

باب ہے بیچ بیان بسم اللہ کہنے کا شکار پر۔

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾.

اور اللہ نے فرمایا حرام کیا گیا تم پر مردار اللہ کے اس قول تک سو نہ ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے اور اللہ نے فرمایا اے ایمان والو! البتہ آزماتا ہے تم کو اللہ ساتھ کسی چیز کے شکار سے۔

فائدہ: پہلی آیت پوری اس طور سے ہے حرام ہوا تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کسی اور کا اور جو مر گیا گلا گھونٹنے سے یا پتھر یا لاٹھی کی چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارنے سے یا جس کو کھایا پھاڑنے والے جانور نے مگر جو تم نے ذبح کر لیا اور حرام ہے جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور یہ کہ بانٹو تیر ڈال کر یعنی فال کے تیر یہ سب گناہ کا کام ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ الْعُهُوْدُ مَا اُحِلَّ وَحُرِّمَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ﴾ کہ عقود سے مراد عہد ہیں جو حلال ہوا اور حرام ہوا۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ پورے طور کے اس سے کہ مراد عقود سے اس آیت میں عہد ہیں جو حلال کیا اللہ نے اور حرام کیا اور جو حد مقرر کی قرآن میں اور نہ دغا کرو اور نہ عہد توڑو اور منقول

ہے مثل اس کی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت سے اور منقول ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مراد وہ چیز ہے جو تھی جاہلیت میں حلف سے اور منقول ہے اس کے غیر سے کہ مراد وہ عقود ہیں جو لوگ باہم قول وقرار کرتے ہیں کہا اور اول معنی اولیٰ ہیں اس واسطے کہ اللہ نے اس کے بعد حرام اور حلال کا بیان کیا ہے اور عقود جمع عقد کی ہے اور اصل عقد کرنا چیز کا ہے ساتھ غیر اس کے کی جوڑنا ہے ساتھ اس کے جیسے کہ گرہ دی جاتی ہے رسے کو ساتھ رسے کے۔ (فتح)

﴿إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ الْخِنْزِيْرُ. یعنی مراد ساتھ ﴿مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ کے مردار اور خون اور گوشت سور کا ہے۔

﴿يَجْرِمَنَّكُمْ﴾ يَحْمِلَنَّكُمْ. یعنی اور یجرمنکم کے معنی ہیں باعث ہو تم کو۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ﴾ یعنی نہ باعث ہو تم کو ایک قوم کی دشمنی تعدی کرنے پر۔

﴿شَنَآنُ﴾ عَدَاوَةٌ. اور شنان کے معنی ہیں دشمنی۔

﴿الْمُنْخَنِقَةُ﴾ تُخْنَقُ فَتَمُوْتُ ﴿الْمَوْقُوْذَةُ﴾ تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ يُوْقِذُهَا فَتَمُوْتُ ﴿وَالْمُتَرَدِّيَةُ﴾ تَتَرَدّٰى مِنَ الْجَبَلِ ﴿وَالنَّطِيْحَةُ﴾ تُنْطَحُ الشَّاةُ فَمَا أَدْرَكْتَهٗ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهٖ أَوْ بِعَيْنِهٖ فَاذْبَحْ وَكُلْ.

اور منخنقہ گلا گھونٹی جاتی ہے سو مر جاتی ہے اور موقوذہ ماری جاتی ہے لکڑی سے جو اس کو مار ڈالے پس مر جاتی ہے اور متردیہ گرتی ہے پہاڑ سے اور نطیحہ سینگ ماری جاتی ہے بکری سو جو پائے تو ہلتی ہوئی اپنی دم سے یا آنکھ سے تو ذبح کر لے اور کھا یعنی وہ حلال ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نطیحہ بکری ہے کہ اس کو دوسری بکری سینگ مارے اور جو کھایا پھاڑنے والے نے یعنی جو پکڑا پھاڑنے والے جانور نے مگر جو تم نے ذبح کیا یعنی جو پایا تم نے اس کے ذبح کو ان سب جانوروں سے کہ اس کی دُم ہلتی ہو یا آنکھ جھپکتی ہو سو ذبح کر اور لے اس پر نام اللہ کا سو وہ حلال ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر چیز کہ ذکر کی گئی ہے سوائے سور کے جب پائے تو کہ آنکھ جھپکتی اس کی یا دُم ہلتی ہو تو اس کو حلال کرے تو وہ تیرے واسطے حلال ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ بکری کو لاٹھی سے مارتے یہاں تک کہ جب مر جاتی تو اس کو کھاتے اور کہا کہ متردیہ وہ ہے کہ جو کنوئیں میں گرائی جائے۔ (فتح)

۵۰۵۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ قَالَ مَا أَصَابَ

۵۰۵۳۔ حضرت عدی بن حاتم سے ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے تیر بے پر کے شکار کا حکم پوچھا یعنی گز کے شکار کا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شکار کو اپنی تیزی سے لگے یعنی اس طرح کہ اس کو چیر پھاڑ ڈالے تو اس کو کھا اور جو اس کو اپنی

بِحَدِّهٖ فَكُلْهُ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيذٌ وَسَأَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ فَخَشِيْتَ أَنْ يَكُوْنَ أَخَذَهٗ مَعَهٗ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ.

چوڑائی سے لگے یعنی شکار کو زخمی نہ کرے تو وہ مردار ہے یعنی اس کو نہ کھا اور میں نے حضرت ﷺ سے کتے کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ اگر کتا شکار کو تیرے واسطے پکڑ رکھے تو کھا اس واسطے کہ کتے کا پکڑنا بجائے ذبح کے ہے اور اگر تو اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ غیر کا کتا پائے اور تو ڈرے کہ اس نے شکار کو اس کے ساتھ پکڑا ہوا اور حالانکہ اس نے شکار کو مار ڈالا ہو تو نہ کھا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور غیر کے کتے پر تو نے اللہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس میں پر نہ ہو اور نہ پھل ہو اور کہا خطابی نے کہ معراض نصل ہے چوڑا بھاری ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ ایک لکڑی ہوتی ہے اس کی دونوں طرفیں پتلی ہوتی ہیں اور بیچ سے موٹی ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک لکڑی ہوتی ہے بھاری اس کا سر تیز ہوتا ہے اور کبھی اس کا سر تیز نہیں ہوتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ہے قوی اور کہا قرطبی نے کہ یہی ہے مشہور اور کہا ابن تین نے کہ معراض ایک لاٹھی ہے کہ اس کی طرف میں لوہا ہوتا ہے پھینکتا ہے اس کو شکاری شکار پر سو اگر شکار کو اپنی تیزی سے لگے تو وہ حلال ہے کھایا جائے اور اگر تیزی کے سوا اور طرف سے لگے تو وہ وقیذ ہے اور وقیذ وہ چیز ہے جو ماری جائے لاٹھی یا پتھر سے یا غیر تیز چیز سے اور پہلے گزر چکی ہے تفسیر موقوذہ کی اور موقوذہ وہ ہے جو لکڑی سے ماری جائے یہاں تک کہ مر جائے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ تیر اور جو اس کے معنی میں ہے جب شکار کو اپنی تیزی سے لگے تو حلال ہوتا ہے اور یہ اس کا حلال کرنا ہوتا ہے اور جب اس کو اپنی چوڑائی سے لگے تو نہیں ہوتا ہے حلال اس واسطے کہ وہ بیچ معنی بھاری لکڑی کے ہے اور پتھر کے اور جو مانند اس کی ہے بھاری چیز سے اور یہ جو کہا کہ اپنی چوڑائی سے یعنی ساتھ غیر اس طرف کے جو تیز ہے اور وہ حجت ہے واسطے جمہور کے بیچ تفصیل مذکور کے اور اوزاعی وغیرہ فقہاء شام سے منقول ہے کہ یہ حلال ہے وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو فرمایا کہ جو تیرے واسطے شکار کو پکڑ رکھے تو اس کو کھا تو ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے تو کھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے سکھائے شکاری کتے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اور مراد ساتھ سکھائے ہوئے کے وہ ہے کہ جب اس کا مالک اس کو شکار پر چھوڑے اور شکارے تو اس کے پیچھے جائے اور جب اس کو جھڑکے تو رک جائے اور جب شکار کو پکڑے تو اپنے مالک کے واسطے پکڑ رکھے اور اس تیسرے امر کے شرط ہونے میں اختلاف ہے اور اختلاف ہے کہ یہ اس سے کب معلوم کیا جائے کہ اب سیکھا سو کہا بغوی نے تہذیب میں کہ کم سے کم تین بار اس طرح کرے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور

احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ دوبار کافی ہے اور کہا رافعی نے کہ مرجع اس کا طرف عرف کی ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عدی کی اس حدیث میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جو شکار کو تیرے واسطے پکڑ رکھے تو کھا اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جو سکھائے تو کتے اور باز سے پھر اس کو شکار پر چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے سو کھا اس چیز سے کہ پکڑ رکھے واسطے تیرے میں نے کہا اگرچہ مار ڈالے فرمایا جب کہ مار ڈالے اور اس سے نہ کھائے، کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ باز اور شکرے کے ساتھ شکار کا کچھ ڈر نہیں دیکھتے اور بیچ معنی باز کے ہے شکرا اور عقاب اور باشق اور شاہین اور البتہ تفسیر کی ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے جوارح کو آیت میں ساتھ کتوں اور پرندوں کے اور یہ قول جمہور کا ہے مگر جو مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفرقہ سے درمیان شکار کے کتے اور پرندے کے اور یہ جو فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے سو اگر تو اپنے کتے کے ساتھ اور کتا پائے تو ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی اور کتا ملے تو نہ کھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اگرچہ مار ڈالے مگر یہ کہ کتا شکار سے کھا لے اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس نے صرف شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار کرنے کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اور ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا کہ جو شکار کرے تو اپنے کتے سکھائے ہوئے سے اور اللہ کا نام لے تو کھا اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے بسم اللہ کے مشروع ہونے پر مگر اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ ہونے اس کے شرط اس میں کہ اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں سو مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ وہ سنت ہے سو جو چھوڑے اس کو جان بوجھ کر یا بھولے سے تو نہیں قدح کرتا ہے اس کے حلال ہونے میں بلکہ اس کا کھانا حلال ہے اور یہی ہے ایک روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور مذہب احمد رحمۃ اللہ علیہ کا راجح قول میں اس سے اور ابو ثور اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ بسم اللہ کہنا واجب ہے اس واسطے کہ اس کو عدی کی حدیث میں شرط ٹھہرایا گیا ہے اور ثعلبہ کی حدیث میں کھانے کی اجازت اس پر موقوف رکھی گئی ہے اور جو وصف کے ساتھ معلق ہو وہ دور ہوتا ہے وقت دور ہونے اس کے کی نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ مفہوم کے اور شرط قوی تر ہے وصف سے اور مؤکد ہوتا ہے قول ساتھ وجوب کے بایں طور کے اصل حرام کرنا مردار کا ہے اور جس چیز میں اس سے اذن دیا گیا ہے رعایت کی جاتی ہے صفت اس کی سو جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ موافق ہے وصف کو اور جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا وہ باقی ہے اصل تحریم پر اور مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا جواز ہے واسطے اس شخص کے جو چھوڑے بسم اللہ کو بھول کر نہ جان بوجھ کر لیکن اختلاف ہے نزدیک مالکیہ کے کہ کیا حرام ہے یا مکروہ اور حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ کا چھوڑنا حرام ہے اور شافعیہ کے نزدیک تین وجہ ہیں صحیح تر یہ ہے کہ مکروہ ہے کھانا اور بعض نے کہا کہ خلاف اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ گنہگار ہوتا ہے بسم اللہ کے چھوڑنے سے اور نہیں حرام ہے کھانا اور

مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے تفرقہ ہے درمیان شکار اور ذبیحہ کے سو گیا ہے ذبیحہ میں طرف اس تیسرے قول کی اور جو اس کو ذبیحہ میں شرط نہیں کرتا اس کی حجت آئندہ آئے گی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مباح ہے کرنا شکار کا سکھائے ہوئے کتوں سے اور مستثنیٰ کیا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کالے کتے کو اور کہا کہ نہیں حلال ہے شکار کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ شیطان ہے اور منقول ہے مانند اس کی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ پکڑ رکھے اس کو کتا ساتھ ان شرطوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اگرچہ نہ ذبح کرے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ پکڑنا کتے کا ذبح ہے سو اگر مار ڈالے شکار کو جو اپنے ناخن سے یا دانت سے تو حلال ہوتا ہے اور اسی طرح اپنے بوجھ سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول پر اور راجح ہے نزدیک ان کے اور اسی طرح اگر نہ قتل کرے اس کو کتا لیکن چھوڑ دے اس کو اور حالانکہ اس کے ساتھ جان باقی ہو اور نہ باقی رہا ہو اتنا وقت کہ اس کا مالک اس کو اس میں مل سکے اور ذبح کر سکے سو مر جائے تو حلال ہے واسطے عام ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ کتے کا پکڑنا بجائے ذبح کرنے کے ہے اور یہ حکم سکھائے ہوئے کتے میں ہے اور اگر پائے اس کو زندہ ساتھ زندگی قرار گھیر کے اور پائے اتنا وقت کہ اس کو اس میں ذبح کر سکے تو نہیں حلال ہوتا ہے مگر ساتھ ذبح کرنے کے سو اگر باوجود قدرت کے ذبح نہ کرے تو حرام ہوتا ہے برابر ہے کہ نہ ذبح کرنا اختیار سے ہو یا بے بس ہونے سے جیسے کہ ذبح کرنے کا کوئی ہتھیار موجود نہ ہو سو اگر کتا سکھایا ہوا نہ ہو تو شرط ہے حلال کرنا اس کا سو اگر اس کو مرا پائے تو حلال نہیں ہوتا اور یہ کہ اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا شکار مارنے میں شریک ہو تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے اور صورت اس کی یہ ہے کہ دوسرا کتا خود بخود چھوٹا ہو یا اس کے چھوڑنے والا اہل ذبح سے نہ ہو سو اگر تحقیق ہو کہ اس کے چھوڑنے والا اہل ذبح سے ہے تو حلال ہے کھانا اس کا پھر دیکھا جائے سو اگر دونوں شکاریوں نے ان کو اکٹھے چھوڑا ہو تو وہ شکار دونوں کے واسطے ہے نہیں تو اس کے واسطے ہے جس نے پہلے کتا چھوڑا ہو اور لیا جاتا ہے یہ تعلیل سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو نے تو صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور تو نے غیر کے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا اس واسطے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر چھوڑنے والا کتے پر اللہ کا نام لے تو حلال ہوتا ہے کھانا اس کا اور شعبی کی روایت میں ہے کہ اگر ان کے ساتھ کوئی کتا ملے تو نہ کھا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کو زندہ پائے اور اس میں زندگی قرار گھیر ہو اور اس کو ذبح کر لے تو حلال ہوتا ہے اس واسطے کہ اعتماد مباح ہونے میں حلال کرنے پر ہے نہ کتے کے پکڑ رکھنے پر اور یہ کہ حرام ہے کھانا اس شکار کا جس میں سے کتا کھا لے اگرچہ کتا سکھایا ہوا ہو اور البتہ تعلیل بیان کی ہے حدیث میں ساتھ خوف کے کہ اس نے شکار کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی راجح قول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا دو قول سے اور کہا قدیم قول میں کہ حلال ہے اور یہی ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور منقول ہے بعض اصحاب سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے جو روایت کی

ہے ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے کہ ایک گنوار نے کہ جس کا نام ابوثعلبہ تھا کہا یا حضرت! میرے پاس کتے سکھائے ہوئے ہیں سو مجھ کو ان کے شکار کی اجازت دیجیے! فرمایا کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں کہا کہ اگرچہ اس سے کھا لے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ اس سے کھا لے اور اس کی سند کے ساتھ کچھ ڈر نہیں اور لوگ ان دونوں حدیثوں کی تطبیق میں کئی راہ چلے ہیں اس میں سے ایک راہ ان لوگوں کی ہے جو کہتے ہیں کہ اس شکار کا کھانا حرام ہے جس میں سے کتا کھائے اور وہ یہ ہے کہ ابوثعلبہ کی حدیث محمول ہے اس صورت پر جب کہ قتل کرے اس کو اور چھوڑ دے پھر پھر آئے اور اس سے کھائے اور ایک راہ اس سے ترجیح ہے سو روایت عید کی صحیحین میں بالاتفاق صحیح ہے اور ابوثعلبہ کی حدیث غیر صحیحین کی ہے اس کی صحت میں اختلاف ہے اور نیز روایت عدی کے مقرون ہے ساتھ تعلیل کے جو مناسب ہے واسطے تحریم کے اور وہ خوف پکڑ رکھنے کا ہے واسطے اپنے یعنی خوف ہے کہ اس نے شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو تائید کی گئی ہے تعلیل ساتھ اس کے کہ اصل مردار میں تحریم ہے سو جب ہم نے شک کیا سبب مباح کرنے والے میں تو رجوع کیا ہم نے طرف اصل کے اور نیز ظاہر قرآن کا اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ اس واسطے کہ مقتضا اس کا یہ ہے کہ جو پکڑے اس کو بغیر چھوڑنے کے وہ مباح نہیں ہے اور نزی قوی ہوتی ہے یہ ترجیح ساتھ شاہد کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جب تو کتا چھوڑے سو وہ شکار کو کھائے تو نہ کھا اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اور جب تو اس کو چھوڑے سو وہ شکار کو مار ڈالے اور نہ کھائے تو کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے مالک کے واسطے پکڑ رکھا ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی ساتھ معنی اس کے کی اور اگر مجرد پکڑ رکھنا کافی ہوتا تو البتہ نہ حاجت ہوتی اس زیادتی کی یعنی علیکم کی اور جو لوگ اس کو مباح کہتے ہیں وہ عدی کی حدیث کو کراہت تنزیہی پر محمول کرتے ہیں اور ثعلبہ کی حدیث کو بیان جواز پر کہا بعض نے اور مناسبت اس کی یہ ہے کہ عدی مال دار تھا سو اختیار کیا گیا واسطے اس کے حمل اولیٰ پر برخلاف ابوثعلبہ کے کہ وہ اس کے بالعکس تھا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعیف ہونا اس تمسک کا باوجود تصریح کے ساتھ تعلیل کے حدیث میں ساتھ خوف پکڑ رکھنے کے واسطے اپنے اور کہا ابن قصار نے کہ مجرد چھوڑنا ہمارے کتے کو پکڑ رکھنا ہے واسطے ہمارے اس واسطے کہ کتے کی کوئی نیت نہیں ہے اور نہیں صحیح ہے تمیز اس کی اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا اور مخالف ہونا اس کا واسطے سیاق حدیث کے اور البتہ کہا جمہور نے کہ معنی قول اس کے امسکن علیکم کے یہ ہیں کہ شکار کریں واسطے تمہارے اور البتہ ٹھہرایا ہے شارع نے کتے کے کھانے کو نشانی اس پر کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اپنے مالک کے واسطے نہیں پکڑا پس نہ عدول کیا جائے گا اس سے اور واقع ہوا ہے ابن ابی شیبہ کی روایت میں کہ اگر کتا شکار کا خون پیئے تو نہ کھا کہ اس نے نہیں جانا جو تو نے اس کو سکھایا اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جب وہ کھانے میں شروع کرے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ سیکھا نہیں اور نہیں پائی ہے اس نے

تعلیم جو مشروط ہے اور بعض مالکیوں نے ترجیح دی ہے سو کہا اس نے کہ ذکر کیا ہے اس لفظ کو شعبی نے اور نہیں ذکر کیا اس کو ہمام نے اور معارض ہے اس کے حدیث ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کی اور ترجیح مردود ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری اور تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ اجماع کے اوپر جواز کھانے اس کے کی جب کہ پکڑے اس کو کتا اپنے منہ سے اور قصد کرے کھانے اس کے کا پس پایا جائے پہلے اس سے کہ کھائے سو اگر ہوتا کھانا اس کا اس سے دلالت کرنے والا اس پر کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا تو البتہ ہوتا کھانا اس کا اپنے منہ سے اور شروع کرنا اس کا اس کے کھانے میں اسی طرح لیکن شرط ہے کہ ٹھہرے شکار کرنے والا تا کہ دیکھے کہ اس نے کھایا ہے یا نہیں، واللہ اعلم۔ اور یہ کہ مباح ہے شکار کرنا واسطے فائدہ پانے کے ساتھ شکار کے کھانے اور بیچ کرنے سے اور اسی طرح کھیل بھی لیکن شرط ہے قصد کرنا ذبح کا اور فائدہ پانے کا اور مکروہ جانا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے اور اگر فائدہ پانے کا قصد نہ ہو تو حرام ہے شکار کرنا اس واسطے کہ وہ از قسم فساد کرنے کے ہے زمین میں ساتھ تلف کرنے جان کے عبث اور بے فائدہ اور اولیٰ یہ ہے کہ شکار کرنا مباح ہے سو اگر اس کو لازم پکڑے اور بہت شکار کرے تو مکروہ ہے اس واسطے کہ کبھی باز رکھتا ہے اس کو بعض واجبات سے اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جو شکار کے پیچھے لگا وہ غافل ہوا اور یہ کہ جائز ہے رکھنا کتے سکھائے ہوئے کا واسطے شکار کے **وسياتي البحث فيه انشاء الله تعالى** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع اس کتے کے جو شکار کے واسطے ہو واسطے اضافت کے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتا تیرا اور جو منع کرتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ یہ اضافت اختصاص کی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ پاک ہے جوٹھا شکار کے کتے کا سوائے اور کتوں کے واسطے اجازت کے بیچ کھانے کے اس جگہ سے جس سے کتے نے کھایا اور نہیں ذکر کیا دھونے کو کہ اس جگہ کو دھو لے اور اگر دھونا واجب ہوتا تو اس کو بیان کرتے اس واسطے کہ وہ وقت حاجت کا ہے طرف بیان کی اور کہا بعض علماء نے کہ معاف ہے کتے کے کاٹنے کی جگہ اگرچہ ناپاک ہے واسطے اس حدیث کے اور جو کتے کے جوٹھے کو ناپاک کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ دھونے کا واجب ہونا ان کے یہاں مشہور تھا اور اس کو معلوم تھا اس کے ذکر کرنے کی حاجت نہ تھی اور اس میں نظر ہے اور البتہ قوی ہوتا ہے قول ساتھ معاف ہونے کے اس واسطے کہ بھاگنے کی شدت سے اس کی لب خشک ہو جاتی ہے سو اس سے امن ہوتا ہے کہ کاٹنے کی جگہ اس کے لب لگے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کھا جو تیرے واسطے پکڑ رکھے بایں طور کہ اگر اپنے کتے کو شکار پر چھوڑے اور شکار کرے اس کے غیر کو تو حلال ہے واسطے عام ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **ما امسك** اور یہ قول جمہور کا ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے حلال اور یہ روایت ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

تنبیہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیتوں اور حدیثوں سے ذکر

بسم اللہ کہنے کا جس کے واسطے باب باندھا ہے مگر بیچ پچھلی حدیث عدی کے سو گویا کہ گنا ہے اس نے اس کو بیان واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس کو دلیلیں بطور اجمال کے بسم اللہ کہنے سے اور اصولیوں کے نزدیک خلاف ہے مجمل میں جب کہ قریب ہو ساتھ اس کے قرینہ لفظی بیان کرنے والا کہ کیا ہوتی ہے یہ دلیل مجمل ساتھ اس کے یا خاص وہی اور یہ جو ابن منیر نے کہا کہ حدیثوں میں تو اس سے وہم ہوتا ہے کہ باب میں چند حدیثیں ہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے مگر حدیث عدی کی ہاں ذکر کی ہیں اس میں تفسیریں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سو شاید ابن منیر نے ان کو حدیثیں گنا ہے اور بحث اس کی بیچ بسم اللہ کہنے کے جو ابن عدی کی اخیر حدیث میں مذکور ہے مردود ہے اور نہیں ہے یہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ چلا ہے اپنی عادت پر اشارہ کرنے میں طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں اور البتہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے بعد اس کے ابن ابی سفر کے طریق سے اس نے روایت کی ہے شعبی سے ساتھ اس لفظ کے کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور بسم اللہ کہے تو کھا اور بیان کی روایت سے اس نے روایت کی شعبی سے کہ جب تو اپنا کتا سکھایا ہوا چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے تو کھا سو جب پکڑنا ساتھ قید معلم کے متفق علیہ تھا اگرچہ پہلے طریق میں مذکور نہیں ہے تو بسم اللہ کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔ (فتح)

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ. باب ہے بیچ بیان شکار گز کے۔

فائدہ: معراض ایک لکڑی ہوتی ہے اس کی دونوں طرفیں پتلی ہوتی ہیں اور بیچ سے موٹی ہوتی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُوْلَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُوْذَةُ وَكَرِهَهُ سَالِمٌ وَّالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَّإِبْرَاهِيمُ وَعَطَآءٌ وَّالْحَسَنُ.

یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس جانور کے حق میں جو غلہ سے مارا جائے کہ یہ موقوذہ ہے یعنی جو لکڑ اور پتھر سے مارا جائے اور مکروہ جانا ہے اس کو سالم اور قاسم اور مجاہد اور ابراہیم اور عطاء اور حسن رحمہم اللہ نے۔

فائدہ: بندقہ کے معنی ہیں غلولہ کہ اس کو مٹی سے بناتے ہیں اور غلیل میں رکھ کر اس کو شکار پر پھینکتے ہیں ہندی میں اس کو غلہ کہتے ہیں اور پنجابی میں غلیلہ کہتے ہیں اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ نہیں کھاتے تھے جو غلہ سے مارا جائے اور موطا مالک میں نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے دو جانوروں کو پتھر مارا دونوں کو لگا ایک دونوں میں سے مر گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو پھینک دیا اور عبدالرزاق نے عطاء سے روایت کی ہے کہا کہ اگر تو شکار کو غلہ مارے پھر اس کے ذبح کو پائے تو کھا نہیں تو اس کو نہ کھا اور اسی طرح روایت ہے ابراہیم وغیرہ سے۔ (فتح)

وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرٰى وَالْأَمْصَارِ وَلَا يَرٰى بَأْسًا فِيمَا سِوَاهُ.

یعنی اور مکروہ جانا ہے حسن رحمہ اللہ نے پھینکنا غلہ کا گاؤں اور شہروں میں اور کہا کہ اس کے سوائے اور جگہ میں غلہ

پھینکنے کا کچھ ڈر نہیں۔

٥٠٥٤ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ فَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ فَقُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِيْ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَكُلْ قُلْتُ فَإِنْ أَكَلَ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ لَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ قُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِيْ فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ قَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى آخَرَ.

۵۰۵۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جب تو اس کی تیزی سے پہنچے تو کھا اور جب اپنی چوڑائی سے لگے اور مار ڈالے تو وہ وقیذ ہے یعنی مردار ہے سو نہ کھا سو میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں فرمایا کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا یعنی حلال ہے کھانا اس کا میں نے کہا اگر کتا کھالے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا سو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے شکار کو تیرے واسطے نہیں پکڑا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے تو اپنے واسطے پکڑا ہے میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں تو میں اس کے ساتھ اور کتا پاتا ہوں فرمایا کہ نہ کھا اس واسطے کہ تو نے فقط اپنے کتے پر بسم اللہ کہا ہے اور دوسرے پر تو نے بسم اللہ نہیں کہا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ لگے اس کو گز اپنی چوڑائی سے۔

٥٠٥٥ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ وَإِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ.

۵۰۵۵۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم سکھائے ہوئے کتوں کو شکار پر چھوڑتے ہیں فرمایا کہ کھا جو تیرے واسطے پکڑ رکھیں میں نے کہا اگرچہ مار ڈالیں فرمایا اگرچہ مار ڈالیں یعنی تو بھی حلال ہے میں نے کہا کہ ہم تیر بے پر کا پھینکتے ہیں یعنی اس سے شکار کرتے ہیں فرمایا کہ کھا جو چیز پھاڑ ڈالے اور جو اپنی چوڑائی سے لگے تو اس کو نہ کھا۔

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ.

کمان کے شکار کا بیان۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ أَوْ رِجْلٌ لَا تَأْكُلِ الَّذِيْ بَانَ وَكُلْ سَائِرَهُ.

یعنی اور کہا حسن اور ابرہیم رحمہما اللہ نے کہ جب شکار کو مارے سو جدا ہو اس سے ہاتھ یا پاؤں تو نہ کھائے اس کو جو جدا ہو اور باقی کو کھائے۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے حسن سے کہ اس نے کہا اس مرد کے حق میں جو مارے شکار کو سو جدا کر ڈالے اس کے ہاتھ یا پاؤں کو اور حالانکہ وہ زندہ ہو پھر مر جائے کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ جو جدا ہو اس سے مگر یہ کہ تو اس کو مارے سو اس کو کاٹے اور وہ اسی ساعت میں مر جائے سو جب اس طرح ہو تو کھائے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے علقمہ سے کہ جب مرد شکار کو مارے سو اس سے کوئی جوڑ جدا ہو جائے تو چھوڑا جائے جو گرا اور کھایا جائے جو باقی رہا کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس مسئلے میں سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء نے کہ جو جوڑ اس کا جدا ہو اس کو نہ کھائے اور ذبح کر شکار کو اور کھا اور کہا عکرمہ نے کہ اگر گنا جائے زندہ بعد ساقط ہونے جوڑ کے اس سے تو نہ کھا عضو کو اور شکار کو ذبح کر کے کھا اگر مر گیا جب کہ مارا اس کو تو سب کو کھا اور ساتھ اس کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور کہا کہ نہیں فرق ہے یہ کہ جدا ہوں دو ٹکڑے یا کم تر جب کہ مر جائے اس چوٹ سے اور ثوری رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر اس کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر ڈالے تو دو کھائے جائیں اور اگر تہائی کاٹی جائے اس طرف سے کہ سر کے متصل ہے تو اسی طرح ہے اور اگر سر کی طرف سے دو تہائی کاٹی جائیں تو کھائے اور اگر کونے کی طرف سے ایک تہائی کاٹی جائے تو نہ کھائے۔ (فتح)

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهُ أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ.

کہا ابراہیم رحمہ اللہ نے کہ جب تو اس کی گردن یا بیچ کو مارے تو اس کو کھا یعنی خواہ گردن میں زخم لگے یا اس کے درمیان میں زخم لگے حلال ہے۔

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ اسْتَعْصٰى عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ آلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ.

اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد پر ایک گورخر نے سرکشی کی یعنی اس کا پکڑنا دشوار ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم کیا کہ اس کو مار ڈالیں جس جگہ میسر ہو چھوڑ دو اس سے گرے اور کھاؤ باقی۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرد سے کہ اس نے گورخر کے پاؤں کو مارا سو اس کو کاٹ ڈالا کہا کہ چھوڑ دو جو گرا اور ذبح کرو جو باقی رہا اور کھاؤ اور مطابقت ان اثروں کے واسطے حدیث باب کے ذبح کی شرط ہونے کی جہت سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں سو تو اس کی ذبح کو پائے پس کہا اس واسطے کہ

اس کا مفہوم یہ ہے کہ شکار جب صدمہ سے مر جائے پہلے اس سے کہ ذبح کیا جائے تو نہ کھایا جائے کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جب تیر شکار کو لگے اور اس کو زخمی کر ڈالے تو اس کا کھانا جائز ہے اگرچہ نہ معلوم ہو کہ زخم سے مرا یا گرنے سے ہوا میں یا گرنے سے زمین پر اور اجماع ہے اس پر کہ اگر مثلاً پہاڑ پر گرے پھر اس سے نیچے گر کر مر جائے تو نہ کھایا جائے اور یہ کہ تیر اگر شکار کے بدن میں نہ گھسے تو نہ کھایا جائے مگر جب کہ اس کے زخم کو نہ پایا جائے اور کہا ابن تین نے کہ جب کاٹا جائے شکار اسے ایسا عضو کہ نہ تو ہم کیا جائے زندگی اس کی کا بعد اس کے تو گویا کہ وہ اس کے بدن میں گھس گیا سو ہوگا یہ قائم مقام ذبح کے یہ مشہور قول مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے۔ (فتح)

٥٠٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَأْكُلُ فِيْ آنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِي الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْهَا وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ.

٥٠٥٦۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بے شک ہم قوم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں سو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھائیں اور ہم شکار کی زمین میں ہیں یعنی شکار وہاں بہت ہے شکار کرتا ہوں میں اپنی کمان سے اور اپنے کتے سے جو سکھایا ہوا نہیں اور اپنے کتے سکھائے ہوئے سے سو کیا درست ہے واسطے میرے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہرحال جو ذکر کیا تو نے اہل کتاب کے برتنوں سے سو اگر تم ان کے سوائے اور برتن پاؤ تو ان میں نہ کھاؤ اور اگر تم اور برتن نہ پاؤ تو ان کو دھولو اور ان میں کھاؤ اور جو شکار کرے تو اپنی کمان سے اور اللہ کا نام لے تو کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سدھے ہوئے سے اور اللہ کا نام اس پر لے تو کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سے جو سدھا ہوا نہ ہو سو پائے تو ذبح کرنا اس کا یعنی زندہ پائے اور ذبح کرے تو کھا۔

فائدہ: اہل کتاب کی زمین میں یعنی شام میں اور ایک جماعت عرب کے قبائل سے شام میں جا بسے تھے اور نصرانی ہو گئے تھے یعنی آل غسان اور تنوخ اور بہز اور چند بطن قضاعہ کے اور ان میں ہیں بنو خشین قوم ابو ثعلبہ کے اور یہ جو فرمایا کہ ان کو دھو لو تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال موقوف ہے ان کے دھونے پر واسطے اکثر استعمال کرنے ان کے کی گندگی کو اور ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو نجاست کے استعمال کو دین سمجھتے ہیں کہا ابن دقیق العید نے کہ اختلاف کیا ہے فقہاء نے بیچ اس کے واسطے بنا کرنے کے تعارض اصل پر اور

غالب پر اور حجت پکڑی ہے جو قائل ہے ساتھ مدلول اس حدیث کے ساتھ اس طور کے کہ جو گمان کہ مستفاد ہے غالب سے راجح ہے اس گمان پر جو مستفاد ہے اصل سے اور جواب دیا ہے اس نے جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ حکم واسطے اصل کے ہے یہاں تک کہ ثابت ہو نجاست ساتھ دو جوابوں کے ایک یہ کہ دھونے کا حکم محمول ہے استحباب پر بطور احتیاط کے واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے جو دلالت کرتی ہے تمسک بالاصل پر دوسرا یہ کہ مراد ساتھ حدیث ابو ثعلبہ کے حال اس شخص کا ہے جس کو اس میں پلیدی ثابت ہو اور تائید کرتا ہے اس کی ذکر مجوس کا اس واسطے کہ ان کے برتن ناپاک ہیں اس واسطے کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد ساتھ برتنوں کے ابو ثعلبہ کی حدیث میں وہ برتن ہیں جن میں سور کا گوشت پکایا جاتا ہے اور شراب پی جاتی ہے جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح ابوداؤد کی روایت میں سو کہا پھر ذکر کیا جواب کو اور بہر حال فقہاء سو مراد ان کی مطلق برتن کافروں کے ہیں جو پلیدی میں مستعمل نہ ہوں کہ ان کا استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ نہ دھوئے گئے ہوں نزدیک ان کے اگرچہ اولیٰ دھونا ہے واسطے نکلنے کے خلاف سے نہ واسطے ثابت ہونے کراہت کے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو استعمال کرنا ان کا بغیر دھونے کے مکروہ بنا بر پہلے جواب کے اور یہ ظاہر ہے حدیث سے اور یہ کہ استعمال کرنا ان کا ساتھ دھونے کے رخصت ہے جب کہ پائے غیر اس کا اور اگر اس کا غیر نہ پائے تو جائز ہے بلا کراہت واسطے نہی کے کھانے سے بیچ ان کے مطلق اور معلق کرنے اجازت کے اوپر عدم غیر ان کے کی باوجود دھونے ان کے کی اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے واسطے قول اپنے کے کہ متعین ہے توڑنا شراب کے برتنوں کا ہر حال میں بنا بر اس کے وہ دھونے سے پاک نہیں ہوتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تفصیل مذکور کے اس واسطے کہ اگر دھونا ان کو پاک کرنے والا ہوتا تو البتہ تفصیل کے کوئی معنی نہ ہوتے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے بیچ ہونے عین کے کہ ہو جائے ناپاک اس طور سے کہ بالکل پاک نہ ہو بلکہ احتمال ہے کہ ہو تفصیل واسطے لینے کے ساتھ اولیٰ کے اس واسطے کہ جس برتن میں سور پکایا جائے اس سے کراہت آتی ہے اگرچہ دھویا جائے اور چلا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنے ظاہریت پر سو کہا اس نے کہ اہل کتاب کے برتنوں کا استعمال کرنا جائز نہیں مگر دو شرطوں سے ایک یہ کہ ان کے سوائے اور برتن نہ پائے، دوم یہ کہ ان کو دھولے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ حکم ساتھ دھونے ان کے کی وقت نہ موجود ہونے غیر ان کے کی دلالت کرتا ہے کہ وہ دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور حکم ساتھ پرہیز کرنے کے ان سے وقت موجود ہونے غیر ان کے کی واسطے مبالغہ کرنے کے ہے بیچ نفرت دلانے کے ان سے جیسے کہ بیچ حدیث سلمہ کے ہے جو آئندہ آتی ہے بیچ حکم کرنے کے ساتھ توڑ ڈالنے ہانڈیوں کے جن میں مردار پکایا گیا تو ایک مرد نے کہا کہ کیا ہم ان کو دھولیں فرمایا کیا ایسا کرو سو حکم کیا ساتھ توڑ ڈالنے کے واسطے مبالغہ کے بیچ نفرت دلانے کے اس سے پھر اجازت دی دھونے میں واسطے

رخصت دینے کے سوا اسی طرح باوجہ ہوتا ہے یہ اس جگہ، واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ جو شکار کرے تو اپنی کمان سے اور اللہ کا نام لے تو کھا تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ واجب ہے بسم اللہ کہنا شکار پر اور ذبیحہ پر اور تیسرے سوال کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور وہ شکار کرنا ہے کتے سے اور یہ جو فرمایا کہ کھا تو اس کی تفسیر ایک روایت میں آ چکی ہے کہ کھا جو رد کرے تجھ پر تیری کمان ذبح ہو یا نہ ہو کھا کہ اگر مجھ سے غائب ہو فرمایا کہ اگرچہ تجھ سے غائب ہو جب تک کہ نہ پائے تو اس میں اثر سوائے تیر اپنے کے یا نہ بدبو کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جمع کرنا مسائل کا اور پوچھنا ان کا ایک بار اور تفصیل جواب کی اس سے ایک ایک کر کے ساتھ لفظ اما کے۔ (فتح)

بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ. انگلی سے کنکری اور غلہ پھینکنے کا بیان۔

فائدہ: خذف کی تفسیر تو آگے آئے گی اور بندقہ غلہ کو کہتے ہیں جو مٹی سے بنایا جاتا ہے اور سوکھایا جاتا ہے پھر اس کو پھینکا جاتا ہے۔

۵۰۵۷ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيْدَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ رَأٰى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَّلَا يُنْكٰى بِهٖ عَدُوٌّ وَّلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ وَأَنْتَ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا.

۵۰۵۷۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو دیکھا کہ انگلی سے کنکری پھینکتا ہے سو کہا کہ کنکری نہ مار اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری مارنے سے منع کیا ہے یا کنکری مارنے کو مکروہ رکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک کنکری مارنے سے نہ شکار حاصل ہوتا ہے نہ دشمن زخموں سے چور ہوتا ہے لیکن ناحق کنکری دانت توڑتی ہے اور آنکھ پھوڑتی ہے پھر اس کو اس کے بعد کنکری مارتے دیکھا سو اس سے کہا کہ میں تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری مارنے سے منع کیا ہے یا مکروہ رکھا ہے اور تو کنکری مارتا ہے میں تجھ سے ایسی ایسی کلام نہ کروں گا یعنی کبھی کلام نہ کروں گا۔

فائدہ: خذف کے معنی ہیں مارنا کنکری یا گٹھلی کا درمیان دونوں سبابہ کے یا دونوں انگوٹھے اور سبابہ کے یا ظاہر واسطے پر اور باطن ابہام پر اور مخذفہ وہ چیز ہے کہ اس میں پتھر رکھ کر پرندے کو مارا جائے اور یہ جو کہا کہ نہ اس سے شکار حاصل ہوتا ہے تو کہا مہلب نے کہ مباح کیا ہے اللہ نے شکار کو اس کی صفت پر سو فرمایا ﴿تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ﴾ اور

غلہ اور مانند اس کی مارنا اس قسم سے نہیں یعنی وہ نہ ہاتھ سے پکڑا جاتا ہے نہ نیزہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ وقیذ ہے اور شارع نے مطلق فرمایا ہے کہ اس سے شکار نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ چیرنے والی چیزوں سے نہیں ہے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ جو چیز غلہ اور پتھر سے ماری جائے وہ حرام ہے مگر جو اکیلا ہوا ہے ان میں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس طرح ہوا اس واسطے کہ وہ قتل کرتا ہے شکار کو پھینکنے والے کے زور سے نہ اپنی تیزی سے۔ (فتح) لیکن اگر بندقہ ہلکا ہو اور شکار کو چیر پھاڑ ڈالے تو حرام نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ اگر بندوق سے شکار مارا جائے تو وہ بھی حرام نہیں اس واسطے کہ چھٹیا شکار کو چیر پھاڑ ڈالتا ہے گو وہ بندوق کے زور سے چیرتا ہے اور نکایت کے معنی مبالغہ کرنا تکلیف دینے میں اور ضمیر لکنھا رمیہ کی طرف راجع ہے اور مطلق بولا ہے دانت کو پس شامل ہو گا مری کے دانت وغیرہ کو آدمی وغیرہ سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے چھوڑنا کلام اور ملاقات کا اس شخص سے جو سنت کی مخالفت کرے اور نہیں داخل ہے یہ نہی میں یعنی جو آیا ہے کہ تین دن سے زیادہ کلام سلام ترک کرنا منع ہے اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ اس چیز کے جو اپنے نفس کی خاطر چھوڑی وسیاتی **بسطه فی کتاب الادب** اور اس حدیث میں بدل ڈالنا برے کام کا اور منع کرنا ہے غلہ مارنے سے اس واسطے کہ جب نفی کی شارع نے کہ اس سے شکار حاصل نہیں ہوتا تو پھر اس کے پھینکنے کے کوئی معنی نہیں بلکہ اس میں تعریض ہے واسطے حیوان کے ساتھ تلف کرنے کے واسطے غیر مالک اس کے کی اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی اس سے ہاں کبھی اس کو زندہ پا کر ذبح کیا جاتا ہے جو غلہ سے مارا جائے سو حلال ہے کھانا اس کا اسی واسطے اختلاف ہے اس کے جائز ہونے میں سو تصریح کی ہے محلی نے ذخائر میں ساتھ منع کرنے اس کے کی اور ساتھ اس کے فتویٰ دیا ہے ابن عبدالسلام نے اور جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حلال ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ راہ ہے طرف شکار کرنے کے اور تحقیق تفصیل ہے سو اگر ہو غالب تر حال رمی کے سے جو مذکور ہے حدیث میں تو منع ہے اور اگر اس کا عکس ہو تو جائز ہے خاص کر اگر ہو مری اس قسم سے کہ نہیں پہنچتی ہے اس کی طرف رمی مگر ساتھ اس کے پھر نہیں قتل کرتا اس کو وہ اکثر اوقات اور پہلے گزر چکا ہے قول حسن کا کہ مکروہ ہے غلہ مارنا گاؤں اور شہروں میں اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ نہیں مکروہ ہے جنگل میں سو ٹھہرایا نہی کو اوپر خوف داخل کرنے ضرر کے کسی آدمی پر۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

جو کوئی کتا رکھے جو شکار اور مویشی کا کتا نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اقتناء کے معنی ہیں پکڑنا کتے کا واسطے رکھنے کے۔

۵۰۵۸ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

۵۰۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا کتا رکھے کہ گائے بکری یا شکار کا کتا نہ ہو تو

دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطَانِ.

کم ہوتے جائیں گے ہر روز اس کے نیک کام دس دس جو کے برابر۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو تین طریق سے بیان کیا ہے پہلے طریق میں ہے لیس بکلب ماشیة او ضاریة اور دوسرے طریق میں ہے الا کلبا ضاریا یصید او کلب ماشیة اور تیسرے طریق میں ہے الا کلب ماشیة او ضاریا سو دوسری روایت تفسیر کرتی ہے پہلی اور تیسری کو اور پہلی روایت یا تو واسطے استعارہ کے ہے بنا بر اس کے کہ ضاریا صفت ہے واسطے جماعت ضیارین کے جو کتے رکھنے والے ہیں جو خوگر ہوں شکار پر اور یا بوجہ تناسب کے واسطے ماشیۃ کے مثل لا دریت ولا تلیت کے اور اصل میں تلوت ہے اور تیسری روایت میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے الا کلبا ضاریا۔

٥٠٥٩ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ.

٥٠٥٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے سوائے کتے شکار کے یا گائے بکری کے تو کم کیا جائے گا ثواب اس کا ہر روز دس دس جو کے برابر۔

٥٠٦٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ.

٥٠٦٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا رکھے سوائے کتے گائے بکری یا شکار کے تو کم کیے جائیں گے ہر دن اس کے نیک کام دس دس جو کے برابر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المزارعت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ.

جب کتا شکار میں سے کھالے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ. وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى

اور اللہ نے فرمایا کہ پوچھتے ہیں تجھ سے کیا حلال ہوا

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ اَلصَّوَائِدُ وَالْكَوَاسِبُ.

واسطے ان کے سریع الحساب تک ، اور ایک روایت میں ہے کواسب اور یہ صفت ہے محذوف کی یعنی کتے شکار کرنے والے۔

فائدہ: اور مکلبین کے معنی ہیں ادب سکھلانے والے یا عادت سکھلانے والے اور نہیں ہے یہ تفعیل کلب سے جو حیوان معروف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلب سے ہے ساتھ فتح لام کے اور وہ حرص ہے ہاں وہ راجع ہے طرف اول کے اس واسطے کہ وہ اصل ہے بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوا ہے اس پر شدت حرص ہے اور اس واسطے کہ شکار اکثر اوقات کتوں میں سے ہوتا ہے سو جو سکھلائے شکار کو غیر ان کے سے وہ ان کے معنی میں ہوگا اور کہا ابو عبیدہ نے مکلبین کی تفسیر میں یعنی کتے رکھنے والے اور کہا راغب نے کہ مکلب وہ ہے جو کتوں کو سکھلائے۔ (فتح)

﴿اِجْتَرَحُوْا﴾ اِكْتَسَبُوْا. اجترحوا کے معنی ہیں کمایا انہوں نے۔

فائدہ: یہ تفسیر ابو عبیدہ کی ہے اور نہیں ہے یہ آیت اس جگہ میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے موافقت کے واسطے بیان اس بات کے کہ اجتراح کمانے پر بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ مکلبین کے سکھلانے والا ہے اور وہ اگرچہ مادہ کلاب کا ہے لیکن نہیں ہے کتا شرط پس صحیح ہے شکار بغیر کتے کے اقسام جوارح سے یعنی شکار کرنے والی چیزوں سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ فَتُضْرَبُ وَتُعَلَّمُ حَتّٰى يَتْرُكَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر کتے نے کھایا تو البتہ فاسد کیا اس نے تو صرف اپنے واسطے پکڑا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سکھاتے ہو تم ان کو اس چیز سے کہ سکھائی تم کو اللہ نے سو مارا جائے اور سکھایا جائے یہاں تک کہ کھانے کی عادت کو چھوڑ دے۔

فائدہ: سعید بن منصور نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کتا شکار میں سے کھالے تو نہ کھا کہ اس نے تو اس کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہے او ر اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب تو اپنے کتے سکھائے ہوئے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے پھر کتا کھالے تو نہ کھا اور جب کتا اپنے مالک کے آنے سے پہلے کھالے تو وہ سکھا ہوا نہیں ہے واسطے قول اللہ کے ﴿مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ اور جب کتا یہ کام کرے تو لائق ہے کہ اس کو مارے

یہاں تک کہ یہ عادت چھوڑ دے پس معلوم ہوئی ساتھ اس کے مراد ساتھ قول اس کے کی حتی یترك یعنی چھوڑ دے عادت اپنی شدت حرص کرنے میں اور خوگیر ہو صبر پر شکار کے کھانے سے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے۔

وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ.

یعنی مکروہ رکھا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ان سے کہ جب کتا اپنے شکار میں سے کھالے تو وہ سکھایا ہوا نہیں ہے۔

وَقَالَ عَطَآءٌ إِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ.

یعنی کہا عطاء رحمہ اللہ علیہ نے کہ اگر کتا شکار کا خون پیئے اور نہ کھائے تو کھا۔

٥٠٦١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَصِيْدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِّنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ.

٥٠٦١۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے کہا ہم ایک قوم ہیں کہ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں سو فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتوں کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں اگرچہ شکار کو جان سے مار ڈالیں مگر یہ کہ کتا شکار میں سے کھالے اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس نے شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو اور اگر ان کے سوائے اور کتے غیر شکاری ان کے ساتھ مارنے میں شریک ہوں تو نہ کھا یعنی اس واسطے کہ تو نے اپنے کتوں پر اللہ کا نام لیا ہے اور دوسرے کتوں پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً.

جب شکار شکار کرنے والے سے دو یا تین دن غائب رہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٥٠٦٢ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ

٥٠٦٢۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو کتا شکار کو پکڑے اور مار ڈالے تو کھا اور اگر کھالے تو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اور جب اور کتوں کے ساتھ شریک ہو جن پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا سو شکار کو پکڑیں اور مار ڈالیں تو نہ کھا اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ ان میں سے کس نے مارا ہے اور اگر تو شکار کو تیر مارے سو اس کو ایک یا دو دن کے بعد

يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ أَيُّهَا قَتَلَ وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَّهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَآءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِرُ أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيْهِ سَهْمُهُ قَالَ يَأْكُلُ إِنْ شَآءَ.

پائے اس حال میں کہ اس میں تیرے تیر کے نشان کے سوا کچھ نشان نہ ہو تو کھا اور اگر پانی میں گر پڑے تو نہ کھا اور کہا عبدالاعلیٰ نے داؤد سے اس نے عامر سے اس نے عدی سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ مرد شکار کو تیر مارتا ہے سو دو تین دن اس کے نشان کا پیچھا کرتا ہے پھر اس کو مرا ہوا پاتا ہے اور حالانکہ اس میں اس کا تیر ہے فرمایا کھائے اگر چاہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس میں تیرے تیر کے نشان کے سوائے کچھ نشان نہ ہو تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اس میں اس کے تیر کے نشان کے سوا اور نشان ہو تو نہ کھائے اور یہ عام تر ہے اس سے کہ کسی اور تیر انداز کے تیر کا نشان ہو یا کسی اور چیز مار ڈالنے والی کا پس نہیں حلال ہے کھانا اس کا باوجود تردد کے اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ جب تو اس میں اپنا تیر پائے اور اس میں کسی درندے کا نشان نہ پائے اور تو جانے کہ تیرے تیر نے اس کو مارا تو کہا رافعی نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کو زخمی کرے پھر غائب ہو پھر آئے اور اس کو مردہ پائے تو حلال نہیں ہوتا اور یہ ظاہر نص شافعی رحمہ اللہ کی ہے مختصر میں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حلال ہونے کی دلیل صحیح تر ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے معرفہ میں شافعی رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں **کل ما اصمیت ودع ما انمیت** کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کھا جس کو کتا مارے اور تو اس کو دیکھتا ہو اور چھوڑ جو تجھ سے غائب ہو مرنا اس کا کہا کہ نہیں جائز ہے نزدیک میرے غیر اس کا مگر یہ کہ حضرت ﷺ سے اس میں کوئی چیز ثابت ہو پس ساقط ہو گی ہر چیز کہ حضرت ﷺ کے حکم کے مخالف ہو اور نہیں قائم ہوتی ساتھ اس کے رائے اور نہ قیاس کہا بیہقی نے البتہ ثابت ہو چکی ہے حدیث یعنی باب کی سو لائق ہے کہ یہی قول شافعی رحمہ اللہ کا ہو اور یہ جو کہا کہ اگر پانی میں گر پڑے تو لیا جاتا ہے سبب نہ کھانے اس کے کا اس چیز سے کہ پہلے ہے اس واسطے کہ واقع ہو گا اس وقت تردد کہ کیا اس کو تیر نے قتل کیا ہے یا پانی میں ڈوب کر مرا سو اگر تحقیق ہو کہ اس کو تیر لگا سو مر گیا سو نہ گرا پانی میں مگر بعد اس کے کہ قتل کیا ہے اس کو تیر نے تو اس کا کھانا حلال ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں کہ جب شکار کو پانی میں غرق ہوا پائے تو حرام ہے بالاتفاق اور البتہ تصریح کی ہے رافعی نے کہ محل اس کا ہے جب تک کہ نہ پہنچے ساتھ اس زخم کے طرف حرکت مذبوح کے اور اگر پہنچے اس کی طرف ساتھ کاٹ ڈالنے حلقوم کے مثلاً تو پوری ہوتی ہے ذبح اس کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا

مسلم کی روایت میں اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ پانی نے اس کو مارا ہے یا تیر نے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جب معلوم کرے کہ اس کے تیر ہی نے اس کو مارا ہے تو حلال ہے اور یہ جو فرمایا کہ دو تین دن اس کے نشان کا پیچھا کرے تو واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے ابوثعلبہ کی حدیث میں کہ جب تو اپنا تیر مارے پھر تجھ سے غائب ہو جائے پھر تو اس کو پائے تو کھا جب تک کہ بو نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جو شکار تین دن کے بعد پایا جائے تو اس کو کھا جب تک کہ بو نہ کرے سو شکار کے بو کرنے کو غایت ٹھہرایا ہے سو اگر اس کو مثلا تین دن کے بعد پائے اور اس نے بو نہ کی ہو تو حلال ہے اور اگر اس کو تین دن کے بعد پائے اور حالانکہ اس نے بو کی ہو تو نہیں حلال ہے یہ ہے ظاہر حدیث کا اور جواب دیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جو فرمایا کہ بو کرنے کے وقت اس کا کھانا منع ہے تو یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے وسیاتی البحث انشاء اللہ تعالٰی اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ اگر تیر انداز شکار کی تلاش میں دیر کرے پیچھے تیر پھینکنے کے یہاں تک کہ اس کو پائے تو حلال ہے ساتھ ان شرطوں کے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور نہیں ہے حاجت تفصیل طلب کرنے کی سبب غیب رہنے اس کے سے اس سے کہ وہ اس کی طلب میں تھا یا نہیں لیکن استدلال کیا جاتا ہے واسطے طلب کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے دوسری روایت میں کہ اس کا پیچھا کرے سو دلالت کی اس نے کہ جواب خارج ہوا ہے موافق سوال کے پس اختصار کیا ہے بعض راویوں نے سوال کو سو نہیں تمسک کیا جاتا ہے اس میں ساتھ نہ طلب کرنے تفصیل کے اور اختلاف ہے بیچ صفت طلب کے سو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر ایک گھڑی دیر کرے اور نہ طلب کرے تو نہیں حلال ہے اور اگر پیچھا کرے اس کا بعد تیر مارنے کے سو اس کو مردہ پائے تو حلال ہوتا ہے اور شافعیہ سے ہے کہ ضروری ہے کہ اس کا پیچھا کرے اور دوڑنا شرط ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں ظاہر تر یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے چلنا موافق عادت کے یہاں تک کہ اگر جلدی کرے اور اس کو زندہ پائے تو حلال ہوتا ہے اور کہا امام الحرمین نے کہ لابد ہے جلدی چلنا تھوڑی دور تک تا کہ ثابت ہو صورت طلب کی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ.

جب شکار کے ساتھ دوسرا کتا پائے۔

۵۰۶۳ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرْسِلُ كَلْبِيْ وَأُسَمِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَأَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ إِنِّيْ أُرْسِلُ كَلْبِيْ أَجِدُ مَعَهٗ

۵۰۶۳۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بے شک میں اپنا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں اور اللہ کا نام لیتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے پھر وہ شکار کو پکڑے اور جان سے مار ڈالے اور کھالے تو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں سو میں اس کے ساتھ دوسرا کتا پاتا ہوں میں نہیں جانتا

كَلْبًا آخَرَ لَا أَدْرِىْ أَيُّهُمَا أَخَذَهُ فَقَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ وَسَأَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَإِذَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَإِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَأْكُلْ.

کہ دونوں سے کس نے اس کو پکڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھا اس واسطے کہ تو نے صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور اس کے غیر پر اللہ کا نام تو نے نہیں لیا اور میں نے حضرت ﷺ سے گز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جب تو اس کی تیزی سے پہنچے یعنی تیزی سے لگے تو کھا اور جب تو اس کی چوڑائی سے پہنچے سو مار ڈالے تو وہ مردار ہے سو نہ کھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّصَيُّدِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ شکار کرنے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے تنبیہ کرنا ہے اس پر کہ مشغول ہونا ساتھ شکار کے واسطے اس شخص کے کہ اس کی گزران اس کے ساتھ ہو مشروع ہے اور واسطے اس کے کہ عارض ہو یہ اس کے لیے اور اس کی گزران اس کے غیر کے ساتھ ہو مباح ہے اور بہر حال مجرد کھیل کے واسطے شکار کرنا سو اس میں اختلاف ہے میں کہتا ہوں اور اس کی بحث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

٥٠٦٤ - حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِى ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَتَصَيَّدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ إِلَّا أَنْ يَّأْكُلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَّكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ مِّنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ.

۵۰۶۴۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو میں نے کہا کہ ہم ایک قوم ہیں کہ ان کتوں کا شکار کرتے ہیں سو فرمایا کہ جب تو اپنے کتے شکاری کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں مگر یہ کہ کتا کھالے سو نہ کھا سو بے شک میں ڈرتا ہوں کہ اس نے اس کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہو اور اگر اس کے ساتھ اور کتا شریک ہو تو نہ کھا۔

٥٠٦٥ - حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ ح وَحَدَّثَنِىْ أَحْمَدُ ابْنُ أَبِىْ رَجَآءٍ

۵۰۶۵۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے کہا یا حضرت! ہم اہل

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَالَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ تَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ.

کتاب کی زمین میں ہیں کیا ہم ان کے برتنوں میں کھائیں اور ہم شکار کی زمین میں ہیں میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور شکار کرتا ہوں اپنے کتے سکھائے ہوئے اور بے سکھائے سے سو خبر دو مجھ کو کیا چیز حلال ہے واسطے ہمارے اس سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا بہر حال جو ذکر کیا تو کہ تو اہل کتاب کی زمین میں ہے ان کے برتنوں میں کھاتا ہے سو اگر ان کے برتنوں کے سوا اور برتن پاؤ تو ان میں نہ کھاؤ اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو ان کو دھولو پھر ان میں کھاؤ اور بہر حال جو تو نے ذکر کیا کہ تو شکار کی زمین میں ہے سو جو تو اپنی کمان سے شکار کرے تو اس پر اللہ کا نام لے پھر کھا اور جو تو اپنے کتے سکھائے سے شکار کرے سو اس پر اللہ کا نام لے پھر کھا اور جو اپنے کتے بے سکھائے سے شکار کرے سو اس کے ذبح کو پائے تو کھا۔

٥٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتّٰى لَغِبُوا فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى أَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلٰى أَبِي طَلْحَةَ فَبَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٥٠٦٦ ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مر الظہران میں خرگوش اٹھایا سو لوگ اس پر دوڑے یہاں تک کہ تھک گئے سو میں اس پر دوڑا یہاں تک کہ میں نے اس کو پکڑا سو میں اس کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اس نے اس کے دونوں کولہوں اور رانوں کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ فَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۰۶۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَّهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطًا فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ.

۵۰۶۷۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا یعنی سال حدیبیہ کے یہاں تک کہ جب مکے کے بعض راہ میں تھا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے تھے پیچھے رہا اور وہ محرم نہیں تھا سو اس نے گورخر دیکھا سو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر اپنے ساتھیوں سے سوال کیا کہ اس کو کوڑا دیں انہوں نے نہ مانا پھر ان سے اپنا نیزہ مانگا انہوں نے نہ مانا سو اس نے خود اتر کر لیا پھر گورخر پر حملہ کیا سو اس کو مار ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے نہ کھایا پھر جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تو اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھانا ہے کہ اللہ نے تم کو کھلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَّحْمِهِ شَيْءٌ.

یہ حدیث مثل حدیث سابق کی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے؟۔

بَابُ التَّصَيُّدِ عَلَى الْجِبَالِ.

پہاڑوں پر شکار کرنا۔

۵۰۶۸ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ نَّافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ وَأَبِيْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ سَمِعْتُ أَبَا

۵۰۶۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا درمیان مکے اور مدینے کے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب احرام باندھے تھے اور میں حلال تھا یعنی احرام سے نہ تھا میں اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور

قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا رَجُلٌ حِلٌّ عَلٰى فَرَسٍ وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلَى الْجِبَالِ فَبَيْنَا أَنَا عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِيْنَ لِشَيْءٍ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقُلْتُ لَهُمْ مَا هٰذَا قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قُلْتُ هُوَ حِمَارٌ وَحْشِيٌّ فَقَالُوْا هُوَ مَا رَأَيْتَ وَكُنْتُ نَسِيْتُ سَوْطِيْ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِيْ سَوْطِيْ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ ضَرَبْتُ فِيْ أَثَرِهٖ فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا ذَاكَ حَتّٰى عَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ إِلَيْهِمْ فَقُلْتُ لَهُمْ قُوْمُوْا فَاحْتَمِلُوْا قَالُوْا لَا نَمَسُّهُ فَحَمَلْتُهُ حَتّٰى جِئْتُهُمْ بِهٖ فَأَبٰى بَعْضُهُمْ وَأَكَلَ بَعْضُهُمْ فَقُلْتُ لَهُمْ أَنَا أَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكْتُهُ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِيْ أَبَقِيَ مَعَكُمْ شَيْءٌ مِّنْهُ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كُلُوْا فَهُوَ طُعْمٌ أَطْعَمَكُمُوْهُ اللّٰهُ.

میں پہاڑوں پر بہت چڑھنے والا تھا سو جس حالت میں کہ میں اسی حال میں تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کو دیکھا کہ کوئی چیز دیکھتے ہیں سو میں بھی دیکھنے لگا تو اچانک میں نے دیکھا کہ گورخر ہے میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے میں نے کہا کہ وہ گورخر ہے انہوں نے کہا کہ وہی ہے جو تو نے دیکھا اور میں اپنا کوڑا لینا بھول گیا تھا سو میں نے ان سے کہا کہ میرا کوڑا مجھ کو دو انہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو اس پر مدد نہیں کرتے سو میں نے اتر کر اس کو لیا پھر میں اس کے پیچھے چلا سو نہ تھا مگر یہی یہاں تک کہ میں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں یعنی اس کو مار ڈالا پھر میں ان کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو اور اس کو اٹھاؤ انہوں نے کہا کہ ہم اس کو ہاتھ نہیں لگاتے سو میں نے اس کو اٹھایا یہاں تک کہ میں اس کو ان کے پاس لایا سو بعض نے کھایا اور بعض نے نہ کھایا تو میں نے کہا کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے پوچھتا ہوں سو میں نے حضرت ﷺ کو پایا اور آپ سے حدیث بیان کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ چیز باقی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کھاؤ وہ کھانا ہے کہ اللہ نے تم کو کھلایا۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے اوپر جواز اختیار کرنے دشوار کام کے واسطے اس شخص کے کہ اس کو غرض ہو اپنی جان کے واسطے یا اپنی سواری کے واسطے جب کہ ہو غرض مباح اور یہ کہ شکار کرنا پہاڑوں میں ویسا ہے جیسا کہ نرم زمین میں اور یہ کہ جائز ہے دوڑانا گھوڑے کا دشوار راہ میں واسطے حاجت کے اور نہیں ہے وہ از قسم تعذیب حیوان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ حلال ہوا تم کو شکار دریا کا۔

وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهٗ مَا اصْطِيْدَ ﴿وَطَعَامُهٗ﴾ مَا رَمٰى بِهٖ.

اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ دریا کا شکار وہ چیز ہے جو شکار کی جائے یعنی دام وغیرہ سے اور طعام اس کا وہ چیز ہے جس کو دریا پھینکے۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں بحرین میں آیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھ سے پوچھا حکم اس چیز کا کہ دریا پھینکے سو میں نے ان کو حکم دیا کہ اس کو کھائیں پھر جب میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو یہ قصہ ذکر کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ حلال ہوا تم کو شکار دریا کا اور طعام اس کا سو شکار اس کا وہ ہے جو شکار کیا جائے اور طعام اس کا وہ ہے جس کو پھینکے۔

وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الطَّافِيْ حَلَالٌ.

یعنی اور کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ طافی مچھلی حلال ہے

فائدہ: اور طافی مچھلی وہ ہے جو خود بخود مر کر پانی کے اوپر آجائے اور دار قطنی نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے ذبح کیا ہے واسطے تمہارے جو دریا میں ہے سو کھاؤ سب چیز جو دریا میں ہے کہ وہ ذبح کی ہوئی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَعَامُهٗ﴾ مَيْتَتُهٗ إِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا وَالْجِرِّيُّ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُوْدُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهٗ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ﴾ کہ مراد طعام سے دریا کا مرا ہوا جانور ہے مگر جس چیز کو تو مکروہ جانے یعنی باعتبار طبع کے اور جریت کو یہود نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جری کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں صرف یہود اس کو حرام جانتے ہیں اور ہم اس کو کھاتے ہیں اور کہا ابن حبیب نے کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں اس واسطے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ ان جانوروں سے ہے جن کی صورت بدل گئی اور جری کو جریت بھی کہا جاتا ہے اور جریت وہ مچھلی ہے جس پر چھلکا نہ ہو اور کہا ازہری نے کہ وہ ایک قسم کی مچھلی ہے جو سانپ کے مشابہ ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ مچھلی ہے جس پر چھلکا نہ ہو اور اس کو مار ماہی بھی کہتے ہیں اور کہا خطابی نے کہ وہ ایک قسم مچھلی جو سانپ کی مثل ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قسم ہے درمیان سے چوڑی ہوتی ہے اور دونوں طرف سے پتلی ہوتی ہے۔

وَقَالَ شُرَيْحٌ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوْحٌ وَقَالَ عَطَاءٌ أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرٰى أَنْ يَّذْبَحَهٗ.

اور کہا شریح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نے کہ ہر چیز جو دریا میں ہے ذبح کی ہوئی ہے اور کہا عطاء نے کہ لیکن پرندہ سو میں دیکھتا ہوں کہ ذبح کیا جائے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں عمرو بن دینار اور ابو زبیر سے کہ دونوں نے شریح صحابی سے سنا کہتے تھے کہ ہر چیز جو دریا میں ہے ذبح کی ہوئی ہے سو میں نے یہ عطاء سے ذکر کیا اس نے کہا کہ بہر حال پرندہ سو میں

دیکھتا ہوں کہ ذبح کیا جائے اور روایت کیا ہے اس کو دارقطنی وغیرہ نے عمرو بن دینار سے کہا سنا میں نے ایک بڑے بوڑھے سے اللہ کے ساتھ قسم کھاتا تھا کہ نہیں ہے دریا میں کوئی جانور مگر کہ اللہ نے اس کو آدمیوں کے واسطے ذبح کیا ہے اور روایت کی ہے دارقطنی نے عبداللہ بن سرجس کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ذبح کی ہے ہر چیز کہ دریا میں ہے واسطے آدمیوں کے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور اسی طرح روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ دریا کی ہر چیز ذبح کی ہوئی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ هُوَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا ﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهُ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَّمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾.

کہا ابن جریج نے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ شکار نہروں کا اور ان پانیوں کا جو جمع ہوتے ہیں پہاڑ کے سوراخوں میں بہاؤ سے کیا وہ دریا کا شکار ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں اور یہ آیت پڑھی کہ یہ میٹھا پانی ہے پیاس بجھاتا ہے اور یہ کھارا ہے کڑوا اور ہر ایک میں سے کھاتے ہو تم گوشت تازہ۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس سے حوض قشیری کی مچھلیوں کا حکم پوچھا اور وہ ایک کوان ہے حرم میں کیا شکار کیا جائے؟ اس نے کہا کہ ہاں!۔

وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلٰى سَرْجٍ مِّنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَآءِ.

اور سوار ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ آبی کتوں کی کھال کی زین پر یعنی جو زین کہ آبی کتوں کی کھال سے بنائی گئی ہو۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ أَنَّ أَهْلِيْ أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَأَطْعَمْتُهُمْ.

یعنی کہا شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر میرے گھر والے مینڈک کو کھائیں تو البتہ میں ان کو کھلاؤں۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں بیان کیا شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مینڈک کو ذبح کیا جائے یا نہیں اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ بغیر ذبح کے کھایا جائے اس کے ذبح کرنے کی حاجت نہیں اور ان میں سے بعض نے تفصیل کی ہے درمیان اس چیز کے کہ اس کا ٹھکانا پانی ہو اور غیر اس کا اور حنفیوں سے منقول ہے کہ ضروری ہے ذبح کرنا اور یہی ہے ایک روایت شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا.

یعنی نہیں دیکھا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ سنگ پشت کے کوئی ڈر۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ نَصْرَانِيٍّ أَوْ يَهُوْدِيٍّ أَوْ مَجُوْسِيٍّ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کھا شکار دریا کا اگرچہ شکار کرے اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس تعلیق کو بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا جو پھینکے دریا یا شکار کیا جائے اس سے خواہ شکار کرے اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی کہا ابن تین نے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شکار دریا کا نہ کھایا جائے اگر شکار کرے اس کو اور شخص سوائے ان لوگوں کے اور وہ اسی طرح ہے نزدیک ایک قوم کے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے عطاء اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اور ساتھ اور سند کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر مجوسی مچھلی کو شکار کرے تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَآءِ فِي الْمُرِيْ ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّيْنَانُ وَالشَّمْسُ.

یعنی اور کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ صحابی نے مری کے حق میں کہ حلال ہو جاتا ہے شراب مچھلیوں اور سورج سے۔

فائدہ: کہا حربی نے کہ یہ مری ہے کہ شام میں بنایا جاتا ہے شراب لی جاتی ہے سو اس میں نمک اور مچھلی ڈالی جاتی ہے اور سورج کی دھوپ میں اس کو رکھا جاتا ہے سو متغیر ہوتی ہے شراب کے مزے سے اور واسطے اس اثر کے اور بھی طریقے ہیں روایت کیا ہے ان کو طحاوی نے کہ تھے ابو درداء رضی اللہ عنہ کھاتے مری کو جس میں شراب ڈالی جاتی ہے اور کہتے کہ مباح کیا ہے اس کو نمک اور سورج نے اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مری کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مباح کیا ہے شراب کے نشے کو سورج نے سو ہم کھاتے ہیں نہیں دیکھتے ہم ساتھ اس کے کچھ ڈر، کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ذیل غریب میں کہ تعبیر کی ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ساتھ ذبح کے نمک اور سورج کی قوت سے اور غالب ہونے ان کے سے شراب پر اور دور کرنے ان کے سے اس کے مزے کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے مچھلیوں کو سوائے نمک کے اس واسطے کہ مقصود اس سے حاصل ہوتا ہے سوائے اس کے ان کی یہ مراد نہیں کہ صرف مچھلیاں ہے ان کے مزے کو بدل ڈالتی ہیں اور ابو درداء رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے کہ جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا سو کہا اس نے کہ مچھلی ساتھ نمک کے غالب ہوتی ہے شراب کی تیزی پر اور دور کرتی ہے اس کی شدت کو اور سورج اثر کرتا ہے بیچ سرکہ بنانے اس کے سو ہو جاتی ہے حلال، کہا اور شام کے آسودہ لوگ لاتے تھے مری کو ساتھ شراب کے اور اکثر اوقات اس میں مچھلی بھی ڈالتے جس میں نمک ہوتا اور مقصود مری سے کھانے کا ہضم کرنا ہوتا تھا اور ملاتے اس میں ہر ہضم کرنے والی چیز کو تا کہ بھوک زیادہ لگے اور تھے ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت اصحاب سے کھاتے اس مری کو جو شراب سے بنایا جاتا اور داخل کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے بیچ طہارت شکار دریا کے اس کی مراد یہ ہے کہ مچھلی پاک اور حلال ہے اور یہ کہ اس کا پاک اور حلال ہونا بڑھتا ہے طرف غیر اس کے کی مانند نمک کی یہاں تک کہ ہوتا ہے حرام ناپاک ساتھ ملانے اس کے کی طرف اس کی حلال اور پاک اور یہ رائے اس شخص کی ہے جو کہتا ہے کہ جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا اور یہ قول ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ہے اور ایک جماعت کا اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ استعارہ کیا ہے ذبح کو واسطے حلال کرنے کے سو گویا کہ کہتا ہے کہ جیسا کہ حلال کرتا ہے ذبح کرنا ذبح کئے ہوئے جانور کے کھانے کو

سوائے مردار کے پس اسی طرح یہ چیزیں جب شراب میں رکھی جائیں تو ذبح کے قائم مقام ہوتے ہیں سو اس کو حلال کر دیتے ہیں اور کہا بیضاوی نے کہ مراد یہ ہے کہ شراب حلال ہو جاتی ہے ساتھ اس مچھلی کے جو اس میں ڈالی گئی اور پکانے اس کے کی ساتھ سورج کے سو ہو گا یہ بجائے ذبح کرنے کے واسطے جانور کے اور اس کے غیر نے کہا کہ ذبحتھا کے معنی ہیں اس کے فعل کو باطل کیا اور ذکر کیا ہے حاکم نے نوع عشرین میں علوم حدیث سے ابن شہاب رحمہ اللہ کے طریق سے اس نے روایت کی ہے ابو بکر بن عبدالرحمن سے اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ بچو شراب سے کہ وہ سب پلیدیوں کی ماں ہے کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے اس حدیث میں کہ نہیں خیر ہے شراب میں اور یہ کہ جب وہ فاسد کیا جائے تو نہیں خیر ہے بیچ اس کے یہاں تک کہ اللہ ہی اس کو بدلائے پس ہو گا اس وقت سرکہ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ کہ حاضر ہوا میں پاس قبیصہ کے منع کرتے تھے کہ بنایا جائے شراب کو مری جب کہ پکڑا جائے اور حالانکہ وہ شراب ہو۔ (فتح)

٥٠٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ.

٥٠٦٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے پتوں والے لشکر کے ساتھ جہاد کیا اور امیر کیے گئے ہم پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سو ہم سخت بھوکے ہوئے سو دریا نے ایک مچھلی مری ہوئی کنارے پر پھینکی کہ ہم نے اس کی مثل نہیں دیکھی یعنی بڑائی میں اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی لی یعنی پہلو کی ہڈی کھڑی کی سو اس کے نیچے سے سوار گزرا۔

٥٠٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ نَرْصُدُ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ وَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا بِوَدَكِهِ حَتّٰى صَلَحَتْ أَجْسَامُنَا قَالَ

٥٠٧٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تین سو سوار کو بھیجا اور ہمارے سردار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے اس حال میں کہ قریش کے قافلے کی تاک اور طلب میں تھے سو ہم کو سخت بھوک پہنچی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے پس نام رکھا گیا اس جنگ کا جیش الخبط یعنی اس سبب سے کہ لوگوں نے اس میں بھوک کے مارے درختوں کے پتے کھائے سو دریا نے ایک مچھلی کنارے پر پھینکی کہ اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا اور اس کی

فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ وَكَانَ فِينَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوْعُ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ.

چربی اپنے بدنوں پر ملی یہاں تک کہ ہمارے بدن درست ہوئے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کھڑی کی سو اس کے نیچے سے سوار گزرا اور ہم میں ایک مرد تھا سو جب بھوک کی شدت ہوئی تو اس نے تین اونٹ کو ذبح کیا پھر تین اونٹ کو ذبح کیا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض وارد کرنے اس کے سے اس جگہ قصہ مچھلی کا ہے اس واسطے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے کھانا دریا کی مری ہوئی چیز کا واسطے تصریح کرنے اس کے کی حدیث میں کہ دریا نے ایک مری ہوئی مچھلی پھینکی کہ اس کی مثل نہیں دیکھی گئی اس کو عنبر کہا جاتا تھا اور مغازی میں پہلے گزر چکا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت کھایا اور ساتھ اس کے تمام ہوگی دلالت نہیں تو مجرد کھانا اصحاب کا گوشت اس کے سے اور حالانکہ وہ بھوک کی حالت میں تھے کبھی کہا جاتا ہے کہ وہ اضطرار کے واسطے ہے خاص کر اس میں قول ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ وہ مردار ہے پھر کہا کہ نہیں بلکہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں اور البتہ تم اس کی طرف مضطر ہوئے ہو سو کھاؤ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ بنا کیا انہوں نے اس کو اول اوپر عام ہونے تحریم مردار کے پھر یاد کی تخصیص مضطر کے ساتھ مباح ہونے اکل ان کے کی جب کہ ہو بے حکمی کرنے والا اور نہ زیادتی اور وہ ساتھ اسی صفت کے تھے اس واسطے کہ وہ اللہ کی راہ میں تھے اور اس کے رسول کی فرمانبرداری میں اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے حدیث کے آخر سے کہ اس کا حلال ہونا اضطرار کے سبب سے نہ تھا بلکہ بسبب ہونے اس کے کی شکار دریا کا سو اس کے آخر میں ہے کہ جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ وہ رزق ہے کہ اللہ نے اس کو نکالا اور ہم کو کھلاؤ اگر تمہارے ساتھ ہو سو بعض اصحاب اس کا ایک عضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا سو ظاہر ہوا واسطے ان کے کہ وہ حلال مطلق ہے اور مبالغہ کیا بیان میں ساتھ کھانے کے اس میں سے اس واسطے کہ آپ مضطر نہ تھے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ دریا کا مرا ہوا جانور مباح ہے برابر ہے کہ خود بخود مر جائے یا شکار کرنے سے مرے اور یہ قول جمہور کا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ وہ مکروہ ہے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان اس چیز کے کہ اس کو دریا پھینکے اور درمیان اس کے کہ مر جائے اس میں بغیر آفت کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے کہ جس چیز کو دریا پھینکے یا اس سے پانی ہٹ جائے تو اس کو کھاؤ اور جو اس میں مر کر اوپر آئے تو اس کو نہ کھاؤ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے مرفوعًا یحیی بن سلیم طائفی سے ابو زبیر سے جابر سے پھر کہا کہ اور روایت کیا ہے اس کو ثوری اور ایوب وغیرہ نے ابو زبیر سے موقوف اور مسند کیا ہے اس کو وجہ ضعیف سے ابن ابی ذئب سے ابو زبیر سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ

سے مرفوعًا کہا ترمذی نے کہ میں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ حدیث محفوظ نہیں اور مروی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے خلاف اس کا اور یحییٰ بن سلیم صدوق ہے وصف کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ سوء حفظ کے اور کہا نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے قوی اور کہا ابو حازم نے کہ نہیں ہے حافظ اور کہا ابن حبان نے ثقات میں کہ تھا خطا کرتا اور متابعت کی گئی ہے اس کی مرفوع کرنے پر اور نکالا ہے اس کو دارقطنی نے ابو احمد کی روایت سے اس نے روایت کی ثوری سے مرفوع لیکن کہا کہ مخالفت کی ہے اس کی وکیع وغیرہ نے سو موقوف بیان کیا ہے انہوں نے اس کو ثوری سے اور یہی صواب ہے اور مروی ہے ابن ابی ذئب اور اسماعیل بن امیہ سے مرفوع اور نہیں صحیح ہے اور صحیح موقوف ہونا ہے اس کا اور جب کہ نہ صحیح ہوئے مگر موقوف تو البتہ معارض ہے اس کو قول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اور قیاس تقاضا کرتا ہے اس کے حلال ہونے کو اس واسطے کہ وہ مچھلی ہے کہ اگر خشکی میں مر جائے تو البتہ کھائی جاتی ہے بغیر ذبح کرنے کے اور اگر اس سے پانی ہٹ جائے یا اس کو اور مچھلی مار ڈالے تو البتہ کھائی جاتی ہے سو اسی طرح جائز ہے کھانا اس کا جب کہ مر جائے اور حالانکہ دریا میں ہو اور یہ جو اس نے کہا کہ ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا تو اس کے اس قول سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے کھانا گوشت کا اگرچہ بدبودار ہو جائے اور ٹھہر جائے اس واسطے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اس میں سے کھایا اور گوشت اتنی مدت بے بو کے نہیں رہتا خاص کر کے مدینے میں باوجود شدت گرمی کے لیکن احتمال ہے کہ انہوں نے اس کو نمک لگا رکھا ہو اور خشک کر رکھا ہو سو نہ داخل ہوئی ہو اس میں بو اور البتہ پہلے گزر چکا ہے قول نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ نہی کھانے گوشت کے سے جب کہ بودار ہو جائے واسطے تنزیہ کے ہے مگر یہ کہ اس سے ضرر کا خوف ہو سو حرام ہوتا ہے اور یہ جواب اس کے مذہب پر ہے لیکن حمل کیا ہے اس کو مالکیہ نے اوپر حرام کرنے کے مطلق ، واللہ اعلم ۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا دریا کے جانور کا مطلق اس واسطے کہ اصحاب کے پاس کوئی نص نہ تھی جو عنبر کو خاص کرے اور حالانکہ انہوں نے اس کا گوشت کھایا اسی طرح کہا ہے بعض نے اور خدشہ کرتا ہے اس میں یہ کہ اول انہوں نے بطور اضطرار کے کھایا اور جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس طور کے کہ کھایا تھا انہوں نے اس کو مطلق باعتبار ہونے اس کے شکار دریا کا پھر توقف کیا انہوں نے باعتبار ہونے اس کے مردہ سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مباح ہے کھانا اس چیز کا کہ شکار کی جائے دریا سے بیان کیا واسطے ان کے شارع نے اخیر میں کہ دریا کا مرا ہوا جانور حلال ہے اور نہیں فرق کیا درمیان طافی کے اور غیر اس کے کی اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیوں نے کہ وہ وہاں ٹھہر کر چند روز اس کو کھاتے رہے سو اگر اس کو مردار جان کر بطور اضطرار کے کھایا ہوتا تو اس پر دوام نہ کرتے اس واسطے کہ مضطر جب مردار کو کھاتا ہے تو بقدر حاجت کے کھاتا ہے پھر انتقال کرتا ہے واسطے طلب مباح کے سوائے اس کے اور بعض علماء نے مختلف حدیثوں میں تطبیق دی ہے ساتھ حمل کرنے نہی کے اوپر کراہت تنزیہ کے اور حمل کرنے اس چیز کے جو اس کے سوائے ہے جواز پر اور نہیں اختلاف ہے درمیان علماء کے

بیچ حمل کرنے سمک کے اوپر مختلف اقسام اس کے یعنی سب قسم کی مچھلی اس میں داخل ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں
کہ اختلاف تو اس چیز میں ہے جو خشکی کے جانور کی صورت پر ہو مانند آدمی اور کتے اور سوا اور بڑے سانپ کی سو حنفیہ
کے نزدیک مچھلی کے سوائے سب چیز حرام ہے اور یہ قول شافعیہ کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس پر ساتھ اس
حدیث کے اس واسطے کہ مچھلی مذکور کا نام سمک نہیں رکھا جاتا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے
مچھلی میں بطور نص کے اور شافعیہ کا اصح منصوص قول یہ ہے کہ دریا کا جانور مطلق حلال ہے اور یہ مذہب مالکیہ کا ہے
سوائے خنزیر کے ایک روایت میں اور دلیل ان کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ اور یہ حدیث ہے
هُوَ الطَّهُوْرُ مَآءُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ کہ پاک ہے پانی اس کا اور حلال ہے مردہ اس کا روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ علیہ
اور اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرھم نے اور شافعیہ سے ہے کہ جس کی نظیر خشکی میں کھائی
جاتی ہے وہ حلال ہے اور جو نہیں سو نہیں اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے اصح قول پر جو گزران کرتی ہے دریا میں اور خشکی
میں اور وہ دو قسم ہے پہلی قسم وہ چیز ہے کہ وارد ہوئی ہے بیچ منع کھانے اس کے کوئی چیز جو خاص کرتی ہے اس کو مانند
مینڈک کے اور اسی طرح مستثنیٰ کیا ہے اس کو احمد نے واسطے وارد ہونے منع کے قتل کرنے اس کے سے وارد ہوئی ہے
یہ منع عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی کی حدیث سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے
اور واسطے اس کے شاہد ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک ابن ابی عاصم کے اور دوسرا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی
حدیث سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور اس نے اتنا زیادہ کیا ہے اس واسطے کہ اس کا بولنا تسبیح ہے
اور ذکر کیا ہے اطباء نے کہ مینڈک دو قسم پر ہے ایک بری ہے اور ایک بحری سو جو کوئی بری کو کھائے وہ مر جاتا ہے اور
جو بحری ہے وہ بھی کھانے والے کو ضرر دیتا ہے اور تمساح بھی مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ وہ کاٹتا ہے اپنے دانت سے اور
احمد رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں ایک روایت ہے اور مثل اس کی ہے قرش دریا شور میں برخلاف اس چیز کے کہ فتویٰ دیا
ہے ساتھ اس کے محب طبری نے اور ثعبان اور عقرب اور سرطان اور سنگ پشت واسطے خبیث ہونے ان کے کی اور
ضرر کے جو لاحق ہے زہر سے دوسری قسم وہ ہے کہ نہیں وارد ہوا ہے اس میں کوئی مانع جو اس کے کھانے سے منع کرے
سو وہ حلال ہے لیکن ساتھ شرط ذبح کے مانند بطخ کے اور پانی کے پرندے کے، واللہ اعلم۔

تنبیہ: یہ قصہ ہجرت کے دوسرے سال میں واقع ہوا ہے جنگ بدر سے پہلے اور اس کا بیان یوں ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو سو اصحاب کو ساتھ لے کر نکلے تھے واسطے لوٹنے قافلے قریش کے اس میں امیہ بن خلف تھا سو بواط
میں پہنچے اور وہ ایک پہاڑ ہے شام سے لگتا اس کے اور مدینے کے درمیان چار برد کا فاصلہ ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قافلے
کو نہ ملے اور پلٹ آئے سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ وہاں چھوڑ آئے تھے کہ
قافلے مذکور کی تلاش کریں سو یہ سب قصہ درحقیقت ایک ہی قصہ ہے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ الْجَرَادِ. ٹڈی کے کھانے کے بیان میں۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ یہ مشتق ہے جرد سے اس واسطے کہ نہیں اترتی ہے کسی چیز پر مگر کہ اس کو خالی کر دیتی ہے اور اس کی پیدائش عجیب ہے اس میں دس حیوان کا منہ ہے اور یہ دو قسم ہے ایک اڑنے والی ہے اور ایک کودنے والی ہے اور نہیں گزرتی ہے کسی کھیتی پر مگر کہ اس کو ویران کر دیتی ہے اور اس کے اصل میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یہ از قسم مچھلی کے ہے اسی واسطے بغیر ذبح کے کھائی جاتی ہے اور حدیث ضعیف میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ دریا کا شکار ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور ترمذی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر صحیح ہو تو البتہ ہوگی اس میں حجت واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے بدلہ بیچ اس کے جب کہ مار ڈالے اس کو محرم اور جمہور علماء اس کے برخلاف ہیں کہا ابن منذر نے کہ کسی نے نہیں کہا کہ اس میں بدلہ ہے سوائے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اور جب ثابت ہوا اس میں بدلہ تو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ بری ہے یعنی خشکی کا جانور ہے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ جائز ہے کھانا اس کا بغیر ذبح کے مگر یہ کہ مشہور مالکیہ کے نزدیک شرط ہونا ذبح اس کے کا ہے اور اختلاف ہے اس کی صفت میں سو بعض نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا اس کا سر کاٹنا ہے کہا ابن وہب نے کہ اس کا پکڑنا اس کا ذبح کرنا ہے اور موافقت کی ہے ان میں سے مطرف نے جمہور کی اس میں کہ اس کے ذبح کرنے کی حاجت نہیں ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حلال ہوئے واسطے ہمارے دو مردے اور دو خون مچھلی اور ٹڈی اور جگر اور تلی روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ اور دارقطنی نے مرفوع اور کہا کہ موقوف اصح ہے اور بیہقی نے بھی اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے لیکن کہا کہ واسطے اس کے حکم رفع کا ہے۔ (فتح)

٥٠٧١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَبُوْ عَوَانَةَ وَإِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى سَبْعَ غَزَوَاتٍ.

۵۰۷۱۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ہمراہ چھ یا سات بار جہاد کیا ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے، کہا سفیان اور ابوعوانہ اور اسرائیل نے ابو یعفور سے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سات بار جہاد کیا یعنی ان لوگوں کی روایت میں شک نہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے تو احتمال ہے کہ مراد معیت سے مجرد جہاد کرنا ہو سوائے کھانے ٹڈی کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ کھانے ٹڈی کے ہو اور دلالت کرتا ہے دوسرے احتمال پر جو واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ حضرت ﷺ بھی ہمارے ساتھ کھاتے اور یہ اگر صحیح ہو تو رد کرتا ہے یہ صمیری پر شافعیہ سے اس کے

گمان میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو مکروہ جانا ہے جیسے سوسمار کو مکروہ جانا اور شاید اس کی سند یہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ سوسمار سے پوچھے گئے تو فرمایا کہ نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں اور پوچھے گئے ٹڈی سے سو اس میں بھی اسی طرح فرمایا اور یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اجماع کو اوپر حلال ہونے کھانے ٹڈی کے لیکن تفصیل کی ہے ابن عربی نے ترمذی کی شرح میں درمیان ٹڈی حجاز کے اور ٹڈی اندلس کے سو کہا اس نے کہ اندلس کی ٹڈی نہ کھائی جائے اس واسطے کہ وہ ضرر محض ہے اور یہ اگر ثابت ہو کہ اس کا کھانا ضرر کرتا ہے ساتھ اس طور کے کہ ہو اس میں زہر جو خاص کرے اس کو سوائے اور شہروں کے تو متعین ہوگا مستثنیٰ ہونا اس کا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ اٰنِيَةِ الْمَجُوْسِ وَالْمَيْتَةِ. مجوس اور مردار کے برتنوں کا بیان۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اور لایا ہے اس میں حدیث ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی اور اس میں ذکر اہل کتاب کا ہے یعنی اس میں مجوس کا ذکر نہیں ہے سو شاید بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ باب باندھا ہے واسطے مجوس کے اور حدیثیں اہل کتاب میں ہیں اس واسطے کہ اس نے بنا کی ہے اس پر کہ ڈر دونوں میں ایک ہے اور وہ نہ بچنا ان کا ہے گندگیوں سے اور کہا کرمانی نے کہ یا حکم اس کا ساتھ قیاس کے ہے یعنی ایک کو دوسرے پر قیاس کیا ہے یا اس اعتبار سے کہ مجوس گمان کرتے ہیں کہ وہ اہل کتاب ہیں۔ میں نے کہا اور احسن اس سے یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں منصوص مجوس پر یعنی اس کے بعض طریقوں میں مجوس کا نام صریح آ چکا ہے سو ترمذی میں ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ مجوس کی ہانڈیوں سے سو فرمایا کہ ان کو دھو کر پاک کر لو اور ان میں پکاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ان یہود اور نصاریٰ اور مجوس پر گزرتے ہیں سو ہم ان کے برتنوں کے سوا اور برتن نہیں پاتے الحدیث، اور یہ طریقہ ہے کہ بہت استعمال کرتا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ سو جس حدیث کی سند میں مقال ہو اس کے ساتھ باب باندھتا ہے پھر وارد کرتا ہے باب میں وہ چیز کہ لیا جائے اس سے حکم بطور الحاق کے اور مانند اس کے کی اور حکم مجوس کے برتنوں میں نہیں مختلف ہے ساتھ حکم اہل کتاب کے برتنوں میں اس واسطے کہ علت اگر یہ ہو کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے جیسے اہل کتاب کا تو کوئی اشکال نہیں اور اگر ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے کما سیاتی البحث فیہ تو جن برتنوں میں وہ اپنا ذبح کیا ہوا جانور پکاتے ہیں وہ پلیدی کے لگنے سے ناپاک ہوں گے سو اہل کتاب بھی اسی طرح ہیں اس واسطے کہ پلیدی سے بچنا ان کے دین میں نہیں اور ساتھ اس طور کے کہ وہ ان میں سور کا گوشت پکاتے ہیں اور ان میں شراب وغیرہ رکھتے ہیں اور تائید کرتی ہے دوسرے احتمال کو وہ چیز جو روایت کی ہے ابو داؤد اور بزار نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ہمراہ جہاد کرتے تھے سو ہم مشرکوں کے برتن پاتے تھے

سوہم ان کے ساتھ فائدہ اٹھاتے تھے سو اس سے ہم پر عیب نہ کیا جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ان کو دھوتے اور ان میں کھاتے۔ (فتح)

۵۰۷۲ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَأْكُلُ فِيْ آنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَأَصِيْدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ آنِيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَّا تَجِدُوْا بُدًّا فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا بُدًّا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْهُ.

۵۰۷۲۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے کہا کہ یا حضرت! ہم اہل کتاب کی زمین میں ہیں سو ہم ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں یعنی کیا جائز ہے ان کے برتنوں میں کھانا اور ہم شکار کی زمین میں ہیں شکار کرتا ہوں میں اپنی کمان سے اور شکار کرتا ہوں اپنے کتے سکھائے ہوئے سے اور اپنے کتے بے سکھائے ہوئے سے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ذکر کیا تو نے کہ تم اہل کتاب کی زمین میں ہو سو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو مگر یہ کہ کوئی چارہ نہ پاؤ تو دھولو اور کھاؤ اور جو تو نے ذکر کیا کہ تم شکار کی زمین میں ہو سو جو شکار کرے تو اپنی کمان سے سو اللہ کا نام لے اور کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سکھائے ہوئے سے سو اس پر اللہ کا نام لے اور کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے غیر معلم سے سو تو اس کی ذبح کو پائے تو اس کو کھا۔

۵۰۷۳ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوْا خَيْبَرَ أَوْقَدُوا النِّيْرَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ أَوْقَدْتُمْ هٰذِهِ النِّيْرَانَ قَالُوْا

۵۰۷۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اصحاب نے فتح خیبر کے دن شام کی تو آگ کو جلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کس چیز پر آگ کو جلایا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ خانگی گدھوں کا گوشت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہاؤ جو ہانڈیوں میں ہے اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو

لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَاكْسِرُوْا قُدُوْرَهَا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ نُهْرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ ذَاكَ.

قوم میں سے ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ ہم بہاتے ہیں جو ان میں ہے اور ان کو دھو ڈالتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یا اس طرح کرو یعنی اختیار ہے خواہ دھولو خواہ توڑ ڈالو۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ یہ جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں مردار کا ذکر کیا ہے تو تنبیہ کی ہے اس نے ساتھ ذکر کرنے اس کے اس پر کہ گدھے چونکہ حرام تھے تو ان میں ذبح نے کچھ اثر نہ کیا سو ہوں گے مردار اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ دھونے برتنوں کے ان کے گوشت سے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا.

ذبح کیے جانور پر بسم اللہ کہنا اور جو جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جان بوجھ کر تو اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس قول کے طرف اس کی کہ جان بوجھ کر چھوڑنے والے اور بھولے سے چھوڑنے والے کے درمیان فرق ہے کہ جو جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں اور جو بھولے سے چھوڑے اس کا ذبیحہ حلال ہے اس واسطے کہ مدد لی ہے اس نے واسطے اس کے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور اس چیز کی کہ ذکر کی اس کے بعد اللہ کے اس قول سے کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہیں لیا گیا اس پر نام اللہ کا پھر کہا کہ ناسی کا نام فاسق نہیں رکھا جاتا یہ اشارہ ہے اللہ کے اس قول کی طرف جو آیت میں ہے ﴿وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾ سو استنباط کیا اس نے اس سے کہ فسق کی وصف واسطے عامد کے ہے پس خاص ہو گا حکم ساتھ اس کے اور تفرقہ درمیان ناسی اور عامد کے ذبیحہ میں قول احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک گروہ کا اور قوی کیا ہے اس کو غزالی نے احیاء میں اس حجت سے کہ ظاہر آیت کا ایجاب ہے اور اسی طرح حدیثیں بھی اور جو حدیثیں کہ رخصت پر دلالت کرتی ہیں وہ تعمیم کا احتمال رکھتی ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ناسی کے ساتھ خاص ہوں سو ہو گا حمل کرنا اس کا اوپر اس کے اولیٰ تا کہ جاری ہوں سب دلیلیں اپنے ظاہر پر اور معذور رکھا جائے گا ناسی سوائے عامد کے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو نہیں ہے کچھ ڈر۔

فائدہ: روایت کی ہے سعید بن المنصور نے عکرمہ سے اس روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مسلمان میں اللہ کا نام موجود ہے اگرچہ اللہ کا نام نہ لے اور اس کی سند صحیح ہے اور وہ موقوف ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر اللہ کا نام اور بے شک وہ فسق ہے اور ناسی

وَالنَّاسِيْ لَا يُسَمّٰى فَاسِقًا وَقَوْلُهٗ ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾.

کا نام فاسق نہیں رکھا جاتا اور اللہ نے فرمایا کہ بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے طرف زجر کی حجت پکڑنے سے واسطے جواز ترک بسم اللہ کے ساتھ تاویل آیت کے اور حمل کرنے اس کے کی غیر ظاہر پر تا کہ نہ ہو شیطان کے وسوسہ سے تا کہ روکے اللہ کے ذکر سے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو روایت کی ہے ابن ماجہ اور ابوداؤد اور طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کافر کہتے تھے کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو نہ کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو کھاؤ اللہ نے فرمایا اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا اور نیز روایت کی ہے ابوداؤد اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ ہم کھاتے ہیں اس چیز سے کہ ہم نے ماری اور نہیں کھاتے اس چیز سے کہ اللہ نے ماری سو یہ آیت اتری اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا آخر آیت تک اور روایت کی ہے طبری نے علی بن طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس کی اور بیان کیا ہے آیت کو مشرکون تک اگر فرمانبرداری کرو تم ان کی اس چیز میں کہ میں نے تم کو اس سے منع کیا اور روایت کی ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾ کہا کہ مجادلہ کیا ساتھ مسلمانوں کے مشرکوں نے ذبیحہ میں اور روایت کی ہے ابن جریج سے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا مطلب ہے اللہ کے اس قول کا سو کھاؤ اس چیز سے کہ لیا گیا ہے اس پر نام اللہ کا؟ کہا کہ حکم کرتا ہے تم کو اللہ ساتھ لینے نام اس کے کی کھانے پر اور پینے پر اور ذبح پر میں نے کہا اور کیا معنی ہیں اللہ کے اس قول کے اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا؟ کہا کہ منع کرتا ہے ان جانوروں سے جو جاہلیت کے وقت بتوں پر ذبح کیے جاتے تھے کہا طبری نے جو کہتا ہے کہ مسلمان جس چیز پر ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے وہ چیز حلال نہیں تو یہ قول بعید ہے صواب سے واسطے شاذ ہونے اس کے کی اور خارج ہونے اس کے کی اس چیز سے کہ اس پر اجماع ہے کہا اس نے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾ تو مراد یہ ہے کہ کھانا اس چیز کا کہ نہیں لیا گیا اس پر نام اللہ کا مردار ہے اور اس چیز کا کہ پکاری گئی ہے واسطے غیر اللہ کے فسق ہے اور نہیں حکایت کیا طبری نے کسی سے اس کا خلاف۔ (فتح)

٥٠٧٤ ۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ

۵۰۷۴۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذی الحلیفہ میں تھے سو لوگوں کو بھوک

عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ فَأَصَبْنَا إِبِلًا وَّغَنَمًا وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَدُفِعَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَّكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ وَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا لَنَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

پہنچی سو ہم نے اونٹوں اور بکریوں کو پایا یعنی غنیمت میں ہم کو ہاتھ لگیں اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے سو لوگوں نے جلدی کی اور ہانڈیوں کو کھڑا کیا سو حضرت ﷺ ان کے پاس پہنچے سو حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے سو الٹائیں گئیں اور بہایا گیا جو ان میں تھا پھر غنیمت کو تقسیم کیا سو برابر کیا دس بکریوں کو ساتھ ایک اونٹ کے سو ان میں سے ایک اونٹ بھڑک کر بھاگا اور لشکر میں گھوڑے تھوڑے تھے سو لوگ اس کے پکڑنے کو دوڑے سو اس نے ان کو تھکایا یعنی اور اس کو پکڑ نہ سکے سو ایک مرد نے تیر کے ساتھ اس کی طرف قصد کیا یعنی اور اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو روکا یعنی اس کو تیر لگا سو کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان گھر کے پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانوروں میں بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے بھاگے تو کرو ساتھ اس کے اس طرح یعنی جب پالا ہوا جانور وحشی ہو جائے اور ہاتھ نہ لگے کہ اس کو ذبح کیجیے بسم اللہ کہہ کر جہاں زخم لگائے وہ حلال ہو جاتا ہے جیسا کہ جنگلی جانور میں بھی یہی حکم ہے کہا عبایہ نے کہ میرے دادا یعنی رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ کل دشمن سے ملیں یعنی کافروں سے جہاد کریں اور نہیں ہیں ہمارے ساتھ چھریاں کیا ذبح کریں ہم کھپانچ سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خون کو بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور میں خبر دوں گا تم کو اس سے پس دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ذی الحلیفہ میں تو یہ ذی الحلیفہ غیر اس ذی الحلیفہ کا ہے جو مدینے کا میقات ہے جس جگہ سے مدینے والے احرام باندھتے ہیں اس واسطے کہ میقات اس شخص کے راہ میں ہے جو مدینے اور شام سے مکے کو جائے

اور یہ ذی الحلیفہ ذات عرق کے قریب ہے طائف اور کے کے درمیان اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابو بکر حازمی نے اور واقع ہوا ہے واسطے قابسی کے کہ وہ میقات مشہور ہے اور اسی طرح ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہا علماء نے کہ تھا یہ واقعہ وقت پھرنے ان کے کی طائف سے آٹھویں سال میں اور یہ جو کہا کہ لوگوں کو بھوک پہنچی تو یہ تمہید ہے واسطے عذر ان کے کی بیچ ذبح کرنے ان کے کی اونٹوں اور بکریوں کو جو ان کو ہاتھ آئیں اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی حفاظت کے واسطے پیچھے رہتے تھے اس واسطے کہ اگر لشکر سے آگے بڑھتے تو البتہ خوف تھا کہ ضعیف آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائے اور حالانکہ اصحاب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی بہت حرص تھی پس لازم آتا ہے چلنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پچھلے لوگوں میں نگاہ رکھنا ضعیف لوگوں کا واسطے موجود ہونے ان لوگوں کے جو پیچھے رہتے تھے ساتھ آپ کے قوی لوگوں سے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے جلدی سے ہانڈیوں کو کھڑا کیا یعنی بھوک کے سبب سے جو ان کے ساتھ تھی سو انہوں نے جلدی کی سو ذبح کیا ان جانوروں کو جو غنیمت میں ہاتھ لگے اور اس کو ہانڈیوں میں رکھا اور ایک روایت میں ہے سو جلد باز لوگ چلے سو انہوں نے ذبح کیا اور ہانڈیوں کو کھڑا کیا غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اور یہ جو کہا کہ ہانڈیاں الٹائی گئیں تو اس جگہ دو چیزوں میں اختلاف ہے ایک ہانڈیوں کے بہانے کے سبب میں دوسری یہ کہ گوشت ضائع کیا گیا یا نہیں لیکن پہلی چیز سو کہا عیاض نے کہ وہ پہنچ چکے تھے طرف دار الاسلام کی اور اس جگہ میں کہ نہیں جائز ہے اس میں کھانا غنیمت کے مال سے جو مشترک ہو مگر بعد تقسیم ہونے کے اور یہ کہ محل جائز ہونے اس کے کا پہلے تقسیم سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس وقت تک ہے جب تک کہ دار الحرب میں ہوں اور احتمال ہے کہ سبب اس کا یہ ہو کہ انہوں نے اس کو جلدی سے اچک لیا اور نہ لیا اس کو اعتدال سے اور بقدر حاجت کے یعنی معاملہ کیا ساتھ ان کے بسبب جلدی کرنے ان کے کی ساتھ نقیض قصد ان کے کی جیسا کہ معاملہ کیا گیا قاتل کے ساتھ منع میراث کے اور جو دوسری چیز ہے سو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مامور یہ ہانڈیوں کے بہانے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ضائع کرنا شوربے کا ہے واسطے سزا ان کی کے اور گوشت کو تو انہوں نے تلف نہ کیا بلکہ محمول ہے وہ اس پر کہ جمع کر کے غنیمت کی طرف پھیرا گیا اور نہیں گمان کیا جاتا کہ حکم کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ضائع کرنا اس کے کا باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے ضائع کرنے سے منع کیا ہے اور یہ غنیمت لانے والوں کا مال ہے اور نیز قصور ساتھ پکانے اس کے کی نہیں واقع ہوا غنیمت کے تمام مستحقوں سے اس واسطے کہ بعض نے ان میں سے نہیں پکایا تھا اور ان میں سے بعض خمس کے مستحق تھے اور اگر کہا جائے کہ نہیں منقول ہے کہ انہوں نے گوشت کو غنیمت کی طرف اٹھایا ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی منقول نہیں کہ انہوں نے گوشت کو جلا ڈالا ہو سو واجب ہے تاویل اس کی موافق قواعد کے اور وارد ہوتی ہے اس پر حدیث ابوداؤد کی کہ اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو مٹی سے آلودہ کیا اور فرمایا کہ نہبہ نہیں ہے زیادہ تر حلال مردار سے اور یہ حدیث

جید الاسناد ہے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ نے جو گوشت کو خاک آلودہ کیا تو اس سے اس کا ضائع کرنا لازم نہیں آتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیاق مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ اس کے مبالغہ کرنا ہے زجر میں اس فعل سے سو اگر اس کے درپے ہوتے کہ اس کے بعد اس سے نفع اٹھایا جائے تو نہ ہوتی اس میں بڑی زجر سو ہوگا فاسد کرنا گوشت کا اوپر ان کے باوجود متعلق ہونے دل ان کے کا ساتھ اس کے اور حاجت ان کی کے طرف اس کی اور خواہش ان کی کے واسطے اس کے ابلغ زجر میں اور کہا اسماعیلی نے کہ حضرت ﷺ نے جو ہانڈیوں کے اُلٹانے کے ساتھ حکم کیا تو جائز ہے کہ ہو یہ بسبب اس کے کہ ذبح کرنا اس شخص کا جو ساری چیز کا مالک نہ ہو نہیں ہوتا ہے ذبح کرنے والا اور احتمال ہے کہ ہو یہ بسبب اس کے کہ انہوں نے جلدی کی طرف خاص ہونے کی ساتھ ایک چیز کے سوائے باقی حق داروں اس کے کی پہلے تقسیم ہونے سے اور پہلے نکالنے خمس کے سو سزا دی ان کو ساتھ منع کرنے کے کھانے اس چیز کے سے جس کی طرف انہوں نے جلدی کی واسطے زجر کرنے ان کے کی پھر ایسا کام کرنے سے پھر ترجیح دی اس نے دوسرے احتمال کو اور ضعیف کیا پہلے کو ساتھ اس طور کے کہ اگر ایسا ہوتا تو نہ حلال ہوتا کھانا اونٹ بھاگنے والے کا جس کو ایک شخص نے ان میں سے تیر مارا تھا اس واسطے کہ کل آدمیوں نے اس کے تیر مارنے کی اجازت نہ دی تھی باوجودیکہ اس کا اس کو تیر مارنا اس کا ذبح ہوا جیسا کہ نص کی اس پر نفس حدیث باب میں اور البتہ مائل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف پہلے معنی کے اور باب باندھا ہے ساتھ اس کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالی اور ممکن ہے جواب اسماعیلی کے الزام سے اونٹ کے قصے سے ساتھ اس طور کے کہ تیر مارنے والے نے حضرت ﷺ اور کل اصحاب کے سامنے مارا ہو اور اصحاب نے اس کو برقرار رکھا سو دلالت کی ان کے چپ رہنے نے ان کی رضامندی پر برخلاف اس چیز کے جس کو ان لوگوں نے ذبح کیا حضرت ﷺ کے آنے سے پہلے اور جو آپ کے ساتھ تھے سو دونوں امر جدا جدا ہو گئے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ دس دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا تو یہ محمول ہے اس پر کہ اس وقت بکریوں کی یہی قیمت تھی سو شاید اونٹ کم تھے یا قیمتی تھے اور بکریاں بہت تھیں یا دبلی تھیں ساتھ اس طور کے کہ ایک اونٹ کی قیمت دس بکریاں تھیں اور نہیں مخالف ہے یہ قربانی کے قاعدے کو کہ اونٹ کفایت کرتا ہے ساتھ آدمیوں سے اس واسطے کہ یہی ہے غالب بیچ قیمت بکری اور اونٹ کے جو متوسط ہوں اور لیکن یہ قسمت سو خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ ہو برابر کرنا بسبب قیمتی ہونے اونٹوں کے سوائے بکریوں کے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے صریح ہے حکم میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے یہ کہ شریک ہوں ہم سات سات آدمی اونٹ اور گائے میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو بقرہ عید حاضر ہوئی سو شریک ہوئے ہم گائے میں نو نو آدمی اور اونٹ میں دس دس آدمی اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی رحمہ اللہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور جو حاصل ہوتا ہے اس جگہ یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ اونٹ

ساتھ آدمیوں کی طرف سے ہے جب تک کہ نہ پیش آئے کوئی عارض قیمتی ہونے وغیرہ سے پس متغیر ہوگا حکم بسبب اس کے اور ساتھ اس کے جمع ہوں گی سب حدیثیں جو وارد ہیں اس باب میں پھر جو ظاہر ہوتا ہے قسمت مذکورہ سے یہ ہے کہ واقع ہوئے وہ بیچ سوائے اس چیز کے کہ پکائی گئی اور بہائی گئی اونٹوں اور بکریوں سے جن کو انہوں نے غنیمت کیا اور اگر واقعہ متعدد ہو تو احتمال ہے کہ جو قصہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا اس میں گوشت کو تلف کیا ہو اس واسطے کہ وہ کاٹا گیا تھا واسطے پکانے کے اور جو قصہ کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس میں سالم بکریاں پکائی گئیں تو جب ان کا شوربا بہایا گیا تو مال غنیمت میں ملائی گئیں تا کہ تقسیم ہوں پھر پکائے ان کو جس کے حصے میں واقع ہوں اور شاید یہی نکتہ ہے بیچ کم ہونے قیمت بکریوں کے عادت سے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ پھر بھاگا ان میں سے یعنی ان اونٹوں میں سے جو تقسیم ہوئے تھے اور یہ جو کہا کہ لشکر میں گھوڑے تھوڑے تھے تو اس میں تمہید ہے واسطے عذر ان کے کہ اونٹ نے ان کو تھکایا اور نہ قادر ہوئے اس کے حاصل کرنے پر سو گویا کہ کہتا ہے کہ اگر ان میں گھوڑے بہت ہوتے تو البتہ ممکن تھا کہ اس کو گھیر کر پکڑ لیتے اور یہ جو فرمایا کہ کرو ساتھ اس کے اس طرح یعنی اور اس کو کھاؤ اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ماری جائے تیر سے اور زخمی ہو جائے جس جگہ میں کہ ہو اس کے بدن سے بشرطیکہ جنگلی جانور ہو یا وحشی ہو گیا ہو اور یہ جو کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں تو یہ شک راوی کا ہے اور امید کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارہ ہے طرف حرص ان کی کے اوپر ملنے دشمن کے واسطے اس چیز کے کہ امید رکھتے ہیں اس کو شہید ہونے یا غنیمت لانے سے اور خوف کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ نہیں چاہتے کہ ہجوم کرے ان پر دشمن اچانک اور یہ جو کہا کہ نہیں ساتھ ہمارے چھریاں تو مدے جمع ہے مدیہ کی اور مدیہ چھری کو کہتے ہیں اور نام رکھا گیا چھری کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ کاٹتی ہے جانور کی عمر کو اور رابطہ درمیان قول اس کے کہ ہم دشمن کو ملیں گے اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں احتمال ہے کہ ہو مراد ان کی یہ کہ جب وہ دشمن سے ملے تو ہوں گے درپے اس کے کہ غنیمت لائیں ان میں سے وہ چیز کہ ذبح کریں اس کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ان کی یہ کہ وہ محتاج ہوں طرف ذبح کرنے اس چیز کے کہ کھائیں اس کو تا کہ قوت حاصل کریں ساتھ اس کے اوپر دشمن کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے تقسیم کرنے اونٹوں اور بکریوں کے سے درمیان ان کے سو ان کے پاس وہ جانور تھے کہ ان کو ذبح کریں اور مکروہ جانا انہوں نے یہ کہ اپنی تلواروں سے ذبح کریں تا کہ ان کی تیزی کو ضرر نہ کریں اور حالانکہ اس کی حاجت ہے سو سوال کیا اس چیز سے کہ کفایت کرتی ہے ذبح میں سوائے چھری اور تلوار کے اور یہی ہے وجہ حصر کی چھری اور کھپانچ اور مانند اس کی میں باوجود ممکن ہونے اس چیز کے کہ چھری کے معنی میں ہے اور وہ سوار ہے اور جو اس کے سوائے اور حدیث میں واقع ہوا ہے کہ تم کل دشمن کو ملنے والے ہو اور روزہ نہ رکھنا زیادہ قوت دینے والا ہے واسطے تمہارے سو بلایا ان کو طرف نہ روزہ رکھنے کے تا کہ قوت حاصل کریں اور اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اس واسطے کہ معلق کیا ہے اجازت کو ساتھ مجموع دو امروں کے اور وہ خون بہانا ہے اور بسم اللہ کہنا اور جو دو چیزوں کے ساتھ معلق ہو نہیں کفایت کی جاتی بیچ اس کے مگر ساتھ جمع ہونے ان دونوں کے اور منتفی ہوتی ہے ساتھ منتفی ہونے ایک کے دونوں میں سے اور یہ جو فرمایا کہ لیکن دانت سو ہڈی ہے تو کہا بیضاوی نے کہ یہ قیاس ہے کہ حذف کیا گیا ہے اس سے مقدمہ دوسرا واسطے مشہور ہونے اس کے کی نزدیک ان کے اور تقدیر یہ ہے لیکن دانت سو ہڈی ہے اور ہر ہڈی نہیں حلال ہے ذبح کرنا ساتھ اس کے اور شامل ہے یہ نتیجہ کو واسطے دلالت کرنے استثناء کے اوپر اس کے اور کہا ابن صلاح نے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے مقرر کیا ہوا تھا کہ ہڈی سے ذبح کرنا حاصل نہیں ہوتا اسی واسطے اقتصار کیا اپنے اس قول پر ہر ہڈی ہے کہا اس نے کہ نہیں دیکھی میں نے واسطے منع کی ذبح کرنے سے ساتھ ہڈی کے کوئی معنی معقول اور اسی طرح واقع ہوا ہے بیچ کلام ابن عبدالسلام کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ ذبح کرو ہڈی سے اس واسطے کہ وہ خون سے ناپاک ہو جاتی ہے اور البتہ منع کیا ہے تم کو میں نے اس کے ناپاک کرنے سے اس واسطے کہ وہ توشہ تمہارے بھائی جنوں کا ہے اور یہ محتمل ہے اور نہیں کہا جاتا کہ تھا ممکن پاک کرنا اس کا بعد ذبح کے اس واسطے کہ استنجا کرنا ساتھ اس کے بھی اسی طرح ہے اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ وہ کفایت نہیں کرتا کہا ابن جوزی نے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ ہڈی سے ذبح کرنا ان کے یہاں معلوم تھا کہ کفایت نہیں کرتا اور بے شک کہا شارع نے ان کو اوپر اس کے اور اشارہ کیا اس کی طرف اس جگہ اور بیان کروں گا میں حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو صلاحیت رکھتی ہے یہ کہ ہو سند واسطے اس کے اور یہ جو فرمایا کہ بہر حال ناخن سو چھریاں ہیں حبشیوں کی یعنی اور وہ کافر ہیں اور البتہ منع کیا ہے میں نے تم کو ان کے ساتھ تشبیہ کرنے سے کہا ہے اس کو ابن صلاح نے اور تابع ہوا ہے اس کا نووی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض نے کہا کہ منع کیا ہے ان سے اس واسطے کہ ذبح کرنا ساتھ ان کے عذاب دینا ہے واسطے حیوان کے اور نہیں واقع ہوتا ہے ساتھ اس کے غالبا مگر گلا گھونٹنا جو ذبح کی صورت پر نہیں اور کہا علماء نے کہ حبشی لوگ بکری کو ذبح کرنے کی جگہ سے ناخن کے ساتھ لہو بہاتے ہیں یہاں تک کہ قبض ہوتی ہے روح اس کی گلا گھونٹنے سے اور اعتراض کیا گیا ہے پہلی تعلیل پر ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو البتہ چھری سے ذبح کرنا بھی منع ہوتا اور اسی طرح اور سب چیزوں کے ساتھ بھی اور جواب یہ ہے کہ ذبح کرنا ساتھ چھری کے اصل ہے لیکن جو لاحق ہے ساتھ اس کے سو وہی ہے جس میں تشبیہ معتبر ہے واسطے ضعیف ہونے اس کے کی اور اسی واسطے تھے سوال کرتے جواز ذبح سے ساتھ غیر چھری کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ ظفر کے اس حدیث میں قسم خوشبو کی ہے جو بخور میں ڈالی جاتی ہے کہا اور اگر مراد ساتھ اس کے آدمی کے ناخن ہوتے تو فرماتے اس میں جو دانت میں فرمایا اور وہ ایک قسم ہے خوشبو کی حبش کے شہروں میں اور وہ نہیں کاٹتی سو ہو گئی بیچ معنی گلا گھونٹنے کے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے حرام ہے تصرف کرنا بیچ مال

مشترک کے بغیر اجازت کے اگرچہ کم ہو اور اگرچہ اس کی حاجت ہو اور اس حدیث میں فرمانبردار ہونا اصحاب رضی اللہ عنہم کا ہے واسطے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ بیچ ترک کرنے اس چیز کے کہ ان کو اس کے ساتھ سخت حاجت ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے امام کے سزا دینا رعیت کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں تلف کرنا منفعت اور مانند اس کے کا ہے جب کہ غالب ہو مصلحت شرعیہ اور یہ کہ قسمت غنیمت کے جائز ہے اس میں برابری کرنا اور قسمت کرنا اور نہیں شرط ہے قسمت ہر چیز کی جدا جدا اور یہ کہ جو وحشی ہو جائے گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے دیا جاتا ہے اس کو حکم وحشی جانور کا اور بالعکس اور جائز ہے ذبح کرنا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے مقصود برابر ہے کہ لوہا ہو یا نہ اور جائز ہے مار ڈالنا بھڑکنے والے جانور کا واسطے اس شخص کے جو اس کی ذبح سے عاجز ہو مانند شکار جنگلی جانور کے اور جو وحشی ہو جائے خانگی جانور سے اور ہوں گے سب اجزاء اس کے جگہ ذبح کے سو جب اس کو تیر لگے اور مر جائے تو حلال ہوتا ہے اور لیکن جس کے پکڑنے کی قدرت ہو سو نہیں مباح ہے وہ مگر ساتھ ذبح کے یا نحر کے بالا جماع اور اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ حرام ہونا مردار کا واسطے باقی رہنے خون اس کے ہے بیچ اس کے اور اس حدیث میں منع ہے ذبح کرنے سے ساتھ دانت اور ناخن کے جو بجائے خود جڑے ہوئے ہوں یا جدا ہوں پاک ہوں یا ناپاک اور کہا حنفیوں نے کہ اگر دانت اور ناخن اپنی جگہ سے جدا ہوا ہو تو اس سے ذبح کرنا جائز ہے اور اگر بجائے خود ثابت ہو تو منع ہے اور فرق کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ جڑا ہوا ہو جاتا ہے بیچ معنی گلا گھونٹنے کے اور جدا ہوا ہوا بیچ معنی پتھر کے اور جزم کیا ہے ابن دقیق العید نے ساتھ حمل کرنے حدیث کے اوپر اس دانت اور ناخن کے جو بجائے خود ثابت ہوں پھر کہا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے اس پر کہ منع ہے ذبح کرنا ساتھ ہڈی کے مطلق واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن دانت سو ہڈی ہے سو علت بیان کی منع ذبح کے ساتھ اس کے واسطے ہونے اس کے ہڈی اور عام ہوتا ہے حکم ساتھ عام ہونے علت اس کی کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس میں چار روایتیں آئی ہیں تیسری روایت یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ ہڈی کے سوائے دانت کے مطلق چوتھی روایت یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ دونوں کے مطلق حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور حکایت کیا ہے طحاوی نے ایک قوم سے جواز مطلق اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بہا خون کو ساتھ جس چیز کہ چاہے تو لیکن عموم اس کا مخصوص ہے ساتھ نہی کے جو وارد ہے صحیح رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونوں حدیثوں کے اور طحاوی دوسری راہ چلا ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ عموم حدیث عدی رضی اللہ عنہ کے کہا اس نے اور استثناء رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تقاضا کرتی ہے اس عموم کی تخصیص کو لیکن جو کھڑے ہوئے ہوں ان میں غیر محقق ہے اور جو اکھڑے ہوئے نہ ہوں ان میں محقق ہے باعتبار نظر کے اور نیز پس ذبح کرنا ساتھ ان کے جو متصل ہوں مشابہ ہے گلا گھونٹنے کے اور ساتھ اکھڑے ہوئے کے مشابہ ہے مستقل آلت کو پتھر اور

لکڑی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ. بیان اس جانور کا کہ ذبح کیا جائے نصب اور بتوں پر۔

فائدہ: نصب کی جمع انصاب ہے اور وہ پتھر تھے جو خانے کعبے کے گرد کھڑے کیے جاتے تھے ذبح کیا جاتا تھا ان پر جانور ساتھ نام بتوں کے اور کہا بعض نے کہ نصب وہ ہے جو اللہ کے سوائے پوجا جائے بنا بر اس کے یہ عطف تفسیری ہے اور اول معنی وہی ہے مشہور اور لائق ساتھ معنی حدیث کے جو باب میں ہے۔

٥٠٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةً فِيْهَا لَحْمٌ فَأَبٰى أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ لَا آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ.

٥٠٧٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حدیث بیان کرتے تھے حضرت ﷺ سے کہ وہ زید بن عمرو سے بلدح (ایک جگہ کا نام ہے) کے نواں میں اوڑتھا یہ ملنا پہلے اترنے وحی کے سے حضرت ﷺ پر سو حضرت ﷺ کے آگے دستر خوان لایا گیا جس میں گوشت تھا تو حضرت ﷺ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ میں نہیں کھاتا اس چیز سے جو تم بتوں پر ذبح کرتے ہو اور نہیں کھاتے ہم مگر اس چیز سے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

فائدہ: اصل یوں ہے کہ جو لوگ وہاں تھے وہ حضرت ﷺ کے آگے دستر خوان لائے اور حضرت ﷺ نے اس کو زید کے آگے کیا اور زید نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم نہیں کھاتے جو ذبح کرتے ہو تم اپنے بتوں پر۔ (فتح) اور اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ. باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے سو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر۔

٥٠٧٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

٥٠٧٦۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک بار حضرت ﷺ کے ساتھ قربانی ذبح کی سو اچانک دیکھا کہ البتہ لوگ قربانی ذبح کر چکے ہیں نماز سے پہلے سو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُضْحِيَةً ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا أُنَاسٌ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.

جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو ان کو دیکھا کہ بے شک وہ قربانی ذبح کر چکے ہیں نماز سے پہلے سو فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو اس کی جگہ اور ذبح کرے اور جس نے ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے تو ذبح کرے اللہ کے نام پر۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر تو احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے اجازت ہو ذبیحہ میں اس وقت یا مراد ساتھ اس کے امر ہو ساتھ بسم اللہ کہنے کے ذبیحہ پر اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاضاحی میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن منیر نے اوپر شرط ہونے بسم اللہ عامد کے سوائے ناسی کے یعنی جس کو یاد ہو اس کے واسطے بسم اللہ کہنا شرط ہے اور بھولنے والے کے واسطے بسم اللہ کہنا شرط نہیں وسیاتی تقریرہ۔ (فتح) میں کہتا ہوں کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ ذبیحہ بعد نماز کے ہے ساتھ بسم اللہ کہنے کے اور یہ کہ نہیں جائز ہے پہلے نماز سے اور نہیں جائز ہے بغیر بسم اللہ کہنے کے اور یہی ہے جو سمجھا جاتا ہے حدیث سے اور قرینوں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ (عینی)

بَابُ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ بہائے خون کو کھپانچ اور پتھر سفید اور لوہے سے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی بعض طریقوں میں سو طبرانی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ کیا ذبح کریں ہم کھپانچ اور پتھر سے؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا ذبح کریں ہم پتھر اور لاٹھی کی پھانک سے اور واقع ہوا ہے ذکر ذبح کرنا کے پتھر سے ایک حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن صیفی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے خرگوش کو پتھر سے ذبح کیا سو حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے کھانے کے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ ذبح کرو ہر چیز سے جو رگیں کاٹے سوائے دانت اور ناخن کے لیکن ذبح کرنا لوہے سے سو حضرت ﷺ کے اس قول سے ثابت ہے کہ نہیں ہمارے ساتھ چھریاں اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے کہ لوہے سے ذبح کرنا ان کے یہاں مقرر تھا کہ جائز ہے اور مراد ساتھ سوال کرنے کے ذبح کرنے سے ساتھ پتھر کے جنس پتھر کے ہے خاص پتھر مراد نہیں اسی واسطے ذکر کی ہے باب میں حدیث کعب رضی اللہ عنہ

کی اور اس میں نص ہے ذبح کرنے پر پتھر سے۔ (فتح)

۵۰۷۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لَّهُمْ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِهَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِأَهْلِهِ لَا تَأْكُلُوْا حَتّٰى آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ أَوْ حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ يَّسْأَلُهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

۵۰۷۷۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک لونڈی سلع (ایک پہاڑ ہے معروف مدینے میں) میں بکریاں چراتی تھی سو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کی موت دیکھی سو اس نے پتھر توڑا اور اس کو ذبح کیا سو کعب رضی اللہ عنہ نے گھر والوں سے کہا کہ نہ کھاؤ یہاں تک کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ آؤں یا کسی کو آپ کے پاس بھیجو جو آپ سے پوچھے (یہ شک راوی کا ہے) سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے یا کسی کو آپ کے پاس بھیجا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس کی کے۔

۵۰۷۸ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ تَرْعٰى غَنَمًا لَّهُ بِالْجُبَيْلِ الَّذِيْ بِالسُّوْقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ فَأُصِيْبَتْ شَاةٌ فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا.

۵۰۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی اس کی بکریاں چراتی تھی جبیل میں جو بازار میں ہے اور وہ سلع میں ہے سو ان میں سے ایک بکری کو آفت پہنچی سو اس نے اس کو پایا سو اس نے پتھر توڑا اور اس سے اس کو ذبح کیا تو انہوں نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا سو حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس کی کے۔

۵۰۷۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَيْسَ لَنَا مُدًى فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ لَيْسَ الظُّفُرَ وَالسِّنَّ أَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَأَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ

۵۰۷۹۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! نہیں ہمارے ساتھ چھریاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خون کو بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھا یعنی جائز ہے کھانا اس کا سوائے دانت اور ناخن کے لیکن ناخن سو حبشیوں کی چھریاں ہیں اور دانت تو ہڈی ہے اور ایک اونٹ بھڑک کر بھاگا سو ایک مرد نے اس کو تیر سے روکا

وَنَدَّ بَعِيْرٌ فَحَبَسَهُ فَقَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان گھر کے پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو اس کے ساتھ اس طرح۔

بَابُ ذَبِيْحَةِ الْمَرْأَةِ وَالْأَمَةِ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحہ لونڈی اور عورت کے یعنی جائز ہے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے اور نقل کیا ہے محمد بن عبدالحکم نے مالک سے مکروہ ہونا اس کا اور مدونہ میں لکھا ہے کہ جائز ہے اور شافعیہ کی یہاں ایک وجہ ہے کہ مکروہ ہے ذبح کرنا عورت کا قربانی کو اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ ذبیحہ عورت اور لڑکی کے جب کہ ذبح کرنے کی طاقت رکھے اور بسم اللہ کو یاد رکھے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

٥٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُخْبِرُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبٍ بِهٰذَا.

٥٠٨٠۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے بکری کو پتھر سے ذبح کیا تو حضرت ﷺ اس سے پوچھے گئے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ کھانے اس کی کے اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی ہم سے نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس نے ایک انصاری مرد سے سنا خبر دیتا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ سے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے ساتھ اس حدیث کے۔

٥٠٨١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأُصِيْبَتْ شَاةٌ مِّنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا فَذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْهَا.

٥٠٨١۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی سلع کے پہاڑ میں بکریاں چراتی تھی سو ایک بکری کو ان میں سے مصیبت پہنچی سو اس نے اس کو پایا اور اس کو پتھر سے ذبح کیا سو کسی نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے امة تو یہ نہیں منافی ہے دوسری روایت کو جس میں امراۃ کا لفظ ہے اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اور اس حدیث میں تصدیق اجیر امین کی ہے اس چیز میں جس پر امین رکھا گیا یہاں تک کہ ظاہر ہو اس پر دلیل خیانت کی اور اس میں جواز تصرف امین کا ہے مانند اس شخص کے کہ ودیعت رکھا گیا بغیر اجازت مالک کے ساتھ مصلحت کے اور بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب کتاب الوکالت میں باندھا ہے چنانچہ پہلے گزر چکا ہے اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر ذبح کرے چرواہا بکری کو بغیر اجازت مالک کے اور کہے کہ میں ڈرا تھا کہ مر نہ جائے تو نہیں ضامن ہوتا ہے بنا بر ظاہر حدیث کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ لونڈی بکریوں کی مالک کی تھی سو نہیں متصور ہے ضامن ٹھہرانا اس کا اور بر تقدیر اس کے کہ وہ لونڈی اس کے ملک میں نہ ہو پس نہیں منقول ہے حدیث میں کہ اس نے ارادہ کیا ہو اس کے ضامن ٹھہرانے کا اور اسی طرح اگر مادہ پر نر کو چڑھائے اور مادہ ہلاک ہو جائے تو کہا ابن قاسم نے کہ ضامن نہیں ہوتا اس واسطے کہ مال کی صلاح سے ہے اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوکالت میں طرف موافقت اس کی کے جس جگہ کہ مقدم کیا ہے جواز کو ساتھ قصد اصلاح کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ذبح کی جائے بغیر مالک کی اجازت کے اگرچہ ضامن ہو ذبح کرنے والا اور مخالفت کی ہے اس میں طاؤس اور عکرمہ نے اور یہ قول اسحاق اور اہل ظاہر کا ہے اور اس کی طرف مائل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ وارد کی ہے اس نے باب مذکور میں حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیچ حکم کرنے کے ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے جو اس میں ہے اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ حدیث باب کے اور ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابوداؤد نے ساتھ سند قوی کے بیچ قصے اس بکری کے کہ ذبح کیا تھا اس کو عورت نے بغیر اجازت اس کے مالک کے سو باز رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے سے لیکن فرمایا کہ یہ قیدیوں کو کھلا دو سو اگر ذبح کی ہوئی نہ ہوتی تو نہ حکم کرتے ساتھ کھلانے اس کے کی قیدیوں کو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ذبح کرے اس کو عورت برابر ہے کہ آزاد عورت ہو یا لونڈی بڑی ہو یا چھوٹی مسلمان ہو یا کتابیہ پاک ہو یا ناپاک اس واسطے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس چیز کے کہ ذبح کیا لونڈی نے اس کو اور نہ تفصیل طلب کی نص کی اس پر شافعی رحمہ اللہ نے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يُذَكَّى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ. نہ ذبح کیا جائے ساتھ دانت اور ہڈی اور ناخن کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ دانت ہڈی خاص ہے اور اسی طرح ناخن ہے لیکن وہ عرف میں ہڈیاں نہیں ہیں اور اسی طرح نزدیک اطباء کے بھی اور بنا بر پہلی وجہ کے پس ذکر ہڈی کا عطف عام کا ہے خاص پر پھر خاص کا عام پر ذکر کیا ہے اس میں بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا حدیث رافع رضی اللہ عنہ کا اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ ہڈی کے اور نہیں ذکر کیا ہے اس کو حدیث میں لیکن معلوم کیا جاتا ہے حکم اس کا اس سے، میں کہتا ہوں کہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس میں چلا ہے اپنی عادت پر بیچ اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ بغل گیر ہے اس کو اصل حدیث اس واسطے کہ اس میں ہے کہ دانت تو ہڈی ہے اگرچہ نہیں مذکور ہے یہ جملہ اس جگہ لیکن ثابت ہے اصل حدیث میں۔ (فتح)

٥٠٨٢ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ يَعْنِي مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ.

٥٠٨٢۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھا یعنی جائز ہے کھانا اس چیز کا جو بہائے خون کو سوائے دانت اور ناخن کے۔

فائدہ: لفظ کل کا فعل امر ہے ساتھ کھانے کے اور لفظ یعنی تفسیر ہے گویا کہ کہا راوی نے کلام جس کے معنی یہ ہیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور اس میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذی الحلیفہ میں تھے سو لوگوں نے اونٹوں اور بکریوں کو پایا اور اس میں اتنا زیادہ ہے پھر ایک اونٹ مدینے میں بھاگا سو ذبح کیا گیا پہلو کی طرف سے سو لیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا دسواں حصہ دو درہموں سے۔ (فتح)

بَابُ ذَبِيحَةِ الْأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحہ گنواروں کے اور مانند ان کی کے۔

٥٠٨٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُوْنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِيْ أَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ سَمُّوْا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوْهُ قَالَتْ وَكَانُوْا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِالْكُفْرِ تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابَعَهُ أَبُوْ خَالِدٍ وَالطُّفَاوِيُّ.

٥٠٨٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک قوم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ اس کو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان کے کفر کا زمانہ قریب تھا، متابعت کی ہے اس کی علی نے دراوردی سے اور متابعت کی ہے اس کی ابو خالد اور طفاوی نے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا ہم اس سے کھائیں اور زیادہ کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ اول اسلام میں تھا اور البتہ تعلق پکڑا ہے ساتھ اس زیادتی کے ایک قوم نے سو گمان کیا ہے انہوں نے کہ یہ جواب تھا پہلے اترنے اس آیت کے ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ کہا ابن عبدالبر نے اور یہ تعلق ضعیف ہے اور نفس حدیث میں ہے وہ چیز ہے جو اس کو رد کرتی ہے اس واسطے کہ حکم کیا ان کو اس میں ساتھ بسم اللہ کہنے کے وقت کھانے کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ تھی

اتری آیت ساتھ امر بسم اللہ کہنے کے وقت کھانے کے اور نیز پس اتفاق ہے اس پر کہ سورہ انعام مکی ہے اور یہ قصہ واقع ہوا تھا مدینے میں اور یہ کہ گنوار جن کی طرف حدیث میں اشارہ ہے وہ اہل مدینے کے گنوار ہیں اور زیادہ کیا ہے ابن عیینہ نے اپنی روایت میں کہ کوشش کرو ان کی قسموں میں اور کھاؤ یعنی قسم دو ان کو کہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا ہے اور یہ زیادتی غریب ہے حدیث میں اور ابن عیینہ ثقہ ہے لیکن یہ روایت اس کی مرسل ہے ہاں روایت کی ہے طبرانی نے ابوسعید کی حدیث سے مانند اس کی لیکن کہا کوشش کرو ان کی قسموں میں کہ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور واسطے طحاوی کے ہے مشکل میں کہ چند اصحاب نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو کہا کہ لاتے ہیں ہمارے پاس گنوار گوشت اور پنیر اور گھی ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے کہنا ان کے اسلام کا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو جو حرام کیا ہے تم پر اللہ نے سو اس سے روکے رہو اور جس سے چپ رہا سو البتہ معاف کیا واسطے تمہارے اس سے یعنی اس کو کھاؤ اور نہیں ہے رب تیرا بھولنے والا اس پر اللہ کا نام لو کہا مہلب نے کہ یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو البتہ مشروط ہوتا ہر حال میں اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ کھانے پر بسم اللہ کہنا فرض نہیں سو جب نائب ہوئے بسم اللہ کہنے سے ذبح پر تو دلالت کی اس نے کہ وہ سنت ہے اس واسطے کہ سنت نہیں نائب ہوتی ہے فرض سے اور دلالت کی اس نے اس پر کہ ام عدی اور ابوثعلبہ کی حدیث میں محمول ہے تنزیہ پر اس واسطے کہ وہ شکار کرتے تھے جاہلیت کے مذہب پر سو سکھلایا ان کو حضرت ﷺ نے امر شکار کا اور ذبح کا فرض اس کا اور مندوب اس کا تا کہ نہ واقع ہوں شبہ میں اور تا کہ لیں کامل تر کام کو آئندہ زمانے میں اور وہ لوگ کہ پوچھا تھا انہوں نے ان ذبیحوں کے حکم سے سو بے شک انہوں نے سوال کیا ایک امر سے کہ واقع ہوا اور واقع ہوگا واسطے غیر ان کے نہیں اس میں قدرت لینے کی ساتھ اکمل کام کے سو معلوم کروایا ان کو ساتھ اصل حلت کے بیچ اس کے اور کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ بسم اللہ کہنے کے اس جگہ وقت کھانے کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن تین نے لیکن بسم اللہ کہنا اس ذبح پر کہ متولی ہوا ہے اس کا غیر ان کا بغیر علم ان کے کی سو نہیں تکلیف ہے اوپر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمول کیا جاتا ہے غیر صحت پر جب کہ ظاہر ہو خلاف اس کا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بسم اللہ کہنا تمہارا اس وقت مباح کرتا ہے تم کو کھانا اس چیز کا کہ نہیں جانتے تم کہ ذکر کیا گیا ہے اس پر نام اللہ کا یا نہیں جب کہ ذابح ہو ان لوگوں سے کہ صحیح ہے ذبیحہ ان کا جب کہ بسم اللہ کہے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جو چیز کہ پائی جاتی ہے مسلمانوں کے بازاروں میں محمول ہے صحت پر اور اسی طرح وہ چیز کہ ذبح کریں اس کو گنوار مسلمان اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ انہوں نے بسم اللہ کو پہچانا اور ساتھ اس اخیر وجہ کے جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے سو کہا اس میں کہ جو ذبح کرے اس کو مسلمان کھایا جائے اور محمول ہے اس پر کہ اس نے بسم اللہ کہی اس واسطے کہ نہیں گمان کیا جاتا ساتھ مسلمان کے ہر چیز میں مگر خیر یہاں تک کہ ظاہر ہو خلاف اس کا اور عکس کیا ہے اس کا

خطابی نے سو کہا اس نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا شرط نہیں ہے اس واسطے کہ اگر ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا شرط ہوتا تو نہ مباح ہوتا ذبیحہ ساتھ امر مشکوک کے جیسا کہ اگر واقع ہو شک بیچ نفس اس کے ذبح میں سو نہ معلوم ہوا اس کو کہ واقع ہوا ہے ذبح ہونا جو معتبر ہے یا نہیں اور یہی ہے متبادر نفس حدیث سے جس جگہ کہ واقع ہوا ہے جواب بیچ اس کے کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ گویا کہ کہا گیا کہ نہ اہتمام کرو ساتھ اس کے بلکہ اہتمام کے لائق یہ ہے کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ اور اس قسم سے جو دلالت کرتا ہے اوپر نہ شرط ہونے بسم اللہ کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ سو مباح کیا اللہ نے کھانا ان کے ذبیحوں سے باوجود شک ہونے کے اس میں کہ انہوں نے بسم اللہ کہا ہے یا نہیں۔

تکملہ: کہا غزالی نے احیاء میں شک کے مراتب میں کہ مرتبہ پہلا وہ ہے کہ مؤکد ہو استحباب بیچ تورع کے اس سے اور وہ چیز وہ ہے کہ قوی ہو اس میں دلیل مخالف کی سو منجملہ اس کے ہے پرہیز کرنا اس چیز سے کہ نہ کہی گئی ہو اس پر بسم اللہ اس واسطے کہ آیت ظاہر ہے ایجاب میں یعنی بسم اللہ کہنا واجب ہے اور حدیثیں متواتر ہیں ساتھ امر کے ساتھ اس کے لیکن جب صحیح ہو چکا ہے قول حضرت ﷺ کا کہ مسلمان ذبح کرتا ہے اللہ کے نام پر بسم اللہ کہے یا نہ کہے تو احتمال ہے کہ ہو عام موجب واسطے پھیرنے آیت کے اور حدیثوں کے ظاہر امر سے اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ بھولنے والے کے یعنی جس کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا یاد نہ آئے اور باقی رہے گا جو اس کے سوائے ہے ظاہر پر اور یہ دوسرا احتمال اولیٰ ہے، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں کہ جس حدیث پر اس نے اعتماد کیا ہے اور حکم کیا ہے ساتھ صحیح ہونے اس کے کی مبالغہ کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے انکار میں سو کہا اس نے کہ اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور کہا کہ منکر ہے نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے مراسیل میں صلت سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ذبیحہ مسلمان کا حلال ہے اللہ کا نام اس پر لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ ذکر کیا ہے صلت کو ابن حبان نے ثقات میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروان بن سالم ہے اور وہ متروک ہے لیکن ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **کما تقدم فی اول باب التسمیة علی الذبیحة** اور اختلاف ہے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں سو جب جوڑی جائے ساتھ مرسل مذکور کے تو قوی ہو جاتی ہے لیکن درجہ صحت کو نہیں پہنچتی، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی علی نے دراوردی سے تو وہ علی بن عبداللہ بن مدینی شیخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور دراوردی وہ عبدالعزیز بن محمد ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کرتا ہے واسطے اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ متابعات میں اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ دراوردی نے روایت کیا ہے اس کو ہشام بن عروہ سے مرفوع جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو اسامہ بن حفص نے اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی ابو خالد اور طفاوی نے یعنی ہشام بن عروہ سے بیچ مرفوع ہونے اس کے کی نیز اور

مستفاد ہوتا ہے بخاری رحمہ اللہ کی اس کاری گری سے کہ جب کسی حدیث کے موصول ہونے اور مرسل ہونے میں اختلاف ہو تو حکم کیا جاتا ہے واسطے موصول کرنے والے کے ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ زیادہ ہو عدد موصول کرنے والوں کا مرسل روایت کرنے والوں کے عدد سے دوسری یہ کہ گھیری جائے ساتھ قرینے کے جو قوی کرے روایت موصول کو اس واسطے کہ عروہ معروف ہے ساتھ روایت کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سو اس میں اشعار ہے ساتھ حفظ اس شخص کے جس نے موصول کیا ہے اس کو ہشام سے سوائے ان کے جس نے مرسل کیا ہے اس کو۔ (فتح)

بَابُ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُوْمِهَا مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحوں اہل کتاب کے اہل حرب وغیرھم سے اور چربی ان کی کے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف جائز ہونے اس کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ حرام ہے وہ چیز جو حرام کی ہے اللہ نے اہل کتاب پر مانند چربیوں کے اور کہا ابن قاسم نے اس واسطے کہ جو اللہ نے مباح کیا ہے وہ صرف طعام ان کا ہے اور نہیں چربی طعام ان کا اور نہیں قصد کرتے اس کو وقت ذبح کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر کیا ہے ان کے طعام کو ساتھ ذبیحوں ان کے کی کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی اور جب مباح کیے گئے ذبح کیے ہوئے جانوران کے تو اس کی حاجت نہیں کہ ان کا مقصود مذبوح کے اجزا ہوں اور ذبح کرنا نہیں واقع ہوتا ہے اوپر بعض اجزا مذبوح کے سوائے بعض کے اور اگر ہے ذبح کرنا واقع ہوتا سب پر تو اس میں لامحالہ چربی بھی داخل ہوگی اور نیز اللہ نے نص کی ہے اس پر کہ حرام کیا ہے اس پر ہر ناخن دار جانور کو سو لازم آتا ہے اس قائل کے قول پر کہ اگر یہودی ناخن والے جانور کو ذبح کرے تو مسلمان کے واسطے اس کا کھانا حلال نہ ہو اور اہل کتاب بھی اونٹ کے کھانے کو حرام جانتے ہیں سو واقع ہوگا الزام اسی طرح۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ آج حلال ہوئیں تم کو ستھری چیزیں اور کتاب والوں کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ تمہارا کھانا ان کو حلال ہے تو ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوتی ہے مراد اس کی استدلال کرنے سے حلال ہونے پر اس واسطے کہ نہیں خاص کیا ذمی کو حربی سے اور نہ خاص کیا گوشت کو چربی سے اور چربیوں کا اہل کتاب پر حرام ہونا ضروری نہیں اس واسطے کہ وہ ان پر حرام ہیں ہم پر حرام نہیں اور غایت اس کی اس کے بعد کہ ثابت ہو کہ ان کے ذبح کیے ہوئے جانور ہمارے واسطے حلال ہیں یہ ہے کہ بے شک جو چیز کہ حرام ہے اوپر ان کے سکوت کیا گیا ہماری شرع میں حرام کرنے اس کے سے اوپر ہمارے سو ہوگی اصل اباحت پر یعنی بدستور مباح رہے گی۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّيْ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ لَّمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَكَ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ.

اور کہا زہری نے کہ نہیں کوئی ڈر ساتھ ذبیحہ نصاریٰ عرب کے اور اگر تو اس کو سنے کہ اللہ کے سوائے اور چیز کا نام لیتا ہے تو نہ کھا اور اگر تو نے اس کو نہ سنا کہ اللہ کا نام لیا یا اور چیز کا تو البتہ اللہ نے اس کو حلال کیا اور ان کے کفر کو جانا یعنی اور باوجود جاننے ان کے کفر کے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا۔

فائدہ: کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر وہ ذبح پر اللہ کے سوائے غیر کا نام لیتے ہوں مثل اسم مسیح کی تو حلال نہیں اور اگر ذکر کرے مسیح کو ساتھ معنی درود کے اوپر اس کے تو حرام نہیں ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے بحث حلیمی سے کہ اہل کتاب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کے واسطے ذبح کرتے ہیں اور وہ اپنے اصل دین میں نہیں قصد کرتے اپنی عبادت سے کوئی چیز سوائے اللہ کے اور جب ہوا قصد ان کا اصل میں یہ تو معتبر رکھا گیا ذبیحہ ان کا اور نہیں ضرر کرتا قول اس شخص کا جو کہتا ہے ان میں سے مثلا ساتھ اسم مسیح کے اس واسطے کہ نہیں مراد ہے اس کے ساتھ اس کی مگر اللہ اگرچہ کافر ہو چکا ہے اس اعتقاد سے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ.

اور ذکر کیا جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی یعنی عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ جائز ہے۔

فائدہ: اور البتہ آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند صحیح کے منع بعض نصاریٰ عرب کے ذبیحہ سے روایت کیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہ کھاؤ ذبح کیا ہوا جانور نصاریٰ بنی تغلب کا اس واسطے کہ نہیں تمسک کیا انہوں نے اپنے دین سے مگر ساتھ شراب پینے کے اور نہیں تعارض ہے علی رضی اللہ عنہ کی دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ منع خاص ہے اور جواز کی نقل ان سے عام ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ الْأَقْلَفِ.

کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ ذبیحہ اقلف کے۔

فائدہ: اقلف وہ شخص ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اور البتہ وارد ہو چکا ہے جو اس کے مخالف ہے سو روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ کھایا جائے ذبیحہ اقلف کا اور نہیں قبول ہوتی ہے نماز اس کی اور نہ [illegible] اس کی اور کہا ابن منذر نے کہا جمہور اہل علم نے کہ جائز ہے ذبیحہ اس کا اس واسطے کہ مباح کیا ہے اللہ نے [illegible] کتاب کے ذبیحوں کو اور ان میں سے بعض ختنہ نہیں کرتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَآئِحُهُمْ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ساتھ طعام کے اس

آیت میں ﴿وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ﴾ ان کے ذبح کئے ہوئے جانور ہیں۔

فائدہ: اور اس کے قائل یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لازم آتا ہے کہ جائز رکھے اقلف کے ذبیحہ کو اس واسطے کہ اکثر اہل کتاب ختنہ نہیں کرتے اور البتہ خطاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو اور اس کی قوم کو ساتھ قول اپنے کے ﴿یَا اَهْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ﴾ اور ہرقل اور اس کی قوم ختنہ نہ کرتے تھے اور حالانکہ ان کا نام اہل کتاب رکھا گیا۔ (فتح)

٥٠٨٤ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا مُحَاصِرِیْنَ قَصْرَ خَیْبَرَ فَرَمٰی اِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِیْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْیَیْتُ مِنْهُ.

۵۰۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم محاصرہ کرنے والے تھے خیبر کے محل کو سو ایک آدمی نے ایک تھیلی پھینکی جس میں چربی تھی سو میں کودا کہ اس کو لوں سو میں نے مڑ کر نظر کی تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو میں آپ سے شرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے اس چیز کو کہ حرام کی گئی اوپر ان کے مانند چربیوں کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا ابن مغفل کو اوپر فائدہ اٹھانے کے تھیلے مذکور سے اور حدیث مذکور میں جواز کھانا چربی کا ہے اس جانور سے کہ ذبح کیا ہو اس کو اہل کتاب نے اگرچہ اہل حرب ہوں۔ (فتح)

بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَآئِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ.

جو بھاگے گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے تو وہ بجائے جنگلی جانور کے ہے۔

فائدہ: یعنی بیچ جواز قتل کرنے اس کے کی جس صفت پر کہ اتفاق پڑے اور یہ مستفاد ہے قول اس کے سے حدیث میں کہ جب کوئی چیز ان میں تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اس طرح اور یہ جو فرمایا کہ ان اونٹوں میں بھڑ کنے والے بھی ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑ کنے والے ہوتے ہیں تو ظاہر یہ ہے کہ مقدم کرنا اس تشبیہ کے ذکر کا مانند تمہید کے ہے واسطے ہونے اس کے کی شریک جنگلی جانور کو حکم میں۔

وَاَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ. یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزر چکی ہے بیچ باب صید القوس کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ہے بیہقی نے یزید بجلی سے کہ ولیمہ کیا ایک مرد نے قوم میں سے تو اس نے ایک اونٹ خریدا وہ اونٹ بھاگا

اس نے اس کی کوچیں کاٹیں اور اللہ کا نام لیا سو حکم کیا ان کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کہ کھائیں سو نہ خوش ہوئے دل ان کے کہ کھائیں یہاں تک کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے اس میں ایک ٹکڑا گوشت کا ٹھہرایا پھر اس کو ان کے پاس لائے انہوں نے اس کو کھایا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا أَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِي يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِي بَعِيرٍ تَرَدَّى فِي بِئْرٍ مِنْ حَيْثُ قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَذَكِّهِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو عاجز کرے تجھ کو چوپایوں سے اس چیز سے کہ تیرے ہاتھ میں ہے تو وہ مانند شکار کے ہے اور کہا اونٹ کے حق میں جو کنوئیں میں گر پڑے سو اس کو ذبح کر جس جگہ سے تو اس پر قادر ہو۔

فائدہ: یعنی جو چوپایہ کہ تیرے ملک اور تصرف میں ہو گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے اور وحشی ہو جائے اور تو عاجز آئے ذبح معہود سے تو وہ شکار کا حکم رکھتا ہے کہ جس جگہ سے ذبح کیا جائے درست ہے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ جب اونٹ کنوئیں میں گر پڑے تو زخمی کر اس کو گھر کی طرف سے اور اس پر اللہ کا نام لے۔

وَرَأَى ذٰلِكَ عَلِيٌّ وَّابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ.

اور یہی رائے ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

فائدہ: اثر علی رضی اللہ عنہ کا سو موصول کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ابو راشد سے کہا کہ میں اپنے گھر والوں کے اونٹ چراتا تھا کوفے کے پیچھے سو ان میں سے ایک نیچے گرا سو میں ڈرا کہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے سو میں نے لوہا لے کر اس کے کوہان یا پہلو میں چبھویا پھر میں نے اس کے جوڑ کاٹے پھر اس کو اپنے گھر والوں پر تقسیم کیا انہوں نے کھانے سے انکار کیا سو میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے محل کے دروازے پر کھڑے ہو کے کہا اے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! انہوں نے کہا حاضر ہوں سو میں نے ان کو اس کی خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھا اور مجھ کو بھی کھلا اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے عبایہ کے طریق سے کہ ایک اونٹ کچے کنوئیں میں گر پڑا تو ایک مرد اترا تا کہ اس کو نحر کرے اور کہا کہ میں اس کو ذبح نہیں کر سکتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ اللہ کا نام لے پھر قتل کر اس کو کوکھ کی طرف سے اس نے اسی طرح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا دسواں حصہ دو یا چار درہموں سے لیا اور البتہ نقل کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے جمہور سے اور مخالفت کی ہے ان کی مالک رحمہ اللہ علیہ اور لیث رحمہ اللہ علیہ نے اور یہی منقول ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ اور ربیعہ رحمہ اللہ علیہ سے سو کہا انہوں نے کہ نہیں حلال ہے کھانا گھر کے پلے ہوئے جانور کا جب کہ وحشی ہو جائے مگر ساتھ ذبح کرنے اس کے کی اس کے حلق میں اور سر سینہ میں اور حجت جمہور کی حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

۵۰۸۵ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا

۵۰۸۵۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ اعْجَلْ أَوْ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا.

نے کہا یا حضرت! ہم کل دشمن سے ملنے والے ہیں اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کرتا کہ ذبیحہ گلا گھٹ کر نہ مر جائے یا فرمایا کہ دکھلا مجھ کو بہانا خون کا جو خون کو بہائے اور اس پر نام اللہ کا لیا جائے تو کھا سوائے دانت اور ناخن کے اور عنقریب میں تجھ سے بیان کروں گا حال ہر ایک کا دانت تو ہڈی ہے اور ناخن تو چھریاں ہیں حبشیوں کی اور ہم نے اونٹ اور بکریوں کی لوٹ پائی سو ان میں سے ایک اونٹ بھاگا تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا اور اس کو روکا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان اونٹوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جب کوئی چیز ان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اس طرح۔

فائدہ: یہ جو کہا اعجل او ارن تو یہ شک راوی کا ہے اور معنی دونوں لفظ کے ایک ہیں یعنی جلدی کرتا کہ نہ مر جائے ذبیحہ گلا گھٹ کر اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ اچھی طرح ذبح کر اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ.

باب ہے بیچ بیان نحر اور ذبح کے۔

فائدہ: نحر خاص اونٹ میں ہوتا ہے اور جو جانور کہ اونٹ کے سوائے ہے سو ذبح کیا جاتا ہے اور البتہ آئی ہیں حدیثیں بیچ ذبح کرنے اونٹ کے اور نحر کرنے غیر اس کے کی اور کہا ابن تین نے کہ اصل اونٹ میں نحر کرنا ہے اور اصل بکری میں اور جو مانند اس کی ہے ذبح کرنا ہے اور لیکن گائے سو قرآن میں تو اس کے ذبح کرنے کا ذکر آیا ہے اور حدیث میں اس کے نحر کرنے کا ذکر آیا ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ جو چیز کہ نحر کی جاتی ہے اس کا ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو چیز ذبح کی جاتی ہے اس کا نحر کرنا جائز ہے یا نہیں سو جائز رکھا ہے اس کو جمہور نے اور منع کیا ہے اس کو ابن قاسم نے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ لَا ذَبْحَ وَلَا مَنْحَرَ إِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ قُلْتُ أَيَجْزِيْ مَا يُذْبَحُ أَنْ أَنْحَرَهُ قَالَ نَعَمْ ذَكَرَ اللّٰهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ فَإِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ

اور کہا ابن جریج نے عطاء سے کہ نہیں ذبح کرنا اور نہ نحر کرنا مگر بیچ جگہ ذبح کے کہ حلقوم ہے اور بیچ جگہ نحر کے کہ سر سینہ کا ہے میں نے کہا کیا جائز ہے جو چیز کہ ذبح کی جاتی ہے یعنی اس کے شان سے ذبح کرنا ہے یہ کہ نحر

جَازَ وَالنَّحْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْأَوْدَاجِ قُلْتُ فَيُخَلِّفُ الْأَوْدَاجَ حَتّٰى يَقْطَعَ النِّخَاعَ قَالَ لَا إِخَالُ وَأَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النَّخْعِ يَقُوْلُ يَقْطَعُ مَا دُوْنَ الْعَظْمِ ثُمَّ يَدَعُ حَتّٰى تَمُوْتَ.

کروں میں اس نے کہا کہ ہاں ذکر کیا ہے اللہ نے ذبح کرنا گائے کا یعنی قرآن میں سو اگر ذبح کرے تو اس چیز کو کہ نحر کی جاتی ہے تو جائز ہے اور نحر کرنا محبوب تر ہے میری طرف اور ذبح کرنا گردن کی رگوں کا کاٹنا ہے میں نے کہا کہ تو مبالغہ کرتا ہے رگوں کے کاٹنے میں یہاں تک کہ کاٹا جاتا ہے نخاع اس نے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ ایسا کرتا ہوں سو خبر دی مجھ کو نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے منع کیا ہے نخع سے یعنی نخاع تک ذبح کرنے سے کہتا ہے کہ کاٹا جائے جو سوائے ہڈی کے ہے پھر چھوڑا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔

فائدہ: اوداج جمع ودج کی ہے اور ودجین دو رگیں ہر آدمی میں جو حلقوم کو گھیرے ہوئی ہیں اور جمع کا لفظ بولنا باعتبار اس کے ہے کہ اطلاق کیا ہے اس نے اس چیز پر کہ کاٹی جاتی ہے عادت میں ودج تغلیبا سو کہا اکثر حنفیہ نے اپنی کتابوں میں کہ جب چاروں رگوں سے تین کاٹی جائیں تو حاصل ہوتا ہے ذبح کرنا اور وہ حلقوم ہے اور مری ہے اور دو رگیں ہر جانب سے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے محمد بن حسن سے کہ جب کاٹی جائے حلقوم اور مری اور اکثر نصف اوداج سے تو کفایت کرتا ہے اور اگر نصف سے کم تر کاٹی جائے تو اس میں خیر نہیں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کفایت کرتا ہے اگرچہ ودجین سے کوئی چیز نہ کاٹی جائے اس واسطے کہ کبھی وہ نکالی جاتی ہیں آدمی اور غیر اس کے سے پس زندہ رہتا ہے اور ثوری سے روایت ہے کہ اگر قطع کرے ودجین کو تو کفایت کرتا ہے اگرچہ نہ قطع کرے حلقوم اور مری کو اور مالک اور لیث سے ہے کہ شرط ہے قطع کرنا دو رگوں کا اور حلقوم کا فقط اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ رافع کی حدیث میں ہے جو چیز کہ خون کو بہائے اور بہانا خون کا ہوتا ہے ساتھ کاٹنے رگوں کے یعنی ودجین کے اس واسطے کہ ان میں خون جاری ہوتا ہے اور مری تو وہ طعام نگلنے کی جگہ ہے سو نہیں ہے اس میں خون کہ حاصل ہو ساتھ اس کے جاری ہونا اور نخاع ایک رگ ہے سفید پیٹھ کے فقروں میں دل تک کہا جاتا ہے واسطے اس کے دھاگا گردن کا اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نخع یہ ہے کہ ذبح کی جائے بکری پھر توڑی جائے گردن اس کی یا ماری جائے زمین پر تاکہ جلدی قطع ہو حرکت اس کی اور نکالا ہے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا انہوں نے فرس سے ذبیحہ میں اور فرس یہ ہے کہ ذبح میں نخاع تک پہنچے اور وہ ایک ہڈی ہے گردن میں اور نیز کہا جاتا ہے کہ وہ وہی ہے جو پیٹھ کے فقروں میں ہوتا ہے مشابہ ہوتا ہے ساتھ مخ کے اور وہ متصل ہے ساتھ پچھلی طرف سر کے منع کیا کہ پہنچے

ساتھ ذبح کے اس جگہ تک اور فرس کے معنی یہ ہیں کہ توڑی جائے گردن ذبیحہ کی ٹھنڈا ہونے سے پہلے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ بے شک اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ذبح کرو گائے کو اللہ کے اس قول تک سو انہوں نے اس کو ذبح کیا اور نہ قریب تھے کہ کریں۔

فائدہ: یہ آیت بھی ترجمہ میں داخل ہے اور ارادہ کیا ہے اس نے یہ کہ تفسیر کرے ساتھ اس کے ابن جریج کے قول کو اثر مذکور میں کہ ذکر کیا ہے اللہ نے ذبح کرنا گائے کا اور اس میں اشارہ ہے اس سے طرف خاص ہونے گائے کے ساتھ ذبح کے اور البتہ روایت کی ہے اس کی شیخ اسماعیل بن ابی اویس نے مالک رحمہ اللہ سے کہ جو گائے کو نحر کرے اس نے برا کیا پھر یہ آیت پڑھی اور اشہب سے روایت ہے کہ اگر ذبح کرے اونٹ کو بغیر ضرورت کے تو نہ کھایا جائے۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ.

اور کہا سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ذبح کرنا حلق اور سر سینہ میں ہے۔

فائدہ: لبہ وہ جگہ ہے ہار کی سینے سے اور وہ ہی ہے جگہ نحر کی اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو اصحاب سنن نے ابو معشر سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! نہیں ہوتا ہے ذبح کرنا مگر حلق اور سر سینہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس کے ران میں زخم لگائے تو تجھ کو کفایت کرتا ہے لیکن جو اس کو قوی کرتا ہے وہ حمل کرتا ہے اس کو جنگلی جانور پر وحشی ہونے والے پر۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ إِذَا قَطَعَ الرَّأْسَ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب ذابح سر کو کاٹ ڈالے تو کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے کہ پوچھے گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما اس شخص کے حکم سے کہ ذبح کرے مرغی کو سو اڑ جائے سر اس کا کہا کہ یہ ذبح کرنا ہے جلدی کا اور اسی طرح روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

٥٠٨٦ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ امْرَأَتِيْ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ.

٥٠٨٦۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہا اس نے کہ نحر کیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑا سو ہم نے اس کو کھایا۔

۵۰۸۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ ذَبَحْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَكَلْنَاهُ.

۵۰۸۷۔ حضرت اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذبح کیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑا اور ہم مدینے میں تھے سو ہم نے اس کو کھایا۔

فائدہ: پہلی حدیث میں نحر کا لفظ ہے اور اس حدیث میں ذبح کا لفظ ہے اور یہ پھرنا ہے اس سے طرف اس کی کہ دونوں لفظ کے معنی ایک ہیں اور یہ کہ نحر پر ذبح کا اطلاق آتا ہے اور ذبح پر نحر کا اطلاق آتا ہے اور نہیں متعین ہوتے ساتھ اس اختلاف کے حقیقت مجاز سے۔ (فتح)

۵۰۸۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَآءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. تَابَعَهُ وَكِيْعٌ وَّابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي النَّحْرِ.

۵۰۸۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نحر کیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑے کو سو ہم نے اس کو کھایا متابعت کی ہے اس کی وکیع اور ابن عیینہ نے ہشام سے نحر میں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ.

باب ہے بیچ اس چیز کے کہ مکروہ ہے مثلہ اور مصبورہ اور مجثمہ سے۔

فائدہ: مثلہ کے معنی ہیں جاندار کے ہاتھ پاؤں ناک کان کا کاٹنا یا ان میں سے بعض کا کاٹنا اور حالانکہ وہ زندہ ہو اور مصبورہ وہ جانور ہے کہ باندھا جائے اور نشانہ ٹھہرا کر تیروں سے مارا جائے اور جب مر جائے تو نہیں حلال ہے کھانا اس کا اور مجثمہ پرندہ ہے سو اگر خود بخود بیٹھے تو وہ جاثمہ ہے اور یہ جب شکار کیا جائے اس حالت پر پھر ذبح کیا جائے تو جائز ہے کھانا اس کا اور اگر تیروں سے مارا جائے اور مر جائے تو نہیں جائز ہے کھانا اس کا اس واسطے کہ مردار ہو جاتا ہے۔ (فتح)

۵۰۸۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوْبَ فَرَأٰى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَّرْمُوْنَهَا فَقَالَ أَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَآئِمُ.

۵۰۸۹۔ حضرت ہشام بن زید سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم پر داخل ہوا سو انس رضی اللہ عنہ نے چند لڑکے یا جوان دیکھے کہ مرغی کو باندھ کر تیر مارتے ہیں تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نشانہ ٹھہرایا جائے چوپاؤں کو یعنی تا کہ تیروں سے مارا جائے

یہاں تک کہ مر جائے۔

فائدہ: یہ حکم حجاج بن یوسف کا چچیرا بھائی تھا اور اسی کی طرف سے بصری پر نائب تھا اور شاید یہ لڑکے حکم کے تابعداروں میں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا جاندار چیز کے باندھنے سے اور روایت کی ہے عقیلی نے ضعفاء میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ باندھا جائے چوپایہ اور یہ کہ کھایا جائے گوشت اس کا جبکہ باندھ کر تیروں سے مارا جائے، کہا عقیلی نے کہ آئی ہیں بیچ نہی کے باندھنے چوپایہ کے سے چند حدیثیں جید اور لیکن نہی کھانے اس کے سے سو نہیں پہچانی جاتی مگر اس حدیث میں، میں کہتا ہوں اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ مر گیا وہ جانور بغیر ذبح کے۔ (فتح)

۵۰۹۰ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَغُلَامٌ مِنْ بَنِي يَحْيَى رَابِطٌ دَجَاجَةً يَرْمِيهَا فَمَشَى إِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتَّى حَلَّهَا ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ ازْجُرُوا غُلَامَكُمْ عَنْ أَنْ يَصْبِرَ هٰذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ.

۵۰۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ داخل ہوئے یحییٰ بن سعید پر اور یحییٰ کی اولاد سے ایک لڑکا مرغی کو باندھ کر تیر مارتا تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کی طرف چلے یہاں تک کہ اس کو کھولا پھر اس کے اور غلام کے ساتھ سامنے آئے سو کہا کہ زجر کرو اپنے غلام کو اس سے کہ اس پرندے کو مارنے کے واسطے نشانہ ٹھہرائے سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا منع فرماتے تھے اس سے کہ چوپائے یا اس کے غیر کو مار ڈالنے کے واسطے نشانہ ٹھہرایا جائے۔

فائدہ: یہ یحییٰ بن سعید ایک بار مدینے کا حاکم ہوا تھا سو شاید یہ اسی وقت کا ذکر ہے جب کہ وہ حاکم ہوا تھا اور یہ جو فرمایا کہ چوپایہ اس کے غیر کو قتل کے واسطے نشانہ ٹھہرایا جائے تو یہ واسطے تنویع کے ہے نہ واسطے شک کے اور یہ زائد ہے اوپر حدیث انس رضی اللہ عنہ کے پس داخل ہوں گے اس میں چوپائے اور پرندے وغیرہ اور مانند اس کی ہے حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی کہا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر مرغی ہوتی تو میں اس کو نشانہ نہ ٹھہراتا میں نے حضرت ﷺ سے سنا منع فرماتے تھے نشانہ ٹھہرا کر قتل کرنے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند قوی کے اور جامع ہے اس کو حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے مرفوع کہ جب تم کسی کے مار ڈالنے کا ارادہ کرو تو اچھی طرح مارو اور جب تم ذبح کرنا چاہو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیے کہ کوئی تم میں سے اپنی چھری کو تیز کرے اور چاہیے کہ اپنے ذبیحہ کو آرام دے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں رحمت اللہ کی ہے اپنے بندوں کے واسطے یہاں تک

کہ قتل کی حالت میں بھی سو حکم کیا ساتھ قتل کے اور حکم کیا ساتھ نرمی کے بیچ اس کے اور لیا جاتا ہے اس سے قہر اس کا اس کے تمام بندوں پر اس واسطے کہ نہیں چھوڑا اس نے واسطے کسی کے تصرف کے چیز میں مگر کہ مقرر کی واسطے اس کے اس میں کوئی کیفیت۔ (فتح)

۵۰۹۱ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْيَةٍ أَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ وَقَالَ عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۰۹۱۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو وہ چند جوانوں یا چند آدمیوں پر گزرے جو مرغی کو نشانہ ٹھہرا کر تیر مارتے تھے سو جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو جدا جدا ہو گئے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اس کو جو یہ کرے۔ متابعت کی ہے اس کی سلیمان نے شعبہ سے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے منہال نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حیوان کو مثلہ کرے یعنی اس کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹے اور کہا عدی نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: سو وہ چند جوانوں یا آدمیوں پر گزرے یہ شک راوی کا ہے کہ جوان کہا یا آدمی کہا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جاندار چیز کو نشانہ ٹھہرائے اور لعنت حرام کرنے کے دلائل سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو جاندار چیز کو مثلہ کرے پھر توبہ نہ کرے تو مثلہ کرے گا اس کو اللہ قیامت کے دن۔ (فتح)

۵۰۹۲ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ.

۵۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہبہ اور مثلہ سے منع فرمایا۔

فائدہ: نہبہ کے معنی ہیں لینا مال مسلمان کا زور سے کھلم کھلا یعنی اچک لینا جس کو پنجابی میں جھپٹا مارنا کہتے ہیں ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حرام ہے عذاب کرنا جانور کو آدمی ہو یا غیر اس کا اور پہلی حدیث میں قوت انس رضی اللہ عنہ کی ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر باوجود پہچاننے ان کے کی ساتھ شدت حاکم مذکور کے لیکن خلیفہ عبدالملک حجاج پر سخت ناراض ہوا اور حکم کیا اس کو کہ انس رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرے۔ (فتح)

بَابُ لَحْمِ الدَّجَاجِ.

باب ہے بیچ بیان گوشت مرغی کے۔

۵۰۹۳ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِي مُوْسٰى يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ دَجَاجًا.

۵۰۹۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا۔

۵۰۹٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ ادْنُ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ أَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا آكُلَهُ فَقَالَ ادْنُ أُخْبِرْكَ أَوْ أُحَدِّثْكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا قَالَ مَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِّنْ إِبِلٍ فَقَالَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ قَالَ فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرٰى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۵۰۹۴۔ حدیث بیان کی ہم سے ابو معمر نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے قاسم سے اس نے روایت کی زہدم سے کہا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہمارے اور اس گروہ اشعریوں کے درمیان دوستی اور برادری تھی سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا اور قوم میں ایک مرد سرخ رنگ والا بیٹھا تھا سو وہ ان کے کھانے کے قریب نہ ہوا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو سو البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس کا گوشت کھاتے تھے کہا کہ میں نے اس کو ایک چیز کھاتے دیکھا یعنی گندگی سو میں نے اس سے کراہت کی سو میں نے قسم کھائی کہ اس نہ کھاؤں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں یا تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے آپ کو پایا اس حال میں کہ غضبناک تھے اور صدقے کے اونٹ بانٹتے تھے سو ہم نے آپ سے سواری مانگی سو آپ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں کہا نہیں میرے پاس جو میں تم کو اس پر سوار کروں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کے اونٹ لائے گئے سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ؟ کہاں ہیں اشعری لوگ؟ سو ہم کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا.

پانچ اونٹ دیے سفید کوہان والے پھر ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے یعنی آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں سو قسم ہے اللہ کی اگر ہم حضرت ﷺ کو غافل چھوڑیں اور آپ کو قسم یاد نہ دلائیں تو ہم اللہ کے عذاب سے کبھی خلاصی نہ پائیں سو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے آپ سے سواری مانگی سو آپ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں سو ہم نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ ہی نے تم کو سواری دی بے شک میں قسم ہے اللہ کی اگر چاہے اللہ نہیں قسم کھاتا میں کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو بہتر دیکھوں مگر کہ کرتا ہوں اس چیز کو جو بہتر ہے اور قسم کو توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے اس کو ایک چیز کھاتے دیکھا سو میں نے اس سے کراہت کی تو ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا اور شاید اس نے گمان کیا کہ اس نے گندگی سے اکثر پرورش پائی یہاں تک کہ ہوگئی ہے جلالہ سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے بیان کیا کہ وہ اس طرح نہیں یا اس نے جو اس مرغی کو اس طرح دیکھا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر مرغی اسی طرح ہو اور اس حدیث میں داخل ہونا مرد کا ہے اپنے دوست پر بیچ حال کھانے اس کے کی اور بلانا صاحب کھانے کا داخل ہونے والے کو اور اس کو کہنا کہ آ، کھانا کھا اگرچہ تھوڑا ہو اس واسطے کہ جمع ہونا کھانے پر سبب ہے اس کی برکت کا کما تقدم اور یہ کہ جائز ہے کھانا مرغی کا گھر کی پلی ہوئی ہو یا جنگلی اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر بعض متشدد لوگوں سے بطور پرہیز گاری کے مگر مستثنیٰ کیا ہے بعض نے جلالہ کو اور جلالہ وہ ہے جو گندگیوں کو کھائے اور ظاہر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور جلالہ مراد اس جانور سے ہے کہ جلہ کو کھائے یعنی گوبر کو اور دعویٰ کیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جلالہ خاص ہے ساتھ چوپایوں کے اور مشہور تعمیم ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ تھے وہ بند رکھتے مرغی جلالہ کو تین دن اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ کھانے جلالہ کے مرغیوں وغیرہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہی اس سے واسطے کراہت کے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے نہی کھانے جلالہ کے سے بہت طریقوں سے صحیح تر یہ طریق ہے جو روایت کی ہے ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق

سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا مجثمہ سے اور جلالہ کے دودھ سے اور پانی پینے سے مشک کے منہ سے اور یہ سند بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ہے اور روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے جلالہ کے دودھ پینے اور گوشت کھانے اور سواری کرنے سے منع فرمایا اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے جلالہ سے منع فرمایا یہ اس سے اس کا گوشت جمع کھایا جائے یا دودھ پیا جائے اور ابوداؤد اور نسائی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے اور جلالہ سے اور اس کی سواری سے اور اس کے گوشت کھانے سے اور اس کی سند حسن ہے اور کہا شافعیہ نے کہ جب متغیر ہو گوشت اس کا نجاست کے کھانے سے تو اس کا کھانا مطلق مکروہ ہے اور ایک وجہ میں ہے کہ جب اکثر گندگی کھائے اور اکثر نے ترجیح دی ہے کہ وہ کراہت تنزیہی ہے اور یہ مقتضی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کا ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ گھاس جب کہ اس کی اوجھڑی میں جاتی ہے تو نجس ہو جاتی ہے سو نہیں غذا پاتی مگر نجس سے اور باوجود اس کے پس نہیں حکم کیا جاتا گوشت اور دودھ پر ساتھ پلید ہونے کے سو اسی طرح ہے یہ بھی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ گھاس جب ناپاک ہو جائے مجاورت سے تو جائز ہے کھلانا اس کا واسطے چوپائے کے اس واسطے کہ جب وہ اس کو کھاتا جاتا ہے تو نہیں غذا کھاتا ہے ساتھ نجاست کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غذا کھاتا ہے ساتھ گھاس کے برخلاف جلالہ کے اور ایک جماعت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور یہی ہے قول حنابلہ کا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے ابن دقیق العید نے فقہاء سے اور اسی کو صحیح کہا ہے ابو اسحاق مروزی اور قفال اور امام الحرمین اور بغوی اور غزالی نے اور لاحق کیا ہے انہوں نے ساتھ گوشت اور دودھ اس کے کی اس کے انڈوں کو اور بیچ معنی جلالہ کے ہے وہ چیز کہ غذا پاتی ہے ساتھ گندگی کے مانند بکری کے کہ کتی کا دودھ پلائی جائے اور معتبر بیچ جواز اکل جلالہ کے دور ہونا نجاست کی بو کا ہے اس کے بعد کہ چارہ کھلائی جائے ساتھ چیز پاک کے صحیح قول پر اور آیا ہے اس میں سلف سے وقت مقرر کرنا سو ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ مرغی جلالہ کو تین دن بند رکھتے تھے اور روایت کی ہے بیہقی نے ساتھ سند کے کہ اس میں نظر ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ وہ نہ کھائی جائے یہاں تک کہ گھاس کھلائی جائے چالیس دن۔ (فتح)

بَابُ لُحُومِ الْخَيْلِ. باب ہے بیچ بیان گوشت گھوڑوں کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں ذکر کیا حکم کو واسطے تعارض دلیلوں کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور دلیل جواز کی ظاہر اقوی ہے کما سیاتی ، ان شاء اللہ تعالٰی۔

٥٠٩٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ

۵۰۹۵۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں گھوڑے کو ذبح کیا پھر ہم نے

نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَاهُ. اس کو کھایا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم مدینے میں تھے وقد تقدم اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ کھایا اس کو ہم نے اور حضرت ﷺ کے گھر والوں نے اور پہلے گزر چکا ہے اختلاف بیچ قول اس کے کی کہ ہم نے اس کو نحر کیا اور ذبح کیا اور اختلاف کیا ہے شارحین نے اس کی توجیہ میں سو بعض نے کہا کہ محمول ہے نحر ذبح پر بطور مجاز کے اور بعض نے کہا کہ یہ دوبار واقع ہوا ہے اور اسی طرف مائل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اصل عدم تعدد ہے اور مخرج متحد ہے اور اختلاف اس میں ہشام پر ہے سو بعض راویوں نے اس سے نحرنا کہا اور بعض نے ذبحنا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ دونوں امر جائز ہیں نزدیک ان کے اور ذبح میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جا" ہے نہیں تو نہ جائز ہوتا واسطے ان کے لانا اس کا جگہ اس کی اور یہ جو اس نے کہا کہ ہم مدینے میں تھے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ جہاد کے فرض ہونے کے بعد تھا سو رد کیا جاتا ہے اس شخص پر جو سند لیتا ہے اوپر منع کھانے اس کے کی ساتھ اس علت کے کہ وہ جہاد کے آلات سے ہے اور یہ جو اس نے کہا کہ کھایا اس کو ہم نے اور حضرت ﷺ کے گھر والوں نے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے رد اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں اس میں کہ حضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی باوجود اس کے کہ اگر یہ وارد نہ ہوتا تو نہ گمان کیا جاتا ساتھ آل ابو بکر کے کہ وہ قدم رکھیں ایک چیز کے کرنے پر حضرت ﷺ کے زمانے میں مگر کہ ان کو اس کے جائز ہونے کا علم ہو واسطے سخت ہونے میل جول ان کے کی ساتھ حضرت ﷺ کے اور نہ جدا ہونے ان کے کی آپ سے یہ باوجود بہت ہونے باعث اصحاب کے ہے طرف پوچھنے احکام کے حضرت ﷺ سے اور اسی واسطے ہوا یہ راجح کہ جب صحابی کہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں اس طرح کرتے تھے تو ہوتا ہے واسطے اس کے حکم رفع کا یعنی وہ حدیث حکما مرفوع ہوتی ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور جب مطلق صحابی میں یہ حکم ہے تو کیا حال ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آل کا جو خاص ہیں۔ (فتح)

٥٠٩٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ.

٥٠٩٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں رخص کے بدلے اذن کا لفظ واقع ہوا ہے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ ہم نے جنگ خیبر کے دن گھوڑوں اور گورخروں کا گوشت کھایا اور حضرت ﷺ نے ہم کو گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک دار قطنی کے امر کا لفظ واقع ہوا ہے کہا طحاوی نے اور مذہب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اس کے دونوں ساتھیوں نے یعنی ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ وغیرہ نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ احادیث متواترہ کے اس کے حلال ہونے میں اور اگر ہوتا یہ ماخوذ قیاس کے راہ سے تو گھوڑوں اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے درمیان کچھ فرق نہ ہوتا لیکن جب حدیثیں حضرت ﷺ سے صحیح ہو چکیں تو اولیٰ ہے یہ کہ کہا جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ واجب کرتی ہے اس کو نظر یعنی قیاس خاص کر یہ کہ جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ حضرت ﷺ نے مباح کیا واسطے ان کے گوشت گھوڑوں کا اس وقت میں کہ منع کیا ان کو اس میں خانگی گدھوں کے گوشت سے سو دلالت کی اس نے اوپر مختلف ہونے حکم ان دونوں کے میں کہتا ہوں اور نقل کیا ہے بعض تابعین نے حلال ہونا گھوڑے کا اصحاب سے بغیر استثناء کے سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے اوپر شرط شیخین کے عطاء سے کہ ہمیشہ تیرے سلف اس کو کھاتے تھے کہا ابن جریج نے میں نے کہا کہ اصحاب کھاتے تھے اس نے کہا کہ ہاں اور بہر حال جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مکروہ ہونا اس کا سو روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند ضعیف کے اور دلالت کرتا ہے اس کے ضعیف ہونے پر جو آئندہ باب میں خود اس سے صحیح آئے گا کہ استدلال کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واسطے مباح ہونے خانگی گدھوں کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ لَّا اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا﴾ یعنی کہہ نہیں پاتا ہوں میں اس چیز میں کہ وحی ہوئی مجھ کو حرام اس واسطے کہ اگر یہ خانگی گدھوں کے حلال ہونے کے واسطے متمسک ہو سکتا ہے تو گھوڑوں کے حلال ہونے کے واسطے بھی تمسک ہو سکتا ہے اور نہیں ہے کوئی فرق اور نیز اس میں آئے گا کہ توقف کیا انہوں نے بیچ سبب منع کے کھانے گدھوں کے سے کہ وہ حرام کرنا ابدی تھا یا بسبب ہونے اس کے کی بار برداری لوگوں کے اور اس کی مثل گھوڑوں میں بھی آئے گی سو یہی بعید ہے کہ ثابت ہو ان سے قول ساتھ حرام کرنے گوشت گھوڑوں کے اور قول ساتھ توقف کے خانگی گدھوں میں بلکہ روایت کی ہے دار قطنی نے ساتھ سند قوی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع مثل حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے کھانے کے ساتھ حکم فرمایا اور صحیح ہو چکا ہے قول ساتھ کراہت گھوڑے کے حکم بن عیینہ اور مالک اور بعض حنفیہ سے اور بعض مالکیہ اور حنفیہ سے حرام کرنا آیا ہے اور کہا فاکہی نے کہ مشہور نزدیک مالکیہ کے کراہت ہے اور صحیح نزدیک محققین کے ان میں سے حرام کرنا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں کہ مکروہ رکھتا ہوں میں گھوڑوں کے گوشت کو سو حمل کیا ہے اس کو ابو بکر رازی نے تنزیہ پر اور کہا کہ نہیں اطلاق کیا اس میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے تحریم کو اور نہیں وہ نزدیک اس

کے مثل گدھے گھر کے پلے ہوئے کے اور صحیح کہا ہے اس سے اصحاب محیط اور ہدایہ اور ذخیرہ نے حرام کرنے کو یعنی صحیح قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ گھوڑا حرام ہے اور یہ قول ان کے اکثر کا ہے اور بعض سے ہے کہ گنہگار ہوتا ہے کھانے والا اس کا اور نہیں نام رکھا جاتا حرام اور روایت کی ہے ابن قاسم اور ابن وہب نے اس سے منع ہو اور یہ کہ اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیت کے کہ آنے والا ہے ذکر اس کا اور روایت کی ہے محمد بن حسن نے آثار میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ساتھ سند اس کے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس کے اور کہا قرطبی نے شرح مسلم میں کہ مذہب مالک رحمہ اللہ کا کراہت ہے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے ابن بطال نے ساتھ آیت کے اور کہا ابن منیر نے کہ مشابہت پیدائشی درمیان اس کے اور درمیان خچر اور گدھے کے اس قسم سے ہے کہ تاکید کرتی ہے منع کو سو منجملہ اس کے ہے شکل اس کی اور زہومت گوشت اس کے کی اور غلیظ ہونا اس کا اور صفت لید اس کے کی اور جب مؤکد ہوا شبہ خلقی تو ملحق ہوگا ساتھ نفی فارق کے اور بعید ہوگا شبہ ساتھ ان چوپایوں کے کہ اتفاق ہے ان کے کھانے پر اور پہلے گزر چکا ہے کلام طحاوی اور وہ چیز کہ لیا جاتا ہے اس سے جواب اس کا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ دلیل جواز مطلق میں واضح ہے لیکن سبب کراہت مالک رحمہ اللہ کا واسطے کھانے اس کے کی یہ ہے کہ وہ اکثر اوقات جہاد میں کام آتا ہے سو اگر کراہت دور ہو تو البتہ بہت ہو استعمال اس کی اور اگر بہت ہو تو البتہ نوبت پہنچائے یہ طرف کم ہونے اس کے کی سو نوبت پہنچائے گا یہ طرف فنا ہونے ان کے کی پس انجام یہ ہوگا کہ کم ہو جائے گا ڈرانا دشمن کا اور وہ چیز کہ واقع ہوا ہے امر ساتھ اس کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ میں کہتا ہوں بنا بر اس کے پس کراہت بسبب خارج کے اور نہیں ہے بحث بیچ اس کے اس واسطے کہ حیوان بالاتفاق مباح اگر حادث ہو ایسا امر جو تقاضا کرے کہ اگر ذبح کیا جائے تو البتہ نوبت پہنچائے گا طرف ارتکاب محذور کے تو منع ہوتا ہے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے قول ساتھ حرام کرنے اس کے کی اور اسی طرح قول اس کا کہ واقع ہونا کھانے اس کے کا حضرت ﷺ کے زمانے میں نادر اور کم تھا سو جب کہا جائے ساتھ کراہت کے تو کم ہوگا استعمال کرنا اس کا سو موافق ہوگا اس چیز کو کہ پہلے گزری اور یہ نہیں قائم ہوتی ہے دلیل واسطے کراہت کے بلکہ غایت اس کی یہ ہے کہ ہو خلاف اولیٰ اور اصل حیوان کے حلال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کھانے سے فانی ہو جائے اور دنیا میں اس کا وجود تر ہے اور کہا بعض تابعین نے کہ اگر حلال ہوتا تو اس کے ساتھ قربانی جائز ہوتی سو یہ قول اس کا توڑا گیا ہے ساتھ حیوان جنگلی کے اس واسطے کہ وہ کھایا جاتا ہے اور حالانکہ اس کے ساتھ قربانی کرنی جائز نہیں اور شاید سبب بیچ ہونے گھوڑوں کے کہ نہیں جائز ہے قربانی ساتھ اس کے باقی رکھنا ہے ان کی نسل کا اس واسطے کہ اگر مشروع ہو تمام وہ چیز کہ جائز ہے اس کے غیر میں تو البتہ فوت ہو نفع اٹھانا ساتھ ان کے بیچ زیادہ تر ضروری چیزوں کے ان میں سے اور وہ جہاد ہے اور ذکر کیا ہے طحاوی ابوبکر رازی اور ابو محمد بن حزم نے عکرمہ بن عمار کے طریق سے اس نے روایت کی یحییٰ بن کثیر سے اس

نے ابوسلمہ سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں اور گھوڑوں اور خچروں کے گوشت سے منع فرمایا کہا طحاوی نے کہ اور اہل حدیث عکرمہ بن عمار کو ضعیف کہتے ہیں یعنی جو اس کا راوی ہے میں کہتا ہوں کہ خاص کر یحییٰ بن ابی کثیر کے حق میں اس واسطے کہ عکرمہ اگرچہ اختلاف کیا گیا ہے اس کی توثیق میں سو البتہ روایت کی ہے واسطے اس کے مسلم نے لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کی ہے اس نے اس سے غیر طریق یحییٰ بن ابی کثیر کے اور البتہ کہا یحییٰ بن سعید قطان نے کہ حدیثیں اس کی یحییٰ بن ابی کثیر سے ضعیف ہیں اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ حدیث اس کی یحییٰ بن ابی کثیر سے مضطرب ہے اور کہا نسائی نے کہ نہیں ساتھ اس کے کچھ ڈر مگر یحییٰ میں اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ حدیث اس کی غیر ایاس بن سلمہ سے مضطرب ہے اور یہ اشد اس چیز سے کہ پہلے ہے اور اس کے عموم میں یحییٰ بن ابی کثیر بھی داخل ہوا اور بر تقدیر صحیح ہونے ان طریقوں کے سو البتہ اختلاف کیا گیا ہے عکرمہ پر بیچ اس کے اس واسطے کہ یہ حدیث احمد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے طریق سے آئی ہے اور اس میں گھوڑوں کا ذکر نہیں اور بر تقدیر اس کے کہ جس نے گھوڑے کو اس میں ذکر کیا اس نے یاد رکھا ہو تو کئی روایتیں جابر رضی اللہ عنہ سے جو تفصیل کرنے والے ہیں درمیان گوشت گھوڑے اور گدھے کے ظاہر تر ہیں اتصال میں اور اتقن ہیں راویوں میں اور اکثر ہیں گنتی میں اور معلول کی ہے بعض حنفیوں نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو ابن اسحاق سے کہ وہ خیبر میں حاضر نہیں ہوا اور نہیں ہے یہ علت اس واسطے غایت یہ ہے کہ مرسل صحابی کے ہو اور جو گھوڑے کے کھانے سے منع کرتا ہے اس کی حجتوں سے یہ حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ہے سنن میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھوڑوں کے گوشت سے منع فرمایا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ یہ حدیث شاذ منکر ہے اس واسطے کہ اس کے سیاق میں ہے کہ وہ خیبر میں حاضر ہوا اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ نہیں مسلمان ہوا وہ مگر اس کے بعد صحیح قول پر اور جس چیز کے ساتھ اکثر علماء نے جزم کیا ہے یہ ہے کہ اس کا مسلمان ہونا فتح مکہ کا دن تھا اور عمدہ اس باب میں وہ چیز ہے جو مصعب زبیری نے کہی اور وہ اعلم ہے ساتھ حال قریش کے سب لوگوں سے کہا کہ لکھا ولید بن ولید نے طرف خالد رضی اللہ عنہ کی جب کہ بھاگا مکے سے عمرہ قضاء میں تا کہ نہ دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں سو ذکر کیا اس نے قصہ بیچ سبب اسلام خالد رضی اللہ عنہ کے اور عمرہ قضاء بالیقین جنگ خیبر سے بعد تھا اور نیز حلول کی گئی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے لیکن روایت کی ہے طبری نے یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے اس نے روایت کی ایک مرد اہل حمص کے سے کہ ہم خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے سو ذکر کیا اس نے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خانگی گدھوں اور گھوڑوں کا اور خچروں کا اور معلول کی گئی ہے یہ حدیث ساتھ تدلیس یحییٰ کے اور مبہم ہونے مرد کے اور دعویٰ کیا ہے ابو داؤد نے کہ حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی منسوخ ہے اور نہیں بیان کیا اس نے اس کے ناسخ کو اور اسی طرح کہا ہے نسائی نے کہ حدیثیں مباح ہونے میں صحیح ہیں اور یہ اگر صحیح ہو تو منسوخ ہو گی اور گویا کہ جب اس

کے نزدیک دونوں حدیثیں متعارض ہوئیں اور خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی دیکھی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اجازت دیکھی تو حمل کیا اجازت کو نسخ تحریم پر اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر نہی اجازت پر سابق ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خالد رضی اللہ عنہ کا اسلام فتح خیبر سے پہلے ہو اور اکثر اس کے خلاف پر ہیں اور نسخ نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور البتہ ثابت کیا ہے حازمی نے نسخ کو اس کے بعد کہ ذکر کی حدیث خالد رضی اللہ عنہ اور کہا کہ وہ شامی مخرج ہے آئی ہے غیر وجہ سے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رخصت اور اجازت سے اس واسطے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ منع سابق ہے اور اجازت متاخر ہے سو متعین ہوگا پھرنا طرف اس کی کہا اس نے اور اگر یہ لفظ وارد نہ ہوتا تو دعویٰ نسخ کا مردود ہوتا واسطے نہ معلوم ہونے تاریخ کے ہے اور نہیں بیچ لفظ اخص اور اجازت کے وہ چیز کہ متعین ہو ساتھ اس کے پھرنا طرف نسخ کی بلکہ جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حکم گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں میں تھا برأت اصلی پر پھر جب منع کیا ان کو شارع نے دن جنگ خیبر کے گدھوں اور خچروں سے تو ڈرے کہ گمان کریں لوگ کہ گھوڑوں کا بھی یہی حکم ہے واسطے مشابہ ہونے ان کے کی ساتھ ان کے تو اجازت دی ان کے کھانے میں سوائے گدھوں اور خچروں کے اور راجح یہ ہے کہ چیزیں پہلے بیان کرنے حکم ان کے کی شرع میں نہیں وصف کی جاتیں نہ ساتھ حلال ہونے کے اور نہ ساتھ حرام ہونے کے پس نہ ثابت ہوگا نسخ بیچ اس کے اور نیز نقل کی ہے حازمی نے تقریر نسخ کی اور طریق سے سو کہا اس نے کہ نہی کھانے گھوڑوں اور گدھوں کے سے عام تھی بسبب یعنی لوگوں کے ان کے پہلے بانٹنے اور پانچواں حصہ نکالنے کے اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے پھر پکار کر بیان کیا کہ گدھوں کا گوشت نجس ہے کہ اس کا حرام کرنا اس کی ذات کی وجہ سے ہے اور یہ کہ نہی گھوڑوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے بسبب ترک کرنے تقسیم کے خاص کر اور اعتراض کیا جاتا ہے اس پر کہ حکم ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے پکانے ان کے کی بیچ ان کے گوشت گدھوں کا جیسے کہ تصریح کی گئی ہے ساتھ اس کے صحیح میں نہ گھوڑوں میں پس نہ تمام ہوگی مراد اس کی اور حق یہ ہے کہ حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی اگر تسلیم کی جائے کہ ثابت ہے تو نہیں معارض ہوتی ہے واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو دلالت کرتی ہے جائز ہونے پر اور البتہ موافق ہے اس کو حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی اور البتہ ضعیف کیا ہے خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث کو احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور موسیٰ بن ہارون اور دار قطنی اور خطابی اور ابن عبدالبر اور دوسرے لوگوں نے تطبیق دی ہے بعض نے درمیان حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے جائز ہونے پر فی الجملہ اور حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے اوپر منع کے ایک حالت میں سوائے دوسری حالت کے اس واسطے کہ گھوڑے خیبر میں کم دستیاب اور عزیز تھے اور تھے محتاج ان کی طرف واسطے جہاد کے سو نہ معارض ہوگا جواز نہی مذکور کو اور نہیں لازم آتا وصف کرنا کھانے گھوڑوں کے ساتھ کراہت مطلق کے چہ جائیکہ ساتھ حرام کرنے کے اور البتہ واقع ہوا ہے نزدیک دار قطنی کے

اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارا ایک گھوڑا تھا سو وہ مرنے لگا سو ہم نے اس کو ذبح کر کے کھایا اور جواب دیا ہے اس نے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے سو شاید یہ گھوڑا بڑا ہو گیا تھا اس طور سے کہ اس کے ساتھ جہاد میں نفع نہ اٹھایا جائے سو ہوگی نہی گھوڑوں سے واسطے معنی خارج کے نہ واسطے اس کی ذات کے اور یہ تطبیق خوب ہے اور گمان کیا ہے بعض نے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی باب میں دلالت کرتی ہے حرام کرنے پر واسطے قول اس کے کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی اس واسطے کہ رخصت مباح کرنا حرام کا ہے باوجود قائم ہونے مانع کے سو دلالت کی اس نے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ان کے بسبب بھوک کے جو ان کو خیبر میں پہنچی پس نہیں دلالت کرتا یہ مطلق حلال ہونے پر اور جواب یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں اجازت کا لفظ آیا ہے اور بعض میں امر کا لفظ آیا ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ رخص کے اجازت ہے نہ خصوص رخصت ساتھ اصطلاح اس شخص کے کہ متاخر ہے اصحاب کے زمانے سے اور نیز مناقضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے اگر ہوتی رخصت بسبب بھوک کے تو البتہ ہوتے گدھے خانگی اولی ساتھ اس کے واسطے بہت ہونے ان کے کی اور عزیز ہونے گھوڑوں کے اس وقت اور اس واسطے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے اس چیز میں کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گدھوں کے سواری وغیرہ سے اور نہیں فائدہ اٹھایا جاتا ساتھ گدھوں کے اس چیز میں کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے جہاد کرنے سے اوپر ان کے اور واقع جیسا کہ آئے گا صریح آئندہ باب میں یہ ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بہانے ہانڈیوں کے جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا باوجود اس چیز کے کہ ساتھ ان کے تھی حاجت سے سو دلالت کی اس نے کہ اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے اباحت عام کے نہ واسطے خاص ضرورت کے اور لیکن جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مالک رحمہ اللہ وغیرہ سے حجت پکڑنے سے واسطے منع کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا﴾ سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اکثر ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ تحریم کے اور تقریر کی ہے انہوں نے اس کی کئی وجہ سے ایک وجہ یہ کہ لام واسطے تعلیل کے ہے سو دلالت کی اس نے کہ وہ نہیں پیدا ہوئے واسطے غیر اس کام کے اس واسطے کہ علت منصوصہ فائدہ دیتی ہے حصر کا سو ان کے کھانے کو مباح کرنا تقاضا کرتا ہے ظاہر آیت کے خلاف کو دوسری عطف نعال اور حمیر کا سو دلالت کرتا ہے اوپر مشترک ہونے اس کے کی ساتھ ان کے حرام کرنے کے حکم میں سو جو جدا کرتا ہے حکم اس کے کو حکم اس چیز کے سے کہ معطوف ہے اس پر وہ محتاج ہے طرف دلیل کے تیسری یہ کہ آیت بیان کی گئی ہے جگہ احسان کرنے کی سو اگر نفع اٹھایا جاتا ساتھ اس کے کھانے میں تو البتہ ہوتا احسان ساتھ اس کے اعظم اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ باقی رہنے وجود کے بغیر واسطہ کے اور حکیم نہیں احسان کرتا ساتھ ادنیٰ نعمت کے اور چھوڑے اعلیٰ کو خاص کر واقع ہوا ہے احسان ساتھ کھانے کے ان چیزوں میں جو مذکور ہیں اس سے پہلے، چوتھی یہ کہ اگر مباح کیا

جائے کھانا اس کا تو البتہ فوت ہو منفعت ساتھ اس کے اس چیز میں کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے احسان کرنا سواری اور زینت سے یہ خلاصہ ہے اس چیز کا کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس آیت سے اور جواب بطور اجمال کے یہ ہے کہ آیت سورہ نحل کی بالاتفاق مکی ہے اور اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے تھا بعد ہجرت کے کی مکے سے زیادہ چھ سال سے سو اگر حضرت ﷺ اس آیت سے منع سمجھتے تو نہ اجازت دیتے کھانے ان کے میں اور نیز پس آیت نحل کی نہیں ہے نص بیچ منع کھانے کے اور حدیث صریح ہے بیچ جواز اس کے کی اور نیز بطور تنزل کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دلالت کرتا ہے جو مذکور ہوا اوپر ترک کھانے کے اور ترک عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے تحریم کے یا تنزیہ کے یا خلاف اولیٰ کے اور جب نہ متعین ہوا کوئی معنی ان میں سے تو باقی رہا تمسک ساتھ ان دلیلوں کے جو تصریح کرنے والے ہیں واسطے جواز کے اور بطور تفصیل کے اول اس وجہ پر کہ اگر ہم مانے کہ لام واسطے تعلیل کے ہے تو نہیں تسلیم کرتے ہم افادہ حصر سوار ہونے اور زینت میں اس واسطے کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے بیچ غیر ان دونوں کے اور بیچ سوائے کھانے کے اتفاقا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا گیا ہے سوار ہونا اور زینت واسطے ہونے ان دونوں کام کے اغلب اس چیز کا کہ طلب کیا جاتا ہے واسطے اس کے گھوڑا اور نظیر اس کی حدیث گائے کی ہے جو مذکور ہے بخاری اور مسلم میں جب کہ اس نے اپنے سوار سے کہا ہم اس کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہم تو کھیتی کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں اس واسطے کہ وہ باوجود صریح تر ہونے اس کے کی حصر میں نہیں قصد کیا گیا ساتھ اس کے اغلب نہیں تو وہ کھائی جاتی ہے اور نفع اٹھایا جاتا ہے بہت چیزوں میں سوائے کھیتی کے اتفاقا اور نیز پس اگر تسلیم کیا جائے استدلال تو البتہ لازم آئے گا کہ گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں پر بوجھ کا لادنا منع ہو اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور ثانی وجہ سو دلالت عطف کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دلالت اقتران کی ہے اور وہ ضعیف ہے اور تیسری وجہ سو احسان جتلانا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قصد کی گئی ہے ساتھ اس کے غالبا وہ چیز کہ واقع ہوتا تھا ساتھ اس کے نفع اٹھانا ان کا گھوڑوں سے سو خطاب کیے گئے ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو الفت تھی اور جس کو پہچانتے تھے اور نہیں پہچانتے تھے کھانا گھوڑوں کا واسطے کم ہونے ان کے کی شہروں میں برخلاف چوپایوں کے کہ اکثر فائدہ اٹھانا ان کا ساتھ ان کے تھا واسطے لادنے بوجھ کے اور واسطے کھانے کے سو اقتصار کیا ہر دونوں قسم میں احسان پر ساتھ اغلب اس چیز کے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اگر لازم آئے اس سے حصر اس شق میں تو البتہ لازم آئے گا مثل اس کی دوسرے شق میں اور چوتھی وجہ سو اگر لازم آئے اذن سے بیچ کھانے ان کے کی یہ کہ فنا ہوں تو لازم آتا ہے مثل اس کے گائے وغیرہ میں اس چیز سے کہ مباح ہوا ہے کھانا اس کا اور واقع ہوا ہے احسان جتلانا ساتھ اس کے اور منفعت اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ فِيهِ عَنْ — گھریلو گدھوں کے گوشت کے بیان میں اس میں

سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث ہے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: قول ساتھ نہ جزم کرنے اس کے کی ساتھ حکم کے بیچ اس کے مانند قول کے ہے پہلے باب میں لیکن راجح گدھوں میں منع ہے برخلاف گھوڑوں کے۔

۵۰۹۷ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

۵۰۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا متابعت کی ہے اس کی ابن مبارک نے عبیداللہ سے نافع سے اور کہا ابو اسامہ نے عبیداللہ سے اس نے روایت کی سالم سے۔

۵۰۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۵۰۹۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ اور خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے۔

۵۰۹۹ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

۵۰۹۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

٥١٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيٌّ عَنِ الْبَرَآءِ وَابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ.

۵۱۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

٥١٠١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيْسَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْمَاجِشُوْنُ وَيُوْنُسُ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ.

۵۱۰۱۔ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کا گوشت حرام کیا، متابعت کی ہے اس کی زبیدی نے اور عقیل نے ابن شہاب سے اور کہا مالک اور معمر اور ماجشون اور یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر دانت والے درندے کے کھانے سے۔

فائدہ: یعنی نہیں ذکر کیا انہوں نے گدھوں کو۔

٥١٠٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهٗ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَآءَهٗ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَآءَهٗ جَآءٍ فَقَالَ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَإِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ.

۵۱۰۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر آپ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر آپ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو کہا کہ فنا ہو گئے گدھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے لوگوں میں پکارا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول تم کو منع کرتا ہے گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے اس واسطے کہ وہ گندگی ہے سو ہانڈیاں الٹائی گئیں اور حالانکہ وہ گدھوں کے گوشت سے جوش مارتی تھیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک آنے والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو نہیں پہچانا میں نے نام اس مرد کا اور نہ دوسرے دونوں

کا اور احتمال ہے کہ ایک ہوں اس واسطے کہ اس نے اولا کہا کہ کھائے گئے سو یا تو اس کو حضرت ﷺ نے نہ سنا تھا اور یا اس میں کسی چیز کا آپ کو حکم نہ ہوا تھا اور اسی طرح دوسری بار میں بھی سو جب اس نے تیسری بار میں کہا کہ فنا ہو گئے گدھے یعنی واسطے کثرت اس چیز کے کہ ذبح کی گئی ان سے تا کہ پکائے جائیں تو موافق پڑا یہ اس کی تحریم کے حکم کے اترنے کو اور شاید یہ سند ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا گیا ان سے اس واسطے کہ وہ لوگوں کی بار برداری تھی اور پہلے گزر چکا ہے نزدیک نسائی کے کہ منادی اس کے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اور شاید عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے پکارا اولا ساتھ نہی مطلق کے پھر پکارا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ زیادتی کے اوپر اس کے اور وہ قول اس کا ہے کہ بے شک وہ گندگی ہے سو الٹائی گئیں ہانڈیاں اور حالانکہ وہ گوشت سے جوش مارتی تھیں۔ (فتح)

۵۱۰۳ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ حُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ ذَاكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ وَلٰكِنْ أَبٰى ذَاكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأَ ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾.

۵۱۰۳ ۔ حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن زید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اس نے کہا کہ حکم بن عمرو ہمارے پاس بصرے میں تھا وہ یہ کہتا تھا یعنی حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا لیکن انکار کیا اس کا علم کے دریا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور پڑھی آیت ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾۔

فائدہ: حمیدی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہتا تھا اس کو حکم حضرت ﷺ کے سے۔ بحر صفت ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہا گیا واسطے ان کے یہ لفظ واسطے وسیع ہونے علم ان کے کی اور یہ از قسم مقدم کرنے صفت کے ہے موصوف پر واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ تعظیم موصوف کے گویا کہ وہ ہو گیا ہے علم اوپر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا واسطے مشہور ہونے اس کے کی اس کے بعد واسطے احتمال پوشیدہ ہونے اس کے بعض لوگوں پر اور بیچ روایت ابن مردویہ کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ کچھ چیزیں کھاتے تھے اور کچھ چیزیں نہ کھاتے تھے واسطے کراہت کے سو اللہ نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنی کتاب اتاری اور اپنے حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا سو جو چیز کہ اس میں حلال کی سو حلال ہے اور جو چیز کہ حرام کی وہ حرام ہے اور جس چیز سے چپ رہا وہ معاف ہے یعنی اس کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں اور یہ آیت پڑھی ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ اور استدلال کرنا ساتھ اس کے واسطے حلال ہونے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے اس چیز میں کہ نہیں وارد ہوئی اس میں نص حضرت ﷺ سے ساتھ حرام کرنے اس کے کی اور البتہ وارد ہو چکی ہیں

حدیثیں ساتھ اس کے اور تخصیص تحریم کے مقدم ہے اوپر عموم تحلیل کے اور اوپر قیاس کے اور پہلے گزر چکا ہے مغازی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ توقف کیا انہوں نے نہی میں گدھوں کے کھانے سے کہ کیا وہ کسی خاص سبب کے واسطے تھے یا واسطے ہمیشگی کے سو اس میں شعبی سے ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نہیں جانتا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کی بار برداری تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ ان کی بار برداری جاتی رہے اس کو خیبر کے دن قطعاً حرام کیا اور اور یہ تردد صحیح تر ہے اس حدیث سے کہ آیا ہے جزم ساتھ علت مذکور کے اور اسی طرح اس چیز میں کہ روایت کی ہے اس سے طبرانی نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانگی گدھوں کو واسطے خوف کم ہونے سواریوں کے اور اس کی سند ضعیف ہے اور پہلے گزر چکا ہے مغازی میں ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے اس واسطے کہ اس سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا اور بعض نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا تھا ان سے اس واسطے کہ وہ گندگی کو کھاتے تھے، میں کہتا ہوں کہ البتہ دور کیا ہے ان احتمالوں کو کہ ان میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا یا وہ گندگی کھاتے تھے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی نے جو اس سے پہلے مذکور ہو چکی ہے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ وہ گندگی ہیں اور اسی طرح حکم ساتھ دھونے برتنوں کے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہا قرطبی نے یہ جو فرمایا کہ وہ رجس میں تو یہ ظاہر ہے بیچ پھرنے ضمیر کے طرف گدھوں کے اس واسطے کہ وہی تھے مامور ساتھ الٹانے ان کے ہانڈیوں سے اور دھونے ان کے اور یہ حکم ناپاک چیز کا ہے سو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ حرام ہے کھانا ان کا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ انکا حرام ہونا ان کی ذات کے واسطے ہے یعنی ان کی حرمت ذاتی ہے نہ واسطے کسی سبب خارجی کے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ حکم ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے ظاہر ہے کہ وہ سبب حرام کرنے گدھوں کے گوشت کا ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے اور علتیں اگر صحیح ہو مرفوع ہونا کسی چیز کا ان میں سے تو واجب ہوگا پھرنا طرف اس کی لیکن نہیں مانع ہے کہ معلل کیا جائے حکم ساتھ اکثر کے ایک علت سے اور حدیث ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی صریح ہے تحریم میں سو نہیں ہے کوئی جگہ پھرنے کی اس سے اور لیکن علت بیان کرنا ساتھ خوف کم ہونے سواریوں کے سو جواب دیا ہے اس سے طحاوی نے ساتھ معارضہ کے ساتھ گھوڑوں کے اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی گدھوں سے اور اجازت گھوڑوں میں مقرون ہے سو اگر ہوتی علت بسبب بار برداری کے تو البتہ ہوتے گھوڑے اولیٰ ساتھ منع کرنے کے واسطے کم ہونے ان کے کی نزدیک ان کے اور سخت حاجت ان کی کے طرف ان کی اور جواب سورہ انعام کی آیت سے یہ ہے کہ وہ مکی ہے اور حدیث تحریم کی نہایت متاخر ہے سو وہ مقام ہے اور نیز پس نص آیت کی خبر ہے حکم سے جو موجود تھا وقت نازل ہونے اس کے کی اس واسطے کہ اس وقت نہیں اتری تھی بیچ تحریم ماکول کے مگر وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے بیچ اس کے اور نہیں اس میں وہ چیز جو منع کرے اس کو کہ اترے اس کے بعد اس چیز کا غیر کہ بیچ اس کے ہے اور البتہ اترے اس کے بعد

مدینے میں بہت احکام ساتھ حرام کرنے بہت چیزوں کے سوائے اس چیز کے کہ ذکر کی گئی بیچ اس کے مانند شراب کی آیت کے مائدہ میں اور نیز اس میں حرام کرنا اس چیز کا ہے کہ پکاری گئی واسطے غیر اللہ کے اور گلا گھوٹی آخر تک اور مانند تحریم درندوں اور حشرات کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا ہے ساتھ حرام کرنے خانگی گدھوں کے اکثر علماء نے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور نہیں پایا میں نے اس میں کسی صحابی سے اختلاف مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مالکیہ کے نزدیک تین روایتیں ہیں تیسری کراہت ہے اور ابوداؤد میں غالب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو موٹے گدھے کھلا اس واسطے کہ اس کا حرام ہونا تو گاؤں کے گرد کے سبب ہے یعنی جلالہ ہونے کے سبب سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور تین شاذ ہے مخالف ہے واسطے صحیح حدیثوں کے اور طبری میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت کی اجازت دی اور اس کی سند میں بھی کلام ہے اور اگر ثابت ہو تو احتمال ہے کہ ہو یہ حکم پہلے حرام کرنے ان کے کی کہا طحاوی نے اگر متواتر ہوتی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ حرام کرنے خانگی گدھوں کے تو البتہ قیاس ان کے حلال ہونے کو تقاضا کرتا تھا اس واسطے کہ ہر وہ چیز کہ حرام ہے خانگی جانوروں سے اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر جب کہ ہو وحشی مانند سور کی اور البتہ اجماع ہے اوپر حلال ہونے گورخر کے پس قیاس چاہتا ہے کہ خانگی گدھے بھی حلال ہوں، میں کہتا ہوں کہ جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا سو مردود ہے اس واسطے کہ بہت حیوان گھر کے پلے ہوئے مختلف ہیں اپنے نظیر میں حیوان وحشی سے مانند بلی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذبح نہیں پاک کرتا اس چیز کو کہ نہیں حلال ہے کھانا اس کا اور جو چیز کہ ناپاک ہو جائے ساتھ لگنے پلیدی کے کفایت کرتا ہے دھونا اس کا ایک بار واسطے مطلق ہونے حکم دھونے کے اس واسطے کہ صادق آتا ہے بجا لانا ساتھ ایک بار کے اور اصل یہ ہے کہ نہیں ہے زیادتی اوپر اس کے اور یہ کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے اس واسطے کہ اصحاب نے اقدام کیا گدھوں کے ذبح کرنے اور پکانے پر مانند باقی حیوانوں کے پہلے اس سے کہ اجازت مانگیں باوجود بہت ہونے باعث ان کے کی سوال پر اس چیز سے کہ مشکل ہو اور یہ کہ لائق ہے واسطے سردار لشکر کے ڈھونڈنا اپنی رعیت کے احوال کا اور جس کو دیکھے کہ کرتا ہے کام جو نہیں جائز ہے شرع میں تو مشہور کرے اس کے منع کو یا تو خود بخود مخاطب ہو کر منع کرے یا کسی غیر کو حکم کرے سو وہ پکارے تا کہ نہ مغرور ہو ساتھ اس کے پس گمان کرے اس کو جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ. باب ہے بیچ کھانے ہر دانت والے کے درندوں سے۔

فائدہ: نہیں قطع کیا ساتھ حکم کے واسطے اختلاف کے بیچ اس کے کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٥١٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ

۵۱۰۴۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت والے درندوں سے منع فرمایا متابعت کی ہے اس

الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَّابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْمَاجِشُوْنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

کی یونس نے اور معمر اور ابن عیینہ اور ماجشون نے زہری سے۔

فائدہ: اور مسلم کی راویت میں ہے کہ ہر دانت والے درندے کا کھانا حرام ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر دانت والے درندے سے اور ہر پنجہ والے پرندے سے اور مخلب پرندے کے لیے مانند ناخن کے ہے واسطے غیر اس کے کی لیکن وہ اس سے سخت تر اور موٹا اور تیز تر ہوتا ہے جیسے دانت درندے کا اور روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند لا باس بہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانگی گدھوں اور خچروں اور ہر دانت والے درندے اور ہر پنجہ دار پرندے کو حرام کیا اور دانت والے سے وہ درندہ مراد ہے جو دانت سے شکار کرتا ہے جیسے شیر اور سور اور بندر اور ریچھ اور کتا اور بھیڑیا وغیرہ اور پنجہ دار سے مراد وہ پرندہ ہے جو پنجہ سے شکار کرتا ہے جیسے چیل باز شکرہ وغیرہ، کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اکثر اہل علم کے اور بعض سے ہے کہ حرام نہیں اور حکایت کی ہے ابن وہب نے مالک سے مثل جمہور کے اور کہا ابن عربی نے کہ مشہور اس سے کراہت ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اختلاف کیا گیا ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور جابر رضی اللہ عنہ پر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وجہ ضعیف سے اور یہ قول شعبی اور ابن جبیر کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم قول اللہ کے لا اجد اور جواب یہ ہے کہ آیت مکی ہے اور حدیث حرام کرنے کی بعد ہجرت کے ہے پھر ذکر کیا مانند اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ نص آیت کی نہ حرام کرنا ہے غیر اس چیز کا کہ ذکر کی گئی اس وقت سو نہیں اس میں نفی اس چیز کی کہ آئندہ آئے گی اور بعض نے کہا کہ آیت انعام کی خاص ہے ساتھ چوپائے مویشی کے اس واسطے کہ گزر چکی ہے پہلے اس سے حکایت جاہلیت کے وقت سے تھے وہ حرام کرتے کئی چیزوں کو آٹھ جوڑوں سے اپنی رائے سے سو اتری یہ آیت ﴿قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ یعنی اول چیزوں سے کہ مذکور ہوئیں مگر مردار اور خون بہنے والا اور اگر کوئی کہے کہ سور کا گوشت بھی اس کے ساتھ مذکور ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا اس واسطے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے علت حرام کرنے اس کے کی اور دھونا اس کا نجس اور نقل کیا ہے امام الحرمین نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ وہ قائل ہے ساتھ خصوص سبب کے جب کہ وارد ہو ایسے قصے میں اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا اس نے آیت کو حصر کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ حرام ہے کھانے والی چیزوں سے باوجود وارد ہونے صیغے عموم کے بیچ اس کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ آیت کافروں کے حق میں جو حلال جانتے تھے مردار کو اور خون کو اور

سور کے گوشت کو اور اس چیز کو جو پکائی گئی واسطے غیر اللہ کے اور حرام کرتے تھے بہت چیزوں کو اس قسم سے کہ مباح کیا ہے اس کو اللہ نے سو تھی غرض بیان کرنا ان کے حال کا اور یہ کہ وہ حق کے ساتھ عناد کرتے ہیں سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں حرام ہے مگر وہ چیز جس کو تم نے حلال ٹھہرایا واسطے مبالغہ کے بیچ رد کرنے کے اوپر ان کے اور حکایت کی ہے قرطبی نے قوم سے کہ آیت انعام کی جو مذکور ہے حجۃ الوداع میں اتری تھی سو ہو گی ناسخ اور رد کیا گیا ہے یہ قول ساتھ اس طور کے کہ وہ مکی ہے جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے بہت علماء نے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ پہلے گزر چکی ہے آیتوں سے رد سے عرب کے مشرکوں پر بیچ حرام کرنے ان کے کی اس چیز کو کہ حرام کیا تھا انہوں نے اس کو چوپایوں سے اور خاص کرنے ان کے کی بعض ان چیزوں کو ساتھ معبودوں اپنوں کے اور سوائے اس کے اس چیز سے کہ پہلے گزر چکی ہے واسطے رد کے اوپر ان کے اور یہ سب واقعہ پہلے تھا ہجرت کرنے سے طرف مدینے کی اور اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ تحریم کے بیچ مراد کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے واسطے دانت ہے یعنی اس سے کیا مراد ہے سو کہا بعض نے کہ وہ چیز ہے کہ قوی ہو ساتھ دانت کے اور حملہ کرے اپنے غیر پر اور شکار کرے اور سرکشی کرے اپنی طبع سے مانند شیر اور چیتے اور شکرے اور عقاب کے اور جو حملہ نہیں کرتا مانند کفتار اور لومڑی کے تو وہ مراد نہیں اور یہی ہے مذہب شافعی اور لیث کا اور جو ان کے تابع ہیں اور البتہ وارد ہو چکی ہیں بیچ حلال ہونے کفتار کے حدیثیں جن کے ساتھ کچھ ڈر نہیں اور لومڑی سو وارد ہوئی ہے اس کے حرام ہونے میں حدیث خزیمہ کی نزدیک ترمذی کے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ.   باب ہے بیچ بیان کھال مردار کے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے بیوع میں پہلے اس سے کہ رنگی جائے سو مقید کیا ہے اس کو اس جگہ ساتھ رنگنے کے اور مطلق بیان کیا ہے اس کو یہاں سو محمول ہے مطلق اس کا مقید پر۔

٥١٠٥ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيِّتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا.

٥١٠٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری پر گزرے سو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی کہ اس کو رنگ کر کے اپنے کام میں لاتے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے۔

فائدہ: اہاب کچی کھال کو کہتے ہیں رنگنے سے پہلے اور بعض نے کہا کہ وہ مطلق کھال ہے رنگی ہو یا بے رنگی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہیں اتار لی سو اس کو رنگ کر کے اپنے کام میں لاتے اور یہ جو فرمایا کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے تکرار کرنا امام سے اس چیز میں کہ نہ سمجھے سامع معنی اس چیز کے کہ حکم کیا اس کو گویا کہ انہوں نے کہا کہ کس طرح حکم کرتے ہیں حضرت ﷺ ہم کو ساتھ فائدہ اٹھانے کے ساتھ اس کھال کے اور حالانکہ مودہ ہم پر حرام ہے سو بیان کی واسطے ان کے وجہ حرام کرنے کی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے تخصیص کتاب کی ساتھ سنت کے اس واسطے کہ لفظ قرآن کا یہ ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ اور وہ شامل ہے واسطے تمام اجزاء اس کے کو ہر حال میں سو خاص کیا اس کو سنت نے ساتھ کھانے کے اور اس میں خوبی ہے ان کے تکرار کی اور بلاغت ان کے کی خطاب میں اس واسطے کہ جمع کیا انہوں نے بہت معنی کو ایک کلمے میں اور وہ قول ان کا ہے کہ وہ تو مردہ ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے زہری نے اس پر کہ جائز ہے فائدہ اٹھانا ساتھ کھال مردار کے مطلق برابر ہے کہ رنگی گئی ہو یا نہ رنگی گئی ہو لیکن صحیح ہو چکا ہے قید کرنا اس کا اور طریقوں سے ساتھ رنگنے کے اور وہ حجت ہے واسطے جمہور کے اور مستثنیٰ کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے مردوں سے کتے اور سور کو اور جو پیدا ہو دونوں میں سے واسطے نجس العین ہونے ذات ان کی کے نزدیک اس کے اور نہیں مستثنیٰ کیا ابو یوسف رحمہ اللہ اور داؤد نے کسی چیز کو واسطے لینے کے ساتھ عموم خبر کے اور یہ ایک روایت مالک رحمہ اللہ کی ہے اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع کہ جب کھال رنگی جائے تو پاک ہو جاتی ہے اور لفظ شافعی رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہ ہے کہ جو کھال رنگی گئی سو البتہ پاک ہوئی اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس کا رنگنا اس کا پاک ہونا ہے اور البتہ تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ خصوص اس سبب کے سو بند کیا ہے اس نے جواز کو اس چیز پر کہ کھائی جاتی ہے واسطے وارد ہونے حدیث کے بکری میں اور قوی ہوتا ہے بنظر قیاس کے ساتھ اس طور کے کہ رنگنا نہیں زیادہ کرتا ہے پاکی میں ذبح کرنے پر اور غیر ماکول اگر ذبح کیا جائے تو اکثر کے نزدیک ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتا سو اسی طرح رنگنا بھی اور جواب دیا ہے اس شخص نے جو عام کرتا ہے ساتھ تمسک کرنے کے عموم لفظ سے سو وہ اولیٰ ہے خصوص سبب سے اور ساتھ تمسک کرنے کے عموم اجازت سے ساتھ نفع اٹھانے کے اور اس واسطے کہ حیوان پاک ہے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے پہلے مرنے سے سو ہوگا رنگنا بعد مرنے کے قائم مقام زندگی کے، واللہ اعلم اور ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے مردے سے ساتھ کسی چیز کے برابر ہے کہ کھال رنگی جائے یا نہ رنگی جائے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث عبداللہ بن حکیم کے کہ ہمارے پاس حضرت ﷺ کا نامہ آیا آپ کی وفات سے پہلے یہ کہ نہ فائدہ اٹھاؤ مردے سے ساتھ کھال کے اور نہ ساتھ پٹھے کے روایت کیا ہے اس کو شافعی اور احمد اور اربعہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی نے

اور قوی تر اس چیز کا کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو نہیں لیتا ہے اس کے ظاہر کو معارضہ صحیح حدیثوں کا ہے اور یہ کہ وہ سماع سے ہیں اور یہ لکھنے سے ہے اور یہ کہ ان کا مخرج صحیح ہے اور قوی تر اس سے تطبیق دینا ہے دونوں حدیثوں میں ساتھ اس طور کے کہ محمول ہے اھاب کھال پر رنگنے سے پہلے اور یہ کہ رنگنے کے بعد اس کا نام اھاب نہیں رکھا جاتا بلکہ قربہ وغیرہ رکھا جاتا ہے اور البتہ منقول ہے یہ لغت کے اماموں سے مانند نضر بن شمیل کے اور یہ طریقہ ابن شاہین اور ابن عبدالبر اور بیہقی کا ہے اور بعید تر ہے قول اس کا جو حمل کرتا ہے نہی کو اوپر کھال کتے اور سور کے اس واسطے کہ ان دونوں کی کھال رنگی نہیں جاتی اور اسی طرح قول اس شخص کا جو حمل کرتا ہے نہی کو باطن کھال پر اور اجازت کو ظاہر پر۔ (فتح)

٥١٠٦ ۔ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ مَا عَلٰى أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِإِهَابِهَا.

٥١٠٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بکری مردہ پر گزرے سو فرمایا کہ کیا ہے اس کے مالکوں پر اگر فائدہ اٹھائیں اس کی کھال سے؟۔

فائدہ: یا یہ معنی ہیں کہ نہیں ہے کچھ ڈر اس کے مالکوں پر یہ کہ فائدہ اٹھائیں اس کی کھال سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اس نے روایت کی سودہ سے کہ ہماری ایک بکری مر گئی سو ہم نے اس کی کھال رنگی اور یہ حدیث سوائے اس حدیث کے ہے جو باب میں ہے جزما اور یہ اس قسم سے ہے کہ تائید کرتی ہے اس شخص کے قول کو جس نے زیادہ کیا ہے ذکر دباغت کا حدیث میں وسیاتی مطولا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْمِسْكِ.

باب ہے بیچ مشک کے۔

فائدہ: مشک ایک خوشبو ہے معروف کرمانی نے کہا کہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی ذبائح میں یہ ہے کہ وہ فضلہ ہے ہرن کا، میں کہتا ہوں اور مناسبت اس کی واسطے پہلے باب کے اور وہ کھال مردے کی ہے جب کہ رنگی جائے ظاہر ہو گی اس چیز سے کہ میں اس کو ذکر کروں گا کہا جاحظ نے کہ ایک چوپایہ ہے کہ چین میں ہوتا ہے شکار کیا جاتا ہے واسطے نافہ کے سو جب شکار کیا جاتا ہے تو پٹیوں سے باندھا جاتا ہے اور حالانکہ وہ لٹکایا ہوا ہوتا ہے جمع ہوتا ہے اس میں خون اس کا پھر جب ذبح کیا جاتا ہے تو چیری جاتی ہے ناف اس کی جو باندھی گئی تھی اور دفنایا جاتا ہے بالوں میں یہاں تک کہ ہو جاتا ہے یہ لہو جما ہوا مشک پاک اور اسی واسطے کہا قفال نے کہ وہ رنگا جاتا ہے سمیت اس چیز کے کہ اس میں ہے مشک سے سو پاک ہو جاتا ہے غیر اس کا رنگی چیزوں سے اور مشہور یہ ہے کہ غزال مشک کا مانند ہرن کی ہے لیکن

اس کا رنگ کالا ہوتا ہے لیکن اس کے واسطے دو دانت ہوتے ہیں لطیف سفید بیچ جگہ نیچے کے دانتوں کے اور یہ کہ مشک خون ہے اس کی ناف میں جمع ہوتا ہے بیچ ایک وقت معلوم کے ساتھ سال سے سو جب جمع ہوتا ہے تو اس جگہ میں ورم ہو جاتا ہے سو بیمار ہو جاتا ہے ہرن یہاں تک کہ وہ اس سے گر پڑے اور کہا جاتا ہے کہ ان شہروں کے لوگ ان کے جنگلوں میں میخیں گاڑتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ پھٹ کر گر پڑے اور کہا نووی رالٹیہ نے اجماع ہے اس پر کہ مشک پاک ہے جائز ہے استعمال کرنا اس کا بدن اور کپڑے میں اور جائز ہے بیچنا اس کا اور نقل کیا ہے اس میں ہمارے اصحاب نے مذہب باطل شیعہ سے اور وہ مستثنیٰ ہے قاعدے سے کہ جو چیز کہ جدا ہو زندہ جانور سے سو وہ مردار ہے اور حکایت کی ہے ابن تین نے ابن شعبان مالکی سے کہ نافہ مشک کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے بیچ حالت زندگی کے یا ساتھ ذبح کرنے اس شخص کے کہ نہیں صحیح ہے ذبح کرنا اس کا کافروں سے اور وہ باوجود اس کے حکم کیا گیا ہے ساتھ پاک ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ بدل جاتا ہے ہونے اس کے سے خون یہاں تک کہ ہو جاتا ہے مشک جیسے کہ بدل جاتا ہے خون طرف گوشت کی سو پاک ہو جاتا ہے اور حلال ہوتا ہے کھانا اس کا اور حالانکہ نہیں ہے حیوان تا کہ کہا جائے کہ ناپاک ہو جاتا ہے مرنے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک چیز ہے کہ پیدا ہوتی ہے ساتھ حیوان کے مانند انڈے کی اور البتہ اجماع ہے مسلمانوں کا اوپر پاک ہونے مشک کے مگر جو محکی ہے عمر سے مکروہ ہونا اس کا اور اسی طرح حکایت کی ہے ابن منذر نے ایک جماعت سے پھر کہا اور نہیں صحیح ہوتی ہے اس میں منع مگر عطاء سے بنا بر اس کے کہ وہ جزء ہے منفصل اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے درمیان حدیث کے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشک زیادہ تر خوشبودار ہے سب خوشبودار چیزوں سے۔ (فتح)

٥١٠٧ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلْمُهُ يَدْمَى اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ.

٥١٠٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کوئی زخمی نہیں کہ جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوا ہو مگر کہ آئے گا قیامت کے دن اور اس کا زخم جاری ہوگا اس کا رنگ تو خون کے رنگ جیسا ہوگا اور اس کی بو مشک کی بو جیسی ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے کہا نووی رالٹیہ نے یہ جو فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تو ظاہر اس کا خاص ہونا ہے ساتھ اس شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بیچ لڑائی کافروں کے لیکن ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو مقتول ہو بیچ لڑائی باغیوں اور رہزنوں کے اور قائم کرنے نیک کام کے واسطے مشترک ہونے ان سب کے شہید

ہونے میں اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اصل حدیث کا کافروں میں ہے اور ملحق ہیں یہ لوگ ساتھ ان کے از روئے معنی کے واسطے قول حضرت ﷺ کے جو قتل کیا گیا سامنے اپنے مال کے تو وہ شہید ہے اور توقف کیا ہے بعض متاخرین نے بیچ داخل ہونے اس شخص کے جو اپنے مال کے آگے قتل ہوا اس واسطے کہ اس کا مقصود اپنے مال کا بچانا ہوتا ہے ساتھ باعث طبع کے اور البتہ اشارہ کیا ہے حدیث میں طرف خاص ہونے اس کے کی ساتھ مخلص کے جس جگہ فرمایا کہ اللہ جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے اس میں اخلاص باوجود ارادے بچانے مال کے جیسے ارادہ کرے ساتھ لڑنے اس شخص کے جو ارادہ کرے لینے مال کا اس سے بچانا اس شخص کا جو لڑتا ہے اس سے اختیار کرنے گناہ سے اور بجالانا حکم شارع کا ساتھ دفع اور ہٹانے کے اور نہ محض ہو قصد واسطے بچانے مال کے سو وہ مانند اس شخص کے ہے جو لڑے تا کہ اللہ کا بول بالا ہو باوجود جھانکنے اس کے کی طرف غنیمت کے کہا ابن منیر نے کہ وجہ استدلال بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس حدیث کے اوپر پاک ہونے مشک کے اور اسی طرح ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد ہے واقع ہونا تشبیہ خون شہید کے کا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بیچ سیاق تکریم اور تعظیم کے ہے سو اگر ناپاک ہوتی تو البتہ ہوتی گندگیوں سے اور نہ خوب ہوتی تمثیل ساتھ اس کے اس مقام میں۔ (فتح)

٥١٠٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً.

٥١٠٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک صحبتی اور بد صحبتی کی مثل مشک اٹھانے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی مثل ہے سو مشک کے اٹھانے والا یا تو تجھ کو دے گا اور یا تو اس سے خریدے گا اور یا تو اس سے خوشبو پائے گا اور بھٹی کے پھونکنے والا یا تیرا کپڑا جلائے گا اور یا تو اس سے بد بو پائے گا۔

بَابُ الْأَرْنَبِ.

باب ہے خرگوش کے بیان میں۔

فائدہ: ارنب ایک چوپایہ ہے معروف مشابہ ہوتا ہے عناق کے لیکن اس کے پاؤں لمبے ہوتے ہیں برخلاف اس کے دونوں ہاتھوں کے اور کہا جاتا ہے کہ خرگوش سخت بزدل ہوتا ہے اور یہ کہ وہ ایک سال نر ہوتا ہے اور ایک سال مادہ اور یہ کہ اس کو حیض آتا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ سوتا ہے آنکھ کھول کر۔ (فتح)

٥١٠٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

٥١٠٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے گورخر کو

هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِيْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ قَالَ بِفَخِذَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا.

اٹھایا اور ہم مرالظہران میں تھے سولوگ دوڑے سوتھک گئے سو میں اس کو پکڑ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اس نے اس کو ذبح کیا اس کے دونوں کولہے یا کہا دونوں رانیں (یہ شک راوی کا ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدیہ قبول کیا۔

فائدہ: مرالظہران ایک جگہ ہے ایک منزل پر مکے سے اور یہ جو کہا کہ اس کو قبول کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا اور روایت کی ہے دارقطنی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خرگوش ہدیہ بھیجا اور میں سوتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے اس کی ایک ران چھپا رکھی سو میں اٹھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کھلائی اور یہ اگر حدیث صحیح ہو تو مشعر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور واقع ہوا ہے حنفیوں کے ہدایہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت کھایا جب کہ تحفہ بھیجا گیا طرف آپ کے بھونا ہوا اور حکم کیا اصحاب کو ساتھ کھانے کے اس سے سو شاید لیا ہے اس نے اس کو دونوں حدیثوں سے سو اول اس کا باب کی حدیث سے ہے اور البتہ ظاہر ہوا جو اس میں ہے اور آخر اس کا اس حدیث سے ہے جو روایت کی ہے نسائی نے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خرگوش بھونا ہوا لایا اور اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا اور حکم کیا اپنے اصحاب کو ساتھ کھانے کے اور اس حدیث کے راوی معتبر ہیں لیکن اس کی سند میں بہت اختلاف ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا خرگوش کا اور یہ قول سب علماء کا ہے مگر جو آیا ہے اس کی کراہت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اصحاب میں سے اور عکرمہ تابعی سے اور محمد بن ابی لیلیٰ سے فقہاء میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث خزیمہ کے میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خرگوش کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا نہ تو میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ میں اس کو حرام کرتا ہوں میں نے کہا میں کھاتا ہوں جس کو آپ حرام نہیں کہتے اور کیوں یا حضرت! فرمایا مجھ کو خبر ہوئی کہ اس کو حیض آتا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر صحیح ہو تو نہیں ہے اس میں دلالت اوپر مکروہ ہونے کے کما سیاتی تقریرہ فی الباب الآتی اور واسطے اس کے شاہد ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خرگوش لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ کھایا اور نہ منع فرمایا کہ اس کو حیض آتا ہے اور حکایت کی ہے رافعی نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کہ اس نے اس کو حرام کیا غلطی کی ہے نووی نے بیچ نقل کے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور نیز حدیث میں جواز اٹھانا شکار کا ہے اور دوڑانا اس کی تلاش میں اور بہر حال جو روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ جو شکار کے پیچھے لگا غافل ہوا سو یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جو اس پر ہمیشگی کرے یہاں تک کہ باز رکھے اس کو دینی مصالح سے اور جو اس کے سوائے ہے اور یہ کہ شکار کے

پکڑنے والا پکڑنے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے اور نہیں شریک ہوتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جس نے اس کو اٹھایا اور اس حدیث میں ہدیہ بھیجنا شکار کا ہے اور قبول کرنا اس کا ہے شکار کرنے والے سے اور تحفہ بھیجنا تھوڑی چیز کا واسطے بڑی قدر والے کے جب کہ جانے اس کے حال سے راضی ہونا ساتھ اس کے اور اس میں ہے کہ ولی لڑکے کا تصرف کرے اس چیز میں کہ مالک ہے اس کو لڑکا ساتھ مصلحت کے۔ (فتح)

بَابُ الضَّبِّ. باب ہے بیچ بیان سوسمار کے یعنی گوہ کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن خالویہ نے کہ سوسمار کی عمر سات سو برس ہوتی ہے اور یہ کہ وہ پانی نہیں پیتی اور ہر چالیس دن میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اور اس کا دانت نہیں گرتا اور اس کے غیر نے حکایت کی ہے کہ اس کے گوشت کا کھانا پیاس کو دور کر ڈالتا ہے اور جاڑے میں اپنی سوراخ سے نہیں نکلتی۔

٥١١٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ لَسْتُ آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ.

٥١١٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گوہ کو نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور احتمال ہے کہ سائل خزیمہ رضی اللہ عنہ ہو سو البتہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے اس کی حدیث سے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں؟ یعنی گوہ کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں میں نے کہا میں کھاتا ہوں جو آپ حرام نہیں کہتے اور اس کی سند ضعیف ہے اور مسلم وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم ایسی زمین میں ہیں جہاں گوہ بہت ہوتی ہے سو فرمایا کہ اللہ نے بنی اسرائیل سے ایک گروہ کی صورت بدل ڈالی ہے سو نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اور نہ منع کیا۔ (فتح)

٥١١١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ

٥١١١۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھنی ہوئی گوہ لائی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف قصد کیا سو بعض عورتوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو اس چیز کی جو کھانا چاہتے ہیں سو انہوں نے کہا کہ وہ گوہ ہے یا حضرت! سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَۃِ أَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا یُرِیْدُ أَنْ یَّأْکُلَ فَقَالُوْا ھُوَ ضَبٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَرَفَعَ یَدَہٗ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لَا وَلٰکِنْ لَمْ یَکُنْ بِأَرْضِ قَوْمِیْ فَأَجِدُنِیْ أَعَافُہٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُہٗ فَأَکَلْتُہٗ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْظُرُ۔

اپنا ہاتھ اٹھایا میں نے کہا یا حضرت! کیا وہ حرام ہے فرمایا نہیں لیکن میری قوم کی زمین میں نہ تھی سو میں اس سے کراہت کرتا ہوں یعنی مجھ کو اس کے کھانے سے کراہت آتی ہے کہا خالد رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس کو کھینچا پھر میں نے اس کو کھایا اور حضرت ﷺ دیکھتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کسی کھانے کے واسطے ہاتھ آگے نہ کرتے یہاں تک کہ آپ کے واسطے کھانے کا نام لیا جاتا اور روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس خرگوش تحفہ لایا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ ہدیہ نہ کھاتے یہاں تک کہ ہدیہ والے کو حکم کرتے سو وہ اس سے کھاتا بسبب اس بکری کے کہ خیبر میں آپ کو تحفہ بھیجی گئی اور اس کی سند حسن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے حاضرین عورتوں سے کہا کہ حضرت ﷺ کو خبر دو جو تم نے آپ کے آگے کیا کہا وہ گوہ ہے یا حضرت! سو شاید اس عورت نے چاہا تھا کہ اس کے سوائے کوئی غیر آپ کو خبر دے سو جب انہوں نے آپ کو خبر نہ دی تو اس نے جلدی سے حضرت ﷺ کو خبر دی اور مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جس حالت میں کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور تھے نزدیک ان کے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عورت کہ اچانک نزدیک کیا گیا طرف ان کی دستر خوان کہ اس پر گوشت تھا سو جب حضرت ﷺ نے کھانے کا ارادہ کیا تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا کہ وہ گوہ کا گوشت ہے سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ روکا اور پہچانا گیا ساتھ اس روایت کے نام اس عورت کا جو مبہم چھوڑی گئی ہے دوسری روایت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ کو خبر دو کیا ہے وہ اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو ایک روایت میں ہے یعنی گوہ سے اور لیا جاتا ہے اس سے کہ حضرت ﷺ نے گوہ کے سوا اور کھانا کھایا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس پر گوہ کے سوائے اور کھانا بھی تھا اور ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے پنیر کھایا اور دودھ پیا اور یہ جو کہا کہ میری قوم کی زمین میں نہ تھی تو کہا ابن عربی نے کہ اعتراض کیا ہے بعض لوگوں نے اس لفظ پر ساتھ اس کے کہ حجاز کی زمین میں گوہ بہت ہے میں کہتا ہوں بلکہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ میری قوم کی زمین نہ تھی فقط قریش ہیں سو خاص ہو گی نفی ساتھ مکے کے اور جو اس کے گرد ہے اور نہیں منع کرتا یہ کہ ہو موجود حجاز کے باقی شہروں میں اور البتہ

واقع ہوا ہے مسلم میں کہ ایک دولہا نے ہم کو مدینے میں بلایا سو اس نے تیرہ گوہ ہمارے آگے کیں سو بعض کھانے والے تھے اور بعض نہ کھانے والے، الحدیث سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر بہت پائے جانے اس کے کی حجاز کے ملک میں اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس سے کراہت کرتا ہوں تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو نہ کھایا جیسے ان سے کراہت کرنے والے تھے اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور البتہ نہ حکم کرتے ساتھ کھانے ان کے کی اسی طرح مطلق بولا ہے اس نے ام کو اور شاید اس نے لیا ہے اس کو اجازت سے جو مستفاد ہے تقریر سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے کسی طریق میں صیغہ امر کا مگر مسلم کی ایک روایت میں کہ اس میں ہے کہ فرمایا کہ کھاؤ سو فضل رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ اور عورت نے کھایا اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ کہ وہ حلال ہے فرمایا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں لیکن وہ میرا کھانا نہیں اور اس سب میں بیان ہے سبب ترک کرنے حضرت ﷺ کے کا اور یہ کہ وہ بسبب اس چیز کے ہے جو آپ کی عادت تھی اور اس کے واسطے اور بھی ایک سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو کھایا اور حضرت ﷺ دیکھتے تھے تو ایک روایت میں میں ہے کہ میری طرف دیکھتے اور اس حدیث کے فوائد سے ہے جواز کھانا گوہ کا اور حکایت کی ہے عیاض نے ایک قوم سے حرام ہونا اس کا اور حنفیوں سے مکروہ ہونا اس کا اور انکار کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے اور کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ صحیح ہو یہ کسی ایک سے اور اگر صحیح ہو تو حجت پکڑی گئی ہے اس پر ساتھ نصوص کے اور پہلے اجماع کے، میں کہتا ہوں کہ البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے علی رضی اللہ عنہ سے سو کہاں ہے اجماع باوجود مخالفت ان کی کے؟ اور نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے مکروہ ہونا اس کا بعض اہل علم سے اور کہا طحاوی نے معانی الآثار میں کہ مکروہ رکھا ہے ایک قوم نے کھانا گوہ کا ان میں سے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد بن حسن رحمہ اللہ ہیں کہا طحاوی نے کہ حجت پکڑی ہے محمد نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو گوہ تحفہ بھیجی حضرت ﷺ نے اس کو نہ کھایا تو ایک سائل ان پر کھڑا ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو دیں حضرت ﷺ فرمایا کہ کیا تم اس کو دیتی ہو جو خود نہیں کھاتی؟ کہا طحاوی نے کہ نہیں اس میں دلیل اوپر کراہت کے احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کراہت کی ہو سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ نہ وہ وہ چیز کہ قربت ڈھونڈی جائے ساتھ اس کے طرف اللہ کے مگر بہتر کھانا جیسے منع کیا کہ خیرات کی جائے ردی کھجور سے اور البتہ آیا ہے حضرت ﷺ سے کہ آپ نے گوہ سے منع فرمایا نکالا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند حسن کے کہ وہ اسماعیل بن عیاش کی روایت سے ہے اس نے روایت کی ضمضم سے اور حدیث ابن عیاش کی شامیوں سے قوی ہے اور یہ شامی ہیں ثقات ہیں اور نہ مغرور ہوا چاہے ساتھ قول خطابی کے کہ اس نے کہا کہ اس کی سند ٹھیک نہیں اور قول ابن حزم کا کہ اس کی سند میں ضعف اور مجہول راوی ہیں اور قول بیہقی کے

کہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے ابن عیاش اور نہیں ہے حجت اور قول ابن جوزی کے کہ نہیں صحیح اس واسطے کہ ان سب اقوال میں تساہل ہے جو نہیں ہے پوشیدہ اس واسطے کہ روایت اسماعیل بن عیاش کے شامیوں سے قوی ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اور البتہ صحیح کیا ہے ترمذی نے بعض روایتوں کو اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے عبدالرحمن کی حدیث سے کہ ہم ایک زمین میں اترے جس میں گوہیں بہت تھیں، الحدیث اور اس میں ہے کہ انہوں نے ان میں سے پکایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک امت کی صورت بدل دی گئی تھی سو میں ڈرتا ہوں کہ وہ یہی ہو سو اس کو الٹاؤں روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور سند اس کی شرط شیخین پر ہے اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگوں نے اس کو بھونا اور کھایا سو نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور نہ منع فرمایا اور جو حدیثیں کہ پہلے گزر چکی ہیں اگرچہ دلالت کرتی ہیں وہ حلال ہونے پر بطور تصریح کے اور تلویح کے از روئے نص کے اور تقریر کے پس تطبیق درمیان ان کے اور درمیان اس کے حمل کرنا نہی کا ہے اس میں اول حال پر وقت جائز رکھنے اس بات کے کہ ہو اس چیز سے کہ اس کی صورت بدل دی گئی ہو اور اسی وقت حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے پھر توقف کیا سو نہ حکم کیا ساتھ اس کے اور نہ منع کیا اس سے اور حمل کرنا اجازت کا اس میں دوسرے حال پر جب معلوم کیا کہ جس کی صورت بدل دی گئی تھی اس کی نسل باقی نہیں رہی پھر اس کے بعد اس سے کراہت کرتے تھے سو نہ اس کو کھاتے تھے اور نہ اس کو حرام کرتے تھے اور آپ کے دستر خوان پر کھائی گئی سو دلالت کی اس نے اباحت پر اور ہو گی کراہت واسطے تنزیہ کے اس شخص کے حق میں کہ اس سے کراہت کرے اور حمل کی جائیں گی حدیثیں اباحت کی اس شخص کے حق میں جو اس سے کراہت نہ کرے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق مکروہ ہو اور استدلال کیا ہے بعض اس شخص نے جس نے منع کیا ہے اس کے کھانے کو ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے جو مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے میرے یہ کہ بنی اسرائیل میں سے ایک امت کی صورت بدل دی گئی تھی اور میں نے اس کو پہلے ذکر کیا ہے کہا طبری نے کہ نہیں ہے حدیث میں جزم ساتھ اس کے کہ گوہ اس چیز سے جس کی صورت بدل دی گئی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرے کہ ہو ان میں سے سو توقف کیا اس سے او رسوائے اس کے کچھ نہیں کہ فرمایا یہ پہلے اس سے کہ معلوم کروا دے اللہ اپنے پیغمبر کو کہ جس چیز کی صورت بدل دی گئی تھی اس کی نسل نہیں رہی اور یہی جواب دیا ہے طحاوی نے پھر روایت کی اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بندروں اور سوروں سے کیا یہ اس چیز سے ہیں جس کی صورت بدل دی گئی تھی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے نہیں ہلاک کیا کسی قوم کو یا ان کی صورت بدل ڈالی سو ان کے واسطے نسل ٹھہرائے اور نہ عاقبت پھر کہا طحاوی نے اس کے بعد کہ نکالا اس کو کئی طریقوں سے پھر روایت کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی پس ثابت ہوا ساتھ ان حدیثوں کے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ کھانے گوہ کے اور میں بھی اسی کے ساتھ قائل ہوں اور البتہ حجت

پکڑی ہے محمد بن حسن نے واسطے اپنے ساتھیوں کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو گوہ تحفہ بھیجی سو آپ نے اس کو نہ کھایا سو ایک سائل ان پر کھڑا ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس کو دیتے ہو جو خود نہیں کھاتے ہو؟ کہا محمد نے دلالت کی اس نے اوپر مکروہ ہونے اس کے کی واسطے اپنے اور واسطے غیر اپنے کے اور تعاقب کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ جنس اس چیز کی سے کہ اللہ نے فرمایا ﴿وَلَسْتُمْ بِآخِذِيْهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ﴾ پھر بیان کیا حدیثوں کو جو دلالت کرتی ہیں اوپر مکروہ ہونے صدقہ کرنے کے ساتھ ردی کھجور کے وقد مر ذکرہ فی کتاب الصلاۃ اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث براء رضی اللہ عنہ کے کہ تھے دوست رکھتے صدقہ کرنے کو ساتھ ردی کھجور کے سو یہ آیت اتری ﴿أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ الآیۃ پس اسی واسطے مکروہ رکھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے صدقہ کرنے کو ساتھ گوہ کے نہ واسطے ہونے اس کے کی حرام اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سمجھا اس نے محمد سے کہ کراہت اس کی واسطے تحریم کے ہے اور معروف اکثر حنفیہ سے اس میں کراہت تنزیہ ہے اور مائل کی ہے بعض نے طرف حرام کرنے کے اور کہا کہ مختلف ہوئی ہیں حدیثیں اور دشوار ہوئی ہے معرفت متقدم کی سو ہم نے جانب تحریم کو ترجیح دی واسطے کم کرنے نسخ کے اور دعویٰ دشوار ہونے تاریخ کے ممنوع ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری ، واللہ اعلم اور تعجب کیا جاتا ہے ابن عربی سے جس جگہ اس نے کہا کہ یہ قول ان کا جن چیزوں کی صورت بدل دی گئی تھی ان کی نسل باقی نہیں رہی دعویٰ ہے اس واسطے کہ وہ امر ہے کہ نہیں پہچانا جاتا ہے ساتھ عقل کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ راہ اس کی نقل ہے اور نہیں نقل میں کوئی امر کہ اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید نہیں یاد رکھا اس نے اس کو صحیح مسلم سے پھر کہا اور بر تقدیر ثابت ہونے اس امر کے کہ گوہ اس چیز سے ہے جس کی صورت بدل دی گئی تھی سو نہیں تقاضا کرتا اس کے کھانے کے حرام ہونے کو اس واسطے کہ ہونا اس کا آدمی البتہ دور ہو چکا ہے حکم اس کا اور نہیں باقی رہا واسطے اس کے اثر بالکل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے کھانے سے کراہت کی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس پر اللہ کے غضب سے جیسے کہ مکروہ رکھا پانی پینے کو قوم ثمود کے کنوؤں سے اور مسئلہ جواز کھانے آدمی کے کا جب کہ صورت بدل کر حیوان ماکول کی شکل پر ہو جائے نہیں دیکھا میں نے اس کو اپنے فقہاء کی کتابوں میں اور نیز حدیث میں اعلام کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں شک ہو واسطے واضح کرنے اس کے حکم کے کی اور یہ کہ مطلق نفرت نہیں مستلزم ہے تحریم کو اور یہ کہ جو حضرت ﷺ سے منقول ہے کہ آپ کسی کھانے کو عیب نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس چیز میں ہے کہ بنائے اس کو آدمی تاکہ اس کا دل نہ ٹوٹے اور منسوب ہو اس کی طرف کہ اس نے اس میں قصور کیا اور لیکن جو اسی طرح پیدا ہوا ہو سو نہیں نفرت طبع کی اس سے منع اور اس حدیث میں ہے کہ واقع ہونا ایسے کام کا نہیں موجب عیب کا اس شخص سے کہ واقع ہو اس سے یہ برخلاف بعض تشدد کرنے والوں کے اور اس

حدیث میں ہے کہ طبائع مختلف ہیں نفرت کرنے میں بعض کھانے والی چیزوں سے اور کبھی استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ گوشت جب بد بودار ہو جائے تو حرام نہیں ہوتا اس واسطے کہ بعض طبیعتوں کو اس سے کراہت نہیں آتی اور یہ کہ جائز ہے کھانا قرابتی اور صہر اور دوست کے گھر سے اور خالد رضی اللہ عنہ اور جو اس کے موافق تھے کھانے میں ارادہ کیا انہوں نے جبر قلب اس شخص کا جس نے اس کو تحفہ بھیجا تھا یا واسطے ثابت ہونے حکم علت کے یا واسطے بجا لانے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فرمایا کھاؤ اور سمجھا اس شخص نے جس نے نہ کھایا تھا کہ امر اس میں واسطے اباحت کے ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کھاتے تھے اور کھاتے تھے گوشت کو جس جگہ میسر ہو اور یہ کہ نہ جانتے تھے غیب چیزوں سے مگر جو اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کرواتا اور اس حدیث میں بہت ہونا عقل حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے کا اور بڑی ہونی خیر خواہی ان کے کا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ سمجھا انہوں نے گمان نفرت آپ کے کا کھانے اس کے سے ساتھ اس چیز کے استقرا کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سو وہ ڈریں کہ یہ بھی اسی طرح ہو سو ایذا پائیں اس کے کھانے سے واسطے کراہت کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے سو اس کی فراست تصدیق کی گئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو ڈرے کہ کسی چیز سے کراہت کرے تو نہیں لائق ہے یہ کہ چھپائے اس کو تا کہ نہ ضرر پائے واسطے اس کے اور البتہ مشاہدہ کیا گیا ہے بعض لوگوں سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ أَوِ الذَّائِبِ. جب گر پڑا چوہا جمے ہوئے گھی میں یا پگھلے ہوئے میں۔

فائدہ: یعنی کیا حکم جدا جدا ہے یا نہیں؟ اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترک کیا ہے جزم کو ساتھ اس کے یعنی اس کے ساتھ جزم نہیں کیا واسطے قوی ہونے اختلاف کے اور پہلے گزر چکا ہے طہارت میں جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ مختار اس کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ناپاک نہیں ہوتا مگر ساتھ متغیر ہونے کے اور شاید یہ راز ہے بیچ وارد کرنے اس کے کی یونس کے طریق کو جو مشعر ہے ساتھ تفصیل کے۔ (فتح)

۵۱۱۲ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ

۵۱۱۲۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھینک دو چوہے کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور باقی گھی کو کھاؤ، کہا گیا سفیان سے کہ معمر حدیث بیان کرتا ہے اس کو زہری سے اس نے روایت کی سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یعنی اور تو کہتا ہے کہ زہری نے عبید اللہ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ نہیں

سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ إِلَّا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مِرَارًا.

سنا میں نے زہری سے مگر کہ کہتا تھا اس کو عبیداللہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس نے حضرت ﷺ سے اور البتہ میں نے کئی بار سنا ہے یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا کی طریق سے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے بیچ سند اسحاق بن راہویہ کے اور روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے ساتھ اس لفظ کے کہ اگر گھی جما ہوا ہو تو پھینک دو چوہے کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور اس کو کھاؤ یعنی باقی کو اور اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ اور یہ زیادتی ابن عیینہ کی روایت میں غریب ہے۔

٥١١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوْتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ الْفَأْرَةِ أَوْ غَيْرِهَا قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِيْ سَمْنٍ فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ ثُمَّ أُكِلَ عَنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

٥١١٣ ـ حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبداللہ نے اس نے روایت کی یونس سے اس نے زہری سے بیچ حکم جانور زمین پر چلنے والے کے کہ مر جائے تیل میں اور گھی میں اور وہ جما ہوا ہو یا نہ جما ہوا ہے چوہا ہو یا غیر اس کا کہا زہری نے ہم کو خبر پہنچی کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ چوہے کے جو گھی میں مر گیا سو حکم ساتھ پھینک دینے اس کے پاس کے گھی کے سو پھینکا گیا یعنی اور پھر باقی گھی کو کھایا گیا حدیث عبیداللہ بن عبداللہ کی سے یعنی پہنچی ہم کو یہ حدیث عبیداللہ کی سند سے جیسے کہ اس باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ زہری سے جانور کے حکم میں کہ گھی وغیرہ میں مر جائے تو یہ ظاہر ہے کہ زہری نہ فرق کرتا تھا اس حکم میں درمیان گھی کے اور غیر اس کے کی اور نہ درمیان جمے ہوئے کے اور پگھلے ہوئے کے اس واسطے کہ ذکر کیا گیا ہے یہ سوال میں پھر استدلال کیا اس نے ساتھ حدیث کے گھی میں اور بہر حال جو چیز کہ گھی کے سوائے ہے سو الحاق کرنا اس کا ساتھ اس کے بیچ قیاس کرنے کے اوپر اس کے واضح ہے اور نہ فرق کرنا درمیان جمے ہوئے کے اور پگھلے

ہوئے کے سواس واسطے ہے کہ نہیں مذکور ہے وہ اس لفظ میں جس کے ساتھ اس نے استدلال کیا اور یہ قدح کرتا ہے
بیچ قول صحت اس شخص کے جو زیادہ کرتا ہے اس حدیث میں زہری سے فرق درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے کے
جیسے کہ ذکر کیا گیا ہے پہلے اسحاق سے اور یہ جو کہا کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی حدیث سے یعنی اس کی سند سے لیکن نہیں
ظاہر ہوا واسطے ہمارے کہ اس میں میمونہ رضی اللہ عنہا ہے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے ایک
روایت احمد کے کہ پتلی چیز میں جب پلیدی داخل ہو جائے تو نہیں پلید ہوتی ہے مگر ساتھ بگڑ جانے کے اور یہی مختار
ہے نزدیک بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اور قول ابن نافع کا مالکیہ سے اور محکی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ پوچھے گئے چوہے سے کہ گھی میں مرجائے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لیا جائے چوہا اور جو گھی
کہ اس کے گرد ہے میں نے کہا کہ اس کا اثر تمام گھی میں تھا کہا یہ اس وقت تھا جب کہ وہ زندہ تھا اور سوائے اس کے
کچھ نہیں کہ مرگیا جس جگہ کہ پایا گیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور فرق کیا ہے جمہور نے درمیان جمے ہوئے
اور پگھلے ہوئے کے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس تفصیل کے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور البتہ تمسک کیا ہے ابن
عربی نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو اس کے گرد ہے اس پر کہ وہ جما ہوا تھا اس واسطے کہ اگر پتلا ہوتا تو اس
کے واسطے گرد نہ ہوتا اس واسطے کہ اگر وہ ایک طرف سے نقل کیا جائے تو اس وقت اس کی جگہ اور آ جاتا ہے سو ہوگا
اس چیز سے کہ اس کے گرد ہے پس حاجت ہوگی سب گھی ڈالنے کی اسی طرح کہا ہے اس نے اور بہر حال ذکر گھی اور
چوہے کا سو نہیں ہے عمل ساتھ مفہوم ان دونوں کے اور جم گیا ہے ابن حزم موافق اپنی عادت کے سو خاص کیا ہے اس
نے فرق کو ساتھ چوہے کے سو اگر چوہے کے سوائے اور کوئی کیڑا زمین کا پتلی چیز میں گر پڑے تو نہیں ناپاک ہوتا ہے
مگر ساتھ بگڑ جانے کے اور ضابط پتلی چیز کا نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ جلدی مل جائے جب کہ اس سے کوئی چیز لی
جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کی سو مر جائے اس پر کہ تاثیر اس کی پتلی چیز میں سوائے اس کے کچھ
نہیں کہ ہوتی ہے مرنے اس کے سے بیچ اس کے سو اگر اس میں گرے بغیر مرنے کے اس سے نکل جائے تو نہیں ضرر
کرتا اس کو اور نہیں واقع ہوئی بیچ روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تقیید ساتھ موت کے سو لازم ہے اس شخص کو جو نہیں قائل ہے
ساتھ حمل کرنے مطلق کے مقید پر یہ کہ قائل ہو ساتھ تاثیر کے اگرچہ زندہ نکلے اور البتہ التزام کیا اس کا ابن حزم نے
سو مخالفت کی اس نے جمہور کی اور نہیں وارد ہوئی ہے کسی طریق میں تحدید اس چیز کی کہ پھینکی جائے لیکن ابن ابی شیبہ
نے مرسل روایت کی ہے کہ بقدر لپ کے ڈالا جائے اور دار قطنی کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ حکم کیا کہ جدا کیا
جائے جو اس کے گرد ہے سو اس کو پھینکا جائے اور یہ ظاہر تر ہے اس میں کہ وہ گھی جما ہوا تھا سو یہ قوت دیتا ہے اس چیز
کو کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ابن عربی نے اور طبرانی نے مرفوع روایت کی ہے کہ تین چلو نکالے لیکن اس کی سند
ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو ہوگی ظاہر پتلی چیزیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل روایت

میں کہ اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ اس پر کہ نہیں جائز ہے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے کسی چیز میں سو جو کھانے کے سوا اور کام میں لانا جائز جانتا ہے جیسے شافعیہ اور جو جائز رکھتا ہے اس کی بیع کو مثل حنفیہ کے وہ محتاج ہے طرف جواب کی یعنی حدیث سے اس واسطے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے بیچ فرق کرنے کے درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے کے اور البتہ حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے عبدالجبار کی روایت میں نزدیک بیہقی کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اگر گھی پتلا ہو تو اس کو کام میں لاؤ اور کھاؤ نہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ چوہے کا بدن پاک ہے اور عجیب بات کہی ہے ابن عربی نے سو حکایت کی ہے اس نے شافعی رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کہ وہ ناپاک ہے۔ (فتح)

٥١١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ.

۵۱۱۴۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوہے سے کہ گھی میں گر پڑے؟ سو فرمایا کہ پھینک دو اس کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور باقی گھی کو کھاؤ۔

بَابُ الْوَسْمِ وَالْعَلَمِ فِي الصُّوْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان علامت کرنے اور داغ دینے کے منہ میں۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ مہملہ کے ساتھ منہ میں ہے اور معجمہ کے ساتھ سارے بدن میں ہے اور مراد ساتھ وسم کے یہ ہے کہ نشان کیا جائے ایک چیز کو ساتھ ایک چیز کے کہ تاثیر کرے اس میں تاثیر بالغ اور اصل اس کا یہ ہے کہ کی جائے چوپائے میں علامت تاکہ جدا ہو اس کے غیر سے۔

٥١١٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُضْرَبَ.

۵۱۱۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے مکروہ رکھا یہ کہ نشان کیا جائے جاندار کے منہ میں اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مارنے اسے منہ میں۔

فائدہ: یہ حدیث موصول ہے ساتھ سند مذکور کے امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے موقوف حدیث کو بیان کیا پھر مرفوع حدیث کو بیان کیا واسطے استدلال کرنے کے اوپر اس چیز کے کہ ذکر کی کراہت سے اس واسطے کہ جب ثابت ہوئی نہی مارنے سے تو داغنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس چیز کی کہ روایت کی مسلم نے

جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا مارنے سے منہ میں اور داغ دینے سے منہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک گدھے پر گزرے کہ اس کے منہ میں داغ کیا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے جس نے اس کو داغا۔ (فتح)

تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّوْرَةُ.

متابعت کی ہے اس کی قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عنقزی نے حنظلہ سے اور کہا کہ مارا جائے صورت کو۔

فائدہ: اور روایت کی ہے اسماعیلی نے حنظلہ سے کہ سنا میں نے سالم سے پوچھے گئے نشان کرنے سے منہ میں سو کہا اس نے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے یہ کہ نشان کیا جائے منہ میں اور ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا یہ کہ مارا جائے منہ میں، میں کہتا ہوں اور یہی اخیر روایت مطابق ہے واسطے لفظ ترجمہ کے اور عطف وسم کا اوپر اس کے یا عطف تفسیری ہے اور یا عطف عام کا ہے خاص پر اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ منہ میں داغ دینا منع ہے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ ایک گدھے پر گزرے کہ اس کے منہ میں داغ دیا گیا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے جس نے یہ کام کیا نہ کوئی منہ میں داغ دے اور نہ کوئی منہ میں مارے روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے۔

۵۱۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخٍ لِيْ يُحَنِّكُهُ وَهُوَ فِيْ مِرْبَدٍ لَّهُ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ فِيْ آذَانِهَا.

۵۱۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ میں اپنے بھائی کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا کہ اس کو تحنیک کریں اور حالانکہ آپ اونٹوں کے مکان میں تھے سو میں نے آپ کو دیکھا کہ بکری کو داغتے تھے گمان کرتا ہوں آپ کو کہ اس کے کانوں میں داغتے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اونٹوں کو داغتے تھے سو شاید دونوں کو داغتے ہوں گے اور یہ جو کہا کہ اس کے کانوں میں تو محل ترجمہ کا ہے اور وہ پھرنا ہے منہ میں داغ دینے سے طرف کانوں کے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ کان منہ میں داخل نہیں ہیں اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے جمہور کے بیچ جواز نشان کرنے چوپایوں کے ساتھ داغ دینے کے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ عموم نہی کے کہ آگ سے عذاب کرنا منع ہے اور بعض نے ان میں سے دعویٰ کیا کہ چوپایوں کو داغنا منسوخ ہے اور ٹھہرایا ہے اس کو جمہور نے مخصوص عموم نہی سے، واللہ اعلم۔ (فتح) اور تحنیک یہ ہے کہ کھجور یا کوئی شیرینی چبا کر لڑکے کے حلق میں لگائے۔

بَابُ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا أَوْ إِبِلًا بِغَيْرِ أَمْرِ

جب پائے قوم غنیمت کو سو ذبح کرے بعض ان میں سے بکریوں یا اونٹوں کو بغیر حکم اپنے ساتھیوں کے تو نہ

أَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيْثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھائے جائیں واسطے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ سبب منع کھانے کا بکریوں سے جو پکائی گئیں اس قصے میں جس کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے نہ تقسیم ہونا ان کا ہے وقد تقدم البحث فيه.

وَقَالَ طَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِيْ ذَبِيْحَةِ السَّارِقِ اطْرَحُوْهُ.

اور کہا طاؤس اور عکرمہ نے بیچ ذبیحہ چور کے کہ اس کو پھینک دو۔

۵۱۱۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّنَا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلُوْهُ مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَلَا ظُفُرٌ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَتَقَدَّمَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَأَصَابُوْا مِنَ الْغَنَائِمِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوْا قُدُوْرًا فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيْرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ ثُمَّ نَدَّ بَعِيْرٌ مِنْ أَوَائِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوْا مِثْلَ هٰذَا.

۵۱۱۷۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم کل دشمن کو ملیں گے اور نہیں ہمارے ساتھ چھریاں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خون بہاؤ جو بہادے خون کو اور ذکر کیا جائے اس پر نام اللہ کا سو جب تک کہ نہ ہو دانت یا ناخن اور عنقریب میں تم کو اس کا سبب بتلاؤں گا کہ ناخن اور دانت سے کیوں جائز نہیں لیکن دانت سو ہڈی ہے اور بہر حال ناخن سو چھریاں ہیں حبشیوں کی اور آگے بڑھے جلد باز لوگ سو انہوں نے غنیمت پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں تھے سو انہوں نے ہانڈیوں کو چڑھایا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ الٹانے ان کے سو الٹائی گئیں اور غنیمت کو ان کے درمیان تقسیم کیا اور برابر کیا ایک ایک اونٹ کو ساتھ دس بکریوں کے پھر اگلے لوگوں سے ایک اونٹ بھاگا اور ان کے ساتھ گھوڑے نہ تھے کہ اس کو پکڑیں سو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو روکا یعنی اس کو تیر لگا سو وہ کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پالے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے یہ کرے تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ فَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ لِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب کسی قوم کا اونٹ بھاگ جائے اور بعض آدمی ان میں سے اس کو تیر مار ڈالے اور ارادہ کرے ان کی اصلاح کا تو یہ جائز ہے ساتھ حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥١١٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيْرٌ مِّنَ الْإِبِلِ قَالَ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَكُوْنُ فِي الْمَغَازِيْ وَالْأَسْفَارِ فَنُرِيْدُ أَنْ نَّذْبَحَ فَلَا تَكُوْنُ مُدًى قَالَ أَرِنْ مَّا نَهَرَ أَوْ أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ ۔ فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ وَّالظُّفُرَ مُدَى الْحَبَشَةِ.

٥١١٨۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگا سو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اس کو اسی جگہ روکا، پھر فرمایا کہ ان پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اسی طرح رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم جنگوں اور سفروں میں ہوتے ہیں سو ہم چاہتے ہیں کہ ذبح کریں یعنی کوئی جانور سو نہیں ہوتی ہیں چھریاں سو فرمایا کہ ہلاک کر جس چیز کو تو ذبح کرتا ہے جو خون بہائے اور اللہ کا نام لیا جائے تو کھا سوائے دانت اور ناخن کے اس واسطے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

فائدہ: اور الزام دیا ہے بخاری رحمہ اللہ کو اسماعیلی نے ساتھ تناقض کے اس ترجمہ میں اور جو اس سے پہلے ہے اور اشارہ کیا کہ دونوں صورتوں میں کچھ فرق نہیں اور جامع یہ ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے تعدی کرنے والا ہے ساتھ ذبح کرنے کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جن لوگوں نے پہلے قصے میں ذبح کیا تھا ذبح کی تھی وہ چیز جو تقسیم نہیں ہوئی تھی تا کہ خاص ہوں ساتھ اس کے سو عقاب کیے گئے ساتھ محروم کرنے کے اس وقت یہاں تک کہ تقسیم ہو اور جس نے اونٹ کو تیر مارا تھا ارادہ کیا تھا اس نے باقی رکھنا منفعت کا واسطے مالک اس کے کی سو دونوں جدا جدا ہو گئے کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ ذبح کرنا غیر مالک کا جب ہو بطور تعدی کے جیسے کہ پہلے قصے میں ہے فاسد ہے اور یہ کہ ذبح کرنا غیر مالک کا جب ہو بطور اصلاح کے واسطے مالک کے اس خوف سے کہ فوت ہو اس پر منفعت نہیں ہے فاسد۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْمُضْطَرُّ. باب ہے بیان میں کھانے اس شخص کے جو بھوک سے لاچار اور بے قرار ہو۔

فائدہ: یعنی کیا اس کو مردار کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف خلاف کے جو اس میں ہے اور یہ اختلاف دو جگہوں میں ہے ایک اختلاف اس حالت میں ہے کہ صحیح ہو وصف ساتھ اضطرار کے بیچ اس کے تا کہ مباح ہو کھانا مردار کا دوسرا اختلاف بیچ مقدار اس چیز کے ہے کہ کھائے بہر حال پہلا سو وہ یہ ہے کہ پہنچے ساتھ اس کے بھوک طرف حد ہلاکت کی یا بیماری کے کہ نوبت پہنچائے اس کی طرف یہ قول جمہور کا ہے اور بعض مالکیوں سے حد مقرر کرنا اس کا ہے ساتھ تین دن کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ مردار میں سمیت سخت ہے سو اگر ابتدا میں کھائے تو اس کو ہلاک کر ڈالے سو اس کے واسطے مشروع نہ ہوا کہ بھوکا رہے تا کہ ہو جائے اس کے بدن میں بھوک سے سمیت جو سخت تر ہے مردار کی سمیت سے سو جب مردار سے اس وقت کھائے گا تو نہ ضرر پائے اور یہ اگر ثابت ہو تو نہایت خوب حکمت ہے اور لیکن دوسرا اختلاف سو ذکر کیا گیا ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ﴾ اور تفسیر کیا ہے اس کو قتادہ رحمہ اللہ نے ساتھ متعدی کے اور یہ تفسیر ہے ساتھ معنی کے اور اس کے غیر نے کہا کہ گناہ ہے یہ کہ کھائے زیادہ سد رمق سے اور بعض نے کہا کہ زیادہ عادت سے اور یہی ہے راجح واسطے مطلق ہونے آیت کے پھر پیٹ بھر کر کھانے کے جائز ہونے کا محل یہ ہے کہ مردار کے سوا اور چیز کی جلدی امید نہ ہو اور اگر امید ہو تو منع ہے اگر قوی ہو بھوک پر یہاں تک کہ اس کو پائے اور ذکر کیا ہے امام الحرمین نے کہ مراد ساتھ پیٹ بھر کر کھانے کے وہ چیز ہے کہ بند ہو ساتھ اس کے بھوک نہ پیٹ بھر کر کھانا اس طور سے کہ اور کھانے کے واسطے کوئی گزر گاہ نہ رہے کہ یہ حرام ہے اور اشکال کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے بیچ قصے عنبر کے جس جگہ کہ ابو عبیدہ نے کہا کہ البتہ تم لاچار ہوئے ہو سو کھاؤ سو ہم نے کھایا یہاں تک کہ ہم موٹے ہوئے۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ﴾.

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے بندے ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے غیر کا پھر جو کوئی لاچار ہو نہ بے حکمی کرتا ہو اور نہ زیادتی تو نہیں اس پر گناہ

فائدہ: اور قول اللہ تعالیٰ کا غیر باغ یعنی بیچ کھانے مردار کے اور ٹھہرایا ہے جمہور نے بغی سے عصیان کو سو جو اپنے سفر میں عاصی ہو اس کو انہوں نے مردار کھانے سے منع کیا ہے یعنی اس کو کھانا درست نہیں اگرچہ بھوک سے لاچار ہو

اور کہا انہوں نے کہ طریق اس کا یہ ہے کہ توبہ کرے پھر کھائے اور جائز رکھا ہے اس کو بعض نے مطلق۔

وَقَالَ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ﴾.

اور اللہ نے فرمایا سو جو لاچار ہو بھوک میں نہ مائل کرنے والا واسطے گناہ کے۔

وَقَوْلِهِ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ أَنْ لَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيْرًا لَيُضِلُّوْنَ بِأَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا سو کھاؤ اس چیز سے کہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا اگر ہو تم ایمان لانے والے ساتھ آیتوں اس کی کے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے ایک روایت میں اس آیت کو جو اس کے بعد ہے الی قولہ ماضطررتم الیہ اور ایک نسخہ میں معتدین تک ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اور چونکہ اضطرار اس جگہ مطلق ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے مردار کے کھانے کو واسطے نافرمان کے اور حمل کیا ہے جمہور نے مطلق کو مقید پر دونوں اخیر آیتوں میں۔

وَقَوْلِهِ جَلَّ وَعَلَا ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ دو کہ نہیں پاتا میں اس چیز میں کہ وحی ہوئی مجھ کو حرام دما مسفوحا تک۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ آیت غفور رحیم تک بیان کی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت کی اور وہ قول اس کا ہے فمن اضطر۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُهْرَاقًا ﴿أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهٗ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مسفوحا کے معنی ہیں مہراقا یعنی بہایا گیا گوشت سور کا۔

وَقَالَ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ

تَعْبُدُوْنَ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

فائدہ: کہا کرمانی وغیرہ نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے اور اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی واسطے اشارہ کرنے کے اس بات کی طرف کہ جو چیز کہ اس میں وارد ہوئی ہے اس میں کوئی چیز اس کی شرط پر نہیں ہے پس کفایت کی ساتھ آیتوں کے اور احتمال ہے کہ بیاض چھوڑا ہو سو جوڑا گیا بعض اس کا طرف بعض کی وقت نقل کرنے کتاب کے، میں کہتا ہوں کہ دوسرا احتمال زیادہ اوجہ ہے اور لائق ساتھ اس باب کے اس کی شرط پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے بیچ قصے عنبر کے سو شاید اس نے قصد کیا کہ اس کے واسطے کوئی اور طریق ذکر کرے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَضَاحِيِّ — کتاب ہے قربانیوں کے بیان میں

بَابُ سُنَّةِ الْأُضْحِيَّةِ. — باب ہے بیچ بیان سنت قربانی کے۔

فائدہ: اضاحی جمع اضحیہ کی ہے اور اس کو اضحاۃ بھی کہتے ہیں اور ساتھ اس کے نام رکھا گیا یوم الاضحیٰ اور گویا کہ نام اس کا مشتق کیا گیا ہے نام وقت کے سے کہ مشروع ہے بیچ اس کے اور شاید باب باندھا ہے اس نے ساتھ سنت کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف مخالفت اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے اس کے کی کہا ابن حزم نے کہ نہیں صحیح ہوا کسی صحابی سے کہ وہ واجب ہے اور جمہور سے صحیح ہو چکا ہے کہ وہ واجب نہیں اور نہیں خلاف ہے اس میں کہ وہ دین کے شرائع سے ہے اور وہ نزدیک شافعیہ اور جمہور کے سنت مؤکدہ ہے کفایہ اور شافعیہ کے ایک وجہ میں ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ واجب ہے مقیم وسعت والے پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مثل اس کی ہے ایک روایت میں لیکن نہیں مقید کیا اس نے اس کو ساتھ مقیم کے اور منقول ہے اوزاعی اور ربیعہ اور لیث سے مثل اس کی اور مخالفت کی ہے ابو یوسف نے حنفیہ سے اور موافقت کی ہے اس نے ساتھ جمہور کے اور اسی طرح اشہب مالکی بھی جمہور کے موافق ہے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مکروہ ہے ترک کرنا اس کا باوجود قدرت کے اور ایک روایت اس سے ہے کہ وہ واجب ہے اور محمد بن حسن سے ہے کہ وہ سنت ہے لیکن اس کے ترک کرنے کی رخصت نہیں ہے کہا طحاوی نے کہ اسی کو ہم لیتے ہیں اور نہیں حدیثوں میں جو دلالت کرے اس کے واجب ہونے پر اور قریب تر اس چیز کا کہ تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے واسطے واجب ہونے کے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ جو وسعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے تو چاہیے کہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور احمد نے لیکن اختلاف ہے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اور موقوف مشابہ تر ہے ساتھ صواب کے کہا طحاوی وغیرہ نے اور باوجود اس کے پس نہیں ہے صریح واجب کرنے میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ وَّمَعْرُوْفٌ. — اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ سنت اور معروف ہے۔

فائدہ: اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کا حکم پوچھا کہ کیا واجب ہے؟ کہا کہ قربانی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے آپ کے بعد کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ قربانی واجب نہیں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو جواب میں ہاں نہ کہا تو اس سے اس نے سمجھا کہ وہ واجب ہونے کے

ساتھ قائل نہیں اس واسطے کہ مجرد فعل واجب ہونے پر دلالت نہیں کرتا اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قربانی کی مسلمانوں نے آپ کے بعد تو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ نہیں اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما حرص کرنے والے اور پیروی کرنے افعال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس اسی واسطے نہ تصریح کی ساتھ عدم وجوب کے اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے مخنف کی حدیث میں علی کل اهل بیت اضحیة یعنی ہر گھر والے پر قربانی ہے روایت کیا ہے احمد اور اربعہ نے ساتھ سند قوی کے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ صیغہ نہیں ہے صریح وجوب مطلق میں اور البتہ ذکر کیا ہے ساتھ اس کے عتیرہ کو اور نہیں واجب ہے عتیرہ نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے اور جو واجب نہیں کہتا ہے اس نے استدلال کیا ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کتب علی النحر ولم یکتب علیکم یعنی فرض کی گئی مجھ پر قربانی اور نہیں فرض کی گئی تمہارے اوپر اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

٥١١٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدِ الْإِيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ مَنْ فَعَلَهٗ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهٗ لِأَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ تَمَّ نُسُكُهٗ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ.

٥١١٩۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی عبادت جس کے ساتھ ہم اپنے اس دن میں شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر جائیں سو قربانی کریں جس نے اس کو کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے واسطے مقدم کیا نہیں عبادت سے کسی چیز میں سو ابو بردہ بن نیار کھڑا ہوا اور حالانکہ وہ نماز کے پہلے ذبح کر چکا تھا سو اس نے کہا کہ میرے پاس ایک سال سے کم بکری ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ذبح کر اور نہیں کفایت کرے گی تیرے بعد کسی طرف سے اور کہا مطرف نے عامر سے اس نے روایت کی براء رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کے بعد قربانی ذبح کی اس کی عبادت پوری ہوئی اور وہ مسلمانوں کے طریقے کو پہنچا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ سنت کے اس جگہ دونوں حدیثوں میں طریقہ ہے نہ سنت اصطلاح میں جو مقابل ہے وجوب کے اور طریقہ عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے وجوب کے یا واسطے ندب کے سو جب نہ قائم ہوئی دلیل اوپر وجوب

کے تو باقی رہا ندب اور یہی ہے وجہ وارد کرنے اس کے کی اس ترجمہ میں اور جو واجب ہونے کا قائل ہے اس نے استدلال کیا ہے ساتھ ہونے امر کے دونوں حدیثوں میں ساتھ دوہرانے قربانی کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مقصود بیان کرنا قربانی کی شرط کا ہے جو مشروع ہے سو وہ ایسی ہے جیسے کہے واسطے اس شخص کے جو پڑھے سنتیں چاشت کی مثلا سورج نکلنے سے پہلے جب سورج نکلے تو اپنی نماز پھر کر پڑھ اور یہ جو براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہا کہ نسک سے کسی چیز میں نہیں تو نسک بولا جاتا ہے مراد اس سے ذبیحہ ہوتی ہے اور استعمال کیا جاتا ہے نوع خاص میں خون بہائے گئے سے اور استعمال کیا جاتا ہے ساتھ معنی عبادت کے اور وہ عام تر ہے اور البتہ استعمال کیا گیا ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ تیسرے معنی کے اور نیز استعمال کیا گیا ہے ساتھ پہلے معنی کے بیچ قول اس کے کی اور طریق میں کہ جو نماز سے پہلے ذبح کرے تو اس کی ذبح نہیں یعنی اس سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ (فتح)

۵۱۲۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ.

۵۱۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے نفس کے واسطے ذبح کرتا ہے اور جو نماز سے پیچھے ذبح کرے تو اس کی عبادت پوری ہوئی اور مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ الْأَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ.

باب ہے بیچ بیان تقسیم کرنے امام کے قربانیوں کو لوگوں میں یعنی خود اپنے ہاتھ سے یا اپنے حکم سے

۵۱۲۱ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ لِيْ جَذَعَةٌ قَالَ ضَحِّ بِهَا.

۵۱۲۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان قربانیوں کو تقسیم کیا سو عقبہ کے حصے میں جذعہ آیا میں نے کہا یا حضرت! میرے حصہ میں جذعہ آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر۔

فائدہ: اور آئندہ آئے گا کہ عقبہ رضی اللہ عنہ نے خود قربانیوں کو تقسیم کیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے شرکت میں باب وکالۃ الشریك للشریك اور اس حدیث کو اس جگہ بھی وارد کیا ہے اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ عقبہ رضی اللہ عنہ کا اس غنیمت میں حصہ تھا اس اعتبار سے کہ وہ قربانیاں غنیمت میں سے تھیں اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اس میں حصہ تھا اور

باوجود اس کے حضرت ﷺ نے اس کو قربانیوں کے بانٹنے میں وکیل کیا اور میں نے وہاں اور توجیہ بیان کی ہے اور یہ توجیہ قوی تر ہے اس سے کہا ابن منیر نے راوی نے جوان کو قربانیاں کہا تو احتمال ہے کہ باعتبار مایول الیہ الامر کے کہا ہو اور احتمال ہے کہ ان کو قربانیوں کے واسطے معین کیا ہو پھر ان کو اصحاب کے درمیان تقسیم کیا ہو تا کہ لے ہر ایک حصہ اپنے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے بانٹنا قربانی کے گوشت کا درمیان وارثوں کے اور نہیں ہوتی ہے یہ بیع اور اس مسئلے میں اختلاف ہے واسطے مالکیہ کے اور میں نہیں دیکھتا بخاری رحمہ اللہ کو باوجود وقت نظر اس کی کے قصد کیا ہو ساتھ ترجمہ کے مگر یہ اور جذعہ ایک وصف سے واسطے عمر معین کے چوپائے مویشی سے سو جذعہ بھیڑ میں سے وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعض نے کہا کہ جذعہ اس کو کہتے ہیں جو سال سے کم کا ہو پھر اس کے اندازے میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ چھ مہینے کا ہے اور بعض نے کہا کہ آٹھ مہینے کا اور بعض نے کہا کہ دس مہینے کا اور حکایت کی ہے ترمذی نے وکیع سے کہ وہ چھ یا سات مہینے کا ہے اور بہر حال جذعہ بکری سے سو وہ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہوا ہو اور گائے سے جو تیسرے سال میں داخل ہوا ہو اور اونٹ سے جو پانچویں سال میں داخل ہوا ہو اور یہاں جذعہ سے کیا مراد ہے اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ وہ بکری کا جذعہ تھا۔ (فتح) جذعہ وہ ہے جو جوان ہو سو وہ اونٹوں میں سے وہ ہے جو پورے چار برس کا ہو اور گائے بکری سے وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور بعض نے کہا کہ گائے سے وہ ہے جو پورے دو برس کا ہو اور بھیڑ سے وہ ہے جو پورے ایک برس کا ہو اور بعض نے کہا کہ کم تر اور نزدیک میرے جذعہ ہے یعنی بکری سے اس واسطے کہ جذعہ بھیڑ کا جائز ہے۔ (ق)

بَابُ الْأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَآءِ. باب ہے بیچ بیان قربانی کے واسطے مسافر اور عورتوں کے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف خلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں قربانی عورتوں پر اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ عورت اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح نہ کرے سو البتہ مالک سے روایت ہے کہ حیض والی کو اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا مکروہ ہے۔

۵۱۲۲ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ أَنَفِسْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِيْ

۵۱۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان پر داخل ہوئے اور حالانکہ ان کو مقام سرف میں حیض ہوا تھا کے میں داخل ہونے سے پہلے اور وہ روتی تھیں فرمایا کیا تجھ کو حیض ہوا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حیض آنا ایک چیز ہے کہ اللہ نے اس کو آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر ٹھہرا دیا ہے یعنی اس میں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے سو تو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ خانے کعبے

الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيْتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهٖ بِالْبَقَرِ.

کا طواف نہ کر یعنی اس کے گرد نہ گھوم سو جب ہم منیٰ میں تھے تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ یعنی کیسا گوشت ہے؟ لوگوں نے کہا کہ قربانی کی حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے ساتھ گائے کے۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ ذبح کرنا گائے مذکور کا بطور قربانی کے تھا اور ابن تین نے اپنے مذہب کے موافق اس کی تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ قربانی کے ذبح کرنے کے وقت اس کو ذبح کیا نہ یہ کہ وہ سنت قربانی ہے اور نہیں پوشیدہ ہے بعید ہونا اس کا اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے اس پر کہ قربانی کرنا مرد کی کفایت کرتی ہے اس کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے کہ وہ مخصوص ہے یا منسوخ ہے اور نہیں آئی واسطے اس کے دلیل کہا قرطبی نے کہ نہیں منقول ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی ہر بیوی کو قربانی کرنے کے ساتھ حکم کیا ہو باوجود مکرر ہونے سال قربانیوں کے اور باوجود متعدد ہونے ان کے کی اور عادت تقاضا کرتی ہے ساتھ نقل کرنے اس کے کہ اگر واقعہ ہو جیسا کہ منقول ہے غیر اس کا جزئیات سے اور تائید کرتی ہے اس کی جو روایت کی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن یسار کے طریق سے کہ میں نے ابو ایوب سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں قربانیوں کا کیا دستور تھا؟ کہا کہ دستور تھا کہ قربانی کرتا مرد ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے سو کھاتے اور کھلاتے یہاں تک کہ فخر کیا لوگوں نے جیسے کہ تو دیکھتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُشْتَهٰى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ خواہش کی جاتی ہے گوشت سے قربانی کے دن۔

فائدہ: یعنی واسطے پیروی عادت کے ساتھ لذت اٹھانے کے کھانے گوشت سے دن عید کے اور اللہ نے فرمایا تا کہ ذکر کریں نام اللہ کا اس چیز پر کہ روزی دیں ان کو چوپائے مویشی سے۔

۵۱۲۳ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جِيْرَانَهٗ وَعِنْدِيْ

۵۱۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ پھر کر ذبح کرے سو ایک مرد اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور ذکر کیا اپنے ہمسائیوں کو یعنی میں نے اپنی قربانی کے ذبح کرنے میں جلدی کی تا کہ اپنے گھر والوں اور ہمسائیوں کو

جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا أَدْرِيْ بَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَقَامَ النَّاسُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوْهَا أَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوْهَا.

کھلاؤں اور میرے پاس ایک بکرا ہے جو بہتر ہے گوشت والی دو بکریوں سے یعنی پاکیزہ تر گوشت میں اور نافع تر کھانے والوں کے لیے واسطے موٹے ہونے اس کے اور عمدہ ہونے کے؟ سو رخصت دی گئی اس کو بیچ اس کے سو میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کو بھی رخصت پہنچی یا نہیں پھر حضرت ﷺ دو دنبوں کی طرف پھرے یعنی خطبے کے جگہ سے بیچ جگہ ذبح کے سو ان کو ذبح کیا اور لوگ بکریوں کی طرف کھڑے ہوئے سو ان کو متفرق کیا یا کہا ان کو حصے حصے کر کے بانٹا یہ شک راوی کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے سو میں نے چاہا کہ پہلے میرے گھر میں بکری ذبح ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے سے قربانی ذبح کی اور اس میں اشکال ہے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اس نے اسی کے واسطے قربانی ذبح کی واسطے ان معنوں کے کہ ذکر کیا ان کو اپنے گھر والوں اور ہمسائیوں میں سو خاص کیا اپنے بیٹے کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ خاص تر ہے نزدیک اس کے تا کہ بے پرواہ ہو بیٹا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پاس ہے جھانکنے سے اس چیز کی طرف کہ اس کے غیر کے پاس ہے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں خاص ہونا اس کا ساتھ اس کے اور شاید انس رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں سنا اور یہ جو کہا کہ لوگ کھڑے ہوئے تو اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور آئندہ روایت میں بیچ اس باب کے من ذبح قبل الصلاة اعاد سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ابن تین نے اس میں کہ جو امام سے پہلے قربانی ذبح کرے اس کو کفایت نہیں کرتی وسیاتی اور یہ جو کہا کہ اس کو بانٹ کر حصے حصے کیا تو یہ مراد نہیں کہ تقسیم کیا انہوں نے ان کو بعد ذبح کے سو لیا ہر ایک نے ایک ٹکڑا گوشت کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے اپنا حصہ بکریوں سے لیا اور کبھی حصہ کو بھی قطع کہا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمُ النَّحْرِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کہتا ہے کہ قربانی کا ذبح کرنا دسویں کے دن ہے۔

فائدہ: یعنی قربانی کا ذبح کرنا دسویں کے دن درست ہے اس کے بعد نہیں کہا ابن منیر نے کہ لیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اضافت دن کی سے طرف نحر کے جس جگہ فرمایا کہ کیا یہ قربانی کا دن نہیں اور لام واسطے جنس کے ہے سو نہ باقی رہے گا قربانی کرنا مگر اسی دن میں اور جواب جماعت کے مذہب پر یہ ہے کہ مراد نحر کامل ہے اور لام بہت استعمال کیا جاتا ہے واسطے کمال کے مانند قول اس کے کی الشدید الذی یملك نسفه عند الغضب میں کہتا ہوں

اور خاص ہونا قربانی کا ساتھ دسویں کے قول حمید بن عبدالرحمٰن اور محمد بن سیرین اور داؤد ظاہری کا ہے اور سعید بن جبیر سے مثل اس کی ہے مگر منیٰ کے دنوں میں پس جائز ہے تین دن اور ممکن ہے کہ تمسک کیا جائے واسطے اس کے ساتھ حدیث عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ مجھ کو حکم ہوا ساتھ دن قربانی کے عید کہ ٹھہرایا ہے اس کو اللہ نے واسطے اس امت کے، الحدیث کہا قرطبی نے کہ تمسک کرنا ساتھ اضافت نحر کے طرف پہلے دن کے ضعیف ہے باوجود اس آیت کے ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ دن قربانی کے چار یا تین ہیں واسطے ہر ایک کے ان میں سے نام ہے خاص سو اضحیٰ دسواں دن ہے اور جو اس سے لگتا ہے یعنی گیارہویں کا دن ہے اس کا نام یوم القر ہے اور جو اس کے متصل ہے یعنی بارہویں کا دن اس کا نام یوم النفر الاول ہے اور جو تیرہویں کا دن ہے اس کا نام یوم النفر الثانی ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ دن ہے کہ ذبح کی جاتی ہیں اس میں قربانیاں تمام طرفوں میں اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں ہے ذبح کرنا مگر خاص بیچ اس کے یعنی اس کے سوائے اور دن میں قربانی کرنا درست نہیں یعنی جیسا کہ پہلے گزرا ہے نقل کرنا اس کا اس شخص سے جو اس کے ساتھ قائل ہے اور زیادہ کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے کہ اس کے بعد دو دن قربانی کا ذبح کرنا درست ہے اور زیادہ کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے چوتھے دن کو اور بعض نے کہا کہ دس دن تک ذبح کرے اور بعض نے کہا کہ اخیر مہینے تک اور وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار وغیرہم سے ہے اور قائل ہے ساتھ اس کے ابن حزم واسطے تمسک کرنے کے ساتھ نہ وارد ہونے نص کے ساتھ تقیید کے اور نکالا اس نے جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابو سلمہ اور سلیمان بن یسار کے طریق سے کہ دونوں نے کہا مثل اس کی اور یہ سند صحیح ہے لیکن وہ مرسل ہے پس لازم ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ مرسل کے یہ کہ قائل ہو ساتھ اس کے اور ساتھ مثل قول مالک رحمہ اللہ کے کہا ہے ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے اور ساتھ مثل قول شافعی رحمہ اللہ کے کہا ہے اوزاعی نے کہا ابن بطال نے واسطے پیروی طحاوی کے اور نہیں منقول ہے اصحاب سے سوائے ان دونوں قول کے اور قتادہ رحمہ اللہ سے چھ دن ہیں دسویں دن کے بعد اور حجت جمہور کی حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ منیٰ کی راہیں قربانی کرنے کی جگہ ہیں اور تشریق کے سب دنوں میں ذبح ہے روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے اور موصول کیا ہے اس کو دار قطنی نے اور اس کے راوی ثقات ہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ وہ رات کو بھی درست ہے جیسے دن کو درست ہے مگر ایک روایت مالک رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

٥١٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۵۱۲۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب اللہ نے زمین آسمان بنائے برس بارہ مہینے کا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُّتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَّبْلُغُهُ أَنْ يَّكُوْنَ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ وَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ.

ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین تو برابر لگے ہوئے ہیں سو ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جاننے والے ہیں سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے یہ شہر مکہ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا نہیں یہ قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا کہ بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال کہا محمد نے اور میں آپ کو گمان کرتا ہوں کہ فرمایا اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہاری بستی میں اس تمہارے مہینے میں یعنی جیسے مکے میں اور ذی الحجہ کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں اور آبروں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا اور مال کا چھین لینا درست نہیں اور تم اپنے رب سے ملو گے سو تم کو تمہارے عملوں سے پوچھے گا خبردار! سو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں

خبردار! جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید بعض پہنچایا گیا اس کو زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والے اس کے سے سو تھا محمد بن سیرین جب ذکر کرتا تو کہتا کہ سچ فرمایا حضرت ﷺ نے پھر فرمایا خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم اور حج میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا الخ تو یہ کلام حضرت ﷺ کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأَضْحٰى وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلّٰى.

باب ہے بیچ قربانی کے اور جگہ قربانی کرنے کے عیدگاہ میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وہ سنت ہے واسطے امام کے خاص کر نزدیک مالک رحمہ اللہ کے کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا جاتا ہے یہ تا کہ کوئی اس سے پہلے ذبح نہ کرے اور چاہیے کہ اس کے بعد ذبح کریں اور چاہیے کہ سیکھیں اس سے صفت ذبح کی۔

٥١٢٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِيْ مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥١٢٥۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربانی ذبح کرتے منحر میں یعنی حضرت ﷺ کے ذبح کرنے کی جگہ میں۔

٥١٢٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.

٥١٢٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ ذبح اور قربانی عیدگاہ میں کرتے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ مرفوع حدیث دلالت کرتی ہے موقوف پر اس واسطے کہ قول اس کا موقوف میں کان ینحر فی منحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ساتھ اس کے عیدگاہ ہے ساتھ دلالت حدیث مرفوع کے جو تصریح

کرنے والی ہے ساتھ اس کے اور کہا ابن تین نے کہ وہ مذہب مالک رحمہ اللہ کا ہے کہ امام ظاہر کرے اپنی قربانی کو واسطے عیدگاہ کے سو ذبح کرے اس جگہ اور اس کے بعض ساتھیوں نے مبالغہ کیا ہے سو کہا کہ جو یہ نہ کرے اس کے ساتھ اقتدا نہ کیا جائے اور کہا ابن عربی نے کہ کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ نے کہ نہ ذبح کرے یہاں تک کہ امام ذبح کرے اگر ہو ان لوگوں سے کہ ذبح کرتا ہے اور نہیں دیکھی میں نے واسطے اس کے کوئی دلیل۔ (فتح)

بَابٌ فِيْ أُضْحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.

باب ہے بیچ قربانی کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو دنبوں سینگ والوں کے۔

فائدہ: یعنی واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے دو دو سینگ تھے برابر اور کبش نر ہے بھیڑ کا جس عمر کا ہو اور اختلاف ہے اس کے ابتدا میں سو بعض نے کہا کہ جب دو دانت نکالے اور بعض نے کہا جب چار دانت نکالے۔

وَيُذْكَرُ سَمِيْنَيْنِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے موٹے۔

فائدہ: یعنی بیچ صفت دنبوں کے اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں ہے اور روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب قربانی کرنا چاہتے تو خریدتے دو دنبے بڑے موٹے سینگ والے خصی سو ذبح کرتے ایک کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی امت کی طرف سے جس نے گواہی دی واسطے اللہ کے ساتھ توحید کے اور واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہنچا دینے پیغام اللہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ خصی کے اور بعض اہل علم نے اس کو مکروہ رکھا ہے واسطے ناقص ہونے عضو کے لیکن نہیں ہے یہ عیب اس واسطے کہ خصی کرنے سے گوشت عمدہ ہو جاتا ہے اور لیس اور بدبو دور ہو جاتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُسَمِّنُوْنَ.

کہا یحییٰ بن سعید نے کہ سنا میں نے ابو امامہ بن سہل سے کہا کہ تھے ہم موٹا کرتے قربانی کو مدینے میں اور مسلمان بھی موٹا کرتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ بعض مالکیہ قربانی کے موٹا کرنے کو مکروہ جانتے تھے تا کہ نہ مشابہت ہو ساتھ یہود کے اور قول ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا حق ہے کہا ہے یہ داؤدی نے۔

۵۱۲۷ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّيْ

۵۱۲۷ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ دو دنبے قربانی کرتے اور میں بھی دو دنبے قربانی کرتا ہوں۔

بِكَبْشَيْنِ وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ.

فائدہ: اور اس حدیث میں بھی اشعار ہے ساتھ ہمیشگی کرنے کے اوپر اس کے سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ دنبہ قربانی میں افضل ہے۔

۵۱۲۸ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ تَابَعَهٗ وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَحَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ.

۵۱۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کی جگہ سے دو دنبوں کی طرف پھرے جو سینگ والے اور سیاہ اور سفید رنگ کے تھے سو ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور کہا اسماعیل اور حاتم نے ایوب سے اس نے ابن سیرین سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے متابعت کی ہے اس کی وہب نے ایوب سے۔

فائدہ: املح اس کو کہتے ہیں جس کا رنگ کالا اور سفید ہو لیکن اس میں سفیدی زیادہ ہو اور بعض نے کہا کہ وہ سفید خالص ہے اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے شافعیہ نے اس میں کہ سفید کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے اور بعض نے کہا کہ وہ سفید ہے جو مائل بسرخی ہو اور بعض نے کہا کہ وہ ہے جس کی آنکھیں اور پاؤں اور منہ سیاہ ہوں اور باقی سفید ہو اور اختلاف کیا ہے بیچ اختیار کرنے اس صفت کے سو بعض نے کہا کہ واسطے خوبصورت ہونے کے اور بعض نے کہا واسطے چربی کے اور بہت ہونے اس کے گوشت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اختیار کرنے عدد کے قربانی میں اور اسی واسطے کہا ہے شافعیوں نے کہ سات بکریوں کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے اونٹ سے اس واسطے کہ لہو بہایا گیا اس میں زیادہ ہے اور ثواب زیادہ ہوتا ہے موافق اس کے اور یہ کہ جو چاہے کہ ایک سے زیادہ کے ساتھ قربانی کرے وہ اس کے ساتھ جلدی کرے اور حکایت کی ہے رویانی نے شافعیوں سے مستحب ہونا تفریق کا قربانی کے دنوں پر کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں زیادہ تر رفاقت ہے ساتھ مسکینوں کے لیکن خلاف سنت ہے اسی طرح کہا ہے اس نے اور حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اختیار کرنے دو کے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ جو دو سے زیادہ کے ساتھ قربانی کرنا چاہے سو پہلے دن دو کے ساتھ قربانی کرے پھر باقی کو قربانی کے دنوں پر تفریق کرے تو ہو مخالف واسطے سنت کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نر کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے مادہ سے اور یہ قول احمد کا ہے اور ایک روایت اس سے ہے کہ مادہ اولیٰ ہے اور اسی طرح دو قول ہیں شافعی رحمہ اللہ سے کہا ابن عربی نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ نر افضل ہے مادہ سے اور یہ قول قربانی میں اور بعض نے کہا کہ دونوں برابر ہیں اور یہ کہ مستحب ہے قربانی کرنا ساتھ سینگ والے کے اور یہ کہ وہ افضل ہے بے سینگ سے باوجود اتفاق کے اوپر اس کے کہ بے سینگ کے ساتھ قربانی

کرنا درست ہے یعنی جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اور جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس میں اختلاف ہے اور مستحب ہے کہ قربانی دینے والا اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مشروع ہونے استحسان قربانی کی صفت میں اور رنگ میں کہا ماوردی نے کہ اگر خوب گوشت ہونا اور خوبصورت ہونا دونوں جمع ہوں تو خوب ہے اور کہا اکثر شافعیوں نے کہ افضل سفید ہے پھر زرد خاکی رنگ پھر سیاہ اور سفید پھر کالا **وسیاتی بقیة فوائده انشاء الله تعالٰی**۔ (فتح)

۵۱۲۹ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ أَنْتَ بِهٖ.

۵۱۲۹۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بکریاں دیں کہ ان کو آپ کے اصحاب میں قربانیاں تقسیم کرے یعنی قربانی کے واسطے سو ایک بکری کا بچہ باقی رہا سو اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر۔

فائدہ: یہ جو کہا **علی صحابته** تو احتمال ہے کہ ہو ضمیر واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے عقبہ کے اور ہر تقدیر پر احتمال ہے کہ ہوں بکریاں ملک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کیا ہو ساتھ بانٹنے ان کے کی درمیان ان کے بطور احسان کے اور احتمال ہے کہ ہوں فی سے اور اس کی طرف میل کی ہے قرطبی نے جس جگہ کہا کہ حدیث میں ہے کہ امام کے واسطے لائق ہے کہ تفریق کرے قربانیوں کو اس شخص پر جو نہ قادر ہو ان پر بیت المال سے کہا ابن بطال نے کہ اگر ان کا تقسیم کرنا مال داروں کے درمیان تھا تو یہ فے کے مال میں سے تھیں اور اگر ان کے ساتھ محتاجوں کو خاص کیا تھا تو وہ زکوۃ میں سے تھیں اور یہ جو کہا کہ باقی رہا عتود تو کہا ابن بطال نے کہ عتود جذعہ ہے بکری سے یعنی پانچ مہینے کا بکری کا بچہ اور یہ بیان کرتا ہے مراد کو جو دوسری آیت میں عقبہ رضی اللہ عنہ سے جذعہ کا لفظ آیا ہے یعنی مراد جذعہ سے بکری کا بچہ ہے اور جو یہ فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر لے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تیرے بعد اس میں کسی کو رخصت نہیں ہے **وسیاتی البحث فیه انشاء الله تعالٰی** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کفایت کرتا ہے قربانی کرنا ساتھ ایک بکری کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کے بیچ اس ترجمہ کے اور وہ قربانی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ساتھ دو دنبوں کے استدلال کرنا اس پر کہ یہ واجب نہیں بلکہ مختار ہے سو جو ایک بکری کے ساتھ قربانی کرے وہ اس کو کفایت کرتی ہے اور جو زیادہ کرے سو بہتر ہے اور افضل پیروی کرنا ہے قربانی میں ساتھ دو دنبوں کے اور جس نے نظر کی طرف بہت ہونے گوشت کے کی مانند شافعی رحمہ اللہ کے کہا اس نے کہ افضل اونٹ ہے پھر دنبہ پھر گائے کہا ابن عربی نے کہ موافقت کی ہے شافعی رحمہ اللہ کی اشہب مالکی نے اور نہیں برابر

ہوتی ہے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے کوئی چیز یعنی دنبہ کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں میں کہتا ہوں اور روایت کی ہے بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ مدینے میں کبھی اونٹ کے ساتھ قربانی کرتے تھے اور جب اونٹ نہ پاتے تو دنبہ کے ساتھ قربانی کرتے تھے سو اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو ہوتی نص بیچ محل نزاع کے لیکن اس کی سند میں کلام ہے اور آئندہ آئے گا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کے ساتھ قربانی کی اور ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ دنبے سینگ والے کے جس کے کھر کالے تھے اور آنکھیں بھی کالی تھیں اور بیٹھنے کی جگہیں بھی کالی تھیں سو حضرت ﷺ نے اس کو لٹایا اور ذبح کیا پھر کہا بسم اللہ اللهم تقبل من محمد و آل محمد و من امة محمد روایت کیا ہے اس کو مسلم نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بُرْدَةَ ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعَزِ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے واسطے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے کہ تو بکری کے بچے کے ساتھ قربانی کر اور تیرے بعد ہرگز کسی کو نہیں کفایت کرے گا۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ ضمیر بیچ قول حضرت ﷺ کے اذبحها واسطے جذع کے ہے جو گزر چکا ہے صحابی کے قول میں ان عندی داجنا جذعة من المعز۔

۵۱۳۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ضَحّٰى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِيْ دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعَزِ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَصْلُحَ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ تَابَعَهُ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيْمَ وَتَابَعَهُ وَكِيْعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَالَ عَاصِمٌ وَدَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ

۵۱۳۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ قربانی کی میرے ماموں نے جس کو ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا نماز سے پہلے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تیری بکری گوشت کی بکری ہے یعنی قربانی نہیں بلکہ گوشت ہے کہ فائدہ اٹھایا جائے اس کے ساتھ تو اس نے کہا یا حضرت! بے شک میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے گھر کا پلا ہوا فرمایا کہ ذبح کر اور تیرے سوا اور کسی کو کفایت نہیں کرے گا پھر فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے نفس کے واسطے ذبح کرتا ہے یعنی اور وہ قربانی نہیں اور جو نماز کے بعد ذبح کرے تو اس کی عبادت پوری ہوئی اور مسلمانوں کے طریقے کو پہنچا متابعت کی ہے اس کی عبیدہ نے شعبی سے اور ابراہیم سے اور متابعت کی ہے اس کی وکیع نے حریث سے شعبی سے اور کہا عاصم اور داؤد نے شعبی

عِنْدِیْ عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَیْدٌ وَّفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عِنْدِیْ جَذَعَةٌ وَّقَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ وَّقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ.

سے عندی عناق لبن یعنی ساتھ اس لفظ کے اور کہا زبید اور فراس نے شعبی سے عندی جذعة یعنی ساتھ اس لفظ کے اور کہا ابو الاحوص نے حدیث بیان کی ہم سے منصور نے عناق جذعة اور کہا ابن عون نے عناق جذع عناق لبن یعنی بیچ روایت ابن عون کے شعبی سے براء رضی اللہ عنہ سے دونوں لفظ ہیں لفظ عاصم کا اور اس کی متابعت کرنے والوں کا اور لفظ منصور کا اور اس کی متابعت کرنے والوں کا۔

فائدہ: داجن وہ ہے جو گھر میں پلی ہو اور گھر سے ہلی ہو اور عناق لبن کے یہ معنی ہیں کہ وہ کم عمر ہیں اپنی ماں کا دودھ پیتی ہے اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قربانی سحری کے وقت ذبح کی سو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا سو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قربانی وہ ہے جو نماز کے بعد ذبح ہو جا اور قربانی کر سو اس نے کہا کہ نہیں میرے پاس مگر بکری کا بچہ، الحدیث اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ وہ بکریوں سے بہتر ہے اور البتہ مشکل ہے یہ ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ہے آزاد کرنے میں کہ دو جانوں کا آزاد کرنا افضل ہے ایک جان کے آزاد کرنے سے اگرچہ دو سے عمدہ ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان قربانی اور آزاد کرنے کے کہ مطلوب قربانی میں بہت ہونا گوشت کا ہے سو ہو گی ایک بکری موٹی اولیٰ دو دبلی بکریوں سے اور مطلوب آزاد کرنے میں تقرب ہے اللہ کی طرف ساتھ چھوڑانے گردن کے سو ہو گا آزاد کرنا دو کا اولیٰ آزاد کرنے ایک کے سے ہاں اگر عارض ہو واسطے ایک کے وصف جو تقاضا کرے رفعت اس کی کو غیر پر مانند علم کے اور اقسام فضل کے جو متعدی ہو تو البتہ جزم کیا ہے بعض اہل تحقیق نے کہ وہ اولیٰ ہے دو سے واسطے عام ہونے نفع اس کے کی واسطے مسلمانوں کے اور ایک روایت میں ہے وھی خیر من مسنة کہا اہل لغت نے کہ مسنہ ثنی ہے جو اپنے دانت ڈالے اور ہوتا ہے بیچ ذات خف کے چھٹے سال میں اور بیچ گھر والے جانوروں کے تیسرے سال میں اور کہا ابن فارس نے کہ جب داخل ہو بچہ بکری کا تیسرے سال میں تو وہ مسنہ ہے اور ثنی اور اس حدیث میں خاص کرنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ہے ساتھ کفایت کرنے کے بچے کی قربانی میں لیکن واقع ہوئی ہے چند حدیثوں میں تصریح ساتھ نظر اس کے واسطے غیر ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے سو عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے (کما تقدم قریبا) کہ تیرے بعد اس میں کسی کو رخصت نہیں کہا بیہقی نے کہ اگر ہو یہ زیادتی محفوظ تو ہو گی یہ رخصت واسطے عقبہ رضی اللہ عنہ کے جیسے رخصت دی گئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو، میں کہتا ہوں اور اس تطبیق میں نظر ہے اس واسطے کہ ہر ایک میں دونوں سے عموم کا صیغہ ہے سو جو دونوں میں سے مقدم کیا جائے دوسرے پر دوسرے کے وقوع کی نفی کو تقاضا کرے گا اور قریب تر وہ چیز جو کہی جائے بیچ اس کے یہ ہے کہ صادر ہوا ہے یہ واسطے

ہر ایک کے دونوں میں سے بیچ ایک وقت کے یا منسوخ ہوگئی ہوگی خصوصیت پہلی کے ساتھ ثابت ہونے خصوصیت کے واسطے دوسرے کے اور نہیں کوئی مانع اس سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے سیاق میں استمرار ہونا واسطے غیر اس کے صریح اور چند حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے چند اصحاب کو جذع بکری کے ساتھ قربانی کرنے کا حکم کیا اور حق یہ ہے کہ نہیں ہے منافات درمیان ان حدیثوں کے اور درمیان حدیث ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ کے احتمال ہے کہ یہ حکم ابتدا اسلام میں ہو پھر مقرر ہوئی شرع ساتھ اس کے کہ جذع بکری کا کفایت نہیں کرتا اور خاص ہوا ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ رضی اللہ عنہ ساتھ رخصت کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے مطلق اجزاء میں یعنی کافی ہونے میں نہ بیچ خصوص منع غیر کے اور اگر دشوار ہو تطبیق جو میں نے پہلے بیان کیا تو حدیث ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی اصح ہے باعتبار مخرج کے، واللہ اعلم اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جذع بکری کا جائز نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور عطاء اور اس کے ساتھی اوزاعی سے مروی ہے کہ مطلق جائز ہے اور یہ ایک وجہ ہے واسطے بعض شافعیہ کے حکایت کی ہے یہ رافعی نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ وہ شاذ ہے یا غلط اور انوکھی بات کہی ہے عیاض نے سو حکایت کیا اس نے اجماع اوپر نہ کفایت کرنے جذع کے کہا گیا اور کفایت کرنا مصادر ہے واسطے نص کے اور احتمال ہے کہ مقید کیا ہو اس کے قائل ... کو ساتھ اس شخص کے جو اس کے سوائے اور چیز کو نہ پائے اور رہوں معنی نفی اجزاء کے غیر اس شخص سے جس کو اس کی اجازت نہیں دی گئی محمول اس شخص پر جو پائے اور بہر حال جزع دنبے کا سو کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے حضرت ﷺ کے اصحاب سے اور جو ان کے سوائے ہیں لیکن حکایت کی ہے اس کے غیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری سے کہ جذع مطلق جائز نہیں برابر ہے کہ جذع بھیڑ کا ہو یا اس کے غیر کا حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابن حزم اور منسوب کیا ہے اس کو طرف ایک جماعت سلف کی اور طول کیا ہے اس نے بیچ رد کے اس شخص پر جو اس کو جائز رکھتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ بھی مقید ہو ساتھ اس شخص کے جو نہ پائے اور البتہ صحیح ہو چکی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی **لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّاْنِ** یعنی نہ حلال کرو قربانی میں مگر مسنہ مگر یہ کہ تم پر مشکل ہو یعنی نہ ملے تو جذعہ بھیڑ کا حلال کرو روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے لیکن نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے جمہور سے کہ حمل کیا ہے انہوں نے اس کو افضل پر اور تقدیر یہ ہے کہ مستحب ہے واسطے تمہارے یہ کہ نہ حلال کرو قربانی میں مگر مسنہ سو اگر عاجز ہو تم تو حلال کرو جذعہ بھیڑ کا کہا اور نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ منع جذعہ کے بھیڑ سے اور یہ کہ وہ کفایت نہیں کرتا کہا نووی رحمہ اللہ نے اور البتہ اجماع کیا ہے امت نے اس پر کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں اس واسطے کہ جمہور کے نزدیک جذعہ بھیڑ کا جائز ہے ساتھ موجود ہونے غیر اس کے کی اور نہ موجود ہونے اس کے کی یعنی خواہ موجود ہو یا نہ ہو ہر حال میں جذعہ بھیڑ کا جائز ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری رحمہ اللہ اس کو منع کرتے ہیں خواہ اس کا غیر موجود ہو یا نہ ہو سو متعین ہوئی تاویل

اس کی، میں کہتا ہوں اور جمہور کے قول پر وہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں اور اسی طرح حدیث ام ہلال کی مرفوع کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ جذع کے بھیڑ سے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور حدیث ایک مرد کی بنی سلیم سے کہ اس کو مجاشعی کہا جاتا تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جذعہ کفایت کرتا ہے اس سے جس سے مسنہ کفایت کرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ بھیڑ کے جذعوں سے قربانی کی روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند قوی کے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ اچھی قربانی ہے جذعہ بھیڑ سے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ساتھ سند ضعیف کے اور جو لوگ کہ قائل ہیں ساتھ جائز ہونے جذعہ بھیڑ کے قربانی میں یعنی جمہور سو ان کو اس کی عمر میں اختلاف ہے ایک قول ان کا یہ ہے کہ جذعہ وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور دوسرے سال میں داخل ہوا ہو اور یہی ہے اصح نزدیک شافعیہ کے اور یہی مشہور تر ہے نزدیک اہل لغت کے دوسرا قول آدھا سال ہے یہ قول حنفیہ اور حنابلہ کا ہے تیسرا قول سات مہینے ہیں اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب ہدایہ نے زعفرانی سے چوتھا قول چھ یا سات مہینے ہیں حکایت کیا ہے اس کو ترمذی نے وکیع سے پانچواں قول فرق کرنا ہے درمیان اس کے جو جوان ماں باپ سے پیدا ہوا ہو کہ وہ آدھے سال کا کفایت کرتا ہے اور اس کے ماں باپ دونوں بوڑھے ہوں تو آٹھ مہینے کا کفایت کرتا ہے چھٹا قول دس مہینے کا ہے ساتواں قول یہ ہے کہ نہیں کفایت کرتا یہاں تک کہ بڑا ہو حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے اور کہا کہ یہ مذہب باطل ہے اسی طرح کہا اور البتہ صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے کہا کہ اگر وہ بڑا ہو اس طور سے کہ اگر دو سال کی بکریوں میں ملایا جائے تو دور سے دیکھنے والے پر مشتبہ ہو تو البتہ کفایت کرتا ہے اور کہا عبادی شافعی نے کہ اگر سال سے پہلے اس کے دانت گر پڑیں تو کفایت کرتا ہے جیسے کہ پورا ہو سال پہلے دانت ڈالنے سے اور ہوگا یہ مانند بالغ ہونے کے یا ساتھ سن کے یا ساتھ احتلام کے اور اسی طرح کہا ہے بغوی نے کہ جذعہ وہ ہے جو پورے سال کا ہو یا اس سے پہلے دانت ڈالے اور اس روایت میں ہے کہ واقع ہوا یہ کلام بعد قصہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے اور اکثر روایتوں میں ہے کہ یہ کلام حضرت ﷺ سے واقع ہوا ہے خطبہ میں بعد نماز عید کے اور یہ کہ خطاب ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا اس سے پہلے تھا اور یہی ہے معتمد اور اس کا لفظ یہ ہے کہ سنا میں نے حضرت ﷺ سے خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا کہ اول وہ چیز کہ شروع کریں ہم اپنے اس دن میں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر پھریں پھر قربانی حلال کریں سو جس نے یہ کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا تو ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! ذبح کیا میں نے نماز پڑھنے سے پہلے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر واجب ہونے قربانی کے اس شخص پر جو التزام کرے قربانی کا پھر فاسد کرے اس چیز کو کہ قربانی کرے ساتھ اس کے اور رد کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو پہلے قربانی کی قیمت کے ساتھ تعرض کیا جاتا تا کہ لازم ہو مثل اس کی سو جب اس کا اعتبار نہ کیا تو دلالت کی اس نے کہ حکم ساتھ دوہرانے قربانی کے بطور

مستحب ہونے کے تھا اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا جو کفایت کرتی ہے قربانی میں نہ اوپر واجب ہونے اعادے کے اور حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے مرجع احکام کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ کی طرف ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کبھی خاص کرتے ہیں بعض کو اپنی امت سے ساتھ ایک حکم کے اور منع کرتے ہیں اس کے غیر کو اس سے اگرچہ بغیر عذر کے ہو اور یہ کہ خطاب حضرت ﷺ کا واسطے ایک کے عام ہے سب مکلفوں کو یہاں تک کہ ظاہر ہو دلیل خصوصیت کی اس واسطے کہ سیاق مشعر ہے کہ قول حضرت ﷺ کا واسطے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے قربانی کر ساتھ اس کے یعنی ساتھ جذع کے عام ہے اور اگر سمجھا جاتا اس سے خاص ہونا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس کے تو البتہ نہ حاجت پڑتی آپ کو اس فرمانے کی کہ تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہ کرے گا اور احتمال ہے کہ ہو فائدہ اس کا قطعی الحاق غیر اس کے کا حکم مذکور میں نہ کہ یہ ماخوذ ہے مجرد لفظ سے اور یہ قوی ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے بدلے اور قربانی کر تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر واجب ہونے قربانی کے اس واسطے کہ یہ امر کا لفظ ہے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نہیں حجت ہے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود بیان کرنا کیفیت مشروعیت قربانی کا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس کو کرنا چاہے یا واقع کرے اس کو اوپر غیر مروجہ مشروع کے چوک کر یا جہالت سے سو بیان کی واسطے اس کے وجہ تدارک کے واسطے اس قصور کے کہ واقع ہوا اس سے اور یہ معنی ہیں قول آپ کے کہ تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا یعنی نہیں حاصل ہوگا واسطے اس کے مقصود قربت کا اور نہ ثواب جیسا کہ کہا جاتا ہے نفل نماز میں کہ نہیں کفایت کرتی مگر ساتھ پاکی کے اور ڈھانکنے ستر کے کہا اور استدلال کیا ہے بعض نے واسطے واجب ہونے کے ساتھ اس کے کہ قربانی کرنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شریعت سے ہے اور البتہ ہم کو حکم ہے ان کی پیروی کا اور نہیں ہے کوئی حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ ہم قائل ہیں ساتھ موجب اس کے کی اور نہیں ہے دلیل اس پر کہ وہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین میں واجب تھی اور نہیں ہے کوئی راہ طرف معلوم کرنے اس کے کی اور نہیں دلالت ہے بیچ قصے ذبح کے واسطے خصوصیت کے کہ اس میں ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام عید کے خطبے میں لوگوں کو قربانی کے احکام سکھلائے اور یہ کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ ایک بکری کے مرد کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے اور یہی قول ہے جمہور کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے کہا خطابی نے نہیں جائز ہے کہ قربانی کی جائے ساتھ ایک بکری کے دو کی طرف سے اور اس نے دعویٰ کیا ہے کہ جس چیز پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آئندہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نسخ نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ عمل اگرچہ موافق ہو نیت نیک کو نہیں صحیح ہوتا ہے مگر جب کہ واقع ہو موافق شرع کے اور یہ کہ جائز ہے کھانا گوشت کا عید قربانی کے دن سوائے گوشت قربانی کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے کہ اس کو اس نے اپنے بندوں کے

واسطے پہلے کیا اور اس حدیث میں کرم رب سبحانہ وتعالیٰ کا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے واسطے قربانی کو مشروع کیا باوجود اس چیز کے کہ ان کے واسطے ہے خواہش سے ساتھ کھانے اور ذخیرہ کرنے کے اور باوجود اس کے پس ثابت کیا واسطے ان کے ثواب کو ذبح کرنے میں پھر جو صدقہ کرے ثواب پائے نہیں تو گنہگار ہوتا۔ (فتح)

۵۱۳۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ ذَبَحَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْدِلْهَا قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ إِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ.

۵۱۳۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اس کے بدلے اور قربانی ذبح کر سو اس نے کہا کہ نہیں میرے پاس مگر جذعہ کہا شعبہ راوی نے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ وہ بہتر ہے مسنہ سے فرمایا کہ اس کو اس کی جگہ ذبح کر اور تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا اور کہا حاتم بن وردان نے ایوب سے اس نے روایت کی محمد سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا عناق جذعة۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اس کو اس کی جگہ ذبح کر تو تمسک کیا ہے ساتھ اس امر کے اس شخص نے جس نے دعویٰ کیا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ اگرچہ ظاہر امر کا وجوب ہے لیکن قرینہ پہلی قربانی کے فاسد کرنے کا تقاضا کرتا ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے قربانی کے واسطے حاصل کرنے مقصود کے اور وہ عام تر ہے کہ ہو اصل میں واجب یا مستحب اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے قربانی کے واسطے وجوب کے اور احتمال ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرنا قربانی واقع نہیں ہوتی سو حکم کیا اس کو ساتھ دوہرانے کے تاکہ ہو قربانی کرنے والوں میں سو جب حدیث میں اس کا احتمال ہے تو پایا ہم نے دلالت کو اوپر نہ واجب ہونے کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو مرفوع ہے کہ جب داخل ہو عشرہ ذی الحجہ کا سو تم میں سے کوئی قربانی کرنی چاہے کہا سو اگر قربانی واجب ہوتی تو نہ سپرد کرتے اس کو طرف ارادے کی اور جو واجب ہونے کے ساتھ قائل ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ تعلیق ساتھ ارادے کے نہیں منع کرتی ہے قول کو ساتھ ..ب ہونے کے سو اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کہا جائے کہ جو ارادہ کرے حج کا تو چاہیے کہ بہت خرچ راہ لے اس واسطے کہ یہ نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ حج واجب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ عدم وجوب پر دلالت نہیں کرتا تو نہیں لازم آتا اس سے ثابت ہونا وجوب کا ساتھ مجرد امر اعادہ کے

واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے احتمال ارادے کمال کے سے اور یہی ہے ظاہر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْأَضَاحِيَّ بِيَدِهٖ. باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو قربانیوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے یہ یا اولیٰ ہے اور البتہ اتفاق ہے اس پر کہ جائز ہے وکیل کرنا بیچ اس کے واسطے قادر کے لیکن مالکیہ کے نزدیک ایک روایت ہے ساتھ نہ کفایت کرنے کے باوجود قادر ہونے کے اور ان میں سے اکثر کے نزدیک مکروہ ہے لیکن مستحب ہے کہ قربانی کو حاضر کرے اور مکروہ ہے کہ نائب کرے حائض کو یا لڑکے کو یا کتابی کو اور اول ان کا اولیٰ ہے پھر جو اس سے متصل ہے۔ (فتح)

٥١٣٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَرَأَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ.

٥١٣٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید اور سیاہ رنگ والے دو دنبوں کے ساتھ قربانی کی سو میں نے آپ کو دیکھا کہ اپنا قدم ان کے منہ کی ایک جانب پر رکھنے والے ہیں بسم اللہ اور تکبیر کہتے ہیں سو دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔

فائدہ: یعنی اوپر گردن ہر ایک کے دونوں میں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تثنیہ کیا واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ہر ایک کے دونوں میں سے سو وہ اضافت جمع کی ہے طرف تثنیہ کے اور حدیث میں غیر اس چیز کا ہے جو پہلے گزری مشروع ہونا بسم اللہ کا ہے وقت ذبح کرنے کے اور اس حدیث میں ہے کہ مستحب ہے اللہ اکبر کہنا ساتھ بسم اللہ کے اور یہ کہ مستحب ہے رکھنا قدم کا اوپر دائیں جانب گردن قربانی کے اور اتفاق ہے اس پر کہ ہولٹانا اس کا بائیں پہلو پر سو رکھے قدم اپنا دائیں جانب پر تا کہ ہو سہل تر ذبح کرنے والے پر پکڑنا چھری کا دائیں ہاتھ سے اور پکڑنا اس پر اس کے بائیں ہاتھ سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهٖ. باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو غیر کی قربانی کو ذبح کرے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے بیان کرنا ہے کہ جو باب پہلے ہے وہ شرط کے واسطے نہیں۔

وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِيْ بَدَنَتِهٖ. اور مدد کی ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ان کے اونٹ میں یعنی وقت ذبح کرنے اس کے کی۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے ابن عیینہ سے اس نے روایت کی عمرو بن دینار سے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ منیٰ میں اونٹ کو نحر کرتے تھے اور وہ بیٹھا ہوا تھا رسے سے بندھا تھا اور ایک مرد پکڑے ہے رسے کو

جو اس کے سر پیر میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نیزہ مارتے ہیں کہا ابن منیر نے کہ یہ اثر نہیں مطابق ہے ترجمہ کو مگر اس جہت سے کہ استعانت جب ہو مشروع تو ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے نائب بنانا اور آئی ہے بیچ قصے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حدیث مرفوع کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کو لٹایا سو فرمایا کہ مدد کر مجھ کو میری قربانی پر سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دی اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

وَأَمَرَ أَبُوْ مُوْسٰى بَنَاتِهٖ أَنْ يُّضَحِّيْنَ بِأَيْدِيْهِنَّ.

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم کیا کہ قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو حاکم نے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم کرتے تھے کہ اپنی قربانیوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اور اس کی سند صحیح ہے کہا ابن تین نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ذبح کرنا واسطے عورت کے اور منقول ہے مالک رحمہ اللہ سے مکروہ ہونا اس کا اور یہ اثر مخالف ہے واسطے ترجمہ کے سو احتمال ہے کہ ہو محل اس کا پہلے ترجمہ میں یا ارادہ کیا ہے اس نے کہ امر اس میں اوپر اختیار قربانی کرنے والے کے ہے خواہ خود ذبح کرے خواہ کسی غیر سے کرائے اور شافعیہ سے ہے کہ اولیٰ واسطے عورت کے یہ ہے کہ اپنی قربانی میں کسی غیر کو وکیل کرے اور خود اپنے ہاتھ سے ذبح نہ کرے۔ (فتح)

٥١٣٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ أَنَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ اقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِّسَآئِهٖ بِالْبَقَرِ.

۵۱۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرف (ایک جگہ ہے پاس مکے کے) میں میرے پاس اندر آئے اور میں روتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں روتی ہے؟ کیا تجھ کو حیض آیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ حیض ہونا وہ چیز ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر ٹھہرا دیا ہے سو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ بغیر غسل کے خانے کعبے کا طواف نہ کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کی طرف سے گائے کے ساتھ قربانی کی۔

بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

عید کی نماز کے بعد قربانی ذبح کرنے کا بیان۔

فائدہ: ذکر کی ہے اس میں بخاری رحمہ اللہ نے حدیث براء رضی اللہ عنہ کی اور اس کی شرح قریب گزر چکی ہے اور میں ذکر کروں گا جو متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس ترجمہ میں جو اس کے بعد ہے۔

٥١٣٤ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا

۵۱۳۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ أَوْ تُوْفِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

حضرت ﷺ سے سنا کہ خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا کہ پہلی عبادت جس کے ساتھ ہم اپنے اس دن سے شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر پھر جائیں سو قربانی کریں سو جس نے یہ کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا اور جس نے قربانی ذبح کی یعنی نماز سے پہلے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے کہ اس کو اپنے گھر والوں کے واسطے پہلے کرتا ہے نہیں عبادت سے کسی چیز میں اس میں قربانی کا ثواب نہیں سو ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں نے ذبح کیا قربانی کو نماز پڑھنے سے پہلے اور میرے پاس جذعہ ہے جو بہتر ہے مسنہ سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اس کے بدلے ذبح کر اور تیرے بعد کسی سے کفایت نہیں کرے گا یا فرمایا نہ کامل کرے گا ثواب کو یہ شک راوی کا ہے کہ تجزء کہا یا یوفی کہا۔

بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَعَادَ.

جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے وہ اس کو دوہرائے یعنی پھر ذبح کرے۔

٥١٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَالَ رَجُلٌ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيْرَانِهٖ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهٗ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْنِ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدْرِيْ بَلَغَتِ الرُّخْصَةُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ يَعْنِيْ فَذَبَحَهُمَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوْهَا.

٥١٣٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ پھر ذبح کرے سو ایک مرد نے کہا کہ یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اپنے ہمسائیوں کی حاجت بیان کی یعنی ان کو گوشت کی حاجت تھی تو گویا حضرت ﷺ نے اس کا عذر قبول کیا اور اس نے کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے جو دو بکریوں کے گوشت سے بہتر ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو رخصت دی سو میں نہیں جانتا کہ رخصت اس کے غیر کو پہنچی یا نہیں پھر حضرت ﷺ دو دنبوں کی طرف یعنی خطبہ کے مکان سے ذبح کے مکان کی طرف پھرے یعنی سو ان کو ذبح کیا پھر پھرے لوگ طرف بکریوں کی

سوا ان کو ذبح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا عذر قبول کیا لیکن جو اس نے کیا تھا وہ اس کو کافی نہ ٹھہرایا اسی واسطے حکم کیا اس کو ساتھ پھر ذبح کرنے کے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جن احکام کے ساتھ حکم ہوا ہے اگر وہ خلاف مقتضی امر پر واقع ہوں تو نہیں معذور رکھا جاتا ہے اس میں فاعل ان کا ساتھ جہل کے اور فرق ماموراتِ اور منہیات میں یہ ہے کہ مقصود مامورات سے قائم کرنا ہے ان کے مصالح کا اور یہ نہیں حاصل ہوتا مگر ساتھ فعل یعنی کرنے کے اور مقصود منع کی چیزوں سے باز رہنا ہے اس سے بعید مفاسد ان کے اور باوجود جہل اور بھول کے نہیں قصد کرتا ہے مکلف اس کے فعل کو سو معذور رکھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے تو یہ معطوف ہے اوپر کلام مرد کے کہ مراد رکھی ہے اس سے راوی نے ساتھ قول اپنے کے وذکر هنة من جیرانه تقدیر اس کی یہ ہے یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور میرے ہمسائیوں کو حاجت ہے سو میں نے عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی اور میرے پاس جذعہ ہے۔ (فتح)

۵۱۳۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ الْبَجَلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ.

۵۱۳۶۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نہ ذبح کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور جس نے قربانی نہ ذبح کی ہو یہاں تک کہ ہم نے نماز پڑھی تو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر اور مسلم کی ایک روایت میں ہے فلیذبح بسم اللہ یعنی سو چاہیے کہ قربانی ذبح کرے بسم اللہ سے کہا عیاض نے کہ اس لفظ میں چار وجہ سے احتمال ہے میں کہتا ہوں اور اس میں پانچواں احتمال بھی ہے کہ آپ کے قول بسم اللہ کے معنی مطلق اجازت ہو ذبیحہ میں اس وقت اس واسطے کہ سیاق تقاضا کرتا ہے منع کو پہلے اس سے اور اجازت کو اس کے بعد جیسے کہ کہا جاتا ہے اجازت مانگنے والے کو بسم اللہ یعنی داخل ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس امر کے جو بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے فلیذبح مکانها اخری اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے کہا ابن دقیق العید نے کہ صیغہ من کا بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من ذبح صیغہ عموم کا ہے بیچ حق ہر شخص کے کہ ذبح کرے نماز سے پہلے اور البتہ آیا ہے واسطے پکا کرنے قاعدے کے اور اتارنا صیغہ عموم کا جب وارد ہوا واسطے اس کے صورت نادرہ پر ناپسند ہے سو جب بعید ہو تخصیص اس کی ساتھ اس شخص کے کہ نذر مانے قربانی معین کو تو باقی رہا تردد کہ کیا اولیٰ

ہے حمل کرنا اس کا اس شخص پر کہ پہلے گزر چکی ہے واسطے اس کے قربانی معین یا حمل کرنا اس کا اوپر ابتدا قربانی کے بغیر پہلے گزرنے تعیین کے سو بنا بر پہلی وجہ کے ہوگی حجت واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے اس شخص پر جو خریدے قربانی کو مانند مالکیہ کے اس واسطے کہ قربانی واجب ہوتی ہے نزدیک ان کے ساتھ التزام زبان کے اور ساتھ نیت خریدنے کے اور ساتھ نیت ذبح کے اور دوسری وجہ چند...... ہوگی واسطے اس شخص کے جو واجب کہتا ہے قربانی کو مطلق لیکن حاصل ہوا جدا ہونا اس شخص سے جو قائل نہیں ساتھ وجوب کے ساتھ ان دلیلوں کے جو دلالت کرنے والی ہیں اوپر عدم وجوب کے سو ہوگا امر واسطے استحباب کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو شرط کرتا ہے تقدم ذبح کرنے امام کا اپنی قربانی کو بعد نماز اپنی اور خطبے اپنے کے یعنی یہ شرط ہے کہ عید کی نماز کے بعد پہلے امام اپنی قربانی کو ذبح کرے پھر اس کے بعد اور لوگ قربانی کو ذبح کریں اس واسطے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صادر ہوا یہ قول حضرت ﷺ سے اپنی نماز، خطبے اور ذبح کے بعد سو گویا کہ آپ نے فرمایا کہ جو ان کاموں سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ پھر ذبح کرے یعنی نہیں اعتبار ہے ساتھ قربانی اس کی کے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ استدلال ٹھیک نہیں واسطے مخالف ہونے اس کے کی تقیید کو ساتھ لفظ نماز کے اور پیچھے لانے کو ساتھ فا کے۔ (فتح)

٥١٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّتَيْنِ آذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ ثُمَّ لَا تَجْزِيْ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ عَامِرٌ هِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتَيْهِ.

٥١٣٧۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک دن عید کی نماز پڑھی سو فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز کے وقت ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے یعنی دین اسلام پر ہو تو نہ ذبح کرے قربانی کو یہاں تک کہ نماز سے پھرے سو ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے کیا یعنی عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک چیز ہے کہ تو نے جلدی کی اس نے کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے جو بہتر ہے دو مسنوں سے کیا میں اس کو ذبح کروں؟ فرمایا ہاں اور تیرے بعد کسی سے کفایت نہیں کرے گا کہا عامر نے وہ بہتر ہے اس کی دونوں قربانی میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا یہاں تک کہ پھرے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے شافعیہ نے اس میں کہ اول وقت قربانی کا قدر

فراغت نماز اور خطبے کا ہے یعنی جتنی دیر میں نماز اور خطبے سے فارغ ہو سکے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط کی ہے انہوں نے فارغ ہونا خطیب کا اس واسطے کہ دونوں خطبے مقصود ہیں سمیت نماز کے اس عبادت میں سو اعتبار کیا جائے گا مقدار نماز کا اور دو خطبوں کا زیادہ تر ہلکی چیز پر جو کفایت کرتی ہے بعد چڑھنے سورج کے سو جب ذبح کرے اس کے بعد تو کفایت کرتا ہے اس کو ذبح کرنا قربانی سے برابر ہے کہ اس نے عید کی نماز پڑھی یا نہ پڑھی اور برابر ہے کہ امام نے اپنی قربانی کو ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو اور برابر ہیں اس میں شہر والے اور حاضر اور جنگلی اور نقل کیا ہے طحاوی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی اور شافعی سے کہ نہیں جائز ہے قربانی امام کے ذبح کرنے سے پہلے اور وہ معروف ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے نہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ظاہر حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اوپر معلق کرنے ذبح کے ساتھ نماز کے لیکن جب دیکھا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جس پر عید کی نماز نہیں وہ مخاطب ہے ساتھ قربانی کے تو عمل کیا نماز کو اس کے وقت پر اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں جائز ہے ذبح کرنا نماز سے پہلے اور اس کے بعد جائز ہے اگرچہ نہ ذبح کرے امام اور وہ خاص ہے ساتھ اہل مصر کے اور بہر حال گاؤں اور جنگلی سو داخل ہوتا ہے وقت قربانی کا ان کے حق میں جب کہ صبح صادق نکلے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذبح کریں جب کہ قربانی کرے وہ امام دیہات کا جو ان کی طرف قریب ہو اور اگر پہلے ذبح کریں تو ان کو کفایت کرتا ہے اور کہا عطاء اور ربیعہ نے کہ ذبح کریں گاؤں والے آفتاب کے نکلنے کے بعد اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب فارغ ہو امام نماز سے تو جائز ہے قربانی اور یہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے قوی ہے باعتبار دلیل کے اگرچہ ضعیف کہا ہے اس کو بعض نے اور مثل اس کی ہے قول ثوری کا یہ کہ جائز ہے بعد نماز امام کے پہلے خطبے اس کے سے اور اس کے درمیان میں اور احتمال ہے کہ ہو قول اس کا حتی ینصرف یعنی نماز سے جیسے کہ اور روایتوں میں ہے اور صریح تر اس سے وہ چیز ہے جو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے مرفوع سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذبح کرنا نماز کے بعد ہے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث جندب رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ جو عید کی نماز سے پہلے ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ لفظ اظہر ہے بیچ اعتبار فعل نماز کے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس میں آیا ہے کہ جو نماز سے پہلے ذبح کرے لیکن اگر ہم اس کو اس کے ظاہر پر جاری کریں تو تقاضا کرتا ہے کہ نہ کفایت کرے قربانی اس شخص کے حق میں جو عید کی نماز نہ پڑھے سو اگر کوئی اس کی طرف جائے تو وہ زیادہ تر سعادت مند ہے لوگوں میں ساتھ ظاہر اس حدیث کے نہیں تو واجب ہوگا نکلنا اس ظاہر سے اس صورت میں اور باقی رہے گا جو سوائے اس کے ہے محل بحث میں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ صحیح مسلم کی دوسری روایت میں واقع ہوا ہے قبل ان یصلی اور نصلی ساتھ شک کے کہ غائب کے لفظ کے ساتھ ہے یا متکلم کے لفظ کے ساتھ سو جب یصلی کے لفظ کے ساتھ ہو تو برابر ہو گا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیچ تعلیق حکم کے ساتھ فعل نماز کے اور ظاہر تر اس سے قول اس کا ہے قبل ان نصلی اور اسی

طرح قول اس کا قبل ان ننصرف برابر ہے کہ ہم کہیں کہ پھریں نماز سے یا خطبے سے اور وارد کیا ہے طحاوی نے مسلم کی روایت کو جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی نے کے دن مدینے میں نماز پڑھی سو کچھ لوگ آگے بڑھے سو انہوں نے قربانی کی اور گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کر چکے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ پھر ذبح کریں اور روایت کیا ہے اس کو حماد بن سلمہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ ایک مرد نے قربانی ذبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے سے پہلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ذبح کرے کوئی نماز سے پہلے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اول وہ چیز جو کریں ہم یہ ہے کہ نماز کے ساتھ شروع کریں پھر پھر جائیں سو قربانی کریں کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ وقت ذبح کا داخل ہوتا ہے بعد نماز کے اور نہیں شرط ہے دیر کرنا امام کے قربانی کرنے تک اور تائید کرتا ہے اس کی قیاس کے طور سے کہ امام اگر قربانی نہ کرے تو نہیں ہوتا ہے یہ ساقط کرنے والا لوگوں سے قربانی کے مشروع ہونے کو اور اگر امام عید کی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح کرے تو نہیں کفایت کرتا ہے قربانی کرنا اس کا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ اور دوسرے لوگ قربانی کے وقت میں برابر ہیں کہا مہلب نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ ہے قربانی کرنا پہلے امام کے تا کہ نہ مشغول ہوں لوگ ساتھ ذبح کے اور غافل ہو جائیں نماز سے اور یہ جو فرمایا نسیکۃ تو اسی طرح ہے یہ لفظ ساتھ تثنیہ کے اور اس میں جوڑنا حقیقت کا ہے طرف مجاز کی ایک لفظ میں اس واسطے کہ نسیکہ تو وہی ہے جس نے اس سے کفایت کی اور وہ دوسری ہے اور پہلی قربانی نے اس سے کفایت نہیں کی لیکن اس کو نسیکہ کہا گیا اس واسطے کہ ذبح کیا اس کو اس پر کہ وہ قربانی ہے یا ذبح کیا اس کو بیچ وقت قربانی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دونوں میں سے بہتر ہوئی اس واسطے کہ اس نے کفایت کی قربانی سے برخلاف پہلی کے اور فی الجملہ پہلی میں یہی خبر ہے باعتبار قصد جمیل کے اور مسلم کی ایک روایت میں واقع ہوا ہے ضح بها فانها نسیکۃ اور نقل کیا ہے ابن تین نے شیخ ابن قصار سے کہ اس نے استدلال کیا ہے ساتھ نام رکھنے اس کے نسیکہ اس پر کہ نہیں جائز ہے بیچنا اس کا اگرچہ ذبح کی گئی ہے پہلے نماز سے اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلٰى صَفْحِ الذَّبِيْحَةِ.

باب ہے بیچ بیان رکھنے قدم کے اوپر جانب منہ ذبح کیے ہوئے جانور کے۔

۵۱۳۸ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيَضَعُ

۵۱۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرتے تھے ساتھ دو دنبوں کے جو سفید سیاہ رنگ اور سینگ والے تھے اور اپنے پاؤں کو ان کے منہ کی ایک جانب پر رکھتے اور ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے۔

رِجْلَهُ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ.

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الذَّبْحِ.

باب ہے بیچ بیان اللہ اکبر کہنے کے وقت ذبح کے۔

۵۱۳۹ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا.

۵۱۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید سیاہ رنگ والے سینگ والے دو دنبوں سے قربانی کی ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ کہی اور اللہ اکبر کہا اور اپنے پاؤں کو دونوں کے منہ کی ایک جانب پر رکھا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهِ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

جب مکے میں اپنی ہدی کو بھیجے تا کہ ذبح کی جائے تو نہیں حرام ہوتی اس پر کوئی چیز۔

۵۱٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ أَنَّهُ أَتٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ رَجُلًا يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُوْصِيْ أَنْ تُقَلَّدَ بَدَنَتُهُ فَلَا يَزَالُ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُحْرِمًا حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ قَالَ فَسَمِعْتُ تَصْفِيْقَهَا مِنْ وَرَآءِ الْحِجَابِ فَقَالَتْ لَقَدْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ هَدْيَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِنْ أَهْلِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ.

۵۱۴۰۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو ان سے کہا کہ اے مومنو کی ماں! ایک مرد قربانی کو خانے کعبے کی طرف بھیجتا ہے اور خود اپنے شہر میں بیٹھتا ہے سو وصیت کرتا ہے کہ اس کی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا جائے یعنی تا کہ معلوم ہو کہ ہدی ہے سو ہمیشہ رہتا ہے اس دن سے احرام باندھے یہاں تک کہ احرام اتاریں لوگ؟ سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تالی سنی پردے کے پیچھے سے سو کہا کہ البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے ہار بٹتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی کو کعبے کی طرف بھیجتے سو نہ حرام ہوتا آپ پر کچھ اس چیز سے کہ حلال ہے واسطے مردوں کے اپنی عورتوں سے یہاں تک کہ پھریں لوگ۔

فائدہ: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تالی سنی یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا واسطے تعجب کے یا تاسف کے اوپر واقع ہونے اس کے کی اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہدیہ اس پر کہ جو حدیث کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مرفوع روایت کی ہے کہ جب ذی الحجہ کا دھا کہ داخل ہو سو جو قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور ناخن نہ

لے سو یہ منسوخ ہو گی ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے یا ناسخ کہا ابن تین نے اور نہیں حاجت ہے طرف اس کی اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا یہ کہ اپنی قربانی کو بھیجنے والا مجرد بھیجنے اس کے سے محرم ہو جائے اور نہیں تعرض کیا ساتھ اس چیز کے کہ مستحب ہے دہے میں خاص کر یعنی بال اور ناخن لینے سے پرہیز کرنا پھر کہا لیکن عموم حدیث کا دلالت کرتا ہے اس چیز پر جو کہی داؤدی نے اور البتہ استدلال کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اوپر مباح ہونے اس کے ذبیحہ کے دہے میں اوپر مباح ہونے اس کے ذبیحہ کے دہے میں میں کہتا ہوں کہ یہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہے نہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سو وہم کیا ہے داؤدی نے نقل میں اور احتجاج میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا دلالت کرنے اس کے سے اوپر نہ شرط ہونے اس چیز کے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم قربانی کرنے والے پر یہ کہ نہ مستحب ہو فعل اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے حدیث مذکور واسطے غیر محرم کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ کھائی جاتی ہے قربانیوں کے گوشت سے اور جو خرچ لیا جاتا ہے اس سے۔

فائدہ: جو کھائی جاتی ہے قربانیوں کے گوشت سے بغیر قید کرنے کے ساتھ تہائی کے یا نصف کے اور جو خرچ راہ لیا جاتا ہے اس سے یعنی واسطے سفر کے اور وطن میں اور بیان اس کا کہ قید ساتھ تین دن کے منسوخ ہے اور یا خاص ہے ساتھ سبب کے۔

٥١٤١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْأَضَاحِيِّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ لُحُوْمَ الْهَدْيِ.

۵۱۴۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانیوں کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے یعنی مکے سے اور کئی بار کہا کہ ہدیوں کا گوشت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے اور قائل قال غیر مرۃ کا علی بن عبداللہ ہے۔

٥١٤٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ غَآئِبًا فَقَدِمَ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ قَالُوْا هٰذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا فَقَالَ

۵۱۴۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ وہ غائب تھے یعنی کہیں سفر میں تھے سو سفر سے آئے سو ان کے آگے گوشت رکھا گیا کہ یہ ہماری قربانیوں کے گوشت سے ہے سو کہا کہ اس کو پیچھے ہٹائیں اس کو نہیں چکھوں گا یعنی نہیں کھاؤں گا پھر میں اٹھا اور گھر سے نکلا

أَخِرُوْهُ لَا أَذُوْقُهُ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى آتِيَ أَخِيْ أَبَا قَتَادَةَ وَكَانَ أَخَاهُ لِأُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ.

یہاں تک کہ میں اپنے بھائی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ بدری تھا اور وہ ان کا بھائی تھا ماں کی طرف سے سو میں نے اس سے یہ حال کہا تو اس نے کہا کہ تیرے بعد ایک کام نیا پیدا ہوا یعنی واسطے توڑ ڈالنے اس چیز کے کہ تھے منع کرتے اس سے کھانے گوشت قربانیوں کے سے تین دن کے بعد۔

فائدہ: احمد کی روایت میں ہے کہ کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع کرتے تھے یہ کہ کھائیں ہم گوشت اپنی قربانیوں کا تین دن سے زیادہ سو میں ایک سفر میں نکلا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور یہ قربانی سے چند روز بعد تھا سو میری بیوی میرے پاس چقندر لائی جس میں اس نے خشک گوشت ڈالا ہوا تھا سو اس نے کہا کہ یہ ہماری قربانیوں کے گوشت سے ہے تو میں نے اس سے کہا کہ ہم کو منع نہیں ہوا؟ تو اس نے کہا کہ رخصت دی گئی ہے واسطے لوگوں کے اس کے بعد سو میں نے اس کو سچا نہ جانا یہاں تک کہ میں نے اپنے بھائی قتادہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا پس ذکر کیا اس کو اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے واسطے اس کی رخصت دی اور روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور وجہ سے سو اس نے ٹھہرایا ہے قصے کو واسطے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھایا کرو تا کہ وسیع ہو تم کو اور البتہ حلال کرتا ہوں میں اس کو واسطے تمہارے سو کھاؤ اس سے جتنا چاہو بیان کیا اس حدیث میں وقت حلال کرنے کا اور یہ کہا کہ یہ حجۃ الوداع میں تھا اور شاید ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں سنا اور نیز اس میں بیان کیا سبب قید کرنے کا ساتھ تین دن کے اور یہ کہ وہ واسطے حاصل کرنے وسعت کے ہے ساتھ گوشت کے واسطے اس شخص کے جو قربانی نہ کرے۔ (فتح)

٥١٤٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِيْ قَالَ كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا.

۵۱۴۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے قربانی کرے تو نہ صبح کرے تیسرے دن کے بعد اور حالانکہ اس کے گھر میں اس سے کچھ چیز باقی ہو سو جب آئندہ سال ہوا تو کہا لوگوں نے یا حضرت! کیا کریں ہم جیسا ہم نے گزرے سال کیا تھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو اس واسطے کہ اس سال لوگوں کو مشقت تھی یعنی قحط کے سبب سے سو میں نے چاہا یہ کہ تم اس میں مدد کرو یعنی محتاجوں کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب آئندہ سال ہوا، الخ تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہی نویں سال میں تھی واسطے اس چیز کے کہ

دلالت کرتی ہے اس پر وہ چیز جو اس سے پہلے ہے کہ اجازت دسویں سال میں تھی، کہا ابن منیر نے کہ وجہ قول ان کے کی کیا ہم کریں جیسا ہم کرتے تھے باجودیکہ نہی تقاضا کرتی ہے استمرار کو اس واسطے کہ انہوں نے سمجھا کہ وارد ہوئی ہے یہ نہی اوپر سبب خاص کے سو جب محتمل ہوا عام ہونا نہی کا نزدیک ان کے یا خاص ہونا اس کا ساتھ سبب کے تو سوال کیا انہوں نے سوان کو ارشاد فرمایا کہ یہ خاص ہے ساتھ اس سال کے ساتھ سبب مذکور کے اور یہ جو فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ وجوب کھانے کے قربانی کے گوشت سے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے کہ وہ امر ہے بعد منع کے سو ہوگا واسطے اباحت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عام جب وارد ہو اوپر سبب خاص کے تو ضعیف ہو جاتی ہے دلالت عموم کی یہاں تک کہ نہیں باقی رہتا اپنی اصالت پر لیکن نہیں اقتصار کیا جاتا اوپر سبب کے اور یہ جو فرمایا کہ ذخیرہ کرو تو اس سے لیا جاتا ہے کہ ذخیرہ کرنا اور جمع رکھنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور البتہ وارد ہوا ہے ذخیرہ کرنے میں کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کے واسطے ایک سال کا خرچ جمع کرتے تھے اور ضمیر بیچ فیھا کے واسطے مشقت کے ہے جو مفہوم ہے جھد سے یا شدت سے۔ (فتح)

٥١٤٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهُ فَنَقْدَمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَا تَأْكُلُوْا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ وَلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۵۱۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم قربانی کے گوشت کو نمک لگاتے تھے پھر اس کو مدینے میں لا کر حضرت ﷺ کے آگے رکھتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ مگر تین دن اور نہیں ہے یہ نہی واسطے وجوب کے لیکن ارادہ کیا یہ کہ اس سے ہم محتاجوں کو کھلائیں، واللہ اعلم۔

فائدہ: نہ کھاؤ یعنی قربانی کے گوشت سے یہ صریح ہے بیچ نہی کے اس سے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ترمذی کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے قربانی کے گوشت سے منع فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں اور تطبیق یہ ہے کہ انہوں نے نہی تحریم کی نفی کی یعنی نہی تحریمی نہیں نہ مطلق نہی کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا اسی حدیث میں کہ یہ نہی وجوب کی نہیں اور پہلے گزر چکا ہے عابس کے طریق سے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے تین روز سے قربانی کے گوشت کھانے سے منع کیا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں کیا تھا اس کو مگر اس سال میں کہ لوگ اس میں بھوکے ہوئے تھے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ کھلائے مال دار محتاج کو اور واسطے طحاوی کے ہے اس وجہ سے کہ کیا حضرت ﷺ تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کو حرام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں

لیکن نہ قربانی کرتے تھے ان میں سے مگر تھوڑے سو کیا حضرت ﷺ نے یہ تا کہ قربانی کرنے والا کھلائے اس شخص کو جس نے قربانی نہیں کی اور اسی طرح ہے مسلم کی روایت میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق ان حدیثوں کے اس پر کہ نہیں تقیید ہے بیچ اس قدر گوشت کے کہ کفایت کرتا ہے کھلانے سے اور مستحب ہے واسطے قربانی کرنے والے کے کہ قربانی میں سے کچھ کھائے اور باقی لوگوں کو کھلائے بطور صدقہ کے اور ہدیہ کے اور شافعی رحمہ اللہ سے ہے کہ مستحب ہے تقسیم کرنا اس کا تین حصوں پر واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کھاؤ اور کھلاؤ اور صدقہ کرو کہا ابن عبدالبر نے کہ اس کا غیر کہتا تھا کہ مستحب ہے کہ آدھا آپ کھائے اور آدھا لوگوں کو کھلائے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو قربانی کرے تو چاہیے کہ اس سے کھائے لیکن یہ حدیث مرسل ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نہیں واجب ہے کھانا قربانی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امر بیچ اس کے واسطے اجازت کے ہے اور بعض سلف نے ظاہر امر کو لیا ہے اور بہر حال صدقہ کرنا قربانی سے سو صحیح یہ ہے کہ واجب ہے صدقہ کرنا قربانی سے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس پر نام اور اکمل یہ ہے کہ صدقہ کیا جائے ساتھ اکثر اس کے کی۔ (فتح)

٥١٤٥ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْأَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَاۤأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَأَمَّا الْاٰخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَاۤأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ

۵۱۴۵۔ حضرت ابو عبید سے روایت ہے کہ وہ قربانی کی عید کے دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا سو انہوں نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ سنایا سو کہا کہ اے لوگو! بے شک حضرت ﷺ نے تم کو منع کیا ہے ان دونوں عید کے روزے سے بہر حال ایک دونوں میں سے سو تمہارے روزہ افطار کرنے کا دن ہے اور بہر حال دوسرا سو وہ دن ہے کہ تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو، ابو عبید نے کہا یعنی ساتھ سند مذکور کے پھر میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا اور وہ دن جمعہ کا تھا سو خطبے سے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا سو کہا اے لوگو! یہ دن ہے کہ البتہ اس میں تمہارے واسطے دو عیدیں جمع ہوئیں یعنی ایک قربانی کا دن اور ایک جمعہ کا دن سو جو چاہے کہ انتظار کرے جمعہ کا اونچے گاؤں والوں سے تو چاہیے کہ انتظار کرے یعنی دیر کرے یہاں تک کہ جمعہ پڑھے اور جو چاہے کہ پھر جائے تو میں نے اس کو اجازت دی، کہا ابو عبید۔ پھر میں عید میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا سو انہوں نے خطے

الْعَوَالِیْ فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهٗ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُّهٗ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَعَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ أَبِیْ عُبَيْدٍ نَحْوَهٗ.

سے پہلے نماز پڑھی پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع فرمایا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے اور معمر سے زہری سے ابوعبید سے ہے مثل اس کی۔

فائدہ: یہ دن یعنی عید کا دن جمعہ کا دن تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع کیا ہے ان دونوں عید کے روزہ سے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہی ایک چیز سے جب ایک ہو جہت اس کی تو نہیں جائز ہے فعل اس کا مانند روزے کی دن عید کے اس واسطے کہ وہ جدا ہوتا ہے روزے سے سو نہیں ثابت ہوں گی اس میں دو جہتیں پس نہیں صحیح ہو گا برخلاف اس کے جب کہ متعدد ہو جہت مانند نماز پڑھنے کی چھینے ہوئے گھر میں اس واسطے کہ نماز ثابت ہے غیر چھینے ہوئے میں سو صحیح ہو گی چھینے ہوئے میں ساتھ تحریم کے اور عوالی جمع ہے عالیہ کی اور وہ چند گاؤں ہیں مدینے میں معروف اور یہ جو کہا کہ جو چاہے کہ پھر جائے تو میں نے اس کو اجازت دی تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ ساقط ہونے جمعہ کے اس شخص سے کہ عید کی نماز پڑھے جب کہ عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں اکٹھے ہوں اور محکی ہے احمد رحمہ اللہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول اس کا کہ میں نے اس کو اجازت دی نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ نہ پھرنے کے اور نیز پس ظاہر حدیث کا بیچ ہونے ان کے عوالی والوں سے یہ ہے کہ نہ تھے وہ ان لوگوں میں سے جن پر جمعہ واجب ہے واسطے دور ہونے ان کی جگہ کے مسجد نبوی سے اور البتہ وارد ہوئی ہے اصل مسئلے میں حدیث مرفوع اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع فرمایا ہے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو اس کے بعد نہ کھاؤ کہا قرطبی نے کہ اختلاف ہے بیچ اول تین دنوں کے جن میں ذخیرہ کرنا جائز تھا سو بعض نے کہا کہ اول ان کا قربانی کا دن ہے سو جو قربانی کرے بیچ اس کے جائز ہے اس کو کہ اس کے بعد دو دن گوشت رکھے اور جو اس کے بعد قربانی کرے وہ رکھے جو باقی رہا واسطے اس کے تین دنوں سے اور بعض نے کہا کہ اول اس کا وہ دن ہے جس میں قربانی کرے سو اگر قربانی کرے قربانی کے اخیر دن میں تو جائز ہے واسطے اس کے کہ اس کے بعد تین دن گوشت رکھے اور یہ جو کہا زیادہ تین سے تو احتمال ہے کہ لیا جائے اس سے کہ نہ حساب ہو وہ دن جس میں قربانی واقع ہو تین دن سے اور معتبر رکھی جائے رات کہا شافعی رحمہ اللہ نے شاید علی رضی اللہ عنہ کو اس کا منسوخ ہونا نہیں پہنچا اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو وقت جس میں علی رضی اللہ عنہ

نے یہ کہا ہو ساتھ لوگوں کے حاجت جیسے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں واقع ہوا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے سو کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطبہ پڑھا علی رضی اللہ عنہ نے مدینے میں اس وقت میں جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھیرے گئے تھے اور گنواروں کو فتنے نے مدینے کی طرف پناہ دی تھی سو پہنچی ان کو مشقت یعنی بھوک سو اسی واسطے کہا علی رضی اللہ عنہ نے جو کہا، میں کہتا ہوں کہ بہر حال خطبہ پڑھنا علی رضی اللہ عنہ کا بیچ وقت محصور ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سو نکالا ہے اس کو طحاوی نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور بہر حال حمل مذکور سو روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ میں نے تم کو منع کیا تھا تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے سے سو جمع رکھو جب تک کہ تم چاہو پھر تطبیق دی ہے طحاوی نے ساتھ مثل اس چیز کے کہ پہلے گزری اور احمد کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس کی رخصت معلوم تھی پھر باوجود اس کے خطبہ پڑھا ساتھ منع کے سو طریق تطبیق کا وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر قحط پڑے تو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنا منع ہے اور اگر قحط نہ ہو تو ثابت ہو چکی ہے رخصت ساتھ کھانے کے اور ذخیرہ کرنے کے اور صدقہ کرنے کے کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے احتمال ہے کہ تین دن سے زیادہ رکھنے کی نہی منسوخ ہو ہر حال میں، میں کہتا ہوں اور اس دوسرے قول کو لیا ہے متاخرین شافعیہ نے کہا رافعی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اب کسی حال میں حرام نہیں اور پیروی کی ہے اس کی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں اور حکایت کی ہے اس نے شرح مسلم میں جمہور علماء سے کہ وہ منسوخ کرنا سنت کا ہے ساتھ سنت کے کہا اس نے اور صحیح منسوخ ہونا نہی کا ہے مطلق اور یہ نہیں کہ باقی رہی ہے حرمت اور نہ کراہت سو مباح ہے اب ذخیرہ کرنا گوشت قربانی کا زیادہ تین دن سے اور کھانا جب تک کہ چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترجیح دی گئی ہے اس کو اس واسطے کہ لازم آتا ہے حرام کہنے سے کہ جب واقع ہو قحط تو واجب ہو کھلانا محتاج کو اور رالبتہ قائم ہوئی ہیں دلیلیں نزدیک شافعیہ کے اس پر کہ نہیں واجب ہے مال میں کوئی حق سوائے زکوٰۃ کے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے جو موافق ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کو سو کہا اس نے کہ نہیں خلاف ہے درمیان فقہاء مسلمانوں کے بیچ اس کے کہ جائز ہے کھانا قربانی کے گوشت کو زیادہ تین دن سے اور یہ کہ یہ نہی اس سے منسوخ ہے اسی طرح مطلق کہا ہے اس نے اور نہیں ہے جید سو البتہ کہا ہے قرطبی نے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی نص ہے اس پر کہ منع علت کے واسطے تھا سو جب علت دور ہوئی تو منع بھی دور ہوا واسطے دور ہونے موجب اس کے سو متعین ہوا لینا ساتھ اس کے اور ساتھ پھرے گا حکم ساتھ پھرنے علت کے سو اگر قربانی کے زمانے میں کسی شہر والوں کے پاس محتاج لوگ آئیں اور اس شہر والوں کے پاس گنجائش نہ ہو کہ بند کریں ساتھ اس کے ان کے فاقے کو مگر قربانیاں تو متعین ہوتا ہے اس پر یہ کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں، میں کہتا ہوں اور قید کرنا ساتھ تین دن کے واقعہ ایک حال کا ہے نہیں تو اگر نہ بند ہو فاقہ مگر ساتھ تفرقہ تمام کے تو لازم آتا ہے اس

تقریر پر نہ رکھنا اگرچہ ایک رات میں ہو اور البتہ حکایت کی ہے رافعی نے بعض شافعیہ سے کہ حرام ہونا علت کے واسطے تھا سو جب علت دور ہوئی تو حکم بھی دور ہوا لیکن نہیں لازم آتا پھرنا حکم کا وقت پھرنے علت کے میں کہتا ہوں اور اس کو انہوں نے بعید جانا ہے اور نہیں ہے بعید اس واسطے کہ اس کے صاحب نے نظر کی ہے اس کی طرف کہ فاقہ نہ بند ہوا تھا اس دن مگر ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی اور آج تو قربانی کے گوشت کے سوائے اور چیز سے ہے فاقہ بند ہو سکتا ہے سو نہ پھرے گا حکم مگر اگر فرض کیا جائے کہ فاقہ نہیں بند ہوتا ہے مگر قربانی کے گوشت سے اور یہ نہایت کم یاب ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے شافعی سے کہ نہی تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت سے واسطے تنزیہ کے ہے کہا اور وہ مانند امر کی ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ﴾ اور کہا مہلب نے کہ یہی ہے صحیح واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ یہ وجوب کے واسطے نہیں، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے اس پر کہ نہی تین دن سے زیادہ کھانے سے خاص ہے ساتھ قربانی کرنے والے کے اور بہر حال جس کو ہدیہ بھیجا گیا یا جس پر صدقہ کیا گیا تو یہ نہی اس کے واسطے نہیں واسطے مفہوم قول اس کے کی اپنی قربانی سے اور آئی ہے بیچ حدیث زبیر رضی اللہ عنہ کے نزدیک احمد رحمہ اللہ علیہ کے وہ چیز جو اس کو فائدہ دیتی ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا بتلائیں تو کہ البتہ منع ہوا ہے مسلمانوں کو یہ کہ تین دن سے زیادہ اپنی قربانی کا گوشت کھائیں سو کس طرح کریں ہم ساتھ اس چیز کے کہ ہم کو تحفہ بھیجی جائے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم کو تحفہ بھیجا جائے سو جو چاہو سو کرو ساتھ اس کے سو یہ نص ہے ہدیہ میں اور بہر حال صدقہ سو نہیں روک ہے محتاج پر بیچ تصرف کرنے کے اس چیز میں کہ تحفہ بھیجا جائے اس واسطے کہ مقصود یہ ہے کہ واقع ہو سلوک مال دار سے واسطے محتاج کے اور البتہ حاصل ہو چکا ہے۔ (فتح)

٥١٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا مِنَ الْأَضَاحِيِّ ثَلَاثًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِيْنَ يَنْفِرُ مِنْ مِّنًى مِنْ أَجْلِ لُحُوْمِ الْهَدْيِ.

۵۱۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ قربانی کے گوشت سے تین دن فقط اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کھاتے روٹی ساتھ تیل زیتون کے جب کہ نکلتے منیٰ سے بسبب ہونے گوشت ہدی کے یعنی تین دن کے بعد ہدی کا گوشت نہ کھاتے تیل کے ساتھ روٹی کھاتے۔

فائدہ: یعنی نہ کھاتے گوشت کو واسطے تمسک کرنے کے ساتھ امر مذکور کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا حدیث کے اخیر میں من اجل لحوم الاضاحی یعنی نہ کھاتے گوشت بسبب ہونے اس کے گوشت ہدی کا اس

واسطے کہ ہدی بھی قربانی سے ہے اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی منع کے بعد اجازت نہیں پہنچی اور بہر حال تعبیر کرنا اس کا حدیث میں ساتھ ہدی کے سو احتمال ہے کہ قربانی کے گوشت کو ہدی کا گوشت کہا ہو اس مناسبت سے کہ وہ منیٰ میں تھا اور ان حدیثوں میں بہت فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے منسوخ کرنا بھاری چیز کا ساتھ ہلکی چیز کے اس واسطے کہ تھے ذخیرہ کرتے گوشت قربانی کے سے تین دن کے بعد اس قسم سے ہے کہ بھاری ہوتی ہے قربانی کرنے والوں پر اور اجازت ذخیرہ کرنے میں ہلکا ہے اس سے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نسخ نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ ثقیل تر کے واسطے خفیف تر کے اور عکس کیا ہے اس کا ابن عربی نے اس گمان سے کہ اجازت ساتھ ذخیرہ کرنے کے منسوخ ہے ساتھ نہی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ذخیرہ کرنا مباح تھا ساتھ برأت اصلی کے سو نہی اس سے نہیں ہے نسخ اور بر تقدیر اس کے کہ نسخ ہو تو اس میں منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت کے اس واسطے کہ کتاب میں اجازت ہے ساتھ کھانے اس کے بغیر قید کرنے کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ﴾ اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ وہ نسخ نہیں تخصیص ہے اور یہی ہے اظہر۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀
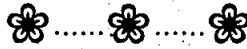
بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

کتاب ہے شرابوں کے بیان میں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور تیر فال کے پلید کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے آیت کو اور چار حدیثوں کو جو متعلق ہیں ساتھ حرام کرنے شراب کے اور یہ اس واسطے کہ بعض شراب حلال ہیں اور بعض حرام سو نظر کی جائے بیچ حکم ہر ایک کے دونوں میں سے پھر بیچ آداب کے جو متعلق ہیں ساتھ پینے کے سو اول حرام کو بیان کرنا شروع کیا واسطے کم ہونے اس کے بہ نسبت حلال کے سو جب پہچانا گیا جو حرام ہے تو جو سوائے اس کے ہوگا وہ حلال ہوگا اور میں نے بیان کیا ہے بیچ تفسیر آیت کے وہ وقت جس میں یہ آیت اتری اور یہ کہ وہ فتح کے سال تھا فتح سے پہلے اور شاید مصنف نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے طرف بیان سبب کے بیچ نازل ہونے اس کے اور اس کا بیان تفسیر مائدہ میں گزر چکا ہے اور روایت کی ہے نسائی اور بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اترا حرام کرنا شراب کا انصار کے دو قبیلوں میں تو انہوں نے شراب پی سو لوگ بیہوش ہو گئے تو بعض نے بعض کے ساتھ بیہودہ کام کیا پھر جب ہوش میں آئے تو مرد اپنے منہ اور سر میں اثر دیکھنے لگا کہ یہ کام میرے ساتھ فلانے بھائی نے کیا ہے اور آپس میں بھائی تھے ان کے دلوں میں کینہ نہ تھا سو کہتا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میرے ساتھ مہربان ہوتا تو میرے ساتھ یہ نہ کرتا یہاں تک کہ واقع ہوا ان کے دلوں میں کینہ سو اللہ نے یہ آیت اتاری اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا منتھون تک سو کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ پلید ہے اور فلانے کے پیٹ میں ہے اور حالانکہ وہ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا سو اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ مُحْسِنِيْنَ تک اور واقع ہوئی ہے یہ زیادتی انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو بخاری میں ہے کما مضٰی اور نیز واقع ہوئی ہے نزدیک ترمذی کے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک احمد کے کہ جب شراب حرام ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت! ہمارے ساتھی جو مر گئے وہ اس کو پیتے تھے اور اس کی سند صحیح ہے اور نزدیک بزار کے ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جنہوں نے اس

سے پوچھا تھا وہ یہود تھے اور بیچ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو ذکر کی ہے میں نے مائدہ کی تفسیر میں مانند پہلی کے ہے اور اس کے اخیر میں زیادہ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان پر حرام ہوتا تو البتہ اس کو چھوڑ دیتے جیسے کہ تم نے چھوڑا کہا ابو بکر رازی نے احکام قرآن میں کہ مستفاد ہوتا ہے حرام ہونا شراب کا اس آیت سے نام رکھنے اس کے سے رجس یعنی آیت میں اس کو رجس کہا اور البتہ نام لیا گیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کا کہ اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر اور وہ گوشت سور کا ہے اور ہونے اس کے سے عمل شیطان کا اس واسطے کہ جب ہو کام شیطان کا تو حرام ہوتا ہے کھانا اور امر سے ساتھ بچنے کے اس سے اور امر واسطے وجوب کے ہے اور جس چیز سے پرہیز واجب ہے اس کا کھانا حرام ہوتا ہے اور مستفاد ہوتا ہے حرام ہونا اس کا فلاح سے جو مرتب ہے اوپر اجتناب کے اور ہونے پینے اس کے سے سبب واسطے بغض اور عداوت کے درمیان مسلمانوں کے اور لین دین اس چیز کا کہ اس کو واقع کرے حرام ہے اور ہونے اس کے کہ روکتا ہے اللہ کے ذکر سے اور نماز سے اور ختام آیت کے سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ اس واسطے کہ وہ استفہام ہے اس کے معنی منع کرنا اور جھڑکنا ہے اور اسی واسطے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو سنا تو کہا ہم باز آئے ہم باز آئے اور روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب شراب کا حرام کرنا اترا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بعض بعض کی طرف چلے سو انہوں نے کہا کہ حرام ہوئی شراب اور ٹھہرائی گئی برابر شرک کے کہا گیا یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ﴾ یہ اس واسطے کہ بت اور تیز فال کے شیطان کے کام سے ہیں ساتھ زینت دینے شیطان کے سو منسوب کیا گیا عمل طرف اس کی کہا ابولیث سمرقندی نے کہ معنی یہ ہیں کہ جب اترا اس میں یہ کہ وہ پلید ہے شیطان کا کام ہے اور حکم کیا گیا ساتھ بچنے کے اس سے تو برابر ہوا اللہ کے اس قول کو ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ﴾ یعنی بچو پلیدی سے بتوں سے اور ذکر کیا ہے ابو جعفر نحاس نے کہ استدلال کیا ہے بعض نے واسطے حرام ہونے شراب کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ اور البتہ اللہ نے فرمایا ہے شراب اور جوئے میں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور منافع ہیں واسطے لوگوں کے سو جب اللہ نے خبر دی کہ خمر میں بڑا گناہ ہے پھر تصریح کی ساتھ حرام ہونے گناہ کے تو ثابت ہوا حرام ہونا شراب کا ساتھ اس کے کہا اس نے اور قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ شراب کا نام گناہ رکھا جاتا ہے نہیں پائی میں نے واسطے اس کے اصل نہ حدیث میں نہ لغت میں اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا شراب کا خمر اس واسطے کہ وہ ڈھانکتا ہے عقل کو اور مختلط کرتا ہے یعنی اس کو رلا ملا دیتا ہے یا اس واسطے کہ وہ ڈھانکا جاتا ہے یہاں تک کہ جوش مارتا ہے یا اس واسطے کہ وہ خمیر ہو جاتا ہے وسیاتی بسطة انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۵۱۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا ۔ ۵۱۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دنیا میں شراب پیئے گا پھر بغیر توبہ کے اس سے مر جائے گا وہ آخرت میں بہشت کی شراب سے بے نصیب ہوگا۔

فائدہ: ثم لم یتب منها یعنی پھر توبہ کی اس کے پینے سے اور مسلم نے اس حدیث کے اول میں اتنا زیادہ کیا ہے کل مسکر خمر و کل مسکر حرام کہا خطابی اور بغوی نے شرح السنہ میں کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا اس واسطے کہ خمر بہشتیوں کی شراب ہے سو جب وہ اس کے پینے سے بے نصیب ہوا تو دلالت کی اس نے کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ وعید شدید ہے دلالت کرتی ہے اوپر محروم ہونے کے بہشت کے داخل ہونے سے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بہشت میں شراب کہ نہریں ہیں لذت واسطے پینے والوں کے اور یہ کہ نہ اس سے ان کا سر دکھے گا اور نہ بیہوش ہوں گے سو اگر بہشت مین داخل ہو اور معلوم کرے کہ اس میں شراب ہے یا یہ کہ اس سے محروم ہے واسطے سزا کے تو لازم آئے گا واقع ہونا تشویش اور غم کا بہشت میں اور نہیں ہے تشویش بیچ اس کے اور نہ غم اور اگر اس کو ہونا اس کا بہشت میں معلوم نہ ہو اور نہ یہ کہ محروم ہو وہ اس سے واسطے سزا کے تو اس کو اس کے نہ ہونے کا غم نہ ہوگا سو اسی واسطے کہا ہے بعض اس شخص نے جو پہلے گزرا کہ وہ بہشت میں بالکل داخل نہیں ہوگا کہا اور یہ مذہب پسند نہیں ہے کہا اس نے اور محمول ہے حدیث نزدیک اہل سنت کے اس پر کہ نہ وہ اس میں داخل ہوگا اور نہ شراب پیئے گا مگر یہ کہ اللہ اس سے معاف کرے جیسا کہ باقی کبیرے گناہوں میں ہے اور وہ اللہ کی مشیت اور چاہنے میں ہے کہا اس نے اور جائز ہے کہ بہشت میں داخل ہو ساتھ معافی کے اور نہ پیئے اس میں شراب کو اور نہ اس کو اس کی خواہش ہو اگرچہ معلوم ہو اس کو موجود ہونا اس کا بہشت میں اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا اگرچہ بہشت میں داخل ہو تو اور بہشتی لوگ اس کو پہنیں گے اور وہ اس کو نہیں پہنے گا روایت کیا ہے اس کو طیالسی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور قریب ہے اس سے حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو میری امت سے مر جائے اور حالانکہ وہ شراب پیتا ہو تو حرام کرتا ہے اس پر اللہ پینا اس کا بہشت میں نکالا ہے اس کو احمد نے ساتھ سند حسن کے اور تلخیص کیا ہے عیاض نے ابن عبدالبر کی کلام کو اور زیادہ کیا ہے اور احتمال اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ محروم ہونے اس کے کی اس کے پینے سے یہ ہے کہ وہ ایک مدت تک بہشت سے روکا جائے گا جب چاہے گا اللہ اس کے سزا کو اور مثل اس کی ہے حدیث دوسری کہ بہشت کی بو نہ پائے گا کہا ابن عربی نے کہ ظاہر دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ وہ نہ پیئے گا شراب کو بہشت میں اور نہ پہنے گا ریشمی کپڑا بیچ اس کے اور یہ اس واسطے کہ

اس نے جلدی چاہا جو حکم کیا گیا ساتھ تاخیر اس کے کی اور وعدہ کیا گیا ساتھ اس کے سو محروم ہوا اس سے بیچ وقت اس کے کی مانند وارث کی اس واسطے کہ جب وہ اپنے مورث کو مار ڈالے تو محروم ہوتا ہے اس کی میراث سے واسطے جلدی کرنے اس کے کی اور ساتھ اس کے قائل ہیں چند اصحاب اور علماء اور یہ جگہ احتمال کی ہے اور محل اشکال کا اور اللہ جانتا ہے کہ کیا حال ہوگا اور تفصیل کی ہے بعض متاخرین نے سو کہا کہ جو اس کو حلال جان کر پیئے وہ اس کو کبھی نہ پیئے گا اس واسطے کہ وہ کبھی بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ داخل ہونا بہشت میں مستلزم ہے اس سے محروم ہونے کو اور جو شخص اس کو حرام جان کر پیئے تو محل خلاف کا ہے اور وہ شخص وہ ہے جو ایک مدت اس کے پینے سے محروم ہوگا اگرچہ اس کے عذاب کرنے کی حالت میں ہو سو اگر عذاب کیا جائے یا معنی یہ ہیں کہ یہ جزا اس کی ہے اگر جزا دیا جائے، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ کبیرہ گناہوں کو اتار ڈالتی ہے اور وہ بیچ توبہ کرنے کے کفر سے قطعی ہے یعنی توبہ کا کفر کو اتار ڈالنا قطعی اور یقینی بات ہے اور کفر کے سوائے اور گناہوں میں اختلاف ہے درمیان اہل سنت کے کہ کیا وہ قطعی ہے یا ظنی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے قوی تر یہ ہے کہ وہ ظنی بات ہے اور کہا قرطبی نے کہ جو استقرا کرے شریعت کو وہ معلوم کر لے گا کہ اللہ سچی توبہ کو قطعاً قبول کرتا ہے اور سچی توبہ کے واسطے کئی شرطیں ہیں جن کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ حدیث باب کے اوپر صحیح ہونے توبہ کے بعض گناہوں سے سوائے بعض کے اور اس حدیث میں ہے کہ وعید شامل ہے اس شخص کو جو پیئے شراب کو اگرچہ نہ حاصل ہو واسطے اس کے نشہ اس واسطے کہ مرتب کیا ہے وعید کو حدیث میں اوپر مجرد پینے کے بغیر قید کے اور اس پر اجماع ہے بیچ اس شراب کے جو بنایا جاتا ہے انگور کے نچوڑ سے اور اسی طرح اس چیز میں کہ نشہ کرے غیر اس کے سے اور لیکن جو نشہ کرے غیر اس کے سے تو حکم اس میں اسی طرح ہے نزدیک جمہور کے اور لیا جاتا ہے قول حضرت ﷺ کے سے ثم لم یتب منھا کہ توبہ مشروع ہے سب عمر میں جب تک کہ حلق میں جان نہ پہنچے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر ثم تراخی سے اور نہیں ہے جلدی کرنا طرف توبہ کی شرط اس کے قبول ہونے میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥١٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ

۵۱۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کی رات بیت المقدس میں حضرت ﷺ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب سے اور ایک پیالہ دودھ سے سو حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا پھر دودھ کو لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سب تعریف اللہ کو جس نے آپ کو پیدائشی دین کی طرف راہ دکھلائی اور اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی متابعت کی ہے اس کی ان چاروں نے زہری سے۔

أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَّابْنُ الْهَادِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ یہ پیالے حضرت ﷺ کے سامنے بیت المقدس میں لائے گئے او رواقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ طرف بیت المقدس کی اور نہیں ہے صریح بیچ اس کے واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ مراد تعیین کرنا اس رات کا ہو جس میں پیالے آپ کے سامنے لائے گئے نہ محل اس کا اور یہ جو فرمایا کہ اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو یہ محل ترجمہ کا ہے کہا ابن عبدالبر نے احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے شراب سے نفرت کی ہو اس واسطے کہ آپ کو فراست سے معلوم ہوا کہ وہ حرام ہو جائے گی اس واسطے کہ وہ اس وقت مباح تھی اور نہیں ہے کوئی مانع جدا ہونے دو مباح چیزوں کے سے جو مشترک ہوں اصل اباحت میں اس میں کہ ایک حرام ہو جائے گا اور ایک بدستور مباح رہے گا میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ نفرت کی ہو اس سے اس واسطے کہ آپ کو اس کے پینے کی عادت نہ تھی سو موافق ہوئی طبع آپ کی کو وہ چیز جو واقع ہو گی حرام ہونے اس کے سے اس کے بعد واسطے حفاظت کے اللہ سے واسطے آپ کے اور اختیار کیا دودھ کو واسطے ہونے اس کے کی مالوف آپ کے لیے سہل ستھرا پاک رچتا پینے والوں کو سلیم عافیت والا برخلاف شراب کے بیچ ان چیزوں کے اور مراد ساتھ فطرت کے اس جگہ استقامت ہے دین حق پر اور حدیث میں مشروع ہونا حمد کا ہے وقت حاصل ہونے اس چیز کے کہ تعریف کی جائے اور دفع کرنے اس چیز کے کہ اس سے عذر کیا جائے اور یہ جو کہا کہ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو احتمال ہے کہ لیا ہے اس کو طریق فال سے یا ان کو پہلے سے اس کا علم ہو اور یہ ظاہر تر ہے۔ (فتح)

٥١٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا لَّا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ غَيْرِيْ قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَّظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَّاحِدٌ.

٥١٤٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے حدیث سنی نہیں بیان کرتا تم کو اس کے ساتھ کوئی میرے علاوہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے ہے کہ جہالت یعنی بے علمی ظاہر ہو گی اور علم کم ہو جائے گا یعنی علماء مر جائیں گے اور حرام کاری ظاہر ہو گی اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بڑھ جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد خبر لینے والا رہ جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ قیامت کی نشانیوں سے شراب کا بہت پینا

ہے مانند باقی سب چیزوں کے کہ حدیث میں مذکور ہیں۔

۵۱۵۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلَانِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

۵۱۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں پیتا شراب کو جب کہ اس کو پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چور جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو عبدالملک نے کہ ابو بکر اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا تھا پھر کہتا کہ ابو بکر لاحق کرتا تھا ساتھ ان کے یہ لفظ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کرتا تھا کہ نہیں اچک لیتا قدر والی چیز کو کہ لوگ اس میں اپنی آنکھوں کو اس کی طرف اٹھائیں جب کہ اچک لیتا ہے اس کو اور حالانکہ وہ ایماندار ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا ابن بطال نے کہ یہ اشد چیز ہے جو وارد ہوئی ہے بیچ شراب کے اور ساتھ اس کے استدلال کیا ہے خوارج نے سو کافر کہا ہے انہوں نے کبیرے کے مرتکب کو جو عالم اور عابد ہو ساتھ تحریم کے اور حمل کیا ہے اہل سنت نے اس جگہ ایمان کو کامل پر اس واسطے کہ گنہگار ہو جاتا ہے ناقص تر حال ایمان میں اس شخص سے کہ نہ گنہگار ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کے فاعل کا انجام کار ایمان جاتا رہے جیسا کہ واقع ہوا ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بچو شراب سے کہ وہ ماں ہے پلیدیوں کی اور اس میں ہے کہ جمع نہیں ہوتا وہ اور ایمان مگر کہ قریب ہے کہ ایک اپنے ساتھی کو نکال ڈالے اخرجہ البیہقی مرفوعا کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ان حدیثوں کو جو شامل ہیں اوپر وعید شدید کے اس باب میں تا کہ ہو عوض ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وعید میں قدر زائد ہے تحریم پر۔ (فتح)

بَابُ الْخَمْرُ مِنَ الْعِنَبِ.

شراب انگور سے ہے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ہے رد کرنا کوفیوں پر اس واسطے کہ انہوں نے انگور کے پانی اور اس کے غیر کے درمیان فرق کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں حرام ہے غیر انگور سے مگر قدر مسکر خاص اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ شراب خاص انگور کا پانی ہے اور بس لیکن بیچ استدلال کرنے بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یعنی جس کو وارد کیا ہے باب میں کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ مدینے میں اس سے کچھ چیز نہ تھی اس پر کہ جتنے نبیذ اس وقت تھے ان کا نام خمر رکھا جاتا تھا نظر ہے بلکہ دلالت کرنا اس کا اس پر کہ خمر خاص انگور سے ہے لائق تر ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی اور البتہ انگور کے سوائے اور نبیذ اس وقت مدینے میں موجود تھی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نبیذوں کا نام شراب نہیں رکھا جاتا مگر یہ کہ کہا جائے کہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اتارا جاتا ہے اوپر جواب اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے شراب مگر انگور سے سو کہا جائے گا کہ البتہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ مدینے میں انگور کی شراب سے کچھ چیز نہ تھی بلکہ تھی موجود اس میں شرابوں سے وہ چیز جو بنائی جاتی تھی کچھ کھجور اور خشک کھجور سے اور مانند اس کی اور اصحاب نے خمر کے حرام ہونے سے ان سب شرابوں کا حرام ہونا سمجھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ جلدی کرتے طرف بہانے شرابوں کے کی، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے اور جو اس کے بعد ہے کہ خمر بولا جاتا ہے اس چیز پر جو بنائی جاتی ہے انگور کے نچوڑ سے اور نیز خمر بولا جاتا ہے اوپر نبیذ کچی اور خشک کھجور کے اور نیز بولا جاتا ہے اس چیز پر جو بنائی جاتی ہے شہد سے سو ان میں سے ہر ایک کے واسطے جدا جدا باب باندھا اور نہیں ارادہ کیا اس نے حصر تسمیہ کا انگور میں ساتھ دلیل اس چیز کے کہ وارد کیا ہے اس کو اس کے بعد اور احتمال ہے کہ پہلے باب سے مراد حقیقت ہو اور جو اس کے سوائے ہے اور اس کے ساتھ مجاز ہو اور اول ظاہر تر ہے اس کی کاری گری سے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ارادہ کیا ہے اس نے بیان کرنا ان چیزوں کا کہ وارد ہوئی ہیں ان میں حدیثیں اس کی شرط پر واسطے اس چیز کے کہ بنائی جاتی اس سے شراب سو شروع کیا ساتھ انگور کے واسطے ہونے اس کے متفق علیہ پھر اس کے بعد کچی اور خشک کھجور کو بیان کیا اور جو حدیث کہ وارد کی ہے اس میں انس رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے مراد لیکن نہایت پھر تیسرا باب شہد کے ساتھ باندھا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ کچی اور خشک کھجور کے پھر اس کے بعد عام باب باندھا جو شامل ہے اس کو اور اس کے غیر کو اور وہ یہ ہے کہ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے، واللہ اعلم۔ اور اس میں اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کے کی جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع آئی ہے کہ شراب ان دو درختوں سے ہے یعنی انگور اور کھجور سے یا یہ کہ نہیں مراد ہے ساتھ اس کے حصر بیچ ان دونوں کے اور نچوڑ انگور کے حرام ہونے پر اجماع ہے جب کہ جوش مارے اور گاڑھا ہو جائے کہ حرام ہے پینا اس کا تھوڑا ہو یا بہت بالاتفاق اور حکایت کی ہے ابن قتیبہ نے بعض اہل علم سے جو دیوانے ہیں کہ نہی اس سے واسطے کراہت کے ہے اور یہ قول ہے چھوڑا گیا نہیں التفات ہے طرف قائل اس کے کی اور حکایت کی ہے

ابونحاس نے ایک قوم سے کہ حرام وہ چیز ہے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور جس میں اختلاف ہے وہ حرام نہیں اور یہ بڑی بات ہے لازم آتا ہے اس سے حلال ہونا ہر اس چیز کا جس کے حرام ہونے میں اختلاف ہے اگرچہ خلاف کی سند واہی ہو اور نقل کیا ہے طحاوی نے بیچ اختلاف علماء کے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہ شراب ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور نشہ والی چیز اس کے غیر سے حرام ہے اور نہیں مانند حرام ہونے شراب کے کی اور نبیذ جو پکایا گیا ہو نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے خواہ کسی چیز سے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام اس سے وہ قدر ہے جو نشہ لائے اور ابو یوسف سے ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ نقیع کے ہر چیز سے اگرچہ جوش مارے مگر منقہ اور خشک کھجور اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو محمد نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہ جو چیز کہ بہت پینے سے نشہ لائے سو محبوب تر میری طرف یہ ہے کہ میں اس کو نہ پیتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں کہا ثوری نے کہ مکروہ رکھتا ہوں نقیع تمر کو اور نقیع منقہ کو جب کہ جوش مارے اور نقیع شہد کا نہیں ڈر ہے اس کے ساتھ۔ (فتح)

٥١٥١ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا شَيْءٌ.

٥١٥١ ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی۔

فائدہ: احتمال ہے کہ نفی کی ہو اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ مقتضا اس چیز کے کہ ان کو معلوم تھی یا ارادہ کیا ہو مبالغہ کا بسبب کم ہونے اس کے کی اس وقت مدینے میں سو بولا نفی کو واسطے مبالغہ کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول انس رضی اللہ عنہ کا جو مذکور ہے باب میں کہ ہم نہ پاتے تھے شراب انگور کی مگر تھوڑی اور احتمال ہے کہ ہو مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور نہیں تھی اس سے مدینے میں کچھ چیز یعنی نچوڑی جاتی اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تفسیر میں کہ اترا حرام ہونا شراب کا اور البتہ مدینے میں اس وقت پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی اور حمل کیا ہے اس نے اس چیز پر کہ مدینے میں بنائی جاتی تھی نہ اس چیز پر جو اس کی طرف کھینچی جاتی تھی اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ اترا حرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی سو ان کے معنی یہ ہیں کہ وہ بنائی جاتی تھی اس وقت ان پانچ چیزوں سے جو مذکور ہیں شہروں میں نہ خاص مدینے میں کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

٥١٥٢ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا

٥١٥٢ ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حرام ہوئی ہم پر شراب جب کہ حرام ہوئی اور نہیں پاتے تھے ہم مدینے میں شراب انگور کی مگر تھوڑی اور ہماری اکثر شراب کچی اور خشک

الْخَمْرُ حِينَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

کھجور سے تھی۔

فائدہ: یعنی نبیذ جو شراب ہو جاتی تھی وہ اکثر کچی اور خشک کھجور سے بنائی جاتی تھی اور بسر اور تمر مجاز ہے شراب سے جو ان دونوں سے بنائی جاتی تھی یا اس میں حذف ہے تقدیر اس کی کہ عامہ اصل شراب کا اور آئندہ باب میں انس رضی اللہ عنہ سے آئے گا کہ حرام ہوئی شراب اور شراب اس وقت کچی کھجور کی تھی اور روایت کی ہے نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منقہ اور خشک کھجور یہی ہے شراب اور اس کی سند صحیح ہے اور ظاہر اس کا حصر ہے لیکن مراد مبالغہ ہے اور وہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ مدینے میں موجود تھی کما تقدم فی حدیث انس رضی اللہ عنہ اور کہا گیا ہے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو خاص کرتا ہے شراب کے نام کو ساتھ اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اور کہا گیا کہ مراد اس کی ہے کہ حرام ہونا نہیں خاص ہے ساتھ اس شراب کے جو بنائی جاتی ہے انگور سے بلکہ ہر شراب اس کو تحریم میں شریک ہے اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور یہ ظاہر تر ہے، واللہ اعلم۔

٥١٥٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي حَيَّانَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

۵۱۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے سو کہا بعد حمد اور صلوۃ کے اترا حرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور خشک کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے۔

بَابٌ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ.

اترا حرام ہونا شراب کا اور حالانکہ وہ کچی اور خشک کھجور سے تھی یعنی بنائی جاتی تھی یا پکڑی جاتی تھی۔

٥١٥٤ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ

۵۱۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوعبیدہ اور ابوطلحہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کچی اور خشک کھجور کی شراب پلاتا تھا سو ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ البتہ شراب حرام ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اٹھ اے انس! سو اس کو بہا ڈال سو میں نے اس کو بہا ڈالا۔

حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ قُمْ يَا أَنَسُ
فَأَهْرِقْهَا فَأَهْرَقْتُهَا.

فائدہ: فضیخ نام ہے کچی کھجور کا جب کہ توڑ کر بھگوئی جائے اور زہو کچی کھجور کو کہتے ہیں جو سرخ یا زرد ہو پہلے اس سے کہ پکے اور کبھی بولا جاتا ہے فضیخ اوپر خلیط کچی اور پکی کھجور کے جیسے کہ بولا جاتا ہے اوپر خلیط بسر اور تمر کے اور کبھی صرف خشک کھجور پر بولا جاتا ہے جیسا کہ باب کی اخیر روایت میں ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک احمد کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں تھی شراب ان کی اس وقت مگر کچی اور خشک کھجور اس حال میں کہ دونوں ملی ہوئی تھیں اور واقع ہوا ہے مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ پلاتا تھا میں ان کو پکھال سے کہ اس میں بسر اور تمر کا خلیط تھا اور یہ جو کہا کہ ان کے پاس کوئی آنے والا آیا تو ایک روایت میں ہے کہ میں ان کو پلاتا تھا یہاں تک کہ شراب نے ان میں اثر کیا اور ان کے سر جھکنے لگے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے پکارا اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی پکارنے والا پکارتا ہے کہ بے شک شراب حرام ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکل اور دیکھ کیسی آواز ہے؟ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ کیا تم کو خبر پہنچی؟ انہوں نے کہا اور وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ البتہ شراب حرام ہوئی اور احتمال ہے کہ پکارنے والا یہی مرد ہو اور احتمال ہے کہ اس کا غیر ہو اور منادی سے سن کر ان کو خبر دی ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہ سوال کیا انہوں نے اس سے اور نہ پھر پیا اس کو بعد خبر دینے مرد کے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں سو جاری ہوئی شراب مدینے کے کوچوں میں اور اس میں اشارہ ہے طرف پے در پے بہانے مسلمانوں کے شراب کو جس جس کے پاس تھی یہاں تک کہ جاری ہوئی کوچوں میں کثرت سے کہا قرطبی نے تمسک کیا ہے ساتھ اس زیادتی کے اس شخص نے جو قائل ہے کہ انگور کی شراب ناپاک نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے پاخانے پھرنے سے راہوں میں سو اگر وہ شراب حرام ہوتی تو نہ برقرار رکھتے ان کو اوپر بہانے اس کے کی راہوں میں یہاں تک کہ جاری ہو اور جواب یہ ہے کہ قصد ساتھ بہانے کے تھا واسطے مشہور کرنے تحریم اس کی کے سو جب تحریم اس کی مشہور ہوئی تو یہ ابلغ ہوگئی سو اٹھائے گی ملکے مفسدے کو دونوں سے واسطے حاصل ہونے مصلحت کے جو حاصل ہونے والی ہے اشتہار سے اور احتمال ہے کہ بہائی گئی ہو نیچے راہوں میں اس طور سے کہ گرے گڑھوں اور نالوں میں سو ہلاک ہو اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو روایت کی ہے ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند جید کے بیچ قصے بہانے شراب کے کہا سو بہائی گئی شراب یہاں تک کہ نالے کے اندر اتری اور تمسک ساتھ عموم امر کے ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے کافی ہے بیچ قول کے ساتھ ناپاک ہونے اس کے کی۔ (فتح)

٥١٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ

٥١٥٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قوم میں

أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيخَ فَقِيلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوا أَكْفِئْهَا فَكَفَأْتُهَا قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ.

کھڑا تھا اپنے چچوں کو پلاتا تھا فضیخ کہ کچی کھجور کی شراب کا نام ہے اور میں ان سب میں چھوٹا تھا سو کہا گیا کہ حرام ہوئی شراب سو انہوں نے کہا کہ الٹا دے شراب کے برتنوں کو سو ہم نے ان کو الٹایا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان کی شراب کیا تھی کہ تازہ کھجوریں اور خشک کھجوریں؟ سو کہا ابوبکر بن انس نے کہ تھی فضیخ شراب ان کی اس وقت اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بعض اصحاب نے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ اس وقت ان کی شراب فضیخ تھی۔

فائدہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ ابوبکر بن انس حاضر تھا نزدیک انس رضی اللہ عنہ کے جب کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حدیث بیان کی سو شاید انس رضی اللہ عنہ نے اس وقت ان کو یہ زیادتی بیان نہ کی یا بھول سے یا اختصار سے سو ذکر کیا اس کو اس کے بیٹے ابوبکر نے اور انس رضی اللہ عنہ نے اس کو اس پر برقرار رکھا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا قائل اس کا سلیمان تیمی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کو اس وقت شراب شمار کرتا تھا اور یہ حدیث قوی تر دلیل ہے اس پر کہ خمر اسم جنس ہے واسطے ہر چیز کے کہ نشہ لائے برابر ہے کہ ہو انگور سے یا نقیع منقہ سے یا خشک کھجور سے یا شہد سے یا ان کے غیر سے اور بہر حال یہ جو بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ خمر حقیقت ہے انگور کے پانی میں مجاز ہے اس کے غیر میں سو اگر تسلیم کیا جائے لغت میں تو لازم آتا ہے اس شخص کو جو قائل ہے ساتھ اس کے استعمال کرنا ایک لفظ کا اس کی حقیقت اور مجاز میں اور کوئی اس کے قائل نہیں ہیں اور بہر حال باعتبار شرع کے سو خمر سب شرابوں میں حقیقت ہے واسطے ثابت ہونے اس حدیث کے کہ کل مسکر خمر جو گمان کرتا ہے کہ وہ جمع ہے درمیان حقیقت اور مجاز کے اس لفظ میں تو لازم ہے اس کو کہ جائز رکھے اس کو اور اس کا جواب ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (فتح)

٥١٥٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يُوسُفُ أَبُو مَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

٥١٥٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک شراب حرام ہوئی اور شراب اس وقت کچی اور خشک کھجور سے تھی۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے ساتھ درازی کے اور اس کا لفظ یہ ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اترا حرام ہونا

شراب کا سو داخل ہوا میں اپنے چند ساتھیوں پر اور وہ شراب ان کے آگے تھی سو میں نے ان کو اپنا پاؤں مارا سو میں نے کہا کہ چلو کہ شراب حرام ہوئی اور ان کی شراب اس وقت کچی اور خشک کھجور تھی اور یہ فعل انس رضی اللہ عنہ سے تھا اس کے بعد کہ نکلا اور سنی آواز ساتھ حرام ہونے شراب کے پھر پھرا اور ان کو خبر دی اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے شراب کو بہایا اور بعض نے غسل کیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی خوشبو لگائی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے ہیں ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الآية اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ شراب کا پینا مباح تھا نہ نہایت تک پر حرام ہوا اور بعض نے کہا کہ مباح تھا پینا نہ نشہ جو دور کرنے والا ہو عقل کو اور حکایت کیا ہے اس کو ابو نصر نے قفال سے اور مبالغہ کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں سو کہا جو کہتا ہے اس کو بعض وہ شخص جو نہیں تحصیل ہے نزدیک اس کے کہ نشہ کا ہمیشہ حرام ہونا باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ قریب جاؤ نماز کے اور حالانکہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ جانو جو کہتے ہو اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتی ہے وجود نشہ کو یہاں تک کہ پہنچے حد مذکور تک اور منع کیے گئے نماز سے اس حال میں نہ اس کے غیر میں سو اس نے دلالت کی اس پر کہ وہ واقع تھا یعنی نشہ بھی مباح تھا اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ حمزہ کا اور دو اونٹنیوں کا اور بنا بر اس کے پس کیا وہ مباح تھا ساتھ اصل کے یا ساتھ شرع کے پھر منسوخ ہوا اس میں دو قول ہیں اور راجح اول قول ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو شراب کہ بنائی جائے غیر انگور سے اس کا نام خمر رکھا جاتا ہے و سیاتی بحثه قریبا انشاء الله تعالٰی اور اس پر کہ جو نشہ والی چیز کہ پکڑی جائے غیر انگور سے حرام ہے پینا تھوڑے اس کے کا جیسا کہ حرام ہے پینا تھوڑے کا انگور کی شراب سے جب کہ نشہ لائے بہت اس کا اس واسطے کہ اصحاب نے سمجھا شراب کے بچنے کے امر سے حرام ہونا اس چیز کا کہ بنائی جاتی ہے واسطے نشہ کے سب قسموں سے اور نہ تفصیل پوچھی اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اصحاب اور تابعین سے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے اور جو قائل ہے ساتھ قول ان کے کی کوفے والوں سے سو کہا انہوں نے کہ حرام ہے شراب انگور کی تھوڑی ہو یا بہت مگر جب کہ پکائی جائے بنا بر تفصیل کے کہ اس کا بیان آئندہ آئے گا کہ وہ حلال ہے اور البتہ منعقد ہو چکا ہے اجماع اس پر کہ تھوڑا انگور کے شراب سے حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور اس پر کہ علت بیچ حرام ہونے تھوڑے اس کے کی ہونا اس کا ہے کہ وہ باعث ہے طرف پینے بہت اس کے کی سو لازم آتا ہے یہ اس شخص پر جس نے فرق کیا ہے حکم میں درمیان شراب انگور کے اور درمیان شراب غیر اس کے سو کہا اس نے انگور کی شراب میں کہ حرام ہے اس سے تھوڑا اور بہت مگر جب کہ پکایا جائے اور بیچ اس شراب کے کہ اس کے غیر سے بنایا جائے نہیں حرام ہے اس سے مگر وہ قدر کہ نشہ لائے اور جو اس سے کم ہو وہ حرام نہیں سو فرق کیا ہے انہوں نے درمیان دونوں کے ساتھ دعویٰ مغایرت کے نام میں باوجود ایک ہونے علت کے بیچ دونوں کے اس واسطے کہ ہر وہ چیز کہ مقدر کی جائے انگوری شراب میں وہ مقدر کی جاتی

اس شراب میں جو اس کے غیر سے ہو کہا قرطبی نے کہ یہ اونچی قسم قیاس کی ہے واسطے مساوی ہونے فرع کے اس میں اصل کو بیچ سب صفتوں اس کی کے باوجود موافق ہونے اس کے کی بیچ اس کے واسطے ظاہر نصوص صحیحہ کے، واللہ اعلم۔
کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ شراب حرام ہے اور نشہ ہر شراب سے حرام ہے اور نہیں حرام ہے مسکر اس سے یہاں تک کہ نشہ لائے اور نہیں حد مارا جاتا پینے والا اس کا سو میں نے کہا کہ کس طرح مخالفت کی ہے تو نے اس چیز کو کہ آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر عمر رضی اللہ عنہ سے پھر علی رضی اللہ عنہ سے اور نہیں کہا ہے کسی نے اصحاب سے خلاف اس کا کہا اس نے اور روایت کی ہم نے عمر رضی اللہ عنہ سے، میں کہتا ہوں اور اس کی سند میں مجہول ہے نزدیک اس کے سو نہیں حجت ہے بیچ اس کے کہا بیہقی نے کہ اشارہ کیا ہے طرف روایت سعید کے کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے سطیحہ سے شراب پی سو اس کو نشہ ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے اس نے کہا کہ میں نے تیرے سطیحہ سے شراب پی کہا میں تجھ کو نشہ پر مارتا ہوں بخاری وغیرہ نے کہا کہ سعید معروف نہیں پھر ذکر کیا بیہقی نے ان حدیثوں کو جو آئی ہیں بیچ توڑنے نبیذ کے ساتھ پانی کے ان میں سے حدیث ہمام بن حارث کی ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سفر میں تھے سو ان کے پاس نچوڑ لایا گیا انہوں نے اس سے پیا سو ناک چڑھائی پھر کہا کہ طائف کے نبیذ کے واسطے تیزی ہوتی ہے پھر پانی منگوا کر اس پر ڈالا پھر پی اور اس کی سند قوی ہے اور وہ صحیح تر چیز ہے جو وارد ہوئی بیچ اس کے اور نہیں ہے یہ نص بیچ اس کے کہ وہ حد نشہ کو پہنچ گئی تھی سو اگر نشہ نہ لانے کی حد کو پہنچی ہوتی تو نہ ہوتا ڈالنا پانی کا اس پر دور کرنے والا واسطے حرام ہونے اس کے کو اور البتہ اقرار کیا ہے طحاوی نے ساتھ اس کے سو کہا اس نے کہ اگر تحریم کو پہنچی ہوتی تو البتہ حلال نہ ہوتی اگرچہ دور ہو جاتی شدت اس کی ساتھ ڈالنے پانی کے سو ثابت ہوا کہ وہ پانی ڈالنے سے پہلے حرام نہیں تھی۔ میں کہتا ہوں اور جب وہ نشہ لانے کی حد کو نہ پہنچے تو نہیں اختلاف ہے اس میں کہ مباح ہے پینا اس کا خواہ تھوڑا ہو یا بہت سو دلالت کی اس نے کہ ناک چڑھانا ان کا واسطے اس چیز کے تھا سوائے نشہ لانے کے کہا بیہقی نے کہ حمل کرنا ان شرابوں کا اس پر کہ ڈرے وہ کہ متغیر ہوں اور گاڑھے ہو جائیں سو جائز رکھا انہوں نے ڈالنا پانی کا اوپر ان کے تا کہ باز رہے گاڑھے ہونے سے اولیٰ ہے حمل کرنے ان کے سے اس پر کہ وہ نشہ لانے کی حد کو پہنچ گئی تھی سو اس پر پانی کا ڈالنا اسی واسطے تھا اس واسطے کہ ملانا اس کا ساتھ پانی کے نہیں منع کرتا ہے نشہ لانے کو جب کہ نشہ لانے کی حد کو پہنچ چکے ہوں اور احتمال ہے کہ پانی ڈالنے کا سبب یہ ہو کہ وہ کھٹا ہو گیا تھا اسی واسطے ناک چڑھائی عمر رضی اللہ عنہ نے سو کہا نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ناک چڑھائی عمر رضی اللہ عنہ نے بسبب نشہ لانے اس کے کی جب کہ اس کو چکھا لیکن وہ سرکہ ہو گیا تھا اور عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توڑا اس کو ساتھ پانی کے واسطے شدت حلاوت اس کی کے میں کہتا ہوں اور ممکن ہے حمل دو حالتوں پر یہ جب کہ نہ ناک چڑھائی وقت چکھتے اس کے کی اور لیکن جب ناک چڑھائی سو تھا واسطے کھٹا ہونے اس کے کی اور نیز طحاوی نے حجت

پکڑی واسطے مذہب اپنے کے ساتھ اس چیز کے کہ نکالا ہے اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیچ قول اس کے کل مسکر حرام کہا کہ وہ شرابیں وہ ہیں جو نشہ لاتی ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ضعیف ہے اس واسطے کہ متفرد ہوا ہے ساتھ اس کے حجاج بن ارطاۃ اور وہ ضعیف ہے کہا بیہقی نے کہ ذکر کیا گیا یہ واسطے ابن مبارک کے سو اس نے کہا کہ یہ باطل ہے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب مست ہو شراب سے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ پھر بھی اس کو پیئے میں کہتا ہوں کہ یہ بھی نسائی میں ہے پھر روایت کی ہے نسائی نے ابن مبارک سے کہا کہ نہیں پائی میں نے اس میں رخصت وجہ صحیح سے مگر نخعی سے اور روایت کی ہے نسائی اور اثرم نے ابو مسعود سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس ہوئی اور حالانکہ آپ طواف کرتے تھے سو آپ کے پاس سقایہ سے نبیذ لائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ناک چڑھائی سو کسی نے کہا کہ کیا وہ حرام ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زمزم کے پانی کا ڈول لاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی ڈالا اور اس کو پیا کہا اثرم نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کوفیوں نے واسطے مذہب اپنے کے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ ان کا اتفاق ہے اس پر کہ نبیذ جب گاڑھی ہو بغیر پکانے کے تو نہیں حلال ہے پینا اس کا سو اگر گمان کریں کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا وہ اسی قبیل سے تھا تو البتہ منسوب کیا انہوں نے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ نے سکر کو پیا اور اللہ کی پناہ ہے اس سے اور اگر گمان کریں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک چڑھائی تھی اس کی کھٹائی سے تو نہ ہوگی اس میں واسطے ان کے حجت اس واسطے کہ نقیع جب تک گاڑھا نہ ہو تو اس کا بہت اور تھوڑا حلال ہے بالاتفاق میں کہتا ہوں اور البتہ ضعیف کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کو نسائی اور احمد اور عبدالرحمن وغیرھم نے واسطے متفرد ہونے یحییٰ بن یمان کے ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی پھر روایت کی ہے نسائی نے ابن مبارک سے کہ نہیں پائی میں نے رخصت بیچ اس کے وجہ صحیح سے مگر نخعی سے قول اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْخَمْرُ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبِتع.

باب ہے بیچ بیان شراب کے شہد سے اور وہ بتع ہے یعنی جو شراب کہ شہد سے بنائی جائے اس کو بتع کہتے ہیں

وَقَالَ مَعْنٌ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ إِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن معن نے کہ پوچھا میں نے مالک بن انس کو فقاع سے تو انہوں نے کہا کہ جب نشہ نہ لائے تو نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے۔

فائدہ: فقاع ایک شراب کا نام ہے جو کبھی شہد سے بنائی جاتی ہے اور اکثر منقی سے بنائی جاتی ہے اور حکم اس کا حکم باقی نبیذوں کا ہے جب تک کہ تازہ ہو جائز ہے پینا اس کا جب تک کہ نہ گاڑھا ہو اور یہ جو کہا کہ جب نشہ نہ لائے تو اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں لیکن جب نشہ لائے تو حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا۔

وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ سَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوا

اور کہا ابن دراوردی نے کہ ہم نے اس سے پوچھا یعنی

لَا يُسْكِرُ لَا بَأْسَ بِهِ.

حکم اس کا تو کہا انہوں نے کہ اگر نشہ نہ لائے تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: نہیں پہچانتا میں ان لوگوں کو جن سے دراوردی نے پوچھا تھا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ فقہاء مدینے کے ہیں اس کے زمانے میں اور وہ شریک ہے مالک کو اکثر استاذوں کی ملاقات میں اور حکم فقاع میں وہ ہے جو جواب دیا انہوں نے اس کو اس واسطے کہ نہیں نام رکھا جاتا فقاع مگر جب کہ نہ گاڑھا ہو اور شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس اثر کے ترجمہ میں کہ مراد ساتھ حرام کرنے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا یہ ہے کہ ہو کثیر اس حالت میں نشہ لانے والا سو اگر کثیر اس حالت میں نشہ لانے والا نہ ہو تو نہیں حرام ہوتا ہے قلیل اس کا اور نہ کثیر اس کا جیسا کہ اگر انگور کو نچوڑے اور اسی وقت پی لے وسیاتی مزید ذلك انشاء الله تعالٰی۔ (فتح)

٥١٥٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

۵۱۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بتع کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے۔

٥١٥٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

۵۱۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتع کے حکم سے اور وہ نبیذ شہد کی ہے اور یمن والے اس کو پیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ تفسیر عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام سے ہے اور احتمال ہے کہ اس کے نیچے کے کسی راوی کا کلام ہے اور نہیں واقف ہوا میں اوپر اسم سائل کے صریح عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں لیکن میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں گے اس واسطے کہ مغازی میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا سو پوچھا ان کو شرابوں سے جو وہاں بنائے جاتے ہیں سو فرمایا کہ وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ بتع اور مرز فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز

حرام ہے میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بتع کیا ہے کہا کہ نبیذ شہد کا اور یہ حدیث مسلم میں اس لفظ سے ہے کہ میں نے غرض کی یا حضرت! حکم دو ہم کو دو شرابوں میں یعنی کیا حکم ہے دو شرابوں کا کہ بناتے تھے ہم ان کو یمن میں بتع شہد سے بھگویا جاتا یہاں تک کہ گاڑھا ہو اور مرز جو اور گندم سے بھگویا جاتا یہاں تک کہ گاڑھا ہو اور تھے حضرت ﷺ دیئے گئے جوامع الکلم اور خواتم اس کے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں منع کرتا ہوں ہر نشہ لانے والی چیز سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی قوم کو خبر دے کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور شافعی اور ابو داؤد کے نزدیک ہے کہ ابو وہب نے حضرت ﷺ سے مرز کا حکم پوچھا سو جواب دیا حضرت ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ ہر نشہ لانے والی شراب حرام ہے اور یہ روایت تفسیر ہے مراد کی ساتھ قول حضرت ﷺ کے باب کی حدیث میں کل شراب اسکر اور یہ کہ نہیں ارادہ کیا اس نے خاص کرنا تحریم کا ساتھ حالت نشہ لانے کے بلکہ مراد یہ ہے کہ جب اس میں صلاحیت نشہ لانے کی ہو تو حرام ہے پینا اس کا اگرچہ نہ نشہ ہو پینے والے کو ساتھ اس قدر کے کہ پیا اس سے اور لیا جاتا ہے لفظ سوال سے کہ واقع ہوا سوال حکم جنس بتع کی سے نہ اس قدر سے کہ نشہ لائے اس سے اس واسطے کہ اگر مراد سائل کی یہ ہوتی تو البتہ سوال یوں کرتا کہ خبر دو مجھ کو اس چیز سے کہ حلال ہے اس سے اور اس چیز سے کہ حرام ہے اور یہ بات معلوم ہے عرب کی زبان سے کہ جب سوال کرتے ہیں جنس سے تو کہتے ہیں هل هذا نافع او ضار مثلا یعنی کیا یہ نفع دینے والا ہے یا ضرر کرنے والا اور جب اندازے سے سوال کرتے ہیں تو کہتے ہیں کم یؤخذ منه یعنی کس قدر لیا جائے اس سے اور اس حدیث میں ہے کہ مفتی جواب دے سائل کو ساتھ زیادتی کے اس چیز سے کہ سوال کیا اس سے جب کہ ہو وہ اس قسم سے کہ سائل کو اس کی حاجت ہو اور اس حدیث میں حرام ہونا ہر نشہ والی چیز کا ہے برابر ہے کہ انگور کے نچوڑ سے بنائی گئی ہو یا اس کے غیر سے کہا مازری نے اجماع ہے اس پر کہ نچوڑ انگور کا پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو حلال ہے اور اس پر کہ جب گاڑھا ہو جائے اور جوش مارے اور جھاگ لائے تو حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا پھر اگر خود بخود سرکہ ہو جائے تو حلال ہے بالاجماع سو واقع ہوئی نظر بیچ بدل ہونے ان حکموں کے وقت بنانے ان شرابوں کے سو یہ مشعر ہے ساتھ مرتبہ مرتبطہ ہونے ایک کے ساتھ دوسرے کے اور دلالت کی اس نے کہ علت حرام ہونے کی نشہ لانا ہے سو اس نے تقاضا کیا کہ جس شراب میں نشہ لانا پایا جائے حرام ہے پینا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا اور ثابت ہو چکی ہے تصریح ساتھ اس کی حدیث کے بعض طریقوں میں سو ابوداؤد وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شراب کا کثیر نشہ لانے والا ہو اس کا قلیل بھی حرام ہے اور نیز ابوداؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسکر یعنی نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور وہ چیز کہ نشہ لائے اس سے فرق یعنی بقدر تین صاع کے تو اس سے ایک لپ بھی حرام ہے اور طحاوی وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو منع کرتا ہوں قلیل

اس چیز کے سے جس کا کثیر نشہ لائے اور البتہ اقرار کیا ہے طحاوی نے ساتھ صحیح ہونے ان حدیثوں کے لیکن اس نے کہا کہ ان کی تاویل میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ مراد جنس اس چیز کی ہے کہ نشہ لائے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ واقع ہو نشہ نزدیک اس کے اور تائید کرتا ہے اس کی کہ قاتل کا نام قاتل نہیں رکھا جاتا یہاں تک کہ قتل کرے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حرام ہے شراب تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور سکر ہر شراب سے میں کہتا ہوں کہ اختلاف ہے اس کے منقطع اور موصول ہونے اور اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اور بر تقدیر صحت کے ترجیح دی ہے امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ روایت اس میں ساتھ لفظ مسکر کے ہے نہ سکر کے اور بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی وہ حدیث فرد ہے سو کس طرح معارض ہوگی ان حدیثوں کے عموم کو باوجود صحیح اور بہت ہونے ان کے کی اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی اس طرح روایت آئی ہے اور ان کی سند میں متعال ہے لیکن وہ پہلی حدیثوں کو قوت زیادہ کرتی ہیں اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے اور پہلے حنفی تھا پھر شافعی ہو گیا تھا کہ ثابت ہو چکی ہے حدیثیں بیچ حرام ہونے نشہ لانے والی شراب کے پھر بہت حدیثوں کو بیان کیا پھر کہا کہ حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور نہیں ہے کوئی راہ واسطے کسی کے بیچ پھرنے کے اس سے اور قول کے ساتھ خلاف اس کے کی کہ بے شک وہ قطعی حجتیں ہیں کہا اس نے اور البتہ پھیل گئے ہیں کوفہ والے اس باب میں اور وارد کیا ہے انہوں نے معلول حدیثوں کو جو نہیں معارض ہیں ان حدیثوں کو کسی حال میں اور جو گمان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ دلانے والی شراب کو پیا ہے تو وہ داخل ہوا امر عظیم میں اور پھر آیا ساتھ بڑے گناہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا وہ میٹھا تھا اور نشہ لانے والا نہ تھا اور البتہ روایت کی ہے ثمامہ نے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبیذ کا حکم پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی حبشیہ بلائی اور کہا کہ اس سے پوچھ کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نبیذ بناتی تھی سو حبشیہ نے کہا کہ تھی میں نبیذ بناتی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشک میں رات سے پھر اس کے منہ کو باندھ کر لٹکا دیتی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تو اس سے پیتے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے پھر کہا اس نے کہ قیاس کرنا نبیذ کا اوپر شراب کے ساتھ علت نشہ لانے کے ہے اور اضطراب بھلے قیاسوں اور اوضح اس کے سے ہے اور جو مفاسد کہ شراب میں پائے جاتے ہیں وہ نبیذ میں بھی پائے جاتے ہیں اور اسی قسم سے ہے کہ علت نشہ لانے کی شراب میں واسطے ہونے بہت اس کے کی کہ بلاتا ہے طرف کثیر کی موجود ہے نبیذ میں اس واسطے کہ نشہ مطلوب ہے عموم پر اور نبیذ نزدیک ان کے وقت نہ ہونے شراب کے قائم ہوتا ہے مقام شراب کے اس واسطے کہ حاصل ہونا فرح اور طرب کا موجود ہے بیچ ہر ایک کے دونوں سے اگرچہ نبیذ یعنی شیرہ کھجور کا میلا اور گاڑھا ہوتا ہے اور شراب پتلی اور صاف ہوتی ہے لیکن طبع اٹھاتی ہے اس کو نبیذ میں جیسے کہ اٹھاتی ہے تلخی کو شراب میں واسطے طلب کرنے نشہ کے کہا اور حاصل کلام کا سو نصوص جو تصریح کرنے والے ہیں ساتھ حرام ہونے ہر نشہ لانے والی

چیز کے قلیل ہو یا کثیر بے پرواہ کرنے والی ہیں قیاس سے ، واللہ اعلم ۔ اور البتہ کہا ابن مبارک نے کہ نہیں صحیح ہوئی بیچ حلال ہونے نبیذ کے جس کا بہت نشہ لائے اصحاب سے کچھ چیز اور نہ تابعین سے مگر ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اور البتہ ثابت ہو چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کل شراب اسکر فھو حرام یعنی جو شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے ابووائل کے طریق سے کہ تھے ہم داخل ہوتے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر سو پلاتے ہم کو نبیذ شدید سو جواب اس سے تین وجہ سے ہے ایک یہ کہ اگر حمل کیا جائے ظاہر پر تو نہ ہوگا معارض واسطے ان حدیثوں کے جو ثابت ہیں بیچ حرام ہونے ہر نشہ والی چیز کے دوسرا یہ کہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حرام کرنا نشہ لانے والی چیز کا قلیل اس کا اور کثیر اس کا سو جب اختلاف ہوا اس سے نقل میں تو ہوگا قول اس کا جو موافق ہے واسطے قول اس کے بھائیوں کے اصحاب سے باوجود موافق ہونے اس کے ساتھ حدیث مرفوع کے اولیٰ ہے تیسرا یہ کہ احتمال ہے کہ مراد شدت سے اس کی شیرینی کی شدت ہو یا کھٹائی کی شدت ہو سو نہ ہوگی اس میں حجت بالکل اور ابو جعفر نے ابن معین سے نقل کی ہے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کل شراب اسکر فھو حرام اصح چیز ہے اس باب میں اور اس میں تعاقب ہے اس شخص پر جو نقل کرتا ہے ابن معین سے کہ اس نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور البتہ ذکر کیا ہے زیلعی نے بیچ تخریج احادیث ہدایہ کے اور حالانکہ اس کو ان میں اکثر اطلاع ہے کہ نہیں ثابت ہوئی بیچ کسی چیز کے حدیث کی کتابوں سے نقل اس کی ابن معین سے اور کس طرح حاصل ہوتا ہے قول ساتھ ضعیف کرنے اس کے کی باوجود مخارج صحیحہ اس کے کی پھر ساتھ کثرت طریقوں اس کے کی یہاں تک کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ بیس اصحاب سے آئی ہے سو وارد کیا بہت کو ان میں سے کتاب الاشربہ میں پھر شیخ نے فتح الباری میں اس حدیث کو بہت اصحاب سے نقل کیا پھر اخیر میں کہا کہ جب جوڑی جائیں یہ حدیثیں طرف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تو زیادہ ہوتی ہیں تیس اصحاب سے اور اکثر حدیثیں ان سے جید ہیں اور مضمون ان کا یہ ہے کہ نہیں حلال ہے کھانا نشہ لانے والی چیز کا بلکہ واجب ہے پرہیز کرنا اس سے ، واللہ اعلم ۔ اور البتہ رد کیا ہے انس رضی اللہ عنہ نے اس احتمال کو کہ مائل کی ہے اس کی طرف طحاوی نے سو کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن ادریس نے سنا میں نے مختار سے کہتا تھا کہ پوچھا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سو کہا کہ منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزفت سے اور فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے تو میں نے اس سے کہا کہ تو نے سچ کہا کہ مسکر حرام ہے سو ایک یا دو گھونٹ پینے پر تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بہت نشہ لائے وہ تھوڑا بھی حرام ہے اور یہ سند صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے اور صحابی بہت پہچاننے والا ہے مراد کو اس شخص سے کہ اس کے بعد ہے اسی واسطے کہا عبداللہ بن مبارک نے جو کہا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مطلق قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل مسکر حرام اوپر حرام ہونے اس چیز کے کہ نشہ لائے اگرچہ شراب نہ ہو سو داخل ہوگا اس میں گھاس وغیرہ اور البتہ جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ وہ مسکر ہے اور جزم کیا ہے اور لوگوں نے

ساتھ اس کے کہ وہ سستی لانے والا ہے اس واسطے کہ وہ پیدا کرتے ہیں ساتھ مشاہدہ کے وہ چیز جو پیدا کرتی ہے شراب طرب اور نشاط اور مداومت کرنے سے اوپر اس کے اور ڈوبنے سے بیچ اس کے اور برتقدیر اس کے کہ وہ مسکر نہیں تو البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی ابوداؤد میں ہر مسکر اور مفتر سے یعنی سستی لانے والی چیز سے جیسے کہ بھنگ اور پوست وغیرہ ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥١٥٩ ـ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّآءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيْرَ.

٥١٥٩۔ زہری سے روایت ہے کہا کہ خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بنایا کرو شیرہ کھجور کا کدو میں اور نہ روغنی رال والے برتن میں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سبز گھڑے اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن کو لاحق کرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے مسلم نے زاذان کے طریق سے کہا کہ پوچھا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو برتنوں سے تو انہوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ساتھ لغت اپنی کے اور تفسیر کرے اس کو واسطے ہمارے ہماری لغت میں سو کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنتم سے اور وہ گھڑا ہے اور دبا سے اور وہ کدو ہے اور نقیر سے اور وہ کھجور کی جڑ ہے جو کریدی جاتی ہے اور مزفت سے اور وہ رال والا برتن ہے۔

تنبیہ: کہا مہلب نے کہ وجہ داخل کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی نہی میں شیرہ بنانے سے بیچ برتنوں مذکورہ کے باب الخمر من العسل میں یہ ہے کہ شہد نہیں ہوتا ہے نشہ لانے والا مگر بعد نبیذ کرنے کے اور شہد نبیذ بنانے سے پہلے مباح ہے سو اشارہ کیا طرف پرہیز کرنے بعض اس چیز سے کہ شیرہ بنایا جائے بیچ اس کے اس واسطے کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف نشہ لانا۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ أَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ.

باب ہے بیچ اس بیان کے کہ خمر وہ ہے جو ڈھانکے عقل کو شراب سے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس کو ساتھ شراب کے اور اس پر اتفاق ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر کہ غیر شراب کا مسکر نہیں ہوتا اس واسطے کہ کلام سوائے اس کے کچھ نہیں اس میں ہے کہ کیا اس کا نام شراب رکھا جاتا ہے یا نہیں؟

٥١٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

٥١٦٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اترا احرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور شہد سے اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَآءَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلَاثٌ وَّدِدْتُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الرِّبَا قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الْأُرْزِ قَالَ ذَاكَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَالَ حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيْبَ.

خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے اور تین احکام ہیں میں نے تمنا کی کہ نہ جدا ہوتے ہم سے حضرت ﷺ یعنی نہ فوت ہوتے یہاں تک کہ عہد کرتے ہماری طرف عہد کرنا یعنی بیان کرتے اس کو بیان شافی ایک حکم دادا کا ہے دوسرا حکم کلالہ کا تیسرا چند باب بیاج کے بابوں سے میں نے کہا اے ابو عمرو! (یہ شعبی کی کنیت ہے اور قائل ابو حیان ہے) ایک چیز ہے کہ بنائی جاتی ہے سندھ میں چاول سے؟ کہا کہ یہ یعنی بنانا شراب کا چاول سے حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ تھا کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نہ تھا اور کہا حجاج نے حماد سے ابو حیان سے جگہ انگور کی خشک انگور۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ پانچ چیزوں سے تھی تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنی اترا احرام ہونا شراب کا بیچ حال ہونے اس کے کی کہ بنائی جاتی ہے پانچ چیزوں سے اور یہ حدیث وارد کیا ہے اس کو اصحاب مسانید اور ایوب نے بیچ احادیث مرفوعہ کے اس واسطے کہ اس کے لیے ان کے نزدیک حکم رفع کا ہے اس واسطے کہ وہ خبر صحابی کی ہے جو اترنے کی وقت موجود تھا خبر دی ہے اس نے سبب نزول اس کے سے اور البتہ خطبہ پڑھا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے منبر پر بموجودگی کبار اصحاب وغیرہ کے نہیں منقول ہے کسی صحابی سے انکار اس کا اور ارادہ کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اترنے تحریم خمر کے اس آیت کو جو مذکور ہے اشربہ کی ابتدا میں اور وہ آیت مائدہ کی ہے ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الآیۃ سو ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تنبیہ کرنے کا اس پر کہ مراد ساتھ خمر کے اس آیت میں نہیں ہے خاص ساتھ اس شراب کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے بلکہ شامل ہے اس چیز کو کہ بنائی جاتی ہے اس کے غیر سے اور موافق ہے اس کو حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو گزری کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ اصحاب نے سمجھا تحریم خمر سے حرام کرنا ہر نشہ لانے والی چیز کا برابر ہے کہ انگور سے ہو یا اس کے غیر سے اور البتہ آیا ہے یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا صریح حضرت ﷺ سے سو روایت کی ہے اصحاب سنن نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ شراب انگور کے نچوڑ سے ہے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور چنے سے اور میں منع کرتا ہوں تم کو ہر نشہ لانے والی چیز سے لفظ ابوداؤد کا ہے اور زیادہ کیا اس میں کہ نعمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا لوگوں پر کوفے میں اور واسطے ابوداؤد کے ہے اور وجہ سے کہ

بے شک انگور سے شراب ہے اور خشک کھجور سے شراب ہے اور شہد سے شراب ہے اور گندم سے شراب ہے اور شہد سے اور واسطے احمد رحمۃ اللہ علیہ کے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے ساتھ سند صحیح کے کہا کہ شراب انگور سے ہے اور کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور چنے سے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلیٰ نے اور موافق ہے یہ اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہے تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اترا احرام ہونا شراب کا اور البتہ مدینے میں پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی ماخامر العقل یعنی عقل کو ڈھانکے یا خلط ملط کرے سو نہ چھوڑے اس کو اپنے حال پر اور وہ از قسم مجاز تشبیہ کے ہے اور عقل وہ آلہ تمیز کا ہے اور اسی واسطے حرام ہے جو اس کو ڈھانکے یا بدل ڈالے اس واسطے کہ دور ہوتا ہے ساتھ اس کے ادراک جو طلب کیا ہے اس کو اللہ نے اپنے بندوں سے تاکہ قائم ہوں ساتھ حقوق اس کے کی کہا کرمانی نے کہ یہ تعریف ہے باعتبار لغت کے اور بہر حال باعتبار عرف کے سو وہ وہ چیز ہے جو ڈھانکے عقل کو نچوڑ انگور سے خاص اسی طرح کہا ہے اس نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں تھے عمر رضی اللہ عنہ بیچ مقام تعریف لغت کے بلکہ وہ بیچ مقام بیان حکم شرعی کے تھے سو گویا کہ انہوں نے کہا کہ وہ خمر کہ واقع ہوا ہے حرام ہونا اس کا بیچ زبان شرع کے وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے علاوہ ازیں اہل لغت کو بھی اس میں اختلاف ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا اور تسلیم کیا جائے کہ خمر لغت میں خاص ہے ساتھ اس شراب کے جو بنائی جائے انگور سے تو ہم کہتے ہیں کہ اعتبار ساتھ حقیقت شرعی کے ہے اور البتہ پے در پے وارد ہو چکی ہیں حدیثیں اس پر کہ جو نشہ والی چیز کہ بنائی جائے غیر انگور سے نام رکھا جاتا ہے اس کا شراب اور حقیقت شرعی مقدم ہے حقیقت لغوی پر اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ شراب ان دونوں درختوں سے ہے کھجور سے اور انگور سے کہا بیہقی نے کہ نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ دونوں کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ شراب ان دونوں کے سوائے اور چیزوں سے بھی بنائی جاتی ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ خمر شرعاً نہیں خاص نہیں ہے ساتھ اس شراب کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے میں کہتا ہوں اور ٹھہرایا ہے طحاوی نے ان حدیثوں کو آپس میں معارض اور وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ خمر دو چیزوں سے ہے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے اور جو ان کے موافق ہے کہ شراب بنائی جاتی ہے غیر ان دونوں کے سے اور اسی طرح حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور بیان اختلاف الفاظ اس کے کا ایک لفظ اس کا یہ ہے کہ شراب حرام ہوئی اور شراب ان کی فضیخ تھی اور ایک لفظ اس کا یہ ہے کہ ہم اس کو اس وقت شراب گنتے تھے کہ جس دن شراب حرام ہوئی اس وقت کچی اور خشک کھجور سے بنائی جاتی تھی سو جب اصحاب نے اس میں اختلاف کیا تو پایا ہم نے اتفاق امت کا اس پر کہ نچوڑ انگور کا جب کہ گاڑھا ہو اور جوش مارے اور جھاگ لائے تو وہ شراب ہے اور اس کا حلال جاننے والا کافر ہے تو دلالت کی

اس نے اس پر کہ نہیں عمل کیا انہوں نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اگر عمل کرتے ساتھ اس کے تو البتہ کافر جانتے شیرہ کھجور کے حلال جاننے والے کو سو ثابت ہوا کہ نہیں داخل ہے شراب میں وہ چیز جو بنائی جائے غیر نچوڑ انگور کے سے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس سے کہ انہوں نے شیرہ کھجور کے حلال جاننے والے کو کافر نہ کہا یہ کہ منع کریں تسمیہ خمر کا اس واسطے کہ کبھی شریک ہوتی ہیں دو چیزیں نام میں اور جدا جدا ہوتی ہیں بعض اوصاف میں باوجود اس کے کہ موافق ہے اس پر کہ حکم مسکر کا شیرہ کھجور سے حکم تھوڑے انگور کا ہے تحریم میں سو نہ باقی رہا جھگڑا مگر نام رکھنے میں اور تطبیق درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور غیر اس کے یہ ہے کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محمول ہے غالب پر یعنی اکثر شراب کھجور اور انگور سے بنائی جاتی ہے اور محمول ہے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی اور جو اس کے موافق ہے اوپر ارادے تمام بیان کرنے اس چیز کے کہ معلوم تھا اس وقت سے کہ اس سے شراب بنائی جاتی ہے اور بہر حال قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سو اوپر ارادے ثابت کرنے اس بات کے ہے کہ خمر بولا جاتا ہے اس چیز پر کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اس واسطے کہ اترنا تحریم خمر کا نہیں موافق پڑا نزدیک اس شخص کے کہ مخاطب کیا گیا ساتھ تحریم کے اس وقت مگر اس چیز کو کہ بنائی جائے غیر انگور سے یا اوپر ارادے مبالغہ کے سو نفی کی مطلق موجود ہونے اس کے کی مدینے میں اگرچہ موجود تھا اس میں ساتھ قلت کے اس واسطے کہ یہ کم ہونا اس کا بہ نسبت کثرت اس شراب کے کہ بنائی جاتی تھی غیر انگور سے کالعدم ہے اور البتہ کہا ہے راغب نے بیچ مفردات قرآن کے کہ نام رکھا گیا خمر واسطے ہونے اس کے کی کہ ڈھانکتا ہے عقل کو اور وہ نزدیک بعض لوگوں کے نام ہے واسطے ہر نشہ والی شراب کے اور نزدیک بعض کے خاص ہے ساتھ انگوری شراب کے اور نزدیک بعض کے واسطے اس شراب کے کہ نہ پکی ہو سو ترجیح دی اس نے اس کو کہ جو چیز کہ ڈھانکے عقل کو نام رکھا جاتا ہے اس کا شراب حقیقۃً اور اسی طرح کہا ہے ابو نصر قشیری نے اپنی تفسیر میں کہ نام رکھا گیا خمر کا خمر واسطے ڈھانکنے اس کے عقل کو یا واسطے خمیر ہونے اس کے کی اور اسی طرح کہا ہے غیر واحد نے اہل لغت سے ان میں سے ابو حنیفہ دینوری اور ابو نصر جوہری اور نقل کیا گیا ہے ابن اعرابی سے کہا کہ نام رکھا گیا خمر اس واسطے کہ چھوڑا گیا یہاں تک کہ خمیر ہو گیا اور خمیر ہونا اس کا اس کی بو کا بدلنا ہے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو ہاں جزم کیا ہے سیدہ نے محکم میں ساتھ اس کے کہ خمر حقیقۃً سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے انگوری شراب کے ہے اور جو سوائے اس کے اور نشہ لانے والی چیزیں ہیں نام رکھا جاتا ہے ان کا خمر بطور مجاز کے اور کہا صاحب فائق نے بیچ اس حدیث کے ایاکم والغبیرا فانها خمر العالم کہ وہ نبیذ حبشی کا ہے جو بنایا گیا چینی سے نام رکھا گیا غبیرا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے غبرت سے اور قول اس کا خمر العالم یعنی مانند خمر عالم کی ہے نہیں فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان اس کے میں کہتا ہوں اور نہیں تاویل اس کی یہ اولیٰ قول اس شخص کے سے جو کہتا ہے کہ مراد اکثر شراب عالم کا ہے اور کہا صاحب ہدایہ نے حنفیہ سے کہ خمر یعنی شراب نزدیک ہمارے وہ

چیز ہے جو نچوڑی جائے انگور کے پانی سے جب کہ گاڑھا ہو اور وہ معروف ہے نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے
کہا اس نے اور کہا گیا کہ وہ اسم ہے واسطے ہر مسکر کے واسطے اس حدیث کے کہ شراب ان دونوں درختوں سے ہے
اور اس واسطے کہ وہ ماخوذ ہے مخامرت عقل سے اور یہ موجود ہے ہر نشہ والی چیز میں اور واسطے ہمارے اتفاق ہے اہل
لغت کا اوپر تخصیص کرنے شراب کے ساتھ انگور کے اسی واسطے مشہور ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ اس کے اور اسی
واسطے کہ حرام ہونا شراب کا قطعی ہے اور حرام ہونا اس شراب کا کہ سوائے اس کے ہے ظنی ہے کہا اور نام رکھا گیا
شراب کا شراب واسطے خمیر ہونے اس کے کی نہ واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو کہا اور نہیں منافی ہے یہ ہونے نام
کے کو خاص بیچ اس کے جیسے کہ نجم میں ہے کہ وہ مشتق ہے ظہور سے پھر وہ خاص ہے ساتھ ثریا کے اور جواب حجت
اولیٰ سے ثابت ہونا نقل کا ہے بعض اہل لغت سے کہ جو شراب کہ انگور کے سوائے اور چیز سے بنائی جائے اس کا نام
بھی خمر رکھا جاتا ہے کہا خطابی نے کہ گمان کیا ہے قوم نے کہ عرب نہیں پہچانتے خمر کو مگر انگور سے سو کہا جاتا ہے واسطے
ان کے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم جنہوں نے انگور کے سوائے اور چیزوں کی شراب کو خمر نام رکھا عرب ہیں فصحا سو اگر یہ نام صحیح
نہ ہوتا تو نہ بولتے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ کہا کوفیوں نے کہ خمر انگور سے ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اعصر
خمرا﴾ سو دلالت کی اس نے کہ شراب وہ ہے جو نچوڑ ہے نہ وہ چیز کہ بھگو کر اس کا شیرہ نکالا جائے کہا اور نہیں دلیل
ہے اس میں حصر پر کہا اہل مدینہ اور تمام حجاز والے اور اہل حدیث سب نے کہ ہر نشہ لانے والی شراب خمر ہے اور حکم
اس کا حکم اس چیز کا ہے کہ بنائی جائے انگور سے اور حجت ان کی یہ ہے کہ قرآن جب اترا ساتھ حرام کرنے خمر کے تو
سمجھا اصحاب نے اور حالانکہ وہ اہل زبان تھے کہ جو چیز کہ نام رکھا جائے اس کا خمر داخل ہوتی ہے نہی میں سو بہایا
انہوں نے اس شراب کو جو بنائی گئی تھی خشک کھجور اور تازہ کھجور سے اور نہ خاص کیا انہوں نے اس کو ساتھ اس شراب
کے کہ بنائی گئی انگور سے اور برتقدیر تسلیم جب ثابت ہو چکا نام رکھنا ہر نشہ لانے والی چیز کا خمر شرع سے تو ہوگی حقیقت
شرعیہ اور وہ مقدم ہے اوپر حقیقت لغوی کے اور دوسری حجت سے جواب کہ وہ چیز ہے جو پہلے گزری کہ اختلاف دو
مشترک چیزوں کا حکم میں بیچ تہدید کے نہیں لازم آتا اس سے جدا ہونا ان کا نام رکھنے میں مانند زنا کی مثلا کہ وہ
صادق آتا ہے مثلا اس شخص پر کہ وطی کرے ساتھ بیگانی عورت کے اور اس شخص پر جو وطی کرے اپنے ہمسائے کی
عورت سے اور دوسرا زنا زیادہ تر سخت ہے پہلے سے اور اس شخص پر کہ وطی کرے اپنے محرم سے اور وہ زیادہ تر سخت
ہے دونوں سے اور باوجود اس کے نام زنا کا شامل ہے تینوں کو اور نیز پس احکام فرعی نہیں شرط ہے ان میں ادلہ قطعیہ
سو نہیں لازم آتا قطع سے ساتھ حرام کرنے انگوری شراب کے اور نہ قطع سے ساتھ حرام ہونے اس شراب کے کہ بنائی
جائے اس کے غیر سے یہ کہ نہ ہو حرام بلکہ حکم کیا جائے گا ساتھ حرام ہونے اس کے کی جب کہ ثابت ہو طریق ظنی
سے حرام ہونا اس کا اور اسی طرح نام رکھنا اس کا خمر، واللہ اعلم۔ اور جواب تیسری حجت سے ثابت ہونا نقل کا ہے اس

شخص سے جو سب لوگوں سے زیادہ تر عالم ہے ساتھ زبان عرب کے ساتھ اس چیز کہ کہ نفی کی ہے اس نے اس کی اور کس طرح جائز ہے واسطے صاحب ہدایہ کے یہ کہ کہے نہ واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو باوجود قول عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو اصحاب کے کہ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے اور شاید سند اس کی وہ چیز ہے جو دعویٰ کیا ہے اس نے اتفاق اہل لغت کے سے سو حمل کیا اس نے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کو مجاز پر لیکن اختلاف کیا ہے اہل لغت نے بیچ نام رکھنے خمر کے خمر سو کہا ابو بکر بن انباری نے کہ نام رکھا گیا ہے خمر کا خمر اس واسطے کہ وہ عقل کو خلط ملط کر دیتی ہے کہا اور اسی قبیل سے ہے قول اس کا خامرہ الداء یعنی مخلوط ہوئی ساتھ اس کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ ڈھانکتی ہے عقل کو اور اسی قبیل سے ہے حدیث جو قریب آنے والی ہے خمروا آنیتکم یعنی اپنے برتنوں کو ڈھانکو اور اسی قبیل سے ہے خمار عورت کا اس واسطے کہ وہ اس کے منہ کو ڈھانکتا ہے اور یہ خاص تر ہے پہلی تفسیر سے اس واسطے کہ مخالطت سے ڈھانکنا لازم نہیں آتا اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا اس واسطے کہ وہ خمیر ہو گیا یہاں تک کہ پختہ ہو گیا جیسے کہا جاتا ہے اور اسی قبیل سے ہے خمرت الرای یعنی میں نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ ظاہر ہوا اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا خمر اس واسطے کہ ڈھانکا جاتا ہے یہاں تک کہ جوش مارے اور اسی قبیل سے ہے حدیث مختار کی کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خمر انگور سے ہے یا اس کے غیر سے؟ کہا کہ جو ڈھانکے تو اس سے پس وہ خمر ہے نکالا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے اور نہیں ہے کوئی مانع ثابت ہونے ان سب اقوال کے سے واسطے ثابت ہونے ان کے اہل لغت سے اور زبان عرب کے ساتھ معرفت والوں سے کہا ابن عبدالبر نے کہ سب وجہیں موجود ہیں خمرت میں اس واسطے کہ شراب چھوڑی گئی یہاں تک کہ پختہ ہو گئی اور ٹھہر گئی سو جب پی گئی تو اس نے عقل کو خلط ملط کر دیا یہاں تک کہ اس پر غالب ہوئی اور اس کو ڈھانکا اور کہا قرطبی نے کہ جو حدیثیں وارد ہیں انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بنا بر صحت اور کثرت کے باطل کرتی ہیں کوفیوں کے مذہب کو جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ خمر نہیں ہوتا ہے مگر انگور سے اور جو اس کے سوائے اور چیز سے ہو اس کا نام شراب نہیں رکھا جاتا اور نہیں شامل ہے اس کو نام خمر کا اور یہ قول ان کا مخالف ہے واسطے لغت عرب کے اور سنت صحیح کے اور واسطے اصحاب کے اس واسطے کہ جب شراب کا حرام ہونا اترا تو سمجھا انہوں نے امر اجتناب خمر سے حرام ہونا ہر نشہ لانے والی چیز کا اور نہ فرق کیا انہوں نے درمیان اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اور درمیان اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے غیر اس کے سے بلکہ انہوں نے دونوں کے درمیان برابری کی اور حرام کیا انہوں نے ہر چیز کو کہ نشہ لائے قسم اس کی اور نہ توقف کیا اور نہ تفصیل طلب کی اور نہ شبہ پڑا ان پر کسی چیز میں اس سے بلکہ جلدی کی انہوں نے طرف تلف کرنے اس چیز کے کی کہ تھی غیر نچوڑ انگور سے اور وہ اہل زبان ہیں اور ان کی لغت میں قرآن اترا سو اگر ان کو اس میں کچھ تردد ہوتا تو البتہ توقف کرتے بہانے سے یہاں تک کہ طلب کرتے کشف اور تفصیل کو اور تحقیق کرتے تحریم کو واسطے اس چیز کے کہ مقرر تھی نزدیک ان کے نہی ضائع کرنے مال کی سے

سو جب انہوں نے یہ کام نہ کیا اور جلدی کی طرف ضائع کرنے اس کے کی تو ہم نے معلوم کیا کہ سمجھا انہوں نے تحریم کو بطور نص کے سو جو قائل ہے ساتھ تفریق کے ہو گیا وہ چلنے والا بیچ غیر راہ ان کے کی پھر جوڑا گیا ساتھ اس کے خطبہ عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہے اس کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ ٹھہرایا اللہ نے حق کو ان کی زبان پر اور دل پر اور سنا اس کو اصحاب وغیرہم نے سو نہیں منقول ہے کسی ایک سے ان میں سے انکار اس کا اور جب ثابت ہوا کہ ان سب کا نام خمر رکھا جاتا ہے تو لازم آیا حرام ہونا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا یعنی اس کا بہت بھی حرام ہے اور تھوڑا بھی حرام ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہیں حدیثیں صحیح بیچ اس کے پھر ذکر کیا ان کو کہا اور بہر حال حدیثیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے جن کے ساتھ مخالف نے تمسک کیا ہے سو ان میں سے کوئی چیز صحیح نہیں ہوئی بنا بر اس کے کہ کہا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور بر تقدیر ثابت ہونے کسی چیز کے اس سے سو وہ محمول ہے او پر نقیع منقی اور کھجور کے پہلے اس سے کہ داخل ہو نشہ لانے کی حد میں واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کو ثابت ہونا مثل اس کے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کما سیاتی اور نہیں فرق ہے حلال ہونے میں درمیان اس کے اور نچوڑ انگور کے جو نچوڑا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس شراب میں ہے جو گاڑھی ہو جائے ان دونوں سے کہ جدا جدا ہوتا ہے اس میں حکم یا نہیں اور البتہ بعض شافعیوں نے کوفیوں کی موافقت کی ہے ان کے اس دعوے میں کہ نام خمر کا خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے باوجود مخالفت ان کی کے واسطے اس کے بیچ تفرقہ ان کے کی حکم میں اور باوجود قول ان کے ساتھ حرام کرنے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا ہر شراب سے اور نقل کیا ہے ابن رفعہ نے مزنی اور ابن ابی ہریرہ اور اکثر اصحاب سے کہ نام رکھا جاتا ہے سب کا خمر حقیقۃ اور نقل کیا ہے ابن منذر نے مثل اس کی شافعی سے اور جو قائل ہے کہ شراب انگور اور غیر انگور دونوں سے ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور تابعین سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگ اور یہ قول اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور عام اہل حدیث کا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ جس نے انگوری شراب کے سوائے اور شرابوں پر خمر کا نام حقیقۃ بولا ہے اس کی مراد حقیقت شرعیہ ہو اور جس نے اس کی نفی کی ہے اس کی مراد حقیقت لغوی ہو اور البتہ جواب دیا ہے ساتھ اس کے ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا کہ حکم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہے ساتھ اسم شرعی کے سوائے لغوی کے، واللہ اعلم اور پہلے بیان کیا ہے میں نے الزام اس شخص کا جو قائل ہے ساتھ قول اہل کوفہ کے کہ خمر حقیقت سے انگور کے پانی میں مجاز ہے اس کے غیر میں یہ کہ لازم آتا ہے ان پر یہ کہ جائز رکھیں اطلاق لفظ واحد کا اوپر حقیقت اس کی کے اور مجاز اس کی کے اس واسطے کہ اصحاب کو جب شراب کا حرام ہونا پہنچا تو بہایا انہوں نے ہر شراب کو کہ

اس پر خمر کا لفظ بولا جاتا تھا بطور حقیقت کے اور مجاز کے اور جب اس کو انہوں نے جائز نہیں رکھا تو صحیح ہوا کہ کل خمر ہے حقیقت کے اور مجاز کے اور جب اس کو انہوں نے جائز نہیں رکھا تو صحیح ہوا کہ کل خمر ہے حقیقت اور نہیں ہے کوئی جواب اس سے اور بر تقدیر ڈھیلی چھوڑنے باگ کے اور تسلیم کرنے کے کہ خمر حقیقت ہے بیچ پانی انگور کے خاص تو یہ سوائے اس کے کچھ نہیں یہ کہ باعتبار حقیقت لغوی کے ہے اور لیکن باعتبار حقیقت شرعی کے سو سب شراب ہے حقیقت واسطے اس حدیث کے **کل مسکر خمر** سو جب گاڑھا ہوگا تو شراب ہوگا اور ہر شراب حرام ہے قلیل اس کا اور کثیر اس کا اور یہ مخالف ہے ان کے قول کو وباللہ التوفیق اور یہ جو کہا کہ میں نے آرزو کی تو اس کی آرزو اس واسطے کہ کہ وہ بعید تر ہے اجتہاد کے محذور سے اور وہ خطا ہے بیچ اس کے اگرچہ ہے ثواب دیا گیا اوپر اس کے بر تقدیر واقع ہونے اس کے کی اس واسطے کہ فوت ہوتا ہے اس سے ساتھ اس کے اجر دوسرا اور عمل ساتھ نص کے اصابت محض ہے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ عہد کرتے ہماری طرف عہد کرنا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہ تھی نزدیک ان کے حضرت ﷺ سے نص بیچ اس کے اور مشعر ہے ساتھ اس کے کہ تھی پاس ان کے حضرت ﷺ سے اس چیز میں کہ خبر دی ساتھ اس کے خمر سے وہ چیز کہ نہ محتاج ہوئے ساتھ اس کے طرف کسی چیز کی سوائے اس کے یہاں تک کہ خطبہ پڑھا ساتھ اس کے اس حال میں کہ جزم کرنے والے تھے ساتھ اس کی اور یہ جو کہا کہ دادا اور کلالہ الخ تو مراد جد سے قدر اس چیز کا ہے کہ وارث ہوتا ہے اس واسطے کہ اصحاب کو اس میں بہت اختلاف ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حکم کیا انہوں نے اس میں ساتھ احکام مختلف کے اور کلالہ کا بیان فرائض میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور بہرحال چند باب بیاج کے سو شاید یہ اشارہ ہے طرف بیاج زیادہ لینے کے اس واسطے کہ بیاج نسیہ پر تو سب اصحاب کا اتفاق ہے اور سیاق عمر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیاج کے بعض بابوں میں نص تھی سوائے بعض کے اسی واسطے آرزو کی باقی کی معرفت کی اور یہ جو کہا کہ چاول کی شراب حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ تھی اگرچہ نہی اس سے البتہ عام ہے سب شرابوں کو سو کہا کہ خمر یعنی شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے کہا اسماعیلی نے یہ کلام اخیر دلالت کرتا ہے اس پر کہ قول اس کا **الخمر ما خامر العقل** حضرت ﷺ کی کلام سے ہے کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ گنا عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ چیزوں کو جو مذکور ہیں واسطے مشہور ہونے نام ان کے کی ان کے زمانے میں اور نہ تھے سب پائے جاتے مدینے میں عام طور سے اس واسطے کہ گندم وہاں نہایت کم دستیاب تھی اور اسی طرح شہد بھی بلکہ نہایت ہی کامیاب تھا سو گنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان شرابوں کو کہ پہچانا بیچ اس کے اور ٹھہرایا اس شراب کو کہ اس کے معنی میں ہے اس چیز سے کہ بنائی جاتی ہے چاول وغیرہ سے خمر اگر ہو اس چیز سے کہ ڈھانکے عقل کو اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز پیدا کرنے نام کے قیاس سے اور لینا اس کا طریق اشتقاق سے اسی طرح کہا ہے اور رد کیا ہے اس کو ابن عربی نے بیچ جواب اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا **کل مسکر خمر** معنی اس کے یہ ہیں کہ مثل خمر کی یعنی مثل یہاں

مقدر ہے کہا اس نے بلکہ اصل عدم تقدیر ہے اور نہیں رجوع کیا جاتا طرف تقدیر کے مگر واسطے حاجت کے سو اگر کہا جائے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محتاج ہوئے ہم اس کی طرف کہ نہیں مبعوث ہوئے حضرت ﷺ واسطے بیان اسماء کے ہم کہتے ہیں کہ بلکہ بیان کرنا اسموں کا جملہ احکام سے ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو نہ جانتا ہو خاص کرتا کہ قطع کرے تعلق قصد کو ساتھ اس کے کہا اور نیز اگر نہ ہوتا فصیح شراب اور پکارتا پکارنے والا کہ حرام ہوئی شراب تو نہ جلدی کرتے طرف بہانے اس کے کی اور نہ سمجھتے کہ وہ داخل ہے بیچ مسمی شراب کے اور حالانکہ وہ فصیح اللسان تھے اگر کہا جائے کہ یہ ثابت کرنا اسم کا ہے ساتھ قیاس کے ہم کہتے ہیں کہ وہ ثابت کرنا لغت کا ہے لغت والوں سے اس واسطے کہ اصحاب فصیح تھے سمجھا انہوں نے شرع سے جو سمجھا لغت سے اور سمجھا انہوں نے لغت سے جو سمجھا شرع سے اور ذکر کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ حجت پکڑی ہے بعض کوفیوں نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند جید کے اور بہر حال خمر سو حرام ہے نہیں کوئی راہ طرف اس کی اور بہر حال جو سوائے اس کے اور شراب ہے سو ہر نشہ والی چیز حرام ہے کہا اور جواب اس کا یہ ہے کہ ثابت ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کل مسکر خمر یعنی ہر لانے والی خمر ہے سو انگوری شراب کا نام خمر رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خمر کا نام اس میں بند ہو اور کسی چیز کو خمر نہ کہا جائے اور نیز اس طرح حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی مراد ان کی وہ شراب ہے جو انگور سے بنائی گئی ہو اور نہیں ہے مراد ان کی یہ کہ اس کے سوائے اور شراب کا نام خمر نہیں رکھا جاتا ساتھ دلیل دوسری حدیث اس کی کے اترا حرام ہونا شراب کا اور حالانکہ مدینے میں پانچ قسم کی شراب تھی سب کو خمر کہا جاتا تھا نہ تھی ان میں شراب انگور کی اور اس حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے ذکر کرنا احکام کا ہے منبر پر تاکہ مشہور ہو سننے والوں میں اور ذکر کرنا اما بعد کا بیچ اس کے اور تنبیہ اوپر شرابت عقل کے اور فضیلت اس کی کے اور آرزو کرنا خیر کا اور آرزو کرنا بیان کا واسطے احکام کے۔ (فتح)

٥١٦١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ الْخَمْرُ يُصْنَعُ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ.

٥١٦١۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شراب بنائی جاتی ہے پانچ چیز سے خشک انگور سے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور شہد سے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ يَّسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو حلال جانتا ہے شراب کو اور نام رکھتا ہے اس کا غیر نام اس کے کی یعنی

اس کا کوئی اور نام رکھتا ہے۔

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسِ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَامِرٍ أَوْ أَبُوْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيْهِمْ يَعْنِي الْفَقِيْرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ میری امت سے کچھ لوگ ہوں جو حلال جانیں گے زنا کو اور ریشمی کپڑے کو اور شراب کو اور معازف یعنی راگ سرور اور ناچ رنگ کے آلات اور باجوں کو مانند طبل اور نقارے اور بربط اور طنبور وغیرہ کی اور البتہ اتریں گے چند لوگ اونچے پہاڑ کے پہلو میں اور چرواہا ان کے مویشی ان کے پاس شام کو چرا لائے گا کوئی محتاج ان کے پاس کسی حاجت کے واسطے آئے گا تو وہ کہیں گے کہ کل ہمارے پاس پھر آنا یعنی آج نہیں کل کچھ دیں گے سو اللہ ان کو رات کے وقت ہلاک کر ڈالے گا اور پہاڑ کو ان پر گرائے گا اور صورت بدل دے گا ان کی بندر اور سور قیامت تک۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ گویا کہ مراد ساتھ امت کے وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو ان کا نام رکھائے اور حلال جانے واسطے ان کے اس چیز کو کہ نہیں حلال ہے واسطے ان کے سو وہ کافر ہے اگر ظاہر کرے اس کو اور منافق ہے اگر چھپائے اس کو یا وہ شخص کہ مرتکب ہو حرام چیزوں کا کھلم کھلا ہلکا جان کر سو وہ قریب ہے کفر کے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہلائے اس واسطے کہ اللہ زمین میں نہیں دھنسائے گا اس شخص کو جس پر اس کی رحمت معاد میں عود کرے اسی طرح کہا ہے اس نے اور اس میں نظر ہے اس کی توجیہ آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ مطابق ہے واسطے حدیث کے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں و یسمیہ بغیر اسمہ سو شاید اس نے قناعت کی ہے ساتھ استدلال کے واسطے اس کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث میں من امتی اس واسطے کہ جو امت محمدی سے ہو بعید ہے کہ حلال جانے شراب کو بغیر تاویل کے اس واسطے کہ اگر عناد یا مکابرے سے ہو تو ہوگا خارج امت سے اس واسطے کہ حرام ہونا شراب کا معلوم ہے ساتھ ضرورت کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے بیچ غیر اس طریق کے تصریح ساتھ معنی ترجمہ کے لیکن وہ حدیث اس کی شرط کے موافق نہیں سو قناعت کی اس نے ساتھ استدلال کے ساتھ اس چیز کے کہ بیان کیا اس کو اشارے سے میں کہتا ہوں کہ جس روایت کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے

روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میری امت سے کچھ لوگ شراب پئیں گے نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کی اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور واسطے اس کے شواہد ہیں بہت اور ابن ماجہ میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ جائیں دن اور رات یہاں تک کہ ایک گروہ میری امت سے شراب پئیں گے اور ابومسلم خولانی سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا میں نے کہا اے ماں مسلمانوں کی! شام کے لوگ ایک شراب کو پیتے ہیں کہ اس کو طلا کہا جاتا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے سچ فرمایا میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کچھ لوگ میری امت سے شراب کو پئیں گے نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کی کہا ابو عبید نے کہ آئے ہیں شراب میں بہت آثار ساتھ مختلف ناموں کے سو ذکر کیا ان میں سے سکر کو اور بتعہ کو اور سکرجہ کو یہاں تک کہ کہا کہ یہ کل شرابیں میرے نزدیک کنایت ہیں شراب سے اور وہ داخل ہیں بیچ قول حضرت ﷺ کے **یشربون الخمر یسمونها بغیر اسمها** اور تائید کرتا ہے اس کی قول عمر رضی اللہ عنہ کا **الخمر ما خامر العقل** اور نہیں التفات ہے طرف ابو محمد بن حزم ظاہری کی بیچ رد کرنے اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ابو عامر اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے حضرت ﷺ سے کہ بے شک میری امت سے چند لوگ ہوں گے کہ حلال جانیں گے ریشمی کپڑے کو اور خمر کو اور باجوں کو، الحدیث اس جہت سے کہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس طور کے قال ہشام بن عمار اور بیان کیا اس کو ساتھ سند اپنی کے سو گمان کیا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ وہ منقطع ہے درمیان بخاری رحمہ اللہ اور ہشام رحمہ اللہ کے اور ٹھہرایا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے اس کو جواب حجت پکڑنے بخاری رحمہ اللہ کے سے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے آلات ملاہی کے اور خطا کی اس میں کئی وجہ سے اور حدیث صحیح ہے معروف الاتصال ہے ساتھ شرط صحیح کے اور بخاری رحمہ اللہ کبھی کرتا ہے ایسا کام اس واسطے کہ اس نے حدیث کو دوسری جگہ میں اپنی کتاب سے سند متصل ذکر کیا ہوتا ہے اور کبھی کرتا ہے اس کو واسطے غیر اس کے کی اسباب سے کہ نہیں ہوتا ہے ساتھ ان کے خلال انقطاع کا اور یہ جو کہا کہ حلال جانیں گے شراب کو تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ یہ اعتقاد کریں گے اس کو حلال اور احتمال ہے کہ مراد مجاز ہو استرسال سے یعنی اپنے آپ کو اس میں ڈھیلا چھوڑیں گے مانند ڈھیلا چھوڑنے کے حلال میں اور البتہ ہم نے سنا اور دیکھا اس کو جو یہ کرتا ہے اور معازف سے مراد آلات ملاہی کے ہیں اور صحاح جوہری میں ہے کہ آلات لہو کے ہیں اور بعض نے کہا کہ آواز ملاہی کا ہے اور دمیاطی نے کہا کہ معازف دفوف وغیرہ ہیں اس چیز سے کہ بجائی جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ صورت بدل دے گا دوسروں کی، الخ تو مراد ساتھ اس کے وہ لوگ ہیں جو نہیں ہلاک ہوئے بیات مذکور میں یا ان لوگوں کے سوائے اور قوم سے مراد ہیں کہا ابن عربی نے احتمال ہے کہ ہو بدل دینا صورت کا حقیقت جیسے کہ واقع ہوا واسطے پہلی امتوں کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد بدل ہونے اخلاق ان کے سے، میں کہتا ہوں اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ سیاق کے اور اس حدیث میں وعید

شدید ہے اس شخص پر جو حیلہ بنائے بیچ حلال کرنے اس چیز کے کہ حرام ہو ساتھ بدل دینے نام اس کے کی اور یہ کہ حکم دائر ساتھ علت کے اور علت بیچ حرام ہونے شراب کے نشہ لانا ہے سو جب نشہ لانا پایا جائے تو حرام ہونا بھی پایا جائے گا اگرچہ نام بدستور نہ رہے کہا ابن عربی نے کہ وہ اصل ہے اس میں کہ احکام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہیں ساتھ معنی اسموں کے نہ ساتھ لقبوں ان کے کی واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے اس کو لفظ پر۔ (فتح)

بَابُ الْإِنْتِبَاذِ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ. باب ہے بیچ بھگونے کھجور کے برتنوں میں اور کونڈے میں یعنی واسطے شیرہ نکالنے اس کے کی۔

فائدہ: یہ عطف خاص کا ہے عام پر اس واسطے کہ تور بھی منجملہ برتنوں کے ہے اور وہ برتن ہے پتھر سے یا تانبے سے یا لکڑی سے اور کٹھن کہا جاتا ہے اس کو تور مگر جب کہ ہو چھوٹا۔

٥١٦٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُوْلُ أَتٰى أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ.

٥١٦٢۔ حضرت ابو حازم سے روایت ہے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی کے کھانے میں بلایا سو اس کی عورت ان کی خدمت گار تھی اور وہی دلہن تھی اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ میں نے آپ کے واسطے رات سے چند کھجوریں کونڈے میں بھگو رکھی ہیں یعنی ان کا شیرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

فائدہ: نبیذ یہ ہے کہ انگور یا کھجور کو پانی میں ڈال دے بغیر پکانے کے تا کہ اس کی شیرینی پانی میں آ جائے یعنی اس کا شیرہ نکل کر شربت بن جائے اور اس کو رہنے دیتے ہیں تا کہ اس میں کچھ تیزی اور تغیر بھی ظاہر ہو نہ تغیر ہر حد نشہ کو پہنچے اور نقیع بھی اس طرح بنتا ہے اور یہ شربت لذیذ ہوتا ہے اور نافع ہوتا ہے بدن کا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مشک میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور جب مشک نہ ہوتی تو آپ کے واسطے کونڈے میں نبیذ بنایا جاتا تھا روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور تعبیر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ساتھ نبیذ بنانے کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ نقیع نام نبیذ رکھا جاتا ہے سو نبیذ کا لفظ جو حدیثوں میں آیا ہے تو مراد اس سے نقیع ہے اور البتہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ نقیع کے جب تک کہ نہ نشہ لائے کہا مہلب نے کہ نقیع حلال ہے جب تک کہ نہ گاڑھا ہو سو جب گاڑھا ہو اور جوش مارے تو حرام ہوتا ہے اور شرط کی ہے حنفیوں نے کہ جھاگ لائے اور جب رات کو چھوہارے بھگو دے اور دن کو پیئے یا بالعکس تو نہیں گاڑھا ہوتا اور اس میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

کی ہے یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھی نبیذ بنائی جاتی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشک میں کہ اس کی اوپر کی جانب بند کی جاتی اور اس کو عشاء کے وقت پیتے اور رات کے وقت اس کو بھگوتے تو صبح کو پیتے اور ابوداود میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صبح کو چھوہارے بھگوتیں اور جب رات کو کھانے کا وقت ہوتا تو کھانا کھاتے اور کھانے کے اوپر وہ شیرہ پیتے اور اگر کچھ چیز بچتی تو میں اس کو ڈال دیتی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رات کو چھوہارے بھگوئے جاتے سو جب صبح ہوتی اور صبح کا کھانا کھاتے تو اس کو صبح کے کھانے پر پیتے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ہم صبح وشام مشک کو دھو ڈالتے تھے سو ان حدیثوں میں قید ہے ساتھ دن اور رات کو اور روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مشک میں چھوہارے بھگوئے جاتے سو جب صبح کرتے تو پیتے دن کو اور اس کی رات کو اور اگلے دن سو جب شام ہوتی تو اس کو پیتے یا خادم کو پلاتے اور اگر کچھ چیز بچتی تو اس کو بہا دیتے کہا ابن منذر نے کہ شراب اس مدت میں کہ ذکر کیا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیا جاتا تھا میٹھا اور وہ صفت کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو کبھی پہنچتی ہے طرف شدت اور جوش مارنے کی لیکن محمول ہے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے امر خادم کے ساتھ پینے اس کے کی اس پر کہ وہ شدت اور جوش مارنے کی حد کو نہیں پہنچتا تھا اور اگر اس حدیث کو پہنچتا تو نشہ لاتا اور اگر نشہ لاتا تو البتہ حرام ہوتا پینا اس کا مطلق اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جو قائل ہے ساتھ جواز پینے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ظاہر ہوا تھا اس میں کچھ تغیر اس کے مزے میں کھٹائی سے یا مانند اس کی سے سو پلایا خادم کو اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابوداود نے کہ مراد یہ ہے کہ جلدی کی اس کی طرف فساد نے اور احتمال ہے کہ ہو "أو" بیچ حدیث کے واسطے تنویع کے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ وہ خادم کو پلایا یا حکم کیا ساتھ اس کے سو بہایا گیا یعنی اگر اس کے ذائقہ میں کچھ تغیر ظاہر ہوا ہوتا اور نہ گاڑھا ہوتا تو خادم کو پلاتے اور اگر گاڑھا ہوتا تو اس کے بہا دینے کے ساتھ حکم کرتے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے سو کہا اس نے کہ وہ اختلاف ہے اوپر دو حالتوں کے اگر اس میں شدت ظاہر ہوتی تو اس کو بہا دیتے اور اگر اس میں شدت ظاہر نہ ہوتی تو خادم کو پلاتے تا کہ نہ ہو اس میں ضائع کرنا مال کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کو ستھرائی کے واسطے نہ پیتے تھے اور تطبیق دی ہے اس نے درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس طور کے کہ پینا نقیع کا ایک دن میں نہیں منع کرتا پینے اس کے کو بیچ زیادہ کے ایک دن سے اور احتمال ہے کہ ہو ساتھ اختلاف حال یا زمانے کے ساتھ حمل کرنے اس چیز کے کہ ایک دن پیتے تھے اس پر کہ جب کہ تھوڑا ہو اور یہ اس پر جب کہ وہ بہت سو بچ رہتا جو پیتے اس کو بعد اس کے اور یا یہ کہ ہو تا بیچ شدت گرمی کے مثلا سو جلدی کرتا اس کی طرف فساد اور یہ شدت سردی میں سو نہ جلدی کرتا اس کی طرف فساد۔ (فتح)

بَابُ تَرْخِيصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ — باب ہے بیچ بیان رخصت دینے حضرت ﷺ کے برتنوں میں اور ظرفوں میں نہی کے بعد۔

فائدہ: ذکر کی ہیں بخاری رحمہ اللہ نے اس میں پانچ حدیثیں اول حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور وہ عام ہے رخصت میں دوسری حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اور اس میں استثناء مزفت کا ہے تیسری حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے بیچ نہی کے دبا سے اور مزفت سے چوتھی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثل اس کی پانچویں حدیث ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی ہے نہی میں سبز ٹھلیا سے اور ظاہر اس کی کاری گری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رائے یہ ہے کہ عام ہونا رخصت کا مخصوص ہے ساتھ اس چیز کے کہ اور حدیثوں میں ہے اور یہ مسئلہ خلافیہ ہے سو مالک رحمہ اللہ کا تو یہ مذہب ہے جس پر بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری دلالت کرتی ہے اور کہا ثوری اور شافعی رحمہ اللہ اور ابن حبیب مالکی نے کہ یہ مکروہ ہے اور حرام نہیں اور کہا کوفیوں نے کہ مباح ہے اور احمد رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں اور البتہ باسند بیان کی ہے طبری نے عمر رضی اللہ عنہ سے وہ چیز جو مالک رحمہ اللہ کے قول کو تائید کرتی ہے اور وہ قول ان کا ہے کہ پینا میرا چلچی سے پانی جلا ہوا بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ میں ٹھلیا کی نبیذ پیوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ پیا جائے نبیذ ٹھلیا کا اگرچہ زیادہ تر میٹھا ہو شہد سے اور باسند بیان کی ہے اس نے نہی ایک جماعت اصحاب سے کہا ابن بطال نے کہ نہی برتنوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھی واسطے کاٹنے ذریعہ کے سو جب انہوں نے کہا کہ ہم کو کچھ چارہ نہیں شیرہ بنانے سے برتنوں میں تو فرمایا کہ نبیذ بنایا کرو یعنی کھجور وغیرہ بھگو کر اس کا شیرہ نکالا کرو اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور اسی طرح حکم ہے ہر چیز میں کہ نہی کی گئی ہے اس سے ساتھ معنی نظر کرنے کے اس کے غیر کی طرف کہ وہ ساقط ہوتی ہے واسطے ضرورت کے مانند نہی کے بیٹھنے سے راہوں میں سو جب انہوں نے کہا کہ ہم کو اس سے کوئی چارہ نہیں تو فرمایا کہ راہ حق کا ادا کیا کرو اور کہا خطابی نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول اسلام میں تھی پھر منسوخ ہوئی اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ نہی شیرہ بنانے سے ان برتنوں میں باقی ہے ان میں سے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور قول اول اصح ہے اور معنی نہی میں یہ ہیں کہ شراب کے مباح ہونے کا زمانہ قریب تھا سو جب مشہور ہوا حرام ہونا اس کا تو مباح ہوا واسطے ان کے شیرہ بنانا ہر برتن میں ساتھ شرط نہ پینے نشہ والی چیز کے اور جو کہتا ہے کہ نہی بدستور ہے سو شاید ان کو ناسخ نہیں پہنچا اور کہا حازمی نے جو شخص کہ مالک رحمہ اللہ کے قول کی تائید کرتا ہے اس کے واسطے جائز ہے یہ کہ کہے کہ وارد ہوئی نہی سب برتنوں سے پھر منسوخ ہوئے اس سے برتن چمڑے کے اور گھڑے سوائے رال والے برتن کے اور جو ان کے سوائے ہے وہ بدستور منع رہا پھر تعاقب کیا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے تصریح بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا شرابوں سے مگر چمڑے کے برتنوں میں سو اب پیا کرو ہر برتن میں

لیکن نشہ لانے والی چیز نہ پینا اور طریق تطبیق کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ جب واقع ہوئی تھی عام طور سے تو انہوں نے حاجت کی شکایت کی سو رخصت دی حضرت ﷺ نے ان کو چمڑے کے برتنوں میں پھر شکایت کی کہ سب ان کو نہیں پاتے سو رخصت دی واسطے ان کے سب برتنوں میں۔ (فتح)

٥١٦٣ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوْفِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا قَالَ فَلَا إِذًا وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا وَقَالَ فِيْهِ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ.

۵۱۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے برتنوں سے منع کیا تو انصاریوں نے کہا کہ ہم کو ان سے کوئی چارہ نہیں یعنی ہمارے اور برتن نہیں فرمایا کہ سو نہ اس وقت یعنی جب تم کو ان سے کوئی چارہ نہیں تو ان کو نہ چھوڑو۔ اور کہا خلیفہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے منصور سے سالم بن جعد سے جابر سے ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس حدیث کے حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس اسناد اور متن کے اور کہا جب منع کیا حضرت ﷺ نے برتنوں سے۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہی تھی واقع ہوئی اوپر تقدیر عدم حاجت کے یا واقع ہوئی وحی فی الحال ساتھ سرعت کے یا حکم اس مسئلے میں حضرت ﷺ کی رائے کے سپرد تھا اور یہ احتمال رد کرتے ہیں اس شخص پر جو جزم کرتا ہے کہ حدیث میں حجت ہے اس میں کہ تھے حضرت ﷺ حکم کرتے ساتھ اجتہاد کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ برتن نہیں حلال کرتے کسی چیز کو اور نہ حرام کرتے ہیں لیکن ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

٥١٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَسْقِيَةِ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ

۵۱۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے مشکوں سے منع کیا یعنی ان میں چھوہارے کا شیرہ نکالنے سے تو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ سب لوگ مشک نہیں پاتے تو رخصت دی حضرت ﷺ نے ان کو ٹھلیا میں سوائے رال والے برتن کے۔

فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں لفظ مشکوں کا اور البتہ سمجھ گیا ہے بخاری رحمہ اللہ اس کو سو کہا بعد بیان کرنے حدیث کے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساتھ اس کے اور کہا برتنوں سے یعنی مشکوں کی جگہ برتنوں کا لفظ بولا ہے اور یہی ہے راجح اور یہی ہے جس کو روایت کیا اکثر اصحاب ابن عیینہ کے نے مانند احمد اور حمیدی وغیرہم کے کہا عیاض نے کہ ذکر مشکوں کا وہم ہے راوی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں لفظ اوعیہ کا ہے یعنی برتنوں سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں سے کبھی نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا برتنوں سے اور مباح کیا شیرہ بنانے کو مشکوں میں سو کہا گیا کہ سب لوگ چمڑے کے برتن نہیں پاتے سو استثناء کیا اس چیز کو جو مسکر ہو اور اسی طرح عبدالقیس کے ایلچیوں سے کہا جب کہ منع کیا ان کو چھوہارے کے شیرہ بنانے سے تانبے وغیرہ میں تو انہوں نے کہا کہ ہم کس چیز میں پئیں؟ فرمایا کہ چمڑے کے برتنوں میں اور احتمال ہے کہ ہو روایت اصل میں کہ جب منع فرمایا نبیذ بنانے سے مگر مشکوں میں پس ساقط ہوئی روایت سے کوئی چیز اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ نہ اس حدیث میں کوئی غلطی ہے اور نہ اس سے کوئی چیز ساقط ہوئی ہے اور اطلاق سقا کا اس چیز پر کہ اس سے پانی پیا جائے جائز ہے سو قول اس کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسقیہ سے منع فرمایا ساتھ معنی اوعیہ کے ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ اوعیہ کے یعنی برتنوں کے وہ برتن ہیں کہ ان سے پینے کی طلب کی جائے اور خاص ہونا اسم اسقیہ کا ساتھ چمڑے کے برتنوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باعتبار عرف کے ہے نہیں تو جو جائز رکھتا ہے قیاس کو لغت میں نہیں منع کرتا جو سفیان نے کیا سو شاید سفیان کی رائے یہ ہو گی کہ دونوں لفظ برابر ہیں اور اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ نے اس کو وہم نہیں گنا اور یہ جو کہا کہ رخصت دی واسطے ان کے ٹھلیا میں سوائے رال والے برتن کے تو ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ اجازت دی ان کو بیچ کسی چیز کے اس سے اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ رخصت نہیں واقع ہوئی ایک بار بلکہ واقع ہوئی نہی شیرہ بنانے سے مگر چمڑے کے برتنوں میں سو جب انہوں نے شکایت کی تو رخصت دی واسطے ان کے بعض برتنوں میں سوائے بعض کے پھر واقع ہوئی اس کے بعد رخصت عام لیکن محتاج ہوتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ رخصت واقع ہوئی اس کے بعد اس بات کی طرف کہ ثابت کرے کہ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی جو اس پر دلالت کرتی ہے تھی متاخر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس حدیث سے اور یہ جو کہا برتنوں سے تو اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ منع کیا شیرہ بنانے سے برتنوں میں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو زیادہ کی روایت میں کہ روایت کیا ہے ابوداؤد نے ساتھ اس لفظ کے کہ نہ شیرہ بنایا کرو تانبے میں اور مرتبان میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور چمڑے کے برتنوں میں اور اس کے غیر کے برتنوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ چمڑے کے برتنوں میں ان کے مسام سے ہوا اندر گھس جاتی ہے سو نہیں جلدی کرتا اس کی طرف فساد مثل اس کی

کہ جلدی کرتا ہے اس کے غیر کی طرف سے اور مانند اس کی ہے اس چیز سے کہ نہی کی گئی شیرہ بنانے سے بیچ اس کے اور نیز جب چمڑے کے برتن میں شیرہ کے واسطے چھوہارے بھگوئے جائیں پھر باندھا جائے تو بے خوف ہوتا ہے ڈر نشہ لانے کے سے ساتھ پینے اس چیز کے کہ پی جائے اس سے اس واسطے کہ جب وہ متغیر ہو اور مسکر ہو جائے تو پھاڑ دیتا ہے چمڑے کو سو جب اس نے اس کو نہ پھاڑا تو وہ نہیں ہے مسکر برخلاف اور برتنوں کے اس واسطے کہ نبیذ کبھی اس میں مسکر ہو جاتی ہے اور معلوم نہیں ہوتی اور بہر حال رخصت بعض برتنوں میں سوائے بعض کے سو واسطے محافظت ضائع کرنے مال کے سے واسطے ثابت ہونے نہی کے ضائع کرنے مال کے سے اس واسطے کہ جس برتن سے منع کیا گیا ہے جلدی کرتا ہے تغیر کرنا اس چیز کی طرف کہ بھگوئی جاتی ہے بیچ اس کے برخلاف اس برتن کے کہ اجازت دی گئی ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ تغیر اس کی طرف جلدی نہیں کرتا لیکن حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی ظاہر ہے بیچ عام کرنے اجازت کے تمام برتنوں میں فائدہ دیتی ہے کہ نہ پیو نشہ والی چیز کو سو گویا کہ امن حاصل ہوا ہے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف نہ پینے کی برتن سے ابتدا میں یہاں تک کہ اس کے حال کا امتحان کیا جائے کہ کیا متغیر ہوا ہے یا نہیں اس واسطے کہ نہیں متعین ہوتا ہے امتحان کرنا ساتھ پینے کے بلکہ واقع ہوتا ہے ساتھ غیر پینے کے جیسے کہ ہو سخت جوش مارنے والا یا جھاگ ڈالے اور مانند اس کے۔ (فتح)

٥١٦٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا.

٥١٦٥۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تانبے اور رال والے برتن میں شیرہ بنانے سے منع فرمایا حدیث بیان کی ہم سے عثمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے جریر نے اعمش سے ساتھ اس اسناد کے۔

٥١٦٦ - حَدَّثَنِي عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَتْ نَهَانَا فِيْ ذٰلِكَ أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ أَمَا

٥١٦٦۔ حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے اسود سے کہا کہ کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حکم اس برتن کا جس میں نبیذ بنانا مکروہ ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا اے مومنو کی ماں! خبر دو مجھ کو کس چیز میں نبیذ بنانے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اہل بیت کو منع کیا نبیذ بنانے سے تانبے میں اور رال والے برتن میں، میں نے کہا کہ کیا تو نے ٹھلیا اور مرتبان کو ذکر نہ کیا تھا؟

ذَكَرْتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ أَفَأُحَدِّثُ مَا لَمْ أَسْمَعْ

اسود نے کہا کہ میں تو تجھ سے بیان کرتا ہوں جو میں نے سنا کیا میں تجھ سے بیان کروں جو میں نے نہیں سنا۔

فائدہ: اور اما ذکرت کا قائل ابراہیم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پوچھا ابراہیم نے ٹھلیا اور مرتبان سے واسطے مشہور ہونے حدیث کے ساتھ نہی کے نبیذ بنانے سے چار برتنوں میں اور شاید یہی راز ہے بیچ قید کرنے کے ساتھ اہل بیت کے اس واسطے کہ تابنا اور دال والا برتن ان کے پاس میسر تھا سو اسی واسطے خاص کیا نہی ان کی کو دونوں سے۔ (فتح)

۵۱۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ قُلْتُ أَنَشْرَبُ فِي الْأَبْيَضِ قَالَ لَا.

۵۱۶۷۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سبز گھڑے سے منع فرمایا یعنی اس میں نبیذ بنانے سے میں نے کہا کہ کیا سفید گھڑے میں پیا جائے فرمایا کہ نہ۔

فائدہ: قلت کا قائل شیبانی ہے اور یہ جو فرمایا کہ نہ یعنی حکم اس کا سبز گھڑے کا ہے سو دلالت کی اس نے کہ سبز ہونے کی وصف کا کوئی مفہوم نہیں اور شاید سبز گھڑے اس وقت ان کے درمیان شائع تھے سو گویا کہ ذکر سبز ہونے کا واسطے بیان واقع کے ہے نہ واسطے احتراز کے کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ کلام نزدیک میرے خارج ہوا ہے جگہ سوال کی سو کہا گیا کہ سبز گھڑے کا کیا حکم ہے؟ سو فرمایا کہ اس میں نبیذ مت بنائی جائے اور البتہ روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا گھڑے کے نبیذ سے اور جو ہر چیز ہے کہ بنائی جائے مٹی سے اور روایت کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے کہا خطابی نے کہ نہیں معلق کیا اس میں حکم کو ساتھ سبزی اور سفیدی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معلق کیا ساتھ نشہ لانے کے اور یہ اس واسطے ہے کہ جو چیز کہ گھڑوں میں نبیذ بنائی جاتی ہے جلدی کرتا ہے تغیر اس کی طرف پہلے اس سے کہ معلوم ہو سو منع کیے گئے اس سے پھر جب رخصت واقع ہوئی تو اجازت دی ان کو نبیذ بنانے میں برتنوں میں بشرطیکہ نشہ لانے والی چیز کو نہ پئیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے واسطے سبز ٹھلیا میں نبیذ بنائی جاتی تھی اور مثل اس کی مروی ہے ایک جماعت اصحاب سے اور لیکن جماعت نے خاص کی ہے نہی ساتھ سبز گھڑے کے کما رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ اور یہی قول ہے اکثر کا اور بہت اہل لغت کا اور فقہاء محدثین کا اور یہی صحیح تر قول ہے سب اقوال میں اور بعض نے کہا کہ وہ گھڑے اندر سے کریدے ہوتے ہیں مصر سے لائے جاتے ہیں اور ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ وہ گھڑے ہیں کہ ان کے منہ ان کے پہلو میں ہوتے ہیں کھینچی جاتی ہے ان میں شراب طائف سے اور وہ لوگ ان میں نبیذ بناتے تھے مشابہت کرتے تھے ان کے ساتھ

شراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تفسیر کیا اس نے جر کو ساتھ ہر چیز کے کہ بنائی جائے مٹی سے۔ (فتح)

بَابُ نَقِيْعِ التَّمْرِ مَا لَمْ يُسْكِرْ.

باب ہے بیچ بیان نقیع کھجور کے جب تک کہ نہ لائے نشے کو۔

٥١٦٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ مَا تَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ.

٥١٦٨۔ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا سو اس کی عورت اس دن ان کی خدمت گار تھی اور وہی دلہن تھی اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیا بھگویا تھا؟ میں نے آپ کے واسطے رات سے چند کھجوریں گھڑے میں بھگوئیں یعنی ان کا شیرہ نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس کی طرف کہ جو عبدالرحمن بن معقل وغیرہ سے منقی کے نقیع کی کراہت مروی ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ متغیر ہو یا قریب ہو کہ نشہ لانے کی حد کو پہنچے اور ارادہ کیا ہے اس کے قائل نے ساتھ اس کے اکھاڑنے مادے ان کے کا جیسے کہ عبیدہ سلمانی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ لوگوں نے بہت شرابوں کو پیدا کیا ہے نہیں جانتا میں کیا ہے بیچ ان کے سو نہیں ہے واسطے میرے شراب مگر پانی اور دودھ، الحدیث اور تقیید اس کی ترجمہ میں ساتھ اس چیز کے کہ نہ نشہ لائے باوجود یکہ نہیں ہے حدیث میں تعرض واسطے سکر کے نہ بطور اثبات کے اور نہ بطور نفی کے بہر حال اس جہت سے کہ جو مدت کہ سہل رضی اللہ عنہ نے ذکر کی ہے اور وہ اول رات سے دن کے درمیان تک ہے نہیں حاصل ہوتا ہے اس میں تغیر جملۃ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہ نشہ لائے مقام کی جہت سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْبَاذَقِ.

باب ہے بیچ بیان باذق کے۔

فائدہ: باذق ایک قسم کی شراب ہے جو پکائی جاتی ہے انگور کے نچوڑ سے جب کہ نشہ لائے اور جب کہ پکایا جائے اس کے بعد کہ گاڑھا ہو اور اس کو مثلث بھی کہا جاتا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ پکانے سے اس کی دو تہایاں جاتی رہیں اور اسی طرح منصف بھی اور وہ وہ ہے کہ پکانے سے اس کا نصف جاتا رہے۔

وَمَنْ نَّهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْأَشْرِبَةِ.

اور جو منع کرتا ہے ہر نشہ لانے والی چیز سے شرابوں سے

فائدہ: اور شاید لیا ہے اس نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ اگر مسکر ہو تو میں اس کو کوڑے ماروں باوجود نقل کرنے اس کے اس تجویز سے شراب طلا کا تہائی پر سو شاید لیا جاتا ہے حدیث سے کہ مباح ہے جو بالکل نشہ نہ لائے اور بہر حال قول اس کا شرابوں سے تو واسطے اُن آثار کے ہے کہ وارد کیا ہے ان کو مرفوع اور موقوف جو متعلق ہیں ساتھ اس چیز کے کہ پی جاتی ہے۔

وَرَأَى عُمَرُ وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ.

اور دیکھا ہے عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ جائز ہے پینا طلاء کا تہائی پر۔

فائدہ: یعنی جب کہ پکایا جائے اور تہائی رہ جائے اور دو تہائی جل جائے اور یہ ظاہر ہے ان آثار کے سیاق سے اور بہر حال اثر عمر رضی اللہ عنہ کا سو روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے کہ مؤطا میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام میں گئے تو شام والوں نے ان کے پاس گلہ کیا زمین کی وباء کا اور کہا کہ نہیں درست کرتا ہم کو مگر یہ شراب سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شہد کو پیا کرو انہوں نے کہا کہ شہد ہم کو موافق نہیں تو چند مردوں نے زمین والوں سے کہا کہ حکم ہو تو ہم تیرے واسطے اس شراب سے ایک چیز بنا دیں جو نشہ نہ لائے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! سو انہوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ اس کی دو تہائی جاتی رہی اور ایک تہائی باقی رہی سو اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں اپنی انگلی داخل کی پھر اپنے ہاتھ کو اٹھایا سو وہ ہاتھ کے ساتھ آیا لیس کرتا سو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ یہ طلاء ہے اونٹوں کی سو حکم کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پینے اس کے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ الٰہی! میں نہیں حلال کرتا واسطے ان کے اس چیز کو کہ تو نے ان پر حرام کی اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے پاس ایک قافلہ آیا اٹھاتا شراب سیاہ کو جیسے وہ اونٹوں کا طلاء ہے سو انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اس کو پکاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی دو تہائیاں خبیث جاتی رہتی ہیں ایک تہائی اس کی بو سے اور ایک تہائی اس کی سرکشی سے سو اجازت دے اپنی طرف والوں کو کہ اس کو پئیں اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حلال کیا شراب سے اس چیز کو کہ پک کر اس کی دو تہائیاں جل جائیں اور ایک تہائی باقی رہ جائے اور نسائی نے روایت کی ہے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پکایا کرو شراب کو یہاں تک کہ شیطان کا حصہ جاتا رہے کہ شیطان کے واسطے دو حصے ہیں اور تمہارا ایک حصہ ہے اور یہ سندیں سب صحیح ہیں اور البتہ بعض نے تصریح کی ہے کہ حرام اس سے نشہ ہے سو جب نشہ لائے تو حلال نہیں اور مثل اس کی نہیں کہا جاتا ہے رائے سے سو ہو گا واسطے اس کے حکم مرفوع کا اور ابن ابی شیبہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے طلاء کو پیا جو تہائی پر پکایا جائے اور دو تہائی جاتا رہے اور جب انگور کا نچوڑ پکایا جائے یہاں تک کہ اس میں تمدد ہو تو مشابہ ہوتا ہے اونٹوں کے طلاء کو اور وہ اس حالت میں اکثر اوقات نشہ نہیں لاتا اور موافق ہوئے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کو اس حکم میں ابو موسیٰ اور ابو درداء اور علی اور ابو امامہ اور خالد بن

ولید رضی اللہ عنہم وغیرہم اور تابعین سے ابن مسیب رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ اور فقہاء سے ثوری رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور جمہور اور شرط پینے اس کے کی نزدیک ان کے جب تک کہ نہ نشہ لائے اور مکروہ جانا ہے اس کو ایک گروہ نے بطور تقویٰ کے۔ (فتح)

وَشَرِبَ الْبَرَآءُ وَأَبُوْ جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ.

اور پیا براء رضی اللہ عنہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے نصف پر۔

فائدہ: اور موافق ہے براء رضی اللہ عنہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کو جریر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور تابعین سے ابن حنفیہ اور شریح اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ اگر مسکر ہو تو حرام ہے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ منصف نشہ لاتا ہے سو اگر اس طرح ہو تو حرام ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے سو کہا ابن حزم نے کہ اس نے مشاہدہ کیا کہ انگور کا نچوڑ جب پکایا جائے تہائی پر تو جم جاتا ہے اور نشہ لاتا ہے بالکل اور بعض اس سے جب پکائے جائے طرف نصف کے تو اس طرح وہ بھی نشہ نہیں لاتا ہے اور بعض اس سے جب پکائے جائے طرف چوتہائی کی تو اسی طرح وہ بھی نشہ نہیں لاتا اور بعض قسم وہ ہے کہ جب پکایا جائے تو چوتہائی باقی رہ جاتا ہے اور نشہ سے جدا نہیں ہوتا سو واجب ہوا یہ کہ حمل کیا جائے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے اصحاب سے امر طلاء کے سے اوپر اس چیز کے کہ نشہ نہ لائے بعد پکانے کے اور ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آگ نہیں حلال کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے اور مراد اس کی طلاء ہے اور طاؤس سے ہے کہ وہ نچوڑ انگور کا وہ ہے کہ ہو جاتا ہے مثل شہد کی یعنی بعد پکانے کے اور کھایا جاتا ہے اور اس پر پانی ڈال کر پیا جاتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اشْرَبِ الْعَصِيْرَ مَا دَامَ طَرِيًّا.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ پی نچوڑ انگور کا جب تک تازہ ہو۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو نسائی نے ابو ثابت کے طریق سے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو ایک مرد ان کے پاس آیا سوال کرتا انگور کے نچوڑ سے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پی اس کو جب تک کہ تازہ ہو اس نے کہا کہ میں نے شراب پکائی اور میرے دل میں اس سے شک ہے کہا کہ کیا تو پکانے سے پہلے اس کو پینے والا تھا اس نے کہا کہ نہیں کہا کہ آگ حرام چیز کو حلال نہیں کرتے اور یہ قید کرتا ہے اس چیز کو کہ مطلق ہے پہلے اثروں میں اور وہ یہ ہے کہ جو چیز کہ پکائی جاتی ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تازہ نچوڑ انگور کا ہے پہلے اس سے کہ شراب ہو جائے اور بہر حال اگر شراب ہو جائے پھر پکایا جائے تو نہ پکانا اس کو پاک کرتا ہے اور نہ اس کو حلال کرتا ہے مگر بنا بر رائے اس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے سرکہ بنانا شراب کا اور جمہور اس کے مخالف ہیں ان کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا حلال نہیں اور حجت ان کی حدیث صحیح ہے انس رضی اللہ عنہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ

وغیرہ نے نخعی اور شعبی سے کہ میں نچوڑ انگور کا پیتا ہوں جب تک کہ نہ جوش مارے اور حسن سے ہے جب تک کہ نہ متغیر ہو اور یہ قول بہت سلف کا ہے کہ جب اس میں تغیر ظاہر ہو تو منع ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جوش مارنے لگے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو یوسف اور بعض نے کہا کہ جب انتہاء کو پہنچے جوش اس کا اور بعض نے کہا کہ جب ٹھہر جائے جوش اس کا اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں حرام ہے نچوڑ انگور کا کچا یہاں تک کہ جوش مارے اور جھاگ لائے تو حرام ہوتا ہے اور بہر حال جو پکایا گیا ہو یہاں تک کہ اس کی دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہے تو نہیں منع ہے مطلق اگرچہ جوش مارے اور جھاگ لائے بعد پکانے کے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور نے کہ منع ہے جب کہ ہو نشہ لانے والا پینا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا حرام ہے جوش مارے نہ جوش مارے اس واسطے کہ جائز ہے کہ وہ نشہ لانے کی حد کو پہنچے بایں طور کہ جوش مارے پھر اس کا جوش تھم جائے اس کے بعد اور یہی مراد ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ حد منع پینے اس کے کی یہ ہے کہ متغیر ہو۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللهِ رِيحَ شَرَابٍ وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ.

کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے عبید اللہ سے شراب کی بو پائی اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں سو اگر وہ نشہ لاتا تھا تو میں اس کو کوڑے ماروں گا۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان پر نکلے سو کہا انہوں نے کہ میں نے فلاں سے شراب کی بو پائی ہے سو اس نے گمان کیا کہ وہ شراب طلاء ہے اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں اس چیز سے کہ اس نے پی سو اگر وہ نشہ لاتی تھی تو میں اس کو کوڑے ماروں گا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پوری حد ماری اور اس کی سند صحیح ہے اور سیاق حذف ہے سو اس سے پوچھا تو اس کو نشہ لانے والی پایا سو اس کو کوڑے مارے اور روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے سو کہا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے میرے کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے شراب پی ہے اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں سو اگر وہ نشہ لانے والی ہو گی تو میں ان کو حد ماروں گا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کو حد ماری اور یہ اثر تائید کرتا ہے اس چیز کی کہ میں نے پہلے بیان کی کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ حلال کہا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے مطبوخ سے جس کا نام طلاء رکھا جاتا ہے اس وقت تک ہے جب تک کہ نشہ لانے کی حد کو نہ پہنچا ہو اور جب نشہ لانے کی حد کو پہنچے تو نہیں حلال ہے نزدیک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسی واسطے ان کو حد ماری اور تفصیل نہ پوچھی کہ کیا انہوں نے اس سے تھوڑی پی یا بہت اور اس میں رد ہے اس شخص پر جس نے حجت پکڑی ہے ساتھ عمر کے بیچ جواز پینے اس چیز کے کہ پکائی جائے جب کہ اس کی دو تہائیاں جل جائیں اگرچہ نشہ لائے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پینے کی اجازت دی اور تفصیل نہ پوچھی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تطبیق ان کے دونوں اثروں میں تقاضا کرتی ہے تفصیل کو اور

البتہ ثابت ہو چکا ہے ان سے کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے سو تفصیل کی حاجت نہ تھی اور احتمال ہے کہ اپنے بیٹے سے پوچھا سو اس نے اقرار کیا کہ جو شراب اس نے پی وہ نشہ لاتی ہے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے بیچ روایت اپنی کے معمر سے سو کہا زہری نے سائب سے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر ہوا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ میں نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے شراب کی بو پائی اور میں نے اس سے پوچھا سو اس نے گمان کیا کہ وہ طلا ہے اور میں پوچھنے والا ہوں اس شراب سے کہ اس نے پی سو اگر نشہ لانے والی ہو تو میں اس کو کوڑے ماروں گا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے بعد حد ماری اور یہ روایت واضح کرتی ہے اس کو کہ ابن جریج کی روایت جو عبدالرزاق نے روایت کی ہے مختصر ہے اور اس کا لفظ یوں ہے کہ سائب سے روایت ہے کہ وہ حاضر ہوا پاس عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ایک مرد کو کوڑے مارتے تھے کہ اس سے شراب کی بو پائی سو اس کو پوری حد ماری کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ کوڑے مارے انہوں نے اس کو ساتھ مجرد پانے بو کے اس سے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہو چکی ہے روایت معمر کی اور اسی طرح ہے جو روایت کی ہے اس سے ابن ابی شیبہ نے اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے معمر کی روایت سے کہ نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے قائم کرنے حد کے کو ساتھ مجرد وجود بو کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے نسائی نے اس پر کہ جو منقول ہے اس سے توڑنے نبیذ کے سے ساتھ پانی کے جب کہ پی اس سے اور ناک چڑھائی کہ یہ واسطے کھٹائی اس کی کے تھا نہ واسطے گاڑھی ہونے اس کے کی اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ اس نے عام کیا واجب ہونے حد کے کو ساتھ پینے نشہ لانے والی چیز کے اور نہ تفصیل پوچھی اس سے کہ اس نے اس سے تھوڑی شراب پی یا بہت سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جس نبیذ سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ناک چڑھائی وہ نشہ لانے کی حد کو نہیں پہنچتی تھی ہرگز اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قائم کرنے حد کے ساتھ بو کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے فضائل قرآن میں نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے عمل کیا ساتھ اس کے اور نقل کیا ابن منذر نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ سے مثل اس کی کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ جب گواہی دیں دو عادل ان لوگوں میں سے جو شراب پیا کرتے تھے پھر اس سے توبہ کی کہ وہ شراب کی بو ہے تو واجب ہوتی ہے حد اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے حد مگر ساتھ اقرار کے یا گواہ کے اوپر مشاہدہ پینے کے اس واسطے کہ بوئیں کبھی ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں اور حد نہیں قائم ہوتی ہے ساتھ شبہ کے اور نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں تصریح کہ اس نے کوڑے مارے ساتھ بو کے بلکہ ظاہر سیاق اس کا تقاضا کرتا ہے کہ اعتماد کیا انہوں نے اقرار پر ساتھ گواہ کے اوپر مشاہدہ پینے شراب کے اس واسطے کہ نہ کوڑے مارے ان کو یہاں تک کہ سوال کیا اور جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی! میں نہیں حلال کرتا واسطے ان کے اس چیز کو کہ تو نے ان کے واسطے حرام کی تو اس میں رد ہے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ جائز رکھنے ان کے کی شراب پکی ہوئی کے پینے کو کہ جائز ہے

نزدیک ان کے پینا اس میں سے اگرچہ مست ہو جائے پینے والا اس کا اس واسطے کہ نہ تفصیل کی انہوں نے درمیان اس کے جب کہ نشہ نہ لائے اس واسطے کہ بقیہ اثر عمر رضی اللہ عنہ کا جو میں نے ذکر کیا دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے تفصیل کی برخلاف اس چیز کے کہ کہی طحاوی وغیرہ نے۔ (فتح)

٥١٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذَقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَاذَقَ فَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ قَالَ الشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ قَالَ لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ إِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيْثُ.

۵۱۶۹۔ حضرت ابوالجوریہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ سبقت کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باذق سے جو چیز کہ نشہ لائے سو حرام ہے کہا ابو الجویریہ نے کہ شراب باذق حلال طیب ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہیں بعد حلال طیب کے مگر خبیث حرام۔

فائدہ: سبق محمد الباذق کہا مہلب نے کہ یعنی سبقت کی محمد نے ساتھ حرام کرنے باذق کے نام رکھنے ان کے سے واسطے اس کے باذق کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے **کل مسکر حرام** یعنی ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور باذق شراب شہد کا ہے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ سبقت کی محمد کے حکم نے ساتھ حرام کرنے شراب کے نام رکھنے ان کے سے واسطے اس کے ساتھ غیر نام اس کے کی اور نہیں بدل دینا ان کا نام کو حلال کرنے والا واسطے اس کے جب کہ ہو نشہ لانے والی اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھا تھا کہ سائل باذق کو حلال جانتا ہے سو اس کا مادہ اکھاڑا اور اس کی امید کو قطع کیا اور خبر دی اس کو کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور نہیں اعتبار ہے ساتھ نام کے کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ باذق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی میں کہتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پہلے قصے کا سیاق اس کی تائید کرتا ہے اور کہا ابو اللیث سمرقندی نے کہ پکی ہوئی نچوڑ کا پینے والا جب کہ مسکر ہو زیادہ تر گنہگار ہے شراب کے پینے والے سے اس واسطے کہ شراب کا پینے والا اس کو پیتا ہے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ گنہگار ہے ساتھ پینے اس کے اور پکی ہوئی نچوڑ کا پینے والا اس کو پیتا ہے اور اس کو حلال جانتا ہے اور البتہ قائمہ ہوا ہے اجماع اس پر کہ شراب تھوڑی اور بہت حرام ہے اور ثابت ہو چکا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **کل مسکر حرام** یعنی ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور جو حلال جانے اس چیز کو کہ حرام ہے بالاجماع وہ کافر ہے اور یہ جو کہا کہ شراب حلال پاک ہے الخ تو روایت کی ہے بیہقی نے ابوالجویریہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مجھ کو باذق کا حکم بتلاؤ سو ذکر کی حدیث اور اس کے آخر میں ہے کہ ایک مرد نے قوم میں سے کہا کہ ہم قصد کرتے ہیں انگور کی طرف سو اس سے شیرہ نچوڑتے ہیں پھر اس کو پکاتے ہیں یہاں تک کہ حلال پاک ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ پی حلال پاک کو اس واسطے کہ نہیں بعد حلال پاک کے مگر حرام ناپاک اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نشہ لانے والی

چیزیں حرام کے تحت میں داخل ہوتی ہیں اور وہ ناپاک ہے اور جس چیز میں کوئی شبہ نہیں وہ حلال پاک ہے کہا اسماعیل قاضی نے کہ یہ اثر ضعیف کرتا ہے اس اثر کو جو مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حرام ہوئی شراب واسطے ذات اپنی کے پھر باسند بیان کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو چیز کہ نشہ لائے بہت سو تھوڑا اس کا بھی حرام ہے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ آگ نہیں حلال کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ کیا نشہ لاتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب بہت ہو تو نشہ لاتی ہے سو کہا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔ (فتح)

٥١٧٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ.

٥١٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ حلوا اور شہد کو دوست رکھتے تھے۔

فائدہ: حلوا بولا جاتا ہے اس چیز کو کہ بنائی جاتی ہے مٹھاس اور چکنائی سے اور عطف شہد کا اس پر عطف خاص کا ہے عام پر اور وجہ وارد کرنے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ جو چیز حلال ہے پکی ہوئی چیز سے وہ چیز وہ ہے کہ حلوے کے معنی میں ہو اور وہ چیز کہ جائز ہے پینا اس کا انگور کے نچوڑ سے بغیر پکانے کے وہ چیز وہ ہے کہ ہو شہد کے معنی میں اس واسطے کہ وہ اس کو پانی میں ملا کر اسی وقت پی لیتے تھے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّأٰى أَنْ لَّا يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ إِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لَّا يَجْعَلَ إِدَامَيْنِ فِيْ إِدَامٍ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو دیکھتا ہے کہ نہ ملائے کچی اور خشک کھجور کو جب کہ ہو نشہ لانے والی اور یہ کہ نہ ٹھہرائے دو سالنوں کو ایک سالن میں

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا اذا کان مسکر خطا ہے اس واسطے کہ نہی دو چیز کے ملانے سے عام ہے اگرچہ نشہ لائے کثیر ان کا واسطے سرعت سرایت کرنے اس کار کے طرف ان کی اس حیثیت سے کہ ملانے والے کو کچھ چیز نہ ہو سو نہیں ہے نہی دو چیزوں کی ملانے سے اس واسطے کہ وہ حال میں نشہ لاتی ہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ انجام کار نشہ لاتی ہیں اس واسطے کہ جب وہ حال میں مسکر ہوں تو نہیں اختلاف ہے بیچ نہی کے اس سے کہا کرمانی نے بنا بر اس کے نہیں ہے وہ خطا بلکہ یہ بطور مجاز کے ہے اور یہ استعمال مشہور ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ یہ نہیں رد کرتا ہے بخاری پر یا تو اس واسطے کہ وہ جائز رکھتا ہے دو چیزوں کے ملانے کو نشہ لانے سے پہلے اور یا اس واسطے کہ اس نے باب باندھا ہے بنا بر اس چیز کے کہ مطابق ہے پہلی حدیث کو اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس

واسطے کہ نہیں شک ہے کہ جو چیز کہ قوم کو اس وقت پلاتا تھا وہ نشہ لانے والی شراب تھی اسی واسطے داخل ہوئی بیچ عموم نہی کے شراب سے یہاں تک کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم البتہ اس کو اس وقت شراب گنتے تھے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ مسکر تھی اور لیکن یہ جو اس نے کہا کہ نہ ٹھہرئے دو سالنوں کو ایک سالن میں سو مطابق ہے جابر رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور ہوگی نہی معلل ساتھ مستقل علتوں کے یا تحقیق ہونا اس کا رکا یا توقع نشہ لانے کی ساتھ ملانے کے جلدی اور یا اسراف اور حرص اور تعلیل ساتھ حرص کے مبین ہے بیچ حدیث نہی کے قران تمر سے، میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے نہی کو دو چیز کے ملانے سے ساتھ ایک دو تاویلوں کے ایک حمل کرنا خلیط کا ہے اوپر مخلوط کے اور وہ یہ ہے کہ خشک کھجور کی نبیذ اکیلی مثلاً گاڑھی ہو جائے اور منقی کی نبیذ تنہا گاڑھی ہو جائے سو دونوں کو ملایا جائے تاکہ سرکہ ہو جائے سو ہوگی نہی بسبب قصد سرکہ بنانے کے اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے بغیر تکلف کے دوسری تاویل یہ ہے کہ ہو علت نہی کی ملانے سے واسطے اسراف کے سو ہوگی مانند نہی کی جمع کرنے سالنوں کے سے اور تائید کرتا ہے دوسری وجہ تاویل کو قول اس کا ترجمہ میں یہ کہ نہ ٹھہرائے دو سالنوں کو ایک سالن میں اور البتہ حکایت کی ہے اثرم نے ایک قوم سے کہ حمل کیا ہے انہوں نے نہی کو دو چیزوں کے ملانے سے دوسری تاویل پر اور ٹھہرایا ہے انہوں نے اس کو نظیر نہی کی ملانے دو کھجوروں کے سے کہا انہوں نے کہ جب وارد ہوئی نہی دو کھجوروں کے ملانے سے اور حالانکہ وہ ایک قسم سے ہیں سو کیونکر منع نہ ہوگی جب کہ واقع ہو دو قسموں سے اور اسی واسطے تعبیر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ جو ڈیکھتا ہے اور نہیں جزم کیا ہے ساتھ حکم کے اور البتہ مدد کی ہے طحاوی نے اس شخص کی جس نے حمل کیا ہے نہی کو دو چیزوں کے ملانے سے منع صرف پر سو کہا اس نے کہ یہ اس واسطے تھا کہ ان کی گزران تنگ تھی اور بیان کی حدیث نہی کی ملانے دو کھجور کے سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک تھے ان لوگوں میں سے جنہوں نے ملانے کی نہی روایت کی ہے اور تھی نبیذ کچی کھجور سے سو جب دیکھتے کچی کھجور کی طرف کہ اس کے بعض میں پختگی ہے تو اس کو کاٹتے واسطے کراہت اس امر کے کہ واقع ہو نہی میں اور یہ بنا بر قاعدے ان کے اعتماد کیا جاتا ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ اگر وہ سمجھتے کہ نہی دو چیزوں کے ملانے سے مثل نہی کی ہے دو کھجور کے جوڑ کر کھانے سے سو البتہ نہ مخالفت کرتے اس کی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ ان کے نزدیک غیر پر ہے۔ (فتح)

۵۱۷۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّيْ لَأَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ خَلِيْطَ بُسْرٍ وَتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ

۵۱۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں پلاتا تھا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اور ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو اور سہیل رضی اللہ عنہ کو خلیط بسر اور تمر کا جب کہ حرام ہوئی شراب سو میں نے اس کو پھینکا اور میں اس کا پلانے والا تھا اور ان میں چھوٹا تھا اور ہم اس کو اس

الْبُیُضلَةِ خَلِیطَ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا وَأَنَا سَاقِیهِمْ وَأَصْغَرُهُمْ وَإِنَّا نَعُدُّهَا یَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ أَنَسًا.

وقت شراب شمار کرتے تھے اور کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نے سنا انس رضی اللہ عنہ سے یعنی سماع قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول باب میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اس نے اس کو خلیط کچی اور خشک کھجور کا پلایا سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ نہی کے دو چیزوں کے ملانے سے وہ چیز ہے کہ تھے کرتے اس کو پہلے مخلوط کرنے سے کچی کھجور کے ساتھ خشک کھجور کے اور مانند اس کی اس واسطے کہ یہ عادت میں تقاضا کرتا ہے جلدی نشہ پیدا کرنے کو برخلاف اکیلی اکیلی کے اور نہیں ممکن ہے حمل کرنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دو چیزوں کے ملانے میں اس چیز پر کہ دعویٰ کیا ہے اس کو پہلی تاویل والے نے اور حمل کرنا علت نہی کا واسطے خوف اسراع کے ظاہر تر ہے حمل کرنے اس کے سے اسراف پر اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان آدھی رطل کی خشک کھجور سے اور آدھی رطل کی کچی کھجور سے جب کہ ملائی جائیں مثلا اور درمیان ایک رطل منقیٰ کے فقط واسطے کم ہونے منقیٰ کے نزدیک ان کے اس وقت بہ نسبت تمر اور رطب کے اور البتہ واقع ہوئی ہے اجازت کہ ہر ایک کو جدا جدا بھگویا جائے اور نہیں فرق کیا درمیان تھوڑے اور بہت کے سو اگر علت اسراف ہوتی تو البتہ نہ مطلق بولتے اس کو اور حکایت کی ہے طحاوی نے بیچ اختلاف علماء کے لیث سے کہا کہ میں نہیں دیکھتا ڈر کہ ملائی جائے نبیذ تمر کی اور نبیذ منقیٰ کی پھر دونوں کو اکٹھا پیا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آئی ہے نہی اس سے کہ دونوں کو اکٹھا بھگویا جائے اس واسطے کہ ایک اپنے ساتھی کے ساتھ خشک ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ملایا جائے خشک کھجور اور تازہ کھجور سے پھر پیا جائے اور اس دن اکثر شراب ان کی یہی تھی اور یہ لفظ ظاہر تر ہے مراد میں جس پر کہ لفظ ترجمہ کا محمول ہے۔ (فتح)

۵۱۷۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ أَخْبَرَنِی عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُولُ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِیبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ.

۵۱۷۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منقیٰ اور خشک کھجور اور کچی اور پکی کھجور سے منع فرمایا۔

فائدہ: نہیں ہے یہ حدیث صریح نہی میں ملانے سے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو مسلم نے اپنی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہ جمع کرو درمیان تازہ کھجور اور کچی کھجور کے اور درمیان منقیٰ اور تمر کے واسطے نبیذ کے۔

۵۱۷۳ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ أَبِی کَثِیرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی

۵۱۷۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جمع کیا جائے درمیان خشک اور کچی کھجور کے

قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ.

اور درمیان خشک کھجور اور منقیٰ کے اور چاہیے کہ ہر ایک دونوں میں سے جدا جدا بھگوئی جائیں۔

فائدہ: یعنی ہر ایک دونوں سے دونوں خلیط میں سے سو دو سے زیادہ کے درمیان جمع کرنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں علی حدته اور یہ رد کرتا ہے اس تاویل کو جو مذکور ہے پہلے اور مسلم میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ جو تم میں سے نبیذ کو پینا چاہے تو چاہیے کہ پیئے منقیٰ کو تنہا اور خشک کھجور کو تنہا اور کچی کھجور کو تنہا اور رُوایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے سبب نہی کا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مست لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حد ماری پھر اس کو اس کے شراب سے پوچھا یعنی کیا پیا تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے خشک کھجور اور منقیٰ کی نبیذ پی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ملایا نہ کرو کہ ہر ایک دونوں میں سے اکیلا کفایت کرتا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مذہب ہمارے اصحاب وغیرہم علماء کا یہ ہے کہ سبب منع کا دو چیز کے ملا کر بھگونے سے یہ ہے کہ نشہ لانا جلدی کرتا ہے اس کی طرف بسبب ملانے کے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو سو گمان کرتا ہے پینے والا کہ وہ نشہ لانے کی حد کو نہیں پہنچا اور حالانکہ اس حد کو پہنچا ہوتا ہے اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور منع تو فقط اس وقت ہے جب کہ نشہ لائے اور نہیں پوشیدہ ہے علامت اس کی اور کہا بعض مالکیہ نے کہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور اختلاف ہے بیچ ملانے نبیذ کچی کھجور کے جو گاڑھی نہ ہو ساتھ نبیذ تمر کے جو گاڑھی نہ ہو وقت پینے کے کہ کیا منع ہے یا خاص ہے نہی ملانے سے وقت نبیذ بنانے کے سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے کچھ فرق اور کہا لیث نے کہ نہیں ہے کچھ ڈر ساتھ اس کے وقت پینے کے اور اختلاف ہے بیچ ملانے دو شربتوں کے سوائے نبیذ کے سو حکایت کی ہے ابن تین نے بعض فقہاء سے کہ مکروہ ہے یہ کہ ملائے جائیں واسطے بیمار کے دو شربت اور رد کیا ہے اس کو اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں جلدی کرتا اس کی طرف نشہ لانا نہ اکٹھی اور نہ اکیلی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ قائل اس کا دیکھتا ہو کہ علت اسراف ہے کما تقدم لیکن مقید کیا جائے کلام اس کا بیمار کے مسئلے میں ساتھ اس کے جب کہ ہو مقرر و کفایت کرنے والا بیچ دو اس بیمار کے نہیں تو نہیں مانع ہے اس وقت مرکب کرنے سے، کہا ابن عربی نے کہ ثابت ہو چکا ہے حرام ہونا شراب کا واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے اس سے نشہ لانے سے اور جواز نبیذ میٹھی کا جس سے نشہ پیدا نہ ہو اور ثابت ہو چکی ہے نہی شیرہ بنانے سے برتنوں میں پھر منسوخ ہوئی اور دو چیزوں کے ملانے سے سو اختلاف کیا ہے علماء نے سو کہا احمد اور اسحاق رحمہما اللہ اور اکثر شافعیہ نے ساتھ حرام ہونے کے اور کہا کوفیوں نے کہ حلال ہے اور اتفاق کیا ہے ہمارے علماء نے ساتھ کراہت کے لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ کیا وہ واسطے تحریم کے ہے یا تنزیہ

کے اور اختلاف ہے بیچ علت منع کے سو بعض نے کہا کہ ایک دوسرے کو گاڑھا کر دیتا ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف نشہ لانا، کہا ابن عربی نے کہ نہیں اختلاف ہے کہ شہد ساتھ دودھ کے خلیطین کے حکم میں داخل نہیں اس واسطے کہ دودھ کی نبیذ نہیں بنائی جاتی کہا اس نے اور اختلاف ہے خلیطین میں واسطے سرکہ بنانے کے پھر کہا اور حاصل ہوتی ہیں واسطے ہمارے چار صورتیں ایک یہ کہ خلیطین منصوص ہوں یعنی حدیث میں جن کے واسطے نص آ چکی ہے سو وہ حرام ہے یا ایک چیز منصوص ہو اور ایک مسکوت عنہ ہو یعنی جس سے شرح ساکت ہے سو اگر ہر ایک دونوں میں اکیلی اکیلی نشہ لاتی ہو تو حرام ہے واسطے قیاس کرنے کے منصوص پر یا دونوں سے شرع ساکت ہے سو اگر دونوں سے ہر ایک جدا جدا نشہ نہ لائے تو جائز ہے اور اس جگہ چوتھی قسم ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر دو چیزوں کو ملائے اور جوڑے ساتھ ان کے ایسی دوا کو کہ منع کرے نشہ لانے کو سو جائز ہے مسکوت عنہ میں اور مکروہ ہے منصوص میں اور جو نقل کیا ہے اس کو اکثر شافعیہ نے پائی گئی ہے اس میں نص شافعیہ کی سو کہا کہ ثابت ہو چکی ہے نہی خلیطین سے سو نہیں جائز ہے کسی حال میں اور مالک رحمہ اللہ سے ہے کہ پایا میں نے اہل علم کو اوپر اس کے اپنے شہر میں اور کہا خطابی نے کہ ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ حرام ہے خلیطین یعنی ملانا دو چیزوں کا اگرچہ نہ ہو شراب ان دونوں سے نشہ لانے والا واسطے عمل کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث کے اور یہ قول احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کا ہے اور ظاہر مذہب شافعی رحمہ اللہ کا اور کہا انہوں نے کہ جو پیئے خلیطین کو گنہگار رہتا ہے ایک جہت سے سو اگر ہو بعد گاڑھے ہونے کے تو گنہگار ہوتا ہے دو جہتوں سے اور خاص کیا ہے لیث نے نہی کو ساتھ اس وقت کے کہ جب کہ بھگوئی جائے اور جاری ہوا ابن حزم رحمہ اللہ اپنی عادت پر جمود میں سو خاص کیا ہے اس نے نہی کو خلیطین سے ساتھ ملانے ایک کے پانچ چیزوں سے اور وہ خشک کھجور اور تازہ کھجور اور پکی ہوئی کھجور اور کچی کھجور اور منقہ ہیں بیچ ایک کے ان میں سے یا غیر ان کے کی سو اگر ملائی جائے کوئی چیز غیر ان کے سے ساتھ کسی چیز کے غیر ان کے سے تو نہیں منع ہے مانند دودھ اور شہد کی مثلا اور وارد ہوتی ہے اس پر وہ چیز کہ روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے اشربہ میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو چیزوں کو شیرہ بنانے سے اس چیز سے کہ سرکشی کرتی ہے ایک دوسری پر اور کہا قرطبی نے کہ نہی خلیطین سے ظاہر ہے تحریم میں اور یہ قول جمہور فقہاء امصار کا ہے اور مالک رحمہ اللہ سے ہے کہ مکروہ ہے فقط اور خلاف کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے حلال ہے اکیلی اکیلی پس نہیں مکروہ ہے اکٹھی کہا اور یہ مخالفت ہے واسطے نص کے اور قیاس ہے باوجود فارق کے سو وہ فاسد ہے دو وجہ سے پھر وہ توڑا گیا ہے ساتھ جواز ہر ایک کے دونوں بہنوں سے جدا جدا اور حرام ہونے ان کے کی اکٹھی اور زیادہ تر عجب اس سے تاویل اس شخص کی ہے جو کہتا ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باب سرف سے ہے کہا اور یہ تبدیل ہے نہ تاویل اور نہ شہادت دیتی ہیں ساتھ باطل ہونے اس کے کی حدیثیں صحیحہ کہا اور نام رکھنا شراب کا لاون قول اس شخص

کا ہے جو غافل ہے شرع سے اور لغت سے اور عرف سے اور جو سمجھی جاتی ہے حدیثوں سے تعلیل ہے ساتھ خوف کرنے شدت کے ساتھ ملانے کے اور بنا بر اس کے اقتصار کیا جائے گا نہی میں خلط سے اس چیز پر کہ اثر کرے اس میں اسراع کہا اس نے اور زیادتی کی ہے ہمارے بعض اصحاب نے سو منع کیا ہے خلط کو اگرچہ نہ پائی جائے علت مذکورہ اور لازم آتا ہے اس کو کہ منع کرے ملانے شہد اور دودھ کے سے اور سرکہ اور شہد کے سے۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ. باب ہے بیچ بیان دودھ پینے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ دراز کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کاری گری کو اس ترجمہ میں تاکہ رد کرے اس شخص کے قول کو جو گمان کرتا ہے کہ بہت دودھ نشہ لاتا ہے سو رد کیا اس کو ساتھ نصوص کے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس واسطے کہ دودھ مجرد نشہ نہیں لاتا اور سوائے اس کے نہیں کہ اتفاق پڑتا ہے اس میں اس کا نادر ساتھ صفت کے کہ پیدا ہوتی ہے بیچ اس کے اور اس کے غیر نے کہا کہ بعض نے گمان کیا ہے کہ دودھ جب بہت دیر پڑا رہے اور متغیر ہو تو نشہ لاتا ہے اور یہ واقع ہوتا ہے نادر اگر ثابت ہو واقع ہونا اس کا اور نہیں لازم آتا اس سے کہ اس کا پینے والا گنہگار ہو مگر یہ کہ معلوم کرے کہ اس کی عقل اس کے ساتھ جاتی رہے گی سو پیئے اس کو واسطے اس کے ہاں کبھی واقع ہوتا ہے نشہ ساتھ دودھ کے جب کہ ڈالی جائے اس میں وہ چیز کہ اس کے ملنے سے مسکر ہو جائے سو حرام ہو جاتا ہے، میں کہتا ہوں کہ روایت کی ہے سعید بن منصور نے ابن سیرین سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے شرابوں سے سو کہا فلانے لوگ بناتے ہیں ایسی ایسی چیز سے شراب یہاں تک کہ پانچ شرابوں کو شمار کیا نہیں یاد رکھتا میں مگر شہد اور جو اور دودھ کو سو میں ڈرتا تھا کہ حدیث بیان کروں ساتھ دودھ کے یہاں تک کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ ارمینیہ میں دودھ سے شراب بنائی جاتی ہے جو اس کو پیتا ہے فوراً بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ آیت کے جو باب کے اول میں مذکور ہے اس پر کہ پانی جب متغیر ہو پھر دراز ہو ٹھہرنا اس کا یہاں تک کہ اس کا تغیر دور ہو جائے اور اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کرے تو وہ اس سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ حکم بہت پانی میں اور بغیر نجاست کے تھوڑے میں متفق علیہ ہے اور بہر حال تھوڑا پانی جو پلیدی سے متغیر ہو جائے پھر خود بخود اس کا تغیر دور ہو جائے تو اس میں خلاف ہے کہ کیا پاک ہوتا ہے یا نہیں اور مشہور مالکیہ کے ایک گروہ سے یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاتا ہے اور ظاہر استدلال کا قوی کرتا ہے قول کو ساتھ پاک کہنے کے لیکن اس استدلال میں نظر ہے اور بعید تر ہے استدلال کرنا اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر پاک ہونے منی کے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشَّارِبِيْنَ﴾. اور اللہ نے فرمایا کہ پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے بیچ میں سے دودھ ستھرا رچتا پینے والوں کو۔

فائدہ: اور یہ روایت صریح ہے بیچ حلال کرنے پینے دودھ چوپایوں کے ساتھ سب قسموں اپنی کے واسطے واقع ہونے احسان کے ساتھ اس کے پس عام ہوگا سب چوپایوں کے دودھ کو بیچ حال زندگی ان کی کے اور فرث وہ چیز ہے کہ جمع ہو اوجھڑی میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چوپایہ جب گھاس کو کھاتا ہے اور اوجھڑی میں قرار پکڑتا ہے تو وہ اس کو پکاتی ہے سو اس کے نیچے کا حصہ لید ہو جاتا ہے اور اس کا بیچ کا حصہ دودھ ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر کا حصہ خون ہو جاتا ہے اور کبد مسلط ہے اوپر اس کے سو تقسیم کرتا ہے خون کو اور جاری کرتا ہے اس کو رگوں میں اور جاری کرتا ہے دودھ کو تھنوں میں اور باقی رہ جاتی ہے لید اوجھڑی میں تنہا اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَبَنًا خَالِصًا﴾ یعنی خون کی سرخی اور لید کی گندگی سے اور قول اس کا ﴿سائغا﴾ یعنی لذیذ رچتا پینے والے کا گلا نہیں گھونٹتا۔ (فتح)

۵۱۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ.

۵۱۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ معراج کی رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شراب کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حکمت بیچ اختیار دینے کے درمیان شراب کے باوجود ہونے اس کے حلال یا تو اس واسطے کہ شراب اس وقت حرام نہیں ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ وہ بہشت سے تھی اور شراب بہشت کی حرام نہیں ہے۔

۵۱۷۵ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَكَّ النَّاسُ فِي صِيَامِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ فَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ شَكَّ النَّاسُ فِي صِيَامِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ فَإِذَا وُقِفَ عَلَيْهِ قَالَ هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ.

۵۱۷۵۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں کو عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک ہوا سو میں نے دودھ کا ایک برتن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور بہت وقت سفیان نے کہا کہ لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک کیا سو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا اور جب کھڑا کیا جاتا سفیان تو کہتا وہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے ہے۔

فائدہ: یعنی سفیان اکثر اوقات حدیث کو مرسل بیان کرتا تھا سو نہ کہتا تھا اسناد میں ام الفضل رضی اللہ عنہا سو جب پوچھا جاتا اس سے کہ کیا وہ موصول ہے یا مرسل؟ تو کہتا وہ ام الفضل سے ہے اور وہ بیچ قوت اس کے ہے کہ وہ موصول ہے اور یہ معنی ہیں قول اس کے کی وقف۔ (فتح)

٥١٧٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَأَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِّنْ لَبَنٍ مِّنَ النَّقِيْعِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا.

٥١٧٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو حمید نقیع (ایک نالے کا نام ہے) سے دودھ کا پیالہ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا اگرچہ اس پر ایک آڑی لکڑی رکھ دیتا؟۔

فائدہ: یعنی اگر اس کو نہ ڈھانکے تو نہیں کم تر ہے اس سے کہ اس پر کوئی چیز آڑی رکھ دے اور میں گمان کرتا ہوں کہ راز بیچ اکتفا کرنے کے ساتھ رکھنے لکڑی کے یہ ہے کہ اس کو ڈھانکے یا عرض قریب ہے ساتھ بسم اللہ کہنے کے سو ہوگا عرض کرنا علامت اوپر بسم اللہ کہنے کے، پس باز رہیں گے شیطان اس کے قریب آنے سے۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ أُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو حمید انصاری رضی اللہ عنہ نقیع سے دودھ کا ایک برتن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا اگرچہ اس پر کوئی لکڑی آڑی رکھ دیتا؟ اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ساتھ۔

فائدہ: اگرچہ تو اس پر چوڑائی سے لکڑی رکھتا یعنی لکڑی کو برتن کی چوڑائی پر رکھتا واقع ہوا ہے واسطے مسلم کے جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا میں آپ کو شیرہ نہ پلاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں! سو نکلا مرد دوڑتا ہوا سو ایک مرد پیالہ لایا جس میں شیرہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا، الحدیث اور یہ دوسرا قصہ ہے سوائے قصے

دودھ کے۔ (فتح)

٥١٧٧ ـ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَلَبْتُ كُثْبَةً مِنْ لَّبَنٍ فِي قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ وَأَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَطَلَبَ إِلَيْهِ سُرَاقَةُ أَنْ لَّا يَدْعُوَ عَلَيْهِ وَأَنْ يَّرْجِعَ فَفَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۱۷۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے آئے یعنی وقت ہجرت کرنے کے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک چرواہے پر گزرے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تھی کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سو میں نے پیالہ بھر دودھ دوہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا اور ہمارے پاس سراقہ آیا گھوڑے پر سوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعاء کی تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ اس پر بددعاء نہ کریں اور یہ کہ پھر پلٹ جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا۔

فائدہ: اور خوب جواب بیچ پینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ سے باوجودیکہ چرواہے نے ان کو خبر دی تھی کہ بکریاں اس کے غیر کی ہیں یہ ہے کہ ان کی عرف میں یہ معاف تھا یا بکریوں والے نے چرواہے کو اجازت دے دی ہوئی تھی کہ پلائے دودھ اس شخص کو کہ گزرے اوپر اس کے جب کہ التماس کرے اس سے یہ اور بعض نے کہا کہ اس میں اور بھی احتمال ہے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ (فتح)

٥١٧٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِآخَرَ.

۵۱۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی تازہ جنی ہوئی بہت دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو اور بکری خوب دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بھر دودھ دے اور شام کو دوسرا برتن دودھ دے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستعیر اس کا سارا دودھ ہے، وقد تقدم بیان ذلك۔

٥١٧٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

۵۱۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا کہ اس کے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعْتُ إِلَى السِّدْرَةِ فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهَرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهَرَانِ بَاطِنَانِ فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ فَأُتِيْتُ بِثَلَاثَةِ أَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِيهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيهِ خَمْرٌ فَأَخَذْتُ الَّذِي فِيهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيْلَ لِي أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ قَالَ هِشَامٌ وَسَعِيْدٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَنْهَارِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوْا ثَلَاثَةَ أَقْدَاحٍ.

واسطے چکنائی ہے اور کہا ابراہیم نے شعبہ سے اس نے روایت کی قتادہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سدرہ یعنی پلے سرے کی بیری کا درخت بلند مجھ کو نمود ہوا یعنی نظر آیا تو اچانک وہاں چار نہریں تھیں دو نہریں کھلی اور دو نہریں چھپی سو بہر حال کھلی نہریں سو نیل اور فرات ہیں اور بہر حال چھپی ہوئی دو نہریں سو بہشت کی دو نہریں ہیں پھر تین پیالے میرے سامنے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ تھا اور ایک پیالے میں شہد تھا اور ایک پیالے میں شراب تھی سو میں نے لیا وہ پیالہ جس میں دودھ تھا سو میں نے دودھ پیا تو مجھ کو کہا گیا کہ آپ نے پیدائشی دین پایا جس دین پر تو اور تیری امت ہے اور کہا ہشام اور سعید اور ہمام نے قتادہ سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اس نے مالک رحمہ اللہ سے اس نے نہروں میں مانند اس کی اور نہیں ذکر کیا انہوں نے تین پیالوں کو۔

فائدہ: یعنی جمع ہوئے ہیں تینوں راوی اوپر روایت حدیث کے قتادہ رحمہ اللہ سے سو زیادہ کیا ہے انہوں نے اسناد میں بعد انس رضی اللہ عنہ کے مالک رحمہ اللہ کو اور نہیں ذکر کیا اس کو شعبہ نے اور یہ جو کہا فی الانہار یعنی انہوں نے موافقت کی ہے متن سے اوپر ذکر نہروں کے اور زیادہ کیا ہے انہوں نے قصہ معراج کا ساتھ درازی کے اور نہیں ہے شعبہ کی اس روایت میں اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ان کی کے بعد قول اس کے سدرۃ المنتہٰی کہ اچانک اس کے بیر جیسے ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے کان اور اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں اور برتنوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لانا دوبار واقع ہوا ایک بار بیت المقدس میں اور ایک بار سدرۃ المنتہٰی میں اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اشکال بالکل کہا ابن منیر نے کہ نہیں ذکر کیا راز بیچ عدول کرنے آپ کے کی شہد سے دودھ کی طرف جیسے کہ ذکر کیا راز کو بیچ منہ پھیرنے کے شراب سے اور شاید راز اس میں یہ ہے کہ دودھ زیادہ تر نافع ہے اور ساتھ اس کے سخت ہوتی ہے ہڈی اور اُگتا ہے گوشت اور وہ مجرد قوت آپ کا ہے اور نہیں داخل ہے سرف میں کسی وجہ سے اور وہ قریب تر ہے طرف زہد

کی اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان پرہیز گاری کے کسی وجہ سے اور شہد اگرچہ حلال ہے لیکن وہ ان چیزوں سے ہے کہ لذت طلب کی جاتی ہے ساتھ اس کے جن سے خوف ہے کہ ہو شہد پینے والا داخل بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ﴾ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو سر اس میں وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے بیچ بعض طرق حدیث معراج کے کہ حضرت ﷺ کو پیاس لگی جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے سو آپ کے سامنے پیالے لائے گئے سو اختیار کیا دودھ کو سوائے غیر اس کے کی واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے حاصل ہونے حاجت کے سے سوائے شراب اور شہد کے کہ ان سے آپ کی حاجت حاصل نہیں ہوتی تھی سو یہی سبب ہے اصلی بیچ اختیار کرنے دودھ کے اور موافق پڑا باوجود اس کے راجح ہونے اس کے کی ان دونوں پر کئی وجھوں سے کہا ابن منیر نے کہ نہیں وارد ہوتا اس پر جو پہلے ذکر کیا ہے میں نے کہ حضرت ﷺ حلوے اور شہد کو دوست رکھتے تھے اس واسطے کہ دوست رکھتے تھے اس کو اس حال میں کہ میانہ روی کرنے والے تھے اس کھانے میں نہ یہ کہ اس کو عادت ٹھہرایا ہوا تھا اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو اس سے لیا جاتا ہے کہ شراب سے سرکشی پیدا ہوتی ہے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ قدر معین کے اور برتنوں کے سامنے لانے سے لیا جاتا ہے ارادہ اظہار تیسیر کا یعنی آسانی کا اوپر حضرت ﷺ کے اور اشارہ ہے طرف تفویض کاموں کے آپ کی طرف۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَآءِ.

باب ہے بیچ بیان طلب کرنے پانی میٹھے کے۔

٥١٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِيَ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا

٥١٨٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب انصاریوں سے زیادہ مال دار تھے یعنی کھجور کے درختوں میں اور ان کو اپنے سب مال سے باغ بیرحاء بہت پیارا تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ اس میں داخل ہوتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری ہرگز حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا حضرت! اللہ نے فرمایا ہے کہ نیکو کاری ہرگز حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیرحاء بہت پیارا ہے میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا اور میں امیدوار ہوں اس کی نیکی کا اور اس

وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ رَايِحٌ شَكَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيٰى رَايِحٌ.

کے ذخیرہ ہونے کا نزدیک اللہ کے سو یا حضرت! اس کو رکھیے جہاں چاہیں یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے یا فرمایا رائح شک کیا عبداللہ راوی نے یعنی اس کا ثواب تجھ کو پہنچے گا اور بند نہیں ہوگا اور البتہ میں نے سنا جو تو نے کہا اور یہ مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کرتا ہوں یا حضرت! یعنی جو آپ نے فرمایا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت والوں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ اس کا میٹھا پانی پیتے تھے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ خصوص اس لفظ کے اور وہ طلب کرنا میٹھے پانی کا ہے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ لایا جاتا تھا واسطے حضرت ﷺ کے پانی میٹھا بیوت سقیا سے اور وہ ایک نہر ہے اس کے اور مدینے کے درمیان دو دن کی راہ ہے اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابوداود نے ساتھ سند جید کے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ جب حضرت ﷺ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے نزدیک اتری تو وہ حضرت ﷺ کے واسطے مالک بن نضر کے کنوئیں سے میٹھا پانی منگواتا تھا پھر انس رضی اللہ عنہ اور ہند اور حارثہ بیوت سقیا سے حضرت ﷺ کی بیویوں کے واسطے پانی لاتے تھے اور ابوالہیثم کے قصے میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کا حال آ کر پوچھا تو اس کی عورت نے کہا کہ وہ ہمارے واسطے میٹھا پانی لانے کو گیا ہے کہا ابن بطال نے کہ طلب کرنا میٹھے پانی کا نہیں منافی ہے زہد کو اور نہیں داخل ہے آسودگی مذموم میں برخلاف خوشبودار کرنے پانی کے ساتھ مشک وغیرہ کے کہ البتہ مکروہ جانا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بے جا خرچ کرنے سے اور بہر حال پینا میٹھے پانی کا اور طلب کرنا اس کا سو مباح ہے اور البتہ کیا ہے اس کو نیکو کاروں نے اور نمکین پانی کے پینے میں کوئی فضیلت نہیں اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ طلب کرنا عمدہ کھانوں کا جائز ہے اور یہ فعل اہل خیر کا ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ اترا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے ارادہ کیا تھا کہ لذیذ کھانوں سے باز رہیں کہا اگر ہوتے لذیذ کھانے اس قسم سے کہ اللہ نہ چاہتا کہ اس کو کوئی کھائے تو نہ احسان کرتا ان کے ساتھ اپنے بندوں پر بلکہ منع کرنا اللہ کا اس کے حرام جاننے سے دلالت کرتا ہے اس پر کہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ بندے اس کو کھائیں تا کہ مقابلہ کریں انعام اس کے کو ساتھ ان کے اوپر ان کے ساتھ شکر کرنے کے واسطے ان کے اگرچہ بندوں کا شکر ان کی نعمتوں کا بدلہ نہیں اتار سکتا اور کہا ابن

منیر نے کہ لیکن یہ کہ طلب کرنا میٹھے پانی کا نہیں منافی ہے زہد کو اور پرہیز گاری کو سو واضح ہے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے لذیذ کھانوں پر سو بعید ہے کہا ابن تین نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ اس کے کہ جائز ہے پینا پانی کا باغ سے بغیر قیمت کے میں کہتا ہوں کہ جس کو اس میں داخل ہونے کی اجازت ہو اس کے واسطے تو کوئی شک نہیں اور لیکن غیر اس کا سو واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے اس کو عرف آسان جاننے اس کے سے اور ثابت ہونا اس کا ساتھ فعل مذکور کے اس میں نظر ہے۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَآءِ. پینا دودھ کا ساتھ پانی کے ملا کر۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قید کیا ہے اس کو ساتھ پینے کے واسطے احتراز کرنے کے ملانے سے واسطے بیع کے کہ وہ دغا ہے کہا ابن منیر نے کہ مقصود اس کا یہ ہے کہ نہیں داخل ہے یہ نہی میں خلیطین سے اور وہ تائید کرتا ہے اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہے فائدہ قید کرنے اس کے سے خلیطین کو ساتھ مسکر کے یعنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے ملانا دو چیزوں کا جب کہ ہو ہر ایک دونوں میں سے جنس اس چیز کی سے کہ نشہ لاتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے ملاتے دودھ کو ساتھ پانی کے اس واسطے کہ دودھ دوہنے کے وقت گرم ہوتا ہے اور وہ شہر اکثر گرم ہوتے ہیں سو تھے توڑتے دودھ کی گرمی کو ساتھ پانی سرد کے۔

۵۱۸۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا وَأَتَى دَارَهُ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشُبْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

۵۱۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دودھ پیا اور اس کے گھر میں آئے سو میں نے بکری دوہی سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کنوئیں سے پانی ملایا گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لیا اور پیا اور آپ کے بائیں طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں طرف ایک گنوار بیٹھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوٹھا گنوار کو دیا پھر فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ جاہلیت کے بادشاہوں کا دستور تھا کہ پینے میں دائیں طرف والوں کو مقدم کرتے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خوف کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو حضرت رضی اللہ عنہ دودھ پینے میں گنوار کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مقدم نہ کریں سو تنبیہ کی اوپر اس کے اس واسطے کہ احتمال تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مقدم کریں گے سو ہو جائے گی سنت مقدم کرنا افضل کا پینے میں دائیں طرف والے پر سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور قول سے کہ نہیں متغیر کیا

اس عادت کو سنت نے اور یہ کہ وہ بدستور جاری ہے اور یہ کہ دائیں طرف والا مقدم ہے افضل پر بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا اس سے کم ہونا افضل کے مرتبہ کا اور یہ واسطے فضیلت دائیں طرف کے ہے بائیں پر اور یہ جو کہا فاعطی الاعرابی فضلہ یعنی جو دودھ حضرت ﷺ سے پینے کے بعد بچا تھا وہ اس کو دیا اور یہ جو حضرت ﷺ نے مکرر فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے تو اس سے بعض نے استنباط کیا ہے کہ سنت دینا اس شخص کا ہے جو دائیں طرف ہو پھر جو اس سے لگتا ہو اور اسی طرح لگاتار اور اس سے لازم آتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس صورت میں جو اس حدیث میں وارد ہوئی ہے اس گنوار کے بعد پیا ہو ان کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیا ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہو اور اس حدیث میں فوائد سے ہے سوائے اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ جو مجلس علم یا مجلس رئیس کی طرف پہلے جائے وہ اس سے الگ نہ کیا جائے واسطے آمد اس شخص کے کہ اولیٰ ہے اس سے ساتھ بیٹھنے کے جگہ مذکور میں بلکہ بیٹھے آنے والا جس جگہ تک مجلس پہنچتی ہو لیکن اگر سابق اس کو مقدم کرے تو جائز ہے اور یہ جو کسی چیز کا مستحق ہو نہ ہٹائی جائے اس سے مگر اس کی اجازت سے بڑا ہو یا چھوٹا جب کہ ہو ان لوگوں سے کہ جائز ہے ان کی اجازت اور یہ کہ مجلس میں بیٹھنے والے سب شریک ہیں اس چیز میں کہ قریب کی جائے ان کی طرف بطور فضل کے نہ لزوم کے واسطے اجماع کے اس پر کہ نہیں واجب ہے مطالبہ ساتھ اس کے کہا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ نہ ہو ان میں امام یا جو اس کے قائم مقام ہے سو اگر امام ہو تو تصرف اس میں واسطے اس کے ہے اور یہ کہ جائز ہے داخل ہونا بڑے کا اپنے خادم کے گھر میں اگرچہ کم عمر ہو اور کھانا اس کا اس چیز سے کہ پاس ان کے ہے کھانے اور پینے سے بغیر بحث کے۔ (فتح)

۵۱۸۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَّهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَآءَ فِيْ حَائِطِهٖ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَآءٌ بَآئِتٌ فَانْطَلِقْ إِلٰى

۵۱۸۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک انصاری مرد کے گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے ساتھی تھے یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تیرے پاس رات کا باسی پانی ہو تو ہم کو پلا اور نہیں تو ہم منہ لگا کر نہر سے پی لیں اور وہ مرد پانی کو اپنے باغ میں پھیرتا تھا یعنی پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا تھا تا کہ باغ کے سب درختوں کو پانی پہنچے تو اس مرد نے کہا یا حضرت! میرے پاس رات کا باسی پانی ہے سو آپ چھپر کی طرف چلیے سو وہ دونوں کو لے گیا سو اس نے پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی

الْعَرِيْشِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَّهُ قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ مَعَهُ.

خانگی بکری کا دودھ دوہا کہا سو حضرت ﷺ نے پیا پھر پیا اس مرد نے جو آپ کے ساتھ آیا تھا۔

فائدہ: کرع کے معنی پینا پانی کے بغیر برتن اور ہاتھ کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ایک حوض پر گزرے سو ہم اس سے منہ لگا کر پینے لگے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منہ لگا کر مت پیو لیکن ہاتھ دھو کر ان سے پیو، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور اس کی سند ضعیف ہے سو اگر ہو محفوظ تو نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور فعل واسطے بیان جواز کے ہے اور قصہ جابر رضی اللہ عنہ کا پہلے نہی کے ہے یا نہی بیچ غیر حال ضرورت کے ہے اور یہ فعل تھا واسطے ضرورت پینے پانی کے جو سرد نہ تھا سو پیئے منہ لگا کر نہر سے واسطے ضرورت پیاس کے تا کہ نہ مکروہ جانے اس کو نفس اسکا جب کہ مکرر ہوں گھونٹ سو کبھی نہیں پہنچتا غرض کو سیرابی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منہ لگا کر پانی پینے کو کرع کہا گیا اس واسطے کہ وہ فعل چوپایوں کا ہے کہ وہ اپنے منہ سے پیتے ہیں اور غالب یہ ہے کہ وہ اس وقت اپنے کھروں کو پانی میں داخل کرتا ہے کہا مہلب نے کہ حکمت بیچ طلب کرنے باسی پانی کے یہ ہے کہ وہ سرد تر اور صاف تر ہوتا ہے اور بہر حال ملانا دودھ کا ساتھ پانی کے سو شاید گرمی کے دن میں تھا اور یہ جو کہا کہ پھر مرد نے پیا تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا جوٹھا پیا لیکن احمد کی روایت میں ہے کہ پھر اس نے حضرت ﷺ کے ساتھی کے واسطے بھی اسی طرح کیا یعنی اس کے واسطے بھی دودھ دوہا اور اس پر پانی باسی ڈالا اور یہی ہے ظاہر کہا مہلب نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ پینے پانی سرد کے گرمی کے دن میں اور وہ ان نعمتوں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر احسان کیں اور روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اول وہ چیز کہ حساب کیا جائے گا ساتھ اس کے بندہ دن قیامت کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھ کو تندرست نہیں کیا اور سرد پانی سے سیراب نہیں کیا؟۔ (فتح)

بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَآءِ وَالْعَسَلِ.

باب ہے بیچ بیان شراب حلوے اور شہد کے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ حلوا وہ چیز ہے کہ جمائی جاتی ہے شہد سے اور مانند اس کے سے اور کہا ابن تین نے داؤدی سے کہ وہ میٹھی نبیذ ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے باب باندھنا بخاری رحمہ اللہ کا شراب الحلواء اسی طرح کہا ہے اس نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک قسم ہے اس سے اور جو خطابی نے کہا تقاضا کرتی ہے اس کو عرف اور قرار پا چکی ہے عرف اس پر کہ جو حلوے کی قسموں سے لی جائے اور اس کا نام حلوئی ہے اور جو اقسام مشروب سے لی جائے اس کا نام مشروب ہے اور نقیع اور مانند اس کی۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِیُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾.

کہا زہری نے کہ نہیں حلال ہے پینا آدمیوں کی پیشاب کا واسطے سختی کے کہ اترے اس واسطے کہ وہ ناپاک ہے اللہ نے فرمایا حلال ہوئیں تمہارے واسطے پاک چیزیں۔

فائدہ: اور توجیہ کی ہے اس کی ابن تین نے کہ حضرت ﷺ نے پیشاب کا نام رجس رکھا ہے اور اللہ نے فرمایا اور حرام کرے تم پر ناپاک چیزوں کو اور رجس منجملہ ناپاک چیزوں کے ہے اور وارد ہوتا ہے زہری کی استدلال پر شدت کے وقت مردار کا جائز ہونا یعنی اس کا کھانا اور حالانکہ وہ بھی رجس ہے اور اسی واسطے کہا ابن بطال نے کہ فقہاء اوپر خلاف قول زہری کے ہیں اور اشد حال پیشاب کا یہ ہے کہ ہو پلید اور حرام ہونے میں مثل مردار اور خون اور گوشت سور کے اور حالانکہ نہیں اختلاف کیا انہوں نے بیچ جواز کھانے اس کے کی وقت ضرورت کے اور جواب دیا ہے بعض علماء نے زہری کی طرف سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس کی رائے یہ ہو کہ قیاس نہیں داخل ہوتا رخصتوں میں اور رخصت وارد ہوئی ہے مردار میں نہ بول میں، میں کہتا ہوں کہ یہ بعید نہیں زہری کے مذہب سے سو البتہ روایت کی ہے بیہقی نے کہ زہری سفر میں عاشورے کا روزہ رکھتا تھا سو اس سے کہا گیا کہ تو سفر میں رمضان کا روزہ نہیں رکھتا یعنی تو پھر سفر میں عاشورے کا روزہ کیوں رکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ نے رمضان کے حق میں فرمایا ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ یعنی پس گنتی پوری کرنا ہے اور دونوں سے اور عاشورے کا یہ حکم نہیں کہا ابن تین نے کہ اور کبھی کہا جاتا ہے کہ مباح ہونا مردار واسطے سد رمق کے یعنی بچانے جان کے ہے اور بول نہیں دفع کرتا ہے پیاس کو سو اگر یہ صحیح ہو تو صحیح ہوگا جو زہری نے کہا اس واسطے کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے، میں کہتا ہوں اور اس کی نظیر آئندہ اثر میں آئے گی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السَّكَرِ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سکر کے حق میں کہ اللہ نے نہیں ٹھہرائی ہے شفا تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہے تم پر

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے سکر میں کہ اس سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ شراب ہے اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے کہ جائز ہے پینا اس کا مانند نقیع تمر کے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور بعض نے کہا کہ وہ نبیذ تمر کی ہے جب کہ گاڑھی ہو میں کہتا ہوں اور پہلے گزر چکا ہے نحل کی تفسیر میں اکثر اہل علم سے کہ سکر بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا﴾ وہ ہے جو حرام ہے اس سے اور رزق حسن وہ ہے جو حلال ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابو رزین سے جو ایک کبار تابعین میں سے ہے کہ اتری یہ آیت شراب کے حرام ہونے سے پہلے اور نخعی اور حسن بصری سے مثل اس کی اور روایت کی ہے شعبی سے کہ سکر نقیع منقیٰ کا ہے یعنی پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور سرکہ اور اختیار کیا ہے طبری نے اس کو اور مدد کی ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ہے اس سے دعوی نسخ کا اور بدستور رہتا ہے احسان ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو آیت اس کی ظاہر پر برخلاف پہلے قول کے کہ وہ مستلزم

ہے نسخ کو اور اصل عدم نسخ کا ہے میں کہتا ہوں کہ آیت میں اس کا احتمال ہے لیکن وہ اس اثر میں محمول ہے مسکر پر اور البتہ روایت کی ہے نسائی وغیرہ نے ساتھ اسانید صحیحہ کے نخعی اور شعبی اور سعید سے کہ انہوں نے کہا کہ سکر خمر ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ سکر عجم کی زبان میں خمر ہے اور عرب کی زبان میں نقیع ہے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور اس پر منطبق ہوگا قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ نہیں ٹھہرائی ہے اللہ نے شفا تمہاری اس چیز میں کہ تم پر حرام ہے اور نقل کیا ہے ابن تین نے ابن قصار سے کہ اگر مراد سکر شرابوں کا ہے تو شاید ساقط ہوا ہے کلام سے ذکر سوال کا اور اگر مراد سکر ساتھ ضمہ کے ہے تو میں گمان کرتا ہوں کہ یہ واسطے بیماری کے ہے اس واسطے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ہے کہ پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ دوا کرنے سے ساتھ حرام چیز کے تو جواب دیا ساتھ اس کے اور اللہ خوب جانتا ہے ساتھ مراد بخاری رحمہ اللہ کے میں کہتا ہوں کہ اثر مذکور کو میں نے روایت کیا ہے ابو وائل سے کہ ایک مرد ہم میں سے بیمار ہوا اپنے پیٹ کی بیماری سے سو بیان کیا گیا واسطے اس کے سکر سو اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھ بھیجا سو ذکر کیا اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نہ پلاؤ اپنی اولاد کو شراب اس واسطے کہ وہ پیدا ہوئے پیدائشی دین پر اور بے شک اللہ نے نہیں ٹھہرائی شفا تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہوئی تم پر اور واسطے جواب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اور شاید ہے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلیٰ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ میری ایک لڑکی بیمار ہوئی تو میں نے اس کے واسطے ایک کوزے میں نبیذ بنائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور حالانکہ وہ جوش مارتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ سو میں نے آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے نہیں ٹھہرائی شفاء تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہے تم پر پھر حکایت کی ابن تین نے داؤدی سے کہ اس نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول حق ہے اس واسطے کہ اللہ نے حرام کیا ہے شراب کو نہیں ذکر کی اس میں ضرورت اور مباح کیا مردار کو اور اس کے بہنوں کے ضرورت کی حالت میں سو سمجھا ہے داؤدی نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کلام کیا ہے اوپر استعمال کرنے شراب کے وقت ضرورت کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس سے کچھ نہیں کہ کلام کیا ہے اس نے اوپر دوا کرنے کے ساتھ اس کے سو منع کیا اس کو اس واسطے کہ آدمی پاتا ہے چارہ دوا کرنے سے ساتھ اس کے اور نہیں قطع ہے ساتھ نفع اس کے کی برخلاف مردار کے واسطے بچانے جان کے اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمہ اللہ نے فرق میں کہ اگر گلے میں لقمہ اٹک جائے تو جائز ہے نگلنا اس کا ساتھ گھونٹ شراب کے لیکن دوا کرنا اس کے ساتھ جائز نہیں اس واسطے کہ نگلنا محقق ہوتا ہے ساتھ اس کے برخلاف شفاء کے کہ وہ محقق نہیں اور نقل کیا ہے طحاوی نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ نہیں جائز ہے سد رمق بھوک سے اور نہ پیاس سے ساتھ شراب کے اس واسطے کہ نہیں زیادہ کرتی ہے شراب مگر بھوک اور پیاس کو اور اس واسطے کہ وہ عقل کو دور کر دیتی ہے اور تعاقب کیا ہے اس نے اس کا ساتھ اس کے کہ اگر وہ بھوک کو نہ بند کرتی اور پیاس سے نہ سیراب کرتی تو نہ وارد ہوتا سوال ہرگز اور بہر حال اس کا عقل کو لے

جانا سو نہیں ہے بحث بیچ اس کے بلکہ وہ اس چیز میں ہے کہ بند ہوتی ہے ساتھ اس کے رمق اور کبھی نہیں پہنچتی طرف دور کرنے عقل کے کی۔ میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ کی مراد تردد کرنا ہے امر میں ساتھ اس کے کہ اگر اس سے تھوڑا پیئے تو وہ بھوک سے بے پرواہ نہیں کرتی اور نہ پیاس سے سیراب کرتی ہے اور اگر بہت ہو تو وہ عقل کو دور کر دیتی ہے اور نہیں ممکن ہے قائل ہونا ساتھ جواز تداوی کے ساتھ اس چیز کے کہ دور کر دے عقل کو اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے یہ کہ دوا کرے کسی چیز سے پس واقع ہو بیچ سخت تر کے اس سے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ کیا جائز ہے پینا شراب کا واسطے دوا کرنے کے اور واسطے پیاس کے کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہ پیئے اس کو اس واسطے کہ نہیں زیادہ کرتی ہے وہ مگر پیاس اور یہی ہے اصح نزدیک شافعیہ کے لیکن تعلیل تقاضا کرتی ہے بند کرنے منع کے کو اس چیز پر کہ بنائی گئی ہو اس چیز سے کہ اپنی طبع سے گرم ہو مانند انگور اور منقی کے اور بہر حال وہ شراب کہ سرد چیز سے بنائی گئی ہو تو وہ منع نہیں ہے مانند جو کی اور بہر حال دوا کرنا ساتھ اس کے سو بعض نے کہا کہ جو منافع کہ اس میں حرام ہونے سے پہلے تھا وہ حرام ہونے کے بعد اس سے دور کیا گیا ساتھ دلیل اس حدیث کے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور نیز پس یقین کیا گیا ہے ساتھ حرام ہونے اس کے اور ہونا اس کا دوا مشکوک ہے بلکہ ترجیح اس کو ہے کہ وہ دوا نہیں ساتھ اطلاق حدیث مذکور کے پھر خلاف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس چیز میں ہے کہ اس سے نشہ نہ لائے اور بہر حال وہ چیز کہ اس سے نشہ لائے تو نہیں جائز ہے استعمال کرنا اس کا دوا کرنے میں مگر ایک صورت میں اور وہ یہ ہے کہ جو اضطرار کیا جائے طرف دور کرنے عقل اس کے کی واسطے کاٹنے کسی عضو کے بیماری آکلہ کے سبب سے اور اللہ کی پناہ تو کہا رافعی نے کہ دوا کرنے میں اختلاف ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح اس جگہ جائز ہوتا ہے اور لائق ہے کہ ہو محل اس کا اس چیز میں کہ متعین ہو یہ طریق طرف سلامت رہنے باقی اعضاء کے اور نہ پائے کوئی راہ سوائے اس کے اور البتہ تصریح کی ہے ساتھ ثانی کے جس نے جائز رکھا ہے دوا کرنے کو اور جائز رکھنا ہے اس کو حنفیہ نے مطلق اس واسطے کہ ضرورت مباح کر دیتی ہے مردار کو اور وہ نہیں ممکن ہے کہ پلٹ جائے ایسی حالت کی طرف کہ حلال ہو بیچ اس کے سو شراب جس کی شان سے ہے کہ سرکہ ہو جائے اولیٰ ہے اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر اس کو ایسی ضرورت داعی ہو کہ اس کے گمان پر غالب ہو کہ وہ اس کے پینے سے خلاص ہو جائے تو جائز ہے جیسے کہ گلے میں لقمہ اٹک جائے اور اصح نزدیک شافعیہ کے لقمہ اٹک جانے میں جواز ہے اور محض دوا کرنا نہیں ہے اور آئے گی آخر طب میں وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر نہی کے دوا کرنے سے ساتھ شراب کے اور یہ تائید کرتا ہے صحیح مذہب کی پھر بیان کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلوائی اور شہد کو دوست رکھتے تھے کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ ایک چیز کے اور پیچھے لایا ہے اس کو ساتھ ضد اس کی کے اور اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہیں چیزیں پھر پھرا طرف اس چیز کی کہ مطابق ہے ترجمہ کو ساتھ نص کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ قول زہری کے اشارہ

کرنا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ اس کی طرف کہ حلوئ اور شہد طیبات سے ہیں سو وہ حلال ہیں اور ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اشارہ طرف قول اللہ کی ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ سو احسان کرنا ساتھ اس کے دلالت کرتا ہے اس کے حلال ہونے پر سو نہیں ٹھہرائی اللہ نے شفا اس چیز میں کہ حرام ہے کہا ابن منیر نے اور تنبیہ کی ہے ساتھ قول اپنے کے شراب الحلواء اس پر کہ نہیں ہے وہ حلوہ معہودہ سے کہ بناتے ہیں اس کو آسودہ لوگ آج اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ میٹھا شربت ہے جو پیا جاتا ہے شہد ساتھ پانی کے یا غیر اس کا اس چیز سے کہ اس کی ہم شکل ہے اور احتمال ہے کہ حلوئ ہو بولا جاتا واسطے اس چیز کے کہ ہو عام تر اس سے کہ جمایا جائے یا کھایا جائے یا پیا جائے جیسے کہ شہد کبھی کھایا جاتا ہے جب کہ جما ہوا ہو اور کبھی پیا جاتا ہے جب کہ ہو پتلا اور کبھی ملایا جاتا ہے اس میں پانی اور گالا جاتا ہے پھر پیا جاتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے طلاق میں کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کی کپی تحفہ بھیجی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شربت پیا سو احتمال ہے کہ صرف شہد پیا ہو اور احتمال ہے کہ پانی سے ملا کر پیا ہو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد اس حدیث میں حلوے میں ہر چیز میٹھی ہے اور ذکر شہد کا اس کے بعد واسطے تنبیہ کرنے کے ہے اوپر شرف اس کے کی اور وہ ذکر خاص کا ہے بعد عام کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا لذیذ کھانوں کا اور پاک چیزوں کا رزق سے اور یہ کہ وہ زہد کے مخالف نہیں ہے خاص کر اگر حاصل ہو اتفاق سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوئ خوش لگتا تھا تو نہیں ہے یہ اوپر معنی کثرت خواہش کے واسطے اس کے اور شدت نزاع کرنے نفس کے اس کی طرف مانند فعل آسودہ اور حرص والے لوگوں کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب آپ کے آگے کیا جاتا تو پہنچتے اس سے پہنچنا جید یعنی خوب خوش ہو کر اس کو کھاتے سو اس سے معلوم ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے کو دوست رکھتے تھے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر بنانے میٹھی چیزوں کے اور کھانوں کی کئی چیزوں سے۔ (فتح)

٥١٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَآءُ وَالْعَسَلُ.

۵۱۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلواء اور شہد پسند آتا تھا۔

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا.

باب ہے کھڑے ہو کر پانی پینے کے بیان میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ نہیں صحیح ہوئی ہیں وہ حدیثیں جو وارد ہوئی ہیں اس میں کہ مکروہ ہے پانی پینا کھڑے ہو کر اسی طرح کہا ہے اس نے اور نہیں ہے جید بلکہ جو مشابہ ہے اس کی کاریگری کو کہ جب اس کے نزدیک حدیثیں معارض ہوں تو نہیں ثابت کرتا حکم کو۔

٥١٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ أَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى بَابِ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَّشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَّإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ.

۵۱۸۴۔ حضرت نزال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لائے گئے علی رضی اللہ عنہ پانی رحبہ (ایک مکان فراخ ہے کوفہ میں یعنی چبوترہ) کے دروازے پر سو انہوں نے کھڑے ہو کر پانی پیا پھر کہا کہ بعض لوگ ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی مکروہ جانتا ہے یہ کہ پانی پیئے کھڑے ہو کر اور بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جیسا تم نے مجھ کو کرتے دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی حاجتوں میں بیٹھے کوفہ کے رحبہ میں۔

٥١٨٥ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَآئِجِ النَّاسِ فِيْ رَحَبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أُتِيَ بِمَآءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قِيَامًا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ.

۵۱۸۵۔ حضرت نزال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کرتا تھا علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی حاجتوں میں یعنی جھگڑے فیصلہ کرنے کے واسطے بیٹھے کوفہ کے چبوترے میں یہاں تک کہ عصر کا وقت آیا پھر کوئی ان کے پاس پانی لایا سو انہوں نے پیا اور اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور ذکر کیا ان کے سر کو اور دونوں پاؤں کو پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا بچا ہوا پانی پیا پھر کہا کہ کچھ لوگ مکروہ جانتے ہیں پانی پینے کو کھڑے ہو کر اور بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مثل اس کی کہ میں نے کیا یعنی کھڑے ہو کر پانی پینے سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے سو اپنے منہ اور دونوں ہاتھ کو دھویا اور اپنے سر اور دونوں پاؤں پر مسح کیا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصل روایت یہی ہے اور یہ جو کہا فشرب فضلہ یعنی اپنے وضو کا بچا ہوا پانی پیا اور یہ جو کہا کیا میں نے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یعنی کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے اسماعیلی نے اپنی روایت میں سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو کا بچا پانی پیا جیسے میں نے پیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے پانی پینا کھڑے ہو کر اور البتہ معارض ہے یہ صریح حدیثوں کو جو وارد ہوئی ہیں بیچ نہی کے اس سے ان میں ایک حدیث نزدیک مسلم کے ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر کی کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور اس کی ایک روایت میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ پیئے کوئی پانی کھڑے ہو کر اور جو بھولے سے پی لے تو چاہیے کہ قے کر ڈالے اور روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور وجہ سے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور ایک روایت میں ہے کہ

حضرت ﷺ نے ایک مرد کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا سو اس سے فرمایا کہ قے کر اس سے فرمایا کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے کہ تیرے ساتھ بلی پیئے؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا کہ البتہ پیا ساتھ تیرے جو بدتر ہے اس سے یعنی شیطان نے اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ منع فرمایا کہ پانی پیئے مرد کھڑے ہو کر قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کھڑے ہو کر کھانے کا کیا حکم ہے؟ کہا کہ یہ اس سے زیادہ بدتر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا بدتر اس سے واسطے دراز ہونے زمانے اس کے کی بہ نسبت زمانے پینے کے سو یہ ہے وہ چیز جو وارد ہوئی ہے منع میں کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے بیچ اس کے سو مذہب جمہور کا جواز ہے اور مکروہ جانا ہے اس کو ایک قوم نے سو کہا ہمارے بعض استاذوں نے کہ شاید نہی پھرتی ہے واسطے اس شخص کے کہ اپنے ساتھیوں کے پاس پانی لائے سو جلدی کرے ساتھ پینے اس کے کی کھڑے ہو کر واسطے تنہا ہونے کے ساتھ اس کے اور واسطے نکلنے کے اس سے کہ ساقی قوم کا آخر ان کا ہے پینے میں اور نیز امر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ قے کرنے کے نہیں خلاف ہے درمیان اہل علم کے کہ نہیں ہے کسی پر کہ قے کرے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بغل گیر ہے کھانے کو بھی اور نہیں خلاف ہے بیچ جواز کھانے کے کھڑے ہو کر اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ حدیثیں کھڑے ہو کر پینے کی دلالت کرتی ہیں اوپر جواز کے اور حدیثیں نہی کی محمول ہیں استحباب پر اور رغبت دلانے کی اس چیز پر کہ وہ اولیٰ اور اکمل ہے یا اس واسطے کہ کھڑے ہو کر پینے میں ضرر ہے سو مکروہ جانا اس کو اس سبب سے اور کیا اس کو خود واسطے امن کے اس سے اور بنا بر دوسری احتمال ہے کہ محمول ہے قول اس کا کہ جو بھولے سے کھالے تو چاہیے کہ قے کر ڈالے اس پر کہ وہ ہلاتا ہے خلط کو کہ اس کی دوا قے ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول نخعی کا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے واسطے بیماری پیٹ کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشکل ہوئے ہیں معنی ان حدیثوں کے بعض علماء پر یہاں تک کہ کہے اس میں اقوال باطل اور اس نے قصد کیا کہ بعض حدیث کو ضعیف کرے اور نہیں ہے کوئی وجہ واسطے پھیلانے غلطیوں کے بلکہ ذکر کیا جائے ٹھیک بات کو اور اشارہ کیا جائے طرف ڈرانے کے غلطیوں سے اور نہیں ہے حدیثوں میں کوئی اشکال اور نہ ان میں ضعف ہے بلکہ ٹھیک بات یہ ہے کہ نہی ان میں محمول ہے تنزیہ پر اور پینا آپ کا کھڑے ہو کر واسطے بیان جواز کے ہے اور بہر حال جو گمان کرتا ہے نسخ کا یا غیر اس کے کا تو اس نے غلطی کی اس واسطے کہ نسخ نہیں پھیرا جاتا ہے طرف اس کی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے اگر ثابت ہو تاریخ اور فعل حضرت ﷺ کا واسطے بیان جواز کے نہیں ہوتا ہے مکروہ اس کے حق میں ہرگز اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ بیان جواز کے واسطے ایک بار یا کئی بار کرتے اور ہمیشگی کرتے افضل پر اور امر ساتھ قے کرنے کے محمول ہے استحباب پر سو مستحب ہے واسطے اس شخص کے کہ پانی پیئے کھڑے ہو کر یہ کہ قے کرے واسطے اس حدیث صحیح اور صریح کے اس واسطے کہ جب دشوار ہو حمل کرنا امر کا وجوب پر تو حمل کیا جاتا ہے استحباب پر اور یہ جو عیاض نے کہا کہ

نہیں خلاف ہے درمیان اہل علم کے اس میں کہ جو کھڑے ہو کر پیئے نہیں اس پر کہ قے کرے سو اشارہ کیا ہے اس نے طرف تضعیف حدیث کے سو نہیں التفات ہے طرف اشارے اس کے کی اور اہل علم نے جو قے کرنے کو واجب نہیں کیا تو یہ نہیں منع کرتا ہے استحباب کو سو جو منع کرتا ہے استحباب کو ساتھ اجماع کے تو وہ مجازف ہے اور کس طرح چھوڑی جائے سنت صحیحہ ساتھ توہمات اور دعاوی اور ترہات کی اور اشارہ کیا ہے عیاض نے اس کی طرف کہ نہی کی حدیثیں ضعیف ہیں اور نہیں التفات ہے طرف قول اس کے کی اور حدیث صحیح ہے سب طریقوں سے (جیسا کہ فتح میں مذکور ہے)، واللہ اعلم کہا نووی رحمہ اللہ نے اور پیروی کی ہے اس کی ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں کہ قول حضرت ﷺ کا فمن نسی نہیں مفہوم ہے واسطے اس کے بلکہ عامد کے واسطے بطریق اولیٰ مستحب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے ناسی کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے یہ ایماندار سے بعد نہی کے غالباً مگر بھولے سے، میں کہتا ہوں اور کبھی بولا جاتا ہے نسیان اور ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے ترک کا سو شامل ہوگا سہو اور عمد کو سو گویا کہ کہا گیا کہ جو امر کے بجالانے کو ترک کرے اور کھڑے ہو کر پیئے تو چاہیے کہ قے کرے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نہیں پھرا ہے کوئی اس کی طرف کہ نہی اس میں واسطے تحریم کے ہے اگرچہ نہی جاری اوپر اصول ظاہریہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے جزم کیا ہے ساتھ تحریم کے اور جو تحریم کے ساتھ قائل نہیں اس نے تمسک کیا ہے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہے باب میں اور صحیح کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ہم کھاتے تھے حضرت ﷺ کے زمانے میں اس حال میں کہ چلتے پھرتے تھے اور پانی پیتے تھے اس حال میں کہ کھڑے ہوتے اور باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے اور انس رضی اللہ عنہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ثابت ہو چکا ہے کھڑے ہو کر پانی پینا عمر رضی اللہ عنہ سے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور سعد رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھا اور ثابت ہو چکی ہے رخصت ساتھ اس کے ایک جماعت تابعین سے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کئی اقوال پر ایک قول ترجیح ہے اور وہ یہ ہے کہ جواز کی حدیثیں زیادہ تر ثابت ہیں نہی کی حدیثوں سے اور یہ طریقہ ابو بکر بن اثرم کا ہے دوسرا قول دعویٰ نسخ کا ہے اور اس کی طرف مائل کی ہے اثرم اور ابن شاہین نے سو انہوں نے تقریر کی ہے کہ حدیثیں نہی کی بر تقدیر ثابت ہونے ان کے کی منسوخ ہیں ساتھ حدیثوں جواز کے ساتھ قرینے عمل خلفاء راشدین کے اور اکثر اصحاب اور تابعین کے ساتھ جواز کے اور عکس کیا ہے اس کا ابن حزم رحمہ اللہ نے سو دعویٰ کیا ہے اس نے کہ جواز کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ حدیثوں نہی کے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ جواز کی حدیثیں متاخر ہیں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی حضرت ﷺ سے حجۃ الوداع میں کما سیاتی ذکرہ فی هذا الباب سو جب حضرت ﷺ کا اخیر فعل یہ ہوا تو دلالت کی اس نے جواز پر تیسرا قول تطبیق ہے دونوں حدیثوں میں اور مائل کی ہے طحاوی نے طرف اور تاویل کی اور وہ حمل کرنا نہی کا ہے اس

شخص پر جو پانی پینے کے وقت بسم اللہ نہ کہے اور اور لوگوں نے اس طور سے تطبیق دی ہے کہ نہی کی حدیثیں کراہت تنزیہ پر محمول ہیں اور حدیثیں جواز کی اوپر بیان کرنے اس کے کی اور یہ طریقہ خطابی اور ابن بطال اور دوسرے لوگوں کا ہے اور یہ قول سب اقوال سے احسن ہے اور سالم تر اور بعید تر ہے اعتراض سے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جب عالم لوگوں کو دیکھے کہ کسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں اور وہ اس کے جواز کو جانتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ بیان کرے واسطے ان کے وجہ صواب کی اس ڈر سے کہ دراز ہو زمانہ اور گمان کیا جائے حرام ہونے اس کے کا اور یہ کہ جب وہ اس سے ڈرے تو لازم ہے اس پر کہ جلدی کرے ساتھ خبر دینے حکم کے اگرچہ نہ سوال کیا جائے اور اگر سوال کیا جائے تو مؤکد ہوتا ہے امر اور یہ کہ جب کسی سے کوئی چیز مکروہ جانے نہ مشہور کرے اس کو ساتھ نام کے کی واسطے غیر غرض کے بلکہ کنایت کرے اس سے جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ (فتح)

۵۱۸۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مِّنْ زَمْزَمَ.

۵۱۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

فائدہ: کہا عکرمہ نے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کھڑے ہونے سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے۔

بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ.

جو پانی پیئے اور حالانکہ وہ اپنے اونٹ پر کھڑا ہو۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ نہیں حجت ہے اس میں کھڑے ہو کر پانی پینے پر اس واسطے کہ جو اونٹ پر سوار ہو وہ بیٹھنے والا ہوتا ہے نہ کھڑا ہونے والا اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی حکم اس مسئلے کا ہے اور کیا داخل ہوتا ہے تحت نہی کے یا نہیں اور وارد کرنا اس کا حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے دلالت کرتا ہے اوپر جواز کے سو نہیں داخل ہو گا منع کی صورت میں اور اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ کہی عکرمہ نے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اس کے کی شعبی کی روایت میں جو پہلے باب میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر زمزم کا پانی پیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور سوار مشابہ ہوتا ہے کھڑے ہونے والے کو باعتبار اس کے وہ چلنے والا ہوتا ہے اور مشابہ ہوتا ہے بیٹھنے والے کو باعتبار اس کے کہ قرار گیر ہوتا ہے چوپائے پر۔

۵۱۸۷ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

۵۱۸۷۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں کھڑے تھے دوپہر کے بعد سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے لیا اور پیا زیادہ کیا ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَأَخَذَ بِيَدِهٖ فَشَرِبَهٗ زَادَ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ.

مالک نے ابونضر سے علی بعیرہ یعنی اپنے اونٹ پر کھڑے تھے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ مالک نے متابعت کی ہے عبدالعزیز کی اوپر روایت اس حدیث کے ابونضر سے۔

بَابُ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ فِي الشُّرْبِ.

باب ہے بیچ بیان کے کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے پینے میں۔

۵۱۸۸ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَآءٍ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

۵۱۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا جو پانی سے ملایا گیا تھا اور آپ کی دائیں طرف ایک گنوار تھا اور آپ کی بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر جوٹھا گنوار کو دیا اور فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے۔

فائدہ: یعنی مقدم کیا جائے دائیں طرف والا بائیں طرف والے پر پینے میں پھر جو اس سے دائیں طرف ہو وہ مقدم کیا جائے یعنی جو دوسرے کے دائیں طرف ہو اور اسی طرح لگا تار اور یہ مستحب ہے نزدیک جمہور کے اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ واجب ہے اور قول اس کا ترجمہ میں فی الشرب عام ہے پانی وغیرہ پینے کی چیزوں کو اور مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ پانی کے کہا ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہے مالک رحمہ اللہ سے اور مقدم کرنا دائیں طرف والے کا غیر پانی میں قیاس سے ہوگا کہا ابن عربی نے کہ گویا خاص ہونا پانی کا ساتھ اس کے واسطے اس کے ہے کہ پانی ملک نہیں ہوتا ہے برخلاف باقی پینے کی چیزوں کے اسی واسطے اختلاف ہے کہ کیا اس میں بیاج جاری ہوتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں اور یہ جو کہا پینے میں تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ نہیں جاری ہوتا ہے یہ حکم کھانے میں لیکن واقع ہوا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خلاف اس کا کما سیاتی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْأَكْبَرَ.

کیا اجازت مانگے مرد دائیں طرف والے مرد سے پینے میں تا کہ وہ بڑے کو دے۔

فائدہ: شاید نہیں جزم کیا ہے اس نے ساتھ حکم کے واسطے ہونے اس کے کی واقعہ خاص سو راہ پاتا ہے اس کی طرف احتمال خاص ہونے کا سو نہیں جاری ہوتا ہے اس میں حکم واسطے ہر جلیس کے اور ذکر کی ہے اس میں حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی وقد تقدم فی اوائل الشرب اور اس میں نام ہے غلام کا اور بعض اشیاخ کا اور یہ جو کہا کہ کیا تو مجھ کو اجازت

دیتا ہے تو نہیں واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار سے جو آپ کے دائیں طرف تھا سو جواب دیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ غلام ان کا چچیرا بھائی تھا سو تھا واسطے آپ کے اس پر دلالت کرنا اور بائیں طرف والے بھی لڑکے قرابتی تھے اور خوش کیا نفس اس کے کو باوجود اس کے ساتھ اجازت مانگنے کے واسطے بیان حکم کے اور یہ کہ سنت مقدم کرنا دائیں طرف والے کا ہے اگرچہ ہو مفضول بہ نسبت بائیں طرف والے کے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ مہربانی کی جس جگہ اس کو فرمایا کہ پینے کا حق تیرا ہے اور اگر تو چاہے تو مقدم کروں میں ساتھ اس کے خالد رضی اللہ عنہ کو اور تھا خالد رضی اللہ عنہ باوجود رئیس ہونے اس کے کی جاہلیت میں اور شریف ہونے اس کے کی اپنی قوم میں متاخر ہے اسلام اس کا اسی واسطے اجازت مانگی واسطے اس کے برخلاف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ رسخ ہونا قدم ان کے کا اسلام میں تقاضا کرتا ہے اطمینان کو ساتھ تمام اس چیز کے کہ واقع ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ کہ نہ پینا واسطے کسی چیز کے اس سے اسی واسطے نہ اجازت مانگی گنوار سے واسطے ان کے اور شاید خوف کیا اس کی اجازت مانگنے سے یہ کہ وہم کرے کہ آپ کا ارادہ پھیرنے اس کے کا ہے طرف باقی حاضرین کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوائے اس کے سو اکثر اوقات بسبب قریب ہونے اسلام اس کے کی کوئی چیز اس کے دل میں گزرتی سو جاری ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت پر بیچ الفت دلانے اس شخص کے کہ ہو یہ راہ اس کی اور نہیں ہے یہ بعید کہ وہ اپنی قوم کے رئیسوں میں تھا اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف بیٹھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت شرب عام میں مقدم کرنا دائیں طرف والے کا ہے ہر جگہ میں اور یہ کہ مقدم کرنا دائیں طرف والے کا نہیں واسطے ان معنوں کے کہ اس میں ہیں بلکہ واسطے ان معنوں کے کہ دائیں طرف میں ہیں اور وہ فضیلت اس کی ہے بائیں طرف پر سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ہے یہ ترجیح واسطے اس شخص کے کہ دائیں طرف ہے بلکہ وہ ترجیح ہے واسطے جہت اس کی کے اور کہا ابن منیر نے کہ تفضیل دائیں طرف کی شرعی ہے اور تفضیل بائیں طرف کی طبعی ہے اگرچہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے شرع لیکن اول ادخل ہے تعبد میں اور لیا جاتا ہے حدیث سے کہ جب معارض ہو فضیلت فاعل کی اور فضیلت وظیفے کی تو اعتبار فضیلت وظیفہ کا ہے جیسا کہ اگر مقدم کیے جائیں دو جنازے واسطے مرد اور عورت کے اور ولی عورت کا افضل ہو ولی مرد کے سے تو مقدم کیا جائے ولی مرد کا اگرچہ مفضول ہو اس واسطے کہ جنازہ ہی وظیفہ ہے سو اس کی افضلیت کا اعتبار ہوگا نہ افضلیت اس شخص کی جو نماز پڑھتا ہے اوپر اس کے اور شاید راز اس میں یہ ہے کہ مرد ہونا اور دائیں طرف ایک امر ہے کہ قطع کرتا ہے ساتھ اس کے ہر ایک برخلاف افضلیت فاعل کے کہ اصل اس میں گمان ہے اگرچہ نفس الامر میں یقینی امر ہے لیکن وہ پوشیدہ رہتا ہے بعض سے مانند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت علم گنوار کے۔ (فتح)

٥١٨٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللَّهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهِ.

٥١٨٩۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پینے کی چیز لائی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کے بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں ان لوگوں کو دوں؟ لڑکے نے کہا کہ یا حضرت! نہیں اختیار کرتا میں کسی کو ساتھ حصے اپنے کے جو آپ سے رکھتا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے ہاتھ میں رکھا۔

فائدہ: یعنی اس کے ہاتھ میں دیا اور یہ جو کہا کہ کیا تو میرے واسطے اجازت دیتا ہے کہ میں ان کو دوں تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ اگر وہ اجازت دیتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جوٹھا دیتے اور لیا جاتا ہے اس سے جواز ایثار کا یعنی دوسرے کو مقدم کرنا ایسے کام میں اور یہ مشکل ہے بنا بر اس چیز کے کہ مشہور ہے کہ نہیں ہے مقدم کرنا ساتھ قربت کے اور عبارت امام الحرمین کی اس میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے احسان کرنا عبادتوں میں اور جائز ہے اس کے غیر میں اور کبھی کہا جاتا ہے کہ قربت عام تر ہے عبادت سے اور البتہ وارد کیا گیا ہے اس قاعدے پر یہ امر کہ جائز ہے کھینچنا ایک آدمی کا پہلی صف سے واسطے نماز پڑھنے کے ساتھ اس کے تا کہ نکلے کھینچنے والا اس سے کہ ہو اکیلا نماز پڑھنے والا پیچھے صف کے واسطے ثابت ہونے زجر کے اس سے سو بیچ موافقت مجذوب کے واسطے جاذب کے اختیار کرنا ہے ساتھ قربت کے کہ تھی واسطے اس کے اور وہ حاصل ہونا پہلی صف کی فضیلت کا ہے تا کہ حاصل کرے فضیلت کو جو حاصل ہوتی ہے واسطے جاذب کے اور وہ نکلنا ہے خلاف سے جو ثابت ہے بیچ باطل ہونے نماز اس کی کے اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ نہیں ہے یہ ایثار اس واسطے کہ حقیقت ایثار کی دینا اس چیز کا ہے کہ مستحق ہوا ہے اس کو واسطے غیر اپنے کے اور اس نے نہیں دی ہے جاذب کو کوئی چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترجیح دی ہے اس نے اس کی مصلحت کو اپنی مصلحت پر اس واسطے کہ موافقت جاذب کی اوپر حاصل کرنے مقصود اس کے کی نہیں ہے اس میں دینا اس چیز کا کہ حاصل ہوتی ہے واسطے مجذوب کے اگر اس کی موافقت نہ کرتا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ.

باب ہے بیچ بیان منہ لگا کر پانی پینے کے حوض سے۔

٥١٩٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرٍ

٥١٩٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد پر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اپنے

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَّهُ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهُ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَّهُوَ يُحَوِّلُ فِيْ حَائِطٍ لَّهُ يَعْنِي الْمَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَآءَ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَآءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَآءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَّهُ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ مَعَهُ.

ساتھی تھے سو حضرت ﷺ اور آپ کے ساتھی نے سلام کیا تو اس مرد نے سلام کا جواب دیا سو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان اور وہ گرم گھڑی تھی اور وہ اپنے باغ میں پانی پھیرتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہو تو ہم کو پلا نہیں تو ہم منہ لگا کر حوض سے پانی پی لیں اور وہ مرد پانی کو اپنے باغ میں پھیرتا تھا تو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہے سو چھپر کی طرف چلیے سو اس نے پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی خانگی بکری کا دودھ دوہا سو حضرت ﷺ نے پیا پھر اس نے پیالے میں ڈال کر اس پر بکری کا دودھ دوہا سو آپ کے ساتھی نے پیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس کو ترجمہ میں ساتھ حوض کے واسطے اس چیز کے کہ بیان کی ہے میں نے اس جگہ کہ جابر رضی اللہ عنہ نے دوہرایا ہے قول اپنے کو اور وہ اپنے باغ میں پانی کو پھیرتا تھا بیچ درمیان گفتگو حضرت ﷺ کے ساتھ مرد کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ نکالتا تھا اس کو کنوئیں کے نیچے سے اس کی اوپر کی طرف سو شاید وہاں حوض تھا کہ اول پانی کو اس میں جمع کرتا تھا پھر اس کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیرتا تھا۔ (فتح)

بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ.

چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا۔

۵۱۹۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيْهِمْ عُمُوْمَتِيْ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ الْفَضِيْخَ فَقِيْلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالَ اكْفِئْهَا فَكَفَأْنَا قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا

۵۱۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قوم پر کھڑا تھا اپنے چچوں کو پلاتا تھا فضیخ اور حالانکہ میں ان میں چھوٹا تھا سو کہا گیا کہ حرام ہوئی شراب کہا کہ شراب کو بہا دے سو ہم نے اس کو بہا ڈالا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان کی شراب کیا تھی؟ کہا کہ تازہ کھجور اور کچی کھجور سے تھی سو ابو بکر بن انس

شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ.

نے کہا کہ وہ ان کی شراب تھی سو نہ انکار کیا انس رضی اللہ عنہ نے اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بعض اصحاب نے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس وقت ان کی شراب تھی۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ میں قوم پر کھڑا تھا ان کو شراب پلاتا تھا اور میں ان میں چھوٹا تھا اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔ (فتح)

بَابُ تَغْطِيَةِ الْإِنَآءِ.

باب ہے بیچ ڈھانکنے برتنوں کے۔

٥١٩٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوْهُمْ فَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ.

٥١٩٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اول شب ہو یا فرمایا کہ شام کرو تو اپنے لڑکوں کو باز رکھو یعنی باہر نکلنے سے اس واسطے کہ شیطان اس وقت پھیلتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات سے گزرے تو ان کو چھوڑ دو یعنی جائز ہے چھوڑنا ان کا اور بند کرو دروازوں کو اور اللہ کا نام لو اس واسطے کہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور منہ باندھا کرو اپنی مشکوں کا اور اللہ کا نام لیا کرو یعنی وقت منہ باندھنے کے اور ڈھانک رکھا کرو اپنے برتنوں کو اور اللہ کا نام لیا کرو اگرچہ ان پر کوئی چیز آڑی رکھو اور بجھا دو اپنے چراغوں کو۔

فائدہ: غرض بیان اس لفظ سے ہے کہ اپنے برتنوں کو ڈھانک کر رکھا کرو۔

٥١٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ إِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ

٥١٩٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گل کرو چراغوں کو جب تم لیٹو اور بند کرو دروازوں کو اور منہ باندھا کرو مشکوں کا اور ڈھانک رکھا کرو کھانے اور پینے کو اور میں گمان کرتا ہوں کہ کہا اگرچہ اس پر لکڑی کو آڑا رکھے۔

وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ تَعْرُضُهُ عَلَيْهِ.

فائدہ: مطابقت حدیث کی ترجمے سے ظاہر ہے۔

بَابُ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ.

باب ہے بیچ منہ موڑنے مشکوں کے کی یعنی ان کا منہ موڑ کر پانی پینے کے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے جو چمڑے سے بنائی گئی ہو یعنی مشک چھوٹی ہو یا بڑی اور بعض نے کہا کہ قربہ کبھی چھوٹی ہوتی ہے اور کبھی بڑی اور سقا نہیں ہوتی مگر چھوٹی۔

٥١٩٤ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ يَعْنِي أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا.

۵۱۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مشک کے منہ موڑنے سے یعنی اس کا منہ موڑ کر اس سے پانی پیا جائے۔

٥١٩٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ مَعْمَرٌ أَوْ غَيْرُهُ هُوَ الشُّرْبُ مِنْ أَفْوَاهِهَا.

۵۱۹۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مشک کے منہ موڑنے سے منع کرتے کہا عبداللہ نے کہ کہا معمر نے یا غیر اس کے نے وہ پینا ہے مشک کے منہ سے۔

فائدہ: اور محمول ہے یہ تفسیر مطلق اور وہ پینا ہے اس کے منہ سے اوپر مقید کے ساتھ موڑنے اس کے کی یا الٹانے سر اس کے کی اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے مشک سے پانی پیا سو اس کے پیٹ میں سانپ گھس گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ.

مشک کے منہ سے پانی پینا۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں قناعت کی ساتھ پہلے باب کے تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ نہی خاص ہے ساتھ صورت منہ موڑنے کے سو بیان کیا کہ نہی عام ہے اس مشک کو کہ ممکن ہو منہ موڑنا اس کا اور اس چیز کو کہ نہ ممکن ہو مانند ٹھیکری کے، مثلاً۔

۵۱۹۶ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَآءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَآءِ وَأَنْ يَّمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَهُ فِي دَارِهِ.

۵۱۹۶۔ حضرت ایوب سے روایت ہے کہ عکرمہ نے ہم سے کہا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ چند چھوٹی چیزوں کے کہ حدیث بیان کی ہم سے ساتھ ان کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا پانی پینے سے مشک کے منہ سے اور اس سے کہ منع کرے اپنے ہمسائے کو یہ کہ اس کی دیوار میں لکڑی گاڑھے۔

فائدہ: اور تیسری یہ چیز ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور شاید اختصار کیا ہے اس کو بعض راوی نے یا ادنیٰ درجہ جمع کا اس کے نزدیک دو ہیں۔

۵۱۹۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَآءِ.

۵۱۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پانی پیا جائے مشک کے منہ سے۔

۵۱۹۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَآءِ.

۵۱۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پانی پیا جائے مشک کے منہ سے۔

فائدہ: ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ نہی کے بعد ایک مرد رات سے کھڑا ہوا سو اس نے مشک کا منہ موڑا تو اس پر اس سے سانپ نکلا اور یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ واقع ہوا یہ بعد نہی کے برخلاف اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ یہ نہی کا سبب تھا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہو یہ پہلے نہی کے سو ہوگا اسباب نہی کے سے پھر نہی کے بعد تاکید واقع ہوئی ہو کہا نووی رحمہ اللہ نے اتفاق ہے اس پر کہ نہی اس جگہ واسطے تنزیہ کے ہے نہ واسطے تحریم کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور بیچ نقل اتفاق کے نظر ہے سو نقل کیا ہے ابن تین وغیرہ نے مالک رحمہ اللہ سے کہ اس نے جائز رکھا ہے پانی پینے کو مشک کے منہ سے اور کہا کہ مجھ کو اس میں نہی نہیں پہنچی اور مبالغہ کیا ہے ابن بطال نے بیچ رد کرنے اس قول کے اور عذر بیان کیا ہے اس سے ابن منیر نے کہ احتمال ہے کہ وہ نہی کو تحریم پر حمل نہ کرتا تھا اسی طرح کہا ہے اس نے باوجود نقل کے مالک رحمہ اللہ سے کہ اس کو نہی نہیں پہنچی سو عذر بیان کرنا اس کی طرف سے ساتھ اس قول کے اولیٰ ہے اور حجت قائم ہے اس شخص پر جس کو نہی پہنچی کہا نووی رحمہ اللہ نے اور تاکید کرتی ہیں حدیثیں

رخصت کی کہ یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی حدیث مرفوع میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر جواز کے مگر حضرت ﷺ کے فعل سے اور نہی کی حدیثیں سب آپ کے قول سے ہیں سو وہ راجح ہیں جب کہ نظر کریں ہم طرف علت نہی کے اس سے کہ نہی کی علت کیا ہے سو بعض علت نہی کی یہ ہے کہ وہ نہیں امن میں ہے اس سے کہ کوئی جانور پانی کے ساتھ اس کے پیٹ میں داخل ہو مشک سے اور اس کو خبر نہ ہو اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر مشک کو بھرے اور حالانکہ وہ پانی کو دیکھتا ہو کہ اس میں داخل ہوتا ہے پھر اس کو مضبوط باندھے پھر جب ارادہ پانی پینے کا کرے تو اس کو کھولے اور اس سے پیئے تو نہیں شامل ہوگی اس کو نہی اور ایک وہ چیز ہے جو روایت کی ہے حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا پانی پینے سے مشک کے منہ سے اس واسطے کہ یہ اس کو بودار کر دیتا ہے اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ ہو نہی خاص ساتھ اس شخص کے جو پانی پیئے اور برتن کے اندر سانس لے یا مشک کے اندر منہ ڈال کر پیئے بہر حال جو ڈالے پانی مشک سے اپنے منہ میں بغیر چھونے کے تو یہ منع نہیں اور ایک علت یہ ہے کہ جو مشک کے منہ سے پانی پیتا ہے کبھی اس پر پانی غالب ہو جاتا ہے سو گرتا ہے اس سے زیادہ حاجت سے پس نہیں امن ہے اس سے کہ اس کے کپڑے بھیگ جائیں کہا ابن عربی نے اور ایک چیز کفایت کرتی ہے تین سے بیچ ثابت ہونے کراہت کے اور ساتھ مجموع علتوں کے قوی ہوگی کراہت نہایت کہا شیخ محمد بن ابی حمزہ نے کہ اختلاف ہے بیچ علت نہی کے سو بعض نے کہا کہ ڈر ہے کہ برتن میں کوئی جانور ہو یا زور سے گرے پس شرف نہ ہو اس کو ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہوتی ہے ساتھ منہ مشک کے نفس کے بخار سے یا ساتھ اس چیز کے کہ ملتی ہے پانی میں تھوک پینے والے کی سے سو مکروہ جانتا ہے اس کو غیر اس کا یا برتن فاسد ہوتا ہے ساتھ اس کے عادت میں سو ہوگا ضائع کرنا مال کا کہا اور جس چیز کو فقہ چاہتی ہے یہ ہے کہ نہیں بعید ہے کہ ہو نہی واسطے سب ان کاموں کے اور بعض چیز ان میں وہ ہے جو تقاضا کرتی ہے کراہت کو اور بعض وہ ہے جو تقاضا کرتی ہے تحریم کو اور قاعدہ ایسی چیز میں ترجیح دینا تحریم کو ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن حزم نے ساتھ تحریم کے واسطے نہی کے اور حمل کیا ہے اس نے رخصت کے حدیثوں کو اصل اباحت پر اور مطلق بولا ہے ابو بکر اثرم احمد کے ساتھی نے کہ حدیثیں نہی کی ناسخ ہیں واسطے اباحت کے اس واسطے کہ پہلے لوگ اس کو کیا کرتے تھے یہاں تک کہ واقع ہوا داخل ہونا سانپ کا بیچ پیٹ اس شخص کے جس نے مشک سے پانی پیا پس منسوخ ہوا جواز ، میں کہتا ہوں اور جواز کی حدیثوں سے یہ حدیث ہے جو ترمذی نے کبشہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ پر داخل ہوا سو حضرت ﷺ نے لٹکی ہوئی مشک سے پانی پیا کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ اگر فرق کیا جائے درمیان اس چیز کے کہ ہو واسطے عذر کے جیسے مشک لٹکی ہو اور اپنی پینے والے کو کوئی برتن میسر نہ ہو اور نہ اپنے ہاتھ سے پی سکے تو اس وقت مکروہ نہیں اور اسی پر محمول ہوں گی حدیثیں مذکورہ اور درمیان اس کے کہ ہو بغیر عذر کے سو محمول ہوں گی اس پر حدیثیں نہی کی ، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ

جواز کی سب حدیثوں میں ہے کہ مشک معلق تھی اور لٹکی مشک سے پینا خاص تر ہے پینے سے مطلق مشک سے اور نہیں دلالت ہے جواز کی حدیثوں میں رخصت مطلق پر بلکہ خاص اس صورت پر اور حمل کرنا ان کا اوپر حال ضرورت کے دونوں حدیثوں میں اولیٰ ہے حمل کرنے ان کے سے نسخ پر اور کہا ابن عربی نے احتمال ہے کہ ہو پینا حضرت ﷺ کا مشک کے منہ سے بیچ حال ضرورت کے یا وقت لڑائی کے یا وقت نہ ہونے برتن کے یا باوجود ہونے اس کے کی لیکن نہ قادر ہوئے واسطے شغل کے اوپر ڈالنے پانی کے مشک سے برتن میں۔ (فتح)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ.

باب ہے بیچ نہی کے سانس لینے سے برتن میں یعنی پانی پینے کے وقت برتن میں سانس نہ لے برتن کو منہ سے الگ کر کے دم لے۔

۵۱۹۹ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ.

۵۱۹۹۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی چیز پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب کوئی پیشاب کرے تو نہ چھوئے اپنی شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے اور جب کوئی ڈھیلے پونچھے تو نہ پونچھے دائیں ہاتھ سے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے ابن ابی شیبہ نے نہی پھونک مارنے سے پانی میں اور واسطے اس کے شاہد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک ابو داؤد اور ترمذی کے کہ حضرت ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا اور برتن میں پھونک مارنے کی ممانعت میں چند حدیثیں آ چکی ہیں اور اسی طرح برتن میں دم لینے سے اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے تغیر نفس سے یا واسطے ہونے سانس لینے والے کے کہ اس کا منہ متغیر ہو کسی کھانے سے مثلا یا مسواک اور کلی کو بہت مدت گزر چکی ہو یا یہ کہ سانس لینے سے معدے کا بخار چڑھتا ہے اور پھونک مارنا ان سب حالتوں میں سخت تر ہے سانس لینے سے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ.

پانی پینا دو یا تین سانسوں سے۔

فائدہ: اسی طرح ترجمہ باندھا ہے اس نے باوجود اس کے کہ لفظ حدیث کا جو باب میں وارد کی ہے یہ ہے کہ سانس لیتے تھے سو شاید اس نے ارادہ کیا ہے تطبیق کا باب کی حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ ظاہر ان کا تعارض ہے کہ اول صریح ہے بیچ نہی کے سانس لینے سے برتن میں اور دوسری ثابت کرتی ہے سانس لینے کو سو حمل کیا ان کو دو حالتوں پر سو حالت نہی کی اوپر سانس لینے کے اندر برتن کے اور حالت فعل کے اوپر اس شخص کے کہ اس سے باہر

سانس لے سو اول اپنے ظاہر پر ہے نہی سے اور ثانی کی تقدیر یہ ہے سانس لیتے تھے بیچ حالت پینے کے برتن سے کہا ابن منیر نے کہ وارد کیا ہے ابن بطال نے سوال تعارض کا اور جواب دیا ہے ساتھ تطبیق کے درمیان دونوں کے اور البتہ بے پرواہ کیا ہے بخاری نے اس سے ساتھ مجرد لفظ ترجمہ کے سو ٹھہرایا ہے اس نے اول میں برتن کو ظرف واسطے سانس لینے کے اور نہی کو اس سے واسطے کراہت کرنے اس کے کی اور کہا دوسرے میں پینا دو سانس کے ساتھ فاصلہ کرے یا ساتھ تین سانس کے باہر برتن سے سو پہچانا گیا ساتھ اس کے دفع ہونا تعارض کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر جواز پینے کے ایک سانس سے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے جواز سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور ایک گروہ سے اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہی کی گئی سانس لینے سے اندر برتن کے اور بہر حال جو سانس نہ لے سو اگر چاہے تو ایک سانس سے پیئے میں کہتا ہوں اور یہ تفصیل حسن ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے امر ساتھ پینے کے ایک سانس سے حدیث مرفوع میں روایت کیا ہے اس کو حاکم نے۔ (فتح)

۵۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا.

۵۲۰۰۔ حضرت ثمامہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ دو یا تین بار برتن میں سانس لیتے تھے یعنی پانی پینے کے وقت اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین بار سانس لیتے تھے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ او واسطے تنویع کے ہے یعنی کبھی دو بار اور کبھی تین بار اور یہ کہ نہیں اقتصار کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار پر بلکہ اگر دو سانس سے سیراب ہوتے تو کفایت کرتے ساتھ دو بار کے نہیں تو تین بار سانس لیتے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے شک کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ساتھ سند ضعیف کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ پیا کرو ایک بار لیکن پیا کرو دو بار یا تین بار سو اگر یہ حدیث محفوظ ہو تو قوی کرتی ہے تنویع کو اور روایت کی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ برتن میں تین بار سانس لیتے اور فرماتے کہ وہ رچتا پچتا ہے یعنی بری کرنے والا ہے بیماری سے یا پیاس سے یا ایذا سے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہ اکھاڑنے والا ہے واسطے پیاس کے اور قوت دینے والا ہے ہضم پر اور کم تر اثر کرنے والا ہے بیچ ضعیف ہونے اعضاء کے اور سردی معدے کے اور استعمال کرنا افعل تفضیل کا اس میں دلالت کرتا ہے کہ واسطے دو بار کے اس میں دخل ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہی پینے سے ایک سانس میں واسطے تنزیہ کے ہے کہا مہلب نے کہ نہی سانس لینے سے پانی پینے میں مانند نہی کے ہے پھونک مارنے سے کھانے اور پینے میں اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتی ہے اس میں کچھ چیز تھوک سے سو کراہت کرتا ہے اس سے پینے والا اس واسطے کہ کراہت اس میں عادت غالب ہے اکثر لوگوں کی طبیعتوں پر اور محل اس کا وہ ہے جب

کہ کھائے اور پیئے ساتھ غیر اپنے کے لیکن اگر اکیلا کھائے یا اپنے گھر والوں کے ساتھ کھائے یا اس شخص کے کہ جانتا ہے کہ وہ نہیں مکروہ جانتا کسی چیز کو اس چیز سے کہ کھاتا ہے اس سے تو اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں، میں کہتا ہوں اور اولیٰ عام کرنا منع کا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ بے خوف باوجود اس کے کہ باقی رہے فضلہ یا حاصل ہو کراہت برتن سے اور مانند اس کے کہا ابن عربی نے کہ کہا ہمارے علماء نے کہ وہ مکارم اخلاق سے ہے لیکن حرام ہے مرد پر یہ کہ دے بھائی کو وہ چیز کہ کراہت کرے اس سے سو اگر اس کو خاص اپنے نفس کے واسطے کرے پھر اس کا غیر آئے اور اس کو دے تو چاہیے کہ اس کو معلوم کروائے اور اگر اس کو معلوم نہ کروائے تو دھوکہ ہے اور دھوکہ حرام ہے اور کہا قرطبی نے کہ وجہ نہی کے کی سانس لینے سے برتن میں یہ ہے کہ نہ کراہت کی جائے ساتھ اس کے تھوک سے یا بد بو سے کہ متعلق ہو ساتھ پانی کے اور بنا بر اس کے کہ اگر نہ سانس لے تو جائز ہے پینا ایک سانس سے اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق اس واسطے کہ وہ شیطان کا پینا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اس واسطے کہ آپ سے کسی چیز کی کراہت نہیں آتی۔

تکملہ: روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ تین سانس میں پانی پیتے جب برتن کو اپنے منہ سے قریب کرتے تو بسم اللہ کہتے اور جب اس کو منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ کہتے یہ تین بار کرتے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرْبِ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ. سونے کے برتنوں میں پینا۔

فائدہ: اسی طرح مطلق بولا ہے ترجمہ کو اور شاید بے پرواہ ہوا ہے ذکر کرنے حکم کے سے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہے اس کے بعد کتاب الاحکام میں کہ نہی حضرت ﷺ کی تحریم پر ہے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اباحت کی اور البتہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث میں تصریح ساتھ نہی کے اور اشارہ طرف وعید کی اوپر اس کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع اس پر کہ حرام ہے پینا چاندی اور سونے کے برتنوں میں مگر معاویہ بن قرہ تابعی سے اور شاید اس کو نہی نہیں پہنچی اور نص کی ہے شافعی نے جدید قول میں ساتھ تحریم کے اور یقین کیا ہے ساتھ اس کے بعض اصحاب اس کے نے اور یہی لائق ہے ساتھ اس کے واسطے ثابت ہونے وعید کے اوپر اس کے ساتھ آگ کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حرام ہونے کی علت یہ بیان کی ہے کہ حرام ہے بنانا برتنوں کا چاندی اور سونے سے سو اس کا استعمال کرنا بطریق اولیٰ حرام ہوگا اور یہ علت متفق علیہ نہیں ہے پھر علماء نے نہی کے واسطے اور علتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ اس میں توڑنا ہے محتاجوں کے دل کا تکبر سے اور چاندی سونے کے تنگ کرنے سے۔ (فتح)

٥٢٠١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَايِنِ فَاسْتَسْقٰى فَأَتَاهُ

۵۲۰۱۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے یعنی وہاں عامل تھے سو انہوں نے پانی مانگا سو گاؤں کا مقدم ان کے پاس چاندی کا پیالہ لایا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ

دِهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

نے اس کو پھینکا سو کہا کہ میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس واسطے کہ میں نے اس کو منع کیا تھا سو وہ باز نہ آیا اور بے شک حضرت ﷺ نے ہم کو منع کیا ہے ریشمی کپڑے سے اور دیبا سے اور پینے سے سونے چاندی کے برتنوں میں اور فرمایا کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گی۔

فائدہ: مدائن ایک بڑا شہر ہے دجلہ پر اس کے اور بغداد کے درمیان سات فرسنگ کا فاصلہ ہے فارس کے بادشاہ وہاں رہا کرتے تھے اور وہاں دیوان خانہ نوشیرواں کا ہے اور وہ شہر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۶ھ میں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ وہاں عامل تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ شہید ہوئے بعد شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ پیو اور نہ پہنو اور احمد کی روایت میں ہے کہ منع فرمایا پینے سے چاندی سونے کے برتنوں میں اور یہ کہ ان میں کھایا جائے اور یہ جو فرمایا کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں تو کہا اسماعیلی نے کہ نہیں مراد ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے دنیا میں یہ کہ کافروں کو دنیا میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لھم یعنی وہ لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں واسطے مخالفت لباس مسلمانوں کے اور اسی طرح قول ہے حضرت ﷺ کا ولکم فی الآخرۃ یعنی استعمال کرو گے اس کو آخرت میں بدلہ اس کا کہ چھوڑا تم نے اس کو دنیا میں اور محروم رہیں گے اس سے کافر بدلہ ان کی نافرمانی کا ساتھ استعمال کرنے اس کے کی، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو اس میں اشارہ اس کی طرف کہ جو اس کو دنیا میں استعمال کرتا ہے وہ اس کو آخرت میں استعمال نہیں کرے گا کما تقدم فی شرح الخمر۔ (فتح)

بَابُ آنِيَةِ الْفِضَّةِ.

باب ہے چاندی کے برتنوں کے بیان میں۔

٥٢٠٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ خَرَجْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَالدِّيْبَاجَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي

٥٢٠٢۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور ذکر کیا اس نے حضرت ﷺ کو حضرت ﷺ نے فرمایا نہ پیو سونے، چاندی کے برتنو میں اور نہ پہنو ریشمی کپڑے کو اور نہ دیبا کو اس واسطے کہ یہ کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گے۔

الدُّنيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

٥٢٠٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ.

۵۲۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹ غٹ کر کے ڈالتا ہے۔

٥٢٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ أَوْ قَالَ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

۵۲۰۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا اور منع کیا سات چیزوں سے ہم کو حکم کیا بیمار کی خبر پوچھنے کا اور جنازے کے ساتھ جانے کا اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور سلام کے پھیلانے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور قسم کھانے والے کی قسم کے سچا کرنے کا اور ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور چاندی کے برتن میں پینے سے اور میاثر اور قسی سے اور ریشم اور دیبا اور استبرق کے پہننے سے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو دنیا میں چاندی کے برتن میں پیئے وہ آخرت میں نہیں پیئے گا اور مثل اس کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جو سونے چاندی کے برتن میں دنیا میں پیئے وہ آخرت میں ان میں نہ پیئے گا اور بہشتیوں کے برتن چاندی اور سونا ہیں اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ حرام ہے کھانا اور پینا چاندی سونے کے برتنوں میں ہر مکلف پر مرد ہو یا عورت اور یہ

عورتوں کے زیور کے ساتھ ملحق نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ کسی چیز میں زینت سے جو عورتوں کے واسطے مباح ہوئے کہا قرطبی وغیرہ نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حرام ہے استعمال کرنا چاندی سونے کے برتنوں کا کھانے پینے میں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے مثل خوشبو لگانے کی اور سرمہ ڈالنے کی اور ہر قسم کی استعمال کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور خلاف کیا ہے ایک گروہ نے سو کہا انہوں نے کہ یہ مطلق مباح ہے اور بعض نے کہا کہ فقط کھانا پینا ان میں حرام ہے اور وجہ سے استعمال کرنا ان کا حرام نہیں اور بعض نے کہا کہ صرف پینا منع ہے اور اختلاف ہے بیچ علت منع ہونے کے سو بعض نے کہا کہ یہ راجع ہے طرف ذات ان کی کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا کہ وہ ان کے واسطے ہیں اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ دونوں مول ہیں اور قیمت ہیں تلف کی ہوئی چیزوں کی سو اگر مباح رکھا جائے استعمال کرنا ان کا تو البتہ جائز ہو بنانا ہتھیاروں کا ان سے سو نوبت پہنچائے گا طرف کم ہونے کے بیچ ہاتھ لوگوں کے سو نقصان پہنچائے گا ساتھ ان کے اور مثال بیان کی ہے اس کی غزالی نے ساتھ ان حاکموں کے کہ وظیفہ ان کا تصرف ہے واسطے ظاہر کرنے عدل کے درمیان لوگوں کے سو اگر ان کو تصرف سے منع کیا جائے تو البتہ خلل انداز ہو یہ عدل میں پس اسی طرح بیچ بنانے برتنوں کے نقدیں سے روکنا ہے ان دونوں کو تصرف سے کہ فائدہ اٹھاتے ہیں ساتھ اس کے لوگ اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ جائز ہے بنانا زیور کر چاندی سونے سے واسطے عورتوں کے اور ممکن ہے جدا ہونا اس سے اور یہی علت راجح ہے نزدیک شافعیہ کے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ابو محمد جوینی نے اور بعض نے کہا کہ علت حرام ہونے کی سرف اور خیلا ہے یا محتاجس کے دل کو توڑنا ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ جائز ہے استعمال کرنا برتنوں کا قیمتی جواہرات سے اور اکثر ان میں نفیس ہوتے ہیں اور بیش قیمت ہوتے ہیں چاندی سونے سے اور نہیں منع کیا ہے جواہرات سے مگر اس شخص نے جو تنہا ہوا ہے جماعت سے اور نقل کیا ہے ابن صباغ نے شامل میں اجماع اوپر جواز کے اور تابع ہوا ہے اس کا رافعی اور جو اس کے بعد ہے اور بعض نے کہا کہ علت منع کی مشابہ ہونا ہے ساتھ عجمیوں کے اور اس میں نظر ہے واسطے ثابت ہونے وعید کے اس کے فاعل کے لیے اور مجرد تشبہ نہیں پہنچتا ہے اس کی طرف اور اختلاف ہے بیچ جواز بنانے برتنوں کے سوائے استعمال کے اس کی نے کما تقدم اور مشہور تر منع ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور رخصت دی ہے اس میں ایک گروہ نے اور وہ مبنی ہے اوپر علت کے بیچ منع ہونے استعمال کے۔

بَابُ الشُّرْبِ فِي الْأَقْدَاحِ. پیالوں میں پینے کے بیان میں۔

فائدہ: یعنی کیا مباح ہے یا منع واسطے ہونے اس کے شعار فاسقوں کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ پیالوں میں پینا اگرچہ فاسقوں کا شعار ہے لیکن یہ بنظر مشروب اور بہ نسبت ہیئت کے ہے جو خاص ہے ساتھ ان کے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ پیالے میں پینا مکروہ ہے جب کہ سلامت ہو اس سے۔ (فتح)

۵۲۰۵ ۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سَالِمٍ أَبِی النَّضْرِ عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلٰی أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهُمْ شَكُّوْا فِیْ صَوْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَرَفَةَ فَبَعَثَتْ إِلَیْهِ بِقَدَحٍ مِّنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهٗ.

۵۲۰۵۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے شک کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں عرفہ کے دن سو میں نے دودھ کا ایک پیالہ آپ کی طرف بھیجا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَآنِیَتِهٖ.

باب ہے بیچ پینے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے سے اور آپ کے برتنوں سے۔

فائدہ: یعنی واسطے تبرک کے ساتھ ان کے کہا ابن منیر نے کہ شاید اس نے ارادہ کیا ہے ساتھ اس باب کے دفع توہم اس شخص کا کہ واقع ہوتا ہے اس کے خیال میں کہ پینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف ہے غیر کے ملک میں بغیر اجازت کے سو بیان کیا کہ سلف یہ کرتے تھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور یہ جو کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا سو صدقہ ہے اللہ کی راہ میں اور نہ کہا جائے گا کہ مال دار لوگ یہ کرتے تھے اور صدقہ نہیں حلال ہے واسطے مال دار کے اس واسطے کہ جواب یہ ہے کہ منع مال داروں پر وہ صدقہ ہے جو فرض ہو اور یہ صدقہ فرض نہیں، میں کہتا ہوں اور یہ جواب کافی نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ صدقہ مذکورہ وقف مطلق کی جنس سے ہے کہ فائدہ اٹھاتا ہے ساتھ اس کے ہر محتاج اور قرار پاتا ہے اس شخص کے ہاتھ میں جو اس پر امین ہو اسی واسطے سہل رضی اللہ عنہ کے پاس پیالہ تھا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس اور اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جبہ وغیرھا عند غیرہ۔

وَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَا أَسْقِیْكَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِ.

اور کہا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تجھ کو اس پیالے میں نہ پلاؤں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا؟۔

فائدہ: یہ حدیث موصول اعتصام میں آئے گی۔

۵۲۰۶ ۔ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْعَرَبِ

۵۲۰۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو بلا بھیجے اس نے اس کو بلا بھیجا سو وہ عورت آئی اور بنی ساعدہ کے قلعے میں

فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدِ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَآئَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي فَقَالُوا لَهَا أَتَدْرِينَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالُوا هٰذَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشْقَى مِنْ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِنَا يَا سَهْلُ فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهٰذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ.

اتری سو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس آئے اور اس کے پاس اندر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ عورت ہے سر کو نیچے ڈالے ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اپنے آپ سے پناہ دی لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا تو جانتی ہے یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے پیغمبر ہیں آئے تھے کہ تجھ سے نکاح کا پیغام کریں اس نے کہا کہ میں اس سے بد بخت تھی سو متوجہ ہوئی اس دن یہاں تک کہ آپ اور آپ کے اصحاب بنی ساعدہ کے دیوانے میں بیٹھے پھر فرمایا کہ اے سہل! ہم کو پانی پلاؤ سو میں نے ان کے واسطے یہ پیالہ نکالا اور اس میں ان کو پلایا (ابو حازم راوی کہتا ہے) سو سہل رضی اللہ عنہ نے ہمارے واسطے یہ پیالہ نکالا سو ہم نے اس سے پیا پھر اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس سے (وہ پیالہ) ہبہ چاہا اس نے اس کو ہبہ کر دیا۔

فائدہ: جو اس عورت نے کہا کنت اشقی تو نہیں ہے اسم تفضیل اس میں اپنے ظاہر پر بلکہ مراد اس کی ثابت کرنا بدبختی کا ہے واسطے اپنے واسطے اس چیز کے کہ فوت ہوئی اس سے حضرت ﷺ کے ساتھ نکاح کرنے سے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس وقت مدینے کے حاکم تھے اور نہیں ہے ہبہ اس جگہ حقیقۃً بلکہ بطور اختصاص کے اور حدیث میں کشادہ کرنا پیشانی کا ہے اپنے ساتھی پر اور مانگنا اس چیز کا کہ اس کے پاس ہے ماکول اور مشروب سے اور تعظیم کرنا اس کی ساتھ بلانے اس کے اس کی کنیت سے اور برکت حاصل کرنا ساتھ آثار نیکو کاروں کے اور ہبہ چاہنا دوست سے اس چیز کا کہ نہ ہو اس پر دشوار ہبہ اس کا اور شاید سہل رضی اللہ عنہ نے آسان جانا اس کو واسطے بدل کے کہ تھا نزدیک اس کے اس جنس سے یا وہ محتاج تھا سو اس نے اس کو اس کا بدلہ دیا جو اس کی حاجت کو بند کرے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے ان لوگوں کی جہت سے جنہوں نے سہل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ ان کے واسطے پیالے مذکور کو

نکالے تا کہ اس میں تبرک حاصل کرنے کے واسطے پئیں۔ (فتح)

٥٢٠٧ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيْضٌ مِّنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِنَّهُ كَانَ فِيْهِ حَلْقَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَّجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ.

٥٢٠٧۔ حضرت عاصم احول رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا اور وہ ٹوٹ پڑا تھا سو اس کو چاندی کی تار سے جوڑا، عاصم راوی نے کہا اور وہ پیالہ خوب تھا چوڑا تھا خالص اور عمدہ لکڑی سے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ پلایا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالے میں زیادہ اتنی اتنی بار سے یا اتنی اتنی مدت سے، کہا ابن سیرین نے کہ اس میں لوہے کا حلقہ تھا سو انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کی جگہ سونے یا چاندی (یہ شک راوی کا ہے) کا حلقہ ڈالے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ہرگز نہ بدل اس چیز کو جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا سو انس رضی اللہ عنہ نے اس کو بدستور رہنے دیا۔

فائدہ: ذکر کیا ہے قرطبی نے کہ اس نے صحیح بخاری کے بعض پرانے نسخوں میں دیکھا کہا ابو عبداللہ یعنی بخاری رحمہ اللہ نے کہ میں نے یہ پیالہ بصرے میں دیکھا اور میں نے اس سے پیا اور وہ خریدا گیا تھا نضر بن انس رضی اللہ عنہ کی میراث سے ساتھ آٹھ لاکھ کے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا اس میں چاندی کا پترا تھا اور عریض اس پیالے کو کہتے ہیں جو دراز نہ ہو بلکہ اس کا طول اس کے عمق سے کم ہو اور نضار خالص لکڑی کو کہتے ہیں اور خالص ہر چیز سے اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالے سے ہر قسم شربت پلایا شہد اور نبیذ اور دودھ اور پانی اور پہلے گزر چکا ہے کہ جو نبیذ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیا کرتے تھے وہ خشک کھجور اور منقیٰ کا نقیع تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پکڑنا چاندی کی پتری کا اور اسی طرح جائز ہے بنانا زنجیر اور حلقے کا چاندی سے اور اس میں بھی اختلاف ہے، کہا خطابی نے کہ ایک جماعت اصحاب اور تابعین نے اس کو مطلق منع کیا ہے اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور لیث کا ہے اور مالک رحمہ اللہ سے ہے کہ جائز ہے چاندی سے اگر ہو تھوڑا اور مکروہ جانا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے کہا تا کہ نہ ہو پینے والا چاندی پر سو اس سے بعض نے لیا ہے کہ کراہت خاص ہے ساتھ اس وقت کے جب کہ ہو چاندی جگہ پینے کی اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے حنفیہ نے اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد رحمہ اللہ

اور اسحاق رحمہ اللہ اور ابوثور رحمہ اللہ اور کہا ابن منذر نے کہ جس برتن میں چاندی جڑی ہوئی ہو وہ چاندی کا برتن نہیں یعنی اس میں کھانا اور پینا منع نہیں ہے اور جو مقرر ہو چکا ہے نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ اگر چاندی کا پترہ بڑا ہو اور زینت کے واسطے ہو تو حرام ہے یا حاجت کے واسطے ہو تو جائز ہے مطلق اور سونے کا پترہ مطلق حرام ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں برابر ہیں یعنی دونوں حرام ہیں اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سونے کے پہننے سے اور پیالوں میں چاندی جڑنے سے پھر رخصت دی چاندی جڑنے کی پیالوں میں اور یہ حدیث اگر ثابت ہو تو ہوگی حجت واسطے جواز کے لیکن اس کی سند میں وہ شخص ہے کہ پہچانا نہیں جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے یا اس برتن میں جس مین اس سے کوئی چیز ہو سو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اوپر حرام ہونے برتن تانبے اور لوہے کے جو طلا کیا گیا ہو چاندی سونے سے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ اگر حاصل ہو اس سے ساتھ عرض کرنے کے آگ پر تو حرام ہے نہیں تو دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ وجہ ہے کہ نہیں اور اسی طرح عکس میں بھی دو وجہیں ہیں اور اگر چاندی سونے کے برتن کو مثلا تانبے سے غلاف کرے اندر بھی اور باہر بھی تو اس کا حکم بھی اسی طرح ہے اور جزم کیا ہے امام الحرمین نے کہ حرام نہیں مانند جبے کی روئی سے کہ بھرا جائے ریشم سے اور چھوٹے ہونے کے ضابطہ میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ عرف ہے اور یہ اصح ہے اور بعض نے کہا کہ جو دور سے چمکے وہ بڑی چیز ہے نہیں تو چھوٹی چیز ہے اور بعض نے کہا کہ جو اس کی تمام جڑ کو پکڑے جیسے اس کی تلی کو یا اس کی کڑی کو وہ کبیر ہے اور جو نہیں سو نہیں اور جس میں شک ہو وہ باقی ہے اصل اباحت پر۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَآءِ الْمُبَارَكِ.

باب ہے بیچ پینے برکت اور مبارک پانی کے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ نام رکھا گیا پانی کا برکت اس واسطے کہ جب بابرکت ہو تو اس کا نام برکت رکھا جاتا ہے۔

۵۲۰۸ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَآءٌ غَيْرَ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِيْ إِنَآءٍ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ فَأَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهٗ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلٰى أَهْلِ الْوُضُوْءِ الْبَرَكَةُ مِنَ

۵۲۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا اور حالانکہ عصر کی نماز کا وقت آیا اور ہمارے پاس بچے پانی کے سوا کچھ پانی نہ تھا سو وہ برتن میں ڈالا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھولا پھر فرمایا کہ جلدی چلو وضو پر اے وضو کرنے والو! برکت ہے اللہ کی طرف سے یا وضو پر جو بابرکت ہے اللہ کی طرف سے سو البتہ میں نے پانی کو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو انگلیوں کے درمیان جاری ہے سو لوگوں نے وضو کیا اور پیا

اللهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَآءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا فَجَعَلْتُ لَا آلُوْا مَا جَعَلْتُ فِي بَطْنِيْ مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً وَتَابَعَهُ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ.

سو میں نے نہ قصور کیا جو میں نے اس سے اپنے پیٹ میں ڈالا سو میں نے معلوم کیا کہ وہ برکت ہے، سالم راوی کہتا ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہاس دن تم کتنے آدمی تھے؟ کہا کہ چودہ سو، متابعت کی ہے اس کی عمرو بن دینار نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور کہا حصین اور عمرو نے سالم سے جابر رضی اللہ عنہ سے پندرہ سو اور متابعت کی ہے اس کی سعید نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں نے قصور نہ کیا تو مراد یہ ہے کہ اس نے اس پانی سے بہت پیا بسبب برکت کے کہا ابن بطال نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ہے زیادتی اور نہ حرص کھانے میں یا پینے میں کہ ظاہر ہو اس میں برکت ساتھ معجزے کے بلکہ مستحب ہے بہت کھانا اور پینا اس سے، کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ معاف ہے اس سے پینا زیادہ عادت سے جس کے واسطے تیسرا حصہ پیٹ کا رکھنا مستحب ہے اور تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ بغیر پیاس کے پینا منع ہے اس واسطے کہ فعل جابر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ حاجت طرف برکت کی اکثر ہے حاجت سے طرف سیراب ہونے کے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور اگر منع ہوتا تو اس کو منع کرتے اور چودہ سو اور پندرہ سو میں تطبیق یہ ہے کہ وہ چودہ سے زیادہ تھے سو جس نے چودہ سے کہا اس نے کسر کو لغو کیا اور جس نے پندرہ سو کہا اس نے کسر کو پورا کیا وقد تقدم بسط ذلك في المغازي۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَرْضٰى کتاب ہے بیماروں کے بیان میں
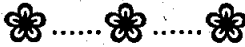
فائدہ: مرضیٰ جمع ہے مریض کی اور مراد ساتھ مرض کے اس جگہ بیماری بدن کی ہے اور کبھی بولی جاتی ہے مرض اوپر مرض دل کے یا واسطے شبہ کے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ یا واسطے شہوت کے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ﴾ اور واقع ہوا ہے ذکر بدن کا بیماری کا قرآن میں وضو میں اور روزے میں اور حج میں اور اس کی مناسبت کا ذکر اول طب میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَفَّارَةِ الْمَرَضِ. باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے مرض کے کفارہ ہونے میں۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ یہ اضافت بیانی ہے اس واسطے کہ بیماری کے واسطے کوئی کفارہ نہیں بلکہ وہ خود کفارہ ہے یا اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کی اور کفارہ ہے یا اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کی اور کفارہ مبالغہ ہے تکفیر سے اور اصل اس کا ڈھانکنا اور چھپانا ہے اور معنی اس جگہ یہ ہیں کہ ایمان دار کے گناہ ڈھانکے جاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے واسطے اس کے درد بیماری کے سے اور بعض نے کہا کہ یہ اضافت فاعل کی طرف ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ﴾. یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ جو بد عمل کرے اس کی سزا پائے گا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت آیت کی واسطے باب کے یہ ہے کہ آیت عام تر ہے اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ ہر وہ شخص کہ بد عمل کرے سو بے شک وہ جزا دیا جائے گا ساتھ اس کے کہا ابن منیر نے کہ حاصل یہ ہے کہ بیماری جیسے کہ جائز ہے کہ ہو کفارہ واسطے گناہوں کے اسی طرح ہوتی ہے سزا واسطے ان کے، کہا ابن بطال نے کہ اکثر اہل تاویل کا مذہب ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ مسلمان سزا دیا جاتا ہے اپنے گناہوں پر دنیا میں ساتھ مصیبتوں کے کہ واقع ہوتی ہیں واسطے اس کے دنیا میں سو ہوں گی کفارہ واسطے ان گناہوں کے اور حسن اور عبدالرحمٰن سے ہے کہ آیت خاص کفارے میں اتری اور حدیثیں اس باب میں گواہی دیتی ہیں واسطے اول کے اور اول قول معتمد ہے اور جو حدیثیں کہ وارد ہیں بیچ سبب نزول اس کے جب کہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھیں تو ذکر کیا ان کو پھر ذکر کیں حدیثیں اس کی شرط پر جو موافق ہیں اکثر کے مذہب کو اور اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے اور صحیح کہا ہے ابن حبان نے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک مرد نے یہ آیت پڑھی ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً ا يُجْزَ بِهٖ﴾ سو اس نے کہا کہ اگر ہم سزا دیئے گئے ساتھ ہر عمل کے تو البتہ ہم ہلاک ہوئے اس وقت سو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سزا دیا جائے گا ساتھ اس کے دنیا میں مصیبت سے اس کے بدن میں اس چیز سے کہ اس کو ایذا دے اور روایت کی احمد رحمہ اللہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ کہا یا حضرت! کس طرح ہے صلاح بعد اس آیت کے ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً ا يُجْزَ بِهٖ﴾؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھ کو بخشے اے ابوبکر! کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تو غمناک نہیں ہوتا؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں! فرمایا یہی ہے وہ چیز جو سزا دیئے جاتے ہو تم ساتھ اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ اگر کانٹا لگے تو اس میں بھی کفارہ ہے۔

٥٢٠٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا.

٥٢٠٩ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسی مصیبت نہیں جو مسلمان کو پہنچے مگر کہ اس کے سبب سے اللہ اس کے گناہ کو دور کرتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھنے سے بھی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مصیبت لغت میں وہ چیز ہے جو اتری آدمی پر مطلق اور عرف میں وہ چیز ہے کہ اترے ساتھ اس کے مکروہ سے خاص اور یہی ہے مراد اس جگہ اور احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے مگر کہ ہوتا کفارہ واسطے گناہ اس کے کی یعنی ہوتی یہ سزا بہ سبب اس چیز کے کہ صادر ہوئی ہو اس سے گناہ سے اور ہوتا ہے یہ سبب واسطے مغفرت گناہ اس کے کی اور ابن حبان کی حدیث میں ہے مگر کہ بلند کرتا ہے اس کو اللہ ساتھ اس کے درجہ اور جھاڑتا ہے اس سے ساتھ اس کے گناہ اور اسی طرح ہے مسلم کی روایت میں اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ دور ہوتا ہے یعنی ثواب کا حاصل ہونا اور عقاب کا دور ہونا اور مسلم کی روایت میں ہے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اسی کے واسطے ایک نیکی لکھتا ہے یا ایک گناہ جھاڑتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو او واسطے شک کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے تنویع کے اور یہ زیادہ باوجہ ہے اور معنی یہ ہوں گے مگر کہ لکھتا ہے واسطے اس کے بہ سبب اس کے ایک نیکی اگر نہ ہو اس پر کوئی گناہ یا جھاڑتا ہے اس سے گناہ اگر ہوں واسطے اس کے گناہ اور پہلے معنی تقاضا کرتے ہیں کہ جس پر گناہ نہ ہو زیادتی کی جاتی ہے بیچ بلند کرنے درجہ اس کے بقدر اس کے کی اور فضل واسع ہے اور حدیثیں صحیحہ صریح ہیں بیچ ثبوت اجر کے ساتھ مجرد حاصل ہونے مصیبت کے اور بہر حال صبر اور رضا سو

قدر زائد ہے ممکن ہے کہ ثواب دیا جائے اوپر ان کے زیادہ اوپر ثواب مصیبت کے اور تحقیق یہ ہے کہ مصیبت کفارہ ہے واسطے گناہ کے جو اس کے برابر ہو اور ساتھ رضا کے بدلہ دیا جاتا ہے اوپر اس کے سوا اگر مصیبت والے کے واسطے گناہ نہ ہو تو اس کے عوض اس کو ثواب ملتا ہے جو اس کے برابر ہو۔ (فتح)

٥٢١٠ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا أَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.

٥٢١٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتا ایماندار کو درد اور نہ محنت، مشقت اور نہ کوئی بیماری اور نہ کوئی تکلیف اور نہ کوئی غم یہاں تک کہ کانٹا ہے جو اس کو چبھے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو دور کر ڈالتا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ غم شامل ہے سب قسم مکروہات کو اور وہم وہ ہے جو پیدا ہو فکر سے اس چیز میں کہ متوقع ہو حاصل ہونا اس چیز سے کہ ایذا پائے ساتھ اس کے اور غم کرب ہے کہ حادث ہو واسطے دل کے بسبب اس چیز کے کہ حاصل ہوئی اور حزن پیدا ہوتا ہے واسطے کم ہونے اس چیز کے کہ دشوار ہے مرد پر گم ہونا اس کا اور یہ سب باطن کی بیماریاں ہیں۔ (فتح)

٥٢١١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيْحُ مَرَّةً وَّتَعْدِلُهَا مَرَّةً وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً وَقَالَ زَكَرِيَّآءُ حَدَّثَنِيْ سَعْدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٢١١۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی مثل کھیتی کی تازہ سبزہ کی سی مثل ہے کہ ہوا کبھی اس کو بہکاتی ہے اور کبھی اس کو اٹھاتی ہے اور منافق کی مثل صنوبر کی مثل ہے کہ ہمیشہ کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک بار وہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

فائدہ: صنوبر کا درخت سخت ہوتا ہے ہوا سے کم جھکتا ہے اگر سخت ہوا چلے تو جڑ سے اکھڑ جاتا ہے جیسے تاڑ اور کھجور کا درخت خلاصہ مطلب یہ کہ مومن ہمیشہ بلا اور مصیبتوں میں گرفتار رہتا ہے تو اس کے گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کافر کو مصیبت کم ہوتی ہے اور اگر ہوئی تو ثواب سے محروم ہے یعنی مومن کو لازم ہے کہ مصیبت سے نہ گھبرائے اس کو اللہ کا احسان سمجھے اور اپنے گناہوں کا کفارہ جانے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اس کو ہوا جھکاتی ہے کبھی اس کو گراتی ہے اور کبھی اٹھاتی ہے اور شاید یہ بسبب اختلاف ہوا کے ہے اگر ہوا سخت ہو تو اس کو ہلاتی ہے سو وہ دائیں بائیں جھکتا ہے یہاں تک کہ گرنے کے قریب ہوتا ہے اور اگر ہوا کم ہو تو اس کو کھڑا کرتی ہے، کہا مہلب نے معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جب مومن پر اللہ کا حکم آئے یعنی کوئی مصیبت تو اس کے واسطے فرمانبردار ہوتا ہے سو اگر واقع ہو واسطے اس کے خیر تو خوش ہوتا ہے ساتھ اس کے اور شکر کرتا ہے اور اگر واقع ہو واسطے اس کے کوئی بلا تو صبر کرتا ہے اور اس میں نیکی کی امید رکھتا ہے پھر جب اس سے دور ہوتی ہے تو برابر ہو جاتا ہے شکر کرنے والا اور بہر حال کافر سو نہیں آزماتا ہے اس کو اللہ بلکہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے آسانی دنیا میں تاکہ مشکل ہو اس پر حال آخرت میں یہاں تک کہ جب ارادہ کرتا ہے اللہ اس کے ہلاک کرنے کا تو اس کو توڑ ڈالتا ہے سو ہوتی ہے موت اس کی اس پر عذاب سخت اور زیادہ رنج بیچ نکلنے جان اس کی کے اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ مومن قبول کرتا ہے بیماریوں کو جو واقع ہونے والی ہیں اس پر اس کے واسطے ضعیف ہونے حصے اس کے کی دنیا میں سو وہ مانند تازہ کھیتی کے ہے سخت جھکنے والا ہے واسطے ضعیف ہونے بالی اس کے کی اور کافر اس کے برخلاف ہے اور یہ غالب ہے دونوں کے حال سے اور یہ جو کہا اور کہا زکریا نے حدیث بیان کی مجھ سے سعد نے تو مراد یہ ہے کہ یہ روایت سفیان کی مخالف ہے دو وجہوں سے ایک یہ کہ ابن کعب کا نام مبہم ہے دوسری تصریح کرنا اس کا ساتھ تحدیث کے۔ (فتح)

٥٢١٢ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيْحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ.

٥٢١٢ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی مثل کھیتی کے سبزہ کی مثل ہے کہ جب اس کو ہوا آتی ہے تو اس کو جھکا دیتی ہے اور جب ہوا تھم جاتی ہے تو سبزہ کھڑا ہو جاتا ہے اسی طرح مسلمان جھکتا ہے بلا سے اور گنہگار صنوبر کی مثل ہے نہایت سخت سیدھا یہاں تک کہ اللہ اس کو توڑتا ہے جب چاہتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں کافر کا لفظ آیا ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد ساتھ منافق کے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نفاق کفر کا ہے اور مراد ساتھ توڑنے کے نکلنا روح کا ہے بدن سے ۔ (فتح)

۵۲۱۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ.

۵۲۱۳ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی تا کہ اس کو اس پر ثواب دے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ متوجہ کرتا ہے اس کی طرف بلا کو اس کے پہنچتے ہی اور ان حدیثوں میں بشارت عظیم ہے واسطے ہر ایمان دار کے اس واسطے کہ آدمی اکثر اوقات نہیں جدا ہوتا ہے رنج سے بسبب بیماری کے یا غم کے یا مانند اس کے اس چیز سے کہ مذکور ہوئی اور یہ کہ بیماریاں اور درد اور رنج بدن کے ہوں یا دل کے اتار ڈالتے ہیں گناہ اس شخص کے جس کے واسطے واقع ہوں اور آئندہ باب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث آئے گی کہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ اس کو ایذا پہنچے مگر کہ اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں یعنی خواہ کبیرے ہوں یا صغیرے لیکن جمہور نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ صغیرے گناہوں کے واسطے اس حدیث کے کہ گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے اول نماز میں کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان کے گناہوں کا اتار ہیں جب کہ کبیرے گناہوں سے بچے سو حمل کیا ہے انہوں نے مطلق حدیثوں کو جو وارد ہیں تکفیر میں اس مقید پر اور احتمال ہے کہ ہوں معنی حدیثوں کے جن کا ظاہر تعمیم ہے کہ مذکورہ چیزیں لائق ہیں واسطے کفارہ ہونے گناہوں کے سو اتارتا ہے اللہ بسبب ان کے جو چاہتا ہے گناہوں سے اور ہوگا بہت ہونا کفارہ کا اور کم ہونا باعتبار شدت بیماری کے اور خفت اس کی کے یہ مراد ساتھ کفارہ ہونے گناہوں کے ڈھانکنا ان کا ہے اور مٹانا اثر ان کے کا جو مرتب ہوتا ہے اوپر اس کے استحقاق عذاب سے اور البتہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مجرد حصول بیماری کا یا غیر اس کے کا اس چیز سے کہ مذکور ہوئی مرتب ہوتا ہے اس پر کفارہ مذکور برابر ہے کہ جوڑا جائے ساتھ اس کے صبر مصیبت زدہ کا یا نہیں اور انکار کیا ہے اس سے قوم نے مانند قرطبی کی سو کہا اس نے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ مصیبت والا صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور جس حدیث میں صبر کے ساتھ قید آئی ہے وہ یا تو ضعیف ہیں اور یا قوی لیکن وہ مقید ہیں ساتھ ثواب مخصوص کے سو اعتبار صبر کا ان میں صرف واسطے حاصل کرنے ثواب مخصوص کے ہے مثل اس چیز کی کہ آئے گی

اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو طاعون اس شہر میں جس میں وہ ہو سو اس نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی تو اسی کے واسطے شہید کا اجر ہے اور مثل اس حدیث کے کہ جب اللہ کسی بندے کے واسطے تقدیر میں کوئی مرتبہ لکھ چکا ہو اور وہ اس درجے کو عمل کے ساتھ نہ پہنچے تو اللہ اسی کو اس کے بدن یا اولاد یا مال میں مبتلا کرتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اس مرتبے کو پہنچے اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے تصریح آئی ہے ساتھ اس کے کہ ثواب نہیں حاصل ہوتا ہے ساتھ حصول مجرد مصیبت کے بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے کفارہ گناہوں کا فقط، میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مصیبت جب قرین ہو اس کے صبر تو حاصل ہوتا ہے کفارہ گناہوں کا اور بلند ہونا درجوں کا بنا بر اس کے کہ پہلے گزر چکی ہے تفصیل اس کی اور اگر صبر حاصل ہو تو نظر کی جائے اگر نہ حاصل ہو رنج سے وہ چیز کہ مذموم ہے قول سے یا فعل سے تو فضل فراخ ہے لیکن یہ درجہ کم ہے صابر کے درجے سے جو سابق ہے اور اگر حاصل ہو جزع تو ہوتا ہے یہ سبب واسطے کم ہونے اجر کے کہ وعدہ دیا گیا ہے ساتھ اس کے یا کفارہ ہونا سو کبھی برابر ہوتی ہے یا کبھی ایک دوسرے پر زیادہ ہوتا ہے سو بقدر اس کے حکم کیا جاتا ہے واسطے ایک کے دوسرے پر۔ (فتح)

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ.

باب ہے بیچ بیان شدت بیماری کے۔

فائدہ: یعنی اور بیان اس چیز کے کہ اس میں فضیلت ہے۔

٥٢١٤ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ ح حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ بیماری اس پر زیادہ تر سخت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥٢١٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا وَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قُلْتُ إِنَّ ذَالِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ مَا مِنْ

۵۲۱۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیماری میں آیا اور حالانکہ آپ کو بخار کی نہایت شدت اور سخت بے تابی تھی اور میں نے کہا کہ آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے، میں نے کہا یہ اس سبب سے ہے کہ آپ کو دوہرا اجر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچے یعنی بیماری سے یا بیماری کے سوا کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ

مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ.

سب لوگوں سے زیادہ تر سخت بلا اور مصیبت میں پیغمبر لوگ ہیں پھر وہ شخص جو افضل ہے پھر وہ شخص جو افضل ہے جو اول ہے فضیلت میں پھر وہ جو جو اول ہے فضیلت میں۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے روایت کیا ہے اس کو دارمی وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا یا حضرت! کون ہے سب لوگوں سے سخت تر بلا میں؟ فرمایا پیغمبر لوگ پھر وہ شخص جو افضل ہے پھر وہ جو افضل ہے مبتلا ہوتا ہے مرد موافق اپنے دین کے، الحدیث اور اس میں ہے یہاں تک کہ چلتا ہے زمین پر اور حالانکہ نہیں باقی رہتا ہے اس پر کوئی گناہ اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت بلا میں پیغمبر لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے۔

٥٢١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

٥٢١٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی سخت شدت تھی تو میں نے کہا یا حضرت! بے شک آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے؟ فرمایا کہ ہاں! مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے میں نے کہا یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ اسی طرح ہے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی تکلیف پہنچے کانٹا اور جو اس سے اوپر ہے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اتار ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

فائدہ: ذلک اشارہ ہے طرف دوگنا ہونے ثواب کے کی ساتھ شدت بخار کے اور پہچانا گیا ساتھ اس کے کہ پہلی روایت میں حذف ہے پہچانا جاتا ہے اس روایت سے اور وہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے

جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے اور حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ثابت کیا کہ بیماری جب سخت ہو تو دونا ہوتا ہے ثواب پھر زیادہ کیا اس پر اس کے بعد کہ مضاعفت منتہی ہوتی ہے اس کی طرف کہ سب گناہوں کو جھاڑ ڈالتی ہے یا معنی یہ ہیں فرمایا کہ ہاں بیماری کی درجوں کو بلند کرتی ہے اور گناہوں کو بھی جھاڑ ڈالتی ہے یہاں تک کہ نہیں باقی رہتی اس سے کوئی چیز اور اشارہ کرتی ہے اس کی طرف حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو میں نے ذکر کیا کہ یہاں تک کہ چلتا ہے زمین پر اور نہیں ہوتا ہے اس پر کوئی گناہ اور مثل اس کے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تا کہ ہمیشہ رہتی ہے بلا ساتھ مومن کے یہاں تک کہ ملتا ہے اللہ سے اور حالانکہ نہیں ہوتا ہے اس پر کوئی گناہ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ کو کوئی بیماری بخار سے زیادہ تر پیاری نہیں کہ وہ آدمی کے ہر جوڑ میں داخل ہوتی ہے اور اللہ اس کے ہر جوڑ کے بدلے ثواب دیتا ہے اور وجہ دلالت حدیث باب کی ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ پیغمبروں کو حضرت ﷺ پر قیاس کیا اور ولیوں کو ان کے ساتھ ملحق کیا واسطے قریب ہونے ان کے کی ان سے اگرچہ ان کا درجہ ان سے کم ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ بلا نعمت کے مقابلے میں ہے جو جس پر اللہ کی نعمت زیادہ ہو اس کی بلا بھی سخت تر ہوتی ہے اور اسی واسطے دونی کی گئی حد آزاد کی غلام پر اور حضرت ﷺ کی بیویوں کو کہا گیا کہ جو تم میں سے لائے بے حیائی ظاہر کو اس کو دونا عذاب ہے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ قوی اٹھاتا ہے جو اٹھایا جائے اور کمزور نرمی کی جائے ساتھ اس کے مگر یہ کہ جب معرفت قوی ہوتی ہے تو آسان ہوتی ہے اس پر بلا اور ان میں سے بعض آدمی بلا کے اجر کی طرف دیکھتا ہے سو آسان ہوتی ہے اس پر بلا اور اعلیٰ درجہ اس سے وہ شخص ہے جو دیکھے کہ یہ تصرف مالک کا ہے اپنے ملک میں سو تفویض کرتا ہے اور نہیں اعتراض کرتا اور زیادہ تر بلند درجہ اس سے وہ شخص ہے کہ باز رکھے اس کو محبت طلب دفع بلا سے اور سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے کہ لذت پائے ساتھ اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ. باب ہے بیچ واجب ہونے بیمار پرسی کے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے ساتھ واجب ہونے کے بنا بر ظاہر امر کے ساتھ بیمار پرسی کے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ حق مسلمان کے مسلمان پر پانچ ہیں پس ذکر کیا اس میں سے بیمار پرسی کو اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ واجب ہیں واسطے مسلمان کے مسلمان پر سو ذکر کیا ان میں بیمار پرسی کو کہا ابن بطال نے کہ احتمال ہے کہ ہو امر اوپر وجوب کے ساتھ معنی کفایت کے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا اور قیدی کو چھوڑانا اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ندب کے واسطے رغبت دلانے کے اوپر تو اصل اور الفت کے اور جزم کیا ہے داؤدی نے ساتھ پہلی کے سو کہا کہ وہ فرض ہے بعض آدمی اس کو بعض سے اٹھا سکتے ہیں اور کہا جمہور نے کہ وہ اصل میں ندب کے واسطے ہے اور کبھی پہنچتا ہے طرف وجوب کی بیچ حق بعض کے اور کہا طبرانی نے کہ مؤکد ہوتا ہے اس کے حق میں جس کی برکت کی امید ہو اور سنت ہے اس کے حق میں جس کے حال کی رعایت ہو اور مباح ہے اس شخص کے حق میں جو

سوائے اس کے ہے اور کافر کی بیمار پرسی میں اختلاف ہے اور نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع اوپر نہ واجب ہونے کے یعنی فرض عین نہیں۔ (فتح)

۵۲۱۷ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ.

۵۲۱۷۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی اور چھوڑاؤ قیدی کو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ خبر پوچھو بیمار کی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس کے اوپر مشروع ہونے بیمار پرسی ہر بیمار کے اور لیا جاتا ہے نیز اطلاق اس کے سے نہ قید کرنا عیادت کا ساتھ کسی زمانے کے کہ گزرے ابتدا بیماری اس کی سے اور یہ قول جمہور کا ہے اور جزم کیا ہے غزالی نے احیاء میں کہ بیماری کی خبر نہ پوچھی جائے مگر بعد تین دن کے اور سند پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث کے اور وہ حدیث نہایت ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے کہ وہ حدیث باطل ہے اور ملحق ہے ساتھ عیادت بیمار کے اس کی خبر گیری کرنا اور اس کے حال کا دریافت کرنا اور حدیث کی اطلاق میں ہے کہ بیمار کی خبر پوچھنی نہیں مقید ہے ساتھ وقت کے سوائے وقت کے لیکن جاری ہوئی ہے عادت ساتھ اس کے دن کے دو طرفوں میں اور بیمار کی خبر پوچھنے کا ادب یہ ہے کہ اس کے پاس بہت دیر نہ بیٹھے تا کہ بیمار تنگ نہ ہو یا اس کے گھر والوں پر دشوار ہو اور اگر ضرورت ہو تو جائز ہے اور بیمار کی خبر عافیت کے پوچھنے کی فضیلت میں بہت حدیثیں آ چکی ہیں کھری سو مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جب اپنے بھائی مسلمان کی بیماری کو پوچھتا ہے تو ہمیشہ ہوتا ہے بہشت کے میوے میں تشبیہ دی اس چیز کو کہ گھیرتا ہے اس کو بیمار پرسی کرنے والا ثواب سے ساتھ اس چیز کے کہ گھیرتا ہے اس کو میوہ چننے والا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے راہ ہے یعنی بیمار کی خبر پوچھنے چلتا ہے اس راہ میں کہ پہنچاتی ہے بہشت کی طرف اور پہلی تفسیر اولیٰ ہے۔ (فتح)

۵۲۱۸ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ

۵۲۱۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا اور منع کیا سات چیزوں سے ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم اور دیبا اور استبرق کے پہننے سے اور قسی اور میثرہ سے اور ہم کو حکم کیا جنازے کے ساتھ جانے کا اور بیمار کی خبر پوچھنے کا اور سلام کے پھیلانے کا۔

وَالدِّيبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَتَّبِعَ الْجَنَائِزَ وَنَعُوْدَ الْمَرِيْضَ وَنُفْشِيَ السَّلَامَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ.

باب ہے بیچ بیان خبر پوچھنے اس شخص کے کہ بیہوشی ڈالی گئی اوپر اس کے۔

فائدہ: یعنی وہ شخص ہے کہ پہنچی اس کو غشی کہ بیکار ہو ساتھ اس کے حسی قوت اس کی واسطے ضعیف ہونے دل کے اور جمع ہونے روح کے طرف اس کی کہا ابن منیر نے کہ فائدہ ترجمہ کا یہ ہے کہ نہ اعتقاد کرے کہ بیہوش کی بیمار پرسی ساقط ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا ہے اپنے خبر پوچھنے والے کو لیکن نہیں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ساتھ اس کے کہ دونوں نے جانا کہ وہ بیہوشی میں ہے اس کی بیمار پرسی سے پہلے سو شاید ان کے حاضر ہونے کے وقت اس کو بیہوشی ہوئی ہوگی بلکہ ظاہر سیاق سے واقع ہونا اس کا ہے وقت آنے ان کے کی اور پہلے داخل ہونے دونوں کے سے اوپر اس کے اور مجرد جاننا بیمار کا اپنی خبر پوچھنے والے کو نہیں موقوف ہے مشروع ہونا بیمار پرسی کا اوپر اس کے اس واسطے کہ سوائے اس کے جبر کرنا ہے اس کے گھر والوں کی خاطر کا اور وہ چیز ہے کہ امید رکھی جاتی ہے برکت دعاء پرسی کرنے والے کے سے اور رکھنے ہاتھ اس کے سے بیمار پر اور ہاتھ پھیرنے سے اس کے بدن پر اور دم کرنے سے اوپر اس کے وقت تعویذ کے اور سوائے اس کے وقد تقدم شرح الحديث في الطهارة والتفسير۔ (فتح)

٥٢١٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِيْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى

٥٢١٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے پیادہ چلتے سو انہوں نے مجھ کو بیہوش پایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھ کو ہوش آئی سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح کروں، اپنے مال میں کیا حکم کروں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِيْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْئَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ.

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ.

باب ہے بیچ فضیلت اس شخص کے کہ اس کو مرگی کی بیماری ہو ہوا سے۔

فائدہ: بند ہونا ہوا کا کبھی ہوتا ہے سبب واسطے مرگی کے اور یہ علت ہے کہ منع کرتی ہے اعضائے رئیسہ کو اثر قبول کرنے سے منع کرنا غیر تام اور سبب اس کا ہوا غلیظ ہے کہ بند ہوتی ہے دماغ کے راہوں میں یا بخار روی ہے کہ چڑھتا ہے اس کے بعض اعضاء سے اور کبھی اس کے بعد اعضاء میں تشنج ہو جاتا ہے سو نہیں باقی رہتا ہے آدمی ساتھ اس کے سیدھا بلکہ گر پڑتا ہے اور منہ سے جھاگ ڈالتا ہے واسطے غلیظ ہونے رطوبت کے اور کبھی ہوتی ہے مرگی جن سے اور نہیں واقع ہوتی ہے مگر نفوس خبیثہ سے ان میں سے یا واسطے خوبصورت جاننے بعض صورتوں انسانی کے اور یا واسطے ایذا دینے اس کی کے اور اول قسم کو سب طبیب لوگ ثابت کرتے ہیں اور اس کے علاج کو ذکر کرتے ہیں اور دوسری قسم سے اکثر انکار کرتے ہیں اور نہیں پہچانتے ہیں واسطے ان کے کوئی علاج مگر ساتھ مقابلہ کرنے ارواح خیرہ علویہ کے تاکہ دفع ہو اثر ارواح شریرہ سفلیہ کا اور باطل کرے ان کے فعل کو۔ (فتح)

۵۲۲۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيْكَ امْرَأَةً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ أُصْرَعُ وَإِنِّيْ أَتَكَشَّفُ

۵۲۲۰۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو ایک عورت بہشتیوں سے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں! کہا کہ یہ کالی عورت ہے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو کہا کہ میں مرگی سے بیہوش ہو کر گر پڑتی ہوں اور میرا بدن کھل جاتا ہے سو میرے واسطے اللہ سے دعا کیجیے کہ میرا بدن نہ کھلے یعنی وہ ڈری کہ اس کی شرم گاہ

الْمَرْأَةُ السَّوْدَآءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ أُصْرَعُ وَإِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ قَالَ إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُّعَافِيَكِ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ أَنْ لَّا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّهُ رَاٰى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةً طَوِيْلَةً سَوْدَآءَ عَلٰى سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

ظاہر ہو بے خبر، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو صبر کر اور تجھ کو بہشت ملے گی اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں کہ تجھ کو اچھا کر دے، اس نے کہا کہ میں صبر کرتی ہوں سو اس نے کہا کہ میرا بدن کھل جاتا ہے سو اللہ سے دعا کیجیے کہ میرا بدن نہ کھلے حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی۔ حدیث بیان کی ہم سے محمد نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مخلد نے ابن جریج سے خبر دی مجھ کو عطاء نے کہ اس نے دیکھا ام زفر اس عورت لمبی کالی کو کعبے کے پردے پر۔

فائدہ: یعنی بیٹھنے والی اوپر اس کے تکیہ کر کے اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے کہ میں ڈرتی ہوں خبیث جن سے کہ مجھ کو ننگا کر ڈالے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو ڈرے تو کعبے کے غلاف کو آ پکڑا کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مجنون لوگ لائے جاتے تھے سو حضرت ﷺ جس کے سینے میں ہاتھ مارتے اچھا ہو جاتا سو ایک عورت آپ کے پاس لائی گئی حضرت ﷺ نے اس کے سینے میں ہاتھ مارا وہ اچھی نہ ہوئی ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اس عورت کو جن کی مرگی تھی اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے اس شخص کے جس کو مرگی ہو اور یہ کہ دنیا کی مصیبتوں پر صبر کا کرنا بہشت کا وارث کرتا ہے اور یہ کہ شدت کو لینا افضل ہے رخصت کے لینے سے واسطے اس شخص کے جو اپنی جان سے اس کی طاقت جانے اور نہ ضعیف ہو التزام شدت سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے نہ دوا کرنا اور یہ کہ دوا سب بیماریوں کے ساتھ دعا اور التجاء الی اللہ کے زیادہ مفید اور نافع ہے علاج کرنے سے ساتھ طبی دوائی کے اور یہ کہ اس کی تاثیر اور اثر قبول کرنا بدن کا اس سے اعظم ہے بدنی دواؤں کی تاثیر سے لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفع پاتا ہے دو امروں سے ایک بیمار کی طرف سے اور وہ صدق قصد کا ہے دوسرا دور کرنے والے کی طرف سے اور وہ قوت اس کی توجہ کی ہے اور قوت اس کے دل کی ساتھ تقویٰ اور توکل کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ. فضیلت اس شخص کی جس کی آنکھ جاتی رہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو بزار نے کہ جو مبتلا ہو اپنی آنکھ سے پھر صبر کرے مرنے تک تو ملتا ہے اللہ سے اس حال میں کہ اس پر کوئی حساب نہیں ہوتا۔ (فتح)

۵۲۲۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

۵۲۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُوْ ظِلَالِ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب میں نے اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں میں مبتلا کیا یعنی اس کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں پھر اس نے صبر کیا تو میں اس کو اس کے عوض میں بہشت دوں گا۔

فائدہ: پیاری اس واسطے کہا کہ وہ پیاری ہیں آدمی کو سب اعضاء سے کہ حاصل ہوتا ہے اس کو ان کے نہ ہونے سے افسوس اور پر فوت ہونے اس بات کے کہ نہیں دیکھ سکتا اس چیز کو جس کو دیکھنا چاہے خیر سے کہ اس کے ساتھ خوش ہو یا بدی سے کہ اس سے بچے اور ترمذی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ثواب چاہے اور مراد یہ ہے کہ صبر کرے حاضر جاننے والا اس چیز کو کہ وعدہ کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے صابر کو ثواب سے یعنی اس کے دل میں ثواب کی نیت ہو نہ یہ کہ صبر کرے مجرد اس سے کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دنیا میں مبتلا کرتا ہے تو یہ اس کے غضب کے سبب سے نہیں ہے بلکہ یا تو واسطے دفع تکلیف کے ہے اور یا واسطے کفارے گناہوں کے اور یا واسطے بلند کرنے درجوں کے سو جب قبول کرے اس کو ساتھ رضا کے یعنی مصیبت پر راضی ہو تو پوری ہوتی ہے مراد نہیں تو ہوتا ہے جیسا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ اگر ایمان دار بیمار ہو تو اللہ اس کو اس کے واسطے کفارہ ٹھہراتا ہے اور گنہگار بیمار مانند اونٹ کی ہے کہ اس کے مالک نے اس کو باندھا پھر اس کو چھوڑ دیا سو وہ نہیں جانتا کہ کیوں باندھا اور کیوں چھوڑا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو اس کے عوض بہشت دوں تو یہ بڑا عوض ہے اس واسطے کہ لذت اٹھانا ساتھ آنکھوں کے فنا ہوتی ہے ساتھ فانی ہونے دنیا کے اور لذت اٹھانا ساتھ بہشت کے باقی ہے ساتھ باقی رہنے اس کے اور یہ شامل ہے واسطے ہر شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے ساتھ شرط مذکور کے اور ایک حدیث میں اور قید ہے کہ صبر نافع وہ ہے جو بلا دافع ہونے کے اول میں ہو سو تفویض کرے اور اللہ کی سپرد کرے اور ایک روایت میں یہ شرط زیادہ ہے کہ جب میری تعریف کرے اوپر ان کے اور جب ہوا ثواب اس شخص کا کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بہشت تو جس کے واسطے اور عمل صالحہ میں اس کا درجہ بلند ہوگا۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَآءِ الرِّجَالَ. عورتوں کو مردوں کی بیماری کی خبر پوچھنی جائز ہے یعنی اگرچہ بیگانے مرد ہوں ساتھ شرط معتبر کے۔

وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَآءِ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ.

یعنی ام درداء رضی اللہ عنہا نے مسجد والوں سے ایک انصاری مرد کی بیماری کی خبر پوچھی۔

۵۲۲۲ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

۵۲۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو سخت بخار ہوا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں ان دونوں پر داخل ہوئی سو میں نے کہا اے باپ! تو اپنے آپ کو کس طرح پاتا ہے؟ یعنی تو اپنا حال کیسا جانتا ہے؟ اور اے بلال! تو اپنے آپ کو کس طرح پاتا ہے؟ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار چڑھتا تو کہتے ہر آدمی کو کہا جاتا ہے کہ چین کر صبح کو اپنے گھر والوں میں اور موت قریب ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب بخار اس سے دور ہوتا تو کہتا خبردار ہو کاش مجھ کو علم ہوتا کہ کیا میں رات کاٹوں نالے میں یعنی کے میں اور حالانکہ میرے گرد اذخر اور جلیل ہو کہ نام ہے دو گھاسوں کا کے میں ہوتی ہیں اور کیا میں وارد ہوں ایک دن مجنہ (ایک جگہ ہے قریب کے کے) کے پانیوں پر اور کیا ظاہر ہو واسطے میرے شامہ اور طفیل کہ دو پہاڑ ہیں کے میں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی سو کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسے ہم کو کے سے محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ الٰہی! اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب وہوا کو درست کر دے اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سو ڈال دے جحفہ میں۔

فائدہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے میں جانے کے اشتیاق یہ شعر پڑھتے تھے اور بعض نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شعر کے یہ معنی کیے ہیں کہ ہر شخص موت پہنچایا گیا ہے صبح کو اس حال میں کہ اپنے گھر والوں میں ہے اور موت قریب تر ہے اس

کے جوتے کے تسمے سے اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر کہ یہ واقعہ پردہ اترنے سے پہلے کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ نہیں ضرر کرتا ترجمہ کو کہ جائز ہے عورت کو بیمار پرسی کرنا مرد کی ساتھ شرط پردے کے اور جو جمع کرتا ہے دونوں امروں کو پردے سے پہلے کو اور پیچھے کو امن ہونا ہے فتنے سے۔ (فتح) وقد تقدم شرح الحديث مسوفى فى الهجرة.

بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی لڑکوں کے۔

٥٢٢٣ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ ابْنَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ تَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِيْ قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَحْتَسِبْ وَلْتَصْبِرْ فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِيْ حَجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَآءَ.

۵۲۲۳۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور سعد رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا گمان کرتی تھیں کہ میری بیٹی قریب المرگ ہے سو آپ ہمارے پاس تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کہلا بھیجا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ ضرور تشریف لائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہوئے سو لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں اٹھایا گیا اور اس کی روح حرکت کرتی تھی یعنی جان کنی کی حالت میں تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ کیا ہے یا حضرت یہ یعنی مردے پر رونے سے آپ نے منع فرمایا ہے پھر خود کیوں روتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے کہ رکھا ہے اس کو اللہ نے جس کے دل میں چاہا اپنے بندوں سے اور نہیں رحم کرتا اللہ اپنے بندوں سے مگر رحم کرنے والوں کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ عِيَادَةِ الْأَعْرَابِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی گنواروں کے، یعنی جنگلیوں کے۔

٥٢٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۵۲۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ أَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

حضرت ﷺ ایک گنوار پر داخل ہوئے اس کی بیمار پرسی کو اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی بیمار کی خبر پوچھنے کو جاتے تو فرماتے کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والے ہے اگر اللہ نے چاہا اس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جوش مارتا ہے بہت بوڑھے پر کہ اس کو قبریں زیارت کرواتی ہیں یعنی قبروں نے اس کو اپنی زیارت کروانے پر مجبور کیا ہے اور باعث ہوئی ہیں اس کو اپنی زیارت پر بغیر اختیار اس کے یعنی مرنے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا سو ہاں اس وقت یعنی جب تو نے نہیں مانا تو ہاں یعنی ہوگا جیسے تو نے گمان کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کچھ حرج نہیں یعنی بیماری پاک کرنے والی ہے گناہوں سے سو اگر حاصل ہو عافیت تو دونوں فائدے حاصل ہوئے نہیں تو حاصل ہوا نفع کفارے کا اور طہور خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی وہ پاک کرنے والی ہے تجھ کو گناہوں سے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ لفظ طہور کا ساتھ معنی طاہر کے یعنی فقط پاک کے معنی کے ساتھ نہیں بلکہ ساتھ معنی پاک کرنے والے کے ہے اور قول حضرت ﷺ کا انشاء اللہ دلالت کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا طہور دعا ہے نہ خبر اور یہ جو فرمایا نعم تو احتمال ہے کہ ہو یہ بد دعا اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ ہو خبر اس کے انجام کار سے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا ہو کہ وہ اس بیماری سے مر جائے گا سو اس کے واسطے دعا کی کہ بخار اس کے واسطے گناہوں سے پاک کرنے والا ہو اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو معلوم کروایا گیا ہو جب کہ گنوار نے آپ کو جواب دیا، کہا مہلب نے کہ فائدہ اس حدیث کا یہ ہے کہ نہیں نقص ہے امام پر بیچ بیمار پرسی بیمار کی اپنی رعیت سے اگرچہ ہو گنوار جفا کار اور نہ عالم پر جاہل کی بیمار پرسی سے تا کہ اس کو معلوم کروا دے اور نصیحت کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو فائدہ دے اور حکم کرے اس کو ساتھ صبر کرنے کے تا کہ اللہ کی تقدیر سے غصے نہ ہو سو اللہ اس پر غصے ہو اور تسلی دی اس کو اس کی بیماری سے بلکہ رشک دی اس کو اس کی بیماری سے اس کے غیر کی طرف جبر کرنے خاطر اس کی سے اور اس کے گھر والوں کی سے اور یہ کہ لائق ہے بیمار کو کہ نصیحت کو قبول کرے اس کو خوب جواب دے۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ.

مشرک کی بیماری کی خبر پوچھنے کا بیان۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے بیمار پرسی اس کی جب کہ اس کے مسلمان ہونے کا امید وار ہو اور اگر یہ امید نہ ہو تو نہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے مقاصد کے سو کبھی اس کی بیمار پرسی سے اور مصلحت ہوتی ہے کہا ماوردی نے کہ ذمی کی بیمار پرسی جائز ہے اور قربت موقوف ہے اوپر نوع حرمت کے کہ قرین ہو ساتھ اس کے جوار یا قرابت سے۔ (فتح)

٥٢٢٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ غُلَامًا لِيَهُوْدَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ أَسْلِمْ فَأَسْلَمَ. وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ لَمَّا حُضِرَ أَبُوْ طَالِبٍ جَآءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٢٢٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا سو وہ بیمار ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ہو جا سو وہ مسلمان ہو گیا اور کہا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے کہ جب ابو طالب کو موت حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَمَاعَةً.

جب بیمار کی خبر پوچھنے کو جائے اور نماز کا وقت آئے تو بیمار ان کو جماعت سے نماز پڑھائے یعنی جو لوگ اس کی خبر پوچھنے کو آئے ہوں۔

٥٢٢٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوْدُوْنَهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ اجْلِسُوْا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهٖ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِنْ صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

٥٢٢٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کو آئے آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو اسی واسطے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ کہا حمیدی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے کہا ابوعبداللہ

الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ مَا صَلّٰى صَلّٰى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ.

بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے آخری نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے امامت کے بابوں میں۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ. بیمار پر ہاتھ رکھنا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ بیمار پر ہاتھ رکھنے میں لگاؤ پیدا کرنا ہے واسطے اس کے اور پہچاننا ہے واسطے شدت بیماری کے تا کہ دعا کرے واسطے اس کے ساتھ عافیت کے بقدر اس کے کہ ظاہر ہو واسطے اس کے اور اکثر اوقات جھاڑ پھونک کرتا ہے اس کو اپنے ہاتھ سے اور ہاتھ پھیرتا ہے اس کے درد پر ساتھ اس چیز کے کہ نفع دے ساتھ اس کے بیمار کو جب کہ بیمار پرسی کرنے والا نیکوکار ہو۔ میں کہتا ہوں اور کبھی عائد ہوتا ہے عارف ساتھ علاج کے پس پہچانتا ہے علت کو سو بیان کرتا ہے واسطے اس کے جو مناسبت جانے۔ (فتح)

۵۲۲۷ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوًا شَدِيْدًا فَجَآءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّيْ أَتْرُكُ مَالًا وَإِنِّيْ لَمْ أَتْرُكْ إِلَّا ابْنَةً وَّاحِدَةً فَأُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ فَقَالَ لَا قُلْتُ فَأُوْصِيْ بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ فَأُوْصِيْ بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ عَلٰى وَجْهِيْ وَبَطْنِيْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهٗ هِجْرَتَهٗ فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهٗ عَلٰى كَبِدِيْ فِيْمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ.

۵۲۲۷۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کے میں سخت بیمار ہوا تو حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو آئے میں نے کہا یا حضرت! میں مال چھوڑتا اور نہیں چھوڑتا میں مگر صرف ایک بیٹی سو میں دو تہائی مال خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی رکھتا ہوں فرمایا کہ نہیں میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کرتا ہوں اور آدھا رکھتا ہوں فرمایا کہ نہیں میں نے کہا سو تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں اور دو تہائی لڑکی کے واسطے چھوڑتا ہوں فرمایا کہ ہاں تہائی مال خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھا پھر میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا کہ الٰہی! سعد رضی اللہ عنہ کو شفا دے اور ہجرت اس کی کو پورا کر سو میں ہمیشہ اس کی سردی کو اپنے جگر میں پاتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ میں بیٹی کے واسطے دو تہائی چھوڑتا ہوں تو کہا

داؤدی نے کہ شاید یہ حکم فرائض کے اترنے سے پہلے تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ کبھی ہوتا ہے بطور رد کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سعد رضی اللہ عنہ کے عصبے بھی تھے اور اس کی عورتیں تھیں سو متعین ہوگی تاویل اس کی اور ہوگا اس میں حذف تقدیر اس کی یہ ہے اور میں دو تہائی اسی کے واسطے اور اس کے سوائے اور وارثوں کے واسطے چھوڑتا ہوں اور خاص کیا اس کو ساتھ ذکر کے واسطے مقدم ہونے اس کے کی نزدیک اس کے اور یہ جو کہا کہ ایک بیٹی کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں یعنی اولاد سے اور نہیں مراد ہے ظاہر حصر کرنا۔ (فتح)

۵۲۲۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَمَسِسْتُهٗ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

۵۲۲۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی سخت شدت تھی سو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا سو میں نے کہا یا حضرت! بے شک آپ کو نہایت شدت ہوتی ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے میں نے کہا یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچے بیماری سے یا بیماری کے سوائے کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو یہ ہے جگہ ترجمہ کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی بیمار کی خبر پوچھنے کو جاتے تو اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھتے پھر کہتے بسم اللہ اور ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بیمار کی تمام بیمار پرسی یہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھے پھر اس سے پوچھے کہ کیا حال ہے؟۔ (فتح)

بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ وَمَا يُجِيْبُ.

بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے؟۔

۵۲۲۹ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ

۵۲۲۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ فَمَسِسْتُهٗ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ أَذًى إِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

حضرت ﷺ کے پاس آیا آپ کی بیماری میں سو میں نے آپ کو ہاتھ لگایا اور آپ کو بخار کی نہایت شدت تھی میں نے کہا کہ آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے اور یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے فرمایا کہ ہاں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچے مگر اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے کہ درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

۵۲۳۰ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ كَلَّا بَلْ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ كَيْمَا تُزِيْرَهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

۵۲۳۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک مرد کی بیمار پرسی کو گئے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اگر اللہ نے چاہا اس نے کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ جوش مارتا ہے بہت بوڑھے پر کہ زیارت کروا دیں اس سے قبریں حضرت ﷺ نے فرمایا پس ہاں اس وقت ہوگا جیسے تو نے گمان کیا۔

فائدہ: یہ حدیث قریب گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ لائق ہے کہنا اس کا نزدیک بیمار کے اور فائدہ اس کا اور روایت کی ہے ابن ماجہ اور ترمذی نے کہ جب تم کسی بیمار پر داخل ہو تو اس کو زندگی کی امید دلاؤ کہ یہ کسی چیز کو رد نہیں کرتا لیکن بیمار کے دل کو خوش کرتا ہے کہ اس میں تسلی ہے واسطے اس کے دل کے اور یہی ہیں معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے لا باس اور ابن ماجہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب تو کسی بیمار پر داخل ہو تو اس سے کہہ کہ تیرے واسطے دعا کرے اس واسطے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے برابر ہے یعنی قبول ہونے میں۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی بیمار کے سوار ہو کر اور پیادہ اور گدھے پر آگے، پیچھے، سوار ہو کر۔

۵۲۳۱ ۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

۵۲۳۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سوار ہوئے گدھے پر پالان پر فدک کی بنی ہوئی

أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَآئَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ أَنْفَهُ بِرِدَآئِهِ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَكَتُوْا فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ

چادر پر یعنی اول گدھے پر پالان ڈالا اور پالان کے اوپر چادر ڈالی پھر اس پر سوار ہوئے اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھایا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو جنگ بدر سے پہلے سو چلے یہاں تک کہ گزرے ایک مجلس میں جس میں عبداللہ بن اُبی منافق تھا اور یہ واقعہ عبداللہ بن اُبی کے مسلمان ہونے سے پہلے تھا یعنی باعتبار ظاہر کے کہ اس وقت ابھی ظاہر میں بھی مسلمان نہ ہوا تھا اور مجلس میں کئی قسم کے لوگ مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود ملے ہوئے بیٹھے تھے اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب سواری کی گرد نے مجلس کو ڈھانکا یعنی مجلس پر گرد پڑی تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانکی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور کھڑے ہوئے پھر اترے سو ان کو اللہ کی طرف بلایا اور ان پر قرآن پڑھا، تو عبداللہ بن اُبی نے آپ سے کہا اے مرد! نہیں کوئی چیز بہتر اس چیز سے کہ تو کہتا ہے اگر ہو حق سو ہم کو ہماری مجلس میں اس کے ساتھ تکلیف نہ دے اور اپنے گھر کی طرف پلٹ جا سو جو تیرے پاس آئے اس کو وعظ سنا یعنی ہم نہیں سنتے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں! یا حضرت! ہم کو ہماری مجلس میں اس کے ساتھ ڈھانکیے یعنی آپ جب چاہیں تشریف لائیں اور جو چاہیں ارشاد کیجیے اگر چہ یہ نہیں سنتا ہم تو سنتے ہیں بے شک ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہود نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں یہاں تک کہ قریب تھے کہ ایک دوسرے پر اٹھ پڑیں یعنی ہاتھ چلائیں سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کرتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چوپائے پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ فَلَمَّا رَدَّ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ.

پر داخل ہوئے سو اس سے کہا اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو عبداللہ بن اُبی نے کہا؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! معاف کیجیے اور درگزر کیجیے، سو البتہ اللہ نے آپ کو دیا جو دیا یعنی دین حق اور البتہ اس گاؤں کے لوگ جمع ہوئے تھے کہ اس کو تاج پہنا دیں اور سردار بنا دیں سو جب رد ہوا یہ بسبب دین حق کے جو اللہ نے آپ کو دیا تو اس سے غمناک ہوا اور اس کو حسد ہوا سو اسی حق نے یعنی خود آپ کو ملا لیا ساتھ اس کے جو آپ نے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آل عمران کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۵۲۳۲ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَّلَا بِرْذَوْنٍ.

۵۲۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو آئے نہ خچر پر سوار تھے نہ گھوڑے پر۔

فائدہ: اور مطابقت دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ إِنِّيْ وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاهُ أَوِ اشْتَدَّ بِيَ الْوَجَعُ.

باب ہے بیچ قول بیمار کے کہ میں بیمار ہوں یا ہائے میرا سر یا مجھ کو سخت درد ہے یعنی بیمار کو یہ کہنا جائز ہے اور یہ بے صبری میں داخل نہیں۔

وَقَوْلِ أَيُّوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾.

اور ایوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو ضرر پہنچا اور تو زیادہ رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں بیمار ہوں تو ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب مفرد میں اور وارد کی ہے حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی کہ اس نے کہا کہ میں بیمار ہوں اور صریح تر اس سے وہ حدیث ہے جو روایت کی ہے طبرانی نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا اس بیماری میں جس میں ان کا انتقال ہوا سو میں نے کہا کہ کیا حال ہے کہ میں بیمار ہوں اور لیکن اس کا وا راساہ سو صریح ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مذکور ہے باب میں اور لیکن قول اس کا کہ مجھ کو سخت درد ہے تو یہ سعد کی حدیث میں ہے جو باب کے اخیر میں ہے اور لیکن قول

ایوب علیہ السلام کا سو اعتراض کیا ہے اس پر ابن تین نے کہ یہ ترجمہ کے مناسب نہیں اس واسطے کہ ایوب علیہ السلام نے اس کو دعا کے واسطے کہا تھا یعنی اللہ کے آگے دعا کی تھی اور اس کو آدمیوں کے واسطے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں کہتا ہوں شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ مطلق گلہ کرنا بیماری کا منع ہے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے صوفیوں سے کہ دعا ساتھ کھولنے بلا کے قدح کرتی ہے رضا اور تسلیم میں سو تنبیہ کی اس پر کہ اللہ سے طلب کرنا منع نہیں ہے بلکہ اس میں زیادتی عبادت کی ہے واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکی ہے معصوم سے اور اللہ نے اس کے سبب سے اس کی ثناء کی اور باوجود اس کے ثابت کیا واسطے اس کے نام صبر کا اور البتہ روایت کی ہے ہم نے ایوب علیہ السلام کے قصے میں کہ جب ایوب علیہ السلام کی بلا دراز ہوئی تو قریب اور بعید نے اس کو ہٹایا سوائے دو مردوں کے اس کے بھائیوں سے سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ البتہ ایوب علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا ہے کہ دنیا جہان میں کسی نے نہیں کیا یہ خبر ایوب علیہ السلام کو پہنچی تو اس کے قول سے غمناک ہوا اور اپنے رب سے دعا کی اللہ نے اس کی بیماری دور کی اور ایک روایت میں ہے کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی کہ میں نہ سر اٹھاؤں گا یہاں تک کہ تو میری بیماری دور کرے اور سجدے میں پڑے سو نہ اٹھایا اپنے سر کو یہاں تک کہ اللہ نے ان کی بیماری دور کی سو شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جائز ہے وہ شکوہ جو ہو بطور طلب کے اللہ سے یا ساتھ غیر طریق ناراض ہونے کے ساتھ تقدیر کے اور فریاد کرنے کے ، واللہ اعلم۔ کہا قرطبی نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس باب میں اور تحقیق یہ ہے کہ مجرد شکوہ نہیں ہے مذموم یہاں تک کہ حاصل ہو غصہ واسطے تقدیر کے اور البتہ اتفاق ہے اس پر کہ مکروہ ہے واسطے بندے کے کہ اپنے رب کا شکوہ کرے اور شکوہ اس کا تو فقط ذکر کرنا اس کا ہے واسطے لوگوں کے بطور فریاد کے اور بہر حال اگر بیمار اپنے یار کو یا طبیب کو اپنے حال سے خبر دے تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔

٥٢٣٣ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ وَأَيُّوْبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِيْ بِالْفِدَآءِ.

٥٢٣٣۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں ہانڈی کے نیچے آگ جلاتا تھا سو فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مونڈنے والے کو بلایا اور سر کو منڈوایا پھر حکم کیا ساتھ بدلے کے۔

فائدہ: کیا تجھ کو ایذا دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے یہ جگہ ہے ترجمہ کی واسطے نسبت کرنے تکلیف کے طرف ہوام کی اور وہ اسم ہے واسطے حشرات کے اس واسطے کہ وہ قصد کرتے ہیں کہ چلیں اور جب سر کی طرف منسوب ہوں تو

خاص ہوتے ہیں ساتھ جوؤں کے۔

٥٢٣٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُوْ زَكَرِيَّاءَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

۵۲۳۴۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے میرا سر (اور احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک جنازے سے پھرے سو مجھ کو پایا کہ میرے سر میں درد تھا اور میں کہتی تھی ہائے میرا سر) سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مرگئی اور میں زندہ رہا تو میں تیرے واسطے بخشش مانگوں گا اور دعا کروں گا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہائے مصیبت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں آپ کو گمان کرتی ہوں کہ آپ میرے موت چاہتے ہو اور اگر میں مرگئی تو البتہ ہوں گے اپنے آخروں میں جماع کرنے والے ساتھ بعض بیوی اپنی کے حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ میں ہائے میرا سر (یعنی چھوڑ ذکر اس چیز کا کہ تو پاتی ہے اپنے سر کے درد سے اور مشغول ہو ساتھ میرے پھر حضرت ﷺ کو بیماری شروع ہوئی جس میں آپ کا انتقال ہوا) البتہ میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجوں اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کروں کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں پھر میں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوائے اللہ کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مسلمان بھی دفع کریں گے یا یوں کہا کہ دفع کرے گا اللہ اور نہ مانیں گے مسلمان۔

فائدہ: اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ پیدا ہوئی ہے اس پر عورت غیرت سے اور اس حدیث میں ہے کہ ذکر بیماری کا نہیں ہے شکایت سو بہت چپ رہنے والے ہیں اور حالانکہ وہ غصے ہیں اور بہت شکوہ کرنے والے ہیں اور حالانکہ وہ راضی ہیں پس اعتبار بیچ اس کے دل کے عمل پر ہے نہ زبان کے بول پر۔ (فتح)

٥٢٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ

۵۲۳۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ أَجَلْ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ أَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

حضرت ﷺ پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی بہت شدت تھی سو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا میں نے کہا کہ بے شک آپ کو بخار کی بہت شدت ہوتی ہے فرمایا کہ ہاں جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے کہا کہ آپ کو دوہرا اجر ہے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچی بیماری سے یا بیماری کے سوائے کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

٥٢٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِيْ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِيْ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ بِالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ.

٥٢٣٦۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے میری بیمار پرسی کو بیماری سے کہ مجھ کو اس کی شدت ہوئی بیچ زمانے حجۃ الوداع کے میں نے کہا کہ پہنچا مجھ کو وہ حال جو آپ دیکھتے ہیں یعنی میں سخت بیمار ہوں اور میں مال دار ہوں اور فقط ایک میری بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں کیا میں دو تہائی مال اللہ کی راہ میں خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا اللہ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض یہاں اس کی اس قول سے ہے کہ مجھ کو بیماری کی شدت ہوئی۔

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ قُوْمُوْا عَنِّيْ.

بیمار کا یہ کہنا کہ اٹھ جاؤ میرے پاس سے یعنی جب کہ

واقع ہو حاضرین سے نزدیک اس کے وہ چیز کہ اس کو
تقاضا کرے۔

۵۲۳۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

۵۲۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب موت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ہوئی اور گھر میں چند مرد تھے جن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں کہ اس تحریر کے بعد تم نہ بھٹکو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے سو گھر والوں نے یعنی جو اصحاب کہ اس وقت وہاں موجود تھے اختلاف اور جھگڑا کیا ان میں سے بعض کہتا تھا کہ کاغذ لاؤ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دیں تا کہ اس تحریر کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو اور ان میں سے بعض کہتا تھا جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سو جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شور اور جھگڑا بہت کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ، کہا عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بے شک مصیبت تھی کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کہ ان کے واسطے نوشتہ لکھیں ان کے جھگڑے اور غل کے سبب سے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے اس جگہ قوموا اور دوسری روایت میں قوموا عنی اور یہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے اور لیا

جاتا ہے اس حدیث سے کہ بیمار پرسی کا ادب یہ ہے کہ بہت دیر نہ بیٹھے بیمار پرسی کرنے والا نزدیک بیمار کے یہاں تک کہ وہ اس سے تنگ پڑے اور نہ کلام کرے نزدیک اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو ابھارے اور بیمار پرسی کے ادب دس چیزیں ہیں ان میں سے بیمار پرسی کے ساتھ خاص نہیں ہیں یہ کہ نہ سامنے ہو دروازے کے وقت اجازت مانگنے کے اور یہ کہ دروازے کو نرمی سے دستک دے اور یہ کہ نہ مبہم رکھے اپنے آپ کو جیسے کہے کہ میں ہوں اور یہ کہ نہ حاضر ہو ایسے وقت میں کہ بیمار پرسی کے لائق نہ ہو مانند وقت پینے بیمار کی کے دوا کو اور یہ کہ تھوڑا بیٹھے اور یہ کہ آنکھ کو پست رکھے اور سوال کم کرے اور یہ کہ ظاہر کرے نرمی کو اور یہ کہ خالص کرے دعا کو اور یہ کہ فراخی دے بیمار کو امید میں اور اشارہ کرے اس کی طرف ساتھ صبر کے اس واسطے کہ اس میں اجر بہت ہے اور ڈرائے اس کو جزع سے کہ اس میں گناہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيْضِ لِيُدْعٰى لَهٗ.

جو بیمار لڑکے کو لے جائے تا کہ اس کے واسطے دعا کی جائے۔

٥٢٣٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّآئِبَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْءِهٖ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

٥٢٣٨۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی سو کہا کہ یا حضرت! میرا بھانجا بیمار ہے سو حضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی پھر حضرت ﷺ نے وضو کیا سو میں نے آپ کے وضو کا بچا پانی پیا اور میں حضرت ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا سو میں نے حضرت ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی مانند انڈے کبوتر کی یا جانور کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ نبویہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّي الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ.

بیمار کو موت کی آرزو کرنا منع ہے۔

فائدہ: یعنی کیا مطلق منع ہے یا کسی حالت میں جائز ہے۔

٥٢٣٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٢٣٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے کسی رنج اور تکلیف سے جو اس کو پہنچے اور اگر ضرور آرزو کرنے والا ہو تو

لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي.

چاہیے کہ یوں کہے کہ الٰہی! زندہ رکھ مجھ کو جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجھ کو موت دے جب میرے حق میں موت بہتر ہو۔

فائدہ: کوئی تم میں سے موت کی آرزو نہ کیا کرے یہ خطاب واسطے اصحاب کے ہے اور مراد وہ ہیں اور جو ان کے بعد ہیں مسلمانوں سے عام طور سے اور یہ جو کہا کہ اس تکلیف سے جو اس کو پہنچے تو حمل کیا ہے اس کو ایک جماعت نے سلف سے ضرر دنیاوی پر اور اگر پائے ضرر اخروی بایں طور کہ ڈرے فتنے سے اپنے دین میں تو یہ نہی میں داخل نہیں ہے اور ممکن ہے کہ لیا جائے یہ ابن حبان کی روایت سے کہ تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے تکلیف کے سبب سے جو اس کو دنیا میں پہنچی علاوہ ازیں کلمہ فی کا اس حدیث میں سببیت کے واسطے ہے یعنی سبب کسی امر کے دنیا سے اور البتہ کیا ہے اس کو ایک جماعت نے اصحاب سے سو مؤطا میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا الٰہی! تو نے میری عمر بڑی کی اور میری قوت ضعیف کی اور میری رعیت کو کھنڈایا سو مجھ کو اپنی طرف قبض کر نہ ضائع کرنے والا اور نہ افراط کرنے والا اور صریح تر اس سے حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس میں ہے کہ جب تو کسی قوم کے ساتھ فتنے کا ارادہ کرے تو مجھ کو اپنی طرف موت دے اور حالانکہ میں غیر مفتون ہوں اور یہ جو کہا سو چاہیے کہ کہے الٰہی! زندہ رکھ مجھو الخ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ نہی موت کی آرزو کرنے سے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو اس صیغے پر اس واسطے کہ مطلق آرزو کرنے میں ایک قسم سے اعتراض ہے اور مقابلہ ہے واسطے قدر کے اور اس صورت مامور بھا میں ایک قسم کی تفویض ہے اور تسلیم ہے واسطے قضاء کے اور یہ جو کہا کہ اگر ہو تو اس میں وہ چیز ہے کہ پھیرتی ہے امر کو اس کی حقیقت سے وجوب سے یا استحباب سے اور دلالت کرتا ہے کہ وہ مطلق اجازت کے واسطے ہے اس واسطے کہ امر خطر کے بعد اپنی حقیقت پر نہیں رہتا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تفصیل شامل ہے ہر ضرر کو دینی ہو یا دنیاوی۔ (فتح)

٥٢٤٠ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابٍ نَعُودُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَإِنَّا أَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۵۲۴۰۔ حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اس کی بیمار پرسی کو اور البتہ اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ دیئے تھے سو کہا کہ ہمارے اگلے ساتھی گزرے اور دنیا نے ان کا کچھ نقصان نہ کیا یعنی آخرت کے ثواب سے ان کا کچھ کم نہ ہوا اس واسطے کہ دنیا کے ساتھ مشغول نہ ہوئے اور بے شک ہم نے پایا مال کو نہیں پاتے ہم واسطے اس کے کوئی جگہ سوائے مٹی کے یعنی سوائے خرچ کرنے کے عمارتوں میں

وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَآئِطًا لَّهٗ فَقَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهٗ إِلَّا فِيْ شَيْءٍ يَجْعَلُهٗ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ.

اور اگر حضرت ﷺ نے ہم کو موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو البتہ میں موت مانگتا پھر ہم دوسری بار اس کے پاس آئے اور حالانکہ وہ اپنا باغ بناتا تھا سو کہا کہ بے شک مسلمان کو ثواب ملتا ہے ہر چیز میں جس کو خرچ کرے مگر اس چیز میں کہ اس کو اس مٹی میں ڈالے یعنی عمارتوں میں خرچ کرے۔

فائدہ: دنیا نے ان کا کچھ نقصان نہ کیا یعنی نہ کم کیا ان کے ثواب کو یعنی نہ جلدی دیا گیا ان کو ثواب ان کا دنیا میں بلکہ باقی رہا واسطے ان کے پورا ثواب آخرت میں اور شاید مراد اس کی ساتھ اصحاب کے بعض اصحاب ہیں جو حضرت ﷺ کی زندگی میں مر گئے تھے اور لیکن حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہے سو ان کے واسطے فتوحات فراخ ہوئیں اور بہت مال غنیمت ہاتھ لگے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث دوسری کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی سو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ پر سو ہم میں سے بعض مر گیا اس نے اپنے اجر سے کچھ چیز نہ کھائی ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں وقد مضی فی الجنائز اور احتمال ہے کہ مراد اس کی تمام وہ لوگ ہوں جو اس سے پہلے مر گئے اور یہ کہ جس کے واسطے دنیا فراخ ہوئی اس کا کچھ نقصان نہیں کیا یا تو اس واسطے کہ وہ مال کو نیکی کے بہت راہوں میں خرچ کرتے تھے اور اس وقت محتاج لوگ بہت تھے سو وہ مال ان کا موقعہ میں واقع ہوا پھر جب نہایت مال کی فراخی اور وسعت ہوئی اور شامل ہوا عدل خلفائے راشدین کے زمانے میں تو لوگ بے پرواہ ہوئے اس طور سے کہ مال دار کوئی محتاج نہ پاتا تھا کہ اس کو اللہ کے راہ میں دے اس واسطے خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم مال کے واسطے مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے یعنی سوائے خرچ کرنے کے عمارتوں میں اور یہ جو کہا کہ میں موت مانگتا تو موت مانگنا خاص تر ہے موت کی آرزو کرنے سے اور ہر دعا تمنا ہے بغیر عکس کے اور اسی واسطے داخل کیا ہے اس کو اس ترجمہ میں اور ظاہر یہ ہے کہ باغ بنانے کا قصہ بھی اس کے اس قول کا سبب ہے کہ ہم نے مال پایا کہ ہم اس کے واسطے مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے اور مراد عمارت بنانے سے وہ ہے جو حاجت سے زیادہ ہو یعنی اگر حاجت سے زیادہ عمارت بنائے تو اس میں ثواب نہیں ہے۔

٥٢٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا

٥٢٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اصحاب نے کہا اور نہ آپ کو بھی یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا اور مجھ کو بھی میرا عمل بہشت میں نہ لے جائے گا مگر یہ کہ اللہ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانک لے سو میانہ روی

وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَّرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَّسْتَعْتِبَ.

طلب کرو اور اللہ سے قربت چاہو اور نہ آرزو کرے کوئی موت کی یا نیکی کرنے والا سو شاید نیکی زیادہ کرے اور یا بدی کرنے والا سو شاید کہ رجوع کرے موجب عتاب سے دنیا میں یعنی توبہ کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ مانگے موت کو پہلے آنے اس کے سے اور یہ قید ہے دونوں صورتوں میں اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ جب اس پر موت اترے تو نہیں منع ہے آرزو کرنی اس کی واسطے راضی ہونے کے ساتھ ملنے اللہ کے اور نہیں منع ہے طلب کرنا اس کا اللہ سے واسطے اس کے اور وہ اسی طرح ہے اور واسطے اسی نکتہ کے لایا ہے بخاری رحمہ اللہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو ملا دے بلند رتبہ رفیقوں میں واسطے اشارے کے اس کی طرف کہ نہی خاص کی گئی ہے ساتھ اس حالت کے کہ موت کے اترنے سے پہلے ہے سو واسطے اللہ کے ہے نیکی اس کی کیا بہت ہے یاد اس کی اور اختیار کرنا اس کا خفی تر کو جلی تر پر اور پوشیدہ رہا ہے یہ فعل اس کا اس شخص پر جو ٹھہراتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو جو باب میں ہے معارض واسطے حدیثوں باب کے یا ناسخ اور مشکل جانا گیا ہے اجازت بیچ اس کے وقت اترنے موت کے اس واسطے کہ اترنا موت کا ثابت نہیں ہوتا سو بہت لوگ ہیں کہ ایسے غایت کو پہنچتے ہیں کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ موت اس شخص کے جو اس غایت کو پہنچے پھر وہ زندہ رہے اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد کہ بندہ ہوتا ہے حال اس کا اس وقت میں حال اس شخص کا جو اس کے اترنے کی آرزو کرے اور اس سے راضی ہو اگر واقع ہو ساتھ اس کے اور معنی یہ ہیں کہ قرار گیر ہے دل اس کا طرف اس چیز کی کہ وارد ہوتی ہے اوپر اس کے اس کے رب کی طرف سے اور راضی ہوتا ہے اور نہیں بے قرار ہوتا اگرچہ اس بیماری میں اس کے مرنے کا اتفاق ہو اور یہ جو کہا لیکن بدی کرنے والا سو شاید توبہ کرے تو واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نزدیک احمد کے کہ نہیں زیادہ کرتی ایمان دار کو عمر اس کی مگر نیکی تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ موت مانگنی اور اس کی آرزو کرنی کے مناسب ہونے کا سبب وہ بند ہونا عمل کا ہے ساتھ موت کے اس واسطے کہ زندگی عمل کا سبب ہے اور عمل ثواب زیادہ حاصل کرتا ہے اور اگر نہ ہو مگر بدستور رہنا تو جینا تو یہ سب عملوں سے افضل ہے اور اگر کوئی کہے کہ جائز ہے کہ مرتد ہو جائے تو جواب یہ ہے کہ یہ نادر ہے اور نیز تقدیر میں جو بدبخت لکھا گیا ہے کہ تو ضرور ہے کہ اس کا خاتمہ بد ہو خواہ اس کی عمر دراز ہو یا چھوٹی ہو سو نہیں ہے کوئی چیز بیچ طلب کرنے موت کے اور اگر کوئی کہے کہ کبھی وہ بدعمل کرتا ہے سو نہیں زیادہ کرتی ہے اس کو اس کی عمر مگر بدی میں سو جواب اس کا تین وجہ سے ہے اول یہ کہ مراد ساتھ اس کے ایمان دار کامل ہے اور اس میں بعد ہے دوم یہ کہ جب

تک ایمان باقی ہے سونیکیاں دونی ہوتی ہیں اور بدیوں کا کفارہ ہوتا ہے سوم یہ کہ مقید ہے اطلاق اس حدیث کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی روایت میں ترجی سے کہ اس میں آیا ہے لعلہ یعنی امید ہے کہ اور ترجی مشعر ہے ساتھ واقع ہونے کے غالبا نہ بطور جزم کے سونکلی ہے یہ حدیث جگہ نیک گمان کی ساتھ اللہ کے اور یہ کہ نیکی کرنے والا امید رکھتا ہے اللہ سے زیادہ کی کہ اس کو توفیق دیتا ہے نیک عمل زیادہ کرنے کی اور یہ کہ نہیں لائق ہے بدکار کو کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو اور یوسف علیہ السلام نے جو کہا کہ مجھ کو مار مسلمان کر کے تو مراد یہ ہے کہ مار مجھ کو مسلمان کر کے جب کہ حاضر ہو موت اور یہی جواب ہے سلیمان علیہ السلام کے قول سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۲۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَیَّ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَأَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ.

۵۲۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ میرے ساتھ تکیہ کیے تھے فرماتے تھے الٰہی! مجھ کو بخش اور مجھ پر رحم کر اور ملا مجھ کو بلند رتبہ رفیقوں میں۔

فائدہ: مراد رفیق اعلیٰ سے پیغمبروں کے ارواح ہیں یا مقرب فرشتے ہیں، اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں یہ یہ معارض نہی کو موت کی آرزو کرنے سے اور اس کے دعا مانگنے سے اور یہ کہ یہ حالت پیغمبروں کے خصائص سے ہے یہ کہ نہیں قبض کیا جاتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ اختیار دیا جائے درمیان زندگی اور موت کے۔ (فتح)

بَابُ دُعَآءِ الْعَآئِدِ لِلْمَرِیْضِ.

باب ہے بیچ دعا کرنے بیمار پرسی کرنے والے کے واسطے بیمار کے یعنی ساتھ شفا کے اور مانند اس کے کی۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِیْهَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا.

یعنی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! شفا دے سعد رضی اللہ عنہ کو یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دراز ہے تہائی کے ساتھ وصیت کرنے کے باب میں۔

۵۲۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ

۵۲۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی بیمار کے پاس جاتے یا کوئی بیمار آپ کے پاس لایا جاتا تو فرماتے کہ سختی کو لے جا اے آدمیوں کے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا أَوْ أُتِيَ بِهٖ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

پالنے والے اور صحت دے تو ہی شافی ہے صحت نہیں بغیر تیری صحت کے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

فائدہ: اور فائدہ قید کرنے کا ساتھ اس کے یہ ہے کہ کبھی حاصل ہوتی ہے شفاء ایسی بیماری سے پھر پیدا ہوتی ہے اس سے اور بیماری سو حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ شفاء مطلق کے ساتھ دعا کرتے تھے نہ ساتھ مطلق شفاء کے۔

قَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَأَبِي الضُّحٰى إِذَا أُتِيَ بِالْمَرِيْضِ وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى وَحْدَهٗ وَقَالَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا.

یعنی کہا عمرو اور ابراہیم نے منصور سے ابراہیم اور ابوالضحیٰ سے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی بیمار لایا جاتا اور کہا جریر نے منصور سے تنہا ابوالضحیٰ سے کہ جب کسی بیمار کے پاس آتے۔

فائدہ: اور اگر کوئی کہے کہ بیمار کے واسطے شفاء کے ساتھ کیوں دعا کی جاتی ہے اور حالانکہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے اور اس میں ثواب ہے جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ دعا عبادت ہے اور نہیں مخالف ہے ثواب اور کفارے کے اس واسطے کہ حاصل ہوتی ہیں دونوں چیزیں ساتھ اول بیماری کے اور ساتھ صبر کرنے کے اوپر اس کے سو دعا کرنے والا دو نیکیوں کے درمیان ہے یہ کہ حاصل ہو مقصود اس کا یا عوض دیا جائے اس سے ساتھ لینے نفع کے یا دفع ضرر کے اور یہ سب اللہ کے فضل سے ہے۔

بَابُ وُضُوْءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ.

باب ہے بیچ وضو کرنے عائد کے واسطے بیمار کے۔

فائدہ: یا مراد عائد کے وضو کا بچا پانی ہے۔

٥٢٤٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيْضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ قَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ لَا يَرِثُنِيْ إِلَّا كَلَالَةٌ فَكَيْفَ الْمِيْرَاثُ فَنَزَلَتْ

۵۲۴۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ میں بیمار تھا سو حضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا یا فرمایا کہ اس پر ڈالو سو مجھ کو ہوش آئی میں نے کہا کہ کلالہ کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں سو کس طرح ہے حکم میراث کا؟ سو میراث کی آیت اتری۔

آيَةُ الْفَرَائِضِ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو بیمار پرسی کرنے والا ساتھ اس طور کے کہ برکت حاصل کرنی چاہے ساتھ اس کے بیمار۔

بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَآءِ وَالْحُمّٰى. جو دعا کرتا ہے ساتھ دور کرنے وبا کے اور بخار کے۔

فائدہ: کہا عیاض نے کہ وبا عام بیماری ہے اور بعض نے کہا کہ طاعون بھی وبا ہے اس واسطے کہ اس کے افراد سے ہے اور نہیں ہے ہر وبا طاعون اور کہا ابن اثیر نے کہ طاعون بیماری عام ہے اور وبا وہ ہے کہ فاسد ہوتی ہے ساتھ اس کے ہوا سو فاسد ہوتی ہے ساتھ اس کے مزاجیں اور بدن لوگوں کے اور کہا ابن سینا نے کہ وبا پیدا ہوتی ہے فاسد ہونے جوہر ہوا کے سے کہ وہ مادہ ہے روح کا۔ میں کہتا ہوں اور جدا ہوتی ہے طاعون وبا سے ساتھ خصوص سبب اس کے کی کہ وہ کسی وبا میں نہیں ہے اور وہ ہونا اس کا جنون کے زخم سے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٢٤٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ فَيَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا

۵۲۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار کی شدت ہوئی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں ان پر داخل ہوئی سو میں نے کہا کہ اے باپ تو اپنے آپ کو کس طرح جانتا ہے؟ اور اے بلال! تو اپنے آپ کو کس طرح جانتا ہے؟ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار چڑھتا تو کہتے ہر مرد کو کہا جاتا ہے کہ چین سے رہ صبح کو اپنے گھر والوں میں اور موت قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اس سے بخار دور ہوتا تو اپنی آواز بلند کرتا سو کہتا خبردار ہو کاش مجھ کو معلوم ہوتا کہ کیا میں کاٹوں گا رات نالے میں یعنی مکے میں اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہو اور کیا میں وارد ہوں گا مجنہ کے پانیوں پر اور کیا ظاہر ہوں گے واسطے میرے شامہ اور طفیل، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسے ہم کو مکے سے محبت

لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

ہے یا اس سے بھی زیادہ اور مدینے کی آب وہوا کو درست کر دے اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سو ڈال دے اس کو جحفہ میں کہ ایک جگہ ہے چھ کوس مدینے سے وہاں یہود رہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں وبا کا ذکر واقع نہیں ہوا لیکن باب باندھا ہے اس نے ساتھ وبا کے واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں جیسا کہ کتاب الحج کے اخیر میں گزر چکا ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم مدینے میں آئے اور وہ زیادہ تر وبا والی زمین تھی اللہ کی سب زمین سے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی وبا عام تر ہے طاعون سے اس واسطے کہ وبا مدینے کی نہ تھی مگر ساتھ بخار کے جیسے کہ باب کی حدیث میں واضح ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اس کے بخار کو جحفہ کی طرف لے جائے اور اگر کوئی کہے کہ دعا ساتھ دور کرنے وبا کے جائز نہیں اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے دعا کو ساتھ دور کرنے موت کے اور موت ضرور ہے پس ہوگا یہ دعا کرنا بے فائدہ تو جواب یہ ہے کہ نہیں منافی ہے یہ تعبد کو ساتھ دعا کے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے یہ دعا کرنا منجملہ اسباب سے بیچ دراز ہونے عمر کے یا دور کرنے بیماری کے اور البتہ متواتر ہیں حدیثیں ساتھ پناہ مانگنے کے جنون اور جذام اور بد بیماریوں اور بری عادتوں اور خواہشوں سے سو جو انکار کرتا ہے دوا کرنے سے ساتھ دعا کے اس کو لازم ہے کہ انکار کرے دوا کرنے سے ساتھ عقاقیر کے اور نہیں قائل ہے ساتھ اس کے مگر کوئی نادر اور احادیث صحیحہ ان پر رد کرتی ہیں اور بیچ التجا کرنے کے طرف دعا کی زیادہ فائدہ ہے کہ نہیں ہے بیچ دوا کرنے کے ساتھ اس کے غیر کے واسطے اس کے کی کہ اس میں ہے جھکنے اور ذلیل ہونے سے واسطے رب سبحانہ وتعالیٰ کے بلکہ منع کرنا دعا کا جنس ترک کرنے اعمال صالحہ کی ہے واسطے تکیہ کرنے کے تقدیر پر سو لازم آئے گا ترک کرنا عمل کا بالکل اور رد کرنا بلا کا ساتھ دعا کے مانند رد کرنے تیر کی ہے ساتھ ڈھال کے اور نہیں ہے شرط ایمان بالقدر سے یہ کہ ڈھال سامنے نہ کرے جو تیر مارا جائے۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطِّبِّ

کتاب ہے طب کے بیان میں

فائدہ: طب ساتھ کسر کے بولا جاتا ہے دوا کرنے پر اور بیماری کو بھی طب کہا جاتا ہے اور طب دو قسم ہے ایک طب بدن کی ہے اور وہی مراد ہے اس جگہ اور طب دل کی ہے اور علاج اس کا خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ لائے ہیں اس کو حضرت ﷺ اللہ کی طرف سے اور بہر حال طب بدن کی سو بعض اس سے وہ چیز ہے کہ منقول ہے حضرت ﷺ سے اور بعض وہ چیز ہے کہ منقول ہے آپ کے غیر سے اور غالب اس کا راجع ہے طرف تجربہ کی پھر وہ دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے جو نہیں محتاج ہے طرف فکر اور نظر کی بلکہ پیدا کیا ہے اللہ نے حیوانوں کو اوپر معرفت اس کی کے یعنی اللہ نے حیوانوں کو ان کی پہچان پیدائشی دی ہے مثل اس چیز کی کہ دفع کرے بھوک اور پیاس کو اور ایک قسم وہ ہے جو محتاج ہے طرف نظر اور فکر کی مانند دفع کرنے اس چیز کے کہ پیدا ہو بدن میں جو نکالے اس کو اعتدال سے اور وہ یا طرف گرمی کے ہے یا سردی کے اور ہر ایک دونوں سے یا طرف برودت کی ہے یا رطوبت کی یا طرف اس چیز کی کہ مرکب ہو دونوں سے اور غالب وہ چیز کہ مقابلہ کی جائے دونوں سے ساتھ ضد اپنی کے ہے اور دفع کبھی واقع ہوتا ہے خارج بدن سے اور کبھی داخل سے اور طریق طرف پہچان اس کی کے ساتھ تحقیق ہونے اسباب اور علامت کے ہے اور طبیب حاذق وہی ہے جو کوشش کرے بیچ جدا کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے بدن کو ہونا اس کا یا عکس اس کا اور بیچ کم کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے بدن کو زیادتی اس کی یا عکس اس کا اور مدار اس کی تین چیزوں پر ہے نگاہ رکھنا صحت کا اور بچنا ایذا دینے والی چیزوں سے اور نکالنا مادے فاسد کا اور روایت کی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں زید بن اسلم سے مرسل کہ حضرت ﷺ نے دو مردوں سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے کون بڑا طبیب ہے؟ انہوں نے کہا یا حضرت! اور طب میں خیر ہے فرمایا اللہ نے وہی بیماری اتاری ہے جس کے واسطے دوا اتاری ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَآءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَآءً.

نہیں اتاری اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی اتاری۔

٥٢٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءُ بْنُ أَبِيْ

۵۲۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی اتاری۔

رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَآءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَآءً.

فائدہ: احمد رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے جب بیماری کو پیدا کیا تو اس کی دوا کو بھی پیدا کیا سو دوا کیا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ دوا کیا کرو اے اللہ کے بندو! اس واسطے کہ نہیں رکھی اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی رکھی اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ نے ہر بیماری کے واسطے دوا بنائی سو دوا کیا کرو اور نہ دوا کرو ساتھ حرام کے اور مجموع ان لفظوں میں وہ چیز ہے کہ پہچانی جاتی ہے اس سے مراد ساتھ اتارنے کے حدیث باب میں اور وہ اتارنا اس کے علم کا ہے بذریعہ فرشتے کے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثلا یا تعبیر کی ہے ساتھ اتارنے کے تقدیر سے اور ان میں قید ہے ساتھ حلال کے سو نہیں جائز دوا کرنا ساتھ حرام کے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ شفا موقوف ہے اوپر پہنچنے کے ساتھ اجازت اللہ کے اور یہ اس واسطے کہ دوا کبھی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے مجاورت حد سے کیفیت یا کمیت میں پس نہیں فائدہ دیتی بلکہ اکثر اوقات اور بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بعض دواؤں کو ہر ایک نہیں جانتا اور ان سب حدیثوں میں ثابت کرنا اسباب کا ہے اور یہ توکل کے مخالف نہیں واسطے اس شخص کے کہ اعتقاد کرے کہ وہ اللہ کی اجازت اور تقدیر سے ہے اور یہ کہ وہ بذاتہا فائدہ نہیں دیتی ہیں بلکہ ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اللہ نے بیچ ان کے اور یہ کہ دوا کبھی پلٹ کر بیماری ہو جاتی ہے جب کہ اللہ نے اس کو مقدر کیا ہو اور طرف اس کی اشارہ ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب دوا بیمار کو پہنچے تو اللہ کی اجازت سے تندرست ہو جاتا ہے سو مدار اس سب کی اللہ کی تقدیر اور ارادہ پر ہے اور دوا کرنا نہیں منافی ہے توکل کو جیسے کہ نہیں منافی ہے اس کو دفع کرنا بھوک اور پیاس کا ساتھ کھانے اور پینے کے اور اسی طرح بچنا ہلاک ہونے والی چیزوں سے اور دعا کرنا ساتھ طلب عافیت کے اور دفع کرنے ضرر دینے والی چیزوں کے وغیر ذلک اور نیز داخل ہے اس کے عموم میں بیماری قاتل کہ اعتراف کیا ہے حاذق طبیبوں نے ساتھ اس کے کہ اس کی کوئی دوا نہیں ہے اور اقرار کیا ہے انہوں نے ساتھ عاجز ہونے کے اس کی دوا کرنے سے اور شاید اسی کی طرف اشارہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جانا اس کو جس نے جانا اور نہ جانا اس کو جس نے نہ جانا اور حاصل یہ ہے کہ حاصل ہونا شفا کا ساتھ دوا کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند دفع کرنے بھوک کے ہے ساتھ کھانے کے اور پیاس کے ساتھ پینے کے اور وہ غالب اوقات اس میں فائدہ دیتی ہے اور کبھی نہیں دیتی واسطے کسی مانع کے، واللہ اعلم۔ (فتح) لیکن موت اس سے مستثنیٰ ہے ساتھ دوسری حدیث کے اور اسی طرح بڑھاپا بھی۔

بَابُ هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ أَوْ — دوا کرے مرد عورت کا اور عورت مرد کا۔

الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ.

٥٢٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى وَالْجَرْحٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

۵۲۴۷۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتی تھیں مسلمانوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتیں تھیں اور مقتولوں اور زخمیوں کو مدینے کی طرف پھیرتیں تھیں۔

فائدہ: نہیں ہے حدیث کے اس سیاق میں تعرض واسطے دوا کرنے کے مگر یہ کہ داخل ہو اس کے قول کے عموم میں کہ ہم ان کی خدمت کرتی تھیں ہاں وارد ہوئی ہے حدیث مذکور ساتھ اس لفظ کے ونداوی الجرحی یعنی ہم زخمیوں کا دوا کرتی تھیں سو جاری ہوا ہے بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت پر بیچ اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بعض الفاظ حدیث میں اور بہر حال دوا کرنا مرد کا عورت کی سو لیا جاتا ہے حکم اس کا اس سے ساتھ قیاس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا ہے اس نے ساتھ حکم کے واسطے اس احتمال کے کہ ہو یہ حکم حجاب سے پہلے یا یہ عورت اپنے خاوند یا محرم کے ساتھ کرتی تھی اور بہر حال حکم مسئلے کا سو جائز ہے دوا کرنا بیگانے آدمی کا وقت ضرورت کے اور مقدر ہے ساتھ قدر اپنے کے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ نشر کرنے کے اور ہاتھ لگانے کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الشِّفَآءُ فِي ثَلَاثٍ.

شفا تین چیزوں میں ہے۔

٥٢٤٨ ـ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الشِّفَآءُ فِي ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةِ نَارٍ وَأَنْهٰى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيْثَ وَرَوَاهُ الْقُمِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ.

۵۲۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفا بیماری سے تین چیزیں ہیں شہد کے پینے میں اور سینگی کے کھچنے میں اور آگ کے داغنے میں اور میں منع کرتا ہوں اپنی امت کو داغنے سے مرفوع کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث کو اور روایت کیا ہے اس کو قمی نے لیث سے اس نے مجاہد سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد میں اور سینگی میں۔

فائدہ: واقع ہوا ہے عبدالعزیز کی روایت میں کہ فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں شفا ہے تو سینگی کے کھچنے میں اور شہد

کے پینے میں ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے فی العسل والحجم اور اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے ذکر داغنے کا اس روایت میں۔

۵۲۴۹ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ أَخْبَرَنَا سُرَیْجُ بْنُ یُوْنُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّفَاءُ فِیْ ثَلَاثَةٍ فِیْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ کَیَّةٍ بِنَارٍ وَأَنَا أَنْهٰی أُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ.

۵۲۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شفا تین چیزوں میں ہے سینگی کے کھچنے میں اور شہد کے پینے میں اور آگ کے داغنے میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ شامل ہے یہ حدیث اوپر جملے اس چیز کے کہ دوا کرتے ہیں ساتھ اس کے لوگ اور یہ اس واسطے کہ سینگی لگوانا نکال ڈالتا ہے خون کو اور وہ بڑی خلط ہے سب خلطوں سے اور خون کے جوش مارنے کے وقت سینگی لگوانا اس کو زیادہ تر شفا دیتا ہے اور بہر حال شہد سو مسہل ہے واسطے بلغمی خلطوں کے اور داخل ہوتا ہے معجونوں میں تا کہ نگاہ رکھے ان دواؤں کی قوت کو اور نکالے ان کو بدن سے اور لیکن داغنا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استعمال کیا جاتا ہے خلط باغی میں کہ نہیں اکھڑتا ہے مادہ اس کا مگر ساتھ اس کے اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان کیا پھر اس سے منع کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ اس میں درد سخت ہے اور خطرہ عظیم ہے اس واسطے عرب کے لوگ ایسی چیزوں کے حق میں کہا کرتے تھے کہ اخیر دوا داغنا ہے اور داغا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اور داغا کئی اصحاب نے۔ میں کہتا ہوں اور نہیں ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کا تین چیزوں میں اس واسطے کہ شفا کبھی اس کے غیر میں ہوتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تنبیہ کی ساتھ ان کے اصول علاج پر اور یہ اس واسطے امتلائی بیماریاں ہوتی ہیں دموی اور صفراوی اور بلغمی اور سوداوی اور شفا خونی بیماری کی ساتھ نکالنے خون کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا سینگی کو ساتھ ذکر کرنے کے واسطے کثرت استعمال عرب کے اور الفت ان کی کے واسطے اس کے برخلاف فصد کے اس واسطے کہ وہ اگرچہ سینگی کے معنی میں ہے لیکن وہ معہود مروج غالبا نہ تھا علاوہ اس کے یہ جو کہا کہ سینگی کے کھچنے میں تو یہ فصد کو بھی شامل ہے اور نیز سینگی کھچوانا گرم شہروں میں زیادہ تر نافع ہے فصد سے اور فصد سرد شہروں میں زیادہ تر نافع ہے سینگی سے اور بہر حال امتلا صفراوی اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے سودا اس کے ساتھ سہل کے ہے سو تنبیہ کی ہے اس پر ساتھ شہد کے و سیاتی توجیه فی الباب الآتی اور لیکن داغنا سو وہ واقع ہوتا ہے اخیر میں واسطے نکالنے اس چیز کے کہ دشوار ہو نکالنا اس کا فضلوں سے اور سوائے اس

کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے باوجود اس کے کہ شفا کو اس میں ثابت کیا یا اس واسطے کہ وہ دیکھتے تھے کہ وہ اکھاڑتا ہے مادے کو اپنی طبع سے سو مکروہ جانا اس کو واسطے اس کے اور اسی واسطے جلدی کرتے تھے اس کی طرف پہلے حاصل ہونے بیماری کے اس گمان سے کہ وہ مادے کو اکھاڑتا ہے سو جلدی کرتا ہے داغنے والا آگ کے ساتھ عذاب کو واسطے ظنی امر کے اور کبھی نہ اتفاق پڑتا ہے کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بیماری جس کو داغنا قطع کرتا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ اس کو چھوڑ دے اور نہ اس کو مطلق استعمال کرے بلکہ استعمال کوے اس کو جب کہ اس کے سوائے اور کوئی راہ شفا کی نظر نہ آئے باوجود اس اعتقاد کے کہ شفا اللہ کی اجازت سے ہے اور اسی تفسیر پر محمول ہے حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ کی کہ جو داغے یا جھاڑ پھونک کرے وہ توکل سے بیزار ہوا۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِالْعَسَلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾. دوا کرنا ساتھ شہد کے اور اللہ نے فرمایا کہ اس میں شفا ہے واسطے لوگوں کے۔

فائدہ: شاید اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے اس کی طرف کہ ضمیر اس میں واسطے شہد کے ہے اور گمان کیا ہے بعض اہل تفسیر نے کہ وہ قرآن کی طرف پھرتی ہے اور شہد کا سو سے زیادہ نام ہے اور بیچ اس کے منافع سے ہے وہ چیز کہ ملخص کیا ہے اس کو موفق بغدادی وغیرہ نے سو کہا انہوں نے کہ جلا کرتا ہے اس میل کو جو رگوں اور انتڑیوں میں ہے اور دفع کرتا ہے فضلوں کو اور دھو ڈالتا ہے معدے کے خمل کو اور گرم کرتا ہے اس کو گرم کرنا معتدل اور کھولتا ہے رگوں کے منہ کو اور سخت کرتا ہے معدے کو اور کبد کو اور گردوں کو اور مثانے کو اور راہوں کو اور اس میں تحلیل کرنا ہے واسطے رطوبتوں کے کھانے اور لیپ کرنے سے اور اس میں نگاہ رکھنا معجون کا ہے اور لے جانا کراہت والی دواؤں کی کیفیت کا اور تنقیہ کبد کا اور سینے کا اور کھولنا بول اور حیض کا اور نفع کھانسی کا جو بلغم سے ہو اور نفع ہے واسطے بلغم والوں کے اور سرد مزاج والوں کے اور جب ملایا جائے ساتھ اس کے سرکہ تو فائدہ دیتا ہے صفرا والے کو پھر وہ غذا ہے غذاؤں سے اور دوا ہے دواؤں سے اور شربت ہے شربتوں سے اور حلوئی ہے حلووں سے اور طلا ہے طلاؤں سے اور مفرح ہے مفرحات سے اور اس کے منافع سے ہے کہ جب پیا جائے وہ گرم کر کے گل روغن کے ساتھ تو نفع دیتا ہے حیوان کے کاٹنے سے اور جب پیا جائے تنہا پانی سے تو نفع دیتا ہے کاٹنے دیوانے کتے کے سے اور جب اس میں تازہ گوشت ڈالا جائے تو تین مہینے اس کی تازگی کو نگاہ رکھتا ہے اور اسی طرح کھیرہ اور کدو اور بینگن اور لیمو اور مانند ان کی میووں سے اور جب بدن پر لگایا جائے تو جوؤں کو مار ڈالتا ہے اور اگر آنکھ میں ڈالا جائے تو آنکھ کی اندھیری کو روشن کر دیتا ہے اور اگر دانتوں پر لگایا جائے تو دانتوں کو مضبوط کر دیتا ہے اور ان کو تندرست رکھتا ہے اور وہ عجیب ہے بیچ نگاہ رکھنے لاش مردوں کے نہیں جلدی کرتا ہے طرف اس کی گلنا اور نہیں تھا اعتماد قدیمی طبیبوں کا مرکب دواؤں میں مگر اوپر اس کے اور مرفوع روایت میں ہے جو ہر مہینے میں تین دن شہد چاٹے اس کو بڑی بیماری

نہیں پہنچتی۔ (فتح)

٥٢٥٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَآءُ وَالْعَسَلُ.

۵۲۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوئی اور شہد خوش لگتا تھا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ خوش لگنا عام تر ہے اس سے کہ بطور دوا کے ہو یا غذا کے سو لی جائے گی مناسبت ساتھ اس طریق کے۔

٥٢٥١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ أَوْ يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّآءَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

۵۲۵۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں شفا اور بہتری ہے تو سینگی کے پچھنوں اور شہد کے پینے میں اور آگ کے داغنے میں ہے کہ بیماری کے موافق پڑے اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ داغنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہے جب کہ معین ہو طریق طرف دور کرنے اس بیماری کے اور یہ کہ نہیں لائق ہے تجربہ واسطے اس کے اور نہ استعمال کرنا اس کا مگر بعد تحقیق کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ موافقت کے موافقت قدر کی۔

٥٢٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخِيْ يَشْتَكِيْ بَطْنَهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَى الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ

۵۲۵۲۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ بیمار ہے یعنی اس کو دست آتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا وہ دوسری بار آپ کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا وہ تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو

فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ.

شہد پلا پھر وہ چوتھی بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ البتہ میں نے کیا یعنی شہد پلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلا سو وہ اچھا ہو گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ الدَّوَآءِ بِأَلْبَانِ الْإِبِلِ.

اونٹوں کے دودھ سے دوا کرنا یعنی اس بیماری میں جو اس کے مناسب ہو۔

۵۲۵۳ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِيْنٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آوِنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَالُوْا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ وَخِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِيْ ذَوْدٍ لَّهُ فَقَالَ اشْرَبُوْا أَلْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ فِيْ آثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتّٰى يَمُوْتَ قَالَ سَلَّامٌ فَبَلَغَنِيْ أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ حَدِّثْنِيْ بِأَشَدِّ عُقُوْبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ بِهٰذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ بِهٰذَا.

۵۲۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند لوگ تھے یعنی قوم عکل اور عرینہ کے (کہ چار عکل سے اور تین عرینہ سے اور ایک ان کا تابع تھا) ان کو بیماری تھی سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم کو جگہ دیجیے اور کھانا کھلائیے سو جب وہ اچھے ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مدینے کی آب وہوا ہم کو موافق نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حرہ میں اپنے اونٹوں میں اتارا اور فرمایا کہ ان کا دودھ پیو سو جب دودھ سے تندرست ہوئے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور آپ کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو ان کے پیچھے بھیجا یعنی اور پکڑا منگوایا سو ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھ میں ڈال کے اندھا کیا سو میں نے ان میں سے مرد کو دیکھا کہ اپنی زبان سے زمین کو کاٹتا تھا یہاں تک کہ مر جاتا، کہا سلام نے مجھ کو خبر پہنچی کہ حجاج نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیان کر مجھ سے سخت تر سزا کہ سزا دی ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو بیان کی حدیث اس سے انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے سو حسن بصری کو خبر پہنچی کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ اس سے یہ حدیث بیان نہ کرتے۔

فائدہ: اس سیاق میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو جگہ دی اور کھانا کھلایا سو جب اچھے ہو گئے تو کہا کہ مدینے کی آب وہوا ناموافق ہے اور جو بیماری کہ ان کو اول تھی یا تو بھوک سے تھی یا تو مشقت سے سو جب یہ بیماری ان سے دور ہوئی تو انہوں نے مدینے کی آب وہوا سے خوف کیا یا اس واسطے کہ جنگل میں رہنے والے تھے اور یا کہ بسبب اس چیز کے کہ تھی مدینے میں بخار سے اور یہی مراد ہے ساتھ قول اس کے کہ آئندہ روایت میں اجتووا المدینۃ اور یہ جو کہا کہ زمین کو کاٹتا تھا یعنی تا کہ اس کی سردی پائے گرمی کی شدت کے سبب سے یعنی پیاس کے مارے مر گئے اور یہ جو کہا کہ میں نے دوست رکھا کہ انس رضی اللہ عنہ اس سے یہ حدیث بیان نہ کرتے تو یہ اس واسطے کہ حجاج ظالم تھا ادنیٰ شبہ سے آدمی کا خون کر ڈالتا تھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ باز آیا حجاج یہاں تک کہ منبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اللہ کی نافرمانی میں ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور آنکھیں اندھی کیں سو ہم یہ اللہ کی نافرمانی میں کیوں نہ کریں؟ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں پشیمان ہوا میں کسی چیز پر جیسا کہ نادم ہوا میں اس حدیث پر جو میں نے حجاج سے بیان کی اور نادم اس واسطے ہوئے کہ حجاج سزا میں زیادتی کرتا تھا اور ادنیٰ شبہ سے تعلق پکڑتا تھا اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے عرنیوں کے قصے میں اس واسطے کہ واقع ہوئی ہے تصریح حدیث کے بعض طریقوں میں کہ وہ مرتد ہو گئے تھے اور نیز یہ حکم حدود کے اترنے سے پہلے تھا اور پہلے نہی مثلہ کی سے۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ.

اونٹوں کے پیشاب سے دوا کرنا۔

٥٢٥٤ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْحَقُوْا بِرَاعِيهِ يَعْنِي الْإِبِلَ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوْا بِرَاعِيهِ فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتّٰى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِيْءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ.

۵۲۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند آدمیوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ اونٹوں میں جا ملیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو وہ چرانے والے کے ساتھ جا ملے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا یہاں تک کہ ان کے بدن اچھے ہو گئے سو انہوں نے چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک کر لے چلے یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے سواروں کو ان کی تلاش میں بھیجا سو ان کو پکڑ لایا گیا سو حضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں پھیری اور ان کو اندھا کیا، کہا قتادہ نے سو حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن سیرین نے کہ یہ حکم حدود کے اترنے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اور واقع ہوئی ہے بیچ خصوص دوا کرنے کے ساتھ بول اونٹوں کے حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ لازم پکڑو اوپر اپنے اونٹوں کے پیشاب کو اس واسطے کہ وہ نافع ہے واسطے فساد معدے کے اور یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن سیرین نے تو مخالف ہے واسطے اس کے وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی اس واسطے کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ اسی طرح کیا تھا وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ.

باب ہے بیچ بیان کالے دانے کے یعنی کلونجی کے۔

فائدہ: بیان مراد کا باب کے اخیر میں آئے گا۔

۵۷۵۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبْجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَعَادَهُ ابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَيْبَةِ السَّوْدَآءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِيْ أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِيْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِيْ هٰذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِيْ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَآءَ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ.

۵۲۵۵۔ حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نکلے اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر تھا سو وہ راہ میں بیمار ہوا پھر ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ وہ بیمار تھا سو ابن ابی عتیق اس کی بیمار پرسی کو آیا سو اس نے ہم سے کہا کہ لازم جانو اپنے اوپر اس کالے دانے کو سو اس سے پانچ یا سات دانے لو پھر ان کو گھساؤ پھر اس کو روغن زیتون کے چند قطروں کے ساتھ اس کے ناک کے دونوں سوراخوں میں ٹپکاؤ سو بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اس کالے دانے میں ہر بیماری کی دوا ہے سوائے موت کے، میں نے کہا کہ سام کیا ہے؟ کہا کہ موت۔

فائدہ: یہ زکام کا علاج ہے اور شاید غالب کو بھی زکام کی بیماری تھی اور یہ علاج جس کی طرف ابن ابی عتیق نے اشارہ کیا ذکر کیا ہے اس کو طبیبوں نے اس زکام میں جس کے ساتھ چھینک بہت آئے انہوں نے کہا کہ کالا دانہ بھون کر اور کوٹ کر زیتون کے روغن میں بھگویا جائے پھر اس کے چند قطرے ناک میں ڈالے جائیں اور ظاہر سیاق یہ ہے کہ یہ صفت موقوف ہے اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ اس کے نزدیک مرفوع ہو کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کالے دانے میں شفا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور کیا ہے کالا دانہ؟ کہا کلونجی، کہا اور میں اس کے ساتھ

کس طرح کروں؟ کہا کہ اس کے اکیس دانے لے پھر اس کو ایک برتن میں ڈال ایک رات پانی میں رکھ پھر جب صبح ہو تو ناک کے دائیں سوراخ میں ایک قطرہ اور بائیں میں دو قطرے ڈال پھر دوسرے دن دو قطرے دائیں سوراخ میں اور ایک قطرہ بائیں سوراخ میں ٹپکا پھر تیسرے دن پہلے دن کی طرح اور اس سے لیا جاتا ہے کہ یہ جو فرمایا کہ کالے دانے میں دوا ہے ہر بیماری کی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نہیں استعمال کیا جاتا ہے ہر بیماری میں اکیلا بلکہ کبھی اکیلا استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی مرکب استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی گھسا کر استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی بے گھسائے استعمال کیا جاتا ہے بطور کھانے اور پینے کے اور کبھی بطور نسوار اور لیپ کے اور سوائے اس کے اور قول اس کا کل داء تقدیر اس کی یہ ہے کہ ہر بیماری کہ قبول کرے ساتھ اس کے علاج کرنے کو اس واسطے کہ وہ صرف سرد بیماریوں کو فائدہ دیتا ہے اور گرم بیماریوں کو فائدہ نہیں دیتا ہاں کبھی داخل ہوتا ہے گرم خشک بیماریوں میں ساتھ عرض کے سو پہنچاتا ہے سرد تر دواؤں کی قوت کو ان کی طرف ساتھ جلدی پہنچانے ان کے اور استعمال کرنا گرم دوا کا بعض گرم بیماریوں میں واسطے کسی خاصیت کے کہ بیچ اس کے ہے نہیں معیوب ہے مانند غزروت کے کہ وہ گرم ہے اور استعمال کیا جاتا ہے رمد کی دواؤں میں جو مرکب ہیں باوجود اس کے کہ رمد ورم حارم ہے ساتھ اتفاق سب طبیبوں کے اور کہا علم طب والوں نے کہ کلونجی گرم خشک ہے اور وہ دور کرنے والی ہے واسطے نفخ کے نافع ہے بخار ربع سے اور بلغم سے کھولنے والی ہے سدے اور ریح کی اور جب کوٹ کر شہد سے گوندھا جائے اور گرم پانی کے ساتھ پیا جائے تو مثانے کے پتھر کو گلا ڈالتی ہے اور کھول دیتی ہے بول اور حیض کو اور اس میں جلا ہے اور جب کوٹ کر السی کے کپڑے میں پوٹلی باندھ کر سونگھے تو سردز کام سے فائدہ دیتا ہے اور جب اس سے سات دانے عورت کے دودھ میں بھگوئے جائیں پھر یرقان والے کو اس کے ساتھ نسوار چڑائی جائے تو اس کو فائدہ دیتی ہے اور جب اس سے بقدر ایک مثقال کے پانی کے ساتھ پیا جائے تو فائدہ دیتی ہے ضیق النفس سے اور اس کے ساتھ لیپ کرنا صداع سرد سے فائدہ دیتا ہے اور جب سرکہ کے ساتھ پکا کر اس کے ساتھ کلی کی جائے تو دانتوں کے درد سے فائدہ دیتی ہے اور بعض حکیموں نے اس کے فائدے بہت لکھے ہیں کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا کل داء یعنی ہر بیماری تو یہ عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے اس واسطے کہ نہیں ہے بیچ طبع کسی کے زمین کے اگنے والی چیزوں سے وہ چیز کہ جمع کرے تمام امروں کو جو مقابل ہوں طبیعتوں کو بیچ علاج کرنے بیماریوں کے ساتھ مقابل ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ شفا ہے ہر بیماری سے کہ پیدا ہو رطوبت سے اور کہا ابو بکر بن عربی نے کہ شہد نزدیک سب طبیبوں کے قریب تر ہے کہ ہو دوا ہر بیماری کی کالے دانے سے اور باوجود اس کے بعض بیماری ایسی ہے کہ اس بیماری والا شہد کو پیئے تو اس کے ساتھ ضرر پائے سو اگر ہو مراد ساتھ قول اس کے کہ شہد میں شفا ہے واسطے لوگوں کے اکثر اور اغلب تو حمل کرنا کالے دانے کا اس پر اولیٰ ہے۔

٥٢٥٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَآءُ الشُّوْنِيْزُ.

۵۲۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کالے دانے میں دوا ہے ہر بیماری کی سوائے موت کے کہا ابن شہاب نے اور سام موت ہے اور حبہ سوداء کلونجی ہے۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ.

باب ہے بیچ بیان تلبینہ کے واسطے بیمار کے۔

فائدہ: تلبینہ حریرے کا نام ہے کہ آٹے سے بنایا جاتا ہے اور اس میں شہد ملایا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس میں دودھ ڈالا جاتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے تلبینہ اس واسطے کہ سفیدی اور پتلا ہونے میں دودھ کی مشابہ ہوتا ہے یا اس واسطے کہ اس میں دودھ ملایا جاتا ہے اور کہا داؤدی نے کہ لیا جاتا ہے گوندھا ہوا آٹا غیر خمیر اور نکالا جاتا ہے پانی اس کا اور بنایا جاتا ہے حریرہ سو اس میں کوئی چیز نہیں ملائی جاتی اسی واسطے اس کا نفع بہت ہے۔ (فتح)

٥٢٥٧ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ التَّلْبِيْنَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيْضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ.

۵۲۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا دستور تھا کہ حکم کرتیں ساتھ تلبینہ کے واسطے بیمار کے اور واسطے غمناک کے ہلاک ہونے والے پر اور کہتی تھیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حریرہ بیمار کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور کچھ غم کو بھی لے جاتا ہے۔

فائدہ: یعنی حکم کرتیں ساتھ بنانے اس کے واسطے ہر ایک کے بیمار اور غمناک سے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی ان کے گھر والوں میں سے مر جاتا پھر اس کے واسطے عورتیں جمع ہوتیں پھر جدا جدا ہو جاتیں تو حکم کرتیں ساتھ ہانڈی تلبینہ کے سو پکائی جاتی پھر کہتیں کہ اس سے کھاؤ۔ (فتح)

٥٢٥٨ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ

۵۲۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ وَتَقُولُ هُوَ الْبَغِيضُ النَّافِعُ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ تلبینہ کے کھلانے کے ساتھ حکم کرتیں اور کہتیں کہ وہ کراہت کیا گیا ہے نفع دینے والا ہے یعنی بغض اور کراہت رکھتا ہے اس سے بیمار اور حالانکہ وہ نفع دینے والا ہے واسطے اس کے مانند باقی دواؤں کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ بے شک وہ دھوڈالتا ہے بیمار کے پیٹ کو جیسے کوئی تم میں سے پانی کے ساتھ میل کو اپنے منہ سے دھوڈالتا ہے کہا موفق بغدادی نے کہ اگر تو تلبینہ کے منافع کو پہچاننا چاہے تو جو کے پانی کے منافع کو پہچان خاص کر جب کہ میدہ ہو کہ وہ جلا کرتا ہے اور جلدی سے گھس جاتا ہے اور غذا ہوتا ہے غذا لطیف اور جب پیا جائے تو ہوتا ہے جلی اور قوی تر نفوذ میں اور بڑھانے والا حرارت غریزیہ کو کہا اور مراد ساتھ فواد کے حدیث میں سر معدے کا ہے اس واسطے کہ دل غمناک کا ضعیف ہو جاتا ہے ساتھ غالب ہونے خشکی کے اس کے اعضاء پر خاص کر اس کے معدے پر واسطے کم کرنے غذا کے اور حریرہ اس کو تر کرتا ہے اور اس کو غذا دیتا ہے اور اس کو قوی کرتا ہے اور کرتا ہے اسی طرح ساتھ دل بیمار کے لیکن بہت وقت جمع ہوتی ہے بیچ معدے بیمار کے خلط مراری یا بلغمی یا صدیدی اور یہ حریرہ اس کو معدے سے دور کرتا ہے اور جس کے غذا میں جو غالب ہوں اس کے واسطے حسا سے زیادہ تر کوئی چیز نافع نہیں اور جس کی غذا میں گندم غالب ہو تو اولی اس کے ساتھ بیچ بیماری اس کی کے حریرہ جو کا ہے کہا صاحب ہدی نے کہ تلبینہ زیادہ تر نافع ہے حسا سے اس واسطے کہ وہ پکایا جاتا ہے پیس کر پس نکلتا ہے خلاصہ جو کا ساتھ پیسنے کے اور وہ اکثر ہے غذا میں اور قوی تر ہے فعل میں اور اکثر ہے جلا میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختیار کیا ہے طبیبوں نے اس واسطے کہ وہ رقیق تر اور لطیف تر ہے سو نہیں ثقیل ہوتا ہے بیمار کی طبیعت پر اور لائق ہے کہ مختلف ہو فائدہ پانا ساتھ اس کے باعتبار اختلاف عادت کے شہروں میں اور شاید کے لائق ساتھ بیمار کے پانی جو کا ہے جب کہ پکایا جائے ثابت اور ساتھ غمناک کے جب کے پکایا جائے پیس کر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ السَّعُوطِ.

باب ہے ناک میں دوا ڈالنے کے بیان میں۔

فائدہ: سعوط وہ چیز ہے کہ دوا کے واسطے ناک میں ڈالی جائے۔

۵۲۵۹ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ

۵۲۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی کھچوائی اور سینگی کھینچنے والے کو اس کی اجرت دی اور ناک میں دوا ڈالی۔

أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ.

فائدہ: اور اس کا طریق یہ ہے کہ چت لیٹے اپنی پیٹھ پر اور اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان کوئی چیز رکھے جوان کو اونچا کرے تا کہ اس کا سر نیچا ہو اور اپنے ناک میں پانی یا تیل جس میں کوئی دوا مفرد یا مرکب ہو ٹپکا دے تا کہ اس کے دماغ کی طرف پہنچ سکے واسطے نکالنے اس چیز کے کہ اس میں ہے بیماری سے ساتھ چھینک کے۔

بَابُ السَّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ مِثْلُ ﴿كُشِطَتْ﴾ وَقُشِطَتْ نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ قُشِطَتْ.

نسوار لینا ساتھ کٹھ ہندی اور بحری کے اور وہ کست ہے اور اس کو قسط اور کست دونوں طور سے پڑھنا جائز ہے بڑے قاف سے بھی اور چھوٹے کاف سے بھی مثل کافور اور قافور اور قشطت اور کشطت یعنی دونوں لفظ بھی دونوں طرح سے جائز ہیں۔

٥٢٦٠ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِّيْ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ.

٥٢٦٠۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لازم جانو اپنے اوپر اس عود ہندی کو یعنی کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں میں شفا ہے نسوار لی جاتی ہے ساتھ اس کے ورم حلق سے اور حلق میں دوا ڈالی جاتی ہے ساتھ اس کے ذات الجنب سے اور میں داخل ہوئی ساتھ اپنی بیٹے کے جو کھانا کھاتا تھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر چھڑکا۔

فائدہ: اس حدیث میں صرف دو چیزوں کو ذکر کیا باقی پانچ کا ذکر نہیں کیا سو شاید راوی نے اس کو مختصر کیا ہے یا اقتصار کیا ہے دونوں پر واسطے موجود ہونے دونوں کے اس وقت سوائے باقی پانچ کے و سیاتی ما یقوی الاحتمال الثانی اور البتہ ذکر کیا ہے طبیبوں نے کوٹ کے منافع سے کہ اگر اس کو استعمال کرے تو حیض بستہ جاری ہو جائے اور انتڑیوں کے کیڑے مر جائیں اور زہر اور بخار ربع اس سے دور ہو معدے کو گرم کرتا ہے اور شہوت کو ہلاتا ہے اور اگر اس کو طلا کرے تو کلف کو دور کرے سو انہوں نے سات سے زیادہ منافع کو ذکر کیا ہے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہوں سات اصول صفت دوا کرنے کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ یا طلا ہے یا شربت ہے یا تکمید ہے یا تنطیل ہے یا تبخیر ہے یا سعوط ہے یا لدود ہے سو طلا داخل ہے مرہموں میں اور حل کیا جاتا ہے ساتھ زیت کے اور آلودہ کیا

جاتا ہے اور اسی طرح تکمید اور پینا گھسایا جاتا ہے اور ڈالا جاتا ہے شہد میں یا پانی میں یا کسی اور چیز میں اور اسی طرح تحلیل اور نسوار لینا گھسایا جائے زیتون کے تیل میں اور ٹپکایا جائے ناک میں اور اسی طرح تدہین اور تبخیر واضح ہے اور نیچے ہر ایک کے سات سے بہت منافع ہیں واسطے مختلف بیماریوں کے اور نہیں غریب ہے یہ بات اس شخص سے جس کو جوامع الکلم عطاء ہوئے اور عذرہ ایک درد ہے حلق میں اکثر یہ درد لڑکوں کو ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ زخم ہے کہ کان اور حلق کے درمیان نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ نکلتا ہے غالبا وقت نکلنے عذرہ کے اور وہ پانچ ستارے ہیں اور اگر کہا جائے کہ کس طرح ہو سکتا ہے معالجہ اس کا ساتھ کوٹ کر باوجودیکہ کوٹ گرم ہے اور عذرہ کی بیماری بھی لڑکوں کو گرمی میں ہوتی ہے اور ان کے مزاجیں گرم ہوتی ہیں خاص کر حجاز عرب کا کنارہ گرم ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ مادہ عذرہ کا خون ہے غالب ہوتی ہے اس پر بلغم اور کوٹ رطوبت کو خشک کرتی ہے اور کبھی ہوتا ہے نفع اس کا اس دوا میں ساتھ خاصیت کے اور نیز گرم دوائیں گرم بیماریوں کو بہت فائدہ دیتی ہیں ساتھ عرض کے بلکہ بالذات بھی علاوہ یہ کہ اگر ہم کوئی تاویل نہ کر سکیں تو البتہ ہوگا امر معجزے کا خارج قواعد طب سے۔ (فتح)

بَابُ اَیِّ سَاعَةٍ یَحْتَجِمُ. کس وقت سینگی لگوائے؟۔

فائدہ: مراد ساتھ ساعت کے ترجمہ میں مطلق زمانہ ہے نہ خاص گھڑی جو متعارف ہے۔

وَاحْتَجَمَ اَبُوْ مُوْسٰی لَیْلًا. اور سینگی لگوائی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو۔

فائدہ: گزر چکی ہے یہ حدیث موصول کتاب الصیام میں اور اس میں ہے کہ باز رہنا اس کا سینگی لگوانے سے دن کو سبب روزے کے تھا تا کہ روزے میں کوئی خلل داخل نہ ہو اور یہی مذہب ہے مالک رحمہ اللہ کا نہ اس واسطے کہ حجامت روزے کو توڑ ڈالتی ہے وقد تقدم البحث اور وارد ہوئی بیچ اوقات کے کہ لائق ہیں ساتھ سینگی لگوانے کی حدیثیں کوئی حدیث ان میں سے اس کی شرط پر نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ سینگی لگوائی جائے وقت حاجت کے یعنی جس وقت حاجت ہو اسی وقت درست ہے اور نہیں مقید ہے ساتھ کسی وقت کے سوائے وقت کے اس واسطے کہ ذکر کیا ہے اس نے رات کے وقت سینگی لگوانے کو اور ذکر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی روزے کی حالت میں اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو سینگی لگوائی اور طبیبوں کے نزدیک نفع اس سینگی سے ہوتا ہے جو دوسری یا تیسری گھڑی میں ہو اور یہ کہ نہ واقع ہو بعد استفراغ کے جماع سے یا حمام سے اور نہ پیچھے پیٹ بھرنے کے اور نہ بھوک کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ پچھنے لگانا دوشنبے اور سہ شنبے اور پنج شنبے کو بہتر ہے اور باقی چار دنوں میں منع ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ سترہویں اور انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو جو پچھنے لگوائے اس کو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے اور ان حدیثوں سے کوئی

چیز صحیح نہیں ہوئی اسی واسطے حنبل بن اسحاق نے کہا کہ پچھنے لگوائے جس وقت خون جوش مارے اور جس گھڑی ہو اور اتفاق ہے طبیبوں کا کہ خون نکالنا مہینے کے دوسرے نصف میں پھر تیسرے ربع میں زیادہ تر نافع ہے خون نکالنے سے اول آخر میں۔ (فتح)

۵۲۶۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۵۲۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی روزے کی حالت میں۔

بَابُ الْحَجْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ قَالَهُ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سفر اور احرام کی حالت میں سینگی لگوانا اور خون نکلوانا کہا ہے اس کو ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی کہ روایت کیا ہے اس کو آئندہ باب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کی راہ میں پچھنے لگوائے اور ظاہر ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت احرام باندھے تھے سو دونوں حدیثوں سے ترجمہ نکلا علاوہ ازیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث تنہا بھی اس میں کفایت کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محرم ہونا مستلزم ہے اس کو کہ مسافر ہوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی حالت میں کبھی احرام نہیں باندھا اور بہر حال سینگی لگوانا واسطے مسافر کے سو بنا بر اس چیز کے ہے کہ پہلے گزری کہ وہ حاجت کے وقت کی جائے جب خون جوش مارے اور مانند اس کی سو نہیں خاص ہے یہ ساتھ کسی حالت کے۔ (فتح)

۵۲۶۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۵۲۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سینگی لگوائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّآءِ.

باب ہے بیچ سینگی لگوانے کے بیماری سے۔

فائدہ: یعنی بسبب بیماری کے کہا موفق بغدادی نے کہ سینگی صاف کرتی ہے بدن کی سطح کو زیادہ فصد سے اور فصد واسطے عمق بدن کے ہے اور پچھنے لگانے واسطے لڑکوں کے اور گرم شہروں میں اولیٰ ہے فصد سے اور امن ہے ہلاکت سے اور کبھی بے پرواہ کرتی ہے اکثر دواؤں سے اور اسی واسطے وارد ہوئی ہیں حدیثیں ساتھ ذکر اس کے سوائے فصد کے اور اسی واسطے نہیں پہچانتے تھے عرب غالبا مگر حجامت کو کہا صاحب ہدی نے کہ تحقیق بیچ امر فصد اور سینگی لگوانے

کے یہ ہے کہ وہ دونوں مختلف ہیں ساتھ اختلاف زمانہ اور مکان اور مزاج کے سو سینگی لگوانی بیچ گرم زمانوں کے اور گرم جگہوں کے اور گرم بدنوں کے جن کے لوگوں کا خون نہایت پختگی میں ہو زیادہ تر نافع ہے اور فصد بالعکس اور اسی واسطے حجامت زیادہ تر نافع ہے واسطے لڑکوں کے اور جو نہ قوت رکھتا ہو فصد کی۔ (فتح)

٥٢٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُوْ طَيْبَةَ وَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ.

۵۲۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پوچھے گئے سینگی لگانے والے کی اجرت سے سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی ابو طیبہ نے آپ کو سینگی لگائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دو صاع اناج دیا اور اس کے مالکوں سے کلام کیا سو انہوں نے اس سے تخفیف کی یعنی خراج میں اور فرمایا کہ جن چیزوں سے تم دوا کرتے ہو ان میں بہتر پچھنے لگانا اور دریائی کوٹ ہے اور فرمایا کہ نہ تکلیف دو اپنے لڑکوں کو ساتھ حلق ملنے کے حلق کی ورم سے اور لازم پکڑو اپنے اوپر کوٹ کو۔

فائدہ: کہا اہل معرفت نے خطاب واسطے اہل حجاز کے ہے اور جو ان کے معنی میں ہے گرم شہروں کے رہنے والوں سے اس واسطے کہ ان کا خون پتلا ہے اور میل کرتا ہے طرف ظاہر بدن کی واسطے جذب حرارت خارجی کے اپنی واسطے طرف سطح بدن کی اور نیز اس سے لیا جاتا ہے کہ یہ خطاب واسطے جوانوں کے ہے واسطے ہونے گرمی کے ان کے بدن میں اور کہا ابن سیرین نے کہ جب مرد چالیس سال کو پہنچے تو خون نہ نکالے کہا طبری نے اور یہ اس واسطے کہ وہ ہوتا ہے اس وقت بیچ کم ہونے اپنی عمر کے اور پستی میں اپنے بدن کی قوتوں سے سو نہیں لائق ہے کہ زیادہ کرے اس کو ضعف ساتھ نکالنے خون کے اور وہ محمول ہے اس پر کہ نہ متعین ہو حاجت اس کی طرف اور اس شخص پر جس کی عادت ہو اور شامل ہے یہ حدیث اوپر جائز ہونے حاجت کے یعنی پچھنے لگانے کے اور اوپر ترغیب کے بیچ دوا کرنے کے ساتھ اس کے خاص کر واسطے اس شخص کے جس کو اس کی حاجت ہو اور شامل ہے یہ حدیث اوپر کسب حجام کے یعنی پچھنے لگانے والے کے۔ (فتح)

٥٢٦٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَغَيْرُهُ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ

۵۲۶۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے مقنع بن سنان تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی بیمار پرسی کی پھر کہا کہ میں جدا نہ ہوں گا یہاں سے یہاں تک کہ پچھنے لگاؤں سو بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اس میں شفا ہے۔

عَنْهُمَا جَاءَ الْمُقَنَّعَ لَمْ قَالَ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ فِيْهِ شِفَآءً.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّأْسِ. سر پر پچھنے لگانے کا بیان۔

فائدہ: وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت پچھنے لگانے کے سر میں حدیث ضعیف روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ سر میں پچھنے لگانا نفع دیتا ہے سات بیماریوں سے جنون سے اور جذام سے اور سفید داغ سے اور اونگھ سے اور درد سر سے اور دانت اور آنکھ کے درد سے لیکن کہا طبیبوں نے کہ سر کے بیچ میں پچھنے لگوانا نہایت مفید ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا جیسا کہ باب کی اول حدیث میں ہے اور آخر دونوں کا اگرچہ مطلق ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ اول ان دونوں کے اور نیز وارد ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اخدعین اور کاہل میں روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا طب کے علم والوں نے کہ فصد باسلیق کا مفید ہے امتلاء کو جو عارض ہوتا ہے سارے بدن میں جب کہ ہو امتلاء خونی خاص کر جب کہ فاسد ہو گیا ہو اور فصد قیفال کا مفید ہے سر اور گردن کی حرارت کے بعد سے اور طحال سے اور پھلبہری سے اور ذات الجنب سے اور تمام خونی بیماریوں سے جو عارض ہونے والی ہیں کہنی کے نیچے سے کولہے تک اور فصد اکحل کا مفید ہے امتلا کو جو عارض ہوتا ہے سارے بدن میں جب کہ ہو امتلا خونی خاص کر جب کہ فاسد ہو گیا ہو اور فصد قیفال کا مفید ہے سر اور گردن کی بیماریوں سے جب کہ بہت ہو خون یا فاسد ہو اور فصد دوجبین کا مفید ہے واسطے درد تلی کے اور درد پہلو کے اور پچھنے کاہل پر مفید ہے مونڈھے اور حلق کے درد سے اور ثابت ہوتی ہے فصد باسلیق سے اور پچھنے لگانا اخدعین پر مفید ہے سر اور منہ کی سب بیماریوں کو مانند دونوں کان اور آنکھ اور دانت اور ناک اور حلق کے اور ثابت ہے باسلیق کے فصد سے اور پچھنے لگانا نیچے ٹھوڑی کے نافع ہے دانت اور منہ حلقوم کے درد سے اور تنقیہ کرتا ہے سر کا اور پچھنے لگانا قدم کی پیٹھ پر ثابت ہے صافن کے فصد سے اور وہ ایک رگ ہے نزدیک ٹخنے کے اور مفید ہے دونوں رانوں اور پنڈلیوں کے زخموں سے اور حیض کے بند ہونے سے اور خارش سے جو عارض ہو دو خصیوں میں اور پچھنے لگانا سینے کے نیچے حصے میں نافع ہے ران کی دنبل سے اور اس کی خارش سے اور پھنسیوں سے اور نقرس سے اور بواسیر سے اور داء الفیل سے اور پیٹھ کی خارش سے اور محل ان سب کا وہ ہے جب کہ ہو خون جوش مارنے والے سے۔ (فتح)

٥٢٦٥ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ

٥٢٦٥۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کے بیچ میں پچھنے لگوائے بیچ لحی جمل

الْأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِّنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهِ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِيْ رَأْسِهِ.

کے (یہ ایک جگہ ہے معروف سات میل پر سقیا سے) کے کی راہ میں اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے اور کہا انصاری نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ہشام نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے یعنی درد سر سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک پانی پر جس کو لحی جمل کہا جاتا ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ.

باب ہے بیچ سینگی لگانے کے آدھے سر کی درد سے اور سارے سر کی درد سے۔

فائدہ: صداع ذکر عام کا ہے بعد خاص کے اور شقیقہ ایک درد ہے کہ سر کی ایک جانب میں ہوتا ہے یا سر کی اگلی طرف میں اور اہل طب نے ذکر کیا ہے کہ وہ پرانی بیماریوں سے ہے اور اس کا سبب بخار ہیں جو چڑھتے ہیں یا اخلاط گرم یا تر جو دماغ کی طرف چڑھتے ہیں سو اگر ان کو کوئی راہ نہ ملے تو درد پیدا کرتی ہیں اور درد کے اسباب نہایت بہت ہیں۔

٥٢٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِّنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ بِمَآءٍ يُقَالُ لَهُ لُحْيُ جَمَلٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَآءٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ رَأْسِهِ مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهِ.

٥٢٦٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے اور حالانکہ احرام باندھے تھے درد کے سبب سے کہ آپ کو تھا ایک پانی پر جس کو لحی جمل کہا جاتا ہے اور کہا محمد بن سواء نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگائے شقیقہ کے سبب سے کہ آپ تھا اور حالانکہ آپ احرام باندھے تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں جائز ہونا حجامت کا ہے یعنی جائز ہے پچھنے لگانا احرام کی حالت میں اور یہ کہ نکالنا اس کا خون کو نہیں نقصان کرتا ہے اس کے احرام میں وقد تقدم بیانه فی الحج اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر احرام والا

کسی عذر سے اپنے سر میں پچھنے لگائے تو مطلق جائز ہے اور اگر بال کاٹے تو بدلہ واجب ہوتا ہے اور اگر بغیر عذر کے سینگی لگوائے تو حرام ہے۔

٥٢٦٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

٥٢٦٧۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں بہتری اور شفا ہے تو شہد کے پینے میں یا سینگی کے پچھنوں میں یا آگ کے داغنے میں اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْأَذٰى.

باب ہے سر منڈانے میں تکلیف سے۔

٥٢٦٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبٍ هُوَ ابْنُ عُجْرَةَ قَالَ أَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوْقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِيْ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةً أَوْ انْسُكْ نَسِيْكَةً قَالَ أَيُّوْبُ لَا أَدْرِيْ بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ.

٥٢٦٨۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے حدیبیہ کے سال اور میں ہانڈی کے نیچے آگ جلاتا تھا اور جوئیں میرے سر سے گرتی تھیں فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ بالوں کو منڈا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا یا ایک قربانی ذبح کر۔ ایوب راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین چیزوں سے اول کون سی بیان فرمائی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے وارد کیا ہے اس کو بعد حدیث پچھنے لگانے کے سر کے بیچ میں واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ جائز ہے محرم کو منڈانا سر کا سبب سینگی لگانے کے وقت حاجت کے استنباط کیا ہے اس کو اس سے کہ محرم کو حاجت کے وقت سارے سر کا منڈانا جائز ہوا۔

بَابُ مَنِ اكْتَوٰى أَوْ كَوٰى غَيْرَهٗ وَفَضْلِ مَنْ لَّمْ يَكْتَوِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو اپنے آپ کو داغے یا اپنے غیر کو داغے اور فضیلت اس شخص کی جو اپنے آپ کو

نہ داغے۔

فائدہ: اور شاید مراد یہ ہے کہ داغنا حاجت کے وقت جائز ہے اور یہ کہ اولیٰ نہ داغنا ہے جب کہ اس کی حاجت نہ ہو اور یہ کہ جب جائز ہوا تو عام تر ہے اس سے کہ خود اپنے آپ کو داغے یا کسی دوسرے سے داغ کرائے یا کسی دوسرے کو داغے اور عام ہونا جواز کا ماخوذ ہے نسبت کرنے شفا کے سے طرف اس کی اور فضیلت نہ داغنے کی ماخوذ ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ میں نہیں چاہتا کہ داغوں اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اکحل پر تیر لگا سو حضرت ﷺ نے اس کو داغا اور طحاوی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو حضرت ﷺ کے زمانے میں داغا یعنی ذات الجنب سے اور احمد رحمہ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ علیہ وغیرہ نے عمران رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو داغنے سے منع فرمایا سو ہم نے نہ فلاح پائی اور نہ فائدہ پایا اور اس کی سند قوی ہے اور نہی اس میں محمول ہے کراہت تنزیہ پر یا خلاف اولیٰ پر واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو مجموع حدیثوں کا اور حاصل جمع کا یہ ہے کہ فعل جواز پر دلالت کرتا ہے اور عدم فعل منع پر دلالت نہیں کرتا بلکہ دلالت کرتا ہے کہ نہ کرنا اس کا راجح تر ہے اس کے کرنے سے اور اسی طرح ثناء کرنا اس کے تارک پر اور بہر حال نہی اس سے سو یا تو بطور تنزیہ کے ہے یا جب کہ اس کی حاجت ہو۔ (فتح)

٥٢٦٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ شِفَآءٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

۵۲۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں شفا ہے تو سینگی کے پچھنوں میں یا آگ سے داغنے میں اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

٥٢٧٠ ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۲۷۰۔ حضرت حصین سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عامر سے اس نے عمران سے کہا کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ کی تاثیر سے اور بچھو کی زہر سے، حصین کہتا ہے سو میں نے اس کو سعید سے ذکر کیا ہے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو ایک ایک دو دو پیغمبر گزرنے لگے

عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هٰذَا أُمَّتِيْ هٰذِهٖ قِيْلَ بَلْ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ قِيْلَ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فِيْ آفَاقِ السَّمَآءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ قِيْلَ هٰذِهٖ أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا نَحْنُ الَّذِيْنَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهٗ فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَالَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

اور ان کے ساتھ ایک ایک گروہ تھا اور بعض پیغمبر اکیلا گزرا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا یہاں تک کہ مجھ کو ایک بڑی جماعت نظر آئی میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ یہ میری امت ہے؟ کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم ہے کہا گیا کہ تو آسمان کی کنارے کی طرف دیکھ سو میں نے اچانک دیکھا کہ ایک بڑا جھنڈ ہے آسمان کے کنارے کو بھرے ہوئے پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھ اس جگہ آسمان کے کناروں میں سو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک جھنڈ ہے جس نے آسمان کے کنارے کو بھرا ہے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کی امت ہیں اور ان لوگوں میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور ان کے واسطے بیان نہ کیا کہ وہ ستر ہزار کون ہیں سو لوگوں نے آپس میں گفتگو کی سو کہا کہ ہم نے اللہ کو مانا اور اس کے رسول کی پیروی کی سو وہ لوگ ہم ہیں یا اولاد ہماری جو اسلام میں پیدا ہوئے کہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور بدشگون نہیں لیتے اور نہ بیماری سے بدن داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں سو عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں یا حضرت! فرمایا ہاں! پھر اور مرد کھڑا ہوا سو کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے اس کلمے کے ساتھ آگے ہوا۔

فائدہ: اور جھاڑ پھونک وغیرہ کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ فِيْهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ.

باب ہے بیچ بیان اثمد کے اور آنکھ میں سرمہ لگانے کے رمد سے یعنی بسبب رمد کے اس میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

فائدہ: رمد ایک ورم ہے گرم عارض ہوتی ہے آنکھ کے طبقے ملتحمہ میں اور وہ سفیدی اس کی ہے جو ظاہر ہے اور سبب اس کا گرنا ایک خلط کا ہے اخلاط میں سے یا بخاروں کا جو معدے سے دماغ کی طرف چڑھتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس باب میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تو یہ اشارہ ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی طرف جو مرفوع ہے کہ نہیں حلال ہے اس عورت کو جو ایمان رکھتی ہو ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے کہ تین دن سے زیادہ کسی پر سوگ کرے مگر خاوند پر کہ سرمہ نہ لگائے اور اس حدیث کے کسی طریق میں اثمد کا ذکر نہیں ہے سو شاید ذکر کیا ہے اس کو اس واسطے کہ عرب غالبا اس کے ساتھ سرمہ لگاتے تھے اور البتہ وارد ہوئی ہے نص اوپر اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ سرمہ لگایا کرو ساتھ اثمد کے سو بے شک روشن کرتا ہے آنکھ کو اور اُگاتا ہے بالوں کو یعنی پلکوں کو کہ باعث زینت اور علامت صحت کے ہیں روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور حسن کہا ہے اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اثمد کے ساتھ سرمہ لگاتے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اثمد تھا سرمہ لگاتے تھے ساتھ اس کے وقت سونے کے ہر آنکھ میں تین بار روایت کیا ہے اس کو ابو الشیخ نے اور اثمد ایک پتھر ہے معروف سیاہ مائل بسرخی عرب کے شہروں میں ہوتا ہے اور عمدہ اس کا اصفہان سے لایا جاتا ہے یعنی اثمد اصفہانی سرمہ کو کہتے ہیں اور ان حدیثوں میں استحباب سرمہ لگانے کا ہے ساتھ اثمد کے اور واقع ہوا ہے امر ساتھ سرمہ لگانے کے طاق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ابو داؤد میں ہے اور واقع ہوئی بعض حدیثوں میں کیفیت سرمہ لگانے کی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ہر آنکھ میں تین تین سلائی لگائے سو ہر آنکھ میں جدا جدا طاق کرے۔ (فتح)

۵۲۷۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَذَكَرُوْهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوْا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلٰى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ بَيْتِهَا فِيْ شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ فِيْ أَحْلَاسِهَا فِيْ شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعَرَةً فَهَلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۵۲۷۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا سو اس کی آنکھ بیمار ہوئی یعنی دکھنے لگی سو انہوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور آپ کے واسطے سرمہ کا ذکر کیا یعنی اگر اجازت ہو تو اس کو سرمہ لگائیں اور البتہ خوف کیا جاتا ہے اس کی آنکھ پر کہ اندھی ہو جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ کفر کے زمانے میں تم عورتوں میں سے ہر ایک اپنے گھر میں عدت بیٹھتی اپنے بدتر کپڑوں میں یا فرمایا کہ اپنے کپڑوں میں اور بدتر گھر میں یعنی ایک سال تک پھر جب کتا گزرتا تھا تو مینگنیاں پھینکتی تھی سو نہ سرمہ لگائے پھر فرمایا کہ چار مہینے اور دس دن عدت کاٹے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْجُذَامِ. باب ہے بیچ بیان جذام کے یعنی کوڑھ کے۔

فائدہ: جذام ایک بیماری ہے کہ پیدا ہوتی ہے مرہ سودا سے کہ سودا سب بدن میں پھیل جاتی ہے سو فاسد کر دیتی ہے اعضاء کی مزاج کو۔

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور نہ ہامہ ہے اور نہ صفر یعنی صفر کا مہینہ نامبارک نہیں اور بھاگ کوڑھی سے جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے۔

فائدہ: اور حاصل اس سے چھ چیزیں ہیں عدوی اور طیرہ اور ہامہ اور صفر اور غول اور نوء اور پہلی چار چیزوں کا تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جدا جدا باب باندھا ہے اور بہر حال غول سو کہا جمہور نے کہ عرب کے لوگوں کا یہ گمان تھا کہ غول یعنی دیو بھوت جنگل میں رہتے ہیں اور رنگ برنگ شکلیں بناتے ہیں اور لوگوں کو راہ سے بھگاتے ہیں اور ان کو ہلاک کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل کیا اور فرمایا کہ یہ بات غلط ہے اور بہر حال نوء سو کفار عرب کہتے تھے کہ فلاں تارے کی تاثیر سے مینہ برسا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی باطل کیا ساتھ اس کے کہ مینہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کے حکم سے پڑتا ہے نہ تاروں کی تاثیر سے اور یہ جو فرمایا کہ بھاگ کوڑھی سے جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے اور مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کی قوم کے ایک کوڑھی کو فرمایا کہ ہم نے تیری بیعت مانی یعنی تیرا مسلمان ہونا قبول کیا سو اپنے گھر کو پلٹ جا اور کہا عیاض نے کہ حدیثیں مختلف ہیں کوڑھی کے باب میں سو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑھی کے ساتھ کھایا اور فرمایا کہ اللہ پر ہے اعتماد اور بھروسہ سو عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سلف کا یہ مذہب ہے کہ کوڑھی کے ساتھ کھانا جائز ہے اور ان کی رائے یہ ہے کہ حکم ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے منسوخ ہے کہا اور صحیح قول جس پر اکثر علماء ہیں اور متعین ہے پھرنا طرف اس کی یہ ہے کہ منسوخ نہیں بلکہ تطبیق واجب ہے دونوں حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ بھاگنا اس سے استحباب اور احتیاط پر محمول ہے اور اس کے ساتھ کھانا جواز پر محمول ہے اور علماء نے ان حدیثوں میں اور کئی قسم سے بھی تطبیق دی ہے ایک نفی عدوی کی ہے بالکل اور حمل کرنا امر کا ساتھ بھاگنے کے کوڑھی سے اوپر رعایت خاطر کوڑھی کے اس واسطے کہ جب وہ تندرست اور صحیح بدن کو دیکھے گا تو اس کی مصیبت عظیم ہوگی اور اس کو افسوس زیادہ ہوگا دوسری حمل کرنا خطاب کا ہے ساتھ نفی کے اور اثبات کے دو حالتوں پر سو جس جگہ لا عدوی آیا اس کے ساتھ مخاطب وہ شخص تھا جس کا یقین کامل اور قوی تھا اور اس کا توکل صحیح تھا اس طور

سے کہ عدو کے اعتقاد کو اپنے نفس سے دور کر سکتا تھا اور اسی پر محمول ہے حدیث کھانے کی ساتھ کوڑھی کے اور جس جگہ کوڑھی سے بھاگنے کا حکم آیا ہے اس کے ساتھ مخاطب وہ شخص تھا جس یقین ضعیف تھا اور اس کو پورا توکل حاصل نہیں تھا سو نہیں ہوتی ہے واسطے اس کے قوت اوپر دفع کرنے اعتقاد عدوی کے سو مراد ساتھ اس کے بند کرنا باب اعتقاد عدوی کا ہے اس سے کہ نہ مباشر ہو اس چیز کو کہ ہو سبب واسطے ثابت کرنے اس کے سو حضرت ﷺ نے دونوں کام کو کیا تا کہ پیروی کرے ساتھ اس کے ہر ایک دونوں فریق سے تیسری ثابت کرنا عدوی کا جذام میں اور مانند اس کی میں مخصوص ہے عموم نفی عدوی کی سے سو ہوں گے معنی قول اس کے لا عدوی یعنی نہیں لگتی ہے بیماری ایک کی دوسرے کو مگر جذام اور برص اور خارش مثلا چوتھی یہ کہ امر ساتھ بھاگنے کے کوڑھی سے نہیں ہے باب عدوی سے کسی چیز میں بلکہ وہ واسطے امر طبعی کے اور وہ انتقال بیماری کا ہے ایک بدن سے طرف دوسرے بدن کی ساتھ ذریعہ ملامست اور مخالطت کے اور سونگھنے بو کے یعنی کوڑھی کی بو نہایت سخت ہوتی ہے یہاں تک کہ جس کی نشست اور صحبت اس کے ساتھ زیادہ ہو وہ بیمار ہو جاتا ہے پانچویں یہ کہ مراد ساتھ نفی عدوی کے یہ ہے کہ کوئی چیز بالطبع نہیں لگتی واسطے نفع کرنے اس چیز کے کہ اعتقاد کرتے تھے اس کو لوگ جاہلیت کے زمانے کے کہ بیماریاں بالطبع متعدی ہیں بغیر منسوب کرنے کے طرف اللہ کی سو حضرت ﷺ نے ان کے اس اعتقاد کو باطل کیا اور کوڑھی کے ساتھ کھانا کھایا تا کہ بیان کریں واسطے ان کے کہ اللہ ہی ہے بیمار کرنے والا اور شفا دینے والا اور منع کیا ان کو کوڑھی کے پاس جانے سے تا کہ بیان کریں واسطے ان کے یہ ان اسباب سے ہے کہ جاری ہوئی ہے عادت اللہ کی ساتھ اس کے کہ وہ اپنے مسببات کی طرف پہنچاتے ہیں سو اس کی نہی میں ثابت کرنا ہے اسباب کا اور اس کے فعل میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ بذات خود مستقل نہیں ہے بلکہ اللہ ہی ہے کہ اگر چاہے تو ان کی قوت کو دور کر ڈالے سو وہ کچھ اثر نہ کریں اور اگر چاہے تو ان کی قوت کو باقی رکھے سو اثر کریں۔ چھٹی نفی کرنا ہے عدوی کا بالکل اور حمل کرنا امر بچنے کا اس سے اوپر اکھاڑنے مادے کے اور سد ذریعہ کے تا کہ نہ پیدا ہو واسطے ملنے والے کے کوئی چیز اس سے پس گمان کرے کہ یہ بسبب ملنے اور مخالطت کے ہے پس ثابت کرے عدوی کو جس کی شارع ﷺ نے نفی کی ہے یعنی اگر وہ تقدیرا بیمار ہو جائے تو اس کو بھی یہی گمان پیدا ہوگا کہ یہ بیماری مجھ کو اس کے پاس بیٹھنے سے لگ گئی ہے اگر اس کے پاس نہ بیٹھتا تو مجھ کو یہ بیماری نہ ہوتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ امر بھاگنے کے کوڑھی سے واسطے ثابت کرنے خیار کے واسطے زوجین کے یعنی عورت خاوند کے بیچ فسخ کرنے نکاح کے جب کہ اس کو کوئی ایک دوسرے کے ساتھ پائے یعنی جو جذام کہ نکاح سے پہلے موجود ہو اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور جو فسخ نکاح کے ساتھ قائل نہیں یعنی اگر چہ وہ جذام نکاح سے پہلے موجود ہو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ اگر اس کے عموم کو لیا جائے تو البتہ ثابت ہو فسخ جب کہ حادث ہو جذام بعد نکاح کے اور نہیں ہے کوئی قائل ساتھ اس کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خلاف ثابت ہے بلکہ وہی راجح ہے نزدیک

شافعیہ کہ اگر نکاح کے بعد جذام پیدا ہو تو بھی اختیار فسخ ثابت ہے اور اختلاف ہے بیچ لونڈی کوڑھی کے کہ ذکر کیا جائز ہے واسطے اس کے کہ باز رکھے اپنے نفس کو مالک سے یعنی اس کو اپنی جان سے فائدہ اٹھانے نہ دے جب کہ اس کا مالک اس سے ارادہ کرے اور جب کوڑھی لوگ بہت ہو جائیں تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا مسجدوں اور مجامع سے روکے جائیں یا ان کے واسطے تندرستوں سے ایک مکان علیحدہ بنایا جائے اور نہیں اختلاف ہے نادر میں یعنی اگر کوئی شاذ و نادر کوڑھی ہو تو اس کو نہ منع کیا جائے اور نہ جمعہ میں حاضر ہونے میں۔ (فتح)

بَابُ الْمَنِّ شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ. من شفاء ہے واسطے آنکھ کے۔

فائدہ: اور اس باب میں اشارہ ہے طرف ترجیح اس قول کے کہ مراد ساتھ من کے باب کی حدیث میں ایک قسم مخصوص ہے ماکول سے نہ مصدر کہ ساتھ معنی احسان رکھنے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اطلاق کیا من پر شفاء اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ کھنبی من سے ہے اور اس میں شفاء ہے اور جب ثابت ہوئی وصف واسطے فرع کے تو ہوگا ثبوت اس کا واسطے اصل کے اولیٰ۔

٥٢٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ.

٥٢٧٢۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کھنبی از قسم من ہے اور اس کا پانی آنکھ کے واسطے شفاء ہے۔

فائدہ: کھنبی زمین کی ایک انگوری ہے نہ اس کا پتا ہوتا ہے نہ نالی پیدا ہوتی ہے زمین میں بغیر بونے کے بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا اس کا کھنبی واسطے چھپی رہنے اس کے اور مادہ کھنبی کا جورہ زمین کا ہے بخاری بند ہوتا ہے طرف سطح زمین کے جاڑے کی سردی سے اور بڑھاتا ہے اس کو مہینہ ربیع کا سو اس سے پیدا ہوتی ہے اور جسم پکڑ کر باہر نکلتی ہے اسی واسطے بعض لوگ عرب کے اس کو زمین کا چیچک کہتے ہیں اس واسطے کہ مشابہ ہے چیچک کو مادے اور صورت میں

اورطبری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں بہت کھنبیاں پیدا ہوئیں تو بعض لوگ اس کے کھانے سے باز رہے اور کہا کہ یہ زمین کا چیچک ہے حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی فرمایا کہ کھنبی زمین کا چیچک نہیں لیکن وہ ازقسم من ہے اور کھنبی خوب اس زمین کی ہوتی ہے جو ریتلی زمین ہو اور اس میں پانی کم ہو اور ایک قسم اس سے قاتل ہے جس کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہے اور باوجود اس کے اس میں ایک جورہ ہے آبی لطیف بدلیل ہلکے ہونے اس کے اور اسی واسطے اس کا پانی آنکھ کی شفاء ہوا اور یہ جو فرمایا کہ ازقسم من ہے تو من سے کیا مراد ہے؟ اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مراد اس من سے ہے کہ بنی اسرائیل پر اتارا گیا اور وہ ایک سفید چیز تھی کہ درختوں پر گرتی تھی شیریں ہوتی تھی اکٹھی کر کے کھائی جاتی تھی اور اس میں سے ہے ترنجبین سو گویا کہ تشبیہ دی ہے اس کی کھنبی کو اس واسطے کہ ہر ایک دونوں سے بغیر مشقت کے حاصل ہوتی ہے، دوسرا قول یہ کہ معنی یہ ہیں کہ وہ ازقسم من ہے کہ احسان کیا ہے ساتھ اس کے اللہ نے اپنے بندوں پر ازقسم عفو کے بغیر مشقت کے کہا خطابی نے نہیں ہے مراد کہ وہ ایک قسم ہے اس من سے جو بنی اسرائل پر اتارا گیا تھا اس واسطے کہ جو بنی اسرائیل پر اتارا گیا تھا وہ مثل ترنجبین کے تھا جو درختوں پر پڑتا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی یہ ہیں کہ کھنبی ایک چیز ہے جو اگتی ہے بغیر تکلف کے ساتھ تخم کے اور نہ پانی پلانے کے پھر کہا احتمال ہے کہ جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا وہ کئی قسم تھا بعض چیز اس سے وہ تھی جو درختوں پر گرتی تھی اور بعض چیز اس سے وہ تھی جو زمین سے نکلتی تھی اور بعض چیز اس سے جانور تھے جو ان پر گرتے تھے بغیر شکار کرنے کے سو ٹھہرایا اللہ تعالیٰ نے قوت ان کا تیہ میں کھنبی کو سو کھنبی قائم مقام روٹی کے ہے اور سلوی قائم مقام گوشت کے سو یہ جو فرمایا کہ وہ ازقسم من ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ ایک فرد ہے اس کے افراد سے اور اسی طرح ترنجبین بھی فرد ہے اس کے افراد سے اگرچہ غالب ہوئی ہے استعمال من کی اوپر اس کے باعتبار عرف کے اور اگر کوئی کہے کہ جب اتنے قسموں کا کھانا ان پر اترتا تھا تو پھر انہوں نے یہ کیوں کہا؟ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ ایک ہونے کے ہمیشہ رہنا ہے ان چیزوں کا جو مذکور ہوئیں بغیر بدل ہونے کے اور یہ صادق آتا ہے جب کہ ہو کھانا کئی قسم کا لیکن اس کی ذات نہ بدلے اور یہ جو کہا کہ اس کا پانی آنکھ کی شفاء ہے تو کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی کھنبی ساتھ اس فضیلت کے اس واسطے کہ وہ حلال محض ہے جس کے حاصل کرنے میں کوئی شبہ نہیں اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ استعمال کرنا حلال محض کا روشن کرتا ہے آنکھ کو اور عکس اس کا ساتھ عکس کے ہے کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جو فرمایا کہ وہ آنکھ کی شفاء ہے تو اس کی مراد میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد اس کا پانی ہے حقیقۃً یعنی کھنبی کا پانی نکال کر آنکھ میں ڈالے لیکن اس قول والوں کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ تنہا آنکھ میں استعمال نہ کیا جائے بلکہ سرمہ وغیرہ میں ملا کر آنکھ میں ڈالا جائے اور بعض طبیبوں نے کہا کہ کھنبی کا کھانا آنکھ کو روشن کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کو چیر کر ایک پھانگ چنگاڑی پر رکھی جائے جب اس کا

پانی ابلے تو سلائی سے آنکھ میں ڈالا جائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد وہ پانی ہے جس کے ساتھ وہ اگتی ہے سو وہ پہلا مینہ ہے کہ واقع ہوتا ہے زمین پر اور یہ قول ضعیف تر ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے صواب یہ ہے کہ اس کا پانی آنکھ کے واسطے شفاء ہے مطلق سو اس کا پانی نچوڑ کر آنکھ میں ڈالا جائے اور البتہ دیکھا میں نے اور میرے غیر نے اس زمانے میں جو اندھا ہو گیا اور اس کی آنکھ حقیقۃً جاتی رہی تھی سو اس نے فقط کھنبی کا پانی آنکھ میں ڈالا سو اس کو شفاء حاصل ہوئی اور وہ پھر بینا ہو گیا اس کے بعد کہ بالکل اندھا تھا اور وہ شیخ عدل امین کمال بن عبد ہے اور استعمال اس کا کھنبی کے پانی کو واسطے اعتقاد کرنے کے تھا حدیث میں اور واسطے برکت حاصل کرنے کے ساتھ اس کے سو اللہ نے اس کو نفع دیا۔ میں کہتا ہوں اور لائق ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس شخص کے جو پہچانے اپنے نفس سے قوت اعتقاد کی بیچ صحیح ہونے حدیث کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور کہا غافقی نے مفردات میں کہ کھنبی کا پانی نہایت عمدہ ہے جب کہ ملایا جائے ساتھ اثمد کے پھر آنکھ میں ڈالا جائے کہ وہ قوی کرتا ہے پلکوں کو اور نظر کو قوت اور تیزی بخشتا ہے اور اس سے بیماریوں کو دور کرتا ہے اور روایت کی ہے ترمذی نے اپنی جامع میں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تین یا پانچ یا سات کھنبیاں لیں اور ان کو نچوڑ کر شیشہ میں ڈالا پھر میں نے ان کا پانی لونڈی کی آنکھ میں ڈالا اس کی آنکھ اچھی ہو گئی کہا ابن قیم علیہ السلام نے اعتراف کیا ہے فضلا اطباء نے کہ کھنبی کا پانی آنکھ کو روشن کرتا ہے مانند ابن سینا اور مسیحی وغیرہ کے پھر کہا کہ کھنبی اصل میں نافع ہے واسطے اس چیز کے کہ خاص کی گئی ساتھ اس کے وصف سے ساتھ اس کے کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عارض ہوئی واسطے اس کے ضرر دینے والی چیز مجاورت کی جہت سے اور استعمال کرنا ہر اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے سنت ساتھ صدق کے فائدہ پاتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ استعمال کرتا ہے اس کو اور دفع کرتا ہے اللہ اس سے ضرر کو ساتھ نیت اس کی کے اور اس کا عکس بالعکس ہے۔ (فتح) اور کہا شعبہ نے اور خبر دی مجھ کو حکم نے الخ کہا شعبہ نے جب حدیث بیان کی مجھ سے الخ مراد یہ ہے کہ عبدالملک بڑا ہو گیا تھا اور اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا سو جب اس نے شعبہ کی حدیث بیان کی تو اس نے اس میں توقف کیا پھر جب حکم نے اس کی متابعت کی تو ثابت ہوا نزدیک شعبہ کے اور دور ہوا اس سے توقف بیچ اس کے۔

بَابُ اللَّدُوْدِ.

باب ہے لدود کے بیان میں۔

فائدہ: لدود دوا ہے کہ بیمار کے منہ کی ایک طرف میں ڈالی جائے یعنی اس کے حلق میں ڈالی جائے۔

۵۲۷۳ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا

۵۲۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چوما اس حال میں کہ مردہ تھے اور ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے

بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

لگے کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو ہم نے کہا کہ یہ فرمانا واسطے مکروہ رکھنے بیمار کے ہے دوا کو پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو ہم نے کہا یہ فرمانا واسطے مکروہ جاننے کے ہے بیمار کے دوا کو فرمایا کہ کوئی باقی نہ رہے گھر میں مگر کہ اس کے حلق میں دوا ڈالی جائے اور حالانکہ میں دیکھتا ہوں عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔

٥٢٧٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ بَيَّنَ لَنَا اثْنَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةً قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُوْلُ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا قَالَ أَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغُلَامَ يُحَنَّكُ بِالْإِصْبَعِ وَأَدْخَلَ سُفْيَانُ فِيْ حَنَكِهِ إِنَّمَا يَعْنِيْ رَفْعَ حَنَكِهِ بِإِصْبَعِهِ وَلَمْ يَقُلْ أَعْلِقُوْا عَنْهُ شَيْئًا.

۵۲۷۴۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئی اور میں نے درد حلق کے سبب سے اس کا حلق ملا ہوا تھا سو فرمایا کہ تم کیوں حلق ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے تم لازم پکڑو اپنے اوپر کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے یعنی پہلو کا درد حلق کے درد میں ناک میں ڈالا جائے اور ذات الجنب میں حلق میں ڈالا جائے سو میں نے زہری سے سنا کہتا تھا کہ اس نے ہمارے واسطے دو کو بیان کیا اور پانچ بیماریوں کو بیان نہ کیا علی بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے سفیان سے کہا کہ معمر کہتا ہے اعلقت علیه یعنی درد حلق کے دوا کو اس عبارت سے ادا کیا ہے کہا کہ اس نے یاد نہیں رکھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا ہے اس نے اعلقت عنه یعنی اس مضمون کو اس عبارت سے ادا کیا ہے یاد رکھا ہے میں نے اس کو زہری کے منہ سے اور بیان کیا سفیان نے لڑکے کو کہ انگلی سے اس کے تالو میں شیرینی لگائی جائے پیدا ن ہونے کے وقت اور داخل کیا سفیان نے اپنے تالو میں

یعنی اپنی انگلی سے اپنے تالو کو اٹھایا یعنی اعلقت عنه کے معنی یہ ہیں کہ انگلی سے اس کے تالو کو ملا جیسے لڑکے کو تحنیک کی جاتی ہے اور نہیں کہا اس نے اعلقوا عنه شیئا یعنی اس مضمون کو اس عبارت سے ادا نہیں کیا۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٥٢٧٥ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِيْ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى جَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ.

۵۲۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی تو اپنی بیویوں سے اجازت مانگی کہ میرے گھر میں بیمار داری کیے جائیں یعنی میرے گھر میں بیماری کاٹیں بیویوں نے آپ کو اجازت دی سو دو مردوں یعنی عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے ایک پر سہارا کر کے نکلے اس حال میں کہ آپ کے دونوں باز‌وں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی زمین پر گھسٹتے جاتے تھے سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی سو کہا کہ تو جانتا ہے کہ دوسرا مرد کون ہے، جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی کہ بہاؤ میرے اوپر سات مشکیں جن کے منہ نہ کھلے ہوں تا کہ میں لوگوں کو وصیت کروں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک تغار میں بٹھلایا پھر آپ پر مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ بس کرو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف نکلے اور ان کو نماز پڑھائی اور ان پر خطبہ پڑھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ قول آپ کا ہے کہ میرے اوپر سات مشکیں بہاؤ جن کے منہ نہ کھلے ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ اس باب کی حدیث کو پہلے باب سے مناسبت نہیں ہے سو میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ کہا جائے اول کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں اور جو آپ کو اس میں اتفاق پڑا ایک ہے بعض راویوں نے اس کو پورے طور سے بیان کیا ہے اور بعض نے اس کو مختصر طور سے بیان کیا ہے اور آپ کے حلق میں دوا ڈالنے کا قصہ آپ کے بیہوش ہونے کے وقت تھا اور اسی طرح قصہ سات مشکوں کا لیکن حلق میں دوا ڈالنے سے منع کیا تھا اسی واسطے اس پر عتاب کیا برخلاف پانی ڈالنے کے کہ اس کا خود حکم کیا سو اس پر اس سے انکار نہ کیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ بیمار جب عارف ہو تو نہ مجبور کیا جائے اوپر کھانے اس چیز کے جس سے منع کرے اور نہ منع کیا جائے اس چیز سے کہ اس کے ساتھ حکم کرے۔ (فتح)

بَابُ الْعُذْرَةِ. باب ہے بیچ بیان عذرہ کے۔

فائدہ: عذرہ درد ہے حلق کا اور نام رکھا جاتا ہے اس کا سقوط اللہاۃ اور بعض نے کہا کہ وہ نام ہے لہاۃ کا اور مراد اس کا درد ہے اور لہاۃ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے حلق کی دوسری طرف میں۔

٥٢٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةَ أَسَدَ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُوْدُ الْهِنْدِيُّ وَقَالَ يُوْنُسُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ.

٥٢٧٦۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھی اور وہ بہن ہے عکاشہ کی اس نے اس کو خبر دی کہ وہ اپنے بیٹے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اس حال میں کہ اس کے تالو کو ملا ہوا تھا درد حلق کے سبب سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیوں حلق ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے تم لازم پکڑو اپنے اوپر اس کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے اور مراد کست ہے اور وہ عود ہندی ہے اور کہا اسحاق نے زہری سے علقت علیہ۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اعلقت غمزت یعنی ملا میں نے اور اعلاق کی تفسیر ہے ملنا درد حلق کا انگلی سے۔

بَابُ دَوَآءِ الْمَبْطُوْنِ. باب ہے بیچ دوا مبطون کے۔

فائدہ: مراد ساتھ مبطون کے وہ شخص ہے جس کا پیٹ بیمار ہو بہت دست آنے کے سبب سے اور اس کے اسباب بہت ہیں۔

٥٢٧٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ.

۵۲۷۷۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ چلتا ہے یعنی اس کو دست آتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو شہد پلا اس نے اس کو شہد پلایا سو کہا میں نے اس کو شہد پلایا سو اس نے تو اس کو اور زیادہ دست کیے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے سچ کہا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے متابعت کی ہے اس کی نضر نے شعبہ سے۔

فائدہ: اس روایت میں اختصار ہے اور دوسری روایتوں میں ہے کہ اسی طرح تین بار فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلا سو اس نے اس کو شہد پلایا تو وہ اچھا ہو گیا کہا خطابی وغیرہ نے کہ اہل حجاز جھوٹ کو خطا کی جگہ میں بولتے ہیں کہا جاتا ہے کذب سمعك یعنی نہیں پائی اس نے حقیقت اس چیز کی کہ اس سے کہی گئی سو یہ جو فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے یعنی نہیں لائق ہے واسطے قبول کرنے شفاء کے بلکہ اس سے پھسلا اور اعتراض کیا ہے بعض ملحدوں نے سو کہا کہ شہد مسہل ہے سو جس کو دست آتے ہیں اس کو کیونکر مفید ہو گا اور جواب یہ ہے کہ یہ جہل ہے اس کے قائل کا بلکہ وہ اللہ کے اس قول کی مانند ہے ﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا﴾ اس واسطے کہ اتفاق ہے سب اطباء کا اس پر کہ مختلف ہوتا ہے علاج ایک بیماری کا ساتھ اختلاف عمر کے اور عادت کے اور زمانے کے اور غذا کے جو مالوف ہو اور تدبیر کے اور قوت طبیعت کے اور اس پر کہ دست کئی قسم سے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے ہیضہ ہے جو بدہضمی سے پیدا ہوا ہے اور اس پر کہ علاج اس کا ساتھ ترک طبیعت کے ہے اور فصل اس کے سو اگر مسہل مدد کرنے والے کی حاجت ہو تو مدد کی جائے جب تک کہ بیمار کے ساتھ قوت باقی ہو شاید اس مرد کو بدہضمی سے دست آتے تھے سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے شہد کو واسطے دفع کرنے فضلوں کے جو جمع ہیں معدے کی طرفوں میں اور انتڑیوں میں واسطے اس چیز کے کہ شہد میں ہے صاف کرنے اور نکال دینے فضلوں کے سے جو پہنچتے ہیں معدے کو لیس دار اخلاط سے جو منع کرتے ہیں غذا کے قرار پکڑنے کو معدے میں اور واسطے معدے کے خمل ہیں اور

جب اس کے ساتھ لیس دار اخلاط لٹک جائیں تو اس کو فاسد کر ڈالتے ہیں اور جو غذا اس کی طرف پہنچے اس کو بھی فاسد کر ڈالتی ہے سو ہوگی دوا اس کی ساتھ اس چیز کے کہ صاف کرے ان اخلاط کو اور نہیں ہے کوئی چیز اس میں مثل شہد کی خاص کر جب کہ ملایا جائے ساتھ پانی گرم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ فائدہ دیا اس کو پہلی بار میں اس واسطے کہ واجب ہے کہ بیماری کی دوا کے واسطے کوئی اندازہ اور کمیت ہو موافق بیماری کے اگر اس سے کم ہو تو اس کو بالکل دفع نہیں کرتی اور اگر اس سے بڑھ جائے تو قوت کو واہی کر دیتی ہے اور ضرر کو پیدا کرتی ہے سو شاید اس نے پہلی بار نہ پیا تھا اس سے بقدر اس کے کہ دوا کا مقابلہ کرے سو اس کو حکم کیا کہ پھر پیئے سو جب کئی بار پینا بیماری کے مادے کے موافق ہو گیا تو وہ اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا اور یہ جو فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ دوا نافع ہے اور باقی رہنا بیماری کا نہیں ہے واسطے قصور دوا کے فی نفسہ لیکن واسطے بہت ہونے مادے فاسد کے اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ پھر پینے شہد کے واسطے نکالنے مادے فاسد کے سو اسی طرح ہوا اور اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا اور کہا خطابی نے کہ طب دو قسم پر ہے ایک طب یونان کی اور وہ قیاسی ہے اور ایک عرب اور ہند کی اور وہ تجربہ کی ہے اور اکثر حضرت ﷺ جو کسی بیمار کو بتلاتے تھے عرب کے طریق پر بتلاتے تھے اور اس سے بعض پر حضرت ﷺ کو وحی سے اطلاع ہو جاتی تھی اور البتہ کہا ہے صاحب کتاب نے طب میں کہ شہد کبھی جاری ہوتا ہے رگوں میں سریع اور چلتی ہے ساتھ اس کے اکثر غذا اور کھولتا ہے بول کو سو ہوتا ہے قابض اور کبھی باقی رہتا ہے معدے میں سو اس کو ہلا دیتا ہے یہاں تک کہ دفع کرتا ہے طعام کو اور چلاتا ہے پیٹ کو سو ہوتا ہے سہل سو ان کا روصف اس کی سے واسطے مسہل کے مطلق قصور ہے منکر سے اور کہا اس کے غیر نے کہ پیغمبر کی طب میں صحت یقینی ہے واسطے صادر ہونے اس کے کی وحی سے اور اس کے غیر کی طب اکثر اس کا حدس اور تجربہ ہے اور کبھی بعض لوگ پیغمبری طب کو استعمال کرتے ہیں اور ان کو شفاء حاصل نہیں ہوتی اور یہ واسطے مانع کے ہے کہ قائم ہوا ہے ساتھ استعمال کرنے والے کے ضعف اعتقاد شفاء کے سے ساتھ اس کے کی اور لینے اس کے ساتھ قبول کے اور ظاہر تر مثال اس میں قرآن ہے جو شفاء ہے واسطے ان بیماریوں کے کہ سینے میں ہیں اور باوجود اس کے بعض لوگوں کو سینے کی شفاء اس سے حاصل نہیں ہوتی واسطے قصور ان کے اعتقاد میں اور لینے کے ساتھ قبول کے بلکہ نہیں زیادہ کرتا ہے منافق کو مگر گندگی پر گندگی اور بیماری پر بیماری سو پیغمبری کی طب نہیں مناسب ہے مگر پاک بدنوں کو جیسے کہ شفاء قرآن کی نہیں مناسب ہے مگر پاک دلوں کو کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے جو اس کے واسطے شہد کو بتلایا تو اس میں چار قول ہیں ایک حمل کرنا آیت کا ہے عموم پر شفاء میں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے صَدَقَ اللّٰہُ یعنی اللہ نے سچ فرمایا اپنے اس قول میں ﴿فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ جب تنبیہ کی اس کو اس حکمت پر تو کیا اس نے اس کو ساتھ قبول کے سو اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا دوسرا یہ کہ وصف مذکور بطور مالوف ان کی اس کو ہے کہ ان کی عادت تھی کہ سب بیماریوں میں شہد کے ساتھ

علاج کیا کرتے تھے تیسرا یہ کہ اس کو ہیضہ تھا اور تائید کرتی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ لازم پکڑو اپنے اوپر دو شفاء والی چیزوں کو شہد کو اور قرآن کو روایت کیا ہے ابن ماجہ نے چوتھا قول یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا ہو کہ شہد پکا کر پیئے اور اس نے اس کو پہلی بار کچا پیا۔ (فتح)

بَابُ لَا صَفَرَ وَهُوَ دَآءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ. نہیں ہے صفر اور وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ کو پکڑتی ہے

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے ساتھ اس تفسیر کے اور بعض نے کہا کہ وہ سانپ ہے کہ پیٹ میں ہوتا ہے مواشی اور آدمیوں کو پہنچتا ہے اور وہ زیادہ تر بڑھنے والا ہے خارش سے نزدیک عرب کے بنا بر اس کے سو مراد ساتھ نفی صفر کے وہ چیز ہے کہ تھے اعتقاد کرتے اس کو بیچ اس کے عدوی سے اور ترجیح ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اس قول کو اس واسطے کہ وہ مقرون ہے حدیث میں ساتھ عدوی کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ صفر کے مہینہ صفر کا ہے اور یہ اس واسطے کہ عرب صفر کو حرام ٹھہراتے تھے اور محرم کو حلال ٹھہراتے تھے سو اسلام نے اس کو باطل کیا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے صفر اور بعض صفر کو منحوس جانتے تھے۔ (فتح)

٥٢٧٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِىْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِىٌّ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَمَا بَالُ إِبِلِىْ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَآءُ فَيَأْتِي الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِىْ سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ أَبِىْ سِنَانٍ.

٥٢٧٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ عدوی ہے نہ صفر اور نہ ہامہ تو ایک دیہاتی نے کہا کہ یا حضرت! کیا حال ہے میرے اونٹوں کا کہ ہوتے ہیں ریت میں جیسے ہرن ہیں یعنی صفائی بدن میں سو آتا ہے اونٹ خارش والا سو ان کے درمیان داخل ہوتا ہے سو ان کو خارش دار کر دیتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کو کس نے خارش لگائی؟۔

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ. باب ہے بیچ بیان ذات الجنب کے۔

فائدہ: وہ ایک ورم ہے گرم کہ عارض ہوتی ہے پسلیوں کی باطنی جھلی میں اور کبھی بولی جاتی ہے ذات الجنب اس درد کو کہ عارض ہوتا ہے پہلو کے کناروں میں ریح غلیظ سے جو بند ہوتی ہے صفاق اور عضل میں جو سینے میں ہے سو درد پیدا ہوتا ہے سو پہلی ذات الجنب حقیقی ہے کہ کلام کیا ہے حکیموں نے اوپر اس کے اور اس کے سبب سے پانچ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں

بخار اور کھانسی اور نخس اور ضیق النفس اور نبض منشاری اور ذات الجنب کو وجع خاصرہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ خوف ناک بیماریوں سے ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتی ہے درمیان دل اور کبد کے اور وہ بد بیماری ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو مجھ پر غالب نہ کرے گا اور مراد ساتھ ذات الجنب کے باب کی دونوں حدیثوں میں دوسری قسم ہے اس واسطے کہ دوا کیا جاتا ہے ساتھ کوٹ کے ریح غلیظ کا کہا مسیحی نے کہ کوٹ گرم خشک ہے قابض ہے روکتا ہے پیٹ کو اور قوی کرتا ہے باطنی اعضاء کو اور ریح کو دور کرتا ہے اور سدے کو کھولتا ہے اور زیادہ رطوبت کو دور کرتا ہے اور جائز ہے کہ کوٹ حقیقی ذات الجنب کو بھی فائدہ کرے جب کہ مادے بلغمی سے پیدا ہو خاص تنزل کے وقت میں۔

٥٢٧٩ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللهَ عَلٰى مَا تَدْغَرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهٰذِهِ الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ وَهِيَ لُغَةٌ.

٥٢٧٩۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں سے ہے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی اور وہ بہن ہے عکاشہ کی اس نے اس کو خبر دی کہ وہ اپنے بیٹے کو حضرت ﷺ کے پاس لائی کہ درد حلق سے اس کا تالو ملا تھا سو فرمایا کہ اللہ سے ڈرو کیوں تم تالو ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے لازم پکڑو تم اپنے اوپر اس کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ایک ان میں سے ذات الجنب ہے مراد قسط ہے کہا قسط بھی ایک لغت ہے۔

٥٢٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ عَلٰى أَيُّوبَ مِنْ كُتُبِ أَبِي قِلَابَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ وَكَانَ هٰذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِهِ وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي

٥٢٨٠۔ حدیث بیان کی ہم سے عارم نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد نے کہا کہ پڑھا گیا ایوب پر ابو قلابہ کی کتابوں سے بعض چیز اس سے وہ ہے کہ حدیث بیان کیا گیا ساتھ اس کے ایوب بعض چیز اس سے وہ ہے کہ پڑھی گئی اوپر اس کے اور تھا یہ کتاب میں کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اس کو داغا اور ابو

قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَّرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ قَالَ أَنَسٌ كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَّشَهِدَنِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ.

طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ہاتھ سے داغا اور کہا عباد بن منصور نے ایوب سے اس نے روایت کی ابو قلابہ سے اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گھر والوں کو اجازت دی کہ جھاڑ پھونک کریں زہر سے اور کان سے کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ میں داغا گیا ذات الجنب کی بیماری کے سبب سے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ میرے پاس موجود تھے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو داغا۔

فائدہ: اول داغنے کو دونوں کی طرف منسوب کیا اس واسطے کہ وہ دونوں اس کے ساتھ راضی تھے پھر اس کو صرف ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا اس واسطے کہ اس نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے داغا اور یہ جو کہا کہ عباد بن منصور نے کہا تو مراد اس تعلیق سے فائدہ ہے متن کی جہت سے اور وہ یہ ہے کہ داغنا مذکور ذات الجنب کی بیماری کے سبب سے تھا اور یہ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا اور یہ کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہیں جو وہاں موجود تھے اور زہر کا حکم آئندہ آئے گا اور بہر حال کان کا منتر سو کہا ابن بطال نے کہ مراد کان کا درد ہے یعنی رخصت دی بیچ منتر کان کے جب کہ ہو اس میں درد اور یہ نہیں وارد ہوتا ہے حصر مذکور پر کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ سے یا حمہ سے سو جائز ہے کہ رخصت دی ہو اس میں بعد منع کے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ نہیں ہے کوئی منتر زیادہ تر نافع منتر آنکھ سے اور حمہ کے سے اور یہ مراد نہیں کہ ان دونوں کے سوائے اور کسی چیز کے واسطے جائز نہیں اور مراد اہل بیت انصار سے وہ آل عمرو بن حزم کی ہے اور انس بن نضر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا چچا ہے۔

بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ.

جلانا چٹائی کا تا کہ بند کیا جائے ساتھ اس کے خون زخم سے۔

فائدہ: یعنی راہ خون اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کے کہ یہ مال کا ضائع کرنا نہیں ہے اس واسطے کہ وہ تو صرف مباح ضرورت کے واسطے کیا جاتا ہے اور البتہ ابوالحسن قابسی نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ وہ چٹائی کس چیز سے تھی تو ہم اس کو خون بند کرنے کی دوا ٹھہراتے اور کہا ابن بطال نے کہ گمان کیا ہے اہل طب نے کہ ہر قسم کی چٹائی جب جلائی جائے تو باطل کرتی ہے خون کی زیادتی کو بلکہ سب راکھ اسی طرح ہے اس واسطے کہ راکھ کی شان سے قبض کرنا ہے اسی واسطے باب باندھا ہے ترمذی نے دوا کرنا ساتھ راکھ کے کہا مہلب نے اس میں ہے کہ راکھ سے خون بند کرنا ان کے نزدیک معلوم تھا خاص کر جب کہ ہو چٹائی دب سے کہ وہ معلوم ہے ساتھ قبض کے اور خوشبو کے سو

قبض بند کرتی ہے زخم کے منہ کو اور خوش کرتی ہے بو کو اور لے جاتی ہے خون کی آلائش کو اور بہر حال دھونا خون کا اول سو لائق ہے کہ ہو اسی وقت جب کہ زخم گہرا نہ ہو اور اگر زخم گہرا ہو تو نہیں امن ہے اس سے کہ پانی ڈالنے سے ضرر ہو۔

۵۲۸۱ ـ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِیُّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلٰی رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْبَیْضَةُ وَاُدْمِیَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتْ رَبَاعِیَتُهٗ وَكَانَ عَلِیٌّ یَخْتَلِفُ بِالْمَآءِ فِی الْمِجَنِّ وَجَآءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَاَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ یَزِیْدُ عَلَی الْمَآءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ اِلٰی حَصِیْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا وَاَلْصَقَتْهَا عَلٰی جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَاَ الدَّمُ.

۵۲۸۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خود ٹوٹی یعنی دن جنگ اُحد کے اور آپ کا چہرہ خون سے آلودہ ہوا اور آپ کا دانت توڑا گیا اور علی رضی اللہ عنہ بار بار ڈھال میں پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے لہو دھوتی تھیں سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خون دیکھا کہ پانی سے زیادہ ہوتا جاتا ہے تو چٹائی کی طرف قصد کیا اس کو جلا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر لگایا سو خون بند ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔ رقأ الدم یعنی باطل ہوا نکلنا اس کا۔

بَابُ الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ. بخار دوزخ کے جوش سے ہے۔

فائدہ: اور مراد غلبہ اور جوش اس کی گرمی کا ہے اور بخار کئی قسم پر ہے اور اختلاف ہے بیچ منسوب کرنے اس کے طرف جہنم کی سو بعض نے کہا کہ مراد حقیقت ہے اور لپٹ جو حاصل ہے بخار والے کے بدن میں ایک ٹکڑا ہے دوزخ سے مقدر کیا ہے اللہ نے اس کے ظہور کو ساتھ اسباب کے جو اس کو تقاضا کرتے ہیں تا کہ عبرت پکڑیں ساتھ اس کے بندے جیسے کہ اقسام خوشی اور لذت کی بہشتوں کی نعمتوں سے ہیں ظاہر کیا ہے ان کو دنیا میں واسطے عبرت اور دلالت کے اور یہ مانند اس حدیث کی ہے کہ ٹھنڈی کرو نماز کو اس واسطے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کو دو بار سانس لینے کی اجازت دی اور بعض نے کہا کہ مراد تشبیہ ہے یعنی بخار کی گرمی دوزخ کی گرمی کے مشابہ ہے اور پہلا احتمال اولیٰ ہے۔ (فتح)

۵۲۸۲ ـ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنِی ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ

۵۲۸۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے سو اس کو پانی سے سرد کرو۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى
مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوْهَا بِالْمَآءِ.

فائدہ: کہا خطابی وغیرہ نے کہ بعض بیوقوف طبیبوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے ساتھ اس طور کے کہ بخار والے کا پانی سے نہانا بڑا خطرہ ہے کہ اس کو ہلاک کے قریب پہنچا دیتا ہے اس واسطے کہ وہ جمع کرتا ہے مسام کو اور بند کرتا ہے بخار کو اور الٹا دیتا ہے گرمی کو طرف داخل بدن کی سو ہوتا ہے یہ سبب واسطے تلف کے اور جواب یہ ہے کہ یہ اشکال پیدا ہوا ہے اس شخص کو جس کو حدیث کے سچ ہونے میں شک ہے سو اس کو اول کہا جاتا ہے کہ کہاں سے حمل ہوا امر اوپر نہانے کے اور نہیں ہے حدیث صحیح میں بیان کیفیت اس کی کا چہ جائیکہ خاص ہونا اس کا ساتھ نہانے کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ بخار کو پانی سے سرد کرو سو اگر رضاعت طب کی تقاضا کرے کہ غوطہ مارنا ہر بخار والے کا پانی میں یا ڈالنا اس کے سارے بدن پر اس کو ضرر کرتا ہے تو نہیں ہے یہ مراد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود حضرت ﷺ کا استعمال کرنا پانی کا ہے ایسی وجہ سے کہ نفع دے سو چاہیے کہ بحث کی جائے اس وجہ سے تا کہ حاصل ہو نفع ساتھ اس کے اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے دوسری حدیث سے کہ مراد مطلق نہانا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی نہانا ہے اوپر وجہ مخصوص کے اور اولیٰ یہ ہے کہ تبرید بخار کی کیفیت کو اسماء کے فعل پر حمل کیا جائے کہ وہ چھڑکتے تھے بخار والے کے بدن پر کچھ پانی اس کے آگے اور کپڑے میں اور صحابی اعلم ہے ساتھ مراد کے اپنے غیر سے اور شاید یہی راز ہے اس میں کہ بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے پیچھے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو وارد کیا ہے اور یہ عجب ترتیب اس کے سے ہے اور برتقدیر اس کے کہ وارد ہو تصریح ساتھ نہانے کے سارے بدن میں سو جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو بیچ وقت مخصوص کے ساتھ عدد مخصوص کے سو ہوگا ان خواص سے کہ حضرت ﷺ کو ان پر وحی سے اطلاع ہوئی اور باطل ہو گی نزدیک اس کے سب گفتگو اہل طب کی اور روایت کی ہے ترمذی نے مرفوع کہ جب کسی کو بخار پہنچے اور وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے سو چاہیے کہ اس کو پانی کے ساتھ سرد کرے جاری نہر میں گھسے اور جس طرف سے پانی آتا ہو اس طرف منہ کرے اور کہے بسم اللہ الٰہی! اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول کو سچا کر بعد نماز فجر کے سورج کے نکلنے سے پہلے اور چاہیے کہ اس میں تین بار غوطہ لگائے تین دن سو اگر اچھا نہ ہو تو پانچ دن نہیں تو سات دن نہیں تو نو دن کہ وہ نہیں قریب ہے کہ نو دن سے آگے نہ بڑھے اللہ کے حکم سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ حکم واسطے بعض بخاروں کے سوائے بعض کے اور بعض جگہوں میں سوائے بعض کے واسطے بعض شخصوں کے سوائے بعض کے اور یہ باوجہ ہے اس واسطے کہ خطاب حضرت ﷺ کا کبھی عام ہوتا ہے اور یہ اکثر ہے اور کبھی خاص ہوتا ہے جیسے کہ فرمایا کہ نہ منہ کرو طرف قبلے کی ساتھ پاخانے کے اور نہ بول کے لیکن پورب اور پچھم کی طرف منہ کیا کرو یہ خطاب سب زمین والوں کو نہیں بلکہ خاص ہے واسطے مدینے

والوں کے اور جو لوگ ان کی جانب میں ہیں سو اسی طرح احتمال ہے کہ ہو یہ حکم خاص ساتھ اہل حجاز کے اور جو ان کے گرد ہیں اس واسطے کہ اکثر بخار ان کو گرمی کی شدت سے عارض ہوتا ہے اور ان کو ٹھنڈا پانی فائدہ دیتا ہے پینے میں اور نہانے میں اس واسطے کہ بخار حرارت غریبہ ہے کہ روشن ہوتی ہے دل میں اور پھیلتی ہے اس سے روح کے ذریعہ سے طرف رگوں کی سارے بدن میں اور وہ دو قسم پر ہے ایک عرضی ہے اور وہ پیدا ہوتا ہے ورم سے یا حرکت سے یا سورج کی گرمی کی شدت سے اور ایک قسم بخار مرضی ہے اور وہ تین قسم پر ہے اور ہوتی ہے مادے سے پھر اس میں سے وہ قسم ہے جو گرم کرتی ہے سارے بدن کو سو اگر اس کے تعلق کا مبدا روح کے ساتھ ہو تو وہ حمی یومی ہے اس واسطے کہ وہ غالبا ایک دن میں واقع ہوتی ہے اور اس کی نہایت تین دن تک ہے سو جائز ہے کہ مراد حدیث میں یہی قسم ہو اس واسطے کہ وہ تھم جاتی ہے غوطہ مارنے سے ٹھنڈے پانی میں اور ساتھ پینے پانی برف والے کے اور نہیں محتاج ہوتا ہے صاحب اس کا طرف اور علاج کی اور کہا جالینوس نے کہ ایک قسم کے بخار کو ٹھنڈا پانی فائدہ دیتا ہے جب کہ اس کے پیٹ میں ورم نہ ہو اور کہا ابو بکر رازی نے کہ اگر بیمار کا بدن سر سبز ہو اور زمانہ گرم ہو اور اس کو سرد پانی میں نہانے کی عادت ہو تو اجازت دی جائے اس کو بیچ نہانے کے اور البتہ مکرر ہوا ہے حدیثوں میں استعمال کرنا حضرت ﷺ کا سرد پانی کو جیسے کہ مرض الموت میں فرمایا کہ مجھ پر سات مشکیں بہاؤ جن کا منہ نہ کھلا ہو۔ اور ان حدیثوں میں رد ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے پانی کو ساتھ صدقہ کے یعنی خیرات کرو۔ (فتح)

قَالَ نَافِعٌ وَّكَانَ عَبْدُ اللهِ يَقُولُ اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ.

کہا نافع نے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ دور کرو ہم سے عذاب کو۔

فائدہ: اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا تھا اس سے کہ اصل بخار کی دوزخ سے ہے کہ جس کو یہ پہنچے اس کو اس کے ساتھ عذاب ہوتا ہے اور یہ عذاب کرنا مختلف ہوتا ہے ساتھ مختلف ہونے اس کے محل کے سو ہوتا ہے واسطے ایمان دار کے کفارہ اس کے گناہوں کا اور زیادتی اس کے ثواب میں کما مر اور واسطے کافر کے عقوبت اور بدلہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلب کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو دور ہونے کو باوجودیکہ اس میں ثواب ہے واسطے مشروع ہونے طلب عافیت کے اللہ تعالیٰ سے اس واسطے کہ قادر ہے اس پر کہ اپنے بندے کے گناہ کو اتارے اور اس کے ثواب کو زیادہ کرے بغیر اس کے کہ پہنچے اس کو کوئی چیز جو اس پر دشوار ہو۔ (فتح)

٥٢٨٣ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَآءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ

٥٢٨٣۔ حضرت فاطمہ منذر کی بیٹی سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ جب اس کے پاس کوئی بخار والی عورت لائی جاتی کہ اس کے واسطے دعا کرے تو وہ پانی لیتی اور اس کو اس کے اور اس کے گریبان کے درمیان چھڑکتی کہا

لَهَا أَخَذَتِ الْمَآءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَآءِ.

اور کہتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اس کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

٥٢٨٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ.

۵۲۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کا جوش ہے سو اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

٥٢٨٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ.

۵۲۸۵۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بخار دوزخ کا جوش ہے سو اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَايِمُهٗ.

جو نکلے ایسی زمین سے جو اس کو موافق نہ ہو۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس میں قصہ عرینیوں کا اور اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف کہ وہ حدیث کہ وارد کیا ہے اس کو اس کے بعد کہ جس زمین میں طاعون واقع ہو اس سے کوئی باہر نہ نکلے سو یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اس سے بھاگ کر نکلے، کما سیاتی ان شاء اللّٰہ تعالٰی ۔ (فتح)

٥٢٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا أَوْ رِجَالًا مِّنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوْا بِالْإِسْلَامِ وَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيْفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۵۲۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند لوگ عکل اور عرینہ کی قوم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم لوگ شیر دار مواشی والے ہیں ہم کھیتی والے ہیں سو انہوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ساتھ اونٹوں اور چرانے والے کے اور ان کو حکم کیا کہ اس میں نکلیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو وہ چلے یہاں تک کہ جب پتھریلی زمین کے کنارے میں تھے تو اپنے اسلام کے بعد کافر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَبِرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوْا فِيْهِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى كَانُوْا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ وَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا عَلٰى حَالِهِمْ.

ہوئے اور حضرت ﷺ کے چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے ڈھونڈنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا یعنی سو پکڑے آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا سو انہوں نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کر ان کو اندھا کیا اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور پتھریلی زمین کے کنارے میں چھوڑے گئے یہاں تک کہ اسی حال میں مر گئے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے طاعون میں۔

فائدہ: یعنی اس قسم سے کہ صحیح ہے اس کی شرط پر کہا خلیل نے کہ طاعون وبا ہے اور کہا صاحب نہایہ نے کہ طاعون عام ہے کہ فاسد ہوتی ہے واسطے اس کے ہوا اور فاسد ہوتیں ہیں ساتھ اس کے مزاجیں اور بدن اور کہا ابو الید ماجی نے کہ وہ مرض ہے کہ عام ہوتی ہے بہت لوگوں کو ایک جہت میں جہات سے برخلاف معتاد بیماریوں کے اور ہوتی ہے بیماری ان کی ایک برخلاف باقی اوقات کے کہ ان کی بیماریاں مختلف ہوتی ہیں اور حاصل یہ ہے کہ حقیقت اس کی ایک ورم ہے جو پیدا ہوتی ہے خون کے جوش مارنے سے یا اس کی گرمی سے طرف ایک عضو کی سو اس کو فاسد کر ڈالتی ہے اور یہ کہ سوائے اس کے عام بیماریاں جو ہوا کے فساد سے پیدا ہوتی ہیں ان کا نام طاعون بطور مجاز کے رکھا جاتا ہے واسطے مشترک ہونے دونوں کے بیچ عام ہونے بیماری کے ساتھ اس کے یا کثرت موت کے اور دلیل اس پر کہ طاعون مغائر ہے وبا کو وہ چیز ہے جو باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ طاعون مدینے میں داخل نہیں ہو گی اور پہلے گزر چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ اللہ کی سب زمین سے اس میں زیادہ وبا تھی اور اسی طرح ہے حدیث بلال رضی اللہ عنہ کی اور عرنیوں کی سو یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ وبا مدینے میں موجود تھی اور البتہ تصریح کی ہے پہلی حدیث نے کہ طاعون مدینے میں داخل نہیں ہو گی سو دلالت کی اس نے کہ وبا اور بیماری ہے اور طاعون اور بیماری ہے اور جس نے ہر وبا کو طاعون کہا ہے اس نے بطور مجاز کے کہا ہے اور وہ چیز کہ جدا ہوتی ہے ساتھ اس کے طاعون وبا سے اصل طاعون ہے کہ نہیں تعرض کیا واسطے اس کے طبیبوں نے اور وہ ہونا اس کا ہے جنون کی طعن سے اور نہیں مخالف ہے یہ اطباء کے قول کو کہ طاعون پیدا ہوتی ہے خون کے جوش سے اس واسطے کہ جائز ہے

کہ پیدا ہوتا ہو یہ باطنی زخم سے سو پیدا ہوتا ہے اس سے مادہ سمیہ اور جوش مارتا ہو خون اس کے سبب سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں تعرض کیا طبیبوں نے واسطے ہونے اس کے طعن جن سے اس واسطے کہ وہ امر ہے کہ نہیں پایا جاتا ہے ساتھ عقل کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے شارع سے سو کلام کیا انہوں نے موافق اپنے قواعد کے اور تائید کرتی ہے اس امر کی کہ طاعون جنوں کے طعن سے ہے یہ کہ طاعون واقع ہوتی ہے غالبا اعدل فصل اور صحیح تر شہر میں اور اس واسطے کہ اگر بسبب فساد ہوا کے ہوتی تو عام ہوتی آدمیوں اور حیوانوں کو اور موجودہ مشاہدہ میں یہ ہے کہ وہ بہت کو پہنچتی ہے بہت کو جو ان کی جانب میں ہیں اور ان کی مزاج ان کی مانند ہے اس واسطے کہ فساد ہوا کا تقاضا کرتا ہے تغیر اخلاط اور کثرت بیماری کو اور طاعون غالبا قتل کرتی ہے بغیر بیماری کے سو دلالت کی اس نے کہ طاعون جنوں کی طعن سے ہے جیسے کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں جو اس میں وارد ہیں ان میں سے ایک حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع فَنَاءُ اُمَّتِیْ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الطَّاعُوْنُ قَالَ وَخَزَا عَدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَفِیْ كُلِّ شَهَادَةٍ اخرجه احمد یعنی فنا ہونا میری امت کا طعن اور طاعون سے ہے کہا گیا کہ یا حضرت! اس طعن کو تو ہم نے پہچانا سو طاعون کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ زخم ہے تمہارے دشمن جنوں کا اور ہر ایک میں شہادت ہے اور کہا اہل لغت نے کہ وخز زخم ہے جب کہ باہر نہ نکلا ہو اور وصف کیا گیا زخم جنوں کا ساتھ اس کے کہ وہ وخز ہے اس واسطے کہ وہ واقع ہوتا ہے باطن سے طرف ظاہر کی اول اندر تاثیر کرتا ہے پھر باہر تاثیر کرتا ہے اور پار نہیں ہوتا اور یہ برخلاف زخم آدمیوں کے ہے کہ وہ واقع ہوتا ہے ظاہر سے طرف باطن کی سو اول ظاہر میں تاثیر کرتا ہے پھر باطن میں اور کبھی پار نہیں ہوتا۔ (فتح)

۵۲۸۷ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ أَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِیْمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ یُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فَقُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ یُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا یُنْكِرُهُ قَالَ نَعَمْ.

۵۲۸۷۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب اسی زمین میں وبا پڑے جس میں تم ہو تو اس سے نہ نکلو میں نے کہا کہ تو نے سنا ہے اس کو کہ حدیث بیان کرتا تھا سعد کو اور اس سے نہ انکار کرتا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں!۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ طاعون رجس ہے کہ بھیجی گئی بنی اسرائیل پر اور تم سے پہلوں پر سو شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ آئے ہے بلعام کے قصے میں سو روایت کی ہے طبری نے سیار سے کہ ایک مرد تھا اس کو بلعام کہا

جاتا تھا اس کی دعا قبول تھی اور یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ متوجہ ہوئے اس زمین کی طرف جس میں بلعام تھا سو بلعام کی قوم اس کے پاس آئی سو انہوں نے اس سے کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم پر بددعا کر اس نے کہا نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اجازت لوں تو اللہ کی طرف سے منع کیا گیا پھر وہ اس کے پاس ہدیہ لائے اس نے اس کو قبول کیا اور دوسری بار انہوں نے اس سے سوال کیا اس نے کہا کہ میں اپنے رب سے اجازت لوں سو اس کو کچھ جواب نہ ملا انہوں نے کہا کہ اگر اللہ اس کو برا جانتا تو مجھ کو منع کرتا سو اس نے موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کی سو جو بنی اسرائیل پر بددعا کرتا تھا وہ اس کی اپنی قوم پر الٹ پڑتی انہوں نے اس کو اس پر ملامت کی پھر اس نے کہا کہ میں تم کو بتلاتا ہوں وہ چیز کہ اس میں ان کا ہلاک ہونا ہے عورتوں کو ان کے لشکر میں بھیجو اور ان کو حکم کرو کہ کسی سے باز نہ رہیں یعنی اگر کوئی ان سے حرام کرنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں سو عنقریب ہے کہ حرام کریں اور ہلاک ہو جائیں اور ان عورتوں میں بادشاہ کی بیٹی بھی تھی سو کسی گروہ کے سردار نے اس سے حرام کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو اپنے مکان کی خبر دی سو اس نے اس کو اپنی جان پر قابو دیا سو واقع ہوا بنی اسرایل میں طاعون سو ان میں سے ایک دن میں ستر ہزار آدمی مرے اور آیا ایک مرد ہارون علیہ السلام کی اولاد سے اور اس کے پاس نیزہ تھا سو اس نے اس مرد اور عورت کو دونوں کو نیزہ سے مار ڈالا اور دونوں کو نیزہ سے گوندا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے مبتدا میں کہ اللہ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل کے گناہ بہت ہوئے سو ان کو اختیار دے درمیان تین چیزوں کے یا قحط کے یا دشمن کے دو مہینے یا طاعون کے تین دن داؤد علیہ السلام نے ان کو خبر دی انہوں نے کہا کہ تو ہمارے واسطے اختیار کر انہوں نے طاعون کو اختیار کیا سو ان میں سے دن ڈھلتے تک ستر ہزار مرا اور بعض نے کہا ایک لاکھ پھر داؤد علیہ السلام نے اللہ کی طرف زاری کی اللہ نے طاعون کو دور کیا اور بنی اسرائیل کے سوائے اور امتوں میں طاعون واقع ہوئی ہے اور یہ مراد ہے ساتھ قول حضرت کے مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اور طبری نے روایت کی ہے کہ فرعون کی قوم میں طاعون پڑی اور ان میں سے ستر ہزار آدمی مرے پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ دعا کر اگر تو ہم سے یہ عذاب دور کرے تو ہم تیرے ساتھ ایمان لائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے طاعون دور کیا اور باقی شرح حدیث کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ۔ (فتح)

٥٢٨٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ

۵۲۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب سرغ (ایک شہر کا نام ہے تیرہ منزل مدینے سے شام کی طرف) میں تھے تو فوجوں کے سردار یعنی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ان سے ملے سو انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ بے شک شام

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَآءُ الْأَجْنَادِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُوْا لِيَ الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَّشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِّنْ مُّهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوْا نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّيْ مُصَبِّحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوْا عَلَيْهِ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ أَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَّهٗ عُدْوَتَانِ

میں وبا پڑی ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلا میرے واسطے مہاجرین اولین کو سو اس نے ان کو بلایا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا اور ان کو خبر دی کہ بے شک شام میں وبا پڑی ہے یعنی سو آگے جانا چاہیے یا نہیں؟ سو انہوں نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ البتہ تو ایک بڑے کام کے واسطے نکلا ہے اور ہم صلاح نہیں دیکھتے کہ تو اس سے پھرے اور بعض نے کہا کہ تیرے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور باقی لوگ ہیں اور ہم صلاح نہیں دیکھتے کہ تو ان کو اس وبا پر آگے لے جائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ سو اٹھ گئے پھر کہا کہ میرے واسطے انصار کو بلا سو میں نے ان کو بلایا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا سو وہ بھی مہاجرین کے راہ چلے یعنی جو انہوں نے کہا اور اختلاف کیا جیسے انہوں نے اختلاف کیا تھا کہا میرے پاس سے اٹھ جاؤ پھر کہا کہ بلا میرے واسطے جو یہاں ہو قریش کے بزرگوں سے فتح کے مہاجرین سے سو میں نے ان کو بلایا سو ان میں سے دو مردوں نے بھی اس پر اختلاف نہ کیا یعنی بلکہ سب نے اتفاق سے کہا کہ ہم صلاح یہ دیکھتے ہیں کہ تو لوگوں کے ساتھ پلٹے اور ان کو اس وبا پر آگے نہ لے جائے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں پکارا کہ بے شک میں صبح کو پیچھے ہٹنے والا ہوں سو تم بھی صبح کو پلٹو کہا ابو عبیدہ نے (یعنی اور وہ اس وقت شام کے امیر تھے) کیا تو پھرتا ہے واسطے بھاگنے کے اللہ کی تقدیر سے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبیدہ! اگر تیرے سوائے کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اس کو سزا دیتا ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے طرف تقدیر اللہ کے بھلا بتلا تو کہ اگر تیرے اونٹ ہوں اور تو

إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَّالْأُخْرٰى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِيْ فِيْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَّأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ.

ایک نالے میں اترے جس کے دو طرفیں ہوں ایک سرسبز ہو اور دوسری خشک بے گھاس کے سوا اگر تو سرسبز کو چرائے تو کیا تو نے اس کو اللہ کی تقدیر سے نہیں چرایا اور اگر تو خشک کو چرائے تو کیا تو نے اس کو اللہ کی تقدیر سے نہیں چرایا؟ پھر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور وہ اپنے کسی کام سے غائب تھے یعنی مشورے میں ان کے ساتھ موجود نہ تھے بسبب غائب ہونے کے سو کہا کہ بے شک میرے پاس اس امر میں علم ہے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم وبا کو کسی زمین میں سنو تو اس پر آگے نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں پڑے اور تم اس میں ہو تو نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف کی پھر پھرے۔

فائدہ: یہ طاعون جو اس وقت شام میں واقع ہوئی تھی اس کا نام طاعون عمواس رکھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ ان سے فوجوں کے سردار ملے یعنی شہروں کے سردار اور وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ اور عمر بن عاص رضی اللہ عنہم تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شہروں کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا ہوا تھا اور لڑائی کا اختیار خالد رضی اللہ عنہ کو دیا ہوا تھا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کو پانچ صوبوں پر تقسیم کیا ایک صوبہ اردن کا اور ایک حمص کا اور ایک دمشق کا اور ایک فلسطین کا اور قنسرین کا گویا ان پانچ صوبوں کو پانچ فوجیں مقرر کیا اور ہر ایک فوج پر ایک امیر مقرر کیا اور یہ جو کہا کہ فتح کے مہاجرین سے یعنی جنہوں نے فتح مکہ کے سال مدینے کی طرف ہجرت کی یا مراد مسلمان فتح کے ہیں یعنی جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے یا جو لوگ فتح مکے کے بعد مدینے کی طرف ہجرت کر گئے تھے ان کو باعتبار ظاہر کے مہاجر کہا اگرچہ فتح مکے کے بعد ہجرت کا حکم موقوف ہو گیا تھا اور اطلاق کیا اس پر یہ واسطے احتراز کرنے کے ان کے غیر سے قریش کے بزرگوں سے جو مکے میں رہے اور بالکل ہجرت نہ کی اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مہاجر کو فی الجملہ غیر مہاجر پر فضیلت ہے اگرچہ ہجرت فاضلہ در اصل سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اس شخص کے ہے جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی واسطے اس حدیث کے لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی نہیں ہجرت ہے بعد فتح مکہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوا یہ اس طرح اس واسطے کہ ہجرت کے بعد مکہ دار الاسلام ہو گیا تھا سو جو اس میں سے مدینے کی طرف ہجرت کرتا تھا وہ صرف طلب علم اور جہاد کے واسطے ہجرت کرتا تھا نہ واسطے بھاگنے کے ساتھ دین اپنے کے برخلاف اس شخص مکے جس نے فتح سے پہلے ہجرت

کی اور باقی لوگ یعنی اصحاب تعظیم کے واسطے ان کو کہا یعنی نہیں لوگ مگر وہی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ باقی لوگوں کے وہ لوگ ہوں جنہوں نے حضرت ﷺ کو پایا عام طور سے اور مراد ساتھ اصحاب کے وہ لوگ ہوں جو ہمیشہ حضرت ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ کے ہمراہ جہاد کیا اور یہ جو کہا کہ اگر تیرے سوائے کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اس کو سزا دیتا اور یا معنی یہ ہیں کہ میں نے اس سے تعجب نہیں کیا لیکن میں تجھ سے تعجب کرتا ہوں کہ تو باوجود علم اور فضل کے یہ کس طرح کہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو محذوف لادبتہ یعنی میں اس کو ادب سکھاتا یا تو واسطے تمنی کے ہے پس نہیں حاجت ہے طرف جواب کی اور معنی یہ ہیں کہ اگر تیرے سوائے اور کوئی شخص جو سمجھ نہیں رکھتا یہ کہتا تو البتہ معذور رکھا جاتا اور البتہ بیان کیا سبب اس کا ساتھ قول اپنے کے کہ عمر اس کی مخالفت کو مکروہ رکھتے تھے اور یہ جو کہا کہ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے طرف تقدیر اللہ کی تو ایک روایت میں ہے کہ اگر ہم آگے جائیں تو اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر پیچھے ہٹیں تو بھی اللہ کی تقدیر سے ہے اور اس کو فرار کہا واسطے مشابہ ہونے اس کے ساتھ اس کے صورت میں اگرچہ نہیں ہے فرار شرعی اور مراد یہ ہے کہ ہجوم کرنا آدمی کا اس چیز پر کہ اس کو ہلاک کرے منع ہے اور اگر کرے تو ہوگا اللہ کی تقدیر سے اور بچنا اس کا اس چیز سے کہ اس کو ایذا دے مشروع ہے اور کبھی مقدر کرتا ہے اللہ واقع ہونے اس کے کو اس چیز میں کہ اس سے بھاگا سو اگر اس کو کرے یا نہ کرے تو ہوگا اللہ کی تقدیر سے سو وہ دو مقام ہیں مقام توکل کا اور مقام تمسک کا ساتھ اسباب کے کما سیاتی تقریرہ اور محصل عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا کہ ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگے یہ ہے کہ مراد ان کی یہ ہے کہ وہ نہیں بھاگے اللہ کی تقدیر سے حقیقۃً اور یہ اس واسطے کہ جس چیز سے وہ بھاگے وہ ایک امر ہے کہ اس سے انہوں نے اپنی جان پر خوف کیا سو نہ ہجوم کیا اوپر اس کے اور جس چیز کی طرف بھاگے تھے وہ ایک امر ہے کہ نہیں خوف کیا اس سے اپنی جان پر مگر اس چیز سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس کے واقع ہونے سے برابر ہے کہ مسافر ہو یا مقیم اور ایک روایت میں سالم سے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سبب سے پھرے اور نہیں مراد ہے سالم کی ساتھ اس حصر کے نفی سبب عمر کے رجوع کے کہ وہ ان کے اپنے اجتہاد سے تھا جس پر اس سے قریش کے بزرگوں نے موافقت کی بلکہ مراد اس کی یہ ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنی تو راجح ہوا نزدیک ان کے پلٹ جانا جس پر انہوں نے قصد کیا تھا تو گویا کہ وہ کہتا ہے کہ اگر نص نہ ہوتی تو البتہ ممکن تھا کہ صبح کو اس میں تردد کرتے یا اپنی رائے پر رجوع کرتے سو جب عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنی تو بدستور رہے اپنے پہلے قصد پر اور اگر حدیث نہ ہوتی تو بدستور نہ رہتے اور حاصل یہ ہے کہ ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پھرنے کے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں سو وہ مانند اس شخص کی ہے جو کسی گھر میں داخل ہونا چاہے سو اس میں مثلاً آگ جلتی دیکھے جس کا بچنا مشکل ہو سو وہ اس میں داخل نہ ہو بلکہ پھر جائے تا کہ اس کو آگ نہ پہنچے سو پھرے عمر رضی اللہ عنہ واسطے اس کے سو جب ان کو حدیث پہنچی تو ان کی رائے کے موافق پڑی تو ان کو خوش لگی سو اسی

واسطے کہا جس نے کہا کہ رجوع کیا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے حدیث کے نہ اپنی رائے سے فقط اور اسی طرح ابوعبیدہ نے بھی پہلے عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کیا پھر ان کے موافق ہوئے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے پھرنا واسطے اس شخص کے جو کسی شہر میں داخل ہونا چاہے سو معلوم کرے کہ اس میں طاعون پڑی ہے اور یہ کہ نہیں ہے یہ شگون بد سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس قسم سے ہے کہ منع ہے ڈالنا اپنے آپ کو ہلاکت کی طرف یا وہ از قسم سد ذریعہ کے ہے تاکہ نہ اعتقاد کرے وہ شخص کہ داخل ہو اس زمین میں جس میں طاعون پڑی کہ اگر اس میں نہ جاتا تو اس کو بیماری نہ لگتی اور البتہ گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور یہ کہ جائز ہے جانا اس کی طرف اس کو جس کا توکل قوی ہو اور اس کا یقین صحیح ہو اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اپنے پھرنے پر پشیمان ہوئے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور کہا قرطبی نے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ سے اور کس طرح نادم ہوتے اوپر کرنے اس چیز کے کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کی سند قوی ہے اور ایسی قوی حدیث رد نہیں کی جاتی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے سو احتمال ہے کہ ہو جیسے بغوی نے کہا کہ حمل کیا ہے اس کو ایک قوم نے نہی تنزیہ پر اور یہ کہ جانا بیچ اس کے جائز ہے واسطے اس شخص کے جس پر توکل غالب ہو اور پھرنا اس سے رخصت ہے اور قوی تر یہ احتمال ہے کہ وہ نادم ہوئے اس پر کہ وہ ایک مسلمانوں کی مہم کے واسطے نکلے تھے سو طاعون کے سبب سے خالی پھر آئے اور وہ مہم طے نہ ہوئی اور نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شہر میں وبا پڑے اور وہ اس میں ہو تو اس سے نکلنا منع ہے اور اس میں اصحاب کو اختلاف ہے کما تقدم اور نقل کیا ہے عیاض نے ایک جماعت اصحاب سے کہ جائز ہے نکلنا اس زمین سے جس میں طاعون واقع ہو ان میں سے ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور تابعین سے ان میں سے ہے اسود رحمۃ اللہ علیہ اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور ان میں سے بعض نے کہا کہ نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے پس مکروہ ہے حرام نہیں ہے اور ایک جماعت اصحاب کا یہ قول ہے کہ حرام ہے نکلنا اس سے واسطے ظاہر نہی کے جو ثابت ہے حدیثوں میں جو پہلے گزریں اور یہی راجح ہے نزدیک شافعیہ کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ طاعون سے بھاگنے والا جیسے جنگ سے بھاگنے والا اور اس میں صبر کرنے والا جیسے اس میں صبر کرنے والا کہا طحاوی نے اور استدلال کیا ہے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے نکلنے کو ساتھ نہی کے جو وارد ہے دخول سے اس زمین میں جس میں طاعون واقع ہو کہا انہوں نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے واسطے اس خوف کے کہ لگ جائے وہ وبا اس شخص کو جو اس پر داخل ہو اور یہ استدلال مردود ہے اس واسطے کہ اگر نہی اس واسطے ہوتی تو البتہ جائز ہوتا نکلنا اس سے اس جگہ کے رہنے والوں کو جس میں وبا واقع ہوئی اور حالانکہ اس سے بھی نہی ثابت ہو چکی ہے سو پہچانا گیا کہ جن معنوں کے سبب سے اس جگہ میں جانے سے منع کیے گئے ہیں وہ غیر معنی عدوی کے ہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ حکمت نہی کی جانے سے اوپر اس کے

یہ ہے کہ تا کہ نہ پہنچے وہ اس شخص کو جو اس میں جائے اللہ کی تقدیر سے سو کہے کہ اگر میں اس زمین میں نہ آتا تو مجھ کو
یہ بیماری نہ پہنچتی اور شاید کہ اگر رہتا اس جگہ میں جس میں تھا تو البتہ اس کو پہنچتی سو حکم کیا کہ اس پر نہ جائے واسطے
اکھاڑنے مادے کے اور منع کیا کہ جو شخص کہ اس میں ہو جہاں وبا پڑے وہ وہاں سے نہ نکلے اس واسطے کہ اگر سلامت
رہا تو کہے گا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو البتہ پہنچتی مجھ کو وہ بیماری جو وہاں کے لوگوں کو پہنچی اور شاید کہ اگر وہاں ٹھہرتا تو اس
کو اس سے کچھ چیز نہ پہنچتی لیکن حمل کیا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نہی کو اس شخص پر جس کا قصد فرار محض ہو اور نہیں شک ہے
کہ صورتیں تین ہیں وہ شخص کہ نکلے واسطے قصد محض فرار کے سو اس کو نہی شامل ہے اور جو شخص کہ محض کسی حاجت کے
واسطے نکلے قصد فرار کا بالکل نہ ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے کوچ کے واسطے سامان تیار کیا اس شہر سے
جس میں تھا طرف دوسرے شہر کے اور اس وقت طاعون نہیں تھی سو اتفاق پڑا واقع ہونے اس کے کا بیچ درمیان
سامان درست کرنے اس کے سو اس نے بالکل بھاگنے کا قصد نہیں کیا پس نہیں داخل ہوگا نہی میں اور تیسرا وہ شخص ہے
کہ عارض ہو اس کو حاجت سو اس کی طرف نکلنے کا ارادہ کرے اور جوڑا گیا ہے اس کی طرف یہ کہ قصد کیا ہو اس نے
راحت کا اقامت سے اس شہر میں جس میں طاعون واقع ہوئی سو یہ محل نزاع کا ہے اور منجملہ اخیر صورت کی ہے کہ جس
میں طاعون واقع ہوئی وہ وبا والی زمین ہو اور جس زمین کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے وہ درست ہو سو متوجہ ہوتا ہے
اس قصد سے سو اس میں سلف سے مختلف نقل آئی ہے سو جس نے نظر کی ہے طرف صورت فرار کی فی الجملہ اس نے منع
کیا ہے اور جس نے جائز کیا ہے اس نے مستثنیٰ کیا ہے عموم خروج سے بطور فرار کے اس واسطے کہ وہ محض فرار کے
واسطے نہیں نکلا وہ تو قصد دوا کرنے کے واسطے نکلا ہے اور اسی پر محمول ہے جو واقع ہوا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے اثر میں کہ
عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جلدی میرے پاس چلے آؤ اور حالانکہ اس وقت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے شہر میں وبا پڑی
تھی سو یہ دلالت کرتا ہے کہ وبا والی زمین سے نکلنا اس شخص کو منع ہے جو محض بھاگنے کے قصد سے نکلے اور شاید ان کو
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی حاجت تھی اسی واسطے ان کو بلوایا اور تائید کی ہے طحاوی نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی ساتھ قصے
عرینیوں کے اس واسطے کہ نکلنا ان کا مدینے سے واسطے علاج کے تھا نہ واسطے بھاگنے کے اس واسطے کہ انہوں نے
مدینے کی آب و ہوا کی شکایت کی اور نکلنا ان کا ضرورت واقع کے سبب سے تھا اس واسطے کہ حکم کیا ان کو اونٹ کے
دودھ اور پیشاب کا اور اونٹ باہر چرائی پر تھے شہر میں نہ ٹھہر سکتے تھے اور کہا خطابی نے کہ نہیں اس میں ثابت کرنا
عدوی کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ از باب دوا کرنے کے ہے اس واسطے کہ طلب کرنا درست ہوا کا نافع تر
چیزوں سے ہے بیچ تصحیح بدن کے اور ساتھ عکس کے اور یہ جو وبا والی جگہ سے نکلنا منع آیا ہے تو علماء نے اس کی کئی
حکمتیں بیان کی ہیں ان میں سے یہ ہے کہ طاعون غالبا عام ہوتی ہے اس شہر میں جس میں واقع ہو سو جب واقع ہو تو
ظاہر مداخلت سبب اس کے کی ہے واسطے اس شخص کے کہ اس میں ہے سو نہیں فائدہ دیتا ہے اس کو بھاگنا اس واسطے کہ

مفسدہ جب متعین ہو یہاں تک کہ نہ واقع ہو جدا ہونا اس سے تو بھاگنا عبث ہوتا ہے سو نہیں لائق ہے ساتھ عاقل کے اور ایک یہ ہے کہ اگر لوگ پے در پے نکلنے لگیں تو البتہ ہو جائے گا جو اس سے عاجز ہے بسبب مرض مذکور کے یا غیر اس کے ضائع واسطے نہ ہونے اس شخص کے جو اس کی خبر گیری کرے زندگی میں اور موت کی حالت میں اور نیز اگر نکلنا جائز ہو اور قوی لوگ نکلیں تو ہو گا اس میں توڑنا ضعیفوں کے دل کا اور ایک یہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ خارج کہے گا کہ اگر میں ٹھہرتا تو مجھ کو بھی بیماری لگ جاتی اور مقیم کہتا کہ اگر میں نکلتا تو سلامت رہتا اور عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا مناظرے اور مشورے کا حادثوں میں اور احکام میں اور یہ کہ اختلاف نہیں واجب کرتا حکم کو اور اتفاق یہی ہے جو اس کو واجب کرتا ہے اور یہ کہ رجوع وقت اختلاف کے طرف نص کی ہے اور یہ نص کا نام علم رکھا جاتا ہے اور یہ کہ جاری ہوتے ہیں سب کام اللہ کی تقدیر اور علم سے اور یہ کہ کبھی ہوتی ہے پاس عالم کے وہ چیز جو نہیں ہوتی ہے نزدیک اس کے غیر کے جو اس سے زیادہ تر عالم ہے اور اس حدیث میں واجب ہونا عمل کا ہے ساتھ خبر واحد کے اور وہ قوی تر دلیل ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ تھا یہ قبول کرنا خبر واحد کا ساتھ اتفاق اہل حل اور عقد کے اصحاب سے سو قبول کیا انہوں نے اس کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور نہ طلب کیا انہوں نے ساتھ اس کے قوی کرنے والی کو اور اس میں ترجیح ہے ساتھ اکثر کے عدد میں اور تجربہ میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اکثر اصحاب کی رائے کو ترجیح دی اور موافق ہوئی ان کے اجتہاد کو نص اسی واسطے انہوں نے اللہ کا شکر کیا اوپر توفیق دینے اس کے واسطے اس کے اور اس میں دریافت کرنا امام کا ہے اپنی رعیت کے حال کو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دور کرنے ظلم مظلوم کے سے اور دور کرنے مشکل مشکل والے کے اور منع کرنے اہل فساد کے سے اور ظاہر کرنے احکام کے سے اور شعائر کے سے اور اتارنے لوگوں کے سے اپنی جگہ میں۔ (فتح)

٥٢٨٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ.

٥٢٨٩۔ حضرت عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے سو جب سرغ میں تھے تو ان کو خبر پہنچی کہ شام میں وبا پڑی ہے سو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وبا کو کسی زمین میں سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں پڑے اور تم اس میں ہو تو نہ نکلو بھاگ کر اس سے۔

فائدہ: کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں نہ جاؤ تو اس میں منع ہے معارضہ

متضمن حکمت کا ساتھ قدر کے اور وہ اللہ کے اس قول کے مادے سے ہے ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ یعنی نہ ڈالو اپنے ہاتھ طرف ہلاکت کی اور یہ جو فرمایا کہ اس سے نہ نکلو بھاگ کر تو اس میں اشارہ ہے طرف وقوف کی ساتھ مقدور کے اور راضی ہونے کے ساتھ اس کے اور کہا کہ نیز جب بلا اترے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود ساتھ اس کے جگہ کے رہنے والے لوگ ہوتے ہیں نہ جگہ خود سو جس پر اللہ بلا کو اتارنا چاہے تو وہ لامحالہ اس کے ساتھ واقع ہونے والی ہے سو جس طرف متوجہ ہو اس کو پائے گی سو اشارہ کیا اس کو شارع نے طرف عدم نصب کی بغیر اس کے کہ دفع کرے اس محذور کو۔ (فتح)

۵۲۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمَسِيْحُ وَلَا الطَّاعُوْنُ.

۵۲۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا مدینے میں مسیح دجال اور نہ طاعون۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ طاعون شہادت ہے سو مدینے میں اس کا داخل ہونا کیوں جائز نہیں اور کس طرح جوڑی گئی طاعون ساتھ دجال کے اور مدح کیا گیا مدینہ ساتھ نہ داخل ہونے دونوں کے تو جواب یہ ہے کہ ہونا طاعون کا شہادت نہیں مراد ہے ساتھ وصف کرنے اس کے ساتھ اس کے ذات اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ مرتب ہوتا ہے اوپر اس کے اور پیدا ہوتا ہے واسطے ہونے اس کے کی سبب اس کا سو جب یاد کیا جائے جو پہلے گزرا کہ وہ جنوں کے زخم سے ہے تو خوب ہوتی ہے مدح مدینے کی ساتھ نہ داخل ہونے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کفار جن منع کیے گئے ہیں داخل ہونے سے بیچ مدینے کے اور جس کے داخل ہونے کا اس میں اتفاق ہو وہ قادر نہیں ہوتا کہ کسی کو ان میں سے زخم کر سکے اور اگر کہا جائے کہ زخم جنوں کا نہیں خاص ہے ساتھ کافر جنوں کے بلکہ کبھی واقع ہوتا ہے مسلمان جنوں سے تو ہم کہتے ہیں کہ داخل ہونا کافر آدمیوں کا مدینے میں منع ہے سو جب نہیں رہتا مدینے میں مگر جو ظاہر کرے اسلام کو تو جاری ہوں گے اس پر احکام مسلمانوں کے اگرچہ اس کا اسلام خالص نہ ہو سو حاصل ہوا امن پہنچنے جنوں کے سے طرف زخم ان کے اس سبب سے سو اسی واسطے نہ داخل ہوگی اس میں طاعون بالکل اور حق یہ ہے کہ مراد ساتھ طاعون کے اس حدیث میں جس کے مدینے میں داخل ہونے کی نفی کی گئی ہے وہ ہے جو پیدا ہو جنوں کے زخم سے پس جوش مارتا ہے ساتھ اس طعن کے خون بدن میں سو قتل کرتا ہے اسی واسطے نہیں داخل ہوئی طاعون مدینے میں کبھی اور کہا اور شخص نے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اس واسطے کہ طبیب لوگ اگلے پچھلے سب کے سب عاجز ہیں کہ دفع کریں طاعون کو کسی شہر سے یا کسی گاؤں سے اور البتہ

باز رہی ہے طاعون مدینے سے اتنا دراز زمانہ اور ایک جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو طاعون کے عوض میں بخار دیا اس واسطے کہ طاعون آتی ہے کبھی کبھی اور بخار مکرر ہوتا ہے ہر وقت میں سو برابر ہوں گے دونوں اجر میں اور تمام ہوگی مراد عدم دخول طاعون کی سے واسطے بعض اس چیز کے کہ پہلے گزری اسباب سے۔ (فتح) اور ایک روایت میں آئے گا کہ پائے گا دجال فرشتوں کو مدینے کی چوکیداری کرتے ہوں گے سو نہ قریب ہوگا دجال اور طاعون انشاء اللہ تعالیٰ سو اس انشاء اللہ میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ وہ واسطے تبرک کے ہے سو دونوں کو شامل ہوگا اور بعض نے کہا کہ وہ واسطے تعلیق کے ہے اور یہ کہ وہ خاص ہے ساتھ طاعون کے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ جائز ہے داخل ہونا طاعون کا مدینے میں۔ (فتح)

۵۲۹۱ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيْرِيْنَ قَالَتْ قَالَ لِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَحْيٰى بِمَ مَاتَ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُوْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۵۲۹۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یحییٰ کس بیماری سے مرا؟ میں نے کہا طاعون سے، کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ طاعون شہادت ہے واسطے ہر مسلمان کے۔

فائدہ: یعنی واقع ہو ساتھ اس کے اور اسی طرح آیا ہے مطلق انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور آئے گا مقید ساتھ تین شرطوں کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو اگلے باب میں آئے گی اور شاید یہی راز ہے بیچ وارد کرنے اس کے پیچھے اس کے۔ (فتح)

۵۲۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَّالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ.

۵۲۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنی دستوں سے وہ شہید ہے اور جو وبا میں مرے وہ بھی شہید ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ مطعون کے وہ شخص ہے جو جن کے زخم سے مرے اور اس روایت میں صرف دو خصلتوں کا ذکر ہے اور ایک روایت میں پانچ خصلتوں کا ذکر آیا ہے یعنی تیسرا وہ کہ پانی میں ڈوب کر مر جائے چوتھا وہ جو کسی دیوار کے نیچے دب کر مر جائے پانچواں وہ جو اللہ کی راہ میں مرے اور ان پانچ آدمیوں کے سوائے اور شہیدوں کا بھی حدیثوں میں ذکر آچکا ہے، كما تقدم في الجهاد۔

بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُوْنِ.

ثواب صبر کرنے والے کا طاعون میں۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ واقع ہو ساتھ ان کے یا واقع ہو اس شہر میں جس میں وہ رہتا ہو۔

۵۲۹۳ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْنَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُّصِيْبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيْدِ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ.

۵۲۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طاعون سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی کہ وہ عذاب تھا کہ بھیجتا تھا اس کو اللہ جس پر چاہتا سو ٹھہرایا اس کو اللہ نے رحمت واسطے مسلمانوں کے سو کوئی ایسا بندہ نہیں کہ وبا پڑنے کے وقت اپنے شہر میں صبر کر کے ٹھہرے جانتا ہو کہ نہ پہنچے گی اس کو کوئی چیز مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھی کہ اس کے واسطے شہید کے برابر ثواب ہوتا ہے۔

فائدہ: یعنی اس امت کے مسلمانوں کے واسطے اور ایک روایت میں ہے کہ طاعون شہادت ہے واسطے مسلمانوں کے رحمت ہے واسطے ان کے اور عذاب ہے کافروں پر اور یہ صریح ہے اس میں کہ ہونا طاعون کا رحمت ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور جب واقع ہو ساتھ کافروں کے تو عذاب ہے اوپر ان کے جلدی کیا جاتا ہے واسطے ان کے دنیا میں آخرت سے پہلے اور بہر حال گنہگار اس امت کا سو کیا طاعون اس کے واسطے بھی شہادت ہے یا خاص ہے ساتھ مومن کامل کے سو اس میں نظر ہے اور مراد ساتھ گنہگار کے وہ ہے جو مرتکب کبیرہ گناہ کا ہو اور وہ ہجوم کرے اوپر اس کے اور وہ مصر ہو سو احتمال ہے کہ اس کو درجہ شہادت کا نہ ملے واسطے نحوست اور شومی گناہ کے جس کے ساتھ وہ متلبس تھا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اور نیز واقع ہوئی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرتی ہے کہ طاعون پیدا ہوتی ہے بے حیائی کے ظاہر ہونے سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور موطا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں ظاہر ہوا زنا کسی قوم میں مگر کہ بہت ہوئی ان میں موت اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہمیشہ رہے گی امت میری خیر سے جب تک کہ ان میں زنا پیدا نہ ہو اور جب ان میں زنا پیدا ہو تو عنقریب ہے کہ اللہ سب لوگوں کو عقاب سے پکڑے سو ان حدیثوں میں ہے کہ طاعون کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت بسبب گناہ کے سو کس طرح

ہو گی شہادت اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے درجہ شہادت کا واسطے عام ہونے حدیثوں کو جو اس میں وارد ہیں خاص کر پہلی حدیث میں جو انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ طاعون شہادت ہے واسطے ہر مسلمان کے سوا گر گنہگار کو درجہ شہادت کا حاصل ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ درجے میں مومن کامل کے مساوی ہو اس واسطے کہ شہیدوں کے درجے کم وبیش ہیں مانند نظیر اس کی کے گنہگاروں سے جب کہ لڑے اللہ کی راہ میں لڑے تا کہ اللہ کا بول بالا ہو سامنے آنے والا نہ منہ پھیرنے والا اور اللہ کی رحمت سے ہے ساتھ اس امت محمدی کے کہ جلدی کرے ان کو عقاب دنیا میں اور نہیں منافی ہے یہ اس کو کہ حاصل ہو واسطے اس شخص کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے طاعون اجر شہادت کا خاص کر اور ان میں سے اکثر نے اس بے حیائی کی مباشرت نہیں کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عام ہوا ان کو عذاب اور اللہ خوب جانتا ہے واسطے بیٹھنے ان کے انکار منکر سے اور ایک حدیث میں ہے کہ تلوار مٹانے والی ہے گناہوں کو اور ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ شہید کو ہر چیز بخشی جاتی ہے مگر قرض سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ شہادت نہیں اتارتی ہے تبعات یعنی قرض وغیرہ جو ذمہ میں ہو اور حاصل ہونا تبعات کا نہیں منع کرتا ہے درجہ شہادت کے حاصل ہونے کو اور نہیں ہیں واسطے شہادت کے کوئی معنی مگر یہ کہ اللہ ثواب دے ثواب مخصوص واسطے اس شخص کے کہ حاصل ہو واسطے اس کے شہادت اور بزرگی دے اس کو بزرگی زائدہ اور یہ جو کہا کہ کوئی بندہ نہیں یعنی مسلمان اور واقع ہو طاعون یعنی اس جگہ میں کہ وہ اس میں ہے اور ایک روایت میں ہے سو ٹھہرے اور نہ نکلے اس شہر سے کہ واقع ہوئی ہے طاعون بیچ اس کے صابر ا یعنی صبر کرنے والا یعنی نہ برانگیختہ ہونے والا اور نہ بے قرار بلکہ ماننے والا اللہ کے حکم کو راضی ہونے والا اس کی قضاء سے اور یہ قید بیچ حاصل ہونے اجر شہادت کے ہے واسطے اس شخص کے کہ مرے طاعون سے اور وہ یہ ہے کہ ٹھہرے اس مکان میں جس میں طاعون واقع ہوئی سو نہ نکلے واسطے بھاگنے کے اس سے **کما تقدم النهی عنه** اور یہ جو فرمایا کہ جانتا ہو کہ نہ پہنچے گی اس کو کوئی چیز مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھی تو یہ اور قید ہے اور یہ جملہ حالیہ ہے متعلق ہے ساتھ اقامت کے سو اگر ٹھہرے اس حال میں کہ بے قرار ہو یا نادم ہو اوپر نہ نکلنے کے اس گمان سے کہ اگر وہ نکل جاتا اس مکان سے تو البتہ اس کے ساتھ وبا بالکل واقع نہ ہوتی اور یہ کہ اس کے ٹھہرنے سے واقع ہوتی ہے ساتھ [illegible] کے سو اس کو شہید کا ثواب حاصل نہیں ہوتا اگر چہ طاعون سے مرے یہ ہے جس کو چاہتا ہے مفہوم اس حدیث کا جیسے کہ اس کا منطوق چاہتا ہے اس کو کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے اجر شہید کا اگر چہ نہ مرے طاعون سے اور اس کے نیچے تین صورتیں داخل ہوتی ہیں جو متصف ہو ساتھ اس کے سو واقع ہو ساتھ اس کے طاعون اور اس سے مر جائے یا واقع ہو ساتھ اس کے اور نہ مرے ساتھ اس کے یا نہ واقع ہو ساتھ اس کے بالکل اور مرے ساتھ غیر اس کے اسی وقت یا بعد مدت کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے واسطے شہید کے اجر کی مثل ثواب ہوتا ہے تو شاید بیچ تعبیر کے ساتھ مثلیت کے باوجود ثبوت تصریح کے کہ

جو طاعون سے مر جائے وہ شہید ہوتا ہے یہ ہے کہ جو نہ مرے ان لوگوں سے ساتھ طاعون کے ہوتا ہے واسطے اس کے مثل اجر شہید کے اگرچہ اس کے واسطے بعینہٖ شہادت کا درجہ حاصل نہ ہو اور یہ اس واسطے کہ جو متصف ہو ساتھ ہونے اس کے شہید وہ اعلیٰ درجہ ہے اس شخص سے کہ وعدہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کو شہید کے مانند اجر ملے گا اور ہوگا مانند اس شخص کی کہ اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکلا تا کہ اللہ کا بول بالا ہو سو قتل کے سوائے کسی اور سبب سے مرا اور وہ چیز کہ چاہتا ہے اس کو مفہوم حدیث باب کا یہ ہے کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور واقع ہو ساتھ اس کے طاعون پھر اس سے نہ مرے تو اس کو شہید کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور استنباط کیا گیا ہے حدیث سے کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے پھر واقع ہو ساتھ اس کے طاعون پھر مر جائے تو اس کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا اور نہیں ہے کوئی مانع تعدد ثواب سے ساتھ تعدد اسباب کے جیسے کہ مر جائے مسافر ساتھ طاعون کے باوجود صبر کے اور تحقیق جس کو باب کی حدیث تقاضا کرتی ہے یہ ہے کہ ہوتا ہے وہ شہید ساتھ واقع ہونے طاعون کے ساتھ اس کے اور زیادہ کیا جاتا ہے واسطے اس کے اجر مثل اجر شہید کی ساتھ صبر اس کے کی اور ثابت رہنے اس کے کی اس واسطے کہ شہادت کا درجہ اور چیز ہے اور اجر شہادت کا اور چیز ہے اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اور کہا کہ یہی راز ہے حضرت ﷺ کے اس قول میں المطعون شهيد اور اس قول میں فله مثل اجر شهيد اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ شہیدوں کے درجے کم وبیش ہیں سو زیادہ تر بلند درجے والا وہ شخص ہے جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور طاعون سے مر جائے اور اس سے کم مرتبہ ہے وہ شخص کہ متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور اس کے ساتھ طاعون پڑے اور نہ مرے ساتھ اس کے اور اس سے کمتر ہے وہ شخص کہ متصف ہو اور نہ اس کے ساتھ طاعون پڑے اور نہ اس سے مرے اور نیز حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف نہ ہو وہ شہید نہیں ہوتا اگرچہ واقع ہو طاعون اور اس کے ساتھ مر جائے چہ جائیکہ اس کے غیر سے مرے اور یہ شومی اعتراض کی سے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے چلانا اور اللہ کی تقدیر سے ناراض ہونا اور اس کی ملاقات کو برا جاننا اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ لڑائی کا شہید اور طاعون کا شہید برابر ہے۔ (فتح)

بَابُ الرُّقٰى بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ. جھاڑ پھونک کرنا ساتھ قرآن کے اور معوذات کے۔

فائدہ: یہ عطف خاص کا ہے عام پر اور مراد ساتھ معوذات کے سورۃ الفلق اور والناس اور اخلاص ہے اور احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مکروہ رکھتے تھے حضرت ﷺ منتر کو مگر ساتھ معوذات کے یعنی معوذات کے سوائے کسی سورہ سے جھاڑ پھونک کرنا جائز نہیں سو کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور کہا طبری نے کہ نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جہالت اس کے راوی کے اور برتقدیر صحت اس کی کے سو وہ منسوخ ہے ساتھ اجازت جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ فاتحہ کے اور ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ حضرت ﷺ پناہ مانگتے تھے دیو بھوت سے اور آدمی کی آنکھ سے یہاں تک کہ معوذات اتریں سو حضرت ﷺ نے ان کو لیا اور جو ان کے سوائے ہے اس کو چھوڑ دیا اور یہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ سوائے ان دونوں سورتوں کے اور سورت سے پناہ مانگنا منع ہے بلکہ دلالت کرتی ہے الویت پر خاص کر یہ کہ ان کے سوائے اور سورتوں کے ساتھ بھی پناہ مانگنا ثابت ہو چکا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفایت کی ساتھ دونوں کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس پر دونوں جوامع استعاذہ سے ہر مکروہ سے مجمل طور سے اور تفصیل سے اور البتہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا وقت جمع ہونے تین شرطوں کے ایک یہ کہ اللہ کی کلام یا اس کے اسموں اور صفتوں کے ساتھ ہو دوسری یہ کہ عربی زبان سے ہو اور اگر اور زبان سے ہو تو اس کے معنی معلوم ہوں تیسری یہ کہ اعتقاد کرے کہ منتر بذاتہ تاثیر نہیں کرتا بلکہ اللہ کے حکم سے اور اختلاف ہے بیچ ہونے ان کے شرط اور راجح یہ ہے کہ ضروری ہے اعتبار کرنا شرائط مذکورہ کا سو مسلم میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ ہم کفر کے زمانے میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ تم اپنے منتر میرے آگے ظاہر کرو کچھ مضائقہ نہیں منتر میں جب تک کہ اس میں شرک کا مضمون نہ ہو اور نیز مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ عمرو بن حزم کی آل نے کہا کہ یا حضرت! ہمارے پاس ایک منتر ہے کہ ہم اس کے ساتھ بچھو سے جھاڑ پھونک کرتے ہیں سو انہوں نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے ظاہر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور البتہ تمسک کیا ہے ایک قوم نے ساتھ اس عموم کے سو جائز رکھا ہے انہوں نے ہر دم کو کہ اس کی منفعت کا تجربہ کیا گیا ہو اگرچہ اس کے معنی معلوم نہ ہوں لیکن عوف کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو منتر شرک کی طرف پہنچائے اور اس میں شرک کا مضمون ہو وہ منع ہے اور جس کے معنی معلوم نہ ہوں وہ بھی منع ہے اس واسطے کہ خوف ہے کہ شاید اس میں بھی شرک ہو سو وہ احتیاطاً منع ہے اور دوسری شرط کا ہونا ضروری ہے اور کہا ایک قوم نے کہ نہیں جائز ہے منتر مگر آنکھ سے یا کاٹے سے جیسے کہ پہلے گزرا ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ سے یا زہر سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ دونوں اصل ہیں ہر اس چیز کا کہ محتاج ہے طرف منتر کی سو ملحق ہوگا ساتھ آنکھ کے جواز دم اس شخص کا کہ اس کے ساتھ خبل ہو یا مس یا مانند اس کی واسطے مشترک ہونے ان کے بیچ اس کے کہ پیدا ہوتے ہیں احوال شیطانیہ سے آدمی سے ہوں یا دیو بھوت سے اور ملحق ہے ساتھ زہر کے ہر چیز کہ عارض ہو واسطے بدن کے زخم وغیرہ مواد سمیہ سے اور البتہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی جھاڑ پھونک میں آنکھ سے اور زہر سے اور نملہ سے اور نملہ زخم ہیں کہ پہلو وغیرہ میں پیدا ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حصر کے افضل کے معنی ہیں یعنی نہیں ہے منتر نافع تر اور ایک روایت میں ہے کہ منتر اور تعویذ گنڈے اور تولہ شرک ہے اور تولہ ایک قسم ہے جادو سے کہ اس کے ساتھ عورت اپنے خاوند کا

دل اپنی طرف کھینچتی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ شرک ہوا اس واسطے کہ وہ ارادہ کرتی تھی دفع ضرر کا اور لینا نفع کا نزدیک غیر اللہ کے سے اور نہیں داخل ہے اس میں جو اللہ کی کلام اور اس کے اسموں سے ہو اور ثابت ہو چکا ہے حدیثوں میں استعمال کرنا ان دعاؤں کا پہلے واقع ہونے بلا کے سے ان میں سے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو معوذات کے ساتھ ہاتھ میں دم کر کے اپنے منہ پر ملتے اور یہ حدیث عنقریب آئے گی اور ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے واسطے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ کلام اللہ کے جس کی پوری تاثیر ہے ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے سے اور ترمذی نے ایک روایت کی ہے کہ جب کوئی کسی جگہ میں اترے سو کہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو نہیں ضرر کرتی اس کو کوئی چیز یہاں تک کہ اس جگہ سے پھرے اور کہا ابن تین نے کہ جھاڑ پھونک کرنا ساتھ معوذات کے اور غیر اس کے اللہ کے ناموں سے وہ طب روحانی ہے جب نیک لوگوں کی زبان پر ہو تو حاصل ہوتی ہے شفاء ساتھ اللہ کی اجازت کے سو جب نایاب ہوئی یہ قسم تو گھبرائے لوگ طرف طب بدنی کے اور ان منتروں کے جو منع ہیں کہ نہیں استعمال کرتا اس کو منتر پڑھنے والا وغیرہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ جن اس کے تابع ہے سو لاتا ہے ساتھ مشتبہ امروں کے جو مرکب ہیں حق اور باطل سے اور جمع کرتا ہے طرف ذکر اللہ کے اور اس کے ناموں کے جو مخلوط کرے اس کو ذکر شیطانوں کے سے اور مدد مانگنے سے ساتھ ان کے اور پناہ مانگنے سے ساتھ سرکش جنوں کے اور کہا جاتا ہے کہ سانپ بالطبع جنوں کے موافق ہے اس واسطے کہ دونوں آدمیوں کے دشمن ہیں سو جب سانپ کے کاٹے ہوئے پر ان ناموں کے ساتھ جھاڑ پھونک کی جائے تو اس کا زہر آدمی کے بدن سے نکل جاتا ہے اسی واسطے مکروہ ہے منتر جب تک کہ خاص اللہ کے ذکر اور اس کے ناموں سے نہ ہو اور عربی زبان میں جس کے معنی معلوم ہوں تا کہ ہو پاک شرک سے اور اوپر مکروہ ہونے منتر کے ساتھ غیر کتاب اللہ کے علماء امت کے ہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں مضائقہ ہے یہ کہ جھاڑ پھونک کرے ساتھ کتاب اللہ کے اور جو پہچانی جائے اللہ کے ذکر سے اور اگر اہل کتاب مسلمانوں کو جھاڑ پھونک کریں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

٥٢٩٤ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِي الْمَرَضِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ

۵۲۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بدن پر معوذات کے ساتھ دم کرتے تھے اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو جب آپ کو شدت کی بیماری ہوئی تو میں آپ کو ان کے ساتھ دم کرتی تھی اور آپ کے ہاتھ سے آپ کو بدن کو ملتی تھی واسطے برکت اس کی کے یعنی واسطے متبرک ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے میں نے زہری

بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ قَالَ كَانَ يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ.

سے پوچھا کہ کس طرح دم کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے تھے دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ کو ملتے۔

فائدہ: دلالت اس کی اوپر معطوف کے ترجمہ میں ظاہر ہے اور بیچ دلالت اس کی کے اوپر معطوف علیہ کے نظر ہے اس واسطے کہ معوذات کے ساتھ جھاڑ پھونک مشروع ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ معوذات کے سوائے اور قرآن سے بھی جائز ہو احتمال ہے کہ معوذات میں کوئی راز ہو جو ان کے غیر میں نہ ہو اور ہم نے ذکر کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذات کے سوائے سب کچھ چھوڑ دیا تھا لیکن ثابت ہو چکا ہے جھاڑ پھونک کرنا ساتھ فاتحہ کتاب کے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے اختصاص ہونا واسطے معوذات کے اور شاید یہی ہے راز کہ بخاری رحمہ اللہ اس کے بعد فاتحہ کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنے کا باب لایا ہے اور فاتحہ میں معنی پناہ مانگنے کے ہیں ساتھ اللہ کے اور مدد لینے کے ساتھ اس کے سو جس چیز میں اللہ کے ساتھ استعاذہ اور استعانت ہو یا جو اس کے معنی کو ادا کرے تو اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے اور جواب دیا جاتا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مراد یہ ہے کہ چھوڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تھے پناہ مانگتے ساتھ اس کے کلام سے سوائے قرآن کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قرآن کے ترجمہ میں بعض اس کا اس واسطے کہ وہ اسم جنس ہے بعض پر صادق آتا ہے اور مراد وہ چیز ہے کہ ہو اس میں التجا طرف اللہ سبحانہ کی اور اسی قسم سے ہے معوذات اور ثابت ہو چکا ہے استعاذہ ساتھ کلمات اللہ کے چند حدیثوں میں کما مضٰی کہا ابن بطال نے کہ معوذات میں ہے جامع دعا اکثر مکروہات سے سحر سے اور حسد سے اور شر شیطان کے سے اور وسوسہ سے اور سوائے اس کے اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کفایت کرتے تھے کہا عیاض نے کہ فائدہ دم کرنے کا برکت حاصل کرنا ہے ساتھ اس رطوبت کے یا ہوا کے کہ چھوا ہے اس کو ذکر اللہ کا جیسا کہ تبرک لیا جاتا ہے ساتھ عسالہ اس چیز کے کہ لکھی جاتی ہے ذکر سے اور کبھی ہوتا ہے بطور تفاول کے ساتھ دور ہونے اس درد کے اس بیمار سے اور اس حدیث میں تبرک ہے ساتھ مرد صالح کے اور تمام اعضاء اس کے کی خاص کر دائیں ہاتھ کے۔ (فتح)

بَابُ الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جھاڑ پھونک کرنا ساتھ فاتحہ کتاب کے یعنی سورۃ الحمد کے اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ زیادہ تر لائق وہ چیز کہ تم اس پر اجرت لو اللہ کی کتاب ہے۔

٥٢٩٥ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

٥٢٩٥۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلٰى حَيٍّ مِنْ أَحْيَآءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوْهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولٰئِكَ فَقَالُوْا هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَآءٍ أَوْ رَاقٍ فَقَالُوْا إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُوْنَا وَلَا نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوْا لَهُمْ قَطِيْعًا مِّنَ الشَّآءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفِلُ فَبَرَأَ فَأَتَوْا بِالشَّآءِ فَقَالُوْا لَا نَأْخُذُهُ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوْهُ فَضَحِكَ وَقَالَ وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ.

کے چند اصحاب عرب کی ایک قوم پر گزرے سو انہوں نے ان کی ضیافت نہ کی سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ اچانک ان کے سردار کو سانپ لے کاٹا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی دوا یا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ اصحاب نے کہا کہ ہاں! تم نے ہماری ضیافت نہیں کی اور ہم منتر نہیں پڑھیں گے یہاں کہ تم ہمارے واسطے مزدوری ٹھہراؤ سو انہوں نے ان کے واسطے چند یعنی تیس بکریاں ٹھہرائیں سو ابو سعید رضی اللہ عنہ سورہ الحمد پڑھنے لگے اور اپنی تھوک جمع کرتے اور تھوکتے سو وہ اچھا ہو گیا سو وہ اصحاب کے پاس بکریاں لے آئے انہوں نے کہا کہ ہم اس کو نہیں لیتے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو معلوم کروایا کہ الحمد سانپ کا منتر ہے تم بکریوں کو لے لو اور ان میں ہمارا حصہ بھی لگاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاجارۃ میں گزر چکی ہے کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب ثابت ہوا کہ بعض کلام کے واسطے خواص اور منافع ہیں تو کیا گمان ہے ساتھ کلام رب العالمین کے پھر ساتھ سورۃ الحمد کے کہ نہیں اتری قرآن میں اور نہ کسی اور کتاب میں مثل اس کی واسطے شامل ہونے اس کے کی جمیع کتاب کے معانی کو سو البتہ شامل ہے فاتحہ اوپر ذکر اصول اسماء اللہ کے اور مجامع اس کے کی اور اثبات معاد کے اور ذکر توحید کے اور محتاج ہونے کے طرف رب کی بیچ طلب اعانت کے ساتھ اس کے اور ہدایت کے اس سے اور ذکر افضل دعا کے اور وہ طلب کرنا ہدایت کا ہے طرف صراط مستقیم کی جو شامل ہے اس کے کمال معرفت اور توحید اور عبادت کو ساتھ کرنے اس چیز کے جس کا حکم ہوا اور بچنے کے اس چیز سے جس سے منع ہوا اور استقامت کے اوپر اس کے اور واسطے شامل ہونے اس کے کی ذکر اقسام خلائق کو اور تقسیم ہونے ان کے طرف اس شخص کے کہ انعام کیا گیا ہے اوپر اس کے واسطے معرفت اس کی کے ساتھ حق کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور طرف مغضوب علیہ کی واسطے پھرنے اس کے حق سے بعد پہچاننے اس کے اور طرف ضال یعنی گمراہ کے واسطے نہ پہچاننے اس کے کی اس کو باوجود اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو فاتحہ اثبات قدر سے اور شرع سے اور اسماء سے اور معاد سے اور توبہ سے اور تزکیہ نفس سے اور اصلاح دل سے اور

رد کرنے سے اوپر تمام اہل بدعت کے اور جس سورہ کا یہ شان ہو لائق ہے کہ وہ ہر بیماری کی دوا ہو۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ مِّنَ الْغَنَمِ.

جھاڑ پھونک کرنے میں چند بکریوں کی شرط کرنا۔

٥٢٩٦ ـ حَدَّثَنِيْ سِيْدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْشَرٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ صَدُوْقٌ يُوْسُفُ بْنُ يَزِيْدَ الْبَرَّآءُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُوْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَآءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ أَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَآءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنَّ فِي الْمَآءِ رَجُلًا لَدِيْغًا أَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَآءٍ فَبَرَأَ فَجَآءَ بِالشَّآءِ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ.

۵۲۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب ایک پانی پر یعنی ایک گروہ پر گزرے جو پانی پر اترے تھے کہ ان میں سانپ کا کاٹا ہوا تھا یا سلیم (یہ شک راوی کا ہے) سو پانی والوں میں سے ایک مرد ان کے سامنے آیا اور کہا کہ تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے کہ بے شک پانی پر ایک مرد ہے سانپ کا کاٹا ہوا یا سلیم سو ان میں سے ایک مرد چلا سو اس نے چند بکریاں ٹھہرا کر سورہ الحمد پڑھی سو وہ اچھا ہوا سو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس بکریاں لایا انہوں نے اس کو مکروہ رکھا اور کہا کہ تو نے قرآن پر مزدوری لی یہاں تک کہ مدینے میں آئے اور کہا کہ یا حضرت! اس نے قرآن پر مزدوری لی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جن کاموں پر مزدوری لیتے ہو سو قرآن کی مزدوری لینا ان سے زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: نام رکھا گیا لدیغ کا سلیم واسطے فال کے سلامت سے اس واسطے کہ جو شخص کہ کاٹا جاتا ہے غالبا ہلاک ہو جاتا ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ.

باب ہے بیچ منتر آنکھ کے یعنی منتر اس شخص کے جس کو نظر لگے۔

فائدہ: عین نظر ہے ساتھ خوب جاننے کے مخلوط ہے ساتھ حسد کے خبیث طبع سے حاصل ہوتا ہے واسطے منظور منہ کے اس سے ضرر اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ نظر کی تاثیر حق ہے اور حاضر ہوتا ہے اس کو شیطان

اور حسد کرتا ہے ابن آدم سے اور البتہ مشکل ہوا ہے یہ بعض لوگوں پر سو کہا کہ کس طرح عمل کرتی تھی آنکھ دور سے تا کہ حاصل ہو ضرر واسطے معیون کے اور جواب یہ ہے کہ لوگوں کی طبائع مختلف ہیں سو کبھی ہوتی ہے یہ نظر کے ہر سبب سے جو پہنچتا ہے نظر لگانے والے کی آنکھ سے ہوا میں طرف بدن معیون اور البتہ منقول بعض نظر لگانے والے سے کہ اس نے کہا کہ جب میں کسی چیز کو دیکھوں جو مجھ کو خوش لگے تو میں پاتا ہوں حرارت کو جو میری آنکھ سے نکلتی ہے اور قریب ہے یہ ساتھ عورت حیض والی کے کہ اگر دودھ میں ہاتھ رکھے تو دودھ بگڑ جاتا ہے اور اگر حیض سے پاک ہونے کے بعد رکھے تو فاسد نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر صحیح آنکھ والا آئی ہوئی آنکھ والے کی طرف دیکھے تو اس کی آنکھ آ جاتی ہے اور کہا خطابی نے اس حدیث میں ہے کہ آنکھ کے واسطے تاثیر ہے نفسوں میں اور ابطال ہے واسطے قول طبعی علم والوں کے کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر جو حواس خمسہ ادارک کریں اور جو اس کے سوائے ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں یعنی تو ان کے نزدیک آنکھ کی کوئی تاثیر نہیں اس واسطے کہ وہ حواس خمسہ کے ساتھ معلوم نہیں ہو سکتی اور نہیں مراد ہے خطابی کی تاثیر کے وہ معنی جس کی طرف فلاسفہ گئے ہیں بلکہ جاری کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے عادت کو حاصل ہونے ضرر کے سے واسطے معیون کے اور گمان کیا ہے بعض طبائعیوں نے کہ نظر لگانے والے کی آنکھ سے اٹھتی ہے قوت سمیہ سے جو متصل ہوتی ہے ساتھ نظر لگائے گئے کے سو ہلاک ہوتا ہے یا فاسد ہوتا ہے اور وہ مانند پہنچنے زہر کی ہے سانپ کی نظر سے اور جو اہل سنت کے طریق پر چلتا ہے وہ کہتا ہے کہ آنکھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ضرر کرتی ہے وقت لگانے نظر کے نظر لگانے والے سے ساتھ عادت کے کہ جاری کیا ہے اس کو اللہ نے کہ پیدا کرے ضرر کو وقت مقابلے کے ساتھ دوسرے شخص کے اور کیا اس میں جوہر پوشیدہ ہے یا نہیں امر محتمل ہے نہ یقین ہے ساتھ ثابت کرنے اس کے اور نہ نفی اس کی کے اور کہا بعض نے کہ جواہر لطیفہ غیر مرئیہ اٹھتے ہیں نظر لگانے والے سے سو متصل ہوتے ہیں ساتھ معیون کے اور مسام کی راہ سے اس کے بدن میں گھس جاتے ہیں سو پیدا کرتا ہے ہلاک کو نزدیک اس کے جیسا کہ پیدا کرتا ہے ہلاک کو وقت پینے زہر کے سو اس بات کے قطع کے ساتھ دعویٰ کرنا خطا ہے لیکن جائز ہے کہ ہو عادت نہ ضرورت اور نہ طبعی اور یہ کلام پکا ہے اور البتہ جاری کی ہے اللہ نے عادت ساتھ وجود بہت قوتوں اور خواص کے اجسام اور ارواح میں جیسے کہ پیدا ہوتی ہے خجالت واسطے اس شخص کے کہ دیکھے طرف اس کی سیاست والا سو دیکھی جاتی ہے اس کے منہ میں سرخی جو آگے نہیں تھی اور اسی طرح زردی وقت دیکھنے اس شخص کے کہ ڈرے اس سے اور بہت لوگ ہیں کہ بیمار ہو جاتے ہیں مجرد نظر کرنے سے ان کی طرف اور ضعیف ہو جاتی ہے قوت ان کی اور یہ سب ساتھ واسطہ کے ہے کہ پیدا کیا ہے اللہ نے ارواح میں تاثیرات سے اور واسطے سخت جوڑ ان کے ساتھ آنکھ کے منسوب کیا گیا ہے فعل طرف آنکھ کی اور نہیں ہے آنکھ خود تاثیر کرنے والی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تاثیر واسطے روح کے ہے اور ارواح مختلف ہیں بیچ اپنی طبیعت کے اور قوت اپنی کے اور کیفیت اپنی کے اور خواص اپنے کے اس میں سے بعض وہ نظر ہے

کہ تاثیر کرتی ہے بدن میں ساتھ مجرد دیکھنے کے بغیر متصل ہونے کے ساتھ اس کے واسطے شدت خباثت اس روح کے اور اس کی کیفیت خبیث کے اور حاصل یہ ہے کہ تاثیر ساتھ ارادے اللہ تعالیٰ کے ہے اور پیدا کرنے اس کے نہیں بند اوپر جوڑ بدنی کے بلکہ کبھی ہوتا ہے ساتھ اس کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ مقابلے کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ مجرد دیکھنے کے اور کبھی ساتھ توجہ روح کے مثل اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے دعاؤں سے اور جھاڑ پھونک سے اور التجا سے طرف اللہ کی اور کبھی ہوتی ہے یہ ساتھ وہم اور خیال کے سو جو چیز کہ نظر والے کی آنکھ سے نکلتی ہے وہ تیر ہے معنوی اگر پائے ایسے بدن کو جس کے واسطے کوئی ڈھال نہ ہو تو اس میں اثر کرتا ہے نہیں تو اثر نہیں کرتا بلکہ اپنے مارنے والے کی طرف الٹ آتا ہے مانند تیر حسی کے برابر۔ (فتح)

٥٢٩٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ.

٥٢٩٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا یہ کہ جھاڑ پھونک کروائی جائے نظر سے یعنی طلب کیا جائے منتر اس شخص سے جو جانتا ہو منتر کو بسبب آنکھ کے۔

فائدہ: اس حدیث میں مشروع ہونا جھاڑ پھونک کا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس کو نظر لگے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہ اس نے کہا یا حضرت! جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو نظر جلدی لگتی ہے کیا میں ان کے واسطے جھاڑ پھونک کروں؟ فرمایا کہ ہاں!، الحدیث اور واسطے اس کے شاہد ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حزم کی آل کو جھاڑ پھونک کی اجازت دی۔

٥٢٩٨ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا

٥٢٩٨۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی کہ اس کے چہرے میں زردی یا سیاہی تھی سو فرمایا کہ اس کے واسطے جھاڑ پھونک کرو کہ اس کو نظر لگی ہے۔

النَّظْرَةَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: سفعہ ایک رنگ ہے کہ چہرے کے رنگ کے مخالف ہو اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کے چہرے میں ایک جگہ ہے جو اس کے اصلی رنگ کے مخالف ہے اور اختلاف ہے اس نظر میں بعض نے کہا کہ جن کی تھی اور بعض نے کہا کہ آدمی کی نظر تھی اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ عام تر ہے اس سے اور یہ کہ اس کو نظر لگی تھی اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کو جھاڑ پھونک کروانے کے واسطے اجازت دی اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر جائز ہونے جھاڑ پھونک کے نظر سے موافق ترجمہ کے متابعت کی ہے عبداللہ نے زبیدی سے اور کہا عقیل نے زہری سے خبر دی مجھ کو عروہ نے حضرت ﷺ سے۔

بَابُ الْعَيْنُ حَقٌّ. نظر کی تاثیر سچ مچ ہے۔

فائدہ: یعنی نظر کا لگنا ایک چیز ثابت موجود ہے یا منجملہ اس چیز کے ہے کہ تحقیق ہو چکا ہے ہونا اس کا کہا مازری نے لیا ہے جمہور نے اس حدیث کے ظاہر کو اور انکار کیا ہے اس سے بدعتیوں کے بہت گروہوں نے واسطے غیر معنی کے اس واسطے کہ ہر چیز نہیں ہے محال فی نفسہ اور نہیں پہنچاتی ہے طرف قلب حقیقت کی اور نہ فاسد کرنے دلیل کے سو وہ متجاوزات عقول سے ہے سو جب خبر دی شرع نے ساتھ واقع ہونے اس کے تو نہیں ہے واسطے انکار کے کوئی معنی اور کیا کوئی فرق ہے ان کے اس انکار میں اور درمیان انکار ان کے اس چیز سے کہ خبر دے ساتھ اس کے آخرت کے حالات سے۔ (فتح)

۵۲۹۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَّنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ.

۵۲۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ کی تاثیر سچ مچ ہے اور منع کیا بدن گود کر نیل بھرنے سے۔

فائدہ: نہیں ظاہر ہوئی ہے مناسبت ان دونوں جملوں میں اور شاید وہ دونوں حدیثیں ہیں مستقل اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ دونوں کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ دونوں مشترک ہیں اس میں کہ ہر ایک دونوں سے پیدا کرتا ہے رنگ غیر اصلی رنگ اس کے سے اور وشم یہ ہے کہ سوئی وغیرہ سے بدن گودا جائے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر اس میں سرمہ وغیرہ بھرا جائے اور ظاہر ہوئی واسطے میرے مناسبت درمیان دونوں جملوں کے اور وہ یہ ہے کہ منجملہ باعث کے اوپر عمل وشم کے تغیر کرنا صفت موشوم کا ہے تا کہ نظر نہ لگے سو منع کیا وشم سے باوجود ثابت کرنے نظر کے اور یہ کہ حیلہ کرنا ساتھ وشم وغیرہ کے جو نہیں مستند ہے طرف تعلیم شارع کی نہیں فائدہ دیتا ہے کچھ اور جو اللہ نے مقدر کیا

ہے وہ واقع ہوگا اور روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع کہ نظر کی تاثیر حق ہے اور اگر فرضا کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو البتہ آنکھ اس سے بڑھ جاتی ہے اور جب تم نہلائے جاؤ تو نہاؤ بہر حال پہلی زیادتی سو اس میں تاکید اور تنبیہ ہے اوپر سرعت گھسنے اس کے کی اور تاثیر اس کی ذات میں اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی بعض صوفیوں پر کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا العین حق مراد ساتھ اس کے قدر سے ہے یعنی وہ نہر کہ جاری ہوتی ہیں اس سے احکام اس واسطے کہ عین شی کی حقیقت اس کی ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو پہنچتا ہے ضرر سے ساتھ عادت کے وقت نظر کرنے نظر والے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ قدر اللہ کے ہے جو سابق ہے نہ ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کرتا ہے اس کو دیکھنے والا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حدیث ظاہر ہے بیچ مغایرت کے درمیان قدر کے اور درمیان عین کے اگرچہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ نظر بھی منجملہ مقدور کے ہے لیکن ظاہر اس کا ثابت کرنا نظر کا ہے جو لگ جاتی ہے یا ساتھ اس چیز کے کہ ٹھہرائی ہے اللہ نے بیچ اس کے اس سے کہ رکھا ہے اس کو بیچ اس کے اور یا ساتھ جاری کرنے عادت کے ساتھ پیدا ہونے ضرر کے وقت تحدید نظر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوئی ہے حدیث مجرے مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے نظر کے نہ یہ کہ ممکن ہے کہ رد کرے تقدیر کو کوئی چیز اس واسطے کہ تقدیر عبارت ہے سابق علم اللہ کے سے اور نہیں ہے رد کرنے والا کوئی واسطے اس کے حکم کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف قرطبی نے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ کسی چیز کے واسطے قوت ہے ساتھ اس طور کے کہ تقدیر سے آگے بڑھ جائے تو ہوتی آنکھ لیکن وہ نہیں آگے بڑھتی سو کس طرح ہے غیر اس کا اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث میں ثابت کرنا قدر کا ہے اور صحیح ہونا امر نظر کا اور یہ کہ اس کا ضرر قوی ہے اور لیکن زیادتی دوسری اور وہ حکم کرنا ہے نظر لگانے والے کو ساتھ نہانے کے وقت طلب معیون کے اس کو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس کے واسطے نہانا ان کے درمیان معلوم تھا سو حکم کیا کہ اس سے باز نہ رہیں جب کہ نہانا ان سے طلب کیا جائے اور ادنیٰ وہ چیز کہ اس میں ہے دور کرنا وہم کا جو حاصل ہے بیچ اس کے اور ظاہر امر کا وجوب ہے اور نہیں بیان کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صفت نہانے کی اور البتہ واقع ہوئی ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ عامر بن ربیعہ نے اس کو نظر لگائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہوئے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے جب دیکھی تو نے اس سے وہ چیز کہ تجھ کو خوش لگی تو برکت کی دعا کیوں نہ کی یعنی کیوں نہ کہا ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پھر فرمایا کہ نہا سو اس نے اپنا منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیوں اور گھٹنے اور دونوں پاؤں کی طرفوں کو اور داخل تہ بند کا ایک پیالے میں دھویا پھر کوئی مرد اس پانی کو اس کے سر اور پیٹھ پر ڈالے پھر پیالے کو الٹائے سو کیا گیا ساتھ اس کے اس طرح سو چلا سہل رضی اللہ عنہ ساتھ لوگوں کے اس کے ساتھ کوئی بیماری نہ تھی اور مراد ساتھ داخل ازار کے وہ طرف تہ بند کی ہے جو لٹکی ہوئی ہو جو داہنی کولی کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور کہا عیاض نے کہ مراد وہ چیز ہے کہ بدن سے لگی ہوئی ہو تہ بند سے اور بعض نے کہا

کہ مراد جگہ ازار کی ہے بدن سے اور بعض نے کہا کہ مراد کولہا ہے اس واسطے کہ وہ جگہ تہہ بند باندھنے کی ہے کہا مازری نے کہ یہ معنی اس قسم سے ہیں کہ نہیں ممکن ہے تعلیل اس کی اور معرفت وجہ اس کی اصل عقل کے سبب سے پس نہ رد کی جائے گی یہ تدبیر اس وجہ سے کہ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے کہا ابن عربی نے کہ اگر کوئی مسلمان اس میں توقف کرے تو ہم اس کو کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اور البتہ مضبوط کیا ہے اس کو تجربہ نے اور تصدیق کی ہے اس کے معائنہ نے یا کوئی فلسفی سو رد اس پر ظاہر ہے اس واسطے کہ اس کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ دوائیں کام کرتی ہیں اپنی قوت سے اور کبھی فعل کرتی ہیں ساتھ ان معنی کے جو مدرک نہیں ہوتا اور جس کی یہ راہ ہو اس کا نام خواص رکھتے ہیں اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے جو اس سے منکر ہو اور نہ جو اس سے ٹھٹھا کرے اور نہ جو اس میں شک کرے یا کرے اس کو واسطے تجربہ کے نہ اعتقاد سے اور جب طبیعتوں میں ایسی خواص ہیں کہ طبیعت ان کی علتوں کو نہیں پہنچانتی بلکہ وہ ان کے نزدیک خارج ہیں قیاس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فعل کرتے ہیں ساتھ خاصیت کے پس کیا چیز ہے کہ انکار کرتے ہیں جاہل ان کے خاص شرعیہ سے یہ باوجود اس چیز کے کہ بیچ معالجہ کے ساتھ نہانے کے مناسبت ہے جس سے عقل صحیح انکار نہیں کرتی سو یہ تریاق ہے سانپ کے زہر کا جو لیا جاتا ہے اس کے گوشت سے اور یہ علاج نفس غضبیہ کا ہے کہ رکھا جاتا ہے ہاتھ غضبناک کے بدن پر سو اس کا غصہ تھم جاتا ہے سو گویا کہ اثر اس نظر کا آگ کے شعلہ کی طرح ہے جو بدن پر پڑے سو نہانے میں بجھانا ہے اس شعلے کا پھر جب کہ تھی یہ کیفیت ظاہر ہوتی پتلی جگہوں میں بدن سے واسطے شدت نافذ ہونے اس کے بیچ ان کے اور نہیں ہے کوئی چیز رقیق تر مغابن سے تو ہوگا اس کے دھونے سے ابطال عمل اس کے کا خاص کر ارواح شیطانیہ کو ساتھ ان جگہوں کے خاص ہونا ہے اور نیز اس میں پہنچنا اثر غسل کا ہے طرف دل کی رقیق تر جگہ سے اور سریع اس کے گھسنے میں سو بجھ جائے گی یہ آگ جس کو آنکھ نے اٹھایا ہے اور یہ نہانا نفع دیتا ہے بعد پکی ہونے نظر کے اور لیکن وقت پہنچنے کے اور پہلے مضبوط ہونے کے سو ارشاد کیا ہے شارع نے طرف اس چیز کی کہ اس کو دفع کرے جیسا کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا کہ کیوں نہ کہا اس نے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ اور روایت کی ہے بزار نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جب کوئی چیز دیکھے جو اس کو خوش لگے سو کہے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ تو نظر اس کو ضرر نہیں کرتی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں یہ کہ نظر لگانے والا جب پہچانا جائے تو حکم کیا جائے اس پر ساتھ نہانے کے اور یہ کہ نہانا نشرہ نافعہ سے ہے اور یہ کہ نظر ہوتی ہے ساتھ خوش لگنے کے اگرچہ بغیر حسد کے ہو اگرچہ مرد محب سے ہو اور مرد نیک سے اور یہ کہ جس شخص کو کوئی چیز خوش لگے تو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف دعا کی واسطے اس چیز کے جو اس کو خوش لگے ساتھ برکت کے اور یہ اس کا منتر ہے اور یہ کہ پانی مستعمل پاک ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے نہانا میدان میں اور یہ کہ آنکھ کی نظر کبھی مار ڈالتی ہے اور البتہ اختلاف ہے بیچ جاری ہونے قصاص کے بیچ اس کے کہا

قرطبی نے کہ اگر تلف کرے نظر لگانے والا کوئی چیز تو اس کا ضامن ہوتا ہے اور اگر قتل کر ڈالے تو اس پر قصاص ہے یا دیت جب کہ مکرر ہو اس سے یہ جب کہ ہو عادت اور وہ اس میں مانند ساحر کے ہے نزدیک اس شخص کے جو نہیں قتل کرتا اس کو کفر سے اور نہیں تعرض کیا ہے شافعیوں نے واسطے قصاص کے بلکہ انہوں نے اس کو منع کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے روضہ میں کہ نہ اس میں دیت ہے اور نہ کفارہ لیکن وارد ہوتا ہے اس پر حکم ساتھ قتل ساحر کے کہ وہ اس کے معنی میں ہے اور فرق دونوں کے درمیان دشوار ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے بعض اہل علم سے کہ لائق ہے واسطے امام کے کہ نظر والے کو منع کرے لوگوں میں داخل ہونے سے اور کہے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور اگر محتاج ہو تو اس کو گزران کے موافق رزق دے اس واسطے کہ اس کا ضرر سخت تر ہے کوڑے کے ضرر سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑھی کو منع کیا کہ لوگوں میں نہ گھسے اور سخت تر ہے ضرر لہسن کے سے کہ منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے والے کو جماعت میں حاضر ہونے سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ہے قول صحیح جس کے برخلاف کسی نے تصریح نہیں کی۔ (فتح)

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ.

باب ہے بیچ بیان منتر سانپ اور بچھو کے۔

فائدہ: یعنی اس کے جائز ہونے کے یعنی جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے اور اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں۔

۵۳۰۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ.

۵۳۰۰۔ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو زہر والی چیز کے منتر کا حکم پوچھا سو کہا کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک کرنے کی ہر زہر دار چیز سے۔

فائدہ: حمہ زہر دار چیز کو کہتے ہیں جیسے سانپ بچھو وغیرہ اور یہ جو کہا کہ رخصت دی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہی جھاڑ پھونک کرنے سے پہلے تھی کما تقدم اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ابو الاحوص کے شیبانی سے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے۔ (فتح الباری)

الحمد للہ کہ پارہ تیئس فیض الباری کا مکمل ہوا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الذبائح والصید

کتاب الاضاحی (قربانیوں کا بیان)

کتاب الاشربة

کتاب المرضی

کتاب الطب

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۴

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان دم حضرت ﷺ کے، یعنی جس کے ساتھ آپ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اور اس میں تین حدیثیں ذکر کیں۔

٥٣٠١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ أَلَا أَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

٥٣٠١۔ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں اور ثابت رضی اللہ عنہ دونوں انس رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے تو ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوحمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں بیمار ہوں تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تم کو حضرت ﷺ کے دم سے جھاڑ پھونک نہ کروں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں! کہا کہ الٰہی، اے لوگوں کے پالنے والے! سختی کے دور کرنے والے شفا دے تو ہی ہے شفا دینے والا تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ایسی شفا دے کہ بیماری کو نہ چھوڑے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو ہی ہے شافی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس اسم کے کہ نہیں ہے قرآن میں ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ نہ ہو اس میں وہ چیز جو نقص کا وہم پیدا کرے دوسرے یہ کہ قرآن میں اس کی اصل ہو اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اس لیے کہ قرآن میں ہے ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور یہ جو کہا کہ تو ہی ہے شافی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ہر چیز کہ واقع ہوتی ہے دعا اور دوا کرنے سے اسی وقت فائدہ دیتی ہے جب کہ اللہ کی تقدیر کے موافق پڑے ورنہ فائدہ نہیں دیتی اور نیز اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ اضافت ترجمہ میں واسطے فاعل کے ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ اضافت ترجمہ میں طرف مفعول کی ہے اور یہ اس حدیث میں ہے جو روایت کی ہے مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے کہا کہ اے محمد! کیا تو بیمار ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! کہا بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ یعنی میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں تجھ کو ہر چیز سے کہ تجھ کو ایذا دے ہر چیز کی برائی سے یا حسد کرنے والے کی آنکھ سے اللہ شفا دے گا اور واسطے اس کے شاہد ہے نزدیک اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے۔

۵۳۰۲ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُوْرًا فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

۵۳۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض گھر والوں کے واسطے پناہ مانگا کرتے تھے اپنا ہاتھ اس پر پھیرتے درد پر اور کہتے الٰہی! اے لوگوں کے پالنے والے سختی کو لے جا اور اس کو شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے شفا نہیں بغیر تیری شفا کے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔
کہا سفیان نے یعنی ساتھ اسناد مذکور کے کہ حدیث بیان کی میں نے ساتھ اس کے منصور کو سو حدیث بیان کی اس نے مجھ کو ابراہیم سے اس نے مسروق سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مانند اس کی۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ یہ بطریق تفاول کے ہے واسطے دور ہونے اس درد کے۔ اور ہوں گی ساتھ اس کے واسطے اس حدیث کے مسروق تک دو طریق اور جب ضم کیا جائے ساتھ اس کے وہ طریق جو اس کے بعد ہے تو ہو جائیں گے عائشہ رضی اللہ عنہا تک دو طریق اور جب جوڑا جائے اس کو ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے تو اس حدیث کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک دو طریق ہو جائیں گے۔ (فتح)

۵۳۰۳ ۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي يَقُوْلُ امْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَآءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ.

۵۳۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے فرماتے سختی کو لے جا اے آدمیوں کے پالنے والے! تیرے ہی ہاتھ میں شفا ہے تیرے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں یرقی کا لفظ ہے اور وہ ساتھ معنی یعوذ کے ہے جو اس سے پہلے طریق میں ہے یعنی پناہ مانگتے تھے اور شاید کہ عروہ کے طریق کے وارد کرنے میں بھی یہی راز ہے اگرچہ سیاق مسروق کا پورا ہے لیکن عروہ نے تصریح کی ہے ساتھ ہونے اس کے رقیہ یعنی منتر سو موافق ہو گا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس امر میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رقیہ ہے۔

۵۳۰۴ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ

۵۳۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کے واسطے کہتے تھے یعنی جھاڑ پھونک میں یہ مٹی ہے ہماری

عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

زمین کی ساتھ لب ہماری بعض کے شفا پاتے ہیں ہمارے بیمار۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کے کوئی زخم ہوتا تو حضرت ﷺ اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھتے پھر اس کو اٹھاتے پھر یہ دعا پڑھتے بسم اللہ الخ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ جھاڑ پھونک کے وقت بیمار پر لب ڈالتے تھے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ اپنی شہادت کی انگلی سے اپنی لب لیتے پھر اس کو زمین پر رکھتے سو کچھ مٹی اس کے ساتھ لگ جاتی پھر اس کو درد یا زخم کی جگہ پر پھیرتے اس حال میں کہ کلام مذکور کو کہتے انگلی پھیرنے کی حالت میں کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا سب بیماریوں اور دردوں سے اور اس پر کہ یہ امر ان کے درمیان مشہور معلوم تھا کہا اور حضرت ﷺ کا اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر رکھنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مستحب ہے وقت جھاڑ پھونک کے پھر کہا کہ ہمارے بعض علماء نے گمان کیا ہے کہ راز اس میں یہ ہے کہ مٹی اپنی سردی اور خشکی کی وجہ سے اچھا کرتی ہے بیماری کی جگہ کو اور اپنی خشکی کے سبب اس کی مواد کو گرنے نہیں دیتی باوجود منفعت اس کی کے بیچ خشک کرنے زخموں کے اور مدہم ہونے ان کے اور کہا تھوک میں کہ وہ خاص ہے ساتھ تحلیل کے اور پکانے مواد کے اور اچھے کرنے زخم کے اور ورم کے خاص کر بھوکے روزے دار سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے کہ یہ توجیہ تو صرف اسی وقت تمام ہوتی ہے جب کہ واقع ہو معالجہ اپنے قانون پر رعایت مقدار مٹی اور تھوک کے اور ملازمہ اس کے سے اس کے اوقات میں ورنہ لب کے ساتھ دم کرنا اور شہادت کی انگلی زمین پر رکھنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ نہیں ہے واسطے اس کے بال اور نہ اثر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ باب تبرک سے ہے ساتھ اسماء الٰہی کے اور آثار رسول اس کے اور بہر حال رکھنا انگلی کا زمین پر سو شاید وہ واسطے کسی خاصیت کے ہے جو اس میں ہے یا واسطے حکمت چھپانے آثار قدرت کے ساتھ مباشرت اسباب معتادہ کے، کہا بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مباحث طب کے شاہد ہیں اس پر کہ تھوک کو دخل بیچ نضج کے اور تعدیل مزاج کے اور وطن کی مٹی کو تاثیر ہے بیچ حفظ مزاج کے اور دفع ضرر کے سو البتہ ذکر کیا ہے اطباء نے کہ مسافر کو لائق ہے کہ اپنی زمین کی مٹی کو اپنے ساتھ لے جائے اگر عاجز ہو اس کے پانے کے ساتھ لے جانے سے یعنی تا کہ جب مختلف پانیوں پر وارد ہو تو اس میں سے کچھ مٹی اپنے پینے کے پانی میں ڈال لے تا کہ اس کے ضرر سے نہ ڈر ہو پھر اس کے بعد جاننا چاہیے کہ منتروں اور تعویذوں کے واسطے عجیب اثر ہیں کہ انسان کی عقل ان کی کنہ اور حقیقت کو نہیں پہنچ

سکتی اور کہا تورپشتی نے کہ شاید مراد ساتھ مٹی کے اشارہ طرف فطر آدم علیہ السلام کے اور تھوک اشارہ ہے طرف نطفہ کی گویا کہ عاجزی اور زاری کی زبان سے کہ تو نے اصل اول کو مٹی سے پیدا کیا پھر پیدا کیا اس کو اس سے پانی بے قدر سے سو آسان ہے تجھ پر یہ کہ شفا دے تو اس شخص کو جس کی پیدائش کا یہ حال ہو اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ بعض نے کہا کہ مراد مٹی سے خاص مدینہ منورہ کی مٹی ہے واسطے برکت اس کی کے اور بعضنا سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں واسطے متبرک ہونے لب آپ کی کے پس ہوگا یہ خاصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس میں نظر ہے اور روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے وہ چیز کہ تفسیر کیا جاتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک کی اور یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اور وہ بیمار تھا سو فرمایا کہ سختی کو لے جا اے آدمیوں کے پالنے والے! پھر بطحان کی مٹی لی پھر اس کو پیالے میں ڈالا پھر اس پر اپنی لب ڈالی پھر اس کو بیمار پر ڈالا۔ (فتح)

۵۳۰۵ ۔ حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الرُّقْيَةِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيقَةُ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

۵۳۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھاڑ پھونک میں کہتے تھے یہ مٹی ہے ہماری زمین کی اور تھوک ہم میں سے بعض کی شفا دیتی ہے ہمارے بیمار کو ہمارے اللہ کے حکم سے۔

بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ.

دم کرنے جھاڑ پھونک میں۔

فائدہ: اور اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو دم کرنے کو مطلق مکروہ جانتا ہے مانند اسود بن یزید تابعی رحمہ اللہ کے اس کا تمسک اللہ کے اس قول سے ہے ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ اور اس پر جو مکروہ رکھا ہے دم کرنے کو وقت پڑھنے قرآن کے خاص کر مانند ابراہیم نخعی کے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے پس لیکن اسود سو نہیں حجت ہے واسطے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ مذموم وہ دم ہے جو جادوگروں وغیرہ اہل باطل کے دم سے ہو اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ مطلق دم کرنا منع ہو خاص کر بعد ثابت ہونے اس کے صحیح حدیثوں میں اور بہر حال نخعی پس حجت اس پر وہ چیز ہے جو ثابت ہو چکی ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب کی تیسری حدیث ہے سو البتہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قصہ بیان کیا اور اس میں ہے کہ اس نے سورہ فاتحہ پڑھی اور دم کیا ساتھ لب خفیف کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا سو ہوگی یہ حجت اور اسی طرح حدیث دوسری سو وہ واضح ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے اور نفث کا بیان کئی بار گزر چکا ہے اور جو کہتا ہے کہ اس میں تھوک نہیں ہوتی ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اس میں تھوڑی سی تھوک ہوتی ہے۔ (فتح)

۵۳۰۶ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا

۵۳۰۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنفِثْ حِيْنَ يَسْتَيْقِظُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا أُبَالِيْهَا.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی خواب میں بری چیز دیکھے تو چاہیے کہ تھوکے تین بار جب جاگے اور اس کی بدی سے پناہ مانگے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی، اور کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اور بے شک میں خواب کو اپنے اوپر پہاڑ سے زیادہ تر بھاری دیکھتا تھا یعنی اس واسطے کہ اس کی بدی کی توقع رکھی جاتی تھی سو نہ تھا شان میرا مگر کہ میں نے اس حدیث کو سنا سو میں اس کی بدی کی پرواہ نہیں کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ چاہیے کہ تھوکے تین بار تو یہی مراد ہے حدیث مذکور سے ترجمہ میں اس واسطے کہ دلالت کرتی ہے اس کے فائدہ پر اور اس حدیث کی شرح کتاب التعبیر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٠٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ نَفَثَ فِيْ كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَّبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأْمُرُنِيْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهٖ قَالَ يُوْنُسُ كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِذَا أَتٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ.

٥٣٠٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑتے تو قل ھو اللہ احد اور معوذتین تینوں سے اپنے دونوں ہاتھ میں دم کرتے پھر دونوں کو اپنے منہ پر پھیرتے اور جہاں آپ کے دونوں ہاتھ پہنچتے آپ کے بدن سے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے تو مجھ کو حکم کرتے تھے کہ میں آپ کے ساتھ یہ کام کروں کہا یونس نے کہ میں ابن شہاب کو دیکھتا تھا کہ جب بستر پر آتے یہ کرتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ پھر مسح کرتے ساتھ دونوں ہاتھوں کے یعنی سر اور منہ پر اور اپنے بدن کی اگلی طرف کرتے اس طرح تین بار اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس شخص کے رد کی طرف جو گمان کرتا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے اور محفوظ یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ بیماری کی حالت میں کرتے تھے نہ ہر وقت جیسا کہ مالک رحمہ اللہ وغیرہ کی روایت

میں ہے سو دلالت کی اس زیادتی نے کہ حضرت ﷺ کرتے تھے اس کو جب کہ بستر پر آتے اور کرتے تھے اس کو جب کہ بیمار ہوتے سونہیں ہے کوئی منافات دونوں روایتوں میں۔ (فتح)

۵۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَهْطًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوْا فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰى نَزَلُوْا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ قَدْ نَزَلُوْا بِكُمْ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَرَاقٍ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَّكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ مَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰى نَأْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ

۵۳۰۸۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب کی ایک جماعت چلے ایک سفر میں جس میں انہوں نے سفر کیا یہاں تک کہ عرب کی ایک قوم پر اترے سو انہوں نے ان سے مہمانی طلب کی تو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کیا سو اس قوم کے سردار کو سانپ نے کاٹا سو کوشش کی انہوں نے واسطے اس کے ساتھ ہر چیز کے اس حال میں کہ نہ فائدہ دیتی تھی اس کو کچھ چیز تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر تم ان لوگوں کے پاس آؤ جو تمہارے یہاں اترے ہیں یعنی اصحاب کے تو شاید کہ ان میں سے کسی کے پاس کچھ چیز ہو یعنی جو اس کو فائدہ دے سو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے جماعت! بے شک سانپ نے ہمارے سردار کو کاٹا سو ہم نے اس کے لیے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی اس کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی سو کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ چیز ہے؟ تو بعض نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی البتہ میں منتر پڑھنے والا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے تم سے مہمانی طلب کی سو تم نے ہماری مہمانی نہیں کی سو میں تمہارے لیے جھاڑ پھونک نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم ہمارے لیے اجرت مقرر کرو سو انہوں نے ان سے چند بکریوں پر صلح کی سو وہ چلا سو اس نے شروع کیا تھوکنا اس پر اور سورۂ الحمد پڑھنا یہاں تک کہ البتہ جیسے وہ کھولا گیا ہے بندھی ہوئی سے سو وہ چلا اس حال میں کہ اس کو کوئی درد نہ تھا جس کے سبب سے بستر پر لوٹے راوی نے کہا سو پوری دی انہوں نے ان کو مزدوری ان کی جس پر ان سے صلح کی تھی سو بعض نے ان میں سے کہا کہ بکریوں کو بانٹو تو

لَهُ الَّذِيْ كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمْ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ.

منتر پڑھنے والے نے کہا کہ نہ کرو یہاں تک کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئیں اور جو حال ہے آپ ﷺ سے ذکر کریں سو دیکھیں حضرت ﷺ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ حال ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو کس چیز نے معلوم کروایا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے تم ٹھیک بات کو پہنچے آپس میں بانٹ لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ لگاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاجارہ میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ شروع کیا اس نے تھوکنا اور پڑھنا اور البتہ میں نے اول بیان کیا ہے نفث تفل سے کم ہے یعنی نفث سے تفل میں تھوک کم ہوتی ہے اور جب تفل جائز ہے تو نفث بھی جائز ہوگا بطریق اولیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَسْحِ الرَّاقِي الْوَجَعَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى.

بیماری میں جھاڑ پھونک کرنے والے کا اپنا دایاں ہاتھ پھیرنا یعنی بیمار پر۔

٥٣٠٩ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِيْنِهِ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُوْرٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهِ.

٥٣٠٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بیماری میں بعض کے واسطے پناہ مانگتے تھے اپنا دایاں ہاتھ اس پر پھیرتے دور کر سختی کو اے آدمیوں کے پالنے والے! اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے شفا نہیں بغیر تیری شفا کے ایسی شفا دے کہ بیماری کو نہ چھوڑے سو ذکر کیا میں نے اس کو واسطے منصور کے سو حدیث بیان کی اس نے مجھ کو ابراہیم سے اس نے مسروق سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مانند اس کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے اور ذکرتہ کا فاعل سفیان ہے۔

بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَرْقِي الرَّجُلَ.

باب ہے بیچ بیان جھاڑ پھونک کرنے عورت کے مرد کو۔

٥٣١٠ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

٥٣١٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دم کرتے تھے اپنی جان پر ساتھ معوذات کے اس بیماری میں

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنَا أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ فَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ كَانَ يَنْفِثُ قَالَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ.

جس میں آپ کا انتقال ہوا سو جب حضرت ﷺ کو بیماری کی شدت ہوئی تو میں حضرت ﷺ کو ان کے ساتھ دم کرتی تھی اور میں حضرت ﷺ کا ہاتھ حضرت ﷺ کے بدن پر پھیرتی تھی واسطے برکت. اس کی کے سو میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کس طرح دم کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر ان کو اپنے منہ پر ملتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا حکم کیا تھا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرْقِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جس نے جھاڑ پھونک نہیں کیا یا جو جھاڑ پھونک نہیں کیا گیا۔

۵۳۱۱ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهٗ أَحَدٌ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُوْنَ أُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيَّنْ لَهُمْ فَتَذَاكَرَ

۵۳۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو پیغمبروں نے گزرنا شروع کیا سو ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ ایک مرد تھا اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ دو مرد تھے اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ ایک جماعت تھی اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ جماعت نہ تھی اور ایک پیغمبر گزرا اس کے ساتھ کوئی نہ تھا اور میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی کہ اس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا سو میں امیدوار ہوا کہ وہ میری امت ہے سو کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اپنی قوم میں یعنی یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھو سو میں نے ایک بڑا جھنڈ ا دیکھا جس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھ اس طرح اس طرح سو میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا سو کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کی امت کے ہیں اور ان کے ساتھ

أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلٰكِنَّا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَآؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

ستر ہزار ایسے ہیں جو بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے سو لوگ جدا جدا ہوئے اور حضرت ﷺ نے ان سے کچھ بیان نہ کیا کہ وہ لوگ کون ہیں سو حضرت ﷺ کے اصحاب نے آپس میں چرچا کیا یعنی ان کی تعیین میں سو کہا کہ ہم تو کفر میں پیدا ہوئے لیکن ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے لیکن یہ لوگ وہ ہمارے بیٹے ہیں سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہیں جو شگون نہیں لیتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں سو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں یا حضرت! فرمایا ہاں! پھر اور مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ یا حضرت! فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ اس دعا میں تجھ سے سبقت لے گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو شگون بد نہیں لیتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں سو شگون بد لینے کا ذکر تو آئے گا اور لیکن داغنا سو اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور جھاڑ پھونک کرنے سو تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو مکروہ رکھتا ہے جھاڑ پھونک کو اور داغنے کو سب دواؤں میں اور اس نے گمان کیا ہے کہ یہ دونوں توکل میں قادح ہیں اور ان کے سوائے اور دوائیں توکل میں قادح نہیں اور علماء نے اس کا جواب کئی وجہ سے دیا ہے ایک یہ کہ کہا طبری اور مازری اور ایک گروہ نے کہ وہ محمول ہے اس شخص پر جو طبعی علم والوں کے اعتقاد سے بچے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ دوائیں بالطبع نفع دیتی ہیں اور بالطبع مؤثر ہیں جیسا کہ جاہلیت والے اعتقاد رکھتے تھے اور اس کے غیر نے کہا کہ جس منتر کا ترک کرنا محمود ہے وہ منتر وہ ہے جو اہل جاہلیت کے کلام سے ہو اور اس قسم سے کہ اس کے معنی معلوم نہ ہوں واسطے اس احتمال کے کہ کفر ہو برخلاف جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ ذکر کے اور مانند اسی کے اور تعصب کیا ہے اس کا عیاض وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ستر ہزار کے واسطے زیادتی ہے ان کے غیروں پر اور فضیلت ہے کہ تنہا ہوئی ہیں ساتھ اس کے ان لوگوں سے جو شریک ہیں ان کو اصل فضیلت اور دیانت میں اور جو اعتقاد کرتا ہو کہ دوائیں بالطبع مؤثر ہیں یا استعمال کرے جاہلیت کے منتروں کو اور

مانند اس کے کو سو نہیں ہے وہ مسلمان پس نہیں تسلیم کرتا ہے اس جواب کو دوسرا جواب کہا داؤدی نے اور ایک گروہ نے کہ مراد ساتھ حدیث کے وہ لوگ ہیں جو بچتے ہیں اس کے فعل سے صحت میں واسطے خوف واقع ہونے بیماری کے اور بہر حال جو استعمال کرے دوا کو بعد واقع ہونے بیماری کے ساتھ اس کے تو نہیں اور پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو ابن قتیبہ وغیرہ سے باب من اکتوی میں اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبدالبر نے لیکن اعتراض کیا گیا ہے اوپر اس کے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو ثبوت استعاذہ سے پہلے واقع ہونے بیماری کے تیسرا جواب کہا حلیمی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ان لوگوں کے جو مذکور ہیں حدیث میں وہ لوگ جو غافل ہیں احوال دنیا کے سے اور جو اس میں ہے اور اسباب سے جو تیار کیے گئے ہیں واسطے دفع عوارض کے سو وہ نہیں پہچانتے داغنے کو اور نہ جھاڑ پھونک کروانے کو اور نہیں ہے واسطے ان کے جگہ پناہ اس چیز میں کہ عارض ہو ان کو مگر دعا اور تمسک کرنا ساتھ اللہ کے اور راضی ہونا ساتھ قضا اس کی کے سو وہ غافل ہیں اطباء کی طب سے اور منتر والوں کے منتر سے اور نہیں جانتے اس سے کسی چیز کو، واللہ اعلم۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ ترک کرنے منتر اور داغنے کے اعتماد کرنا ہے اللہ پر بیچ دفع کرنے بیماری کے اور راضی ہونا ہے ساتھ تقدیر اس کی کے نہ قدح کرنا اس کے جائز ہونے میں واسطے ثبوت وقوع اس کے صحیح حدیثوں میں اور واسطے واقع ہونے اس کے کی سلف صالح سے لیکن مقام رضا اور تسلیم کا اعلیٰ ہے اسباب کے استعمال کرنے سے اور اس کی طرف مائل کی ہے خطابی اور اس کے تابعداروں نے کہا ابن اثیر نے کہ یہ اولیاء کی صفت سے ہے جو منہ پھیرنے والے ہیں دنیا سے اور اس کے اسباب اور علائق سے اور یہی لوگ ہیں خاص اولیاء اور نہیں وارد ہوتا اس پر واقع ہونا اس کا حضرت ﷺ سے بطور فعل کے اور امر کے اس واسطے کہ تھے حضرت ﷺ بیچ اعلیٰ مقامات عرفان کے اور درجات توکل کے سو ہو گا یہ حضرت ﷺ سے واسطے تشریع کے اور بیان جواز کے یعنی یہ بھی جائز ہے اگرچہ اعلیٰ مقام نہیں اور باوجود اس کے پس نہیں کم کرتا ہے یہ حضرت ﷺ کے توکل سے کچھ اس واسطے کہ تھے حضرت ﷺ کامل توکل والے از روئے یقین کے پس نہ تاثیر کرے گا اس میں استعمال کرنا اسباب کا کچھ برخلاف غیر آپ کے اور اگرچہ ہو بہت توکل والا لیکن جس نے اسباب کو چھوڑا اور کام کو اللہ کے سپرد کیا اور اس میں اخلاص کیا ہو گا زیادہ تر بلند مقام میں کہا طبری نے بعض نے کہا کہ نہیں مستحق ہے توکل کا مگر وہ شخص کہ نہ مخلوط ہو اس کے دل میں خوف کسی چیز کا البتہ یہاں تک کہ درندے ضرر دینے والے اور دشمن تعدی کرنے والے کا اور نہ وہ شخص جو سعی کرے بیچ طلب کرنے رزق کے اور نہ دوا کرنے درد کے اور حق یہ ہے کہ جو اعتماد کرے اللہ پر اور یقین کرے کہ قضاء اس پر جاری ہونے والی ہے تو نہیں قادح ہے اس کے توکل میں استعمال کرنا اسباب کا واسطے پیروی کرنے سنت اس کی کے اور سنت رسول اس کی کے سو البتہ حضرت ﷺ نے لڑائی میں دو زرہوں کو نیچے اوپر پہنا اور اپنے سر پر خود پہنی اور تیر اندازوں کو گھاٹی کے درے پر بٹھلایا اور مدینے کے گرد خندق کھودی اور ملک حبش اور

مدینے کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور خود بھی حضرت ﷺ نے ہجرت کی اور کھانے پینے کا اسباب لیا اور اپنے گھر والوں کے واسطے ان کا خرچ ذخیرہ کیا اور نہ انتظار کیا کہ آسمان سے آپ پر اتارا جائے اور تھے وہ لائق تر سب مخلوق سے یہ کہ حاصل ہو واسطے ان کے یہ اور فرمایا واسطے اس کے جس نے آپ کو سوال کیا تھا کہ میں اپنی اونٹنی کا گھٹنا رسی سے باندھوں یا نہ باندھوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا گھٹنا رسی سے باندھ اور توکل کر سو اشارہ کیا کہ پرہیز کرنا دفع کرتا ہے توکل کو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الطِّيَرَةِ. باب ہے بیچ بیان شگون بد لینے کے۔

فائدہ: اور اصل تطیر کی یہ ہے کہ تھے لوگ جاہلیت کے اعتقاد کرتے جانور پرندے پر سو جب کوئی کسی کام کے واسطے نکلتا سو اگر دیکھتا پرندے کو کہ دائیں طرف اڑا تو اس کو بابرکت سمجھتا اور بدستور چلا جاتا اور اگر اس کو دیکھتا کہ بائیں طرف اڑا ہے تو شگون بد لیتا اور پلٹ آتا اور اکثر اوقات بعض آدمی پرندے کو چھیڑتا تاکہ اڑے سو اس پر اعتماد کرے سو آئی شرع ساتھ منع کرنے کے اس سے اور اس کا نام سانح رکھتے تھے اور سانح وہ ہے جو بائیں طرف سے دائیں طرف اڑے اور بارح بالعکس اس کے ہے اور سانح کو بابرکت جانتے تھے اور بارح کو منحوس جانتے تھے اس واسطے کہ نہیں ممکن ہے تیر مارنا اس کو مگر ساتھ اس طرح کے کہ منحرف ہو طرف اس کے اور نہیں ہے کسی چیز میں سانح اور بارح سے وہ چیز جو تقاضا کرے اس کو جو ان کا اعتقاد تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تکلف ہے ساتھ استعمال کرنے اس چیز کے کہ نہیں ہے کوئی اصل واسطے اس کے اس واسطے کہ پرندہ نہ بولتا ہے اور نہ اس کو کوئی تمیز ہے پس استدلال کیا جائے ساتھ فعل اس کے اوپر مضمون کسی معنی کے جو اس میں ہے اور طلب کرنا علم کا غیر مظان اس کے سے جہل ہے اس کے فاعل سے اور البتہ بعض عقلاء جاہلیت کے شگون بد لینے سے انکار کرتے تھے اور اس کے ترک کی مدح کرتے تھے اور باقی رہا بقایا اس کا بہت مسلمانوں میں اور البتہ روایت کی ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہیں ہے شگون بد لینا اور شگون بد اس پر ہے جو شگون لے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے اسماعیل سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ ان سے کوئی سلامت نہیں ہے شگون بد لینا اور بدگمانی کرنا اور حسد کرنا اور یہ مرسل ہے لیکن واسطے اس کے شاہد ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے کہ جب تم شگون بد لو تو گزرو اور اللہ پر توکل کرو اور روایت کی ہے طبرانی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہیں پہنچتا ہے بلند درجوں کو جو بہت تکلف کاہن ہے یا اپنے آپ کو کاہن کی مانند بنا دے یا تیروں سے فال لے اور سفر سے پلٹ آئے شگون بد کے سبب سے اور اس حدیث میں انقطاع ہے اور واسطے اس کے شاہد ہے عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور روایت کیا ہے اس کو بزار نے ساتھ سند جید کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ شگون لینا شرک ہے اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی مگر کہ اس نے شگون بد لیا لیکن اللہ دور کرتا ہے اس کو ساتھ توکل کے اور یہ جو کہا کہ نہیں ہم میں

سے کوئی جس نے شگون بد نہ لیا ہو تو یہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے مدرج ہے حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا ہے یہ شرک واسطے اعتقاد ان کے کہ یہ نفع حاصل کرتا ہے اور ضرر کو دور کرتا ہے سو گویا کہ انہوں نے اس کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور یہ جو کہا کہ لیکن اللہ اس کو توکل کے ساتھ دور کرتا ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جس کے واسطے یہ واقع ہو سو وہ اس کو اللہ کے سپرد کرے اور نہ اعتبار کرے شگون کا تو نہیں مواخذہ کیا جاتا ساتھ اس چیز کے کہ عارض ہوئی اس کو اور روایت کی ہے بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موقوف کہ جو عارض ہو واسطے اس کے شگون بد سے کوئی چیز تو چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی نہیں ہے کوئی شگون مگر تیرا شگون اور نہیں ہے خیر مگر تیری خیر اور نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے تیرے۔ (فتح)

۵۳۱۲ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَالشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ.

۵۳۱۲ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور بے برکتی تین چیز میں ہے عورت میں اور گھر میں اور چوپائے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے پس نفی کی اول ساتھ طریق عموم کے جیسے کہ نفی کی عدو سے کے پھر ثابت کیا شوم کو تین چیز میں جو حدیث میں مذکور ہیں اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ اگر شگون بد لینا کسی چیز میں ہے تو ان تین چیزوں میں ہے۔

۵۳۱۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قَالُوْا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۳۱۳ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور بہتر شگون نیک فال لینا ہے اصحاب نے عرض کیا کہ کیا ہے فال؟ فرمایا کہ نیک بات کہ اس کو کوئی سنے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس کی طرف کہ نفی طیرہ میں ظاہر ہے لیکن بدی میں اور مستثنیٰ کی جاتی ہے اس سے وہ چیز جو واقع ہو خیر سے کما سیاتی۔ (فتح)

بَابُ الْفَأْلِ.

باب ہے بیچ بیان فال کے۔

٥٣١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قَالَ وَمَا الْفَأْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۳۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شگون بد لینا بے حقیقت بات ہے اور بہتر شگون نیک فال لینا ہے کہا اور کیا ہے فال لینا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک بات کہ اس کو کوئی سنے۔

٥٣١٥ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ.

۵۳۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور خوش لگتی ہے مجھ کو فال نیک یعنی نیک بات۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابوداؤد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شگون بد کا ذکر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر نیک فال ہے اور نہیں رد کرتی مسلمان کو سو جب کوئی مکروہ چیز دیکھے تو چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور یہ جو فرمایا کہ بہتر شگون فال ہے تو کہا کرمانی نے کہ یہ اضافت مشعر ہے ساتھ اس کے کہ فال منجملہ شگون سے ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ اضافت واسطے توضیح کے ہے پھر کہا اور نیز منجملہ طیرہ سے برکت لینا ہے جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی سو بیان کیا ساتھ اس حدیث کے کہ نہیں ہے ہر فال مردود مانند شگون بد لینے کے بلکہ بعض فال مقبول ہے میں کہتا ہوں اور پہلے جواب میں دفع ہے صدر سوال میں اور دوسرے میں تسلیم کرنا سوال کا ہے اور دعویٰ تخصیص کا اور یہ قریب تر ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے ساتھ سند حسن کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فال خوش لگتی تھی اور شگون بد کو برا جانتے تھے اور روایت کی ہے ترمذی نے حابس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ آنکھ کی تاثیر سچ ہے اور زیادہ تر سچا شگون فال ہے سو اس حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ فال منجملہ شگون کے ہے لیکن وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور کہا طیبی نے کہ ضمیر مؤنث کا بیچ قول اس کے کی خیرھا راجع ہے طرف طیرہ کے اور البتہ معلوم ہو چکا ہے کہ کل طیرہ میں خیر نہیں سو وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا﴾ نہ یہ کہ طیرہ میں حقیقت خیر ہے یا وہ مانند ان کے اس قول کے ہے الصيف احر من الشتاء یعنی فال اپنے باب میں ابلغ ہے طیرہ سے اپنے باب میں اور حاصل یہ ہے کہ افعل التفضیل اس میں تو فقط واسطے قدر مشترک کے ہے درمیان

دو چیزوں کے اور قدر مشترک درمیان فال اور طیرہ کے تاثیر ہر ایک کے ہے دونوں میں سے اس چیز میں کہ وہ اس میں ہے اور فال اس میں ابلغ ہے کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس طرح ہے اس واسطے کہ جگہ صادر ہونے فال کے کی نطق اور بیان سے ہے سو گویا کہ وہ خبر ہے کہ آئی ہے غیب سے برخلاف غیر اس کے کی کہ وہ مستند ہے طرف حرکت پرندے کے یا بولنے اس کے اور نہیں ہے اس میں بیان ہرگز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تکلف ہے اس شخص سے جو اس کو استعمال کرتا ہے اور البتہ روایت کی ہے طبری نے عکرمہ سے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو ایک پرندہ گزرا اور چیخا تو ایک مرد نے کہا خیر خیر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا ہے پاس اس کے نہ خیر ہے نہ شر ہے اور نیز کہا کہ فرق درمیان فال اور طیرہ کے یہ ہے کہ فال میں حسن ظن ہے ساتھ اللہ کے اور طیرہ نہیں ہوتا ہے مگر بدی میں اسی واسطے مکروہ ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ فال مستعمل ہوتی ہے اس چیز میں کہ بری لگے اور خوش کرے اور طیرہ نہیں ہوتا ہے مگر شوم میں اور شاید یہ باعتبار واقع کے ہے اور شرع نے تو خاص کیا ہے طیرہ کو ساتھ اس چیز کے کہ بری لگے اور فال کو ساتھ اس چیز کے کہ خوش کرے اور اس کی شرط سے ہے کہ اس کی طرف قصد نہ کرے سو ہوگی منجملہ طیرہ سے کہا ابن بطال نے کہ ڈالی ہے اللہ نے لوگوں کی فطرت میں محبت اچھی بات کی جیسا کہ ڈالا ہے ان میں خوش ہونا ساتھ دیکھنے شکل خوب کے اور پانی صاف کے اگرچہ نہ اس کا مالک ہو اور نہ اس کو پیئے اور روایت کی ہے ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی کام کے واسطے نکلتے تو آپ کو خوش لگتا یہ کہ سنیں یا نجیح یا راشد اور روایت کیا ہے ابوداؤد نے ساتھ سند حسن کے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے شگون بد نہیں لیتے تھے اور جب کسی عامل کو کسی جگہ بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے سو جب آپ کو اس کا نام پسند آتا تو خوش ہوتے اور اگر اس کے نام کو مکروہ جانتے تو اس کی کراہت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں معلوم ہوتی اور ذکر کیا ہے بیہقی نے شعب میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جاہلیت کے وقت عرب میں شگون بد یہ تھا کہ جب کوئی کسی کام کے واسطے نکلتا تو پرندے کو اڑاتا اسے ذکر کیا مثل اس چیز کی کہ پہلے گزری ہے کہا اور اسی طرح شگون بد لیتے تھے ساتھ آواز کوے کے اور ساتھ گزرنے ہرن کے سو انہوں نے سب کا نام تطیر رکھا اور عجم میں شگون بد یہ تھا کہ جب کوئی لڑکے کو معلم کی طرف جاتے دیکھتا تو شگون بد لیتا اور جب پھرتے دیکھتا تو فال نیک لیتا اور مانند اس کی پس آئی شرع ساتھ اٹھانے اس سب کے اور کہا کہ جو کاہن بنے یا شگون بد لے کر پھر آئے تو وہ ہم میں سے نہیں اور مانند اس کی حدیثوں سے اور یہ اس وقت ہے جب کہ اعتقاد کرے کہ شگون بد واجب کرتا ہے اس چیز کو کہ اس نے گمان کیا اور نہ منسوب کرے تدبیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اگر جانتا ہے کہ اللہ ہی ہے مدبر لیکن وہ ڈرا بدی سے اس واسطے کہ تجربہ نے حکم کیا ہے کہ کوئی آواز معلوم یا حال پیچھے اس کے ناخوش چیز آتی ہے سو اگر جگہ دی اس نے نفس اپنے کو اوپر اس کے تو برا کہا اور اگر اللہ سے خیر طلب کرے اور بدی سے اس کے ساتھ پناہ مانگے اور گزرے کام میں ساتھ توکل کے

تو نہیں ضرر کرتی ہے اس کو وہ چیز جو اس نے اپنے جی میں پائی اور نہیں تو اس کے ساتھ مواخذہ کیا جائے گا اور اکثر اوقات واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے وہی مکروہ چیز بعینہ جس کو اعتقاد کرتا تھا واسطے سزا اس کی کے جیسا کہ واقع ہوتا تھا بہت واسطے اہل جاہلیت کے اور کہا حلیمی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ کو فال خوش لگتی ہے اس واسطے کہ شگون بد لینا بد گمانی ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بغیر سبب محقق کے اور فال لینا حسن ظن ہے ساتھ اس کے اور ایمان دار مامور ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے ساتھ ہر حال میں نیک گمان رکھے کہا طیبی نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فال کی رخصت دی اور شگون بد سے منع فرمایا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر آدمی کوئی چیز دیکھے اور گمان کرے اس کو خوب رغبت دلانے والے اوپر طلب کرنے حاجت اس کی کے تو چاہیے کہ اس کو کرے اور اگر اس کو اس کے برخلاف دیکھے تو اس کو نہ قبول کرے بلکہ گزرے اس کام میں اور اگر اس شگن کو قبول کرے اور کام کرنے سے باز رہے تو وہ طیرہ ہے جو خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ استعمال ہو منحوس چیز میں، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا هَامَةَ. نہیں ہے ہامہ۔

فائدہ: یعنی ہامہ کی کچھ حقیقت نہیں اور ہامہ ایک آواز ہے کہ رات کو سنی جاتی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک جانور ہے کہ اس کی آواز کو نحس جانتے ہیں اور وہ اُلو ہے اور بعض اہل جاہلیت کہتے ہیں کہ مردہ کے ہڈیوں کو کہتے ہیں کہ ہامہ ہو جاتی ہیں اور رات کو اڑتے ہیں تا کہ اپنا بدلہ ظالم سے لیں اور ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں ہے عدوی اور نہ طیرہ اور نہ ہامہ پھر ترجمہ باندھا ہے بعد سات باب کے باب لاہامہ اور ذکر کیا ہے اس میں حدیث مذکور کو مطول اور نہیں ہے اس میں ولا طیرۃ اور یہ عجیب اتفاق پڑا ہے واسطے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ترجمہ باندھا ہے اس نے واسطے ایک حدیث کے دو جگہوں میں ساتھ لفظ ایک کے اور میں ذکر کروں گا شرح ہامہ کے اس باب میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر ظاہر ہوا واسطے میرے یہ کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ تکرار اس ترجمہ کے طرف خلاف کے بیچ تفسیر ہامہ کے۔ (فتح)

٥٣١٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَآئِيْلُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ.

٥٣١٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا بے حقیقت بات ہے اور نہیں ہے آواز الو کی اور نہیں ہے صفر۔

بَابُ الْكِهَانَةِ. باب ہے بیچ بیان کہانت کے۔

فائدہ: کہانت کے معنی ہیں علم غیب کا دعویٰ کرنا جیسے خبر دینا کہ آئندہ زمین میں اس طرح واقع ہو گا یعنی آئندہ

ہونے والی خبریں بتلانا ساتھ استناد کے طرف سبب کے اور اصل اس کا چرانا جن کا ہے کسی بات کو فرشتوں کی کلام سے یعنی جن آسمان پر جا کر کوئی بات فرشتوں کی کلام سے چرا لاتا ہے پھر اس کو کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے اور کاہن اس کو کہتے ہیں کہ غیب کی خبریں بتلا دے اور کہا خطابی نے کہ کاہن لوگ ایک قوم ہیں کہ واسطے ان کے ذہن ہیں تیز اور نفوس شریرہ اور طبائع آتشی پس الفت کی ساتھ ان کے شیطانوں نے واسطے اس چیز کے کہ درمیان ان کے ہے مناسبت سے ان امروں میں اور موافق ہونے ان کے ساتھ ہر چیز کے کہ ان کے زیر قدرت ہے اور جاہلیت کے زمانے میں کہانت بہت مروج تھی خاص کر عرب میں واسطے منقطع ہونے نبوت کے بیچ ان کے اور وہ کہانت کئی قسم پر تھی اس میں سے وہ غیب کی خبریں تھیں جن کو کاہن لوگ جنوں سے سیکھ کر لوگوں کو بتلاتے اور اس میں سو جھوٹ ملاتے تھے اور اس کا بیان یہ ہے کہ جن آسمان کی طرف چڑھتے تھے سو ایک دوسرے پر سوار ہوتے یہاں تک کہ قریب ہوتا اعلیٰ اس طور سے کہ کلام کو سنے سو اس کو آپ سے نیچے والے کی طرف ڈالے یہاں تک کہ لے اس کو وہ جن جو اس کو کاہن کے کان میں ڈالے اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو بھلائے سو جب اسلام آیا اور قرآن اترا تو چوکیدار بٹھلائے گئے آسمانوں پر تا کہ کوئی جن آسمان کے قریب نہ آئے اور نہ بھیجے گئے ان پر شعلے آگ کے سو باقی رہی ان کی چوری سے وہ چیز جو اُچک لے اس کو شعلہ آگ کا اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ اور اسلام سے پہلے کاہنوں کے اصابت یعنی موافق ہونا خبر کا ساتھ واقع کے نہایت بہت تھا جیسا کہ آیا ہے بیچ اخبار شق اور سطیح کے اور مانند ان کی کے اور بہر حال اسلام میں سو نہایت کم یاب ہوا یہاں تک کہ قریب ہے کہ بالکل معدوم ہو جائے اور واسطے اللہ کے ہے حمد دوسری قسم وہ ہے جو خبر دے جن اپنے دوست کو آدمیوں سے ساتھ اس چیز کے کہ غائب ہو اس کے غیر سے اس چیز سے کہ نہیں اطلاع ہوتی ہے اس پر آدمی کو غالبا یا خبر پاتا ہے اس پر وہ شخص جو اس سے قریب ہو نہ جو اس سے دور ہو۔ تیسری وہ چیز ہے جو مستند ہے طرف گمان اور اٹکل اور حدس کے اور کبھی کرتا ہے کہ اللہ اس میں واسطے بعض آدمیوں کے قوت باوجود بہت جھوٹ کے اس میں۔ چوتھی وہ چیز ہے جو مستند ہے طرف تجربہ اور عادت کے سو استدلال کیا جاتا ہے اوپر حادث کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو پہلے اس سے اور اس قسم اخیر سے ہے وہ چیز جو مشابہ ہوتی ہے جادو کو اور کبھی قوت پاتا ہے بعض ان کا اس میں ساتھ زجر اور طرق اور نجوم کے اور یہ سب مذموم ہے شرع میں اور وارد ہوئی ہے بیچ ذم کہانت کے وہ چیز جو روایت کی ہے اصحاب سنن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جو کاہن یا رملی پاس آیا اور جو اس نے کہا اس کو سچا جانا تو وہ کافر ہوا اس چیز سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور وعید کبھی آتی ہے ساتھ نہ قبول ہونے نماز کے اور کبھی ساتھ کافر کہنے کے سو محمول ہو گی دو حالوں پر۔ (فتح)

٥٣١٧ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِيْ فِيْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ مَا فِيْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِيْ غَرِمَتْ كَيْفَ أَغْرَمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

٥٣١٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کو جو آپس جھگڑیں سو ایک نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ میں لگا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو اس نے اس کے پیٹ کے بچے کو مار ڈالا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ بے شک اس کے پیٹ کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے غلام یا لونڈی یعنی اس کے بچے کے عوض میں اس کو غلام یا لونڈی دی جائے تو کہا اس عورت کے ولی نے جس پر تاوان ڈالا گیا تھا کیوں تاوان دوں یا حضرت! جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا ایسے کا بدلہ تو عبث دلایا یعنی ایسا خون معاف ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ کاہنوں کے بھائیوں سے ہے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ کلام اس کا کاہنوں کے کلام کے مشابہ ہے کہ یہ شخص بھی کاہنوں کی طرح واہی تباہی بات کو تک بندی سے کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بسبب تک بندی اس کی کے جو اس نے تک جوڑ کر کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا سجع ہے مانند سجع اعراب کے اور سجع کے معنی ہیں مناسب ہونا کلمات کے آخر کا لفظ میں کہا ابن بطال نے کہ اس میں مذمت ہے کفار کی اور مذمت ہے اس شخص کی جو مشابہ ہو ساتھ ان کے بیچ الفاظ ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو عقاب نہ کیا تو یہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ جاہلوں سے درگزر کریں اور البتہ سند پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو مکروہ رکھتا ہے تک بندی کو کلام میں اور حالانکہ یہ مطلق مکروہ نہیں بلکہ مکروہ وہ تک بندی ہے جو واقع ہے ساتھ تکلف کے بیچ معرض مدافعت حق کے اور بہر حال وہ چیز کہ واقع ہو بلا تکلف کے مباح کاموں میں پس جائز ہے اور اسی پر محمول ہے وہ چیز جو وارد ہوئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور زیادہ بیان اس کا کتاب الدعوات میں آئے گا، انشاءاللہ تعالیٰ اور حاصل یہ ہے کہ اگر جمع کرے دونوں امروں کو تکلف سے اور ابطال حق سے تو یہ مذموم ہے اور اگر ایک پر اقتصار کرے تو ہوگا خفیف تر ذم میں اس سے معلوم ہوا کہ تک بندی چار قسم پر ہے اس حدیث میں اور بھی فوائد ہیں مرافعہ کرنا جنائت کا ہے طرف

حاکم کی اور واجب ہونا دیت کا جنین یعنی پیٹ کے بچے میں اگرچہ مرا ہوا پیدا ہو.اور باقی فوائد اس کے کتاب الدیات میں آئیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۵۳۱۸ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَا لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

۵۳۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا تو حکم کیا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک برد کے غلام یا لونڈی کے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا اس جنین کے بارے میں جو اپنی ماں کے پیٹ میں قتل کیا گیا ساتھ بردے کے غلام ہو یا لونڈی سو کہا اس نے جس پر حکم ہوا کیوں تاوان دوں اس کا جس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ بولا نہ چلایا ایسے کا بدلہ تو عبث دلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کاہنوں کے بھائیوں سے ہے۔

۵۳۱۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۵۳۱۹۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیع میں گزر چکی ہے۔

۵۳۲۰ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۵۳۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کا حال پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ چیز نہیں تو لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت! کاہن لوگ ہم کو کبھی کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچ

عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَا أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا مِنَ الْجِنِّيِّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهٖ فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلٌ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ أَسْنَدَهُ بَعْدَهُ.

پاتے ہیں یعنی جیسا وہ کہتے ہیں ویسا ہوتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سچ بات کو جن فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس میں اور سو جھوٹ ملاتے ہیں کہا علی نے کہا عبدالرزاق نے کہ یہ لفظ جو اس حدیث میں ہے الکلمۃ من الحق تو یہ مرسل ہے پھر مجھ کو خبر پہنچی کہ اس نے اس کو مسند کیا ہے اس کے بعد۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جن لوگوں نے حضرت ﷺ سے پوچھا تھا ان میں سے معاویہ بن حکم ہیں اس نے کہا کہ یا حضرت! بعض کام ہم جاہلیت میں کیا کرتے تھے ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو، الحدیث کہا خطابی نے کہ یہ کاہن لوگ اس چیز میں کہ معلوم ہوا ہے شہادت امتحان سے ایک قوم ہے کہ واسطے ان کے ذہن تیز ہیں اور نفوس شریرہ اور طبائع آتشی سو وہ رجوع کرتے ہیں اپنے کاموں میں جنوں کی طرف اور دریافت کرتے ہیں ان سے حکم حوادث میں سو جن ان کی طرف کلمات ڈالتے ہیں پھر تعرض کیا طرف مناسبت ذکر شعراء کے بعد ذکر ان کے کہ اللہ کے اس قول میں ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ﴾ اور یہ جو فرمایا لیس بشیء یعنی کاہن جھوٹے اور بے حقیقت ہیں ان کی بات کا کچھ اعتبار نہیں کہ اس پر اعتبار کیا جائے کہا قرطبی نے کہ جاہلیت میں لوگ واقعات اور الہام میں کاہنوں کی طرف مقدمات لے جاتے تھے اور ان کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے اور البتہ بند ہوئی کہانت ساتھ پیغمبری محمد ﷺ کے لیکن باقی رہا وجود میں جو ان کے مشابہ ہو اور ثابت ہو چکی ہے نہی آنے سے پاس ان کے سو نہیں حلال ہے جانا ان کے پاس اور نہ سچا جاننا ان کو اور یہ جو کہا کہ کاہن لوگ کبھی ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچا پاتے ہیں تو یہ اشکال ہے کہ وارد کیا اس کو سائل نے آپ کے اس قول کے عموم پر کہ ان کی بات کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے کہ سائل نے اس سے سمجھا کہ ان کی بالکل تصدیق نہ کی جائے سو جواب دیا اس کو حضرت ﷺ نے اس سچ ہونے کے سبب سے اور یہ کہ اگر کاہن اتفاقاً کبھی سچ بھی بولے تو اس کو خالص نہیں چھوڑتا بلکہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ بات یعنی جو جن سے سنی گئی ہے اور سچ واقع ہوتی ہے اور البتہ روایت کیا ہے مسلم نے اور حدیث میں اصل پہنچنا جن کا طرف لے بھاگنے بات کے سو روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حدیث بیان کی مجھ سے چند انصاری مردوں

نے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک رات بیٹھے تھے کہ اچانک تارا ٹوٹا سو روشن ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب جاہلیت میں ایسا تارا ٹوٹتا تھا تو تم کیا کہتے تھے؟ اصحاب نے کہا کہ ہم کہتے تھے کہ آج رات کوئی بڑا مرد پیدا ہوا یا کوئی بڑا مرد مر گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی کے مرنے جینے کے سبب سے نہیں ٹوٹتا لیکن رب ہمارا جب کسی بات کا حکم کرتا ہے تو سبحان اللہ کہتے ہیں فرشتے عرش کے اٹھانے والے پھر سبحان اللہ کہتے ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یہاں تک کہ پہنچتی ہے تسبیح طرف اس آسمان دنیا کے کی سو کہتے ہیں یعنی نیچے والے اوپر والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ تو اوپر والے ان کو خبر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر دنیا کے آسمان کی طرف پہنچتی ہے یعنی اور جن آسمان کے پاس تاک میں لگے رہتے ہیں کوئی جن اس کو چوری سے سن لیتا ہے اور اس کو لے بھاگتا ہے اور اس کو کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے سو جو بات ہو بہو بتلا دیں وہ سچ ہوتی ہے لیکن وہ اس میں کمی بیشی کرتے ہیں گھٹاتے بڑھاتے ہیں اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر سورہ سبا وغیرہ کے بیان کیفیت ان کی کا وقت چرانے ان کے اور بدء الخلق میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرشتے بادل میں اترتے ہیں سو آپس میں چرچا کرتے ہیں اس امر میں جس کا آسمان میں حکم ہوا سو شیطان بات کو چرا لیتے ہیں سو احتمال ہے کہ مراد ساتھ سحاب کے آسمان ہو اور احتمال ہے کہ حقیقت پر ہو اور یہ کہ بعض فرشتے جب وحی کے ساتھ زمین کی طرف اترتے ہیں تو اس سے شیاطین سن لیتے ہیں یا مراد وہ فرشتے ہیں جو مؤکل ہیں ساتھ اتارنے مینہ کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باقی ہے چرانا جنوں کا اس بات کو جس کا آسمان میں حکم ہوتا ہے لیکن قلیل اور کم یاب ہے یہاں تک کہ عنقریب ہے کہ ناپید ہو بہ نسبت اس کی کہ جاہلیت کے وقت تھا یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس سے معلوم ہوا کہ منع ہے جانا پاس کاہنوں کے کہا قرطبی نے کہ واجب ہے قاضی اور کوتوال وغیرہ پر جو اس کی قدرت رکھتا ہے کہ جو کہانت اور رمل وغیرہ سے کچھ کرتا ہو اس کو بازار سے اٹھائے اور انکار کرے اس پر سخت انکار کرنا اور ان لوگوں پر جو اس کے پاس آئیں اور نہ مغرور ہو وہ ساتھ سچے ہونے اس کے بعض بات میں اور نہ مغرور ہو وہ ساتھ کثرت اور بہتات ان لوگوں کے جو اس کی طرف آئیں یعنی اس پر مغرور نہ ہو جائے کہ ہزار ہا لوگ اہل علم ان کے پاس آتے جاتے ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں مضبوط ہیں علم میں بلکہ وہ جاہلوں میں سے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ ان کو کاہنوں کے پاس جانے سے کیا گناہ ہے اور ذکر سو کا واسطے مبالغہ کے ہے نہ واسطے تعیین عدد کے۔

تنبیہ: وارد کرنا باب کہانت کا کتاب الطب میں واسطے مناسبت باب سحر کے ہے اس واسطے کہ مرجع دونوں کا طرف شیاطین کی ہے اور شامل ہے کتاب طب کی اوپر دواؤں حسیہ کے مانند کالے دانے اور شہد کے پھر شامل ہے معنوی دواؤں پر مانند جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ قرآن کے پھر ذکر کی گئی ہیں وہ بیماریاں جو فائدہ دیتی ہیں حسی دواؤں کو بیچ دفع کرنے ان کے مانند جذام کے۔ (فتح)

بَابُ السِّحْرِ. باب ہے بیچ بیان جادو کے۔

فائدہ: کہا راغب وغیرہ نے کہ سحر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک وہ چیز ہے جو لطیف اور دقیق ہو اور اسی قبیل سے ہے کہ میں نے لڑکے کو جادو کیا یعنی اس کو فریب دیا دوسری وہ چیز ہے جو واقع ہو ساتھ دھوکے اور تخیلات کے کہ ان کی کوئی حقیقت نہ ہو جیسے شعبدہ باز مداری وغیرہ لوگوں کی چشم بندی کرتا ہے اس چیز سے کہ استعمال کرتا ہے اس کو ساتھ خفت ہاتھ اپنے کے اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ کے ﴿يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ یعنی خیال کیا جاتا تھا موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کے سبب سے کہ وہ دوڑتے ہیں اور قول اللہ تعالیٰ ﴿سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾ یعنی بند کیا انہوں نے لوگوں کی آنکھوں کو اور اسی سبب سے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کا نام ساحر رکھا اور کبھی مدد لیتا ہے اس میں ساتھ اس چیز کے کہ ہو اس میں کوئی خاصیت مانند پتھر مقناطیس کے کہ لوہے کو کھینچتا ہے تیسری وہ چیز ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ مدد شیطانوں کے ساتھ حاصل کرنے قسم تقرب کے طرف ان کی اور اسی بات کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ یعنی لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، چوتھی وہ چیز ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ مخاطبت تاروں کے اور طلب نزول ان کی روحانی چیزوں کے ان کے گمان میں کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے اور اس میں سے وہ چیز ہے جو پائی جاتی ہے طلسمات سے مانند طابع کی کہ منقوش ہے اس میں صورت بچھو کی بیچ وقت ہونے چاند کے عقرب کے برج میں سو فائدہ دیتا ہے پکڑنا اس کا بچھو کے کاٹنے سے اور مانند مشاہد کے مغرب کے بعض شہروں میں اور وہ سرقسط ہے کہ اس میں سانپ کبھی داخل نہیں ہوتا مگر یہ کہ ہو بغیر ارادے اپنے کے اور کبھی بعض آدمی دونوں امر کو جمع کرتا ہے شیطانوں سے مدد لیتا ہے اور کواکب سے خطاب کرتا ہے اور یہ ان کے گمان میں قوی تر ہوتا ہے اور کہا ابو بکر رازی نے احکام میں کہ بابل والے ایک صابئین کی قوم تھی سات تاروں کو پوجتے تھے ان کو اللہ کہتے تھے اور اعتقاد کرتے تھے کہ جو کچھ جہان دنیا میں ہوتا ہے سب یہی کرتے ہیں اور انہوں نے ان کے نام پر بت بنائے تھے اور واسطے ہر ایک کے ایک شکل تھی کہ اس میں اس کا بت تھا قربت ڈھونڈتا تھا اس کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ ان کے گمان میں اس کے موافق ہوتی باسنوں سے اور دھونیوں سے اور وہ لوگ وہی ہیں جن کی طرف ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کر کے بھیجے گئے تھے اور ان کا علم نجوم کے احکام تھے اور باوجود اس کے پس تھے جادوگر ان میں سے استعمال کرتے تمام وجوہ جادو کو اور منسوب کرتے تھے اس کو طرف فعل کواکب کی تا کہ بحث نہ کی جائے ان سے اور کھل جائے ملمع ان کا پھر بولا جاتا ہے سحر اور مراد رکھی جاتی ہے اس سے آلہ جس کے ساتھ سحر کیا جاتا ہے اور بولا جاتا ہے سحر اور مراد رکھا جاتا ہے اس سے فعل ساحر کا اور آلہ کبھی ہوتا ہے معنی معانی سے فقط مانند منتر کی اور پھونکنے کی گرہوں میں اور کبھی ہوتا ہے ساتھ محسوس چیزوں کے مانند تصویر صورت کے اوپر صورت مسحور کے یعنی جس پر جادو کیا گیا ہو اس کی تصویر بنائی جاتی ہے اور کبھی

ہوتا ہے جادو ساتھ جمع کرنے حسی اور معنوی دونوں امروں کے اور وہ ابلغ ہے اور اختلاف کیا گیا ہے سحر میں سو بعض نے کہا کہ وہ فقط تخییل ہے یعنی خیال بندی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ مختار ہے نزدیک ابو جعفر استر آبادی شافعی کے اور ابو بکر رازی حنفی کے اور ابن حزم ظاہری کے اور ایک گروہ کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ واسطے اس کے حقیقت ہے اور ساتھ اس کے قطع کیا ہے جمہور نے اور اس پر ہیں عام علماء اور دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیحہ مشہورہ لیکن محل نزاع کا یہ ہے کہ کیا جادو سے چیز کی ذات بدل جاتی ہے یا نہیں سو جو کہتا ہے کہ وہ فقط تخییل ہے یعنی دوسری کو خیال بندی تو اس نے اس کو منع کیا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ چیز کی اصل ذات نہیں بدلتی لیکن مسحور کے خیال میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدل گئی اور جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اس کے واسطے حقیقت ہے ان کو اختلاف ہے کہ کیا فقط اس کے واسطے تاثیر ہے اس طور سے کہ مزاج کو بدل دے سو ایک قسم کی بیماری ہو یا نوبت پہنچائے طرف انقلاب ذات کے اس طور سے کہ مثلا بے جان چیز جیسے پتھر جاندار ہو جائے اور عکس اس کا سو جس پر جمہور ہیں وہ پہلی بات ہے اور ایک تھوڑے گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کی ذات بدل جاتی ہے سو اگر ہو یہ ساتھ نظر کرنے کے طرف قدرت الٰہی کی تو مسلم ہے اور اگر ہو ساتھ نظر کرنے کے طرف واقع کے تو وہ محل خلاف کا ہے اس واسطے کہ بہت لوگ جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس پر دلیل نہیں قائم کر سکتے اور نقل کیا ہے خطابی نے کہ ایک قوم نے جادو سے مطلق انکار کیا ہے اور شاید کہ مراد اس کی وہ لوگ ہیں جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ فقط تخییل ہے نہیں تو وہ مکابرہ ہے کہا مازری نے کہ جمہور علماء نے سحر کو ثابت کیا ہے اور یہ کہ واسطے اس کے حقیقت ہے اور بعض نے اس کی حقیقت کی نفی کی ہے اور منسوب کیا اس چیز کو جو واقع ہوتی ہے اس سے طرف خیالات باطلہ کے اور وہ مردود ہے واسطے وارد ہونے نقل کے ساتھ ثابت کرنے سحر کے اور اس واسطے کہ عقل انکار نہیں کرتی اس سے کہ اللہ تعالیٰ کبھی خارق عادت پیدا کرے وقت بولنے ساحر کے ساتھ کلام ملفق کے یا مرکب کرنے اجسام کے یا ملانے کے درمیان قوتوں کے اوپر ترتیب مخصوص کے اور نظیر اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے بعض حذاق اطباء سے ملانے بعض عقاقیر کے سے ساتھ بعض کے یہاں تک کہ جو چیز مفرد ضرر کرنے والی ہو وہ ترکیب سے نافع ہو جاتی ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں زیادہ ہوتی ہے تاثیر سحر کی اوپر اس کے جو ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بیچ قول اللہ تعالیٰ ﴿يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ﴾ واسطے ہونے مقام کے مقام تہویل کا سو اگر اس سے زیادہ واقع ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذکر کرتا کہا مازری نے کہ صحیح عقل کی جہت سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ اس سے زیادہ واقع ہو اور آیت نہیں ہے نص اس میں کہ اس سے زیادہ منع ہے پھر کہا اس نے کہ معجزہ اور کرامت اور جادو کے درمیان فرق ہے کہ جادو ہوتا ہے ساتھ مدد اقوال اور افعال کے یہاں تک کہ پوری ہو مراد جادوگر کی اور کرامت نہیں محتاج ہے اس کی طرف بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے اکثر اوقات اتفاقاً یعنی نہ جب کہ ولی چاہے اور بہر حال معجزہ سو جدا ہوتا ہے کرامت سے

ساتھ تحدی یعنی مقابلہ کے اور نقل کیا ہے امام الحرمین نے اجماع اس پر کہ سحر نہیں ظاہر ہوتا ہے مگر فاسق سے اور یہ کہ کرامت فاسق سے ظاہر نہیں ہوتی اور نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے روضہ میں متولی سے مانند اس کی اور لائق ہے کہ اعتبار کیا جائے ساتھ حال اس شخص کے کہ واقع ہو خارق اس سے یعنی اس کے حال میں نظر کی جائے اگر ہو تمسک کرنے والا ساتھ شریعت کے پرہیز کرنے والا ہلاک کرنے والی چیزوں سے سو جو خارق عادت کہ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہ کرامت ہے نہیں تو سحر ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتا ہے ایک قسم اس کی سے مانند مدد شیطانوں کے اور کہا قرطبی نے کہ سحر حیلے ہیں مصنوعی پہنچتا ہے آدمی ان کی طرف ساتھ کسب کے لیکن ان کے وقت کے سبب سے نہیں پہنچتے ہیں ان کی طرف مگر کم لوگ اور مادہ اس کا واقف ہونا ہے اوپر خواص چیزوں کے اور علم ساتھ وجوہ ترکیب ان کی کے اور اوقات اس کے اور وہ اکثر خیالات ہیں بغیر حقیقت کے اور وہم ہیں بغیر ثبوت کے سو بڑی بات معلوم ہوتی ہے نزدیک اس کے جو اس کو نہیں پہنچتا جیسا کہ اللہ نے فرمایا فرعون کے جادوگروں کے حال سے ﴿وَجَآؤُوْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾ باوجود اس کے کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اپنی ذات سے نہیں نکلی تھیں بلکہ لاٹھیاں اور رسیاں ہی رہی تھیں پھر کہا اور حق یہ ہے کہ بعض قسم جادو کو تاثیر ہے دلوں میں مانند حب اور بغض کی اور ڈالنے خیر اور شر کے کی اور بدنوں میں ساتھ درد اور بیماری کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار اس سے ہے کہ بے جان چیز جاندار ہو جائے یا عکس اس کا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾. اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے۔

فائدہ: اور اس آیت میں بیان ہے اصل سحر کا جس کے ساتھ یہود عمل کرتے تھے پھر وہ اس قسم سے ہے کہ گھڑ لیا ہے اس کو شیطان نے اوپر سلیمان بن داود علیہما السلام کے اور اس چیز سے کہ اتاری گئی اوپر ہاروت اور ماروت کے بابل کی زمین میں اور دوسری قسم کا زمانہ مقدم ہے پہلے سے اس واسطے کہ قصہ ہاروت اور ماروت کا نوح علیہ السلام کے زمانے سے پہلے تھا بنا بر اس کے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق وغیرہ نے اور جادو نوح علیہ السلام کے زمانے میں موجود تھا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے نوح علیہ السلام کی قوم سے کہ انہوں نے نوح علیہ السلام کو ساحر کہا اور فرعون کی قوم میں بھی جادو بہت مروج تھا اور یہ سب کچھ سلیمان علیہ السلام سے پہلے کا ذکر ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ آیت سے مراد کیا ہے؟ سو بعض نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے جادو اور کہانت کی سب کتابوں کو جمع کر کے اپنے تخت کے نیچے دفن کیا تھا سو کوئی شیطان ان کے تخت کے پاس نہ آ سکتا تھا سو جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے اور جاتے رہے وہ علماء جو اس کام کو پہچانتے تھے تو شیطان آدمی کی صورت بن کے ان کے پاس آیا سو اس نے یہود سے کہا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو وہ خزانہ جس کی نظیر نہیں؟ تو انہوں نے کہا ہاں! سو اس نے کہا کہ تخت کے نیچے سے کھودو تو انہوں نے کھودا سو انہوں نے ان کتابوں کو پایا تو شیطان نے ان سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام آدمیوں اور جنوں کو اسی کے ساتھ قابو رکھتا تھا سو مشہور

ہوا ان میں کہ سلیمان علیہ السلام جادوگر تھا سو جب قرآن میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر پیغمبروں میں اترا اور اللہ نے بتلایا کہ سلیمان علیہ السلام بھی پیغمبر تھے تو یہود نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ تو جادوگر تھا سو یہ آیت اتری، روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے سدی سے اور ایک روایت میں ہے کہ خود شیطانوں ہی نے وہ جادو کی کتابیں لکھی تھیں اور ان کو سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دبا دیا تھا پھر جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے تو ان کو نکالا اور کہا کہ یہی ہے وہ علم جس کو سلیمان علیہ السلام نے لوگوں سے چھپایا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے ان کتابوں کو پایا تو کہا کہ یہ اس چیز سے ہے جو اللہ نے سلیمان علیہ السلام پر اتاری سو اس نے ان کو ہم سے چھپایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چلے شیاطین ان دنوں میں جن میں سلیمان علیہ السلام مبتلا ہوئے سو انہوں نے کتابیں لکھیں جن میں سحر اور کفر تھا پھر ان کو سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دبا دیا پھر ان کو اس کے بعد نکالا اور اس کو لوگوں پر پڑھا اور مراد آیت میں اتبعوا سے اہل کتاب ہیں اور البتہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ جادو کفر ہے اور اس کا سیکھنے والا کافر ہے اور وہ واضح ہے اس کی بعض قسموں میں جن کو میں نے پہلے بیان کیا ہے اور وہ پوجنا ہے شیطانوں کو یا تاروں کو اور وہ شعبدہ بازی کے باب سے ہے پس نہیں کافر ہوتا ہے سیکھنے والا اس کا ہرگز کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ عمل سحر کا حرام ہے اور وہ کبیرہ گناہ ہے بالاجماع اور البتہ گنا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے اور بعض قسم اس کی کفر ہے اور بعض گناہ کبیرہ سو اگر ہو اس میں قول یا فعل جو تقاضا کرے کفر کو تو وہ کفر ہے ورنہ نہیں کفر ہے اور بہر حال سیکھنا اس کا اور سکھلانا اس کا سو حرام ہے سو اگر اس میں وہ چیز ہو جو کفر کو چاہتی ہے تو کافر ہو جاتا ہے اور اس سے توبہ طلب کی جائے اور نہ قتل کیا جائے سو اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اگر نہ ہو اس میں وہ چیز جو کفر کو تقاضا کرے تو اس کو تعزیر دی جائے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جادوگر کافر ہے قتل کیا جائے ساتھ جادو کرنے کے اور نہ توبہ طلب کی جائے اس سے بلکہ ضروری ہے قتل کرنا اس کا مانند زندیق کے اور ساتھ قول مالک رحمہ اللہ کے قائل ہے امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت اصحاب اور تابعین کی اور اس مسئلے میں اختلاف ہے نہیں ہے یہ جگہ ذکر اس کے کی اور البتہ جائز رکھا ہے علماء نے جادو کے سیکھنے کو واسطے دو امروں کے یا واسطے جدا کرنے اس چیز کے کہ اس میں کفر ہے اس کے غیر سے اور یا واسطے دور کرنے اس کے اس شخص سے کہ واقع ہوا ہے بیچ اس کے سو پہلی صورت میں تو کچھ گناہ نہیں مگر اعتقاد کی جہت سے اور جب اعتقاد سلامت ہو تو مجرد معرفت چیز کی نہیں مستلزم ہے منع کو مانند اس شخص کے کہ پہچانے کیفیت بت پرستوں کی عبادت کی کہ وہ بتوں کو کس طرح پوجتے ہیں اس واسطے کہ کیفیت اس چیز کی کہ کرتا ہے اس کو ساحر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حکایت ہے قول یا فعل کے برخلاف خود استعمال کرنے اس کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور بہر حال دوسری صورت سو اگر نہ تمام ہو جیسا کہ گمان کیا ہے بعض نے مگر ساتھ ایک نوع کفر کے یا فسق کے تو نہیں حلال ہے ہرگز ورنہ جائز ہے واسطے معنی مذکور کے اور زیادہ

بیان اس کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ فیصلہ ہے اس مسئلے میں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس آیت کو وارد کیا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس نے اختیار کیا ہے حکم کو ساتھ کفر ساحر کے واسطے قول اللہ کے بیچ اس کے ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ کافر ہوئے اور نہیں کافر ہوتا ہے ساتھ تعلیم شے کے مگر اور حالانکہ وہ چیز کفر ہو اور اسی طرح قول اللہ کا آیت میں فرشتوں کی زبان پر ﴿إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جادو کا سیکھنا کفر ہے سو ہو گا عمل کرنا ساتھ اس کے کفر اور یہ سب واضح ہے بنا بر اس کے کہ میں نے تقریر کی عمل کرنے سے ساتھ بعض قسم اس کی کے اور البتہ گمان کیا ہے بعض نے کہ نہیں صحیح ہے سحر مگر ساتھ اس کے بنا بر اس کے پس اس کے ماسوائے کو جادو کہنا باعتبار مجاز کے ہے مانند اطلاق سحر کے اوپر قول بلیغ کے اور قصہ ہاروت اور ماروت کا آیا ہے ساتھ سند حسن کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسند میں اور طول کیا ہے طبری نے بیچ وارد کرنے اس کے طریقوں کے اس واسطے کہ ان کا مجموع تقاضا کرتا ہے کہ اس قصے کے واسطے اصل ہے برخلاف اس کے جو گمان کرتا ہے اس کے باطل ہونے کا مانند عیاض کے اور جو اس کے تابع ہے اور محصل اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں میں شہوت ڈال دی ان کے امتحان کو اور ان کو حکم کیا کہ زمین میں حکمرانی کریں سو دونوں آدمی کی صورت بن کے زمین میں اترے اور ایک مدت عدل سے حکمرانی کی پھر مبتلا ہوئے ساتھ ایک عورت خوبصورت کے سو اس سبب سے دونوں کو سزا دی گئی ساتھ اس کے کہ بابل کے کنوئیں میں الٹے کر کے لٹکائے گئے اور مبتلا کیے گئے ساتھ سکھلانے علم جادو کے سو جس کو جادو کی طلب ہوتی ہے وہ ان کی طرف قصد کر کے جاتا تھا تا کہ ان سے جادو سیکھے اور حالانکہ وہ دونوں اس کو جانتے تھے سو نہیں جادو بتلاتے تھے کسی کو یہاں تک کہ اس کو ڈراتے اور منع کرتے سو جب وہ اصرار کرتا تو اس کے ساتھ کلام کرتے سو سیکھتا ان سے جو بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حال ان کے سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو اتارا گیا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت اور ماروت پر خلاق تک۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى﴾. یعنی اور اللہ نے فرمایا اور نہیں خلاصی پاتا جادوگر جہاں آئے یعنی ساتھ جادو اپنے کے۔

فائدہ: اس آیت میں نفی فلاح کی ہے جادوگر سے اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر کفر ساحر کے مطلق اگرچہ بہت ہوا ہے قرآن میں اثبات فلاح کا واسطے ایماندار کے اور نفی اس کی کا کافر سے لیکن نہیں ہے اس میں وہ چیز جو نفی کرے نفی فلاح کو فاسق سے اور اسی طرح گنہگار سے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿أَفَتَأْتُوْنَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾. یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا پس تم آتے ہو جادو کو اور حالانکہ تم دیکھتے ہو۔

فائدہ: یہ خطاب ہے ساتھ کفار قریش کے کہ وہ بعید جانتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہوں واسطے ہونے حضرت ﷺ کے آدمی آدمیوں سے سو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا اس حال میں کہ انکار کرتا تھا اس پر جو حضرت ﷺ کے تابع ہوا کیا تم آتے ہو جادو کو یعنی کیا تم پیروی کرتے ہو اس کی یہاں تک کہ ہو جاؤ تم مثل اس شخص کی کہ تابع ہوا سحر کے اور حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ جادو ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى﴾. اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خیال کیا جاتا تھا موسیٰ علیہ السلام کی طرف ان کے جادو سے کہ وہ دوڑتے ہیں۔

فائدہ: یہ آیت عمدہ دلیل ہے اس کی کو گمان کرتا ہے کہ جادو سوائے کچھ نہیں کہ وہ تخییل ہے یعنی خیال بندی ہے اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ یہ آیت فرعون کے جادوگروں کے قصے میں وارد ہوئی تھی اور ان کا جادو اسی طرح تھا اور نہیں لازم اس سے کہ جادو کی سب قسمیں تخییل ہوں کہا ابوبکر رازی نے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جو گمان کیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ دوڑتے ہیں نہ تھا وہ دوڑنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خیال بندی تھی اور اس کا بیان یوں ہے کہ ان کی لاٹھیاں اندر سے پولی تھیں ان میں پارہ بھرا ہوا تھا اور اسی طرح رسیاں چمڑے کی تھیں ان میں بھی پارہ بھرا ہوا تھا اور انہوں نے اس سے پہلے وہاں گڑھے کھودے ہوئے تھے اور ان میں آگ بھری ہوئی تھی سو جب وہ لاٹھیاں اور رسیاں اس جگہ پر ڈالی گئیں اور سیماب گرم ہوا تو ان کو حرکت دی اس واسطے کہ سیماب کی شان یہ ہے کہ جب اس کو آگ پہنچے تو اڑتا ہے سو جب ثقیل کیا اس کو لاٹھیوں اور رسیوں کی کثافت نے تو وہ حرکت میں آئے سیماب کی حرکت کے سبب سے جس نے ان کو دیکھا اس نے گمان کیا کہ وہ دوڑتے ہیں اور درحقیقت وہ دوڑتے نہ تھے۔

وَقَوْلِهٖ ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ وَالنَّفَّاثَاتُ السَّوَاحِرُ. یعنی بدی ان عورتوں کی سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور مراد نفاثات سے جادوگر عورتیں ہیں۔

فائدہ: یہ تفسیر حسن بصری کی ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ سند ضعیف کے بیچ آخر قصے جادو کے جس کے ساتھ حضرت ﷺ کو جادو ہوا تھا کہ انہوں نے تانت پائی کہ اس میں گیارہ گرہیں تھیں اور سورۂ فلق اور ناس اتری سو جوں جوں حضرت ﷺ ایک آیت پڑھتے تھے توں توں ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ (فتح)

﴿تُسْحَرُوْنَ﴾ تَعَمَّوْنَ.

اور تسحرون کے معنی ہیں کس طرح اندھے کیے جاتے ہو تم۔

فائدہ: یا کس طرح فریب دیئے جاتے ہو تم توحید سے اور اطاعت سے۔

٥٣٢١ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَحَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتّٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِيْ لٰكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ فَقَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِيْ أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ قَالَ وَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَجَآءَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ أَوْ كَأَنَّ

٥٣٢١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی زریق کے قبیلے میں سے ایک مرد نے جس کا نام لبید تھا حضرت ﷺ کو جادو کیا تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ کچھ چیز کرتے ہیں اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا یہاں تک کہ جب ایک دن یا ایک رات ہوئی اور حالانکہ حضرت ﷺ میرے پاس تھے تو لیکن حضرت ﷺ نے دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم طلب کیا یعنی میری دعا قبول کی اور جادو کا حال بتلایا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا درد ہے اس مرد کو؟ یعنی حضرت ﷺ کو اس نے جواب میں کہا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ کہا کہ لبید اعصم کی بیٹی نے اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں اور ان کے بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور نر چھوہارے کی بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں سو حضرت ﷺ چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے یعنی اور اس کو کنوئیں میں سے نکالا اور اسی وقت آپ کو

رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ قَالَ قَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيْهِ شَرًّا فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ يُقَالُ الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ.

صحت حاصل ہوئی پھر حضرت ﷺ آئے اور فرمایا کہ اے عائشہ! البتہ اس کنوئیں کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی یا اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو ظاہر کیوں نہیں کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو شفا دی سو میں نے برا جانا کہ اس میں لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ دبا ڈالنے اس کے کی سو دبا دیا گیا، متابعت کی عیسیٰ کی ابو اسامہ اور ابوضمرہ اور ابن ابی زناد نے ہشام سے یعنی جیسے کہ عیسیٰ نے ہشام سے روایت کی ہے اسی طرح ان تینوں نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے اور کہا لیث اور ابن عیینہ نے ہشام یعنی ان دونوں نے ہشام سے اس کلمہ میں موافقت نہیں کی فی مشط ومشاطة کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مشاط وہ بال ہیں جو کنگھی کرنے سے جھڑتے ہیں جب کہ کنگھی کی جائے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ پر کچھ مہینے تک جادو کا اثر رہا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ آپ ایک چیز کرتے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا کہا مازری نے کہ انکار کیا ہے بعض بدعتیوں نے اس حدیث سے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ پست کرتا ہے نبوت کے منصب کو اور شک ڈالتا ہے بیچ اس کے اور جو اس کی طرف نوبت پہنچائے وہ باطل ہے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ اس کا جائز کرنا شرع سے اعتبار اٹھا دیتا ہے یا احتمال ہے اس پر کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں اور حالانکہ وہ جبریل نہیں ہوتا تھا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے یعنی خاص اس حالت میں کہا مازری نے اور یہ سب مردود ہے اس واسطے کہ قائم ہو چکی ہے دلیل اوپر صدق حضرت ﷺ کے اس چیز میں کہ پہنچاتے ہیں اس کو اللہ کی طرف سے اور اوپر معصوم ہونے آپ کے کی تبلیغ احکام میں اور معجزے شاہد ہیں ساتھ تصدیق حضرت ﷺ کے سو جائز رکھنا اس چیز کا کہ قائم ہو چکی ہے دلیل اس کی خلاف پر باطل ہے اور بہر حال وہ چیز کہ متعلق ہے ساتھ بعض امور دنیا کے جن کے لیے حضرت ﷺ مبعوث نہیں ہوئے اور نہ پیغمبری اس کے سبب سے تھی سو وہ اس میں بیماری ہے جو عارض ہوتی ہے بندے کو مانند اور بیماریوں کے سو نہیں بعید ہے کہ خیال کی جائے طرف آپ کے کسی کام میں دنیا کے کاموں سے وہ چیز جو نہیں حقیقت ہے واسطے

اس کے باوجود معصوم ہونے آپ کے کی ایسی چیز سے دین کے کاموں میں اور البتہ بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حدیث کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے صحبت کی اور حالانکہ صحبت نہ کی ہوتی اور یہ چیز بہت ہوتا ہے کہ واقع ہوتا ہے خیال اس کا واسطے آدمی کے خواب میں کہ وہ عورت سے صحبت کرتا ہے اور حالانکہ صحبت نہیں کی ہوتی پس نہیں بعید ہے کہ خیال کیا جائے طرف آپ کی بیداری میں ، میں کہتا ہوں اور یہ ایک روایت میں صریح آ چکا ہے اور کہا عیاض نے کہ ظاہر ہوا اس کے ساتھ کہ سحر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسلط ہوا تھا آپ کے بدن پر اور ظاہر جوارح پر نہ آپ کی عقل تمیز اور اعتقاد پر اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ لبید نے بہن سے کہا کہ اگر پیغمبر ہو گا تو آپ کو خبر ہو جائے گی اور نہیں تو ست کر دے گا یہ جادو یہاں تک کہ لے جائے گا اس کی عقل کو، میں کہتا ہوں سو واقع ہوئی شق اول یعنی حضرت ﷺ کو خبر ہو گئی جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث صحیح میں اور بعض علماء نے کہا کہ حضرت ﷺ کو جو گمان ہوتا تھا کہ ناکردہ چیز کو کر چکا ہوں تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے فعل کا جزم اور یقین ہو جاتا تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ ایک خیال ہوتا تھا کہ دل میں گزرتا تھا اور ثابت نہیں رہتا تھا سو نہ باقی رہے گی اس میں واسطے ملحد کے حجت اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خیال بندی مذکور کے یہ کہ ظاہر ہوتی تھی واسطے آپ کے خوش دلی ہو مالوف باعتبار سابق عادت کے قادر ہونے سے صحبت پر سو جب عورت سے قریب ہوتے تو صحبت کرنے سے ست ہو جاتے جیسے کہ معقود کا حال ہوتا ہے اور یہ جو ایک روایت میں ہے کہ حتی کاد ینکر بصرہ یعنی ہو گئے مانند اس کے جو اپنی بینائی سے انکار کرے اس طور سے کہ جب کوئی چیز دیکھے تو اس کو خیال ہو کہ وہ اپنی اصلی صفت اور حالت پر نہیں ہے اور جب اس میں تامل کرے تو اس کی حقیقت کو پہچان لے اور تائید کرتا ہے جمیع ما تقدم کو یہ کہ نہیں منقول ہے حضرت ﷺ سے کسی خبر میں کہ آپ نے اس حالت میں کوئی بات کہی ہو سو واقع ہوا ہو خلاف اس چیز کے کہ خبر دی اور کہا مہلب نے کہ محفوظ ہونا حضرت ﷺ کا شیطانوں سے نہیں منع کرتا ہے اس کو کہ شیطان آپ کے ساتھ کوئی مکر نہ کر سکیں سو بے شک گزر چکا ہے صحیح میں کہ شیطان نے چاہا کہ حضرت ﷺ کی نماز کو فاسد کرے سو اللہ نے حضرت ﷺ کو اس پر قابو دیا پس اسی طرح ہے جادو نہیں پہنچی آپ کو ضرر اس کی سے وہ چیز جو داخل کرے نقص کو اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ پہنچانے احکام کے بلکہ وہ اس چیز سے ہے کہ پہنچتی تھی آپ کو ضرر بیماریوں کے سے ضعف کلام سے یا عجز بعض فعل سے یا پیدا ہونے خیال بندی سے جو نہ قائم رہے بلکہ زائل ہوا اور باطل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کید شیطانوں کا اور یہ کہ استدلال کیا ہے ابن قصار نے اس پر کہ جو چیز حضرت ﷺ کو پہنچتی تھی وہ بیماری کی قسم سے تھی جیسا کہ ابن سعد کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ بیمار ہوئے سو باز رکھے گئے کھانے پینے سے اور عورتوں سے سو حضرت ﷺ پر دو فرشتے اترے، الحدیث اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے دعا کی تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں مستحب ہونا دعا کا ہے وقت حاصل

ہونے مکروہات کے اور مکرر مانگنا دعا کا اور التجا کرنا اللہ کی طرف بیچ دفع کرنے اس کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اللہ سے حکم طلب کیا سو اللہ نے مجھ کو حکم کیا یعنی میری دعا قبول کی اور مجھ کو میری بیماری کی خبر دی اور حضرت ﷺ کی دعا یہ تھی کہ اللہ آپ کو اطلاع دے اس چیز کی حقیقت سے کہ اس میں تھی اس واسطے کہ مشتبہ ہوا تھا حضرت ﷺ کو امر یعنی حضرت ﷺ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ مجھ کو جادو کا اثر ہے یا کوئی بیماری اور دونوں فرشتے جو آسمان سے اترے تھے وہ جبریل اور میکائیل تھے اور یہ اشارہ آپ کو خواب میں واقع ہوا تھا اس واسطے کہ اگر بیداری میں ہوتا تو البتہ دونوں حضرت ﷺ سے پوچھتے اور روبرو کلام کرتے اور احتمال ہے کہ ہوں حضرت ﷺ ساتھ صفت نائم کے اور حالانکہ وہ بیدار تھے سو دونوں نے آپس میں کلام کیا اور حضرت ﷺ سنتے تھے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ اس کنوئیں پر آئے اور اس میں سے جادو کو نکالا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کھجور کی بالی میں اپنی تصویر پائی سو اچانک اس میں سوئیں تھیں گاڑی ہوئیں اور اچانک تانت تھی کہ اس میں گیارہ گرہ تھیں سو جبریل علیہ السلام معوذتین کے ساتھ اترے سو جب ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی اور اسی طرح ہر ہر آیت کے پڑھنے سے ایک ایک گرہ کھل گئی اور جب کوئی سوئی نکالتے تو اس کا درد پاتے پھر اس کے بعد آرام پاتے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے سو اتاری گئی حضرت ﷺ پر معوذتین یعنی سورہ فلق اور والناس اور اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو حکم کیا کہ ایک گرہ کھولیں اور ایک آیت پڑھیں سو حضرت ﷺ آیت پڑھنا اور گرہ کھولنا شروع ہوئے یہاں تک کہ اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کھولے گئے رسی بندھی ہوئی سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو قتل نہ کیا اور نقل کیا گیا ہے واقدی سے کہ یہ صحیح تر ہے اس کی روایت سے جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو قتل کر ڈالا تھا کہا قرطبی نے کہ نہیں حجت ہے مالک پر اس قصے میں اس واسطے کہ ترک کرنا قتل لبید کا تھا سبب خوف فتنہ انگیزی کے کہ اس کے قتل سے لوگوں میں فتنہ انگیزی نہ ہو یا اس واسطے کہ تا کہ لوگ اسلام میں داخل ہونے سے نفرت نہ کر جائیں اور وہ اس چیز کی جنس سے ہے کہ اعانت کی اس کی حضرت ﷺ نے منع قتل منافقوں کے سے جہاں فرمایا کہ لوگ آپس میں چرچا نہ کریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور یہ جو کہا فامر بھا یعنی حکم کیا گیا ساتھ کنوئیں کے سو دبایا گیا۔ (فتح)

بَابُ الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ.

باب ہے اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا ہلاک کرنے والی چیزوں سے ہے یعنی ان چیزوں میں سے ہے جو ایمان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔

۵۳۲۲ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ

۵۳۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو ان چیزوں سے جو ایمان کو ہلاک کرنے والی

أَبِی الْغَیْثِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا الْمُوْبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ.

ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے اور جادو کرنے سے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس جگہ مختصر اور پوری حدیث وصایا میں گزر چکی ہے اور بیچ اختصار کرنے کے دو چیزوں پر سات سے اس جگہ میں اشارہ ہے طرف تاکید امر سحر کے اور یہ حدیث دونوں سے وارد ہوئی ہے پورے طور سے بھی اور مختصر طور سے بھی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ یَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ.

کیا نکالا جائے جادو کو یا نہیں؟۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی اور ابتدا کیا ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا اس کو سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے جواز سے واسطے اشارہ کرنے کے طرف ترجیح اس کی کے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ رَجُلٌ بِهٖ طِبٌّ أَوْ یُؤَخَّذُ عَنِ امْرَأَتِهٖ أَیُحَلُّ عَنْهُ أَوْ یُنَشَّرُ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ إِنَّمَا یُرِیْدُوْنَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَلَمْ یُنْهَ عَنْهُ.

اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اگر کسی مرد کو جادو ہو یا روکا جائے اپنی عورت سے یعنی اس سے جماع نہ کر سکے تو کیا اس سے جادو کی گرہ کھولی جائے، یا علاج کیا جائے اس کا ساتھ علاج جادو کے؟ ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں ارادہ کرتے ہیں ساتھ اس کے اصلاح کا سو جو چیز کہ نفع دے سو نہیں منع کیا گیا ہے اس سے۔

فائدہ: ایک روایت میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ تلاش کرے جو اس کی دوا کرے سو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے جو ضرر کرے اور نہیں منع کیا اس چیز سے کہ نفع دے اور روایت کی ہے طبری نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں دیکھتا تھا وہ ڈر ساتھ اس کے جب کہ ہو کسی آدمی کو جادو یہ کہ چلے طرف اس شخص کی جو اس سے جادو کھولے اور اس کا علاج کرے کہ وہ اصلاح ہے کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کو مکروہ جانتے تھے کہتے تھے کہ نہیں جانتا ہے علاج جادو کا مگر جو جادوگر ہو تو سعید نے کہا کہ اللہ نے اس چیز سے منع کیا ہے جو ضرر کرے نہ اس چیز سے جو نفع دے اور ایک روایت میں ہے کہ نشرہ یعنی جادو کا علاج شیطان کے فعل سے ہے کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نشرہ کھولنا جادو کا ہے آدمی سے جس پر جادو کیا گیا اور نہیں قادر ہوتا ہے اس پر مگر وہ شخص جو جادو کو جانتا ہو اور البتہ کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اس کا حال جو دور کرے جادو کو اس شخص سے جس پر جادو کیا گیا ہو تو کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے اور یہی ہے معتمد قول اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ جو فرمایا کہ نشرہ شیطان کا عمل ہے تو یہ اشارہ ہے طرف

اصل اس کے کی اور مختلف ہوتا ہے حکم ساتھ قصد کے سو جس کا قصد خیر ہو تو وہ خیر ہے اور جس کا قصد بد ہو تو وہ بد ہے پھر حصر منقول حسن سے نہیں ہے ظاہر پر اس واسطے کہ کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ منتر اور دعا کے اور تعویذ کے لیکن احتمال ہے کہ ہو نشرہ دو قسم اور نشرہ ایک قسم ہے علاج کی علاج کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس کا جس کے ساتھ گمان ہو کہ کسی نے اس کو جادو کیا ہے یا اس کو جن بھوت نے ہاتھ لگایا ہو کہا گیا ہے اس کو نشرہ اس واسطے کہ کھل جاتی ہے ساتھ اس کے بیماری اس کی اور تائید کرتی ہے سعید کے قول کو وہ حدیث جو پہلے گزر چکی ہے مسلم سے جو مسلمانوں کو نفع پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور تائید کرتی ہے اس کو کہ جادو کا علاج کرنا درست ہے وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے بیچ حدیث العین حق کے بیچ قصے نہانے نظر لگانے والے کے اور ذکر کیا ہے ابن بطال نے کہ وہب بن منبہ کی کتابوں میں ہے کہ سات پتے بیر سبز کے لے سوان کو دو پتھروں میں کوٹے پھر اس کو پانی کے ساتھ ملائے اور اس میں آیۃ الکرسی اور قواقل پڑھے پھر اس سے تین چلو لے پھر اس کے ساتھ نہائے کہ اس سے اس کی بیماری انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائے گی خواہ جادو ہو یا کچھ اور وہ جید ہے واسطے مرد کے جب کہ اپنی بیوی سے جماع نہ کر سکے اور قائل ہے ساتھ اس کے مزنی صاحب شافعی کا اور ابو جعفر طبری وغیرہ پھر واقف ہوا میں اوپر صفت علاج جادو کے بیچ کتاب طب نبوی کے جو واسطے جعفر مستغفری کے ہے کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ایک مرد ہے اس کو جادو کا اثر ہے اپنی عورت سے جماع نہیں کر سکتا کیا اس کو جائز ہے کہ جادو کا علاج کرے؟ کہا کہ کچھ ڈر نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کرتا ہے ساتھ اس کے نفع کا سو جو چیز کہ نفع دے تو نہیں منع کیا گیا ہے اس سے بہر حال حل سو وہ مرد ہے جب کہ اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اور اس کے سوائے اور کام کر سکے سو جو اس کے ساتھ مبتلا ہو وہ لکڑیوں کا گٹھا لے اور بسولی کو لکڑیوں کے درمیان رکھ دے پھر ان لکڑیوں میں آگ لگا دے یہاں تک کہ جب بسولی گرم ہو جائے تو اس کو آگ میں سے نکال لے اور اس کی گرمی پر پیشاب کرے سو بے شک وہ تندرست ہو جائے گا ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور بہر حال نشرہ سو وہ یہ ہے کہ جمع کرے بیچ دنوں ربیع کے جو قادر ہو اس پر پھول جنگلی اور بستانی گلاب کے سے پھر ان کو ستھرے برتن میں ڈالے پھر اس گلام کو اس پانی میں تھوڑا سا جوش دے پھر اس کو مہلت دے یہاں تک کہ جب پانی ٹھنڈا ہو جائے تو اس کو اپنے اوپر ڈالے سو وہ تندرست ہو جائے گا ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے۔

٥٣٢٣ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ فَسَأَلْتُ هِشَامًا عَنْهُ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ

٥٣٢٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو ہوا یہاں تک کہ آپ خیال کرتے تھے کہ آپ اپنی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں اور حالانکہ ان سے نہیں کر سکتے تھے کہا سفیان نے اور یہ سخت تر ہے جادو سے جب کہ ہو اس طرح سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نیند سے بیدار ہوئے سو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يَرٰى اَنَّهٗ يَأْتِي النِّسَآءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ قَالَ سُفْيَانُ وَهٰذَا أَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ السِّحْرِ إِذَا كَانَ كَذَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَعَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ فِيْهِ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِيْ لِلْاٰخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِيْمَ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاقَةٍ قَالَ وَأَيْنَ قَالَ فِيْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَاعُوْفَةٍ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ قَالَتْ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِئْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهٗ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا وَكَأَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ فَقُلْتُ أَفَلَا أَيْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِيْ وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ شَرًّا.

فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اللہ سے حکم طلب کیا دو مرد یعنی دو فرشتے میرے پاس آئے سو ایک تو دونوں میں سے میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو کہا اس نے جو میرے سر کے پاس تھا دوسرے سے کیا حال ہے اس مرد کا یعنی کیا بیماری ہے حضرت ﷺ کو؟ اس نے کہا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے جو ایک مرد ہے قبیلہ بنی زریق سے ہم قسم یہود کا اور منافق تھا اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں نر کھجور کی بالی میں نیچے رعوفہ کے ذی اروان کے کنوئیں میں کہا سو حضرت ﷺ اس کنوئیں پر گئے یہاں تک کہ اس کو نکالا سو فرمایا کہ یہی کنواں ہے جو مجھ کو دکھلایا گیا تھا اور پانی اس کا جیسے مہندی کا بھگویا پانی اور اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر، کہا راوی نے سو حضرت ﷺ نے اس کو نکالا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ جادو کا علاج نہیں کرتے، اس کو لوگوں میں ظاہر نہیں کرتے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو تو شفا دی سو میں مکروہ جانتا ہوں کہ کسی پر لوگوں میں سے فتنہ انگیزی کروں۔

فائدہ: رعوفہ ایک پتھر ہے کہ اتارا جاتا ہے کنوئیں کی تہہ میں جب کہ کھودا جاتا ہے اس پر بیٹھتا ہے جو کنوئیں کو درست کرتا ہے اور وہ پتھر پایا جاتا ہے سخت وہاں سے نکل نہیں سکتا سو چھوڑا جاتا ہے تکمیل کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ نافع تر دواؤں میں اور قوی تر علاج جادو کا مقابلہ کرنا سحر کا جو ارواح خبیثہ کی تاثیر سے ہے ساتھ الٰہی دواؤں کے ذکر اور دعاء اور قرأت سے سو دل جب کہ ہو بھرا ہوا اللہ سے معمور اس کے ذکر سے اور واسطے اس کے ورد ہو ذکر اور دعاء اور توجہ سے تو یہ اعظم سبب ہے جو مانع ہے جادو کے اثر کرنے سے یعنی جو ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہو اس پر

جادو کا اثر نہیں ہوتا اور جادو کی تاثیر تو ضعیف دلوں میں ہوتی ہے اسی واسطے غالبا تاثیر اس کی عورتوں اور لڑکوں اور جاہلوں میں ہوتی ہے کہ ان کے دل ضعیف ہوتے ہیں اور اعتراض کرتی ہے اس پر حدیث باب کی اور جائز ہونا جادو کا حضرت ﷺ پر باوجود عظیم ہونے مقام حضرت ﷺ کے اور صدق توجہ آپ کی کے اور ملازمت ورد آپ کی کے لیکن ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس کے کہ جو ذکر کیا ہے اس نے محمول ہے غالب پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے بیان تجویز اس کی کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ السِّحْرِ.

باب ہے جادو کے بیان میں۔

٥٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ جَآءَنِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذِيْ أَرْوَانَ قَالَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ

٥٣٢٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ نے کوئی چیز کی اور حالانکہ آپ نے اس کو نہ کیا ہوتا یہاں تک کہ جب ایک دن ہوا اور آپ میرے پاس تھے تو اللہ سے دعا کی اور دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم طلب کیا میں نے کہا اور کیا ہے وہ یا حضرت! فرمایا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک دونوں میں سے میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس پھر ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا بیماری ہے اس مرد کو یعنی حضرت ﷺ کو؟ دوسرے نے کہا کہ اس کو جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے یہودی نے جو قبیلہ بنی زریق میں سے ہے کہا کہ کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں اور نر کھجور کی بالی میں اس نے کہا کہ وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں سو حضرت ﷺ چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی اور اس پر کھجور کے درخت تھے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے سو فرمایا کہ

الشَّيَاطِيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفَأَخْرَجْتَهٗ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ وَشَفَانِيْ وَخَشِيْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ.

البتہ اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی اور البتہ کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے اس کو نکالا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں مجھ کو تو اللہ نے شفا دی اور میں ڈرا اس سے کہ لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور حکم کیا ساتھ دبانے اس کے سو دبایا گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی کہا داؤد نے کہ مراد وہ پانی ہے کہ دھویا جائے اس سے وہ برتن جس میں مہندی گوندھی جائے یعنی سبز رنگ کہا قرطبی نے کہ اس کنوئیں کے پانی کا رنگ بدلا ہوا تھا یا تو واسطے دراز ہونے اقامت اس کی کے اور یا واسطے اس چیز کے کہ مخلوط ہوئی اور ملی ساتھ اس کے ان چیزوں سے کہ ڈالی گئیں کنوئیں میں اور رد کرتی ہے پہلے احتمال کو وہ چیز جو ایک روایت میں آچکی ہے اس کنوئیں سے میٹھا پانی منگوایا جاتا تھا اور یہ جو فرمایا کہ اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر تو کہا فراء وغیرہ نے کہ احتمال ہے کہ تشبیہ دی ہو اس کی کھجور کے درختوں کو ان کے قبیح ہونے میں ساتھ سر شیطانوں کے اس واسطے کہ وہ موصوف ہیں ساتھ قبیح کے اور البتہ مقرر ہو چکا ہے زبان میں کہ جو کہے کہ فلانا شیطان ہے تو اس کی مراد ہوتی ہے کہ خبیث یا قبیح ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ شیطانوں کے سانپ ہوں یعنی اس کے کھجور کے درخت سانپوں کی طرح ہیں بد شکل اور احتمال ہے کہ ہو مراد درخت جو کہتے ہیں کہ یمن میں پایا جاتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جادوگر نہ قتل کیا جائے بطور حد کے جب کہ اس کے واسطے عہد اور پیمان ہو اور یہ جو ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ جادوگر کی حد قتل کرنا ہے ساتھ تلوار کے سو اس کی سند میں ضعف ہے اور اگر ثابت ہو تو البتہ خاص ہوگا اس سے وہ شخص ہو جو معاہد اور پہلے گزر چکا ہے جزیہ میں بجالہ کی روایت سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ قتل کرو ہر جادوگر مرد کو اور عورت کو کہا ابن بطال نے کہ نہ قتل کیا جائے ساحر اہل کتاب کا نزدیک مالک اور زہری کے مگر یہ کہ قتل کرے کسی کو ساتھ جادو اپنے کے سو قتل کیا جائے اس کے قصاص میں اور یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر اپنے جادو سے کسی مسلمان کو ضرر دے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے سو حلال ہے مار ڈالنا اس کا اور یہ جو حضرت ﷺ نے لبید کو قتل نہ کیا تو یہ اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ ڈرے کہ کہیں اس کے قتل سے مسلمانوں میں فتنہ نہ اٹھے اور وہ از قسم اس چیز کے ہے کہ رعایت کی اس کی حضرت ﷺ نہ قتل کرنے منافقوں کے سے برابر ہے کہ لبید یہودی ہو یا منافق بنا بر اس کے کہ گزرا اختلاف سے بیچ اس کے کہا اس نے اور نزدیک مالک کے حکم جادوگر کا حکم زندیق کا ہے سو نہ قبول کی جائے توبہ اس کی اور قتل کیا جائے بطور حد کے جب کہ ثابت ہو جائے یہ اوپر اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ

اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ قتل کیا جائے مگر جب کہ اقرار کرے کہ اس نے اپنے جادو سے قتل کیا ہے سو قتل کیا جائے بیچ قصاص اس کے اور اگر اعتراف کرے کہ اس کا سحر کبھی قتل کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا اور یہ کہ اس کو سحر کیا ہے اور یہ کہ وہ مر گیا تو نہیں واجب ہے قصاص اوپر اس کے اور واجب ہے دیت اس کے مال میں نہ اس کے عاقلہ پر اور نہیں متصور ہے قتل ساتھ سحر کے گواہوں سے اور دعویٰ کیا ہے ابوبکر رازی نے کہ شافعی متفرد ہے اس قول میں کہ جادوگر قتل کیا جائے بطور قصاص کے جب کہ اعتراف کرے کہ اس نے اس کو اپنے جادو سے قتل کیا ہے، واللہ اعلم۔ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر ہو جادو میں قول یا فعل کہ جو تقاضا کرے کفر کا تو کافر ہو جاتا ہے جادوگر اور قبول کی جاتی ہے توبہ اس کی جب کہ توبہ کرے نزدیک ہمارے اور جب نہ ہو اس کے جادو میں وہ چیز جو تقاضا کرے کفر کا تو اس کو تعزیر دی جائے اور اس سے توبہ طلب کی جائے۔ (فتح)

بَابُ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا.

بعض بیان جادو ہوتا ہے۔

٥٣٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ.

٥٣٢٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد مشرق کی جانب سے آئے سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا سو لوگوں کو ان کی خوش بیانی سے تعجب ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ویسے بعض آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

فائدہ: وہ دونوں آدمی بنی تمیم کی قوم میں سے تھے اور البتہ حمل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو اوپر مدح کے اور ترغیب کے اوپر تحسین کلام کے اور سنوارنے الفاظ کے اور یہ واضح ہے اگر ثابت ہو کہ وارد ہوئی حدیث عمر کے قصے میں اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے ذم پر واسطے اس شخص کے جو بناوٹ کرے کلام میں اور تکلف کرے واسطے تحسین اس کی کے اور پھیرے چیز کو اس کے ظاہر سے سو تشبیہ دے اس کو ساتھ جادو کے جو تخییل ہے واسطے غیر حقیقت اس کی کے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور پہلے گزر چکی ہے خطبہ نکاح میں وہ چیز جو تائید کرتی ہے اس کی اور وہ یہ کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس پر کسی کا حق ہو اور وہ زیادہ خوش تقریر ہو صاحب حق سے سو جادو کرے لوگوں کو اپنے بیان سے اور لے جائے حق کو اور حمل کرنا حدیث کا اس پر صحیح ہے لیکن نہیں منع کرتا یہ حمل کرنے اس کے کو اور معنی پر جب کہ ہو بیچ تزیین حق کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن عربی وغیرہ نے فضلائے مالکیہ سے اور کہا ابن بطال نے کہ خوب تر معنی جو اس حدیث میں کہے جائیں یہ ہیں کہ نہیں ہے یہ حدیث ذم واسطے سب بیان کے اور نہ مدح واسطے سب کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من البیان اس واسطے کہ من اس میں تبعیض کے واسطے لایا گیا

ہے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اوپر مدح ایجاز کے اور اتیان کے ساتھ بہت معنوں کے تھوڑے لفظوں میں یعنی بیان کرنا بہت معنی کو ساتھ تھوڑے لفظوں کے اور اوپر مدح اطناب کے بیچ مقام خطابہ کے بحسب مقام کے ہاں افراط ہر چیز میں مذموم ہے اور بہتر میانہ روی ہے۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ. دوا کرنا جادو کا ساتھ عجوہ کھجور کے۔

فائدہ: عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے مدینے میں نرم ہوتی ہے اور کہا ابن اثیر نے کہ عجوہ ایک قسم کھجور کی ہے بڑی ہوتی ہے صیحانی سے سیاہی کی طرف مائل ہوتی ہے اور وہ اس چیز سے ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مدینے میں اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔

٥٣٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ سَبْعَ تَمَرَاتٍ.

٥٣٢٦۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کو ہر دن عجوہ کھجوریں کھائے تو اس دن اس کو کوئی زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا رات تک اور اس کے غیر نے کہا کہ سات کھجوریں مراد حدیث علی کے ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ غیر کے جمعہ راوی ہے کہ اس کی روایت میں سات کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو صبح کو سات کھجوریں کھائے عالیہ کی کھجوروں سے اور عالیہ وہ گاؤں ہیں جو مدینے کے اونچان میں ہیں اور وہ نجد کی جانب ہے سو اس روایت میں مکان کی تقیید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عالیہ کے کھجوروں میں شفاء ہے اول صبح میں اور واقع ہوا ہے مسلم کی ایک روایت میں کہ جو سات کھجوریں کھائے ان کھجوروں سے جو مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہیں اور یہ جو فرمایا کہ رات تک تو اس میں تقیید ہے واسطے شفاء مطلق کے جو دوسری روایت میں ہے کہ وہ شفاء ہے اول صبح میں اور ایک روایت میں ہے کہ عجوہ کھجور بہشت سے ہے اور وہ شفاء ہے زہر سے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو راز کہ قسم عجوہ میں ہے سحر اور زہر کے دفع کرنے سے وہ دور ہو جاتا ہے جب کہ داخل ہوتی ہے رات اس کے حق میں جو کھائے اس کو اول دن میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اطلاق دن کا اس چیز پر جو طلوع فجر یا سورج کے درمیان ہے غروب سورج تک اور نہیں مستلزم ہے دخول رات کو اور نہیں واقف ہوا میں کسی طریق میں اوپر حکم اس شخص کے جو اس کو اول رات میں کھائے کہ کیا اس کا حکم بھی اس کی مانند ہے جو دن کو کھائے تا کہ دفع ہو اس سے ضرر زہر اور جادو کا صبح تک اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ اس کے جو اول دن میں کھائے اور نیز ظاہر اطلاق کا مواظبت ہے اوپر اس کے یعنی جو اس کو ہمیشہ کھاتا ہے اس کو زہر اور جادو ضرر نہیں کرتا اور واقع ہوئی ہے طبرانی کی روایت میں

تقیید اس کی ساتھ سات دن کے یعنی جو سات صبح کھاتا رہے اس کو زہر اور جادو ضرر نہیں کرتا۔ (فتح)

۵۳۲۷ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

۵۳۲۷۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو صبح کو سات کھجوریں عجوہ کھائے اس کو اس دن کوئی زہر اور جادو ضرر نہیں کرے گا۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے جو زہر اور جادو سے فائدہ دیتی ہے تو یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ برکت دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے واسطے کھجور مدینے کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں برکت کی دعا کی تھی اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کے سبب سے زہر اور جادو اثر نہیں کرتا نہ اس واسطے کہ مدینے کی کھجوروں میں کوئی خاصیت ہے اور کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ مراد کوئی خاص درخت کھجور کے ہوں مدینے میں جن کو اب کوئی پہچانتا نہیں اور یہ واسطے خاصیت کے ہے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص ہو اور یہ احتمال بعید ہے اس واسطے کہ وصف کیا اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا بعض نے کہ بہر حال خاص کرنا مدینے کی کھجوروں کا ساتھ اس کے سو یہ واضح ہے متن کے لفظوں سے اور بہر حال تخصیص زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو بعید ہے اور بہر حال خاص کرنا عدد سات کا پس ظاہر یہ ہے کہ وہ واسطے کسی راز کے ہے جو اس میں ہے ورنہ مستحب ہے کہ ہو طاق کہا مازری نے یہ اس قسم سے ہے کہ نہیں معلوم ہیں معنی اس کے بیچ طریق علم طب کے اور اگر صحیح ہو کہ نکلے واسطے منفعت کھجور کے زہر میں کوئی وجہ جہت طب سے تو نہیں قدرت ہے اوپر ظاہر کرنے وجہ اقتصار کے اس عدد پر کہ سات ہے اور نہ اوپر اقتصار کرنے کے اس جنس پر جو وہ عجوہ ہے اور شاید یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے واسطے خاص تھا یا واسطے اکثر ان کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوا بدستور رہنا وقوع شفاء کا ہمارے زمانے میں غالبًا اور اگر پایا جائے یہ اکثر میں تو محمول ہوگا اس پر کہ مراد وصف غالب حال کے ہے اور کہا عیاض نے کہ خاص کرنا اس کا ساتھ عجوہ عالیہ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہے اٹھاتا ہے اس اشکال کو اور ہوگا خصوص واسطے اس کے جیسے کہ پائی گئی ہے شفاء واسطے بعض بیماریوں کے بعض دواؤں میں کہ ان بعض شہروں میں ہوتے ہیں سوائے اس جنس کے بیچ غیر اس کے واسطے تاثیر کے کہ ہوتی ہے اس میں زمین سے یا ہوا سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں تخصیص ہے عجوہ مدینے کے ساتھ اس کے جو ذکر کیا

گیا اور بہر حال خصوص ہونا اس کا سات پس نہیں معلوم ہیں معنی اس کے جیسے کہ نماز کے عددوں میں ہے اور زکوۃ کے نصابوں میں ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا هَامَةَ. نہیں ہے ہامہ۔

فائدہ: ہامہ واحد ہے ہوام کا اور ہوام ان جانوروں کو کہتے ہیں جو زہر دار ہیں اور بعض نے کہا کہ جانور زمین کے جو قصد کرتے ہیں ساتھ ایذا لوگوں کے اور نہیں صحیح ہے نفی اس کی مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے کہ وہ بذاتہا ضرر نہیں کرتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ضرر کرتے ہیں جب کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ ضرر کا ساتھ اس کے جس کو کاٹیں اور ذکر کیا ہے زبیر بن بکار نے کہ جاہلیت کے زمانے میں عرب گمان کرتے تھے کہ جب کوئی قتل کیا جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے تو مقتول کے سر سے ہامہ نکلتا ہے اور وہ ایک کیڑا ہے سو وہ قبر کے گرد پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو پانی پلاؤ مجھ کو پانی پلاؤ سو اگر اس کا بدلہ پایا جائے تو جاتا رہتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے اور کہا قزاز نے کہ ہامہ ایک جانور ہے رات کے جانوروں میں اس کا نام اُلو ہے کہا ابن اعرابی نے کہ شگون بد لیتے تھے ساتھ اس کے جب کہ کسی کے گھر پر واقع ہو کہتا تھا کہ میرے نفس نے مجھ کو میری موت کی خبر دی یا کسی ایک کی میرے گھر والوں میں سے اور کہا ابو عبید نے کہ گمان کرتے ہیں کہ میت کی ہڈیاں ہامہ ہو جاتی ہیں اور جانور بن کے اڑتی ہیں اور اس جانور کا نام صدی ہے بنا بر اس کے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں زندگی ہے واسطے ہامہ مردے کے یعنی یہ جو لوگوں کا گمان ہے کہ مردے کی ہڈیاں جانور بن کے زندہ رہتی ہیں سو یہ بات غلط ہے نہ کوئی مردے کی ہڈیوں سے ہامہ جانور بنتا ہے اور نہ وہ زندہ رہتا ہے اور بنا بر پہلے معنی کے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں ہے شگون بد لینا ساتھ اُلو کے اور مانند اس کی کے اور شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ باندھا ہے واسطے ہامہ کے دو بار واسطے نظر کرنے کے طرف ان تفسیروں کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٣٢٨ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَآءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ

٥٣٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور نہیں ہے صفر اور نہ ہامہ تو ایک گنوار نے کہا کہ یا حضرت! سو کیا حال ہے اونٹوں کا کہ ہوتے ہیں ریت میں گویا کہ مانند ہرن کی ہے نشاط اور قوت اور سلامت ہونے میں بیماری سے سو ملتا ہے ان میں اونٹ خارش والا سو خارش دار کرتا ہے ان کو یعنی جب کوئی خارش والا اونٹ ان میں مل جائے تو سب کو خارش پیدا ہو جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کو کس نے خارش پیدا کی؟ اور

رعَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ وَأَنْكَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثَ الْأَوَّلِ قُلْنَا أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَا عَدْوٰى فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ. قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيْثًا غَيْرَهُ.

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے جانور بیمار ہوں وہ اس کے گھاٹ پر پانی پلانے کو نہ لائے جس کے جانور تندرست ہوں اور انکار کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث سے یعنی حدیث لاعدوی الخ سے ہم نے کہا کہ کیا تو نے حدیث بیان نہیں کی کہ نہیں ہے عدویٰ یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ؟ سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حبش کی زبان میں کلام کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے حدیث بیان نہیں کیا کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے سو میں نے نہیں دیکھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہ اس کی کسی حدیث کو بھولے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب جذام میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ ان کو خارش دار کر دیتا ہے یعنی ان میں داخل ہوتا ہے سو ان کو خارش دار کر دیتا ہے اور وہ بنا بر اس کے ہے ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی ہے یعنی ہوتا ہے سبب واسطے واقع ہونے خارش کے ساتھ ان کے اور یہ جاہلوں کا وہم ہے وہ اعتقاد کرتے تھے کہ جب بیمار جانور تندرست جانوروں سے ملے تو ان کو بیمار کر دیتا ہے سو شارع نے اس کی نفی کی اور اس کو باطل کیا سو جب اس گنوار نے شبہ وارد کیا تو رد کیا اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش پیدا کی اور وہ جواب ہے بیچ غایت بلاغت اور رشاقت کے اور اس سے حاصل یہ ہے کہ کہاں سے آئی خارش واسطے اونٹ کے جس کی خارش اوروں کو لگ گئی ان کے زعم میں سو اگر جواب دیا جائے کہ جس نے اس کو اول میں کیا تھا اسی نے اس کو دوسرے میں کیا تو ثابت ہوگا مدعی اور وہ یہ ہے کہ بے شک جس نے یہ سب کے ساتھ کیا ہے وہی خالق قادر ہے ہر چیز پر اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور یہ جو راوی نے کہا کہ ہم نے کہا اے ابو ہریرہ! کیا تو نے حدیث بیان نہیں کی کہ نہیں ہے عدویٰ تو ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا اے ابو ہریرہ! میں تجھ سے سنتا تھا کہ تو حدیث بیان کرتا تھا ہم سے ساتھ اس حدیث کے یعنی حدیث لاعدویٰ کے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا کہ اس کو پہچانے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اور کہا کہ میں نے تجھ سے حدیث بیان نہیں کی جو تو کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے میری عمر کی کہ البتہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے وہ حدیث بیان کیا کرتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے یا ایک قول نے دوسرے کو منسوخ کر ڈالا اور یہ جو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ظاہر ہے کہ وہ اعتقاد کرتے تھے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے وجہ تطبیق کی درمیان ان کے باب جذام

میں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قول اس کا لاعدویٰ نہی ہے اعتقاد اس کے سے یعنی کوئی یہ اعتقاد نہ رکھے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے اور یہ جو فرمایا کہ نہ وارد کرے سبب نہی کا ہے وارد کرنے سے واسطے خوف واقع ہونے کے بیچ اعتقاد عدویٰ کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے منع کیا کہ شاید اگر تندرست جانور بیمار جانوروں کے ملنے اللہ کی تقدیر سے بیمار ہو گئے تو عوام کا بد اعتقاد زیادہ تر مضبوط ہو جائے گا بیماری لگ جانے کا تو ناحق شرک میں گرفتار ہوں گے اور اللہ کو بھولیں گے یا منع کیا واسطے خوف تاثیر اوہام کے جیسے کہ گزر چکی ہے نظیر اس کی بیچ حدیث فر من المجذوم کے اس واسطے کہ جو نہیں اعتقاد کرتا کہ جذام دوسرے کو لگ جاتا ہے پاتا ہے اپنے نفس میں نفرت یہاں تک کہ اگر مجبور کیا جائے او پر قریب ہونے کے اس سے تو البتہ رنج پائے ساتھ اس کے پس اولیٰ واسطے عاقل کے یہ ہے کہ تعرض کرے واسطے ایسی چیز کے بلکہ دور رہے بیماریوں کے اسباب سے اور بچے وہم کے طریقوں سے کہا قرطبی نے اور بیچ جواب دینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گنوار کو جائز ہونا مشافہ اس شخص کا ہے کہ واقع ہو واسطے اس کے شبہ اس کے اعتقاد میں ساتھ ذکر کرنے برہان عقلی کے جب کہ ہو سائل واسطے سمجھنے اس کے کی اور جو قاصر ہو تو خطاب کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ اٹھائے اس کو عقل اس کی ظنیات سے اور کہا اس نے کہ یہ شبہ جو گنوار کو واقع ہوا تھا یہی شبہ اول طبعی علم والوں کو واقع ہوا تھا پھر معتزلیوں کو سو کہا طبعی والوں نے ساتھ تاثیر بعض چیزوں کے بعض میں اور ایجاد کرنے ان کے ان کو یعنی بعض چیزیں بعض کو ایجاد کرتی ہیں اور نام رکھا ہے انہوں نے مؤثر کا طبیعت اور کہا معتزلیوں نے مانند اس کے حیوانات میں اور متولدات میں اور یہ کہ قدرت ان کی مؤثر ہے بیچ ان کے اور یہ کہ وہ خود خالق ہیں ساتھ پیدا کرنے ان کے اور سند دونوں گروہ کے مشاہدہ حسی ہے اور منسوب کیا ہے انہوں نے اس کو جو انکار کرے اس سے طرف انکار بداہت کے اور غلطی کی اس نے جس نے ان میں سے یہ کہا غلطی فاحش واسطے التباس ادراک حس کے ساتھ ادراک عقل کے اس واسطے کہ مشاہد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تاثیر ایک چیز کی ہے نزدیک چیز دوسری کے اور یہ حصہ حس کا ہے اور بہر حال تاثیر اس کی اس میں حصہ عقل کا ہے سو حس نے ادراک کیا ہے وجود خبر کا وقت وجود دوسری چیز کے اور مرتفع ہونا اس کا وقت مرتفع ہونے اس کے اور بہر حال ایجاد کرنا اس کا اس چیز کو سو نہیں ہے واسطے حس کے اس میں مدخل پس عقل ہی ہے جو فرق کرتی ہے ساتھ ملازم ہونے ان کے عقلا یا عادۃً باوجود جواز تبدل کے عقلاً ، واللہ اعلم ۔ اور اس حدیث میں واقع ہونا تشبیہ ایک چیز کا ہے ساتھ دوسری چیز کے جب کہ جمع کرے ان کو کوئی وصف خاص اور اگرچہ جدا جدا ہوں صورت میں اور اس میں شدت پرہیزگاری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے اس واسطے کہ باوجود اس کے کہ حارث نے اس کو غضبناک کیا یہاں تک کہ کلام کیا غیر عربی میں خوف کیا کہ گمان کرے حارث کہ اس میں اس نے کوئی چیز اس کے حق میں بری کہی ہو سو تفسیر کیا واسطے اس کے اسی حال میں اس کو جو کہا، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا عَدْوٰی. ایک کی بیماری دوسری کو نہیں لگتی۔

فائدہ: اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔

٥٣٢٩ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَمْزَةُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ.

٥٣٢٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور نہیں ہے شگون بد لینا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بے برکتی تین چیز میں ہے عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

فائدہ: اور جمع کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دونوں حدیثوں کو دلالت کرتا ہے کہ قوی ہوا ہے نزدیک اس کے ایک احتمال مراد میں ساتھ شوم کے۔

٥٣٣٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا عَدْوٰى قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوْرِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سِنَانُ بْنُ أَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُوْنُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ فَيَأْتِيْهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ.

٥٣٣٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ راوی نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے جانور بیمار ہوں وہ اس کے گھاٹ پر پانی پلانے کو نہ لائے جس کے جانور تندرست ہوں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی تو ایک گنوار اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اونٹ ریتلی زمین میں ہوتے ہیں مانند ہرن کی یعنی قوی اور سالم بیماری سے سو آتا ہے ان میں خارش دار سو سب کو خارش دار کر دیتا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو پہلے کو کس نے خارش دار کر دیا۔

٥٣٣١ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِی الْفَأْلُ قَالُوْا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ.

۵۳۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہیں ہے شگون بد لینا اور خوش لگتی ہے مجھ کو نیک فال اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ فال نیک کیا ہے؟ فرمایا عمدہ بات۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي سُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زہر میں روایت کیا ہے اس کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور اضافت اس میں طرف مفعول کے ہے۔

٥٣٣٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِیْ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ فَجُمِعُوْا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّیْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوْكُمْ قَالُوا أَبُوْنَا فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوْكُمْ فُلَانٌ فَقَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ فَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَیْءٍ إِنْ

۵۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری بھنی ہوئی تحفہ بھیجی گئی جس میں زہر تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں کے سب یہودیوں کو میرے پاس جمع کرو سو جمع کیے گئے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں سو کیا تم مجھ سے اس میں سچ بولنے والے ہو؟ یہودیوں نے کہا کہ ہاں! اے ابوالقاسم (یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا باپ فلانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو تمہارا باپ فلانا ہے، یہودیوں نے کہا کہ آپ نے سچ کہا اور نیک کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ چیز پوچھوں تو کیا تم مجھ سے اس میں سچ بولو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! اے ابو القاسم اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارے

سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِيْ أَبِيْنَا قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْلُ النَّارِ فَقَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِيْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لَهُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالُوْا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَذَّابًا نَسْتَرِيْحُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

جھوٹ کو پہچان لیں گے جیسا کہ آپ نے اس کو ہمارے باپ میں پہچانا سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کون لوگ ہیں دوزخ والے؟ تو یہودیوں نے کہا کہ ہم اس میں تھوڑے دن رہیں گے پھر تم اس میں ہمارے بدلے داخل کیے جاؤ گے سو رہو گے تم اس جگہ میں جس میں ہم تھے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دور ہو جاؤ اس میں قسم ہے اللہ کی کہ ہم اس میں تمہارے قائم مقام کبھی نہیں ہوں گے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ چیز پوچھوں تو کیا تم سچ بتلاؤ گے؟ یہودیوں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ کیا تم نے اس بکری میں زہر ڈالا؟ یہودیوں نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا چیز تم کو اس پر باعث ہوئی کہ تم نے بکری میں زہر ملایا یہودیوں نے کہا کہ ہم نے چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم تم سے آرام پائیں اور اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کو ضرر نہ کرے گا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرت ﷺ کو ایک بکری بھنی ہوئی زہر آلود تحفہ بھیجی سو حضرت ﷺ نے اس سے کھایا سو وہ عورت حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی، الحدیث سو اس سے پہچانا گیا کہ وہ بکری عورت نے تحفہ بھیجی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ایک لقمہ نگلا تو فرمایا کہ بکری نے مجھ کو خبر دی کہ اس میں زہر ملا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا تھا یا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ اس کو قتل نہیں کرتے؟ فرمایا کہ نہ اور یہ جو کہا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ تو طبری نے عکرمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ یہودی لوگ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب سے جھگڑے سو انہوں نے کہا کہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوں گے مگر چالیس دن پر ہم سے پیچھے اور لوگ ہمارے قائم مقام ہوں گے یعنی محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب سو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر اشارہ کیا کہ بلکہ تم اس میں ہمیشہ رہو گے کوئی اس میں تمہارے قائم مقام نہ ہوگا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ لگے گی ہم کو آگ مگر دن گنے ہوئے الآیۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مراد ایام معدودہ سے آیت میں چالیس دن ہیں اور روایت کی ہے طبری وغیرہ نے قتادہ سے کہ حکمت عدد مذکور کی اور وہ چالیس دن ہیں یہ ہے کہ وہی مدت ہے جس میں انہوں نے

بچھڑے کو پوجا تھا اور یہ جو کہا کہ ہم اس میں تمہارے قائم مقام کبھی نہیں ہوں گے تو مراد یہ ہے کہ نہ نکلو گے تم دوزخ سے اور نہ رہیں گے ہم بعد تمہارے بیچ اس کے اس واسطے کہ جو مسلمان گنہگار اس میں داخل ہوگا وہ اس میں سے نکلے گا سونہیں متصور ہے کہ وہ خلیفہ بنے غیر کا ہرگز اور یہ جو کہا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کو ضرر نہیں کرے گا تو واقع ہوا ہے نزدیک ابن سعد کے واقدی سے ساتھ بہت سندوں کے کہ اس عورت نے کہا کہ قتل کیا آپ نے میرے باپ کو اور خاوند کو اور چچا کو اور بھائی کو اور قتل کیا آپ نے میری قوم سے جو قتل کیا سو میں نے کہا کہ اگر پیغمبر ہوگا تو بکری کا ہاتھ آپ کو خبر دے گا اور اگر بادشاہ ہوگا تو ہم اس سے آرام پائیں گے اور اس حدیث میں خبر دینا حضرت ﷺ کا ہے غیب سے اور کلام کرنا جماد یعنی بے جان چیز کا ساتھ آپ کے اور عداوت یہودیوں کی واسطے اقرار کرنے ان کے ساتھ صدق حضرت ﷺ کے جس میں آپ نے ان کو خبر دی ان کے باپ کے نام سے اور ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہو ان سے پوشیدہ زہر ملانے سے اور باوجود اس کے سو انہوں نے عداوت کی اور بدستور ہے آپ کی تکذیب پر اور اس حدیث میں قتل کرنا اس شخص کا ہے جو قتل کرے کسی کو زہر سے بطور قصاص کے اور حنفیہ سے ہے کہ واجب ہے اس میں دیت فقط اور محل اس کا وہ ہے جب کہ مجبور کرے اس کو اوپر اس کے اتفاقاً اور جب اس میں پوشیدہ زہر ملائے سو اس کو کھائے تو اس میں اختلاف ہے علماء کو سو اگر ثابت ہو جائے کہ حضرت ﷺ نے بشر کے بدلے یہودیہ کو قتل کیا تھا تو اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو قائل ہے ساتھ قصاص کے بیچ اس کے، واللہ اعلم۔ اور اس میں ہے کہ چیزیں مانند زہر وغیرہ کے بذاتہا اثر نہیں کرتی ہیں بلکہ اللہ کے حکم سے اس واسطے کہ زہر نے اثر کیا بشر میں سو وہ فی الحال مر گیا اور بعض نے کہا کہ ایک سال کے بعد اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس زہر کا اثر حضرت ﷺ کے تالو میں ہمیشہ دیکھتا تھا یعنی اس لقمے کے سبب سے کبھی کبھی حضرت ﷺ کو بیماری ہو جاتی تھی یا مراد یہ ہے کہ اس کا اثر حضرت ﷺ کے لہوات میں پہچانا جاتا تھا ساتھ متغیر ہونے رنگ اس کے یا ساتھ تغیر کے کہا ہے اس کو قرطبی نے۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ السُّمِّ وَالدَّوَآءِ بِهٖ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيْثِ.

باب ہے بیچ بیان پینے زہر کے اور دوا کرنے کے ساتھ اس کے اور جو خوف کیا جاتا ہے اس سے اور بیچ بیان دوا خبیث کے۔

فائدہ: اور شاید یہ زہر کے ساتھ دوا کرنا اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے کہ حرام چیز کے ساتھ دوا کرنا حرام ہے اور پہلے گزر چکا ہے، بیان اس کا کتاب الاشربہ میں اس حدیث کی شرح میں کہ بے شک اللہ نے نہیں ٹھہرائی شفاء تمہاری حرام چیز میں اور گمان کیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی بدمنہ ہے اور مراد یہ ہے کہ نہیں دفع کرتا ہے ضرر کو اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے حدیث سے کہ جو صبح کو سات کھجوریں قسم عجوہ سے کھائے تو اس کو زہر ضرر نہیں کرتا سو مستفاد ہوتا ہے اس سے استعمال کرنا اس چیز کا جو دفع کرے ضرر زہر کا اس کے

پہنچنے سے پہلے اور نہیں پوشیدہ ہے بعید ہونا اس وجہ کا لیکن مستفاد ہوتی ہے اس سے مناسبت ذکر حدیث عجوہ کی اس باب میں اور یہ جو کہا و مایخاف منہ یعنی جو خوف کیا جاتا ہے موت سے ساتھ اس کے یا ہمیشہ رہنے بیماری کے سے سو اس کے فاعل نے اپنی جان پر مدد کی ہو گی اور بہر حال مجرد پینا زہر کا سو نہیں حرام ہے مطلق اس واسطے کہ تھوڑی سی زہر کا استعمال کرنا جائز ہے جب کہ مرکب کی جائے ساتھ اس کے وہ چیز جو اس کے ضرر کو دفع کرے جب کہ ہو اس میں نفع اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن بطال نے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب حیرا میں اترا تو بسم اللہ پڑھ کے زہر پی لی تو زہر نے اس کو کچھ اثر نہ کیا سو شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ سلامت رہنا اس سے واقع ہوئی ہے کرامت واسطے خالد رضی اللہ عنہ کے سو نہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے بیچ اس کے تاکہ نوبت پہنچائے طرف قتل کرنے آدمی کے جان اپنی کو اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے اور شاید کہ خالد رضی اللہ عنہ کے پاس اس میں کوئی عہد تھا کہ اس نے اس کے ساتھ عمل کیا اور بہر حال قول اس کا والخبیث پس جائز ہے زہر اس کی یعنی دوا کرنی ساتھ خبیث کے اور جائز ہے رفع اس کی اور خبر محذوف ہے یعنی کیا ہے حکم اس کا یا کیا جائز ہے دوا کرنا ساتھ اس کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی کھانے اس کے سے صریح روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد ترمذی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا اور کہا خطابی نے کہ خبیث ہونا دوا کا واقع ہوتا ہے دو طرح پر ایک اس کی نجاست کی وجہ سے مانند خمر اور گوشت اس حیوان کے کہ نہیں کھایا جاتا ہے گوشت اس کا اور کبھی اس کی کراہت کی جہت سے، میں کہتا ہوں اور حمل کرنا حدیث کا اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں اولیٰ ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے حدیث کے آخر میں متصل اس کے یعنی زہر اور شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس کی طرف۔ (فتح)

۵۳۳۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسُمُّهٗ فِي يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِي يَدِهٖ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهٖ

۵۳۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مار ڈالا تو وہ دوزخ کی آگ میں اونچے مکانوں سے ہمیشہ گرا کرے گا پڑا رہے گا اس میں ہمیشہ اور جو زہر پی کر اپنی جان کو مارے گا تو اس کے ہاتھ میں زہر رہے گا دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اس کو پیا کرے گا مدام اور جو اپنی جان کو لوہے کے ہتھیار سے مارے گا تو وہ اس کے ہاتھ میں ہو گا دوزخ کی آگ میں سدا اپنے پیٹ میں اس کو بھونکا کرے گا ہمیشہ۔

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.

فائدہ: یعنی جس چیز سے اپنی جان کو مارے گا دوزخ میں اس پر اسی چیز کا عذاب ہوا کرے گا اور اگر جان مارنے کو وہ حلال جانتا تھا تو سچ مچ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور یہ جو کہا کہ آپ کو پہاڑ سے گرائے یعنی جان بوجھ کے اور پہلے گزر چکی ہے شرح اس حدیث کی جنائز میں اور بیان خلود اور تابید کا اور حکایت کی ہے ابن تین نے اپنے غیر سے کہ یہ حدیث خاص ایک شخص کے حق میں وارد ہوئی ہے اور یہ بعید ہے اور اولی یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس حدیث کو اور جو مانند اس کی ہے وعید کی حدیثوں سے اس پر کہ جو اب کام کرے اس کی خبر اور اس کا بدلہ یہی ہے جو حدیثوں میں مذکور ہے مگر یہ کہ تجاوز کرے اس سے اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيْرٍ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَّمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

۵۳۳۴ ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو سات کھجوریں عجوہ صبح کو کھائے اس کو اس دن زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول گزر چکی ہے۔

بَابُ أَلْبَانِ الْأُتُنِ.

باب ہے بیچ بیان دودھ گدھیوں کے۔

٥٣٣٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السَّبُعِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتّٰى أَتَيْتُ الشَّامَ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ قَالَ قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ

۵۳۳۵۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت والے درندے سے منع فرمایا یعنی جو دانت سے شکار کرتا ہے کہا زہری نے اور میں نے اس حدیث کو نہیں سنا یہاں تک کہ میں شام میں آیا اور زیادہ کیا ہے لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے کہا یونس نے اور حالانکہ میں نے ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ کیا وضو کیا جائے یا پیا جائے دودھ گدھیوں کا اور پتہ درندے کا اور پیشاب اونٹوں کا؟ کہا زہری نے البتہ تھے مسلمان لوگ دوا کرتے ساتھ اس کے اور نہ دیکھتے تھے ساتھ اس کے کچھ ڈر اور بہر حال دودھ گدھیوں کا سو ہم کو پہنچی یہ

يَتَدَاوَوْنَ بِهَا فَلَا يَرَوْنَ بِذٰلِكَ بَأْسًا فَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُحُوْمِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَّلَا نَهْيٌ وَّأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السَّبُعِ.

بات کہ حضرت ﷺ نے ان کے گوشت سے منع فرمایا اور نہیں پہنچا ہم کو ان کے دودھ سے امر اور نہ نہی اور بہر حال پتہ درندے کا کہا ابن شہاب نے کہ خبر دی مجھ کو ابو ادریس نے کہ ابو ثعلبہ نے خبر دی اس کو کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہر درندے دانت والے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور میں نے اس کو پوچھا تو یہ جملہ حالیہ ہے اور واقع ہوا ہے ابوضمرہ کی روایت میں کہ پوچھے گئے زہری اور اعراض کیا زہری نے اس کے جواب میں وضو سے یعنی اس کا جواب نہ دیا کہ وضو کرنا بھی اس سے جائز ہے یا نہیں واسطے شاذ ہونے قول کے ساتھ اس کے اور پہلے گزر چکا ہے طہارت میں اشارہ طرف قول اس شخص کے کی جو جائز رکھتا ہے وضو کو ساتھ دودھ اور سرکہ کے اور ابوضمرہ کی روایت میں ہے اور میں نہیں دیکھتا ان کے دودھ کو مگر نکلتا ہے ان کے گوشت سے یعنی اور جب اس کا گوت حلال نہیں تو اس کا دودھ بھی حلال نہ ہوگا اور کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے زہری نے اوپر منع ہونے پتے درندے کے ساتھ نہی کے کھانے ہر درندے دانت والے کے یعنی جب دانت والے درندے کو کھانا حلال نہ ہوا تو اس سے لازم آیا کہ اس کا پتہ بھی حلال نہیں اور اسی طرح گوشت پوست وغیرہ سب اجزا اس کے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ دودھ گدھیوں کے سو جمہور کے نزدیک حرام ہے اور مالکیہ کے نزدیک ایک قول ہے اس کے حلال ہونے میں قول سے ساتھ حلال گوشت اس کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَآءِ.

جب پانی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٥٣٣٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلٰى بَنِيْ تَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلٰى بَنِيْ زُرَيْقٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَآءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَآءً

٥٣٣٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کے پانی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو تمام ڈبو دے پھر اس کو نکال دے اس واسطے کہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔

وَّفِی الْاٰخَرِ دَآءً.

فائدہ: کہا گیا کہ نام رکھا گیا ہے مکھی کا ذباب واسطے کثرت حرکت اس کی کے اور اضطراب حرکت اس کی کے اور روایت کی ہے ابو یعلیٰ نے مرفوعا کہ مکھی چالیس دن رہتی ہے اور سب مکھی آگ میں جائے گی مگر شہد کی مکی کہا جاحظ نے کہ اس کا آگ میں جانا اس کی تعذیب کے واسطے نہیں بلکہ تا کہ عذاب کیا جائے ساتھ اس کے آگ والوں کو اور کہا افلاطون نے کہ مکھی میں سب چیزوں سے زیادہ حرص ہے یہاں تک کہ وہ ڈالتی ہے اپنی جان کو ہر چیز میں اگرچہ اس میں ہلاک ہو اور پیدا ہوتی ہے بدبو سے اور نہیں ہے جفن واسطے مکھی کے واسطے چھوٹے ہونے اس کے تپلی کے اور جفن صیقل کرتا ہے صدقہ کو سو مکھی صیقل کرتی ہے اپنے دونوں ہاتھ سے سو ہمیشہ رہتی ہے ہاتھ ملتی اپنی آنکھوں پر اور عجیب امراس کے سبب یہ ہے کہ سیاہ کپڑے پر اس کا پاخانہ سفید ہوتا ہے اور بالعکس اور اکثر بدبودار جگہوں میں پیدا ہوتا ہے اور ابتداءً اس سے پیدا ہوتی ہے پھر ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہے اور حکایت کی گئی ہے کہ بعض خلیفوں سے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ مکھی کس واسطے پیدا ہوئی؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ واسطے ذلت بادشاہوں کے اور اس پر مکھیوں نے جھرمٹ ڈالا تھا اور کہا ابو محمد مالکی نے اگر لے جائے بڑی مکھی اور کاٹا جائے سر اس کا اور کھر چا جائے ساتھ جسم اس کے کی ان بالوں کو کہ جفن میں ہوتے ہیں یعنی پڑ والوں کو تو ان کو اچھا کر دیتا ہے اور اگر زنبور کاٹے اور مکھی سے اس جگہ کو ملا جائے تو درد بند ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو برتن میں مکھی پڑی تو اس نے اس کو انگلی سے اس برتن میں تین بار ڈبو دیا پھر فرمایا کہ بسم اللہ اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ اس طرح کریں اور نہیں واقع ہوئی ہے کسی طریق میں تعیین اس پر کی کہ اس میں شفاء ہے لیکن ذکر کیا ہے بعض علماء نے کہ اس نے تامل کیا سو پایا اس کو کہ وہ ڈالتی ہے بائیں پر کو تو معلوم ہوا کہ شفاء اس کے دائیں پر میں ہے اور مراد بیماری سے زہر ہے جو اس کے پر میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قلیل پانی پلید نہیں ہوتا ہے ساتھ واقع ہونے اس چیز کے کہ نہیں ہے واسطے اس کے خون بہنے والا اور وجہ استدلال کی جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حکم کرتے ساتھ ڈبونے اس چیز کے کہ پلید کرے پانی کو جب کہ مر جائے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں فاسد کرنا ہے اور کہا بعض نے جو اس کا مخالف ہے کہ نہیں لازم آتا ہے مکھی کے ڈبونے سے مر جانا اس کا سو کبھی ڈبوتا ہے اس کو آدمی نرمی سے سو نہیں مرتی ہے اور زندہ چیز ناپاک کرتی ہے اس چیز کو کہ اس میں گر پڑے جیسے کہ تصریح کی ہے بغوی نے ساتھ استنباط کرنے اس کے اس حدیث سے اور کہا ابو طیب طبری نے کہ نہیں قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس حدیث کے بیان نجاست اور طہارت کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد کیا ہے بیان دوا کرنے کا مکھی کے ضرر سے اور اسی طرح یہ جو فرمایا کہ اونٹوں کی جگہ میں نماز پڑھنا منع ہے اور بکریوں کی جگہ میں نماز پڑھنا درست ہے تو نہیں مقصود ہے اس سے بیان کرنا طہارت اور نجاست کا اور سوائے اس کے

کچھ نہیں کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ خشوع نہیں پایا جاتا ساتھ اونٹوں کے سوائے بکریوں کے میں نے کہا کہ یہ کلام صحیح ہے لیکن یہ منع کرنا اس کو کہ استنباط کیا جائے اس سے حکم اور اس واسطے کہ حکم ساتھ ڈبونے اس کے کئی صورتوں کو شامل ہے ایک یہ کہ ڈبوئے اس کے بچنے والا اس کی موت ہے جیسا کہ وہ مدعی ہے اس جگہ اور یہ کہ نہ پرہیز کرے اس سے بلکہ ڈبو دے اس کو برابر ہے کہ مر جائے یا نہ مرے اور شامل ہے اس کو جب کہ کھانا گرم ہو اس واسطے کہ غالبا وہ اس صورت میں مر جاتی ہے برخلاف ٹھنڈے کھانے کے سو جب کہ نہ واقع ہوئی تقیید تو محمول ہوگی عموم پر لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مطلق ہے صادق آتی ہے ساتھ ایک صورت کے سو جب قائم ہوئی دلیل اوپر صورت معین کے تو حمل کیا جائے گا اس کو اوپر اس کے اور البتہ ترجیح دی ہے ایک جماعت نے متاخرین میں سے کہ جو چیز کہ عام ہو وقوع اس کا پانی میں مانند مکھی اور مچھر کے وہ پانی کو پلید نہیں کرتی اور چیز کہ نہ عام ہو مانند بچھو کے تو پلید کرتی ہے پانی کو اور یہ قول قوی ہے اور کہا خطابی نے کہ کلام کیا ہے اس حدیث پر اس نے جو نہیں حصہ ہے واسطے اس کے علم سے سو اس نے کہا کہ کس طرح جمع ہو سکتی ہے شفاء اور بیماری مکھی کے دونوں پر میں اور کسی طرح جانتی ہے اس کو اپنے نفس سے تا کہ شفاء والے پر کو ڈالے اور کس چیز نے بے قرار کیا ہے اس کو اوپر اس کے کہ پہلے بیماری کے پر کو اس میں ڈالے کہا اور یہ سوال جاہل تر جاہل کا ہے اس واسطے کہ بہت حیوانوں نے جمع کیا ہے صفات متضادہ کو اور البتہ الفت دی ہے اللہ تعالیٰ نے درمیان ان کے اور مقہور کیا ہے اجتماع پر اور بنایا ان سے حیوانوں کی قوتوں کو اور یہ کہ جس نے الہام کیا ہے شہد کی مکھی کو اور سکھلایا ہے اس کو بنانا گھر عجیب صنعت والے کا واسطے شہد بنانے کے اس میں اور الہام کیا ہے چیونٹی کو یہ کہ جمع کرے اپنی قوت کو وقت حاجت اپنی کے اور یہ کہ ایک پر کو ڈالے اور ایک کو نہ ڈالے کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے جو منقول ہے اس قائل سے یعنی شفاء اور بیماری کو ایک جگہ جمع کرنا نہیں ہے عجیب اس واسطے کہ شہد کی مکھی اپنے منہ سے شہد بناتی ہے اور اپنے نیچے سے زہر ڈالتی ہے اور سانپ جس کا زہر قاتل ہے ڈالا جاتا ہے اس کے گوشت کو تریاق میں کہ علاج کیا جاتا ہے ساتھ اس کے زہر سے اور مکھی گھسائی جاتی ہے ساتھ اثمد سرمہ کے واسطے روشنی نظر کے اور ذکر کیا ہے بعض حاذق طبیبوں نے کہ مکھی میں زہر دار قوت ہے دلالت کرتی ہے اس پر ورم اور خارش جو عارض ہوتی ہے اس کے کاٹنے سے اور وہ بجائے ہتھیار کے ہے واسطے اس کے سو جب گر پڑتی ہے مکھی اس چیز میں کہ اس کو ایذا دے تو سامنا کرتی ہے اس کو ساتھ ہتھیار اپنے کے سو حکم کیا شارع نے کہ مقابلہ کیا جائے اس قوت زہر دار اس کی کا ساتھ اس چیز کے کہ امانت رکھی ہے اللہ نے اس کے دوسرے پر میں شفاء سے سو مقابلہ کریں گے آپس میں دونوں مادے پس دور ہوگا ضرر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور یہ جو فرمایا کہ پھر اس کو نکال ڈالے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وہ ناپاک ہو جاتی ہے ساتھ موت کے اور یہ صحیح تر قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور دوسرا مثل قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہے وہ ناپاک نہیں ہوتی۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اللِّبَاسِ

کتاب ہے لباس کے بیان میں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ تو کہہ کہ کس نے حرام کی ہے زینت اللہ کی جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف بیان سبب نزول آیت کے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اسلام سے پہلے دستور تھا کہ قریش خانے کعبے کا طواف ننگے کرتے تھے سیٹی مارتے اور تالیاں بجاتے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو کہہ کس نے حرام کی زینت اللہ کی جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے طاؤس سے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں حکم کیا ان کو اللہ نے ساتھ ریشمی کپڑے اور دیباج کے لیکن جب خانے کعبے کا طواف کرتے تو اپنے کپڑے اتار ڈالتے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا فِيْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيْلَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ أَوْ مَخِيْلَةٌ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یعنی بقدر حاجت کے اور پہنو اور خیرات کرو یعنی جو حاجت سے زیادہ ہو بغیر اسراف اور تکبر کے ، اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کھا جو چیز کہ تو چاہے اور پہن جو چیز کہ چاہے جب تک نہ راہ پائیں طرف تیری دو چیزیں اسراف اور تکبر۔

فائدہ: کھا جو چاہے تو یعنی مباحات میں سے یعنی منع ہونا توسع کا طعام اور لباس میں بعلت اسراف اور تکبر کے ہے اور جب اسراف اور تکبر نہ ہو تو مباح ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بے شک اللہ چاہتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے اور مناسبت اس حدیث کی اور اثر کی جو اس کے بعد ہے واسطے آیت کے ظاہر ہے اس واسطے کہ اس سے پہلی آیت میں ہے کہ کھاؤ اور پیو اور نہ اسراف کرو کہ بے شک اللہ نہیں چاہتا ہے اسراف کرنے والوں کو اور اسراف کے معنی ہیں حد سے بڑھنا فعل میں یا قول میں اور وہ خرچ کرنے میں مشہور تر ہے اور مخیلہ کے معنی ہیں تکبر اور کہا راغب نے کہ خیلا تکبر سے ہے جو پیدا ہوتا ہے فضیلت سے کہ دیکھتا ہے اس کو آدمی اپنے نفس میں

اور تخیل کے معنی تصویر خیال چیز کی ہے نفس میں اور وجہ حصر کی اسراف اور مخیلہ میں یہ ہے کہ منع کھانا پینا وغیرہ یا تو واسطے معنی کے ہے کہ اس میں ہوں اور وہ حد سے بڑھ جانا ہے اور وہ اسراف ہے اور یا واسطے تعبد کے ہے مانند ریشمی کپڑے کے اگر نہ ثابت ہو علت نہی کی اس سے اور یہی ہے راجح اور حد سے بڑھنا شامل ہے مخالفت اس چیز کی کو کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے شرع پس داخل ہوگا حرام اور یہی لازم پکڑتا ہے اسراف تکبر کو اور وہ مخیلہ ہے کہا موفق عبداللطیف بغدادی نے کہ یہ حدیث جامع ہے واسطے فضائل تدبیر انسان کے نفس اپنے کو اور اس حدیث میں تدبیر مصالح نفس کی ہے اور بدن کے دنیا اور آخرت میں اس واسطے کہ اسراف ہر چیز میں ضرر کرتا ہے بدن کو اور ضرر کرتا ہے معاش کو سو نوبت پہنچائے گا طرف تلف کرنے کے اور ضرر دیتا ہے نفس کو جب کہ ہو تابع واسطے بدن کے اکثر احوال میں اور تکبر نفس کو ضرر کرتا ہے کہ پیدا کرتا ہے واسطے اس کے خود بینی اور ضرر کرتا ہے آخرت کو اس واسطے کہ کماتا ہے گناہ کو اور ضرر کرتا ہے دنیا کو کہ کماتا ہے غضب لوگوں کا اور یہ جو کہا **ما اخطأتك** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کہا اور پہن جو چاہے تو مباح چیزوں میں سے جب تک کہ ہر خصلت ان دونوں میں سے تجھ سے تجاوز نہ کرے اور اُو اس جگہ میں ساتھ معنی واؤ کے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ شرط ہونا منع ہر ایک کا دونوں میں مستلزم ہے اشتراط منع ہونے دونوں کے کو اکٹھے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٥٣٣٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُخْبِرُونَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ.

٥٣٣٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں نظر کرتا اللہ تعالیٰ اس کی طرف جو اپنے کپڑے کو تکبر سے کھینچے۔

بَابُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ.

جو اپنا تہہ بند کھینچے بغیر تکبر کے۔

فائدہ: یعنی پس وہ مستثنیٰ ہے وعید مذکور سے لیکن اگر وہ عذر سے تو نہیں ہے کچھ حرج اور اگر بغیر عذر کے ہو تو اس کا بیان آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٣٨ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ

٥٣٣٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کھینچے اپنا کپڑا تکبر سے اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں کرے گا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرا تہہ بند ایک طرف سے ڈھیلا ہو جاتا ہے یعنی بغیر اختیار کے مگر یہ کہ میں اس کی خبر گیری کروں یعنی اس وقت ڈھیلا

أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّصْنَعُهٗ خُيَلَاءَ.

ہوتا ہے جب کہ میں اس سے غافل ہوتا ہوں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو اس کو تکبر سے چھوڑتے ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میرا تہہ بند کبھی ڈھیلا ہو جاتا ہے اور شاید وہ کھل جاتا تھا جب کہ حرکت کرتے تھے چلنے وغیرہ سے بغیر اختیار کے اور جب اس کی محافظت کرتے تو نہ ڈھیلا ہوتا اس واسطے کہ جب ڈھیلا ہونے کے قریب ہوتا تو اس کو باندھ لیتے اور یہ جو فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو اس کو از راہِ تکبر کے چھوڑتے ہیں تو اس میں ہے کہ نہیں ہے کوئی حرج اس پر کہ ڈھیلا ہو جائے تہہ بند اس کا بغیر قصد کے مطلق اور بہر حال جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ مکروہ جانتے تھے ازار کے کھینچنے کو ہر حال میں تو کہا ابن بطال نے کہ یہ قول ان کی تشدیدات سے ہے ورنہ خود ابن عمر رضی اللہ عنہما نے باب کی حدیث روایت کی ہے پس نہیں پوشیدہ ہے اس پر حکم میں نے کہا بلکہ کراہت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی محمول ہے اس پر جو قصداً چھوڑے برابر ہے کہ تکبر سے ہو یا نہ ہو اور وہ مطابق ہے واسطے روایت اس کی کے جو مذکور ہے اور نہیں گمان ہے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ کہ وہ مؤاخذہ کرتے تھے جو نہ قصد کرے کچھ چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی ساتھ کراہت کے وہ شخص ہے جو ڈھیلی ہو ازار اس کی بغیر اختیار کے پھر تمادی کرے اوپر اس کے اور نہ تدارک کرے اس کا اور اس پر اتفاق ہے اگرچہ اختلاف ہے کہ کیا کراہت اس میں واسطے تحریم کے ہے یا تنزیہ کے اور اس حدیث میں اعتبار احوال اشخاص کا ہے احکام میں ساتھ مختلف ہونے ان کے اور یہ اصل مطرد ہے غالبًا۔ (فتح)

٥٣٣٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهٗ مُسْتَعْجِلًا حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجُلِّيَ عَنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَكْشِفَهَا.

٥٣٣٩ ۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج میں گہن پڑا اور ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اس حال میں کہ اپنا کپڑا کھینچتے تھے جلدی کرنے والے یہاں تک کہ مسجد میں آئے اور لوگوں نے مسجد کی طرف رجوع کیا یعنی اس کے بعد کہ اس سے نکلے تھے سو حضرت ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں سو آفتاب روشن ہوا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے سو جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور اللہ سے دعا کیا کرو

یہاں تک کہ اس کو روشن کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کسوف میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہوئے کپڑا کھینچتے جلدی کرتے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ کپڑے کا کھینچنا اگر جلدی کے سبب سے ہو تو نہیں داخل ہے نہی میں سو یہ مشعر ہے کہ نہی خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو واسطے تکبر کے لیکن نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس کے جو قصر کرتا ہے نہی کو اس پر کہ ہو واسطے تکبر کے یہاں تک کہ جائز رکھا ہے اس نے پہننے کرتے کا جو اپنی درازی کے سبب سے زمین پر کھینچا جائے کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ التَّشْمِيْرِ فِي الثِّيَابِ. اونچا کرنا اور اٹھانا کپڑے کا نیچے کی طرف سے۔

٥٣٤٠ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَآئِدَةَ أَخْبَرَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ فَرَأَيْتُ بِلَالًا جَآءَ بِعَنَزَةٍ فَرَكَزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ مُشَمِّرًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَّرَآءِ الْعَنَزَةِ.

٥٣٤٠۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سو میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نیزہ لائے اور اس کو آگے گاڑھا پھر نماز کی تکبیر کہی پھر میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ نکلے جوڑا پہنے کپڑے کو نیچے سے اٹھائے سو حضرت ﷺ نے نیزہ کی طرف دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے آدمیوں اور چوپایوں کو دیکھا کہ حضرت ﷺ کے آگے سے گزرتے تھے نیزہ کے پیچھے سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ راوی نے کہا کہ جیسے میں حضرت ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی کی طرف دیکھتا ہوں کہا اسماعیل نے کہ یہی ہے تشمیر اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہی اٹھانے کپڑے کے سے نماز میں محل اس کا غیر ذیل ازار میں ہے اور احتمال ہے کہ یہ صورت اتفاقاً واقع ہوئی ہو اس واسطے کہ وہ سفر کی حالت میں تھے اور وہ محل ہے کپڑا اٹھانے کا۔ (فتح)

بَابُ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ. جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔

فائدہ: اسی طرح سے مطلق چھوڑا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کو اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ ازار کے جیسا کہ حدیث میں ہے واسطے اشارہ کے طرف تعمیم کے یعنی حکم عام ہے ازار اور کرتے وغیرہ میں کہ جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہ روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ وغیرہ نے۔ (فتح)

٥٣٤١ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي

٥٣٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ازار پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ.

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے جس جگہ کو ازار پہنچے وہ آگ میں ہے سو مراد کپڑے سے پہننے والے کا بدن ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ٹخنوں سے نیچے قدم ہے وہ عذاب کیا جائے گا بطور سزا کے اور حاصل یہ ہے کہ وہ از قبیل تسمیہ چیز کے ہے ساتھ نام اس چیز کے کہ اس کے مجاور ہے یا اترے اس میں اور احتمال ہے کہ من بیانیہ ہو اور احتمال ہے کہ سببیہ ہو اور ہو مراد شخص سے نفس اس کا یا تقدیر یہ ہے کہ پہننے والا اس چیز کا کہ ٹخنوں سے نیچے ہو یا تقدیر یہ ہے کہ اس کا فعل محسوب ہے دوزخیوں کے فعلوں میں یا اس میں تقدیم وتاخیر ہے کہ جو ازار ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور یہ سب استبعاد ہے اس شخص سے جو اس کا قائل ہے واسطے واقع ہونے ازار کے حقیقۃً آگ میں یعنی جو شخص کہتا ہے کہ مراد ازار سے پہننے والے کا بدن ہے تو اس نے اسی حدیث کے یہ معنی اس واسطے کیے ہیں کہ وہ بعید جانتا ہے کہ تہ خود تہ بند حقیقۃً آگ میں پڑے یعنی کپڑے کا کیا گناہ ہے کہ اس کو آگ میں ڈالا جائے لیکن روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھا میں نے اپنا تہہ بند نیچے چھوڑا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر کے بیٹے! جو کپڑا زمین کو لگے وہ آگ میں ہے بنا بر اس کے پس نہیں مانع ہے کوئی چیز اس سے کہ حدیث کو ظاہر پر حمل کیا جائے یعنی مراد یہ ہے کہ حقیقۃً وہ کپڑا آگ میں پڑے گا یا ہو وعید میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے معصیت واسطے اشارت کے اس کی طرف کہ جو چیز گناہ کرے وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے طبرانی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے کہ مسلمان کی ازار آدھی پنڈلی تک ہے اور نہیں ہے اس پر حرج اس چیز میں کہ اس کے اور دونوں ٹخنوں کے درمیان ہے اور جو اس سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور یہ اطلاق محمول ہے اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہے قید تکبر کی سے کہ وعید اس میں بالاتفاق وارد ہوئی ہے اور بہر حال مجرد چھوڑنا سو اس کی بحث اگلے باب میں آئے گی اور مستثنیٰ ہے اس سے جو چھوڑے واسطے ضرورت کے مثل اس کی جس کے ٹخنوں میں مثلاً زخم ہو اور اس کو مکھیاں وغیرہ ایذا دیتی ہوں اگر اس کو نہ ڈھانکے جس جگہ اور کپڑا نہ پائے اور نیز مستثنیٰ ہے اس وعید سے عورتیں، کما سیاتی البحث فیه ان شاء الله تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ.

جو کھینچے کپڑا اپنا تکبر سے یعنی بسبب تکبر کے۔

٥٣٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۵۳۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں نظر کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف جو اپنا تہہ بند دراز کر کے زمین پر گھسیٹے

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا. تکبر اور سرکشی سے۔

فائدہ: اور اصل بطر کا سرکشی ہے نزدیک نعمت کے اور استعمال کیا گیا ہے ساتھ معنی تکبر کے اور یہ جو فرمایا کہ نہ نظر کرے یعنی نہ رحم کرے گا اوپر اس کے سو نظر جب ہو مضاف طرف اللہ کی تو ہوتا ہے مجازا اور جب ہو مضاف طرف مخلوق کی تو ہوتا ہے کنایہ اور احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ نہ نظر کرے گا طرف اس کی اللہ نظر رحمت کی اور کہا کرمانی نے کہ حقیقت نظر کی آنکھ کی پتلی کا پھیرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے پس وہ ساتھ احسان کے مجاز ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے بیچ حق اس کے کنایہ اور یہ جو کہا کہ قیامت کے دن تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہی ہے محل رحمت مستمرہ کا برخلاف رحمت دنیا کے اس واسطے کہ وہ کبھی بند ہو جاتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے نئی حوادث سے اور یہ جو کہا کہ من جر یعنی جو چھوڑے تو یہ شامل ہے مردوں کو اور عورتوں کو وعید مذکور میں اس قول مخصوص پر اور البتہ سمجھا اس کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جیسا روایت کی ہے نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متصل ساتھ حدیث کے جو مذکور ہے باب اول میں سو کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ کیا کریں عورتیں اپنے دامن سے یعنی اگر دامن کو ٹخنوں سے نیچے نہ چھوڑیں تو لازم آتا ہے کھلنا ستر کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لٹکائیں اور چھوڑیں ایک بالشت یعنی ٹخنوں سے نیچے یا آدھی پنڈلی سے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت کھل جائیں گے قدم ان کے یعنی اگر ٹخنے سے نیچے بالشت بھر ازار زیادہ چھوڑیں تو بھی احتمال ہے ان کی پنڈلیوں کے کھل جانے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑیں ہاتھ بھر اس سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی ٹخنے سے نیچے ہاتھ بھر چھوڑنے سے عورت کا قدم نہیں کھلے گا پس اس سے زیادہ چھوڑنا منع میں داخل ہے اور اس قسم میں اعتراض آتا ہے اس پر جو کہتا ہے کہ جو حدیثیں کہ دلالت کرتی ہیں اس پر کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا چھوڑنا مطلق منع ہے وہ مقید ہیں ساتھ دوسری حدیثوں کے جو تصریح کرتی ہیں ساتھ اس کے کہ یہ حکم اس کے ساتھ خاص ہے جو تکبر سے چھوڑے اور وجہ مؤاخذہ کی یہ ہے کہ اگر اس طرح ہوتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو عورتوں کے دامن لٹکانے کا حکم استفسار کیا تو اس کے کوئی معنی نہ ہوتے بلکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ ٹخنوں کے نیچے کپڑا چھوڑنا مطلق منع ہے برابر ہے کہ تکبر سے ہو یا بغیر اس کے سو پوچھا حکم عورتوں کا بیچ اس کے واسطے محتاج ہونے ان کے کی طرف دراز کرنے کپڑے کے بسبب ڈھانکنے ستر کے اس واسطے کہ عورت کا تمام قدم ستر ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا واسطے ان کے کہ عورتوں کا حکم خارج ہے مردوں کے حکم سے ان معنی میں فقط اور نقل کیا ہے عیاض نے اجماع اس پر کہ منع مردوں کے حق میں ہے سوائے عورتوں کے اور مراد اس کی منع ہونا اسبال کا ہے یعنی ٹخنوں سے نیچے ازار کا دراز کرنا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس پر جو انہوں نے سمجھا تھا برقرار رکھا لیکن اس کے واسطے بیان کیا یہ کہ وہ عام مخصوص ہے واسطے فرق کرنے کے جواب میں درمیان مردوں اور عورتوں کے اسبال

میں اور بیان کرنے مقدار کے کہ اس سے زیادہ ان کے حق میں منع ہے جیسا کہ بیان کیا اس کو مردوں کے حق میں اور حاصل یہ ہے کہ واسطے مردوں کے دو حال ہیں ایک حال استحباب کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ازار کو آدھی پنڈلی تک رکھے اور ایک جواز کا ہے اور وہ ٹخنوں تک ہے اور اسی طرح عورتوں کے واسطے بھی دو حال ہیں ایک حال استحباب کا ہے اور وہ چیز وہ ہے جو زیادہ کرے اس پر جو مردوں کے حق میں جائز ہے بقدر بالشت کے اور ایک حال جواز کا ہے اور وہ زیادہ کرنا ہے بقدر ہاتھ کے اور استنباط کیا جاتا ہے حدیثوں کے سیاق سے کہ تقیید ساتھ دراز کرنے ازار کے یہاں تک کہ زمین پر گھسیٹی جائے خارج ہوئی ہے واسطے غالب کے اور یہ کہ تکبر اور اترانا اور اکڑ کر چلنا مذموم ہے اگرچہ واسطے اس کے ہو جو کپڑے کو اٹھا کر چلے اور زمین پر نہ گھسیٹے اور جو جمع ہوتا ہے دلیلوں سے یہ ہے کہ جو قصد کرے ساتھ لباس خوب کے اظہار کرنا نعمت اللہ کی کا جو اوپر اس کے ہے واسطے شکر کرنے اس کے کی نہ حقیر جاننے والا اس کو جو اس کی مثل نہ ہو تو نہیں ضرر کرتا ہے اس کو جو پہنے مباحات سے اگرچہ نہایت نفیس کپڑا ہو اس واسطے کہ صحیح مسلم میں ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر اور غرور ہو تو ایک مرد نے کہا کہ ہر مرد چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ جمیل ہے یعنی نیک صفت ہے جمال اور ستھرائی کو دوست رکھتا ہے یعنی اچھی پوشاک اللہ کو پسند ہے بلکہ تکبر اور غرور تو حق کو باطل کرنا ہے اور لوگوں کو ذلیل اور حقیر جاننا ہے یعنی اور اگر فخر اور بڑائی کے واسطے پہنے کہ اس کو اور لوگوں پر بڑائی حاصل ہو تو یہ جائز نہیں اور اسی پر محمول ہے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی۔ (فتح)

٥٣٤٣ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

٥٣٤٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد اپنے بالوں کو کنگھی کیے ہوئے عمدہ پوشاک پہنے اپنے بدن کی سجاوٹ دیکھ دیکھ کر پھولتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اچانک اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا سو وہ قیامت تک زمین کے اندر ٹکریں کھاتا دھنستا ہوا چلا جاتا ہے۔

فائدہ: اور مراد اگلی امتوں سے ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے قارون ہے کہ وہ جوڑا پہن کر نکلا تھا اکڑتا ہوا غرور کرتا ہوا سو اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا سو وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جاتا ہے یعنی ہر چند ستھری پوشاک پہننا بالوں میں کنگھی کرنا درست ہے بلکہ سنت ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کو اپنی آرائش سے غرور آئے اور اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا جانے تو وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوتا ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں

اسی واسطے اکثر اہل تقویٰ نے عمدہ لباس نہیں پہنا اور اپنی اولاد کو بھی یہ عادت نہ ڈالنے دی کیونکہ وہ زمانہ نہیں کہ آدمی عمدہ پوشاک پہنے اور بالوں میں کنگھی کرے پھر اپنی بغلیں نہ جھانکے کہا قرطبی نے کہ عجب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ملاحظہ کرے ساتھ آنکہ کمال کے باوجود بھول جانے اللہ کی نعمت کے اور اگر باوجود اس کے دوسرے کو حقیر جانے وہ تکبر مذموم ہے۔ (فتح)

٥٣٤٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَّلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَابَعَهُ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۵۳۴۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد اپنی تہ بند کو زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا کہ وہ زمین میں دھنسایا گیا سو وہ قیامت تک زمین میں ٹکریں کھاتا دھنستا ہوا چلا جائے گا۔ متابعت کی ہے اس کی یونس نے زہری سے اور نہیں مرفوع کیا اس کو شعیب نے زہری سے۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَمِّهِ جَرِيْرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٥٣٤٥ ـ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ لَقِيْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلٰى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِي فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيْلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقُلْتُ

۵۳۴۵۔ حضرت شعبہ سے روایت ہے کہ میں محارب سے ملا گھوڑے پر اور حالانکہ وہ اپنے حکم کرنے کی جگہ میں آتا تھا سو میں نے اس کو اس حدیث سے پوچھا سو اس نے مجھ سے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹ کر چلے تکبر اور غرور سے اللہ قیامت کو اس کی طرف نظر نہ کرے گا سو میں نے محارب سے کہا کہ کیا ذکر کیا ہے اس نے یہ لفظ ازار کا یعنی جو گھسیٹے ازار اپنی الخ اس نے کہا کہ نہیں خاص کیا

لِمُحَارِبٍ أَذَكَرَ إِزَارَهُ قَالَ مَا خَصَّ إِزَارًا وَّلَا قَمِيصًا تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوْسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ.

ازار کو اور نہ قمیص کو یعنی بلکہ اس نے مطلق کپڑے کا ذکر کیا ہے جو ازار اور کرتے وغیرہ ہر قسم کے کپڑے کو شامل ہے متابعت کی ہے اس کی جبلہ اور زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا لیث نے نافع سے مثل اس کی اور متابعت کی ہے نافع کی موسیٰ بن عقبہ نے اور عمر اور قدامہ نے سالم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو گھسیٹے کپڑا اپنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کیا اس نے ازارہ کا ذکر کیا ہے تو سبب شعبہ کے سوال کا ازار سے یہ تھا کہ اکثر طریقوں میں ازار کا لفظ آیا ہے اور محارب کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ تعبیر ساتھ کپڑے کے شامل ہے ازار وغیرہ کو اور البتہ آئی ہے تصریح ساتھ اس کے بعض روایتوں میں سو اصحاب سنن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دراز کرنا ازار اور کرتے اور پگڑی میں ہے جو گھسیٹے اس میں سے کسی چیز کو از راہِ تکبر اور غرور کے اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار میں فرمایا وہی حکم قمیص کا ہے اور کہا طبری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی حدیث ساتھ لفظ ازار کے اس واسطے کہ اکثر لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تہ بند اور چادر پہنتے تھے سو جب لوگوں نے کرتے اور زرہیں پہنیں تو ہوا حکم اس کا حکم ازار کا کہا ابن بطال نے کہ یہ قیاس صحیح ہے اگر نہ آتی اس میں نص ساتھ ثواب کے کہ وہ سب کپڑوں کو شامل ہے اور عمامہ کو جو ذکر کیا تو اس میں نظر ہے مگر یہ کہ ہو مراد وہ چیز کہ جاری ہوتی ہے ساتھ اس کے عادت عرب کی دراز کرنے عزمات کے سے سو جو زیادہ عادت پر بیچ اس کے ہوگا اسبال سے اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ گویا میں اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھتا ہوں منبر پر اور حالانکہ آپ کے سر پر عمامہ ہے البتہ دراز کیا ہوا ہے اس کے طرف کو اپنے مونڈھوں کے درمیان اور کیا داخل ہے زجر میں دراز کرنے کپڑے کے سے دراز کرنا کرتے کی آستینوں کا اور مانند اس کی محل نظر کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو دراز کرے اس کو یہاں تک کہ نکلے عادت سے جیسا کہ کرتے ہیں اس کو بعض لوگ حجاز کے تو داخل ہوگا بیچ اس کے کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں جو لگے زمین کو اس سے کہ از راہ تکبر کے نہیں شک ہے اس کے حرام ہونے میں اور اگر کہا جائے کہ جو عادت سے زیادہ ہو وہ حرام ہے تو نہیں ہے بعید لیکن پیدا ہوئی ہے واسطے لوگوں کے اصطلاح ساتھ دراز کرنے اس کے کی اور ہوگئی ہے واسطے ہر قسم لوگوں کے شعار اور نشانی کہ پہچانے جاتے ہیں ساتھ اس کے اور جو زیادہ ہو اس سے از راہ تکبر کے تو نہیں شک ہے اس کے حرام ہونے

میں اور جو ہو بطریق عادت کے تو نہیں ہے وہ حرام جب تک کہ نہ پہنچے طرف درازی ممنوع کے اور نقل کیا ہے عیاض نے علماء سے مکروہ ہونا ہر چیز کا کہ زیادہ ہو عادت پر اور معتاد پر لباس میں طول اور وسعت سے اور اس کی بحث قریب آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور ان حدیثوں میں ہے کہ دراز کرنا ازار کا از راہِ تکبر کے گناہ کبیرہ ہے اور بہر حال دراز کرنا بغیر تکبر کے تو ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی حرام ہے لیکن استدلال کیا گیا ہے ساتھ تقیید کے جو ان حدیثوں میں ہے ساتھ تکبر کے اس پر کہ اطلاق زجر کا جو وارد ہے بیچ ذم دراز کرنے کے محمول ہے مقید پر اس جگہ سو نہیں حرام ہے گھسیٹنا اور دراز کرنا جب کہ سالم ہو تکبر سے کہا ابن عبدالبر نے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ گھسیٹنا واسطے غیر تکبر کے نہیں داخل ہے وعید میں لیکن گھسیٹنا کرتے وغیرہ کپڑوں کا مذموم ہے ہر حال میں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دراز کرنا ازار کا ٹخنوں سے نیچے واسطے تکبر کے ہے اور اگر واسطے غیر تکبر کے ہو تو وہ مکروہ ہے اور اسی طرح نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ فرق کرنے کے درمیان گھسیٹنے کے واسطے تکبر کے اور واسطے غیر تکبر کے کہا اور مستحب ہے کہ ہو ازار آدھی پنڈلی تک اور جائز ہے بلا کراہت وہ چیز جو اس کے نیچے ہو ٹخنوں تک اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ منع ہے از قسم حرام ہونے کے اگر ہو واسطے تکبر کے نہیں تو کراہت تنزیہ ہے اس واسطے کہ حدیثیں جو وارد ہیں اجر میں اسبال سے مطلق ہیں پس واجب ہے مقید کرنا ان کا ساتھ درازی کے جو تکبر کے واسطے ہو اور نص شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ نہیں جائز ہے دراز کرنا کپڑے کا نماز میں اور نہ اس کے غیر میں از راہِ تکبر کے اور واسطے غیر تکبر کے خفیف ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اور یہ جو کہا کہ خفیف ہے تو یہ نہیں ہے صریح بیچ نفی تحریم کے بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ یہ بہ نسبت دراز کرنے کے ہے واسطے تکبر کے اور بہر حال واسطے غیر تکبر کے سو مختلف ہے اس میں حال سو اگر ہو کپڑا بقدر پہننے والے اس کے لیکن وہ اس کو دراز کرتا ہے تو نہیں ظاہر ہوتا ہے اس میں حرام ہونا خاص کر جب کہ بغیر قصد کے ہو جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور اگر کپڑا پہننے والے سے زائد ہو تو کبھی تو یہ اسراف کے رو سے منع ہوتا ہے پس نوبت پہنچتی ہے طرف تحریم کے اور کبھی ہوتا ہے یہ منع عورتوں کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے اور کبھی ہوتا ہے منع اس جہت سے کہ اس کا پہننے والا نہیں نڈر ہوتا ہے تعلق نجاست کے سے ساتھ اس کے اور کبھی ہوتا ہے منع اور جہت سے اور وہ ہونا اس کا جگہ گمان تکبر کی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ دراز کرنا کپڑے کا مستلزم ہے کپڑے کے گھسیٹنے کو اور گھسیٹنا کپڑے کا مستلزم ہے تکبر کو اگرچہ نہ قصد کرے اس کو پہننے والا اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْإِزَارِ الْمُهَدَّبِ. باب ہے بیچ بیان ازار پھندنے والے کے۔

فائدہ: یعنی جس کے واسطے پھندنے ہوں اور وہ کنارے ہیں تانی کے بغیر بانے کے اکثر اوقات قصد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تجمل اور آرائش کا اور کبھی بٹے جاتے ہیں واسطے نگاہ رکھنے کے ٹوٹ جانے سے اور کہا داؤد نے کہ ہدب وہ دھاگے ہیں جو باقی رہتے ہیں بغیر بننے کے چادروں کے کناروں میں۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أَسِيْدٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُمْ لَبِسُوْا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً.

اور ذکر کیا جاتا ہے زہری اور ابو بکر بن محمد اور حمزہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے پھندنے والے کپڑے پہنے۔

٥٣٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَآئَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسَةٌ وَّعِنْدَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِّنْ جِلْبَابِهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ خَالِدٌ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَنْهٰى هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ فَصَارَ سُنَّةً بَعْدُ.

٥٣٤٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور حالانکہ میں بیٹھی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت! بے شک میں رفاعہ کے نکاح میں تھی سو اس نے مجھ کو طلاق دی سو تین طلاقیں دیں سو اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا اور بے شک شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ساتھ اس کے یا حضرت! مگر جیسے کپڑے کا پھندنا اور اس نے اپنی چادر کا پھندنا پکڑا یعنی نامرد ہے سو خالد بن سعید نے اس کی بات سنی اور وہ دروازے میں تھے ان کو اجازت نہ دی گئی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو خالد نے کہا اے ابو بکر! کیا تم اس عورت کو منع نہیں کرتے اس سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برملا کہتی ہے قسم ہے اللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرانے پر کچھ زیادہ نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں ہے یہاں تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے سو ہو گیا واقع سنت اس کے بعد یعنی جب تک دوسرا خاوند اس سے صحبت نہ کرے تب تک اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر مثل پھندنے کی اور مراد ساتھ ہدبہ کے خصلت ہے ہدب سے اور واقع ہوئی ہے اس باب میں حدیث مرفوع روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ابو جری کی حدیث سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ

آپ نے چادر سے احتبا کیا ہوا تھا اور اس کے پھند نے آپ کے قدموں پر پڑے ہوئے تھے۔ (فتح)

بَابُ الْأَرْدِيَةِ.

باب ہے چادروں کے بیان میں۔

فائدہ: رداس کپڑے کو کہتے ہیں جو مونڈھوں پر رکھا جاتا ہے جس طور سے ہو۔

وَقَالَ أَنَسٌ جَبَذَ أَعْرَابِيٌّ رِدَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کھینچی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٣٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوْا لَهُمْ.

٥٣٤٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور پہنی پھر چلے پیادہ اور میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ اس گھر میں آئے جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مانگی سو انہوں نے آپ کو اجازت دی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو فرض الخمس میں گزر چکی ہے حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ انہوں نے اجازت مانگی سو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی دو اونٹنیوں کا پیٹ چیر ڈالا اور قول اس کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی سو یہ عطف ہے اس چیز پر جو حدیث کے ابتدا میں مذکور ہے قول علی رضی اللہ عنہ کے سے کہ میرے پاس ایک اونٹنی تھی جو جنگ بدر کے دن مجھ کو غنیمت سے حصے میں آئی تھی، الحدیث۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْقَمِيْصِ.

باب ہے بیچ بیان پہننے کرتے اور پیراہن کے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ يُوْسُفَ ﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَأَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِيْ يَأْتِ بَصِيْرًا﴾.

اور کہا اللہ نے بطور حکایت کے قول یوسف علیہ السلام کے سے کہ میرے اس کرتے کو لے جاؤ سو اس کو میرے باپ کے منہ پر ڈال دو کہ آئے بینا ہو کر۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ پہننا کرتے کا نئی بات نہیں ہے اگرچہ مروج عرب میں پہننا تہہ بند اور چادر کا ہے۔

٥٣٤٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

٥٣٤٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! حج کا احرام باندھنے والا کیا کپڑا پہنے؟

عَنهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَّا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا هُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پہنے محرم کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے مگر جب چپل جوتی نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے جو ٹخنوں سے نیچے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ نہ پہنے محرم کرتہ اور اس میں دلالت ہے اوپر وجود کرتوں کے اس وقت۔ (فتح)

٥٣٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ فَاللهُ أَعْلَمُ.

٥٣٤٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عبداللہ بن اُبی منافق کے پاس تشریف لائے اس کے بعد کہ اپنی قبر میں داخل کیا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے نکالنے کا سو نکالا گیا اور حضرت ﷺ کے گھٹنوں پر رکھا گیا اور حضرت ﷺ نے اس پر اپنی لب ڈالی اور اس کو اپنا کرتہ پہنایا، واللہ اعلم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ برأت میں گزر چکی ہے اور یہ قول اخیر کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ پہنایا منجملہ حدیث کے ہے کہا ہے اس کو جابر رضی اللہ عنہ نے۔ (فتح)

٥٣٥٠ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَعْطِنِي قَمِيْصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيْصَهُ وَقَالَ إِذَا فَرَغْتَ مِنْهُ فَآذِنَّا فَلَمَّا فَرَغَ آذَنَهُ بِهِ فَجَآءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ

٥٣٥٠۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی مر گیا تو اس کا بیٹا حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو اپنا کرتہ دیجیے کہ میں اس کو اس میں کفناؤں اس پر نماز پڑھیے اور اس کے واسطے بخشش مانگیے سو حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور فرمایا کہ جب تو کفنانے سے فارغ ہو تو ہم کو خبر دینا سو جب وہ فارغ ہوا تو آپ کو خبر دی سو حضرت ﷺ تشریف لائے تا کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ

فَجَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

کر کھینچا اور کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو منافقوں کے جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا؟ سو کہا کہ منافقوں کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے گا تو بھی اللہ ان کو کبھی نہ بخشے گا، آخر آیت تک سو یہ آیت اتری کہ نماز نہ پڑھ کسی پر ان میں سے کہ مر جائے کبھی سو حضرت ﷺ نے ان پر نماز پڑھنا ترک کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وارد ہوا ہے ذکر کرتے کا کئی حدیثوں میں ایک حدیث ان میں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جب حضرت ﷺ کرتہ پہنتے تھے تو اول دائیں طرف سے شروع کرتے تھے اور ایک حدیث ان میں سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے کرتے کی آستین پہنچے تک تھی اور ایک حدیث معاویہ بن قرہ کی ہے اپنے باپ سے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا مزینہ کی ایک جماعت میں سو ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور آپ کا کرتہ البتہ بغیر تکمے کے تھا سو میں نے آپ سے بیعت کی پھر میں نے اپنا ہاتھ حضرت ﷺ کے کرتے کی جیب میں داخل کیا سو میں نے مہر نبوت کو ہاتھ لگایا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے کرتہ یا عمامہ پھر فرماتے الٰہی! تیرا شکر ہے، الحدیث اور یہ سب حدیثیں سنن میں ہیں اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ کفنائے گئے حضرت ﷺ پانچ کپڑوں میں نہ ان میں کرتہ تھا نہ عمامہ یہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کو ریشمی کرتے کی اجازت دی خارش کے سبب سے کہ اس کو تھی۔ (فتح)

بَابُ جَيْبِ الْقَمِيْصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهٖ.

باب ہے بیچ بیان گریبان کرتے کے نزدیک سینے وغیرہ کے۔

فائدہ: جیب وہ چیز ہے جو کاٹی جاتی ہے کپڑے سے کہ نکلے اس سے سر اور ہاتھ وغیرہ۔

فائدہ: اور اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے سو کہا کہ جو جیب کہ گردن کا احاطہ کرتی ہے جیب کے کپڑے کی یعنی ٹھہرایا گیا ہے اس میں سوراخ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس پر کہ جیب وہ چیز ہے کہ بنائی جاتی ہے سینے میں تا کہ اس میں کوئی چیز رکھی جائے لیکن نہیں ہے وہ مراد اس جگہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جس جیب کی طرف حدیث میں اشارہ ہے وہ پہلے معنی ہیں یعنی جو گردن کو گھیرے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید مراد اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے حدیث میں قول راوی کے سے **ويقول باصبعه هكذا في جيبه** اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کرتہ پہنتے تھے اور اس کے طوق میں کشادگی تھی سینے تک اور نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ اس کو دوسرے معنی پر حمل کیا جائے بلکہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے اس پر کہ سلف کے کپڑوں میں گریبان سینے

کے نزدیک تھا۔ (فتح)

۵۳۵۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تَغْشٰى أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِإِصْبَعِهِ هٰكَذَا فِيْ جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ جُبَّتَانِ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ حَيَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ جُبَّتَانِ.

۵۳۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہاوت جیسے دو مردوں کی کہاوت ہیں جن پر دو کرتے یا دو زرہیں ہوں لوہے کی بے اختیار کیے گئے ہیں ان کے دونوں ہاتھ طرف سینے اور گردن ان کی کے یعنی ادھر ادھر نہیں ہو سکتے سو جب خیرات کرنے والا خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر زرہ کشادہ ہو کر لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کو ڈھانک لیتی ہے اور اس کے قدموں پر گھسٹتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے قدموں کے نشان مٹا دیتی ہے اور جب بخیل خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ سمٹ جاتی ہے اور حلقہ اپنی جگہ کو پکڑ لیتا ہے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اشارہ کرتے تھے اپنی انگلی سے اس طرح اپنی جیب میں سو اگر تو اس کو دیکھے کہ وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہیں ہوتی تو البتہ تعجب کرے اس سے متابعت کی ہے اس کی ابن طاؤس نے اپنے باپ سے اور ابو زناد نے اعرج سے جبوں میں یعنی اس نے بھی دو جبوں کا لفظ روایت کیا ہے اور کہا جعفر نے اعرج سے جبّتان اور کہا حنظلہ نے سنا میں نے طاؤس سے کہا سنا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جبّتان۔

فائدہ: اور جگہ دلالت کی اس حدیث سے یہ ہے کہ بخیل جب اپنے ہاتھ نکالنے کا ارادہ کرتا ہے تو رُک جاتا ہے اس جگہ میں جو جگہ اس پر تنگ ہو اور وہ پستان اور گردن ہے اور یہ سینے میں ہے سو ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کی جیب سینے میں تھی اس واسطے کہ اگر ہاتھ میں ہوتی تو نہ بے اختیار ہوتا ہاتھ اس کا طرف پستان اور گردن کے، میں کہتا ہوں اور قرہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی پھر میں نے اپنا ہاتھ حضرت ﷺ کے کرتے کی گریبان میں ڈالا سو میں نے مہر نبوت کو ہاتھ لگایا سو اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کے کرتے کی جیب آپ کے سینے میں تھی اس واسطے کہ اول حدیث میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ

کو دیکھا کہ آپ کی جیب کو تکمہ نہیں تھا اور یہ جو کہا کہ اشارہ کرتے تھے حضرت ﷺ اپنی انگلی سے اس طرح اپنی جیب میں تو یہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ.

جو سفر میں تنگ آستین والا کرتہ پہنے۔

فائدہ: باب باندھا ہے واسطے اس کے نماز میں ساتھ جبہ شامیہ کے اور جہاد میں ساتھ جبہ کے سفر میں اور شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ کا تنگ کرتے کو پہننا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے حال سفر کے تھا واسطے محتاج ہونے مسافر کے طرف اس کے اور یہ کہ معاف ہے سفر میں پہننا اس چیز کا کہ نہ عادت ہو پہننے اس کے کی وطن میں اور البتہ وارد ہوئی ہیں حدیثیں ان لوگوں سے جنہوں نے حضرت ﷺ کے وضو کو بیان کیا اور نہیں کسی حدیث میں ان میں سے کہ حضرت ﷺ کی آستین تنگ ہوتیں ہاتھ کے نکالنے سے اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن بطال نے۔ (فتح)

٥٣٥٢ ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الضُّحٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهٗ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَعَلٰى خُفَّيْهِ.

٥٣٥٢۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جائے ضرور کے واسطے چلے پھر سامنے آئے سو میں آپ کو پانی لے کر ملا حضرت ﷺ نے وضو کیا اور آپ پر شام کا جبہ تھا سو آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں آستین سے باہر نکالنے لگے سو دونوں آستین تنگ ہوئیں سو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کرتے کے نیچے سے نکالے اور ان کو دھویا اور اپنے سر اور موزوں پر مسح کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوْفِ فِي الْغَزْوِ.

جہاد میں صوف یعنی اون پشم کا کرتہ پہننا۔

٥٣٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ

٥٣٥٣۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو فرمایا کہ کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں! سو حضرت ﷺ اپنی سواری سے اترے اور چلے یہاں تک کہ مجھ سے پوشیدہ ہوئے رات کے

أَمَعَكَ مَآءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

اندھیرے میں پھر تشریف لائے سو میں نے آپ پر چھاگل سے پانی ڈالا سو آپ نے منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور حضرت ﷺ پر جبہ تھا پشم کا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ اس سے نہ نکال سکے یہاں تک کہ ان کو جبے کے نیچے کی طرف سے نکالا پھر اپنے دونوں بازو دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے اور مت اتار اس واسطے کہ میں نے پاک پہنے ہیں یعنی میں نے ان کو وضو کر کے پہنا تھا اتارنے کی کچھ حاجت نہیں، سو حضرت ﷺ نے ان پر مسح کیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مکروہ رکھا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پہننا اون کے کپڑے کا واسطے اس کے جو اس کے سوا اور کپڑا پائے اس واسطے کہ اس میں شہرت ہے ساتھ زہد کے اس واسطے کہ پوشیدہ کرنا عمل کا اولیٰ ہے اور نہیں بند ہے تواضع اس کے پہننے میں بلکہ روئی وغیرہ کے کپڑے میں اس سے کم تر قیمت میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقَبَآءِ وَفَرُّوْجِ حَرِيْرٍ وَهُوَ الْقَبَآءُ وَيُقَالُ هُوَ الَّذِيْ لَهٗ شَقٌّ مِّنْ خَلْفِهٖ.

باب ہے بیچ بیان قبا کے اور ریشمی فروج کے اور وہ قبا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ قبا وہ ہے جس کو پیچھے سے چاک ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ قبا ہے جس کو پیچھے سے چاک ہو یعنی پس وہ قبا مخصوص ہے اور کہا قرطبی نے کہ قبا اور فروج دونوں کپڑے ہیں تنگ آستین والے اور ان کو پیچھے سے وسط میں چاک ہوتا ہے پہنے جاتے ہیں سفر میں اور لڑائی میں۔ (فتح)

٥٣٥٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَّلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ قَالَ فَدَعَوْتُهٗ لَهٗ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَآءٌ مِّنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ.

۵۳۵۴۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قبائیں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ چیز نہ دی سو کہا مخرمہ نے کہ اے بیٹا! ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چل شاید کہ اس میں سے کچھ دیں سو میں اس کے ساتھ چلا سو کہا کہ اندر جا اور اور میرے لیے حضرت ﷺ کو بلاؤ سو میں نے حضرت ﷺ کو اس کے واسطے بلایا سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ پر ان میں سے ایک قبا تھی سو فرمایا کہ البتہ میں نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی سو مخرمہ نے اس کی طرف نظر کی اور کہا کہ راضی ہوا مخرمہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تحفہ بھیجی گئیں حضرت ﷺ کو ریشمی قبائیں جن میں سونے کے تکمے لگے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو اصحاب میں تقسیم کیا اور یہ جو کہا کہ مخرمہ کچھ چیز نہ دے میں نے اس تقسیم کی حالت میں واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ ایک قبا ان میں سے مخرمہ کے واسطے الگ کر رکھی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نکلے اور آپ پر ان میں سے ایک قبا تھی تو ظاہر اس کا استعمال کرنا ریشم کا ہے اور جائز ہے کہ یہ واقع نہی سے پہلے کا ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے کندھوں پر پھیلایا تا کہ مخرمہ ساری قبا کو دیکھے اور اس کے پہننے کا قصد نہ کیا ہو میں کہتا ہوں اور نہیں متعین ہے ان کا کندھوں پر بلکہ کافی ہے یہ کہ جو پھیلائی گئی اپنے دونوں ہاتھوں پر سو ہوگا قول اس کا علیہ اطلاق کل کا بعض پر اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ قبا تھی اور حالانکہ حضرت ﷺ مخرمہ کو اس کی خوبیاں دکھلاتے تھے کہا ابن بطال نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے الفت دلانا بڑی عمر والوں کا اور جوان کے معنی میں ہو ساتھ عطاء کے اور کلام نیک کے اور اس میں اکتفا ہے ہبہ میں ساتھ قبض کے اور پہلے گزر چکا ہے استدلال ساتھ اس کے اوپر جواز شہادت اندھے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مخرمہ کی آواز پہچانی اور اعتماد کیا اوپر معرفت اس کی کے ساتھ اس کے اور باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ قبا تھی جس کو اس کے واسطے چھپا رکھا تھا۔ (فتح)

٥٣٥٥ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ فَرُّوْجٌ حَرِيْرٌ.

٥٣٥٥۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو ریشمی قبا ہدیہ بھیجی سو حضرت ﷺ نے اس کو پہنا پھر اس میں نماز پڑھی پھر نماز سے پھرے سو اتار ڈالا اس کو اتارنا سخت یعنی ساتھ قوت اور جلدی کے جیسے اس کو برا جاننے والے تھے پھر فرمایا کہ اس کا پہننا لائق نہیں پرہیز گاروں کو متابعت کی ہے اس کی عبداللہ بن یوسف نے لیث سے اور کہا اس کے غیر نے فروج حریر بغیر اضافت کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اتار ڈالا اس کو اتارنا سخت یعنی ساتھ جلدی کے برخلاف عادت اپنی کے نرمی اور آہستگی میں اور یہ اس چیز میں سے ہے جو تاکید کرتی ہے کہ تحریم اس وقت واقع ہوئی اور یہ جو کہا کہ اس کا پہننا لائق نہیں الخ تو احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف پہننے کی اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ریشم کے پس شامل ہوگا غیر لبس کو یعنی پہننے کے سوا ہر قسم استعمال کو شامل ہوگا مانند بچھونے وغیرہ کے کہا ابن بطال نے ممکن ہے کہ اتارا ہو اس کو واسطے ہونے اس کے ریشم

محض اور احتمال ہے کہ اتارا ہو اس کو اس واسطے کہ وہ عجمیوں کے لباس کی جنس سے ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع کہ جو مشابہ ہو ساتھ کسی قوم کے تو وہ انہیں میں سے ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند حسن کے اور یہ تردد مبنی ہے اوپر تفسیر مراد کے ساتھ متقین کے یعنی پرہیز گاروں سے کیا مراد ہے سو اگر ہو مراد ساتھ ان کے مسلمان مطلق تو حمل کیا جائے گا پہلے احتمال پر اور اگر ہو مراد ساتھ اس کے تو حمل کیا جائے گا اوپر معنی ثانی کے، واللہ اعلم۔ اور کہا شیخ ابن ابی جمرہ نے اسم تقویٰ کا عام ہے سب مسلمانوں کو لیکن لوگ اس میں کئی درجوں پر ہیں سو جو اسلام میں داخل ہوا اس نے تقویٰ کیا یعنی اور فی نفسہ خلود سے آگ میں اور یہ مقام عموم کا ہے اور بہر حال مقام خصوص کا سو وہ مقام احسان کا ہے اور ترجیح دی ہے عیاض نے کہ منع ہونا اس کا بسبب ریشم ہونے اس کے کی ہے اور استدلال کیا ہے اس نے واسطے اس کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو روایت کی ہے مسلم نے باب میں عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور البتہ پہلے گزرا اس کا ذکر نماز کے بیان میں اور میں نے وہاں بیان کیا کہ یہ قصہ تھا ابتدا حرام ہونے ریشم کے کا اور کہا قرطبی نے کہ مراد ساتھ متقین کے ایماندار لوگ ہیں اس واسطے کہ وہی ہیں جو اللہ سے خوف کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں اللہ سے ساتھ ایمان اپنے کے اور بندگی کرنے ان کے واسطے اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے ریشم کے مردوں پر بغیر عورتوں کے اس واسطے کہ نہیں شامل ہے ان کو لفظ راجح پر اور داخل ہونا ان کا مردوں میں بطریق تغلیب کے مجاز ہے منع کرتا ہے اس سے وارد ہونا دلیلوں کا جو صریح ہیں اس میں کہ ریشم عورتوں کے واسطے مباح ہے اور آئے گا باب مفرد میں انشاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکوں پر ریشمی کپڑے کا پہننا حرام نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں وصف کیے جاتے ساتھ تقویٰ کے اور البتہ جائز رکھا ہے جمہور نے پہننا ریشمی کپڑے کا واسطے لڑکوں کے عید وغیرہ میں اور بہر حال عید کے سوائے اور دنوں میں سو اسی طرح جائز ہے اصح قول میں نزدیک شافعیہ کے اور عکس اس کا نزدیک حنابلہ کے اور تیسری وجہ میں ہے کہ منع ہے بعد تمیز کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں مکروہ ہے پہننا تنگ کپڑوں کا اور چاک والے کا واسطے اس کے جس کو عادت ہو یا حاجت۔ (فتح) اور فروج اس قبا کو کہتے ہیں جس کا پیچھے سے دامن چاک ہو سواری کے واسطے خوب ہوتا ہے۔

بَابُ الْبَرَانِسِ. باب ہے بیچ بیان کن ٹوپ کے۔

فائدہ: برانس جمع ہے برنس کی اور برنس کہتے ہیں دراز ٹوپی کو جس کو عورتیں پہنتی تھیں یا ہر کپڑا کہ اس کا سر اس میں سے ہو۔

وَقَالَ لِیْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِیْ قَالَ رَأَیْتُ عَلٰی أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ

اور کہا مجھ سے مسدد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے معتمر نے کہا سنا میں نے اپنے باپ سے کہا کہ دیکھا میں نے

مِنْ خَزٍّ. انس رضی اللہ عنہ پر کن ٹوپ زرد خز سے۔

فائدہ: خز موٹے دیبا کو کہتے ہیں اور اصل اس کی پشم خرگوش کی ہے اور البتہ مکروہ رکھا ہے بعض سلف نے پہننا کن ٹوپ کا اس واسطے کہ وہ درویشوں کا لباس ہے اور سوال کیے گئے مالک رحمہ اللہ اس سے سو کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے کہا گیا کہ وہ نصاریٰ کا لباس ہے کہا کہ اس جگہ پہنتے تھے اور کہا عبداللہ بن ابی بکر نے کہ نہ تھا کوئی قاری مگر کہ اس کے واسطے کن ٹوپ تھا اور روایت کی ہے طبری سے ابوقرصافہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ٹوپی پہنائی اور شاید جس نے مکروہ جانا ہے لیا ہے اس نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی عموم کو جو مرفوع ہے کہ بچو تم درویشوں کے لباس سے اس واسطے کہ جو ان کے ساتھ مشابہت کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (فتح)

٥٣٥٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَآئِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا الْوَرْسُ.

٥٣٥٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! حج کا احرام باندھنے والا کیا کپڑا پہنے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے لیکن اگر کوئی جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے موزے یعنی اس کو موزوں کا پہننا جائز ہے اور چاہیے کہ ان کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ ڈالے اور نہ پہنو وہ کپڑا جس کو زعفران یا ورس لگی ہو۔

بَابُ السَّرَاوِيْلِ.

باب ہے پاجامے کے بیان میں۔

٥٣٥٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

٥٣٥٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تہہ بند نہ پائے تو چاہیے کہ پاجامہ پہنے اور جو جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے یعنی احرام کی حالت میں ضرورت کے وقت پاجامے اور موزوں کا پہننا جائز ہے۔

٥٣٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَأْمُرُنَا أَنْ

٥٣٥٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد اٹھا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! ہم کو کیا حکم ہے ہم احرام کی حالت میں کیا پہنیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو

تَلْبَسَ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَالسَّرَاوِيلَ وَالْعَمَآئِمَ وَالْبَرَانِسَ وَالْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ.

کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ پگڑی اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے لیکن اگر کسی مرد کے پاس جوتے نہ ہوں تو چاہیے کہ موزے پہنے ٹخنوں سے نیچے یعنی ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر لے اور نہ پہنو وہ کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور البتہ روایت کی ہے بزار نے حدیث دعا کی واسطے پاجامہ پہننے والوں کے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور صحیح ہوا ہے کہ خریدا حضرت ﷺ نے پاجامہ بزاز سے اور روایت کی ہے طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں ایک دن حضرت ﷺ کے ساتھ بازار میں داخل ہوا سو حضرت ﷺ ایک بزاز کے پاس بیٹھے اور اس سے چار درہم سے پاجامہ خریدا اور اس میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ پاجامہ پہنتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں سفر میں اور حضر میں اور رات میں اور دن میں کہ بے شک مجھ کو حکم ہوا ہے پردہ کرنے کا کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے ہدی میں کہ حضرت ﷺ نے پاجامہ پہنا اور تھے پہنتے اس کو حضرت ﷺ کے زمانے میں اور حضرت ﷺ کے حکم سے، میں کہتا ہوں اور لی جاتی ہیں دلیلیں ان سب کی اس چیز سے کہ میں نے ذکر کی۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْعَمَآئِمِ. باب ہے بیچ پگڑیوں کے۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو مذکور ہوئی اور وجہ سے اور گزر چکی ہے حج میں اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی ہے نزدیک اس کے کوئی چیز عمامہ میں اس کی شرط پر اور البتہ وارد ہوئی اس میں حدیث ابو ملیح کی مرفوعا کہ پگڑی باندھا کرو تمہارا حلم زیادہ ہوگا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور ایک روایت میں ہے کہ جیسے میں حضرت ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اس کا شملہ اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑا تھا روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان پگڑیوں کا فرق ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے رکانہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب پگڑی باندھتے تو اس کا شملہ دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑتے اور اس میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سالم اور قاسم اس کو کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا مگر عامر کو۔ (فتح)

٥٣٥٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

٥٣٥٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا کرتہ اور نہ عمامہ اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ جس کپڑے میں زعفران

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ وَّلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

اور ورس لگی ہو اور نہ موزے مگر جو جوتے نہ پائے سو اگر جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ کاٹ ڈالے موزوں کو ٹخنوں سے نیچے۔

بَابُ التَّقَنُّعِ.

باب ہے بیچ بیان تقنع کے۔

فائدہ: تقنع کے معنی ڈھانکنا سر کا اور اکثر منہ کا چادر سے ہو یا کسی اور کپڑے سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَآءُ وَقَالَ أَنَسٌ عَصَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور حالانکہ آپ کے سر پر سر بند تھا میلا یا سیاہ اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر چادر کا کنارہ باندھا۔

فائدہ: یہ دونوں ٹکڑے ہیں دو حدیثوں کے کہ بخاری میں دوسری جگہ میں مسند ہیں۔

٥٣٦٠ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هَاجَرَ نَاسٌ إِلَى الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُّهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَوَ تَرْجُوْهُ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهٖ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِنَا فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَقَالَ قَائِلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ

٥٣٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض مسلمانوں نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی اور سامان کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حال میں کہ ہجرت کرنے والے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا جلدی نہ کر اس واسطے کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہو تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ بھی اس کے اُمیدوار ہیں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روکا آپ کے ساتھ کو اور کھلائے دو سواریوں کو کہ ان کے پاس تھیں پتے کیکر کے یا درخت طلح چار مہینے کہا عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس حالت میں کہ ہم اپنے گھر میں بیٹھے تھے سخت گرمی میں یعنی دوپہر کو کہ کسی کہنے والے نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آتے سر کو

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَّمْ يَكُنْ يَّأْتِيْنَا فِيْهَا قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فِدًا لَكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ جَآءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ حِيْنَ دَخَلَ لِأَبِيْ بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ قَالَ فَالصُّحْبَةُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَضَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَأَتْ بِهِ الْجِرَابَ وَلِذٰلِكَ كَانَتْ تُسَمّٰى ذَاتَ النِّطَاقِ ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ ثَوْرٌ فَمَكُثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَرْحَلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَآئِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهٖ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ مِّنْحَةً مِّنْ غَنَمٍ

چادر سے ڈھانپے ہوئے اس گھڑی میں کہ اس میں ہمارے پاس نہ آیا کرتے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں قسم ہے اللہ کی بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی بڑے کام کے واسطے آئے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پروانگی مانگی سو آپ کو پروانگی دی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ داخل ہوئے باہر کر اپنے پاس والوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو صرف آپ کے گھر والے ہیں یعنی کوئی غیر یہاں نہیں جو حکم ہو فرمائیں یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مجھ کو اجازت ہوئی ہجرت کرنے کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یعنی اچھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میری ان دونوں سواریوں میں سے ایک آپ لیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیمت سے لیتا ہوں سو ہم نے بہت جلدی دونوں کا سامان درست کیا اور دونوں کے واسطے دستر خوان ایک ایک تھیلے میں تیار کیا سو اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے اپنی کمر بند سے ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا اسی واسطے اس کا نام ذات النطاق ہوا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہاڑ کی غار میں جا رہے جس کو ثور کہا جاتا ہے سو تین رات اس میں ٹھہرے رات کاٹتا پاس ان کے عبداللہ بن ابی بکر اور وہ لڑکا تھا جوان بہت فہیم اور ذکی جو سنتا اس کو خوب سمجھتا اور خوب یاد رکھتا سو داخل ہوتا مکے میں ان کے پاس سے پچھلی رات کو پس صبح کرتا ساتھ

فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِيَ الثَّلَاثِ.

قریش کے مکے میں جیسے مکے میں رات کاٹنے والا سو نہ سنتا کوئی بات جس کے ساتھ وہ دونوں مکر کیے جاتے مگر کہ اس کو یاد رکھتا یہاں تک کہ اس دن کی خبر دونوں کے پاس لاتا جب کہ اندھیرا پڑتا اور چراتا ان پر عامر بن فہیرہ غلام آزاد ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دودھار بکریاں سو لاتا ان کو ان کے پاس ایک گھڑی رات گئے یعنی اور ان کو ان کا دودھ پلاتا سو دونوں ان کے دودھ میں رات کاٹتے یہاں تک کہ ہانکتا ان کو عامر بن فہیرہ صبح کے اندھیرے میں کرتا یہ کام ہر رات میں ان تین راتوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سیرت نبوی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ کسی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آتے ہیں سر ڈھانپے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ سر ڈھانپنا جائز ہے اور کہا اسماعیلی نے کہ جو ذکر کیا ہے عصابہ سے نہیں داخل ہے تقنع میں اس واسطے کہ تقنع سر کا ڈھانپنا ہے اور عصابہ باندھنا کپڑے کا ہے اس چیز پر کہ احاطہ کیا ہے ساتھ عمامہ کے، میں کہتا ہوں کہ جامع دونوں کے درمیان رکھنا ایک چیز زائد کا ہے سر پر عمامہ سے اوپر، واللہ اعلم۔ اور نزاع کی ہے ابن قیم نے کتاب الہدیٰ میں اس سے جس نے استدلال کیا ہے ساتھ حدیث تقنع کے اوپر مشروعیت پہننے طیلسان کے ساتھ اس طور کے کہ تقنع غیر اس کا ہے اور جزم کیا ہے اس نے کہ نہیں پہنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیلسان اور نہ کسی نے آپ کے اصحاب سے پھر بر تقدیر اس کے کہ لیا جائے تقنع سے یہ کہ نہیں تقنع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر واسطے حاجت کے وارد ہوتی ہے اس پر حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت تقنع کیا کرتے تھے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مشابہت کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ انہیں میں سے ہے اور مسلم میں دجال کے قصے میں ہے کہ تابع ہوں گے اس کے یہود اور ان پر طیلسان ہوں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم دیکھی کہ ان پر طیلسان تھے سو فرمایا کہ جیسے یہ لوگ یہودی ہیں اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ابن سعد نے کہ بیان کیا گیا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طیلسان سو فرمایا کہ یہ کپڑا نہیں ادا کیا جاتا ہے شکر اس کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال ساتھ قصے یہود کے جائز ہوتا ہے اس وقت میں کہ ہو طیلسان ان کے شعار سے اور البتہ اٹھ گیا ہے یہ اس زمانے میں سو ہو گیا داخل عموم مباح میں اور البتہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عبدالسلام نے مباح بدعت کی مثالوں میں۔ (فتح)

بَابُ الْمِغْفَرِ.

باب ہے خود کے بیان میں۔

۵۳۶۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

۵۳۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکے کے سال میں داخل ہوئے اور حالانکہ آپ کے سر پر خود تھی۔

بَابُ الْبُرُوْدِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ.

باب ہے برود اور حبرہ اور شملہ کے بیان میں۔

فائدہ: برود ایک چادر ہوتی ہے سیاہ چوکونہ اس میں تصویریں ہوتی ہیں گنوار لوگ اس کو پہنتے ہیں اور حبرہ یمن کی چادر ہوتی ہے نقش دار اس میں خطوط ہوتے ہیں اور کہا داؤدی نے کہ وہ سبز ہوتی ہے وہ بہشتیوں کا لباس ہے اور کہا ابن بطال نے کہ وہ یمن کی چادر ہے کہ روئی سے بنی جاتی ہے لعل ان کے نزدیک افضل قسم کا کپڑا تھا اور شملہ اس چادر کو کہتے ہیں جس سے تمام بدن کو لپیٹتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ خَبَّابٌ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهُ.

اور کہا خباب رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر سے تکیہ کیے تھے

۵۳۶۲ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَآئِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَآءٍ.

۵۳۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا اور آپ کے مونڈھے پر چادر تھی نجران کی موٹے کناروں والی سو ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا سو آپ کو آپ کی چادر سے سخت کھینچا یہاں تک کہ میں نے آپ کے مونڈھے کے صفحہ کو دیکھا کہ البتہ چادر کے کنارے نے اس میں اثر کیا ہے شدت کھینچنے اس کے سے پھر کہا اے محمد! حکم کرو واسطے میرے مال اللہ کے سے جو آپ کے پاس ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا پھر ہنسے پھر اس کے واسطے بخشش کا حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھوں کو دیکھا کہ البتہ اس میں چادر کے کنارے نے اثر کیا تھا۔

٥٣٦٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْبُرْدَةُ قَالَ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوْجٌ فِيْ حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَسَجْتُ هٰذِهٖ بِيَدِيْ أَكْسُوْكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهٗ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْسُنِيْهَا قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَآءَ اللّٰهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهٗ لَا يَرُدُّ سَآئِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ أَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهٗ.

۵۳۶۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت بردہ لائی کہا سہل رضی اللہ عنہ نے بھلا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ؟ کہا ہاں! وہ چادر ہے بنی ہوئی اپنے دونوں کناروں میں اس نے کہا یا حضرت! بے شک میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے تا کہ یہ چادر آپ کو پہناؤں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے اور حالانکہ وہ آپ کا تہہ بند تھا یعنی اس کو بجائے تہہ بند کے باندھا ہوا تھا سو قوم میں سے ایک مرد نے اس کو ہاتھ لگایا اور کہا یا حضرت! یہ چادر مجھ کو پہنایئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پھر بیٹھے مجلس میں جو اللہ نے چاہا پھر پھرے اور اس کو لپیٹا پھر اس کو اس کی طرف بھیج دیا تو لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چادر مانگی اور البتہ تو نے پہچانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو خالی نہیں پھیرتے تو اس مرد نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں مانگی میں نے وہ چادر مگر تا کہ ہو کفن میرا جس دن مروں کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو وہ چادر اس کا کفن ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کیا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ وہ چادر ہے۔

٥٣٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَآءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ

۵۳۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ داخل ہوگا بہشت میں میری امت سے ایک گروہ کہ وہ ستر ہزار ہوں گے روشن ہوں گے ان کے منہ جیسے چاند روشن ہوتا ہے چودھویں رات کو سو کھڑا ہوا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اپنی چادر اٹھائے سو کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں داخل کرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! اس کو بھی ان میں داخل کر پھر

يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَبَقَكَ عُكَاشَةُ.

ایک انصاری مرد اٹھا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ اس کو تجھ سے پہلے لے گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے اپنی چادر اٹھائے اور نمرہ اس چادر کو کہتے ہیں جس میں کئی رنگ کے خطوط ہوں جیسے کہ چیتے کی کھال میں کئی قسم کے رنگ ہوتے ہیں۔ (فتح)

٥٣٦٥ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَهَا قَالَ الْحِبَرَةُ.

٥٣٦٥۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ کے نزدیک کون سا کپڑا بہت پیارا تھا؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یمن کی چادر۔

٥٣٦٦ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ.

٥٣٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک سب کپڑوں سے زیادہ تر پیارا کپڑا یمن کی چادر تھی۔

٥٣٦٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ.

٥٣٦٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ جب فوت ہوئے تو ڈھانپے گئے یمن کی چادر سے۔

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ آئی ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ منع کریں یمن کی چادریں پہننے سے اس واسطے کہ وہ پیشاب سے رنگی جاتی ہیں تو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یہ

تجھ کو جائز نہیں سو البتہ حضرت ﷺ نے ان کو پہنا اور ہم نے ان کو آپ ﷺ کے زمانے میں پہنا اور حسن رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ (فتح)

بَابُ الْأَكْسِيَةِ وَالْخَمَآئِصِ. باب ہے بیچ بیان چادروں اور خمیصہ کے۔

فائدہ: خمیصہ سیاہ چادر کو کہتے ہیں جو چوکور اور نقش دار ہو کبھی اون سے ہوتی ہے اور کبھی خز سے اور کسا کو خمیصہ نہیں کہتے مگر جب کہ نقش دار ہو۔ (فتح)

٥٣٦٨ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

٥٣٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ پر موت اتاری گئی تو شروع ہوئے اپنی کملی اپنے منہ پر ڈالتے یعنی بخار سے پھر جب گھبراتے تو اس کو منہ سے دور کرتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا اسی حال میں کہ اللہ کی لعنت ہو یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا ڈراتے تھے اس سے جو انہوں نے کیا یعنی ڈراتے تھے اپنی امت کو اس سے جو انہوں نے کیا کہ اپنے پیغمبروں کو مسجدیں بنایا اس واسطے کہ وہ بتدریج بت پرستی کے مانند ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

٥٣٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهُ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلٰى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ إِلٰى أَبِيْ جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِيْ آنِفًا عَنْ صَلَاتِيْ وَأْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِيْ جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ غَانِمٍ مِّنْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ.

٥٣٦٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی سیاہ چادر نقش دار میں نماز پڑھی سو اس کے نقشوں کی طرف ایک نظر کی پھر جب نماز سے سلام پھیری تو فرمایا کہ میری اس سیاہ چادر نقش دار کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اس واسطے کہ اس نے مجھ کو اپنی نماز میں ابھی غافل کر دیا تھا اور میرے پاس ابوجہم کی موٹی چادر لے آؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٥٣٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَّإِزَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَيْنِ.

٥٣٧٠۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر اور ایک ازار موٹی ہماری طرف نکالی سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ان دونوں کپڑوں میں قبض ہوئی۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الخمس میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چادر پیوند کی ہوئی اس قسم سے کہ یمن میں بنتی ہے۔

بَابُ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ.

باب ہے بیچ بیان اشتمال صماء کے۔

فائدہ: اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑے سب بدن پر لپیٹے اس طرح سے کہ نماز یا کسی اور کام میں ہاتھ باہر نہ نکل سکیں یعنی بند کر دے اپنے دونوں ہاتھ پاؤں پر سب راہوں کو مانند پتھر سخت کی کہ نہ ہو واسطے اس کے کوئی سوراخ اور فقہاء کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ ایک کپڑا اوڑھے اس کے سوائے اس پر اور کوئی کپڑا نہ ہو سو اس کو ایک طرف سے اٹھا کر مونڈھے پر ڈالے اور دوسری طرف سے اس کا ستر کھل جائے اور مکروہ ہے اول صورت میں تا کہ نہ عارض ہو اس کو کوئی حاجت دفع کرنے بعض جانوروں کے سے یا اس کے سوائے کوئی کام پیش آئے سو متعذر ہو اس پر یا دشوار ہو اور حرام ہے دوسری صورت میں اگر بعض ستر کھل جائے نہیں تو مکروہ ہے۔ (ق) اور جب کپڑے کے دونوں طرف میں مخالف کرے تو نہیں ہے صماء۔ (فتح)

٥٣٧١ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ وَأَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ.

٥٣٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ملامست سے اور منابذت سے اور دو نمازوں سے فجر کی نماز سے پیچھے یہاں تک کہ سورج بلند ہو اور عصر سے پیچھے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور ایک کپڑے میں زانو کھڑے کر کے کولہوں پر بیٹھنے سے اس طرح کہ اس کے اور آسمان کے درمیان اس کے شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہ ہو یعنی اوپر سے ستر کھلا رہے اور پہننے کپڑے کے سے بطور صماء کے۔

٥٣٧٢ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهُ إِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُونَ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَيْنِ اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلٰى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوَ أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

٥٣٧٢۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی بیع سے منع فرمایا ملامست اور منابذت سے بیع میں اور ملامست ہاتھ لگانا مرد کا ہے دوسرے کے کپڑے کو رات میں یا دن میں اور نہ الٹے اس کو مگر بسبب اس کے اور منابذت یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا اپنا کپڑا اس کی طرف پھینکے اور دونوں کی یہی بیع ہو یعنی بغیر دیکھنے اور تامل کے اور رضا مندی کے اور دو پہناوے ایک پہننا کپڑے کا ہے بطور صماء کے اور صماء یہ ہے کہ اپنے کپڑے کو اپنے مونڈھوں پر ڈالے اور اس کے بدن کی ایک جانب ظاہر ہو اس پر اور کپڑا نہ ہو یعنی بدن کھلا رہے اور دوسرا پہناوا گوٹھ مار کر بیٹھنا مرد کا ہے اپنے کولہوں پر اس طرح کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ نہ ہو۔

بَابُ الْإِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنا۔

٥٣٧٣ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَأَنْ يَشْتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى أَحَدِ شِقَّيْهِ وَعَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

٥٣٧٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو طرح کے پہناوے سے ایک یہ کہ گوٹھ مار کر بیٹھے مرد ایک کپڑے میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہیں یعنی ستر کھلا رہے اور یہ کہ ایک کپڑا پہنے یعنی اس کو مونڈھوں پر ڈالے اس طرح کہ اس کی کسی جانب پر اس سے کچھ نہ ہو اور منع فرمایا ملامست سے اور منابذت سے۔

٥٣٧٤ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي

٥٣٧٤۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ.

حضرت ﷺ نے منع فرمایا پہننے کپڑے کے سے بطور صماء کے اور یہ کہ گوٹ مارے مرد ایک کپڑے میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ نہ ہو۔

بَابُ الْخَمِيْصَةِ السَّوْدَآءِ.

باب ہے بیچ سیاہ چادر کے۔

فائدہ: کہا اصمعی نے کہ خمیصہ کپڑا ہے خز یا صوف کا نقش دار اور وہ سیاہ ہوتی ہے اور کہا ابو عبید نے کہ وہ کسا ہے چوکونہ نقش دار اور بعض نے کہا کہ وہ چادر ہے پتلی جس رنگ سے کہ ہو۔ (فتح)

٥٣٧٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ سَعِيْدِ بْنِ فُلَانٍ هُوَ عَمْرُو بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَآءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَكْسُوَ هٰذِهٖ فَسَكَتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَأَلْبَسَهَا وَقَالَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ فَقَالَ يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهْ وَسَنَاهْ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنٌ.

٥٣٧٥۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کپڑے لائے گئے کہ ان میں ایک سیاہ چھوٹی چادر تھی سو فرمایا تمہاری کیا منشاء ہے یہ کس کو پہنائیں سو لوگ چپ رہے سو فرمایا کہ ام خالد کو میرے پاس لاؤ سو وہ آپ کے پاس لائی گئی اس حال میں کہ اٹھائی جاتی تھی سو حضرت ﷺ نے چادر اپنے ہاتھ سے لی اور اس کو پہنائی اور فرمایا کہ اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اور پھاڑے اور اس میں سبز اور زرد نقش تھے فرمایا اے ام خالد! یہ سنا ہے سنا ہے حبش کی زبان میں یعنی اس کے نقش خوب ہیں۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اٹھائی گئی تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے عمر اس کی کے یعنی اس کی عمر چھوٹی تھی لیکن نہیں منع کرتا یہ کہ ہوا اس وقت ممیزہ اور یہ جو فرمایا کہ تو کپڑے پہن کر پرانے کرے تو مراد اس سے دعا ہے ساتھ دراز ہونے زندگی کے واسطے مخاطب کے یعنی دراز ہوگی زندگی تیری یہاں تک کہ گل جائے گا کپڑا اور پرانا ہو جائے گا۔ (فتح)

٥٣٧٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ

٥٣٧٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا بچہ جنیں تو مجھ سے کہا اے انس! دیکھ اس لڑکے کو سو

مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِيْ يَا أَنَسُ انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَغْدُوَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهٗ فَغَدَوْتُ بِهٖ فَإِذَا هُوَ فِيْ حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِيْ قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ.

نہ پہنچے تو کسی چیز کو یہاں تک کہ تو اس کو صبح کے وقت حضرت ﷺ کے پاس لے جائے حضرت ﷺ کوئی چیز میٹھی چبا کر اس کے تالو میں لگائیں سو میں صبح کے وقت اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور حالانکہ حضرت ﷺ ایک احاطہ والے باغ میں تھے اور آپ پر ایک کالی کملی تھی اور حضرت ﷺ داغتے تھے اونٹوں کو جو فتح میں آپ کے پاس آئے تھے۔

بَابُ ثِيَابِ الْخُضْرِ.

باب ہے بیچ بیان سبز کپڑوں کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سبز کپڑے بہشت کا لباس ہے اور یہی شرافت ان کے واسطے کافی ہے اور روایت کیا ہے ابوداؤد نے ابو رمثہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ پر دو چادریں سبز دیکھیں۔

٥٣٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنِّسَآءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهٗ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا أَنَّ مَا مَعَهٗ لَيْسَ بِأَغْنٰى عَنِّيْ مِنْ هٰذِهٖ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأَنْفُضُهَا نَفْضَ

٥٣٧٧۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس پر سبز اوڑھنی تھی سو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی اور اس کو اپنے بدن پر سبزی دکھلائی یعنی مار کا داغ کہ اس کے خاوند نے اس کو مارا تھا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے اور عورتیں ایک دوسرے کو مدد کرتی ہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے مثل اس کی جو تکلیف پاتی ہیں مومن عورتیں البتہ بدن اس کا زیادہ سبز ہے اس کی چادر سے کہا اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے سنا کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی تھی سو وہ آیا اور اس کے ساتھ دو بیٹے تھے اور عورت سے اس عورت نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں واسطے میری طرف اس کی کچھ گناہ لیکن جو ساتھ اس کے ہے یعنی آلہ جماع کا نہیں بے پرواہ کرنے والا ہے مجھ سے زیادہ تر اس سے اور اس نے اپنے کپڑے کا پھندنا پکڑا یعنی نامرد ہے تو اس کے خاوند نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا

الْأَدِيْمِ وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيْدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكِ لَمْ تَحِلِّيْ لَهٗ أَوْ لَمْ تَصْلُحِيْ لَهٗ حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ قَالَ وَأَبْصَرَ مَعَهُ ابْنَيْنِ لَهٗ فَقَالَ بَنُوْكَ هٰؤُلَآءِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ فَوَاللّٰهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهٖ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ.

حضرت! یہ جھوٹی ہے البتہ میں اس کو مشقت میں ڈالتا ہوں اور جنبش دلاتا ہوں جیسے جنبش دیا جاتا ہے کھال کو وقت رنگنے کے یعنی مجھ کو جماع کرنے کی کمال قوت ہے لیکن وہ سرکشی کرنے والی ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ کو چاہتی ہے یعنی چاہتی ہے کہ پہلے خاوند کی طرف پلٹ جائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہاں تک کہ وہ تیرا شہد چکھے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ اس کے دو بیٹے بھی دیکھے سو فرمایا کہ یہ تیرے لڑکے ہیں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا یہی ہے کہ تو گمان کرتی ہے یعنی جدائی کا باعث یہی ہے سو قسم ہے اللہ کی البتہ وہ زیادہ تر مشابہ ہیں ساتھ اس کے کوے سے ساتھ کوے کے۔

فائدہ: اور اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا دعویٰ رد کیا بہرحال اول پس اوپر طریق صدق خاوند اس کے اس چیز میں کہ اس نے گمان کیا کہ وہ اس کو جنبش میں لاتا ہے جیسے جنبش میں لایا جاتا ہے کچے چمڑے کو وقت رنگنے کے اور بہرحال دوسرا سو واسطے استدلال کرنے کے اس کے صدق پر اس کے بیٹوں سے جو اس کے ساتھ تھے یعنی اگر وہ نامرد ہوتا تو اس کے یہاں پہلی عورت سے وہ لڑکے کیونکر ہوتے یا وہ ان سے غیرت کرتی تھی کہ وہ اس کی سوکن کے بیٹے تھے اور کہا داؤدی نے احتمال ہے کہ ہو وجہ تشبیہ اس کی ساتھ پھندنے کپڑے کے انکسار اس کا اور یہ کہ وہ حرکت نہیں کرتا اور یہ کہ اس کی شدت سخت نہیں اور احتمال ہے کہ کنایت کی اس نے ساتھ اس کے سستی اس کی سے یا وصف کیا ہو اس کو ساتھ اس کے بہ نسبت پہلے کے کہا اور اسی واسطے مستحب ہے نکاح کرنا کنواری سے اس واسطے کہ وہ سب مردوں کو برابر جانتی ہے برخلاف عورت شوہر دیدہ کے اور یہ جو کہا کہ میں اس کو حرکت دیتا ہوں جیسے کچی کھال کو دباغت کے وقت حرکت دی جاتی ہے تو یہ کنایت بلیغ ہے غایت میں اس سے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر واقع ہونے والی ہے نفس میں تصریح کرنے سے اس واسطے کہ جو کھال کو حرکت دیتا ہے وہ محتاج ہوتا ہے طرف قوت بازو کی اور ملازمت طویل کے۔ (فتح)

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ. باب ہے بیچ بیان سفید کپڑوں کے۔

فائدہ: شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے کوئی چیز اس کی شرط پر بیچ اس کے صریح سو اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی دونوں حدیثوں میں جن کو ذکر کیا اور البتہ روایت کی احمد نے اور اصحاب سنن نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی

حدیث سے مرفوع کہ لازم پکڑو اپنے اوپر سفید کپڑوں کو اور پہنو ان کو اس واسطے کہ وہ پاکیزہ تر اور ستھرے ہیں اور کفناؤ ان میں اپنے مردوں کو۔ (فتح)

۵۳۷۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمِيْنِهٖ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

۵۳۷۸۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو مرد دیکھے ان پر سفید کپڑے تھے نہیں دیکھا میں نے ان کو پہلے اور نہ بعد۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس میں نام ہے دونوں مردوں کا کہ ایک جبریل تھے اور ایک میکائیل۔ (فتح)

۵۳۷۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِيْ ذَرٍّ وَكَانَ أَبُوْ ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ قَبْلَهٗ إِذَا تَابَ

۵۳۷۹۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے اور آپ پر سفید کپڑا تھا پھر میں آپ کے پاس آیا اور البتہ آپ جاگے تھے سو فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ کہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے یعنی کلمہ توحید پڑھے پھر اس پر مر جائے مگر کہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا اور اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو، میں نے کہا اور اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ فرمایا اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو میں نے کہا اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو فرمایا؟ اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو اگرچہ ابو ذر کی ناک خاک میں ملے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ اگرچہ ابوذر کی ناک خاک میں ملے کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ یہ حکم وقت موت کے ہے یا اس سے پہلے جب کہ توبہ کرے اور نادم ہو اور کہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے تو اس

وَنَدِمَ وَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غُفِرَ لَهٗ. کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ پر سفید کپڑا تھا اور یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے کتاب الرقاق میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور فائدہ وصف کرنے کپڑے کا ساتھ اس کے اور قول اس کا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سوتے تھے پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ جاگتے تھے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ راوی نے قصے کو یاد رکھا تا کہ دلالت کرے یہ اس کے مضبوط ہونے پر اور یہ جو کہا کہ کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے کہ یہ وقت موت کے ہے یا اس سے پہلے جب کہ توبہ کرے یعنی کفر سے اور نادم ہو مراد شرح اس حدیث کے ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہے پھر مر جائے اوپر اس کے مگر کہ داخل ہوگا بہشت میں اور حاصل اس کا جو اشارہ کیا طرف اس کی یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس پر کہ جو اپنے رب کو ایک جانے اور مر جائے اوپر اس کے توبہ کر کے ان گناہوں سے جو اشارہ کیا گیا ہے ان کی طرف حدیث میں اس واسطے کہ وہ وعدہ کیا گیا ہے اس حدیث میں ساتھ دخول بہشت کے ابتداءً اور یہ حکم اللہ کے حقوق میں ہے ساتھ اتفاق اہل سنت کے اور بہر حال حقوق العباد دو شرط ہے پھیر دینا ان کا مالک کو نزدیک اکثر کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ وہ مانند اول کی ہے یعنی حقوق اللہ کے اور ثواب دے گا اللہ حق دار کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے اور بہر حال جو متلبس ہو ساتھ اُن گناہوں کے جو مذکور ہیں اور مر جائے بغیر توبہ کے تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس میں داخل ہے یعنی بہشت میں داخل ہوگا لیکن مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے یعنی اللہ چاہے گا تو بخش دے گا اور نہیں چاہے گا تو نہیں بخشے گا اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو کتاب الایمان میں گزری کہ اس میں ہے کہ جو اس سے کوئی چیز لائے اور اس کی سزا نہ پائے تو اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے اگر چاہے گا تو اس کو سزا دے گا اور اگر چاہے گا تو اس سے معاف کرے گا اور یہ حدیث مفسر ہے پس مقدم ہوگی مبہم پر اور دونوں حدیثوں میں سے ہر ایک رد کرتی ہے مبتدعین پر خارجیوں اور معتزلیوں سے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کبیرے گناہ کرے اور بغیر توبہ کے مر جائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا پناہ دے اللہ ہم کو اس سے ساتھ فضل اور کرم اپنے کے اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ کلام بخاری رحمہ اللہ کا خلاف ظاہر حدیث کے ہے اس واسطے کہ اگر توبہ مشروط ہوتی تو نہ کہتے اگر چہ حرام کاری اور چوری کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ داخل ہوگا بہشت میں یا تو ابتدا میں یا اس کے بعد، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشِهٖ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ. باب ہے بیچ بیان پہننے ریشمی کپڑے کے اور بچھانے اس کے واسطے مردوں کے اور اس مقدار کے کہ اس سے جائز ہے

فائدہ: یعنی بعض کپڑوں میں اور تقیید ساتھ مردوں کے خارج کرتی ہے عورتوں کو یعنی عورتوں کا حکم اس کے برخلاف

ہے چنانچہ اس کا بیان مستقل باب میں آئے گا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف ہے ریشمی کپڑے میں سو کہا ایک قوم نے کہ حرام ہے اس کا پہننا ہر حال میں یہاں تک کہ عورتوں پر بھی منقول ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور تابعین میں سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اور کہا ایک قوم نے کہ جائز ہے پہننا ریشمی کپڑے کا مطلق اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو وارد ہیں اس کے منع ہونے میں اس شخص پر جو پہنے اس کو از راہ تکبر کے یا تنزیہ پر میں کہتا ہوں اور یہ دوسرا قول ساقط ہے واسطے ثابت ہونے وعید کے اس کے پہننے پر اور یہ جو عیاض نے کہا کہ حمل کیا ہے بعض نے نہی عام کو کراہت پر نہ تحریم پر سو تعقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے سو کہا کہ البتہ کہا قاضی عیاض نے کہ اجماع منعقد ہوا ہے بعد ابن زبیر کے اور اس کے موافقوں کے اوپر حرام ہونے ریشمی کپڑے کے مردوں پر اور مباح ہونے اس کے عورتوں پر سو ثابت کرنا کراہت کے قول کا بغیر تحریم کے یا تو مناقض ہے اس چیز کو کہ نقل کیا ہے اس کو اجماع سے اور یا ثابت ہوگا کہ حکم عام مردوں پر حرام ہونے سے پہلے کراہت تھی پھر منعقد ہوا اجماع اوپر حرام ہونے اس کے مردوں پر اور مباح ہونے اس کے واسطے عورتوں کے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر منسوخ ہونے کراہت سابقہ کے اور یہ نہایت بعید ہے اور اختلاف ہے ریشمی کپڑے کے حرام ہونے کی علت میں بعض نے کہا کہ وہ فخر اور تکبر ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ آسودگی اور زینت کے کپڑے ہیں سو عورتوں کو لائق ہے مردوں کو لائق نہیں اور احتمال ہے تیسری علت کا اور وہ مشابہ ہونا ہے ساتھ مشرکوں کے۔ (فتح)

٥٣٨٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِأَذْرَبِيْجَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ إِلَّا هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ قَالَ فِيْمَا عَلِمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ.

٥٣٨٠۔ حضرت عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نامہ آیا اور ہم عتبہ کے ساتھ تھے آذربیجان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ریشمی کپڑے سے مگر اتنا اور اشارہ کیا اپنی دونوں انگلیوں سے جو انگوٹھے کے پاس ہیں جو حاصل ہوا ہمارے علم میں یہ ہے کہ مستثنیٰ نقش ہیں یعنی جو کپڑوں کی گل کاری اور نقش کاری ہوتی ہے۔

٥٣٨١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيْجَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ

٥٣٨١۔ حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط ہمارے پاس آیا اور ہم آذربیجان میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے سے منع فرمایا مگر اس طرح اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے اپنی دو انگلیوں کو برابر کھڑا

الْحَرِيْرِ إِلَّا هٰكَذَا وَصَفَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ.

کیا اور اٹھایا زبیر رضی اللہ عنہ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں کوشش تیری سے اور نہ کوشش تیرے باپ کی سے اور پیٹ بھر کھلا مسلمانوں کو ان کی جگہ میں جیسے تو پیٹ بھر کھاتا ہے اپنی جگہ میں اور بچ تو آسودگی سے اور مشابہت مشرکوں کی سے اور ریشمی کپڑے کے پہننے سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا پس ذکر کی حدیث۔ (فتح)

٥٣٨٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْبَسُ الْحَرِيْرُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لَمْ يُلْبَسْ فِي الْآخِرَةِ مِنْهُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ وَأَشَارَ أَبُوْ عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطٰى.

٥٣٨٢۔ حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عتبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے گا وہ آخرت میں اس سے بے نصیب رہے گا اور اشارہ کیا ابوعثمان نے اپنی دو انگلی سے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے مرد مکلف ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نہیں پہنے گا ریشمی کپڑا مگر جس کے واسطے آخرت میں اس سے کچھ چیز نہیں۔ (فتح)

٥٣٨٣ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَايِنِ فَاسْتَسْقٰى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَآءٍ فِيْ إِنَآءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أَرْمِهٖ إِلَّا أَنِّيْ نَهَيْتُهٗ فَلَمْ يَنْتَهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيْرُ وَالدِّيْبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

٥٣٨٣۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے سو انہوں نے پانی مانگا تو ایک دہقان چاندی کے برتن میں اس کے پاس پانی لایا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پھینکا اور کہا کہ میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس واسطے کہ میں نے اس کو منع کیا تھا سو نہ باز رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور چاندی اور ریشم اور دیبا یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانوں آخرت میں ملیں گی۔

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ عورتوں کو ریشمی کپڑے اور دیبا کا پہننا منع ہے اس واسطے کہ

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چاندی کے برتن میں پانی پینا حرام ہے اور وہ مردوں اور عورتوں سب پر حرام ہے تو اسی طرح ریشمی کپڑے کا پہننا بھی عورتوں پر حرام ہوگا اور جواب یہ ہے کہ خطاب ساتھ لفظ لکم کے واسطے مذکر کے ہے اور عورتوں کا داخل ہونا اس میں مختلف فیہ ہے اور راجح اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ عورتیں اس میں داخل نہیں ہیں اور نیز پس ثابت ہو چکی ہے اباحت ریشم اور سونے کی واسطے عورتوں کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور نیز پس یہ لفظ مختصر ہے اور پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث ساتھ اس لفظ کے کہ نہ پہنو ریشم اور نہ دیبا اور نہ پیو سونے اور چاندی کے برتنوں میں اور خطاب اس میں واسطے مذکر کے ہے اور حکم عورتوں کا آئندہ آئے گا اور یہ جو کہا کہ یہ چیزیں ان کے واسطے ہیں دنیا میں تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے کہ کافر نہیں مخاطب ہے ساتھ فروعات احکام کے اور جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ یہ چیزیں نشانی اور علامت ان کے ہیں دنیا میں اور نہیں دلالت کرتا یہ اوپر اجازت کے واسطے ان کے اس میں شرعاً۔ (فتح)

٥٣٨٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَدِيْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَّلْبَسَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ.

٥٣٨٤۔ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا شعبہ کہتا ہے میں نے کہا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے؟ سو کہا اس نے سخت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو دنیا میں ریشمی کپڑے پہنے وہ آخرت میں اس کو ہرگز نہیں پہنے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا شدید سو احتمال ہے کہ ہو یہ تقریر واسطے ہونے اس کے مرفوع یعنی یاد رکھا ہے اس نے اس کو سخت یاد رکھنا اور احتمال ہے کہ ہو انکار یعنی جزم کرنا میرا ساتھ مرفوع ہونے اس کے واقع ہوتا ہے مجھ پر سخت اور بعید ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ اس نے سخت آواز اٹھائی۔ (فتح)

٥٣٨٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ.

٥٣٨٥۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دنیا میں ریشم پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا۔

فائدہ: یہ حدیث ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مرسل ہے اور مراسیل اصحاب کی جمہور کے نزدیک لائق حجت ہیں جو مرسل حدیثوں کے ساتھ حجت نہیں پکڑتے اس واسطے کہ وہ یا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگی یا اور صحابی سے لیکن پچھلی دونوں

روایتوں سے معلوم ہوا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بواسطہ عمر اٹھایا ہے لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض حدیثیں بالمشافہ بھی روایت کی ہیں۔ (فتح)

٥٣٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي ذِبْيَانَ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

٥٣٨٦۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس نے اس کو آخرت میں نہ پہنا وہ بہشت میں داخل نہیں ہو گا، واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ اور یہ زیادتی موقوف ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی آیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ بہشت میں داخل ہو بہشتی لوگ اس کو پہنیں گے اور وہ اس کو نہیں پہنے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہو مدرج اور بر تقدیر اس کے کہ محفوظ ہو تو وہ عام ہے مخصوص ساتھ مکلفین کے مردوں سے واسطے سند اور دلیلوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں کو ریشمی کپڑا پہننا جائز ہے اور عنقریب آئے گا اشارہ طرف معنی وعید کی اس میں انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٨٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيْرِ فَقَالَتِ ائْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَلِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ حَفْصٍ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ

٥٣٨٧۔ حضرت عمران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشمی کپڑے کا حکم پوچھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھ سو اس نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھ سو میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ابو حفص یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا میں ریشم وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے، عمران کہتا ہے کہ اس نے سچ

الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ وَمَا كَذَبَ أَبُوْ حَفْصٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَّحْيٰى حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ وَقَصَّ الْحَدِيْثَ.

کہا اور نہیں جھوٹ بولا ابو حفص رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہا عبداللہ بن رجاء نے حدیث بیان کی ہم سے حرب نے یحییٰ سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمران نے اور بیان کیا حدیث کو۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس روایت کی تصریح یحییٰ کی ہے ساتھ تحدیث عمران کے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے اور ان حدیثوں میں بیان واضح ہے واسطے اس کے جس نے کہا کہ حرام ہے پہننا ریشم کا مردوں پر واسطے وعید مذکور کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی بیچ کتاب الاشربہ کے اس واسطے کہ حکم اس میں واحد ہے اور وہ نفی پہننے کی اور نفی پینے سے آخرت میں اور بہشت میں اور حاصل اعدل اقوال کا یہ ہے کہ فعل مذکور تقاضا کرتا ہے عقوبت مذکورہ کو اور کبھی مخالف ہوتا ہے واسطے مانع کے مانند توبہ کی اور نیکیوں کی جو اس کے ہم وزن ہوں اور مصیبتوں کی جو گناہوں کو اتارتی ہیں اور مانند دعا ولد کے ساتھ شرطوں کے اور اسی طرح شفاعت اس شخص کی کہ اجازت دی جائے اس کو ساتھ شفاعت کے اور عام تر ہے اس سے عفو ارحم الراحمین کی اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو جائز رکھتا ہے پہننا ریشمی نقش کا جب کہ کپڑے میں ہو اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ قدر مذکور کے اور وہ بقدر چار انگلیوں کے ہے اور یہ صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور اس میں حجت ہے اوپر اس کے کہ جو جائز رکھتا ہے نقش کو کپڑے میں مطلق اگرچہ چار انگلی سے زیادہ ہو اور یہ منقول ہے بعض مالکیہ سے اور نیز اس میں حجت ہے اس پر جو کہتا ہے کہ ریشمی نقش مطلق منع ہے اور وہ ثابت ہے حسن اور ابن سیرین وغیرہ سے لیکن احتمال ہے کہ منع کیا ہو انہوں نے اس کو بطور پرہیز گاری کے نہیں تو حدیث حجت ہے اوپر ان کے سو شاید کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اسی طرح منقول ہے مالک رحمہ اللہ سے اور یہ مذہب مردود ہے اور اسی طرح مذہب اس کا جو جائز رکھتا ہے اس کو بغیر تقدیر کے ، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز پہننے کپڑے مطرز کے اور وہ کپڑا وہ ہے کہ کیا گیا ہو اس پر لوٹھہ حریر کا مرکب اور اسی طرح پہننے مطرف کے اور وہ کپڑا وہ ہے جس کے کناروں میں ریشم ہو ساتھ تقدیر مذکور کے اور کبھی ہوتی ہے قطریز نفس کپڑے میں بعد بننے کے اور اس میں احتمال ہے کہ اس کی طرف اشارہ آئے گا اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز پہننے کپڑے کے کہ جس میں ریشم ملا ہو بقدر نقش کے برابر ہے کہ وہ مقدار مجموع ہو یا جدا جدا اور یہ قوی ہے و سیاتی بحثہ ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ (فتح)

بَابُ مَسِّ الْحَرِيْرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ وَيُرْوٰى فِيْهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ریشمی کپڑے کو ہاتھ لگانا بغیر پہننے کے اور روایت کی گئی ہے اس میں زبیدی سے اس نے زہری سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ذکر کیا مزی نے اطراف میں کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے وہ حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر ریشمی چادر دیکھی اور حالانکہ بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی وہ حدیث ہے جو طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جوڑا ریشمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجا گیا سو لوگوں نے اس کو ہاتھ سے چھونا شروع کیا تعجب کرتے تھے اس سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جوڑا تم کو خوش لگتا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ سعد رضی اللہ عنہ کا رومال بہشت میں اس سے بہتر ہے اور نیز اگر مراد بخاری رحمہ اللہ کی پہلی حدیث ہوتی تو البتہ جزم کرتا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ صحیح ہے نزدیک اس کے اس کی شرط پر۔ (فتح)

٥٣٨٨ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبُ حَرِيْرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهٗ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا.

٥٣٨٨۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا تحفہ بھیجا گیا سو شروع کیا ہم نے اس کو چھوتے تھے اور اس سے تعجب کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس جوڑے کی عمدگی سے تعجب کرتے ہو البتہ سعد رضی اللہ عنہ کے رومال بہشت میں اس سے بہتر ہیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کا نفیس اسباب اس لائق نہیں کہ اس کی خواہش کی جائے آخرت کی عمدگی طلب کرو اس واسطے کہ جب بہشت کا رومال دنیا کے جوڑے سے عمدہ ٹھہرا تو وہاں کے جوڑے کو اللہ ہی جانے کہ کیسا عمدہ ہو گا یعنی وہ بطریق اولیٰ عمدہ ہو گا کہا ابن بطال نے کہ ریشم کا پہننا جو حرام ہے تو یہ اس کی عین ذات کی نجاست کے سبب سے نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ پرہیز گاروں کا لباس نہیں ہے اور اس کی ذات باوجود اس کے پاک ہے سو جائز ہے ہاتھ لگانا اس کو اور بیچنا اس کا اور نفع اٹھانا اس کی قیمت سے۔ (فتح)

بَابُ افْتِرَاشِ الْحَرِيْرِ.

باب ہے بیچ بچھانے ریشمی کپڑے کے یعنی بیچ بیان کرنے حکم اس کے حلال ہونے اور حرام ہونے سے۔

وَقَالَ عَبِيْدَةُ هُوَ كَلُبْسِهٖ.

یعنی اور کہا ابو عبید نے کہ بچھانا ریشم کا مانند پہننے اس کے ہے۔

٥٣٨٩ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَّشْرَبَ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَنْ نَّأْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَأَنْ نَّجْلِسَ عَلَيْهِ.

٥٣٨٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے اور ریشمی کپڑے اور دیبا کے پہننے سے اور اس پر بیٹھنے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس پر بیٹھنے سے تو یہ حجت قوی ہے واسطے اس کے جو ریشمی کپڑے پر بیٹھنے سے منع کرتا ہے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف ابن ماجشون اور کوفیوں کے اور جواب دیا ہے بعض حنفیوں نے ساتھ اس کے کہ لفظ نہی کا نہیں صریح ہے تحریم میں اور کہا بعض نے احتمال ہے کہ وارد ہوئی ہو نہی مجموع پہننے اور بیٹھنے کے سے نہ صرف بیٹھنے سے اور یہ رد کرتا ہے ابن بطال پر کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حدیث نص ہے بیچ حرام ہونے بیٹھنے کے اوپر اس کے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ نص بلکہ وہ ظاہر ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن وہب نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ البتہ بیٹھنا میرا چنگاڑی پر مجھ کو محبوب تر ہے ریشمی کپڑے پر بیٹھنے سے اور دائر کیا ہے بعض حنفیہ نے جواز اور منع کو پہننے پر واسطے صحیح ہونے حدیثوں کے بیچ اس کے اور کہا انہوں نے کہ بیٹھنا نہیں داخل ہے پہننے میں یعنی اس کو پہننا نہیں کہتے اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے سو میں کھڑا ہوا اپنی چٹائی کی طرف جو سیاہ ہوگئی تھی بہت زمانہ پڑے رہنے کے سبب سے اور اس واسطے کہ پہننا ہر چیز کا موافق اس کے ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے عورتوں کو بچھانا ریشم کا اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ خطاب مردوں کا نہیں شامل ہے عورتوں کو راجح مذہب پر اور شاید جو منع کے ساتھ قائل ہے تمسک کیا ہے اس نے اس میں ساتھ قیاس کرنے کے اس پر کہ ان کو سونے کے برتنوں کا استعمال کرنا جائز نہیں باوجود اس کے کہ ان کو سونے کا زیور پہننا جائز ہے سو اسی طرح ان کو ریشمی کپڑے کا پہننا بھی جائز ہوگا اور منع کی جائیں اس کے استعمال سے اور اس وجہ کو صحیح کہا ہے رافعی نے اور صحیح کہا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جواز کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے مرد کو بچھانا ریشمی کپڑے کا ساتھ عورت اپنی کے اس کے بچھونے پر اور وجہ بیان کی ہے اس کی جو جائز رکھتا ہے اس کو مالکیہ سے کہ عورت بستر ہے مرد کا سو جس طرح کہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ اس کو اپنا بستر بنا دے اور حالانکہ اس پر زیور ہو سونے اور ریشم کا تو اسی طرح جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ بیٹھے اور سوئے ساتھ اس کے اس کے بستر پر جو مباح ہے واسطے اس کے۔

تنبیہ: وہ چیز کہ منع ہے بیٹھنا اس پر اس کے وہ کپڑا وہی ہے کہ بنایا گیا ہو خالص ریشم سے یا اس میں ریشم سوت سے زیادہ ہو کما سبق تقریرہ۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْقَسِّيِّ. باب ہے بیچ بیان پہننے قسی کے۔

فائدہ: قسی ایک قسم ریشمی کپڑے کی ہے جو منسوب ہے طرف قس کے کہ ایک شہر ہے مصر کے شہروں سے۔ (فتح) اور کہا بعض شارحین نے کہ وہ ایک قسم کپڑے کی ہے کہ اس میں خطوط ریشمی ہوتے ہیں اور کہا ابن ملک نے کہ نہی اس سے جب ہے کہ ہو ریشمی یعنی کل ریشمی ہو یا بانا اس کا ریشمی ہو پس نہی تحریم کے لیے ہوگی اور کہا طیبی نے کہ وہ کپڑا کتان کا ہوتا ہے ملا ہوا ساتھ ریشم کے۔

وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِّصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيْهَا حَرِيْرٌ وَّفِيْهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُنْجِ وَالْمِيْثَرَةُ كَانَتِ النِّسَآءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُوْلَتِهِنَّ مِثْلَ الْقَطَآئِفِ يُصَفِّرْنَهَا وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ يَّزِيْدَ فِيْ حَدِيْثِهِ الْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُّضَلَّعَةٌ يُجَآءُ بِهَا مِنْ مِّصْرَ فِيْهَا الْحَرِيْرُ وَالْمِيْثَرَةُ جُلُوْدُ السِّبَاعِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيْثَرَةِ.

اور کہا عاصم نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے قسی؟ انہوں نے کہا کہ کپڑے ہیں کہ آئے ہمارے پاس شام سے یا مصر سے یہ راوی کا شک ہے اس میں خطوط ریشمی ہیں عریض مانند اضلاع کے ان میں سے مثل میٹھے لیمو کی اور میثرہ ایک قسم کپڑے کی ہے کہ عورتیں اس کو اپنے خاوندوں کے واسطے بناتی تھیں مانند پھندنے والی چادروں کے یعنی بناتی تھیں اس کو مانند صفت کی اور کہا جریر نے یزید سے اس کی حدیث میں کہ قسی ایک قسم کے کپڑے ہیں ضلع دار کہ لائے جاتے ہیں مصر سے ان میں ریشم ہوتا ہے اور میثرہ چمڑہ ہے درندے چوپایوں کا۔

فائدہ: اور حکایت کی ہے منذری نے کہ مراد ساتھ مضلع کے وہ کپڑا ہے کہ کچھ بنا ہوا ہو اور کچھ نہ بنا ہوا ہو اور یہ جو کہا کہ اس میں ریشم ہوتا ہے تو یہ مشعر ہے کہ وہ خالص ریشم نہیں ہوتا اور حکایت کی ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء سے کہ وہ کپڑے ہیں کہ ان میں سے ریشم ملا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ خز سے اور وہ ناقص ریشم ہے اور یہ جو کہا کہ ان میں بوٹے ہوتے ہیں مانند میٹھے لیمو کی یعنی جو خطوط کہ ان میں ہوتے ہیں غلیظ ہوتے ہیں اور معوج اور میثرہ کے اصل معنی ہیں بستر اور اس کی تفسیر میں چار قول ہیں کہا زبیدی نے کہ میثرہ ایک تکیہ ہے مانند زین کی اور کہا طبری رحمۃ اللہ علیہ نے میثرہ ایک بستر ہے کہ رکھا جاتا ہے گھوڑے کی زین پر یا اونٹ کے پالان پر عورتیں اس کو اپنے خاوندوں کے واسطے بناتی ہیں سرخ کپڑے سے اور دیبا سے اور تھے مراکب عجم کے اور بعض نے کہا کہ وہ پردے ہیں زین کے ریشم سے اور

بعض نے کہا کہ وہ دیبا کی زین ہے اور یہ جو کہا کہ میثرہ درندوں کے چمڑے کو کہتے ہیں تو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ تفسیر باطل ہے مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس پر اہل حدیث کا اتفاق ہے میں کہتا ہوں وہ باطل نہیں بلکہ ممکن ہے توجیہ اس کی اور وہ یہ ہے جب کہ ہو میثرہ بستر بنایا گیا چمڑے سے پھر بھرا گیا اور نہی اس وقت یا تو اس واسطے ہے کہ وہ کافروں کا لباس ہے یا اس واسطے کہ نہیں عمل کرتا اس میں ذبح کرنا یا اس واسطے کہ وہ غالبا ذبح نہیں کیا جاتا سو ہوگی اس میں حجت واسطے اس کے جو منع کرتا ہے اس کے پہننے کو اگرچہ رنگا گیا ہو لیکن جمہور اس کے برخلاف ہیں اور یہ کہ چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور نیز بالوں میں بھی اختلاف ہے کہ کیا دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں یا نہیں لیکن غالب یہ ہے کہ زین پوش پر بال نہیں ہوتے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی سوار ہونے سے چیتے کے چمڑے پر روایت کیا ہے اس کو نسائی نے مقدام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور یہ تائید کرتی ہے تفسیر مذکور کو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ساتھ ہوتے فرشتے ان رفیقوں کے جن کے ساتھ چیتے کا چمڑہ ہو۔ (فتح)

۵۳۹۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَآءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَالْقَسِّيِّ.

۵۳۹۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو زین پوش سرخ اور قسی سے منع فرمایا کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قول عاصم کا اکثر اور اصح ہے میثرہ میں یعنی روایت عاصم کی بیچ تفسیر میثرہ کے اکثر ہے از روئے طریقوں کے اور اصح ہے یزید کی روایت سے۔

فائدہ: علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں میاثر مطلق ہے اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مقید ہے ساتھ سرخ کے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی کے پہننے سے منع فرمایا تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اوپر منع ہونے اس کپڑے کے کہ ملا ہوا ہو اس میں ریشم واسطے تفسیر قسی کے ساتھ اس کے کہ قسی وہ کپڑا ہے جس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو اور تائید کرتا ہے اس کی عطف حریر کا قسی پر براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لیکن جو ظاہر ہوتا ہے سیاق طرق حدیث سے بیچ تفسیر قسی کے کہ وہ کپڑا وہ ہے جس میں ریشم ملا ہوا ہو نہ یہ کہ وہ صرف ریشم ہے بنا بر اس کے پس حرام ہوگا پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو اور یہ قول بعض اصحاب کا ہے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور بعض تابعین کا مانند ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے لیکن جائز ہے نزدیک جمہور کے پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو جب کہ اس میں سوت زیادہ ہو اور عمدہ دلیل ان کی اس میں وہ چیز ہے جو گزر چکی ہے تفسیر حلہ سیراء کے سے اور جو جوڑا گیا ہے طرف اس کی رخصت نقش کی سے کپڑے میں جب کہ ہو نقش ریشم سے جیسے کہ گزر چکی ہے تقریر اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہا ابن دقیق العید نے کہ وہ قیاس ہے بیچ معنی اصل کے لیکن نہیں لازم آتا ہے اس کے جائز ہونے سے جائز ہونا ہر کپڑے کا کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز اس سے وہ چیز ہے کہ ہو مجموع ریشم کا اس میں بقدر چار انگلیوں کے اگر ہو جدا ہوا بہ

نسبت تمام کپڑے کے سو ہو گا منع ریشم کے پہننے سے شامل خالص کو اور ملے ہوئے کو اور بعد استثناء کے قصر کیا جائے گا
اوپر اس قدر کے کہ مستثنیٰ ہے اس سے اور وہ بقدر چار انگلی کے ہے جب کہ ہو جدا جدا اور ملحق ہے ساتھ اس کے معنی میں
وہ کپڑا کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو کہا اور گنجائش نکالی ہے اس میں شافعیہ نے اور واسطے ان کے اس میں دو طریق ہیں
ایک اعتبار کرنا وزن کا ہے سو اگر ریشم کا وزن کم تر ہو تو حرام نہیں اور اگر اکثر ہو تو حرام ہے اور اگر دونوں برابر ہوں تو
دو وجہیں ہیں اور یہ طریق راجح ہے نزدیک ان کے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اعتبار قلت اور کثرت کا ساتھ ظاہر ہونے
کے ہے اور اس کو اختیار کیا ہے قفال نے اور نزدیک مالکیہ کے مخلوط میں کئی قول ہیں تیسرا قول کراہت ہے اور بعض نے
فرق کیا ہے درمیان خز اور مختلط کے یعنی جس میں روئی ملی ہوئی ہو یا مانند اس کی سو جائز رکھا ہے اس نے خز کو اور منع کیا
ہے دوسرے کو اور یہ مبنی ہے اوپر تفسیر خز کے اور بعض تفسیروں میں پہلے گزرا کہ قسی وہی ہے خز سو جو کہتا ہے کہ وہ ردی
ریشم ہے سو وہی ہے جس پر قول مذکور مبنی ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ کپڑا وہ ہے کہ ہو ریشم سے پس ملایا جائے ساتھ ریشم کے
تو نہیں باوجہ ہو گی تفصیل مذکور اور نیز حجت پکڑی ہے اس نے جو جائز رکھتا ہے پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم اور
سوت ملا ہوا ہو ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے
کے پہننے سے کہ صرف ریشم ہو اور بہرحال علم یعنی بطور دھاری کے کہ ریشم ہو اور تانا کپڑے کا کہ ریشم ہو سو نہیں مضائقہ
ہے اس کا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند حسن کے اور واسطے طبرانی کے ہے تیسرے طریق سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا صرف ریشم سے اور بہرحال جو کپڑا کہ ہو تانا اس کا روئی سے یا السی سے تو نہیں ہے کوئی ڈر
ساتھ اس کے اور نیز استدلال کیا ہے ابن عربی نے واسطے جواز کے ساتھ اس کے کہ نہی ریشمی کپڑے سے حقیقۃً خالص
میں ہے اور روئی میں اور مانند اس کی میں صریح ہے سو جب روئی اور ریشم دونوں ملائی جائیں اس طور سے کہ نہ نام رکھا
جائے اس کا ریشم اور نہ شامل اس کو علت نہی کی تو خارج ہو گا ممنوع سے پس جائز ہو گا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے پہننا خز
کا ایک جماعت اصحاب وغیرہم سے کہا ابوداؤد نے کہ پہنا ہے اس کو بیس اصحاب نے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی
شیبہ نے ایک جماعت اصحاب اور ایک گروہ تابعین سے اور اعلیٰ تر چیز جو اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ حدیث ہے کہ
روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے عبداللہ بن سعد کے طریق سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں نے
ایک مرد کو خچر پر دیکھا اور اس کے سر پر خز کا عمامہ تھا سیاہ اور وہ کہتا تھا کہ یہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا ہے اور روایت
کی ہے ابن ابی شیبہ نے عمار بن ابی عمار کے طریق سے کہ مروان کے پاس خز کے کپڑے آئے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب کو پہنائے اور صحیح تر خز کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کپڑا ہے کہ اس کا تانا ریشم سے ہوتا ہے اور بانا سوت وغیرہ سے
اور بعض نے کہا کہ ریشم اور صوف وغیرہ سے ملا کر بنا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اصل اس کا نام چوپائے کا ہے کہ اس
کو خز کہتے ہیں اور جو کپڑا کہ اس کے پشم سے بنائے جائے اس کو بھی خز کہا جاتا ہے واسطے نرم ہونے اس کے کی پھر بولا

گیا ہر کپڑے پر کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو خز واسطے نرم ہونے ریشم کے بنا بر اس کے پس نہیں صحیح ہے استدلال ساتھ پہننے اس کے کی اوپر پہننے اس کے کہ اس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو جب تک کہ نہ ثابت ہو یہ کہ جو خز کہ سلف نے پہنا ہے اس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو، واللہ اعلم اور جائز رکھا ہے حنفیہ اور حنابلہ نے پہننا خز کا جب تک کہ نہ ہو اس میں شہرت اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت ہے اور یہ سب اختلاف خز میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا یُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِیْرِ لِلْحِکَّةِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے واسطے مردوں کے ریشم سے واسطے خارش کے۔

فائدہ: اور ذکر کرنا حکہ کا واسطے مثال کے ہے نہ واسطے قید کے اور البتہ باب باندھا ہے اس نے جہاد میں الحریر الحرب۔

۵۳۹۱ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَیْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِحِکَّةٍ بِهِمَا.

۵۳۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ریشم کے پہننے کی اجازت دی خارش کے سبب سے کہ ان کو تھی۔

فائدہ: اور وہ خارش ان کو جوؤں کے سبب سے پیدا ہوئی تھی کہا طبری نے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں داخل ہے بیچ نہی کے ریشم کے پہننے سے وہ شخص کہ ہو اس کو بیماری کہ تخفیف کرے اس میں پہننا ریشم کا اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ کپڑا جو بچائے گرمی یا سردی سے جہاں اس کے سوائے اور کوئی کپڑا نہ پایا جائے اور خاص کیا ہے اس کو شافعیہ نے ساتھ سفر کے سوائے حضر کے اور خاص کیا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس کے ساتھ خارش کے اور نقل کیا ہے اس کو رافعی نے جوؤں میں بھی۔ (فتح)

بَابُ الْحَرِیْرِ لِلنِّسَآءِ.

عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے۔

فائدہ: شاید کہ نہیں ثابت ہوئی ہیں نزدیک اس کے دونوں حدیثیں جو مشہور ہیں بیچ تخصیص نہی کے ساتھ مردوں کے صریح سو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے اور البتہ روایت کی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب سنن نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور ریشم کو لیا سو فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور میری امت کی عورتوں پر حلال ہیں اور روایت کی احمد اور طحاوی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور ریشم حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور حلال ہیں میری امت کی عورتوں پر کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اگر ہم کہیں کہ تخصیص نہی کی واسطے مردوں کے کسی حکمت کے واسطے ہے تو جو ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معلوم کیا کہ عورتوں کو زینت کرنے سے صبر کم ہے سو مہربانی کی ساتھ ان کے اس کے مباح کرنے میں اور نیز اس واسطے کہ زینت کرنا ان کا غالبا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے خاوندوں کے ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ

زوجیت کا سنوارنا ایمان سے ہے اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ نہیں لائق ہے نر کو کہ مبالغہ کرے بیچ استعمال کرنے زینت دار چیزوں کے اس واسطے کہ یہ عورتوں کی صفات سے ہے۔ (فتح)

٥٣٩٢ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَآءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ.

٥٣٩٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ریشمی جوڑا پہنایا سو میں اس کو پہن کر نکلا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں اثر غضب کا دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اکیدر رومہ کے بادشاہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا ہدیہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور حلہ کہتے ہیں تہہ بند اور چادر کو اور زیادہ کیا اس میں ابن اثیر نے جب کہ دونوں ایک جنس سے ہوں اور کہا ابن سیدہ نے محکم میں کہ حلہ چادر ہے یا غیر اس کا اور کہا عیاض نے کہ حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں جب کہ نئے ہوں اور بعض نے کہا ہے نہیں ہوتے دو کپڑے حلہ مگر جب کہ ایک دوسرے کے اوپر پہنا جائے اور پہلے معنی مشہور تر ہیں اور کہا اصمعی نے کہ وہ کپڑے ہیں کہ ان میں خطوط ریشمی ہوتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا اس کو سیرا واسطے نشان ہونے خطوط کے بیچ ان کے اور بعض نے کہا کہ ان میں خطوط ہوتے ہیں مختلف رنگوں کے دراز اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قسم ہے یمن کی چادروں سے اور یہ جو کہا کہ میں اس کو پہن کر نکلا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس جوڑے کو تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا کہ تو اس کو پہنے میں نے تو اس کو صرف اس واسطے بھیجا تھا کہ تا کہ تو اس کو پھاڑ کر عورتوں کی اوڑھنیاں بنا دے اور مراد عورتوں سے چار فاطمہ ہیں ایک فاطمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی دوسری فاطمہ علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تیسری فاطمہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چوتھی فاطمہ عقیل رضی اللہ عنہ کی عورت اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف جوڑا بھیجا سو بنا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظاہر بھیجنے پر سو نفع اٹھایا اس کے ساتھ ساتھ پہننے اس کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے بیان فرمایا کہ اس کا پہننا جائز نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجا اس کو ان کی طرف تا کہ غیر کو دیں جس کے واسطے مباح ہے اور یہ سب اس وقت ہے جب کہ واقع ہوا ہو قصہ بعد نہی مردوں کے پہننے ریشم کے سے۔ (فتح)

٥٣٩٣ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَاٰى حُلَّةَ سِيَرَآءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ ابْتَعْتَهَا تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ وَالْجُمُعَةِ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰى عُمَرَ حُلَّةَ سِيَرَآءَ حَرِيْرٍ كَسَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِيْهَا مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَبِيْعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا.

٥٣٩٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا بازار میں بکتے دیکھا سو فرمایا کہ اگر آپ اس کو خریدیں اور ایلچیوں کے واسطے پہنیں جب کہ آپ کے پاس آئیں اور جمعہ کے دن تو خوب ہو؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو وہی شخص پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد ایک جوڑا ریشمی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اس کو پہنایا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ جوڑا پہنایا اور حالانکہ میں نے آپ سے سنا اس کے حق میں فرماتے تھے جو فرمایا یعنی آپ نے تو ریشمی کپڑے کو حرام فرمایا تھا پھر مجھ کو کیوں بھیجا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو تیرے پاس بھیجا تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے یا کسی کو پہنا دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کو پہنایا تو یہ اس طرح مطلق بولا ہے اور یہ باعتبار اس چیز کے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا نہیں تو ظاہر ہوا ہے باقی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں بھیجا تھا کہ اس کو پہنیں یا مراد پہنانے سے یہ ہے کہ اس کو دیا جو صلاحیت رکھتا ہے اس کی کہ ہو لباس اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ایک جوڑا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور معلوم ہو گئی ساتھ اس کے جہت صلہ کی جو اول علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے بھائی کو مکے میں بھیجا جو مشرک تھا اور وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی بیچ باب الحریر للنساء کے لی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمایا تا کہ تو اس کو بیچ کر فائدہ اٹھائے یا کسی کو پہنا دے اس واسطے کہ جب ریشمی کپڑے کا پہننا مردوں پر حرام ہوا تو نہیں فرق ہے درمیان عمر رضی اللہ عنہ کے اور اس کے غیر کے مردوں سے بیچ اس کے پس بند ہو گی اجازت بیچ عورتوں کے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو پہنایا تو نہیں مشکل ہے یہ اس پر نزدیک اس کے جو دیکھتا ہے کہ کافر مخاطب ہے ساتھ فروع کے اور ہوگا بھیجنا عمر رضی اللہ عنہ کا جوڑے کو طرف بھائی اپنے کی تا کہ بیچ ڈالے اس کو یا پہنا دے کسی عورت کو اور جو دیکھتا ہے کہ کافر غیر مخاطب ہے تو ممکن ہے کہ خلاصی پائے اس اشکال سے ساتھ تمسک کرنے کے اس سے کہ عورتیں داخل ہیں بیچ عموم قول اس کے کی یا پہنائے اس کو یعنی یا واسطے عورت کے یا واسطے کافر کے بقرینہ قول اس کے کی اس کو تو وہی پہنتا ہے جس کو آخرت

میں حصہ نہیں یعنی مردوں سے پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے وجہ اور وہ یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے اس نے اس چیز کی طرف کہ حدیث مذکور کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے سو روایت کیا ہے حدیث مذکور کو طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطارد پر ریشمی جوڑا دیکھا سو اس کو مکروہ جانا پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کو پہنایا، الحدیث اور اس حدیث میں ہے کہ میں نے تجھ کو اس واسطے نہیں دیا کہ تو اس کو پہنے اور میں نے تو تجھ کو اس واسطے دیا تھا کہ تو عورتوں کو پہنا دے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے عورت کو پہننا خالص ریشم کا بنا بر اس کے کہ حلہ سیراء اس کو کہتے ہیں جو خالص ریشم سے ہو کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ قول اہل علم کا ہے اور اہل لغت کہتے ہیں کہ حلہ سیراء وہ کپڑا ہے جس میں سوت اور ریشم ملا ہوا ہو اور پہلا قول معتمد ہے پھر بیان کی حدیث مثل حدیث باب کی اور اس میں ہے کہ ریشمی جوڑا کہا ابن بطال نے کہ حدیث کے طریقے دلالت کرتے ہیں اس پر کہ حلہ مذکور خالص ریشم سے تھا پھر ذکر کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! میں عطارد پر گزرا کہ ایک حلہ ریشمی بیچتا ہے، الحدیث اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ حلہ مذکور خالص ریشمی تھا میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ سیراء کبھی خالص ریشم سے ہوتا ہے اور کبھی خالص ریشم نہیں ہوتا سو جو عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں مذکور ہے اس کے ساتھ تصریح آ چکی ہے کہ وہ خالص ریشم تھا اسی واسطے واقع ہوا ہے اس کی حدیث میں کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے اور جس کا ذکر علی رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے وہ خالص ریشم نہ تھا واسطے اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کسی نے ایک حلہ بھیجا جس میں سوت ملا تھا یا اس کا تانا ریشم کا تھا یا بانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میری طرف بھیجا میں نے کہا کہ میں اس کو کیا کروں اس کو پہنوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پسند کرتا میں واسطے تیرے مگر جو پسند کرتا ہوں اپنے واسطے لیکن اس کو پھاڑ کر فواطم کے درمیان تقسیم کر دے اور نہیں واقع ہوئی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وعید اس کے پہننے پر جیسے کہ واقع ہوئی ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں بلکہ اس میں ہے کہ میں نہیں پسند کرتا واسطے تیرے مگر جو پسند کرتا ہوں واسطے اپنے اور نہیں شک ہے اس میں کہ ترک کرنا اس چیز کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو اولیٰ ہے اس کے پہننے سے نزدیک اس کے جو قائل ہے ساتھ جواز اس کے کی۔ (فتح)

٥٣٩٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيْرٍ سِيَرَاءَ.

٥٣٩٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر ریشمی چادر دیکھی۔

فائدہ: اور البتہ غفلت کی ہے طحاوی نے سو کہا اس نے کہ اگر انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دیکھا ہے تو معارض ہوگی یہ حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو یعنی جو نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو

ریشمی اور حلہ سے منع کرتے تھے اور اگر انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیکھا ہے تو ہوگی یہ دلیل اوپر منسوخ ہونے حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کے اور پوشیدہ رہا اس پر یہ کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فوت ہوگئی تھیں اور اسی طرح زینب رضی اللہ عنہا بھی پس باطل ہوا تردد اور بہر حال دعویٰ تعارض کا سو مردود ہے اور اسی طرح دعویٰ نسخ کا اور تطبیق ان کے درمیان واضح ہے ساتھ حمل کرنے نہی کے جو عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے نہی تنزیہ پر اور برقرار رکھنا ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا اس پر یا واسطے بیان جواز کے ہے یا اس واسطے کہ وہ اس وقت چھوٹی تھیں اور اس تقدیر پر نہیں ہے کوئی اشکال بیچ دیکھنے انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے اور برتقدیر اس کے کہ بڑی ہوں تو محمول ہوگا اس پر کہ یہ واقعہ حجاب اترنے سے پہلے تھا یا اس کے بعد تھا اور نہیں لازم آتا دیکھنے کپڑے کے سے پہننے والے پر دیکھنا پہننے والے کا سو شاید انس رضی اللہ عنہ نے مثلا کرتے کا دامن دیکھا ہو اور احتمال ہے کہ جو چادر ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر تھی وہ خالص ریشم سے نہ تھی بلکہ اس میں سوت ملا ہوا تھا، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے باب کی حدیثوں سے اس پر کہ عورتوں کو ریشمی کپڑے پہننا منع ہے برابر ہے کہ کپڑا سب ریشمی ہو یا بعض اس کا اور پہلی حدیث میں غرض کرنا مفضول کا ہے فاضل پر اور تابع کا متبوع پر جو محتاج ہو اس کی طرف مصالح اس کے سے اس چیز سے کہ وہ گمان کرے کہ اس کو اس پر اطلاع نہیں اور اس میں مباح ہونا طعن کا ہے واسطے اس کے جو اس کا مستحق ہو اور اس میں ہے کہ جائز ہے بیچنا اور خریدنا مسجد کے دروازے پر اور اس میں مباشر ہونا صالحین اور فضلاء کا ہے بیع اور شراء کو کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ترک کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ریشم کو اور یہ دنیا میں ہے اور ارادہ تاخیر ستھری چیزوں کا طرف آخرت کی جس کے واسطے کوئی انتہا نہیں اس واسطے کہ جلدی کرنا طرف عمدہ چیزوں کے دنیا میں نہیں ہے خوب سو بے رغبتی کی دنیا میں واسطے آخرت کے اور حکم کیا ساتھ اس کے اور منع کیا ہر طرف سے میں کہتا ہوں اور شاید مراد ابن بطال کی بیان کرنا سبب تحریم کا ہے سو مستقیم ہوگا جو کہا اس نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مردوں کے بیچنا ریشمی کپڑے کا اور تصرف کرنا اس میں ساتھ ہبہ اور ہدیہ کے نہ پہننا اس کا اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سلوک کرنا قریبی کافر سے اور احسان کرنا اس کی طرف ساتھ ہدیہ کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے تحفہ بھیجنا کافر کو اگرچہ حربی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کافر نہیں ہے مخاطب ساتھ فروع کے اس کے واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منع کیے گئے پہننے اس جوڑے کے سے تو انہوں نے اپنے بھائی مشرک کو مکے میں تحفہ بھیجا اور نہ انکار کیا او پر اس کے لیکن احتمال ہے کہ ہو یہ اصل اباحت پر اور مشروع ہونا خطاب کا فر کا ساتھ فروع کے اس واقعہ سے متاخر ہوا ہو، واللہ اعلم۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسُطِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فراخی کرتے لباس سے اور بستروں سے۔

فائدہ: یعنی استعمال کرتے جو میسر ہوتا اور نہ تکلف اور تنگی کرتے ساتھ اختصار کرنے کے خاص ایک قسم پر یا نہ تکلف کرتے ساتھ حاصل کرنے عمدہ اور قیمتی چیز کے۔

٥٣٩٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ لَبِثْتُ سَنَةً وَّأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَهَابُهُ فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلًا فَدَخَلَ الْأَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَآءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ وَذَكَرَهُنَّ اللّٰهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذٰلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِّنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أُمُوْرِنَا وَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ امْرَأَتِيْ كَلَامٌ فَأَغْلَظَتْ لِيْ فَقُلْتُ لَهَا وَإِنَّكِ لَهُنَاكِ قَالَتْ تَقُوْلُ هٰذَا لِيْ وَابْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا إِنِّيْ أُحَذِّرُكِ أَنْ تَعْصِي اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِيْ أَذَاهُ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا فَقَالَتْ أَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ قَدْ دَخَلْتَ فِيْ أُمُوْرِنَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَرَدَّدَتْ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ

٥٣٩٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال توقف کیا اور میں چاہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں حال ان دو عورتوں کا جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج دینے پر اتفاق کیا تھا سو مجھ کو ان سے ہیبت آتی تھی کہ پوچھوں سو ایک دن ایک جگہ اترے اور پیلو کے درختوں میں داخل ہوئے یعنی واسطے قضائے حاجت کے سو جب نکلے تو میں نے ان سے پوچھا یعنی وہ کون عورتیں ہیں ؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا پھر کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں عورتوں کو کچھ چیز نہیں گنتے تھے سو جب اسلام آیا اور اللہ نے ان کو ذکر کیا یعنی قرآن میں تو ہم نے اس سے معلوم کیا کہ ان کو ہم پر حق ہے بغیر اس کے کہ ہم ان کو کسی کام میں دخل دیں اور میرے اور میری عورت کے درمیان کچھ بات تھی سو اس نے مجھ سے سخت کلامی کی تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک تو اس جگہ ہے یعنی میرے سامنے مت آیا میرے سامنے مت بول اس نے کہا کہ تو مجھ سے یہ کہتا ہے اور حالانکہ تیری بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے سو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک میں تجھ کو ڈراتا ہوں اس سے کہ تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے ڈرایا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے اور عذاب سے جو واقع ہوتا ہے بسبب ایذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا یعنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تو اس نے کہا کہ میں تعجب کرتی ہوں تجھ سے اے عمر! البتہ تو ہمارے سب کاموں میں داخل ہوا سو نہ

وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ أَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَنْ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اسْتَقَامَ لَهٗ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَّأْتِيَنَا فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِالْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ إِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ قُلْتُ لَهٗ وَمَا هُوَ أَجَآءَ الْغَسَّانِيُّ قَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذَاكَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ فَجِئْتُ فَإِذَا الْبُكَآءُ مِنْ حُجَرِهِنَّ كُلِّهَا وَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَعِدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ وَعَلٰى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيْفٌ فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِيْ فَأَذِنَ لِيْ فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ وَتَحْتَ رَأْسِهٖ مِرْفَقَةٌ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَّإِذَا أُهُبٌ مُّعَلَّقَةٌ وَّقَرَظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِيْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِيْ رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ.

باقی رہا مگر یہ کہ تو حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو جواب دیا اور ایک انصاری مرد میرا ہمسایہ تھا جب حضرت ﷺ سے غائب ہوتا اور میں آپ کے پاس موجود ہوتا تو لاتا میں اس کے پاس خبر اس چیز کی کہ حادث ہوتی یعنی جو نیا حکم نکلتا اس کی چیز اس کو آ دیتا اور جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور وہ حاضرت ہوتا تو لاتا میرے پاس خبر اس چیز کی کہ حادث ہوتی حضرت ﷺ سے اور جو لوگ کہ حضرت ﷺ کے گرد تھے یعنی مدینے کے آس پاس رہتے تھے سب آپ کے واسطے سیدھے ہو گئے تھے یعنی سب مطیع ہو گئے تھے سو نہ باقی رہا تھا مگر بادشاہ غسان کا جو شام میں تھا ہم ڈرتے تھے کہ وہ ہم پر چڑھ آئے سو نہ جانا میں نے انصاری کی کلام کو اور حالانکہ وہ کہتا تھا کہ بے شک شان یہ ہے کہ البتہ پیدا ہوا ایک حادثہ میں نے اس سے کہا اور وہ کیا ہے؟ غسانی آیا؟ کہا اس سے بڑھ کر حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی سو میں آیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے سب حجروں سے رونے کی آواز آتی ہے اور اچانک دیکھا کہ حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں چڑھے ہیں اور بالا خانے کے دروازے پر ایک غلام ہے سو میں اس کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میرے واسطے پروانگی مانگ یعنی اور اس نے پروانگی مانگی حضرت ﷺ نے پروانگی دی سو میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں البتہ چٹائی نے آپ کے پہلو میں اثر کیا ہے یعنی پہلو میں اس کا نشان پڑا ہے اور حضرت ﷺ کے سر کے نیچے تکیہ ہے چمڑے کا کھجور کی چھیل سے بھرا ہوا اور اچانک میں نے دیکھا کہ کچے چمڑے میں

لٹکے ہوئے اور پتے درخت سلم کے جن کے ساتھ دباغت دی جاتی ہے سو میں نے کہا حضرت ﷺ سے جو حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو جواب دیا تو حضرت ﷺ ہنسے سو حضرت ﷺ بالا خانے میں انتیس رات ٹھہرے پھر اترے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا سونا ہے چٹائی پر اور آپ کے سر کے نیچے تکیہ تھا کھجور کی چھیل سے بھرا ہوا اور مرفقہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ آرام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تکیہ ہو یا کچھ اور اور یہ جو کہا فما شعرت یعنی نہ جانا میں نے مگر یہ کہ انصاری کہتا ہے اور احتمال ہے کہ ما نافیہ ہو بغیر حاجت کے طرف استثناء کی اور مراد مبالغہ ہے بیچ نفع کرنے شعور اپنے کے ساتھ کلام انصاری کے شدت اس چیز کے سے کہ ہجوم کیا اس پر خبر سے جس کی اس نے ان کو خبر دی اور زیادہ ثبوت کے واسطے دوبار اس سے پوچھا۔ (فتح)

٥٣٩٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِيْ كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا.

٥٣٩٦ ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات سو کر جاگے اور حالانکہ آپ کہتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے آج کی رات کیا کیا فتنے فساد اترے ہیں اور کیا کیا رحمت کے گنج اترے ہیں کوئی ہے کہ حجرے والی عورتوں کو جگائے یعنی تا کہ تہجد کی نماز پڑھیں بہت عورتیں دنیا میں کپڑے پہننے والی ہیں قیامت میں ننگی ہیں یعنی دنیا میں باعزت اور آخرت میں گناہ سے فضیحت اور کہا زہری نے اور ہند کے واسطے تکمے تھے اس کے کرتے کی آستینوں میں اس کی انگلیوں کے درمیان۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت ﷺ نے اسلام کی فتوح کی اور جو فساد کہ اس امت میں ہونے والے ہیں ان کی خبر دی کہا ابن بطال نے کہ جوڑا حضرت ﷺ نے خزانوں کے اترنے کو ساتھ فتنوں کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ وہ اس کا سبب ہوتے ہیں اور یہ کہ میانہ روی کام میں بہتر ہے اکثار سے اور زیادہ تر سالم ہے فتنے سے اور مطابقت حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ڈرایا حضرت ﷺ نے باریک کپڑے کے پہننے سے جس میں سے بدن نظر آئے تا کہ ننگی ہوں آخرت میں اور جو حکایت کی ہے زہری نے ہند سے اس کی

تائید کرتی ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ باریک کپڑا نہیں پہنتے تھے اس واسطے کہ جب ڈرایا اس کے پہننے سے ستر ظاہر ہونے کے سبب سے تو ہوں گے اولیٰ ساتھ صفت کمال کے اپنے غیر سے اور یہ مبنی ہے ایک قول پر کہ کاسیة عاریة سے کیا مراد ہے کما سیاتی بیانہ فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالیٰ اور احتمال ہے کہ دونوں حدیثیں ترجمہ پر بالتوزیع دلالت کرتی ہوں سو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی مطابق ہے واسطے بستروں کے اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مطابق ہے واسطے لباس کے اور یہ جو کہا کہ ہند کے واسطے تکمے تھے اس کی آستینوں میں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہند ڈرتی تھی کہ ظاہر ہو اس کے بدن کچھ چیز بسبب فراخ ہونے اس کے آستینوں کے سو اس نے اس کو تکمے لگائے تھے تا کہ اس کے بدن سے کچھ چیز ظاہر نہ ہو پس داخل ہو کاسیة عاریة میں یعنی بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنتی ہیں کہ ان کا بدن اس سے نظر آتا ہے بسبب باریک ہونے کپڑے کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُدْعٰى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ دعا کی جائے واسطے اس کے جو نیا کپڑا پہنے۔

فائدہ: شاید نہیں ثابت ہوئی نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ پر کپڑا دیکھا سو فرمایا کہ کپڑا پہن اور زندہ رہ تعریف کیا ہوا اور مر شہید ہو کر روایت کی ہے یہ حدیث نسائی نے اور نیز اس چیز میں کہ دعا کرے نیا کپڑا پہننے والا کئی حدیثیں ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جو ابوداؤد وغیرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ دستور تھا کہ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے عمامہ یا کرتہ یا چادر پھر کہتے الٰہی! تجھی کو سب حمد ہے تو ہی نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا مانگتا ہوں تجھ اس کی خیر کہ خیریت سے بدن پر رہے کوئی آفت نہ پہنچے اور خیر اس کی جس کے واسطے بنایا گیا یعنی اس کو پہن کر بندگی کروں اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری اس کی بدی سے اور بدی اس چیز کی سے جس کے واسطے بنایا گیا یعنی اس کو پہن کر گناہ نہ کروں اور روایت کی ترمذی نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع کہ جو نیا کپڑا پہنے سو کہے سب شکر ہے واسطے اس کے جس نے مجھ کو کپڑا پہنایا جس سے میں اپنے ستر کو ڈھانپوں اور اپنی زندگی میں زینت کروں پھر پرانے کپڑے کو خیرات کر ڈالے تو ہوتا ہے اللہ کی نگہبانی میں زندگی میں اور مرنے کے بعد اور روایت کی ہے احمد اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا کہ جو نیا کپڑے پہنے سو کہے شکر ہے اللہ کا جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور روزی دی مجھ کو بغیر حیلے اور قوت کے میری جانب سے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ (فتح)

۵۳۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى

۵۳۹۷۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کپڑے لائے گئے جن میں ایک سیاہ چادر تھی حضرت ﷺ نے فرمایا تم کس کو دیکھتے ہو کہ ہم یہ چادر پہنائیں سو لوگ چپ رہے سو فرمایا کہ ام خالد رضی اللہ عنہا کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَآءُ قَالَ مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوْهَا هٰذِهِ الْخَمِيصَةَ فَأُسْكِتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْبَسَنِيهَا بِيَدِهٖ وَقَالَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَلَمِ الْخَمِيصَةِ وَيُشِيْرُ بِيَدِهٖ إِلَيَّ وَيَقُوْلُ يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَيَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشِيَّةِ الْحَسَنُ قَالَ إِسْحَاقُ حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِيْ أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلٰى أُمِّ خَالِدٍ.

میرے پاس لاؤ سو میں حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے وہ چادر پہنائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیری زندگی دراز ہو یہاں تک کہ گل جائے کپڑا اور پھٹ جائے یہ حضرت ﷺ نے دو بار فرمایا سو حضرت ﷺ نے شروع کیا کہ چادر کے نقش کی طرف دیکھتے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرتے سو فرماتے اے ام خالد! یہ خوب ہے دو بار فرمایا اور سنا کہ معنی حبش کی زبان میں خوب ہیں کہا اسحاق نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ایک عورت نے میرے گھر والوں میں سے کہ اس نے اس کو ام خالد پر دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب الخمیصہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ.

مردوں کو زعفران لگانا منع ہے۔

فائدہ: یعنی بدن میں اور قید کیا ہے ساتھ مردوں کے تا کہ نکل جائے عورت یعنی عورت کو منع نہیں۔ (فتح)

٥٣٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

٥٣٩٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا اس سے کہ مرد زعفران لگائے یعنی بدن میں۔

فائدہ: اور اختلاف ہے کہ مرد کو زعفران کا لگانا کس وجہ سے منع ہے کیا اس کی بو کے واسطے ہے کہ وہ عورتوں کی خوشبو ہے اور اسی واسطے آئی ہے زجر خلوق سے یا واسطے رنگ اس کے کی پس لاحق ہوگی ساتھ اس کے ہر زردی اور البتہ نقل کیا ہے بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا کہ میں منع کرتا ہوں حلال مرد کو ہر حال میں یہ زعفران لگائے اور میں اس کو حکم کرتا ہوں کہ جب زعفران لگائے تو اس کو دھو ڈالے اور میں رخصت دیتا ہوں اس کپڑے میں جس کسم سے رنگا ہوا اس واسطے کہ میں نے نہیں پایا کسی کو اس سے حکایت کرتا ہو مگر جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو منع کیا اور میں نہیں کہتا کہ تم کو منع کیا کہا بیہقی نے کہ البتہ وارد ہوا ہے یہ غیر علی رضی اللہ عنہ سے بھی اور بیان کی حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے مجھ پر دو کپڑے کسم سے رنگے ہوئے دیکھے سو فرمایا کہ یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں سو نہ پہن ان کو روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں ان کو دھو ڈالوں؟ حضرت ﷺ

نے فرمایا نہ بلکہ ان کو جلا ڈال کہا بیہقی نے اگر یہ حدیث شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچتی تو اس کے ساتھ قائل ہوتا واسطے پیروی کرنے سنت کے موافق عادت اپنی کے اور البتہ مکروہ رکھا ہے کسنمی کپڑے کو ایک جماعت نے سلف سے اور رخصت دی ہے اس میں ایک جماعت نے اور جو کراہت کے ساتھ قائل ہیں ان میں سے ہے حلیمی اور پیروی سنت کی اولیٰ ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ مضبوط کیا ہے بیہقی نے مسئلہ کو اور رخصت دی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کسنمی اور زعفرانی کپڑے میں گھروں میں اور مکروہ جانا ہے اس کو مجلسوں اور محفلوں میں اور عنقریب آئے گی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زردی میں اور پہلے گزر چکی ہے نکاح میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمٰن کے قصے میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا اور پہلے گزر چکا ہے جواب اس سے کہ وہ زردی اس کے کپڑے میں تھی اس کو عورت سے لگ گئی تھی اور اس کے بدن میں نہ تھی اور بدن میں زعفران لگانا سخت تر ہے کپڑے میں لگانے سے اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ جانا سو جب وہ کھڑا ہوا تو فرمایا کہ اگر تم اس کو حکم کرو کہ اس زردی کو چھوڑ دے تو خوب ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حاضر ہوتے فرشتے کافر کے جنازے میں اور نہ جو زعفران سے آلودہ ہو اور عمار کی حدیث میں ہے کہ میں رات کو اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور حالانکہ میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے سو انہوں نے مجھ کو زعفران لگائی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا کر اس کو دھو ڈال۔ (فتح)

بَابُ الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ.

باب ہے بیچ بیان اس کپڑے کے جو زعفران سے رنگا گیا ہو۔

٥٣٩٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ أَوْ بِزَعْفَرَانٍ.

٥٣٩٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پہنے محرم وہ کپڑا جس میں ورس اور زعفران لگی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں محرم کی قید ہے یعنی احرام کی حالت میں زعفرانی کپڑا پہننا جائز نہیں اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے حلال یعنی غیر محرم کو پہننا اس کپڑے کا جو زعفران سے رنگا گیا کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور ایک جماعت نے پہننا اس کپڑے کا جو زعفران سے رنگا گیا ہو واسطے غیر محرم کے اور کہا انہوں نے کہ نہی اس سے خاص محرم کے واسطے ہے اور حمل کیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ

اور کوفیوں نے محرم اور غیر محرم پر اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو آئندہ آتی ہے دلالت کرتی ہے جواز پر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زردی کے ساتھ خضاب کیا کرتے تھے اور روایت کی ہے حاکم نے ابن جعفر کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دو کپڑے تھے زعفران سے رنگے ہوئے اور اس کی سند میں راوی ضعیف ہے اور روایت کی ہے طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اور ازار زعفران سے رنگی اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے اور غریب ہے قول ابن عربی کا کہ نہیں وارد ہوئی زرد کپڑے میں کوئی حدیث اور حالانکہ وارد ہوئی ہیں اس میں چند حدیثیں جیسا کہ دیکھا تو نے۔ (فتح)

بَابُ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ.

باب ہے بیچ بیان سرخ کپڑے کے۔

٥٤٠٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ.

۵۴۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے اور میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا اور میں نے اس سے کوئی چیز خوب تر نہیں دیکھی۔

فائدہ: اور واسطے ابوداؤد کے ہلال بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا منیٰ میں اونٹ پر خطبہ پڑھتے تھے اور آپ پر سرخ چادر تھی اور اس کی سند حسن ہے اور سرخ کپڑے کے پہننے میں سلف کے سات قول ہیں اول یہ کہ جائز ہے مطلق مروی ہے یہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب سے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ایک گروہ تابعین سے دوسرا قول یہ کہ منع ہے مطلق واسطے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو پہلے گزری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی پر کسمی کپڑا دیکھتے تو اس کو کھینچتے اور کہتے کہ اس کو عورتوں کے واسطے چھوڑ دو اور ابن ابی شیبہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرخی شیطان کی زینت ہے اور شیطان چاہتا ہے سرخی کو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا اور اس پر دو سرخ کپڑے تھے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن ہے تیسرا قول یہ کہ مکروہ ہے وہ کپڑا جو بہت گاڑھا سرخ ہو نہ وہ جو خفیف سرخ ہو ی مروی ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے چوتھا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے پہننا سرخ کپڑے کا مطلق واسطے قصد زینت اور شہرت کے اور جائز ہے گھروں میں اور محنت میں یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے پانچواں قول یہ کہ جائز ہے پہننا اس کپڑے کا جو بننے سے پہلے رنگا گیا ہو اور منع وہ ہے جو بننے کے بعد رنگا گیا ہو مائل کی ہے اس کی طرف خطابی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جو حدیثوں

میں وارد ہے کہ حضرت ﷺ نے سرخ جوڑا پہنا وہ یمن کی چادر ہے اور یمن کی چادروں کا سوت پہلے رنگا جاتا ہے پھر بنا جاتا ہے چھٹا قول خاص ہونا نہی کا ہے ساتھ اس کپڑے کے کہ جو رنگا جائے کسم سے واسطے وارد ہونے نہی کے اس سے اور جو اس کے غیر سے رنگا جائے وہ منع نہیں اور وارد ہوتی ہے اس پر حدیث مقدام رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزری ساتواں قول یہ ہے کہ منع خاص ہے ساتھ اس کپڑے کے جو سب سرخ ہو اور بہر حال جس کپڑے میں کہ سرخ کے سوائے اور رنگ بھی ہو سفید یا سیاہ وغیرہ سے تو وہ منع نہیں اور اسی پر محمول ہیں حدیثیں جو وارد ہیں سرخ جوڑے میں اس واسطے کہ یمن کے جوڑوں میں سرخ خطوط وغیرہ ہوتے ہیں یعنی اور باقی اور رنگ ہوتا ہے اور کہا طبری نے کہ میری رائے یہ ہے کہ جائز ہے پہننا کپڑے رنگے ہوئے کا ہر رنگ سے لیکن میں نہیں چاہتا پہننا اس کپڑے کا کہ گاڑھا سرخ ہو اور نہ پہننا سرخ کپڑے کا مطلق ظاہر کپڑوں سے اوپر اس واسطے کہ یہ لباس اہل مروت کا نہیں ہمارے زمانہ میں اور یہ ممکن ہے کہ آٹھواں قول ہو اور تحقیق اس مقام میں یہ ہے کہ نہی سرخ کپڑے کے پہننے سے اگر ہو اس سبب سے کہ وہ کفار کا لباس ہے تو قول اس میں مانند قول میثرہ میں اور اگر ہو اس سبب سے کہ اس میں عورتوں کی مشابہت ہے تو وہ راجع ہے طرف زجر کی مشابہت کرنے سے ساتھ عورتوں کے سو اس میں نہی لذاتہ نہ ہو گی اور اگر ہو بسبب شہرت کے تو منع کیا جائے اس سے جس جگہ کہ واقع ہو ورنہ قوی ہے جو مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے جو گھروں میں جائز ہے مجلسوں میں جائز نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْمِیْثَرَةِ الْحَمْرَآءِ.

باب ہے بیچ بیان زین پوش سرخ کے۔

٥٤٠١ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ.

۵۴۰۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا بیمار کی خبر لینا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب دینا اور ہم کو منع کیا ریشم اور دیبا اور قسی اور استبرق کے پہننے سے اور زین پوش سرخ کے استعمال سے۔

فائدہ: دیبا اور استبرق دو قسم کا ریشمی کپڑا ہے بہت عمدہ اور نفیس اور بہر حال میثرہ سو اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور نسائی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا سرخ زین پوش سے اور روایت کی ہے اصحاب سنن نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور قسی اور سرخ زین پوش کے پہننے سے کہا ابو عبید نے کہ سرخ زین پوش جس سے نہی وارد ہوئی ہے وہ دیبا اور ریشم سے تھی عجمی لوگ اس پر سوار ہوتے تھے کہا طبری نے

کہ وہ ایک دعا ہے کہ گھوڑے کی زین پر رکھا جاتا ہے یا اونٹ کے کجاوے پر ارغوان سے اور حکایت کی مشارق میں کہ وہ ایک زین ہے ریشمی اور ایک قول یہ ہے کہ وہ پردہ ہے زین کا ریشم سے اور بعض نے کہا ایک گدیلا ہے کہ روئی سے بھرا جاتا ہے سوار اس کو اپنے نیچے ڈالتا ہے اور یہ موافق ہے طبری کی تفسیر کو اور تینوں قول جو مذکور ہوئے ہیں کہ باہم مخالف نہ ہوں بلکہ ہر ایک کو میثرہ کہا جاتا ہے اور ہر تقدیر پر پس میثرہ اگر ریشم سے ہو تو نہی اس میں مانند نہی کی ہے بیٹھنے سے ریشمی کپڑے پر لیکن تقیید اس کی ساتھ احمر کے خاص تر ہے مطلق ریشم سے پس منع ہوگا اگر ہو ریشم اور مؤکد ہو گا منع اگر ہو سرخ باوجود اس کے اور اگر غیر ریشم سے ہو تو نہی اس میں واسطے زجر کے ہے مشابہ ہونے سے ساتھ عجمیوں کے کہا ابن بطال نے کہ کلام طبری کا تقاضا کرتا ہے برابری کو منع ہونے میں سوار ہونے سے اوپر اس کے برابر ہے کہ ریشم ہو یا اس کے غیر سے سو ہوگا منع کرنا اس سے جب کہ نہ ہو ریشم سے واسطے تشبیہ کے یا واسطے اسراف کے یا واسطے زینت کے اور اس کے موافق ہے تفصیل کراہت کی درمیان تحریم اور کراہت کے اور بہر حال قید کرنا ساتھ سرخی کے سو جو محمول کرتا ہے مطلق کو مقید پر اور وہ اکثر ہیں خاص کرتا ہے منع کو ساتھ اس کپڑے کے کہ سرخ ہو اور ارجوان جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے تو اس کی مراد میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وہ کپڑا ہے جو رنگا گیا ہو نہایت سرخ اور وہ رنگ ایک درخت کا ہے جو نہایت خوب رنگ ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اُون سرخ ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چیز سرخ ارجوان ہے سو اگر ہم قائل ہوں ساتھ خاص ہونے نہی کے ساتھ سرخ کے تو معنی نہی میں اس سے وہ چیز ہے جو اس کے غیر میں ہے جیسے کہ پہلے باب میں گزرا اور اگر ہم قائل ہوں کہ نہیں خاص ہے ساتھ سرخ کے تو معنی نہی کے اس سے وہ چیز ہے کہ اس میں ہے آسودگی سے اور کبھی عادت ہو جاتی ہے اس کی کسی شخص کو سو دشوار ہوتا ہے اس پر چھوڑنا اس کا سو ہوگی نہی اس سے نہی ارشاد کی واسطے مصلحت دنیاوی کے اور اگر ہم کہیں کہ نہی اس سے بسبب تشبیہ کے ہے ساتھ عجمیوں کے تو وہ واسطے مصلحت دینی کے ہے لیکن اس وقت ان کا شعار تھا اور حالانکہ وہ کافر تھے پھر جب کہ ہو گیا اب کہ وہ ان کے ساتھ خاص نہیں تو دور ہوا معنی یہ پس دور ہوگی کراہت، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا. باب ہے بیچ بیان سبتی جوتوں کے اور غیر ان کے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ جوتا پیغمبروں کا لباس ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑا ہے لوگوں نے اس کے غیر کو واسطے اس چیز کے کہ ان کی زمین میں ہے مٹی سے اور کبھی نعل کہا جاتا ہے اس کو جو قدم کو بچائے اور یہ جو کہا سبتیہ تو کہا ابوعبید نے کہ سبتی کے معنی ہیں دباغت دی گئی ساتھ قرظ کے اور بعض نے کہا کہ سبتی وہ ہے جس کے بال اور کیے گئے ہوں اور تائید کی گئی ہے ساتھ جواب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو باب میں مذکور ہے اور کہا اصمعی اور خلیل نے کہ وہ دباغت دی گئی ہے اور کہا انہوں نے کہ کہا گیا اس کو سبتی اس واسطے کہ وہ نرم اور ملائم ہوگئی ہے ساتھ رنگنے کے کہا ابو عبید نے کہ تھے جاہلیت میں نہ پہنتے تھے جوتے دباغت دیئے گئے کو مگر وسعت والے لوگ۔ (فتح)

٥٤٠٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ أَبِيْ مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.

۵۴۰۲۔ حضرت ابو مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں جوتوں میں نماز پڑھتے تھے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٤٠٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَّيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ

۵۴۰۳۔ حضرت عبید بن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے تجھ کو دیکھا تو چار چیز کرتا ہے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو تیرے ساتھیوں سے کہ ان کو کرتا ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے تجھ کو دیکھا کہ نہیں ہاتھ لگاتا تو اور چومتا کعبے کے رکنوں سے مگر دونوں یمانی رکنوں کو اور میں نے تجھ کو دیکھا تو سبتی جوتا پہنتا ہے اور میں نے تجھ کو دیکھا تو زردی سے خضاب کرتا ہے یا کپڑے کو رنگتا ہے اور میں نے تجھ کو دیکھا کہ جب تو مکے میں ہوتا ہے تو لوگ احرام باندھتے ہیں جب کہ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہیں اور تو احرام نہیں باندھتا یہاں تک کہ آٹھویں کا دن ہو تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ بہر حال ارکان کعبے کے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ ہاتھ لگاتے ہوں مگر دونوں رکنوں کو اور بہر حال جوتا سبتی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پہنتے تھے وہ جوتا جس میں بال نہ ہوں اور وضو کرتے بیچ اس کے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کو پہنوں اور بہر حال زردی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس کے ساتھ خضاب کرتے تھے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ خضاب کروں اور بہر حال احرام باندھنا سو میں نے نہیں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے یہاں تک کہ کھڑے ہو کر سیدھی ہوتی ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری آپ کی یعنی اس

حَتّٰی تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.

جگہ سے کہ وہاں سے مدینے کا میقات ہے یعنی حضرت ﷺ نے مکے میں چاند دیکھنے کے دن احرام نہیں باندھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور بہر حال پہننا جوتے سبتی کا سو یہی ہے مقصود اس جگہ اور قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہ وہ جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہ ہوں تائید کرتا ہے تفسیر مذکور کو اور کہا خطابی نے کہ سبتی وہ جوتا ہے جو رنگا گیا ہو ساتھ قرظ کے اور وہی ہے جس کے بال مونڈھے گئے ہوں اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ بال ناپاک ہو جاتے ہیں مرنے سے اور یہ کہ نہیں اثر کرتی ہے اس میں دباغت اور نہیں دلالت ہے اس حدیث میں واسطے اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ سبتی پہنتے تھے اور اس کو چاہتے تھے اس پر کہ جائز ہے پہننا جوتے کا ہر حال میں اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا قبروں میں اور ثابت ہو چکی ہے حدیث حضرت ﷺ کی کہ آپ نے جوتوں میں نماز پڑھی اور جب جوتوں کے ساتھ مسجد میں جانا جائز ہے تو قبروں میں جانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ مردہ لوگوں کی جوتوں کی آواز سنتا ہے جب کہ اس سے پیٹھ دے کر پھرتے ہیں اور یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ جوتے کے ساتھ قبروں میں جانا جائز ہے کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ قبروں میں جوتے کے ساتھ جانا منع ہے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو نہی واسطے اکرام مردے کے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ قبر پر بیٹھنا منع ہے اور نہیں ہے ذکر سبتی کا واسطے تخصیص کے بلکہ اتفاقاً یہ واقع ہوا ہے اور منع تو قبروں پر چلنا ہے ساتھ جوتوں کے۔ (فتح)

٥٤٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

۵۴۰۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا وہ کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو کہا اور جو جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور چاہیے کہ ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر ڈالے۔

٥٤٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ

۵۴۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس ازار نہ ہو تو چاہیے کہ پاجامہ پہنے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو چاہیے کہ موزے پہنے۔

يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

فائدہ: ان حدیثوں میں ہے کہ جوتے کا پہننا مستحب ہے اور روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا کہ جوتے پہنا کرو اس واسطے کہ ہمیشہ آدمی سوار رہتا ہے جب تک کہ جوتا پہنا ہوا ہو یعنی وہ مشابہ ہے ساتھ سوار کے بیچ کم ہونے مشقت کے اور خفیف ہونے محنت کے اور سلامتی پاؤں کے راہ کی ایذا سے کہا ہے قرطبی نے کہ یہ کلام بلیغ ہے اور لفظ فصیح ہے اس طور سے کہ نہیں بنا جاتا ہے اس طور پر اور نہیں لائی جاتی ہے مثل اس کی اور وہ ارشاد ہے طرف مصلحت کی اور تنبیہ ہے اس چیز پر کہ ہلکا کرے مشقت کو اس واسطے جو ہمیشہ ننگا چلتا ہے وہ پاتا ہے دکھ اور مشقت سے ساتھ ٹھدی وغیرہ کے وہ چیز جو بند کرتی ہے اس کو چلنے سے اور منع کرتی ہے اس کو پہنچنے سے طرف مقصود کی مانند سوار کی پس اسی واسطے تشبیہ دی اس کو ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيُمْنٰى.

پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنا جائے۔

٥٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ.

۵۴۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے دائیں طرف سے شروع کرنے کو اپنے پاک کرنے میں یعنی وضو وغیرہ میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتے پہننے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

بَابُ يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرٰى.

پہلے بایاں جوتا اتارے۔

٥٤٠٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِيَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ.

۵۴۰۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جوتا پہنے تو چاہیے کہ اول دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو چاہیے کہ اول بائیں پاؤں سے اتارے اور چاہیے کہ دونوں میں سے دائیں پاؤں میں جوتا اول پہنا جائے اور پیچھے اتارا جائے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ دائیں طرف سے شروع مشروع ہے سب نیک عملوں میں واسطے فضل دائیں کے حسًا

قوت میں اور شرعًا ندب میں طرف مقدم کرنے اس کے کی اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مستحب ہے شروع کرنا دائیں طرف سے ہر چیز میں کہ ہو باب تکریم اور زینت سے اور شروع کرنا بائیں طرف سے اس کی ضد میں مانند داخل ہونے کے پاخانے میں اور اتارنے جوتے اور موزے کے اور نکلنے کے مسجد سے اور استنجاء کرنے کے اور سوائے اس کے مکروہ چیزوں سے کہا حلیمی نے کہ وجہ پہلے اتارنے کی بائیں طرف سے یہ ہے کہ پہننا کرامت ہے اس واسطے کہ وہ نگاہ رکھنا ہے بدن کا اور چونکہ دایا اکرام ہے بائیں سے تو شروع کیا گیا ساتھ اس کے پہننے میں اور پیچھے کیا گیا اتارنے میں تا کہ ہو کرامت واسطے اس کے ادوم اور مسئلہ اس کا اس سے اکثر کہا ابن عبدالبر نے کہ جو اول بائیں پاؤں میں جوتا پہنے وہ گنہگار ہوتا ہے واسطے مخالفت سنت کے لیکن نہیں حرام ہے اور نقل کیا ہے عیاض وغیرہ نے اجماع اس پر کہ امر اس میں واسطے استحباب کے ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ.

نہ چلے ایک جوتے میں۔

٥٤٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِيْ أَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا.

٥٤٠٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ چلے کوئی ایک جوتے میں اور چاہیے کہ دونوں جوتوں کو اکٹھا پہنے یا دونوں کو اکٹھا اتارے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ حکمت بیچ نہی کے یہ ہے کہ جوتا مشروع ہے واسطے بچانے پاؤں کے اس چیز سے کہ زمین میں ہو کانٹے وغیرہ سے سو جب ایک پاؤں خالی ہو تو محتاج ہوگا چلنے والا یہ کہ بچائے ایک پاؤں کو اس چیز سے کہ نہیں بچاتا ہے اس سے دوسرے کو سو خارج ہوگا بسبب اس کے سیدھی چال سے اور باوجود اس کے نہ نڈر ہوگا گر پڑنے سے اور کہا ابن عربی نے کہ علت اس کی یہ ہے کہ وہ شیطان کی چال ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ خارج ہے اعتدال سے کہا بیہقی نے کہ کراہت اس میں واسطے شہرت کے ہے سو دراز ہوتی ہیں آنکھیں اس کی طرف اور البتہ وارد ہوئی ہے نہی شہرت کی لباس سے سو جو چیز اپنے صاحب کو مشہور کرے اس کا حق یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور یہ جو مسلم میں ہے کہ جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو نہ چلے ایک جوتے میں یہاں تک کہ درست کرے اس کو تو اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں تا کہ دلالت کرے اوپر اجازت کے غیر اس صورت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک تصویر ہے کہ خارج ہوئی ہے مخرج عادت کی اور ممکن ہے کہ ہو مفہوم موافقت سے اور وہ تنبیہ ہے ساتھ ادنیٰ کے اعلیٰ پر اس واسطے کہ جب منع ہے باوجود حاجت کے تو باوجود عدم احتیاج کے اولیٰ ہوگا اور اس تقریر میں استدراک ہے اس پر جو جائز رکھتا ہے اس کو وقت ضرورت کے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اور سوائے

اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ صورت کبھی گمان کیا جاتا ہے کہ وہ خفیف تر ہے بوجہ ہونے اس کے کی واسطے ضرورت کے جو مذکور ہوئی لیکن واسطے علت موجودہ کے اس میں بھی اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر ضعیف ہونے اس چیز کے جو روایت کی ہے ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو ایک جوتے میں چلتے یہاں تک کہ اس کو درست کرتے اور یہ جو کہا کہ نہ چلے تو البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو جائز رکھتا ہے کھڑے ہونے کو ایک جوتے میں جب کہ عارض ہو واسطے جوتے کے وہ چیز کہ محتاج ہو طرف درست کرنے اس کے کی اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے اس میں سو نقل کیا ہے عیاض نے مالک رحمہ اللہ سے کہ دوسرے کو بھی اُتار ڈالے اور کھڑا رہے جب کہ ہو زمین گرم میں یا مانند اس کے میں اس چیز سے کہ ضرر کرے اس میں چلنا یہاں تک کہ درست کرے اس کو یا چلے ننگے پاؤں اگر نہ ہو یہ کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ صحیح ہے فتوٰی میں اور حدیث میں اور یہی قول ہے علماء کا اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے صورت جلوس کے یعنی ایک جوتے میں بیٹھنا بھی درست ہے یا نہیں اور ظاہر جواز اس کا ہے بنا بر اس کے کہ علت نہی میں وہ چیز ہے جو پہلے گزری اور روایت کی ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ چلے کوئی ایک جوتے میں اور نہ ایک موزے میں۔ (فتح)

بَابُ قِبَالَانِ فِي نَعْلٍ وَمَنْ رَأَى قِبَالًا وَاحِدًا وَاسِعًا.

دو تسمے ہر ایک جوتے میں اور جو دیکھتا ہے ایک تسمے کو فراخ یعنی جائز ہے۔

فائدہ: ہر جوتے میں دو تسمے ہوتے ہیں سو دو تسمے بھی جائز ہیں اور ایک بھی جائز ہے۔

٥٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ.

۵۴۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کو دو تسمے تھے یعنی ہر ایک کو۔

٥٤١٠ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ هَذِهِ نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۱۰۔ حضرت عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہمارے طرف دو جوتے نکالے کہ ان دونوں کے واسطے یعنی ہر ایک کے واسطے دو تسمے تھے تو کہا ثابت نے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا ہے۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاپوش میں دو تسمے تھے ایک تسمہ تو ہوتا تھا درمیان انگوٹھے کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور ایک تسمہ ہوتا درمیان بیچ کی انگلی کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کو بنصر کہتے ہیں

عربی زبان میں اور یہ جوتا مثل چپل کی ہوتا ہے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے شمائل میں کہ حضرت ﷺ کی جوتی کے واسطے دو تسمے تھے دوہرے کہا کرمانی نے کہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ نعل صادق آتی ہے مجموع اس چیز پر کہ پہنی جاتی ہے پاؤں میں اور بہر حال رکن دوسرا ترجمہ سے سو اس جہت سے ہے کہ مقابلہ ایک چیز کا دوسری چیز سے فائدہ دیتا ہے تقسیم کا سو ہر ایک جوتی کے واسطے ہر پاؤں میں ایک تسمہ ہے میں کہتا ہوں بلکہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے بعض سلف سے سو روایت کی بزار اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مثل اس حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اور زیادہ کیا ہے اس نے یہ اور اس طرح واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور پہلے پہل ایک گرہ عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔ (فتح)

بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَآءِ مِنْ أَدَمٍ. سرخ خیمہ چمڑے کا۔

فائدہ: ادم رنگے ہوئے چمڑے کو کہتے ہیں اور شاید کہ وہ رنگا گیا تھا سرخی سے پہلے اس سے کہ خیمہ بنایا جائے۔

٥٤١١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ.

٥٤١١۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ چمڑے کے سرخ خیمے میں تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا حضرت ﷺ کے وضو کا پانی پکڑے ہیں اور لوگ جھپٹتے ہیں وضو کے مستعمل پانی پر سو جو اس سے کچھ چیز پاتا اس کو اپنے بدن پر ملتا اور جو اس سے کچھ نہ پاتا اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تراوت لیتا یعنی اور اس کو اپنے بدن پر ملتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ چمڑے کے سرخ خیمے میں تھے کہ وہ مطابق ہے واسطے ترجمہ باب کے اور شاید مراد اس کی اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٤١٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى

٥٤١٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا۔

الْأَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ.

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو کتاب الخمس میں گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے کہ خیمہ سرخ تھا لیکن کافی ہے کہ وہ بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے اور اکثر بخاری رحمہ اللہ اس طرح کرتا ہے، میں کہتا ہوں اور شاید اس نے حمل کیا ہے مطلق کو مقید پر اور یہ واسطے قرب عہد کے ہے اس واسطے کہ جس قصے کو انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے وہ جنگ حنین میں تھا اور جس کو ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے حجۃ الوداع میں تھا اور ان کے درمیان برس کا فاصلہ ہے سو ظاہر یہی ہے کہ یہ وہی خیمہ تھا۔ (فتح)

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَنَحْوِهِ. بیٹھنا چٹائی پر اور جو اس کی مانند ہو۔

فائدہ: بہر حال حصیر سو معروف ہے یعنی چٹائی جو بنائی جاتی ہے کھجور کے پتوں سے اور جو اس کی مشابہ ہے اور لیکن قول اس کا اور نحوہ سو مراد وہ چیزیں ہیں جو بچھائی جاتی ہیں اور نہیں ہے ان کے واسطے قدر بلند۔

٥٤١٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيْرًا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَثُوْبُوْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ حَتّٰى كَثُرُوْا فَأَقْبَلَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ.

۵۴۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چٹائی کا حجرہ بناتے تھے یعنی اپنے گرد کھڑی کرتے تھے تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک لوگوں کو نظر نہ آئے سو اس میں نماز پڑھتے تھے اور اس کو دن میں بچھاتے سو اس پر بیٹھتے سو لوگوں نے شروع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے سو آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے یہاں تک کہ بہت لوگ جمع ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! پکڑو نیک عملوں سے جو تم سے ہو سکیں اس واسطے کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا جب تک کہ تم عمل کرنے سے نہ تھکو اور بہت پیارا عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ کم تر ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس چیز کے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح کے طریق سے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز نہیں پڑھتے تھے؟ اور حالانکہ اللہ کہتا ہے ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا﴾ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھتے تھے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ حمل کرنے نفی کے ہمیشگی پر یعنی ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے کبھی کبھی پڑھتے تھے لیکن خدشہ کرتی ہے اس میں وہ

آیت جو ذکر کی ہے شرح نے اور اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور وارد کی اس میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی سو میں اپنی چٹائی کی طرف کھڑا ہوا جو بہت زمانہ پڑے رہنے کے سبب سے کالی ہوگئی تھی اور یحتجر کے معنی ہیں کہ اپنے واسطے حجرہ بناتے کہا جاتا ہے حجرت الارض جب کہ تو اس پر کوئی نشانی کرے جو تیرے غیر کو منع کرے اور مراد ملال سے قبول ہے یا ترک اور یہ جو کہا جو ہمیشہ ہوتا رہے یعنی بدستور ہوتا رہے عامل کی زندگی میں اور نہیں مراد ہے حقیقت ہیشگی کی جو شامل ہوتا ہے سب زمانوں کو۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ.

باب ہے بیچ بیان اس کپڑے کے جس میں سونے کا تکمہ لگا ہو۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا فَاذْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّ ادْعُ لِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْظَمْتُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَدْعُو لَكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِّنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ يَا مَخْرَمَةُ هٰذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

مسور سے روایت ہے کہ اس کے باپ مخرمہ نے کہا اے بیٹا! بے شک شان یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں میں تقسیم کیا سو ہم کو آپ کے پاس لے چل سو ہم گئے سو ہم نے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں پایا تو اس نے مجھ سے کہا اے بیٹا! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے واسطے بلا سو میں نے اس کو بڑا جانا اور میں نے کہا کہ میں تیرے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں تو اس نے کہا کہ اے بیٹا! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظالم نہیں اور متکبر نہیں کہ اس کو برا جانیں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ پر ریشمی قبا تھی جس میں سونے کا تکمہ لگا تھا سو فرمایا اے مخرمہ! ہم نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قبا اس کو دی

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ پر ریشمی قبا تھی جس میں سونے کا تکمہ لگا تھا سو احتمال ہے کہ واقع ہوا ہو یہ واقعہ حرام ہونے سے پہلے پھر جب سونا اور ریشم مردوں پر حرام ہوا تو نہ باقی رہی اس میں کوئی حجت واسطے اس کے جو کسی چیز کو اس سے مباح جانے اور احتمال ہے کہ حرام ہونے سے پیچھے ہو سو اس کو اس واسطے دی ہو گی کہ اس کے ساتھ نفع اٹھائے بایں وجہ کہ عورتوں کو پہنا دے یا اس کو بیچ ڈالے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے غیر اس کے کی اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قبا تھی تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ کے ہاتھ پر قبا تھی سو ہو گا یہ اطلاق کل کا

بعض پر اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ مخرمہ کا دل خوش کریں اگرچہ مخرمہ بدخو تھا اور یہ جو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ متکبر نہیں تو اس میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر صحت ایمان مخرمہ کے اگرچہ وہ بدخو تھا اور اس میں تواضع ہے حضرت ﷺ کی اور حسن تلطف آپ کا ساتھ اصحاب کے۔

بَابُ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ.

باب ہے بیچ انگوٹھی سونے کے۔

٥٤١٤ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَآءِ وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ.

۵۴۱۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو سات چیز سے منع کیا سونے کی انگوٹھی سے یا فرمایا سونے کے حلقے سے اور ریشمی کپڑے سے اور استبرق سے اور دیبا سے اور زین پوش سرخ سے اور قسی سے اور چاندی کے برتنوں سے اور حکم کیا ہم کو سات چیزوں کا بیمار کی خبر لینا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب یرحمک اللہ کہنا اور سلام کا جواب دینا اور دعوت کرنے والے کی ضیافت کو قبول کرنا اور قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔

٥٤١٥ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَقَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيْرًا مِثْلَهُ.

۵۴۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا سونے کی انگوٹھی سے۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ خبر دینا صحابی کا امر اور نہی سے تین درجوں پر ہے ایک یہ کہ لائے ساتھ صیغے کی مانند قول اس کے کی افعلوا ولا تفعلوا یعنی کرو یا نہ کرو دوسرا قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو اس کا حکم کیا اور اس سے منع کیا اور وہ مانند پہلے مرتبے کے ہے عمل میں ساتھ اس کے امر ہو یا نہی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ

اترا اس سے واسطے اس احتمال کے کہ گمان کیا ہو مراد اس چیز کو کہ نہیں ہے امر لیکن یہ احتمال مرجوح ہے واسطے علم کے ساتھ عدالت اس کی کے ساتھ مدلول الفاظ کے باعتبار لغت کے تیسرا درجہ مجہول کا صیغہ ہے کہ ہم حکم کیے گئے یا منع کیے گئے اور وہ مانند دوسرے مرتبے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتارا گیا اس سے واسطے اس احتمال کے کہ ہو حکم کرنے والا غیر حضرت ﷺ کا اور جب مقرر ہو چکا یہ تو نہی سونے کی انگوٹھی سے یا پہننے اس کے سے خاص ہے ساتھ مردوں کے سوائے عورتوں کے پس بے شک نقل کیا گیا ہے اجماع اوپر مباح ہونے اس کے کی واسطے عورتوں کے، میں کہتا ہوں اور البتہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ نجاشی نے حضرت ﷺ کو ایک زیور تحفہ بھیجا اس میں سونے کی انگوٹھی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کو لیا اور حالانکہ آپ اس سے اعراض کرنے والے تھے پھر امامہ رضی اللہ عنہا اپنی نواسی کو بلایا سو فرمایا کہ اس کا زیور پہن، کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر نہی کا تحریم ہے اور یہی ہے قول اماموں کا اور اسی پر قرار پایا ہے امر کہا عیاض نے اور جو منقول ہے ابوبکر بن محمد بن عمرو سے نگینہ بنانے اس کے سے ساتھ سونے کے سو معتاد ہے اور غالب گمان ہے کہ نہیں پہنچی ہے اس کو اس میں حدیث کہ لوگوں نے اس کے بعد اس کے خلاف پر اجماع کیا ہے اور اس طرح دو چیزیں مروی ہیں خباب رضی اللہ عنہ سے اور البتہ کہا اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ خبردار بے شک اس انگوٹھی کے واسطے لائق ہے کہ پھینکی جائے تو اس نے کہا کہ آج کے بعد تو اس کو مجھ پر کبھی نہ دیکھے گا سو شاید اس کو نہی نہ پہنچی ہو سو جب اس کو نہی پہنچی اس نے اس سے رجوع کیا اور بعض نے کہا اس کا مردوں کے واسطے پہننا مکروہ تنزیہ ہے نہ تحریمی جیسا کہ کہا مثل اس کی ریشمی کپڑے میں کہا ابن دقیق العید نے یہ تقاضا کرتا ہے کہ حرام ہونے میں اختلاف ہے اور یہ مناقض ہے اس کے قول کو جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اس کے حرام ہونے میں اجماع ہے اور ضروری ہے اعتبار وصف ہونے اس کے کا خاتم، میں کہتا ہوں کہ دونوں کلام میں تطبیق ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ کراہت تنزیہ کا قائل گزر چکا ہو اور قرار پایا ہو اجماع اس کے بعد حرام ہونے پر اور البتہ آیا ہے پہننا سونے کی انگوٹھی کا ایک جماعت اصحاب سے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ سے سو ذکر کیا اس نے چھ یا سات اصحاب کو اور نیز نہی کی حدیثوں سے ہے جو روایت کی یونس نے زہری سے اس نے ابی ادریس سے اس نے ایک صحابی سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا اور اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کے ہاتھ پر چھڑی ماری اور فرمایا کہ اس کو پھینک دے اور عموم حدیثوں کا جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سونا اور ریشم دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کو حلال ہیں اور حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوعاً کہ جو مر گیا میری امت میں سے اس حال میں کہ سونا پہنتا ہو تو حرام کرے گا اللہ اس پر سونا بہشت کا روایت کی یہ حدیث احمد اور طبرانی نے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو باب کی تیسری حدیث ہے وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ سونے کی انگوٹھی کا جواز منسوخ ہے اور

استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سونے کا پہننا مردوں پر حرام ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت واسطے نہی کے انگوٹھی پہننے سے اور حالانکہ وہ تھوڑا ہے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے کہ تحریم شامل ہے اس چیز کو جو بقدر انگوٹھی کے ہو یا اس سے اوپر اور بہر حال جو اس سے کم ہو سو نہیں ہے دلالت حدیث سے اوپر اس کے اور شامل ہے نہی تمام احوال کو پس نہیں جائز ہے پہننا سونے کی انگوٹھی کا واسطے اس کے جس کو اچانک لڑائی پیش آئے اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے اس کے کوئی تعلق ساتھ لڑائی کے برخلاف اس کے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جائز ہے پہننا ریشمی کپڑے کا لڑائی میں اور برخلاف اس چیز کے کہ تلوار پر ہو یا ڈھال پر یا کمر بند پر سونے کے زیور سے اس واسطے کہ اگر اچانک اس کو پیش آئے تو جائز ہے اس کو مارنا ساتھ اس تلوار کے پھر جب لڑائی ہو چکی تو چاہیے کہ اس کو توڑ ڈالے اس واسطے کہ وہ سب لڑائی کے متعلق چیزوں سے ہے برخلاف انگوٹھی کے۔ (فتح)

٥٤١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِىْ كَفَّهٗ فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمٰى بِهٖ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ أَوْ فِضَّةٍ.

٥٤١٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی چھاپ بنوائی اور اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف کیا اور لوگوں نے بھی سونے کی چھاپیں بنوائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ.

چاندی کی انگشتری کا بیان یعنی جائز ہے پہننا اس کا۔

٥٤١٧ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِىْ كَفَّهٗ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهٗ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمٰى بِهٖ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهٗ أَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ

٥٤١٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتری بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا اور کھودا اس میں نقش محمد رسول اللہ کا سو لوگوں نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھاپیں بنوائیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگوں نے ان کو بنوایا تو اس کو پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگشتری بنوائی تو لوگوں نے بھی چاندی کی انگشتریں بنوائیں کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگشتری پہنی پھر ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ واقع ہوئی عثمان رضی اللہ عنہ سے

ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتّٰى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسَ.

اریس کے کنوئیں میں۔

فائدہ: اتخذ یعنی حکم کیا ساتھ بنانے اس کے سو بنائی گئی سو اس کو پہنا یا پایا اس کو بنی ہوئی سو اس کو پکڑا اور یہ جو کہا کہ کھودا اور میں یعنی حکم کیا ساتھ کھودنے اس کے کی اور یہ جو کہا سو لوگوں نے بھی حضرت ﷺ کی مثل انگشتریں بنوائیں سو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ مثل ہونے کے ہونا اس کا چاندی سے اور ہونا اس کا نقش مذکور پر اور احتمال ہے کہ واسطے مطلق بنوانے کے ہو اور یہ جو کہا کہ اس کو پھینکا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں نہیں جانتا کہ کیا کیا اور یہ احتمال ہے کہ مکروہ رکھا ہو اس کو واسطے مشارکت کے یا واسطے اس کے کہ دیکھا مشغول ہونے ان کے سے ساتھ پہننے اس کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ہونے اس کے کی سونے سے اور موافق پڑا ہو یہ وقت حرام ہونے سونے کے کو مردوں پر اور تائید کرتی ہے اس کو روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو اس باب میں ہے کہ حضرت ﷺ سونے کی انگشتری پہنتے تھے پھر اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حکم کیا ساتھ انگشتری چاندی کی کے اور حکم کیا کہ اس میں محمد رسول اللہ کھودا جائے اور اریس ایک کنواں تھا باغ میں جو مسجد قبا کے پاس ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٥٤١٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهٗ فَقَالَ لَا أَلْبَسُهٗ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

٥٤١٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگشتری پہنی پھر اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا سو لوگوں نے بھی اپنی انگشتریاں پھینک دیں۔

٥٤١٩ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ رَاٰى فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيْمَ مِنْ وَرِقٍ

٥٤١٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک دن حضرت ﷺ کے ہاتھ میں چاندی کی انگشتری دیکھی پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگشتریاں بنوائیں اور ان کو پہنا سو حضرت ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینکی اور لوگوں نے بھی اپنی انگشتریوں کو پھینکا متابعت کی اس کی ابراہیم بن سعد اور زیاد اور شعیب نے زہری سے۔

وَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهٗ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ تَابَعَهٗ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ وَزِيَادٌ وَّشُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ مُسَافِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أُرٰى خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ.

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے واسطے پیروی عیاض کے کہا تمام اہل حدیث نے کہ یہ وہم ہے ابن شہاب سے اس واسطے کہ جس کو حضرت ﷺ نے پھینکا تھا وہ تو سونے کی انگشتری تھی اور بعض نے اس کی تاویل کی ہے میں کہتا ہوں اور حاصل تین جواب ہیں پہلا وہ ہے جو اسماعیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگر محفوظ ہو تو لائق تر ہے کہ ہو تاویل اس کی کہ حضرت ﷺ نے ایک چاندی کی انگشتری بنوائی ایک رنگ پر رنگوں سے اور مکروہ جانا یہ کہ بنائے غیر اس کا مثل اس کی سو جب لوگوں نے اس کو بنوایا تو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا پھر اس کے بعد انگشتری بنوائی جو بنوائی اور کھودا اس میں جو کھودا تا کہ مہر لگائیں ساتھ اس کے دوسرا جواب یہ ہے کہ نیز اسماعیلی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بے شک شان یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو زینت کے واسطے بنایا تھا پھر جب لوگوں نے اس میں آپ کی پیروی کی تو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا پھر جب آپ کو مہر لگانے کی حاجت پڑی تو اس کو بنوایا تا کہ اس کے ساتھ مہر لگائیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے محب طبری نے سو کہا اس نے کہ ظاہر ان کے حال سے یہ ہے کہ انہوں نے اس کو زینت کے واسطے بنایا سو حضرت ﷺ نے اپنی انگشتری کو پھینکا تا کہ لوگ بھی اس کو پھینکیں پھر اس کو اس کے بعد پہنا واسطے حاجت مہر لگانے کے اور بدستور رہے اوپر اس کے تیسرا جواب یہ ہے کہ کہا ابن بطال نے کہ مخالفت کی ہے ابن شہاب نے قتادہ اور ثابت اور عبدالعزیز کی روایت کو اس میں کہ چاندی کی انگوٹھی حضرت ﷺ کے ہاتھ میں ہمیشہ رہی مہر لگاتے تھے ساتھ اس کے اور مہر لگائی خلفاء راشدین نے بعد حضرت ﷺ کے سو واجب ہوا حکم واسطے جماعت کے اگرچہ وہم کیا ہے اس میں زہری نے اور کہا ابن بطال نے کہ کہا بعض نے کہ ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ جب قصد کیا حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کے حرام کرنے کا تو چاندی کی انگوٹھی بنوائی سو جب آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی تو لوگوں کو دکھلائی تا کہ اس کے مباح ہونے کو جانیں پھر سونے کی انگوٹھی کو پھینکا تا کہ لوگوں کو اس کا حرام ہونے معلوم ہو سو لوگوں نے سونے کی انگوٹھیوں کو پھینکا سو یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی پھینکی اور لوگوں نے بھی انگوٹھیوں کو پھینکا تو مراد اس سے سونے کی انگوٹھیاں ہیں اور راضی ہوا ہے نووی رحمہ اللہ ساتھ اس تاویل کے اور کہا کہ یہ تاویل صحیح ہے اور نہیں حدیث میں کوئی ایسی چیز جو منع کرے اس کو اور تائید کی ہے اس کی کرمانی نے بایں طور کہ نہیں ہے حدیث میں کہ جو انگوٹھی حضرت ﷺ نے پھینکی تھی وہ چاندی کی تھی بلکہ وہ مطلق ہے سو محمول ہو گی سونے کی انگوٹھی

پر یا محمول ہوگی اس پر جس پر محمد رسول اللہ کا نقش کھودا گیا ہو اور جب تک کہ ممکن ہو تطبیق نہیں جائز ہے منسوب کرنا راوی کو طرف وہم کی میں کہتا ہوں اور اس میں چوتھی وجہ کا بھی احتمال ہے جس میں نہ تغییر ہے نہ زیادتی بنوانی کی اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگشتری زینت کے واسطے بنوائی سو جب لوگوں نے بھی سونے کی انگشتریاں بنوائیں تو موافق پڑا یہ وقوع تحریم اس کی کو سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا اور اسی واسطے فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا اور لوگوں نے بھی اپنی انگشتریوں کو پھینکا واسطے پیروی آپ ﷺ کی کے اور تصریح کی ساتھ نہی کے پہننے انگوٹھی سونے کی سے جیسا کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے پھر حاجت پڑی حضرت ﷺ کو انگوٹھی کی تا کہ اس کے ساتھ مہر لگائیں سو اس کو چاندی سے بنوایا اور اپنا نام مبارک اس میں کھودوایا سو لوگوں نے اس میں بھی حضرت ﷺ کی پیروی کی سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا یہاں تک کہ پھینکا لوگوں نے ان انگشتریوں کو جس میں انہوں نے حضرت ﷺ کا نام کھودوایا تھا تا کہ نہ فوت ہو مصلحت نقش آپ ﷺ کے کی ساتھ واقع ہونے اشتراک کے پھر جب معدودم ہوئیں انگشتریاں لوگوں کی ساتھ پھینکنے ان کے کی تو رجوع کیا حضرت ﷺ نے طرف انگشتری اپنی کی جو خاص تھی ساتھ آپ ﷺ کے سو اس کے ساتھ مہر لگاتے رہے اور اشارہ کرتا ہے اس کی طرف قول راوی کا صہیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے انگشتری بنوائی اور اس میں نقش کھودا یعنی محمد رسول اللہ کا سو نہ نقش کھودے اس پر کوئی سو بعض لوگ جن کو نہی نہ پہنچی تھی یا پہنچی ان کو جن کے دل میں ایمان پکا نہیں ہوا تھا منافقوں سے اور مانند ان کی سے تو انہوں نے انگشتریاں بنوائیں اور ان میں حضرت ﷺ کا نام کھودوایا سو واقع ہوا جو واقع ہوا یعنی حضرت ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینکی اور ہوگا پھینکنا حضرت ﷺ کا انگشتری اپنی کو واسطے غضبناک ہونے کے ان لوگوں سے جنہوں نے اپنی انگشتریوں میں حضرت ﷺ کا نام کھودوایا اور البتہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف کرمانی نے، واللہ اعلم۔ (فتح) اور باب کی دونوں حدیثوں میں جلدی کرنا اصحاب کا ہے طرف پیروی کرنے کے ساتھ افعال حضرت ﷺ کے سو جس پر حضرت ﷺ نے برقرار فرمایا اس پر اصحاب بدستور رہے اور جس سے حضرت ﷺ نے انکار کیا اصحاب اس سے باز رہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کا کوئی وارث نہیں ہوتا ورنہ اپنی انگشتری اپنے وارثوں کو دیتے اسی طرح کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے احتمال ہے کہ انگوٹھی مصالح کے مال سے بنوائی ہو پس منتقل ہوئی واسطے امام کے تا کہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے اس چیز میں کہ جس کے واسطے بنوائی گئی اور اس حدیث میں نگاہ رکھنا انگوٹھی کا ہے جس کے ساتھ مہر لگائی جائے بیچ ہاتھ امین کے جب کہ اتارے اس کو امیر اپنی انگلی سے اور اس میں ہے کہ جب تھوڑا مال ضائع ہو جائے تو نہ غفلت کی جائے اس کی طلب میں خاص کر جب کہ ہو اہل خیر کے اثر سے اور اس میں بحث ہے جو آئے گی اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ عبث تھوڑا ساتھ شے کے حال فکر کرنے کی نہیں ہے کوئی عیب بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ.

باب ہے بیچ بیان نگینے انگشتری کے۔

٥٤٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ قَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا.

۵۴۲۰۔ حضرت حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی تھی؟ سو کہا کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات تک دیر کر کے پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں سو فرمایا کہ بے شک لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور ہمیشہ تم نماز ہی میں ہو جب تک کہ نماز کے منتظر رہو گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا اور خنصر کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (فتح)

٥٤٢١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهٗ مِنْهُ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے تھا اور کہا یحییٰ نے حدیث بیان کی ہم سے حمید نے اس نے سنا انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ کل انگشتری چاندی سے تھی سو یہ نص ہے اس میں کہ کل انگشتری چاندی کی تھی اور بہر حال جو ابوداؤد نے معیقیب سے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری لوہے کی تھی اس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی اور اکثر میرے ہاتھ میں ہوتی تھی اور وہ معیقیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری پر امین تھا سو یہ محمول ہے تعدد پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگوٹھی لوہے کی ہوگی اور یہ جو کہا کہ اس کا نگینہ اسی میں تھا تو نہیں معارض ہے اس کو جو روایت کی مسلم وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا اس واسطے کہ محمول ہے یہ اوپر تعدد کے تو اس وقت حبشی کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ حبش کے ملک کا پتھر تھا یا حبش کے رنگ پر یا حبش کا عقیق تھا اس واسطے کہ کبھی وہ حبش کے شہروں سے لایا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس کا نگینہ اس سے ہو یعنی چاندی کا اور منسوب کیا گیا ہو طرف حبش کی واسطے کسی صفت کے کہ اس میں تھی یا بنایا نقش کھودنا اور البتہ اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے سو کہا اس نے کہ نہیں ہے اس حدیث میں ترجمہ باب کا جو باب باندھا ہے اس نے ساتھ اس کے اور

جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ نہیں نام رکھا جاتا انگوٹھی کا انگوٹھی مگر جب کہ ہو واسطے اس کے نگینہ اور اگر بغیر نگینے کے ہو تو اس کو حلقہ کہا جاتا ہے میں کہتا ہوں لیکن دوسرے طریق میں ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ اسی سے تھا سو شاید ارادہ کیا ہے اس نے رد کرنے کا اس پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں کہا جاتا ہے اس کو خاتم مگر جب کہ ہو نگینہ اس کے غیر سے یعنی پتھر وغیرہ سے یعنی یہ گمان باطل ہے بلکہ اگر انگشتری کا نگینہ اس کی جنس سے ہو تو اس کو بھی انگشتری کہا جاتا ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو مسلم کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری بنوائی حلقہ چاندی سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو اجمال کہ پہلی روایت میں محمول ہے بیان پر جو دوسری روایت میں ہے یعنی پہلی روایت میں بیان نہیں کیا کہ اس کا نگینہ کس چیز سے تھا دوسری میں بیان کر دیا کہ اس کا نگینہ اس کی جنس سے تھا۔ (فتح)

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ. باب ہے لوہے کی انگوٹھی کے بیان میں۔

فائدہ: اور البتہ ذکر کیا ہے میں نے جو وارد ہوا ہے پہلے باب میں اور شاید نہیں ثابت ہوئی نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے کوئی چیز اس کی شرط پر اور اس میں دلالت ہے اوپر جواز پہننے اس چیز کی کے جو اس کی صفت پر ہو یعنی لوہے سے اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی پیتل کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟ یعنی اس لیے کہ بت پیتل کے بناتے ہیں سو اس نے اس کو پھینک دیا پھر آیا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی سو فرمایا کہ کیا ہے واسطے میرے کہ میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ سو اس نے اس کو بھی پھینک دیا پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! میں انگشتری کس چیز سے بنواؤں؟ فرمایا چاندی سے اور نہ پوری کر مثقال بھر اور یہ حدیث ضعیف ہے اور اگر صحیح ہو تو محمول ہوگی اس پر جو صرف لوہے کی ہو نہ جس پر چاندی چڑھی ہو۔ (فتح)

٥٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا يَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ جِئْتُ أَهَبُ نَفْسِيْ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَنَظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مُقَامُهَا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصْدِقُهَا قَالَ لَا قَالَ انْظُرْ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ

٥٤٢٢ ـ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا میں آئی ہوں کہ اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشوں سو وہ بہت دیر کھڑی رہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی اور اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا سو جب اس کا قیام دراز ہوا تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو میرا نکاح اس سے کروا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے جو تو اس کو مہر میں دے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں

وَاللّٰهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَآءٌ فَقَالَ أُصْدِقُهَا إِزَارِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِزَارُكَ إِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ سُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا قَالَ قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا کوئی چیز تلاش کر وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کوئی چیز نہیں پائی حضرت ﷺ نے فرمایا جا تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی اور لوہے کی انگوٹھی بھی مجھ کو نہیں ملی اور اس پر صرف ایک تہہ بند تھا چادر نہ تھی سو اس نے کہا کہ میں اس کو اپنا تہہ بند مہر میں دیتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرا تہہ بند ہے اگر عورت اس کو باندھے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر تو اس کو باندھے گا تو عورت پر اس سے کچھ نہ رہے گا یعنی ایک تہہ بند میں دو آدمیوں کا گزارہ کس طرح ہو سکے گا؟ سو وہ مرد الگ ہو کر بیٹھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرے دیکھا سو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے بلانے کا سو بلایا گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں فلانی فلانی سورت یاد ہے واسطے سورتوں کے کہ ان کو گنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کروا دینے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے پہننا لوہے کی انگوٹھی کا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس سے فقط یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کا بنوانا جائز ہے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کا پہننا بھی جائز ہو سو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کے موجود ہونے کا ارادہ کیا ہو یعنی کیا تیرے پاس لوہے کی انگوٹھی بھی موجود ہے یا نہیں تا کہ نفع پائے عورت اس کی قیمت کے ساتھ اور یہ جو فرمایا اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو اس کا جواب محذوف ہے واسطے دلالت سیاق کے اوپر اس کے اس واسطے کہ جب حکم کیا اس کو ساتھ تلاش کرنے کے جو پائے تو خوف کیا کہ وہم کیا جائے نکلنا لوہے کی انگوٹھی کا اس سے واسطے حقارت اس کی کے سو مؤکد کیا دخول اس کے کو ساتھ جملے کے جو مشعر ہے ساتھ دخول مابعد اس کے بیچ ماقبل اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ.

باب ہے بیچ بیان نقش انگوٹھی کے۔

٥٤٢٣ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ

۵۴۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى رَهْطٍ أَوْ أُنَاسٍ مِّنَ الْأَعَاجِمِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا إِلَّا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَكَأَنِّيْ بِوَبِيْصٍ أَوْ بِبَصِيْصِ الْخَاتَمِ فِيْ إِصْبَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ فِيْ كَفِّهِ.

نے ارادہ کیا کہ ایک جماعت عجمیوں کی طرف خط لکھیں سو کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ بے شک وہ بغیر مہر کے خط قبول نہیں کرتے سو حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کھدوایا سو جیسے میں انگوٹھی کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں حضرت ﷺ کی انگلی میں۔

فائدہ: یہ جو کہا رھط او اناس یہ شک ہے راوی کا اور اسی طرح یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی انگلی میں یا ہاتھ میں تو یہ بھی راوی کا شک ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن عقیل نے ایک انگوٹھی ان کے واسطے نکالی جس میں شیر کی تصویر تھی اور کہا کہ حضرت ﷺ اس کو پہنتے تھے سو یہ حدیث ضعیف ہے لائق حجت کے نہیں اور بر تقدیر ثبوت کے شاید کبھی اس کو نہی سے پہلے پہنا ہوگا۔ (فتح)

٥٤٢٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ وَكَانَ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ عُثْمَانَ حَتّٰى وَقَعَ بَعْدُ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

۵۴۲۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی سو وہ ہمیشہ حضرت ﷺ کے ہاتھ میں تھی پھر حضرت ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں یہاں تک کہ اس کے بعد اریس کے کنوئیں میں گر پڑی اس میں محمد رسول اللہ کھدا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ.

چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننے کا بیان۔

فائدہ: یعنی سوائے اور انگلیوں کے اور یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو مسلم نے روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا کہ میں اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں اور بائیں

ہاتھ کی خنصر میں پہنے یا دائیں ہاتھ کی خنصر میں اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٤٢٥ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشَنَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِهٖ.

۵۴۲۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی سو فرمایا کہ البتہ ہم نے انگوٹھی بنوائی اور اس میں نقش کھودا یعنی محمد رسول اللہ سو نہ نقش کھودے اس پر یعنی مثل اس کی کوئی اور البتہ میں اس کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ کھودے کوئی مثل نقش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم ہے اور صفت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تا کہ مہر لگائیں ساتھ اس کے پس ہو علامت کہ خاص ہو ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جدا ہو غیر سے سو اگر جائز ہوتا کہ کھودے کوئی مثل نقش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی تو البتہ فوت ہوتا مقصود۔ (فتح)

بَابُ اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ أَوْ لِيُكْتَبَ بِهِ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ.

باب ہے بیچ بنانے انگشتری کے تا کہ مہر کی جائے ساتھ اس کے کسی چیز یا لکھے ساتھ اس کے اہل کتاب وغیرہ کی طرف۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ انگوٹھی کا پہننا عرب کی عادت نہ تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ بادشاہوں کی طرف نامے لکھیں تو انگوٹھی بنوائی اور اس کو سونے سے بنوایا پھر اس سے رجوع کیا واسطے اس کے کہ اس میں ہے زینت سے اور واسطے خوف فتنے کے اور اس کے نگینے کو ہتھیلی کی طرف کیا تا کہ ہو بعید تر زینت سے اور البتہ کہا طحاوی نے اس کے بعد کہ اخراج کی حدیث جو احمد رحمہ اللہ اور ابوداود رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا انگوٹھی کے پہننے سے مگر واسطے بادشاہ کے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ مکروہ ہے پہننا انگوٹھی کا مگر واسطے بادشاہ کے اور مخالفت کی ان کی اور لوگوں نے سو کہا انہوں نے کہ مباح ہے پہننا انگوٹھی کا اور لوگوں کو بھی سوائے بادشاہ کے اور ان کی حجت حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پھینکی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینکا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگ انگوٹھیوں کو پہنتے تھے یعنی بادشاہ کے سوائے اور لوگ بھی پہنتے تھے سو اگر کہا جائے کہ وہ منسوخ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جو منسوخ ہے اس سے پہننا ہے سونے کی انگوٹھی کا یا جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش کھودا گیا ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا پھر وارد کیا اس نے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے کہ وہ انگوٹھیوں کو پہنتے تھے ان لوگوں میں سے جو سلطان نہیں اور

جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ پہننا اس کا واسطے غیر بادشاہ کے خلاف اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ ایک قسم ہے زینت کی اور لائق ساتھ مردوں کے خلاف اس کا ہے اور جو دلیلیں کہ جواز پر دلالت کرتی ہیں وہ پھیرنے والے ہیں نہی کو تحریم سے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ منع کیا زینت سے اور انگوٹھی سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ سلطان کے حدیث میں وہ شخص ہو جس کے واسطے کسی چیز پر سلطنت ہو نہ سلطان اکبر خاص اور مراد ساتھ خاتم کے وہ چیز ہے جو مہر کی جائے ساتھ اس کے سو ہوگا پہننا اس کا بے فائدہ اور بہر حال جو پہنے وہ انگوٹھی کہ نہیں مہر لگائی جاتی ساتھ اس کے اور نہ ہو چاندی سے واسطے زینت کے تو نہیں داخل ہے نہی میں اور اسی پر محمول ہے حال اس کا جس نے اس کو پہنا اور تائید کرتا ہے اس کی جو وارد ہوا ہے صفت انگوٹھی بعض کی سے جو انگوٹھی پہنتے تھے اس چیز سے جو دلالت کرتی ہے کہ نہ تھی وہ ساتھ انگوٹھی کے جو مہر لگائی جائے ساتھ اس کے اور البتہ پوچھے گئے مالک رحمہ اللہ ابو ریحانہ کی حدیث سے سو کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے کہا اور سوال کیا صدقہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے تو سعید رحمہ اللہ نے کہا کہ پہن انگوٹھی اور لوگوں کو خبر دے کہ میں نے تجھ کو فتویٰ دیا۔

تکملہ: انگوٹھی کا پہننا ساتویں یا چھٹے سال ہجری میں تھا۔ (فتح)

٥٤٢٦ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَؤُوْا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِيْ يَدِهِ.

٥٤٢٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ روم والوں کی طرف نامہ لکھیں تو آپ سے کہا گیا کہ بے شک وہ آپ کے خط کو ہرگز نہیں پڑھیں گے جب کہ اس پر مہر نہ لگی ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کھودا سو جیسے میں اس کی سفیدی کی طرف دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ.

جو انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ کہا گیا مالک رحمہ اللہ کو کہ نگینہ کو ہتھیلی کی طرف کرے کہا کہ نہ کہا ابن ابطال نے کہ انگوٹھی کے نگینہ کو ہتھیلی کے اندر کی طرف کرنا یا باہر کی طرف کرنا سو اس میں کوئی امر یا نہی وارد نہیں ہوئی اور کہا اس کے غیر نے کہ راز اس میں یہ ہے کہ اس کو اندر کی طرف کرنا بعید تر ہے زینت کے گمان سے اور روایت کی ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ انہوں نے انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کے باہر کی طرف کیا کما سیاتی قریبًا۔ (فتح)

٥٤٢٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهُ أَنَّ

٥٤٢٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ اصْطَنَعْتُهُ وَإِنِّي لَا أَلْبَسُهُ فَنَبَذَهُ فَنَبَذَ النَّاسُ قَالَ جُوَيْرِيَةُ وَلَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ فِي يَدِهِ الْيُمْنٰى.

کے اندر کی جانب کیا جب اس کو پہنا تو لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں سو حضرت ﷺ منبر پر چڑھے سو اللہ کی حمد اور ثناء کی پھر فرمایا کہ بے شک میں نے انگوٹھی کو بنوایا تھا اور بے شک میں اس کو نہیں پہنتا سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینک دیا اور لوگوں نے بھی انگوٹھیوں کو پھینکا کہا جویریہ نے اور میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ میں یعنی انگوٹھی حضرت ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی۔

فائدہ: مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا اور اسی طرح روایت کی ہے ترمذی نے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو دائیں ہاتھ میں پہنا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنی لیکن یہ روایت شاذ ہے اور نیز اس کے راوی کم تر ہیں عدد میں اور نرم تر ہیں حفظ میں ان لوگوں سے جنہوں نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایت کی اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے باب میں اور بھی حدیثیں وارد ہو چکی ہیں ایک حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے مسلم میں کہ حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی اور اس کا نگینہ حبشی تھا اور نیز روایت کی ہے ابوداؤد نے ابن اسحاق کے طریق سے کہ میں نے علی بن صلت کے دائیں ہاتھ کی خنصر میں انگوٹھی دیکھی تو میں نے اس کو پوچھا اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا اسی طرح اپنی انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ باہر کی جانب کیا اور نہیں خیال کرتا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مگر کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا اور نیز روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور نیز روایت کی ترمذی نے حماد بن مسلمہ کے طریق سے کہ میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتا تھا اور کہا کہ حضرت ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے پھر نقل کیا بخاری رحمہ اللہ سے کہ وہ اصح چیز ہے جو اس باب میں مروی ہے اور وارد ہوا ہے پہننا انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کما تقدم اور نیز روایت کیا ہے اس کو مسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی اور اشارہ کیا طرف بائیں خنصر کی اور روایت کیا ہے اس کو ابوالشیخ وغیرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور نیز روایت کی بیہقی نے ادب میں ابوجعفر باقر سے کہ حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے کہا بیہقی نے کہ تطبیق ان حدیثوں میں یہ ہے کہ جس انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا تھا وہ سونے کی انگوٹھی تھی اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ نے اول انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھیر کر بائیں ہاتھ میں پہنا اور اسی

طرح روایت کی ہے ابوالشیخ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سو اگر یہ روایت صحیح ہوتو ہو گی قاطع واسطے مادے نزل کے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اسی طرح تطبیق دی ہے حدیثوں میں بغوی نے اور کہا کہ بائیں ہاتھ میں پہننا آخری امر ہے اور کہا ابن ابی حاتم نے کہ میں نے ابوذرعہ سے ان حدیثوں کے اختلاف کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ نہ یہ ثابت ہے نہ وہ لیکن دائیں ہاتھ میں پہننا اکثر ہے اور پہلے گزر چکا ہے قول بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہ حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی صحیح تر چیز ہے اس باب میں اور تصریح کی ہے اس میں ساتھ پہننے کے دائیں ہاتھ میں اور شافعیہ کے نزدیک اس مسئلے میں اختلاف ہے اور صحیح تر قول دائیں ہاتھ میں پہننا ہے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف قصد کے سو اگر انگوٹھی کا پہننا واسطے زینت کے ہو تو دایاں ہاتھ افضل ہے اور اگر مہر لگانے کے واسطے ہو تو بایاں ہاتھ افضل ہے اور حاصل ہوتا ہے لینا اس کا اس سے ساتھ دائیں کے اور اسی طرح رکھنا اس کا بیچ اس کے اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا پہننا راجح ہے مطلق اس واسطے کہ بایاں ہاتھ استنجے کا آلہ ہے سو محفوظ ہوگی انگوٹھی جب کہ ہو دائیں ہاتھ میں اس سے کہ پہنچے اس کو نجاست اور راجح ہے پہننا انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے میں نے اس کی طرف کہ حاصل ہوتا ہے پہننا اس کا اور اتارنا اس کا دائین ہاتھ سے اور مائل کی ہے ایک گروہ نے اس کی طرف کہ دونوں امر برابر ہیں اور جمع کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے مختلف حدیثوں میں اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابوداؤد نے جس جگہ باب باندھا ہے اس نے باب ہے انگوٹھی پہننے کا دائیں ہاتھ میں اور بائیں ہاتھ میں پھر وارد کیا مختلف حدیثوں کو بغیر ترجیح کے اور نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اجماع کو جواز پر پھر کہا اور نہیں کراہت ہے بیچ اس کے یعنی نزدیک شافعیہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو افضل میں ہے کہ دونوں امر میں سے افضل کون ہے اور کہا بغوی نے کہ آخری امر بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ہے اور تعقب کیا ہے اس کا طبری نے کہ ظاہر اس کا نسخ ہے اور نہیں ہے یہ مراد بغوی کی بلکہ خبر دینا ہے ساتھ واقع کے اتفاقا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حکمت اس میں وہ ہے جو پہلے گزری، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنقُشُ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِهٖ.

باب ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھودے کوئی مثل نقش انگوٹھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا نہ کھودا جائے اوپر نقش انگوٹھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

٥٤٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ

٥٤٢٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور کھودا اس میں نقش محمد رسول اللہ اور فرمایا کہ میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ کھودا سو نہ کھودے کوئی اس کے نقش پر۔

فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ وَنَقَشْتُ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهٖ.

فائدہ: اور روایت کی ہے دار قطنی نے یعلی بن امیہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ کے واسطے انگوٹھی بنائی کوئی مجھ کو اس میں شریک نہیں ہوا کھودا گیا اس میں محمد رسول اللہ سو مستفاد ہوتا ہے اس سے نام اس کا جس نے حضرت ﷺ کے واسطے انگوٹھی بنائی اور اس میں نقش کھودا اور یہ جو فرمایا کہ نہ کھودے کوئی اس کے نقش پر یعنی مانند نقش اس کے کی سو البتہ گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف کہ حکمت اس میں کیا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کا نقش کھودا کہا ابن بطال نے کہ مالک رحمہ اللہ کہتے تھے کہ خلیفوں اور حاکموں کے شان سے ہے کھودوانا اپنے نام کا اپنی انگوٹھی میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہ ان کی انگوٹھی میں الحمد للہ کھدا تھا اور علی رضی اللہ عنہ سے اللہ الملک اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے باللہ اور مسروق رحمہ اللہ سے بسم اللہ اور ابو جعفر باقر سے العزۃ للہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ کھودوانے نام اللہ کے انگوٹھی پر کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور منقول ہے ابن سیرین سے کراہت اس کی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے ساتھ سند صحیح کے کہ نہیں ہے کوئی مضائقہ کہ لکھے مرد اپنی انگوٹھی پر حسبی اللہ اور یہ اثر دلالت کرتا ہے اس پر کہ کراہت اس سے ثابت نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ. کیا کیا جائے نقش انگوٹھی کا تین سطر میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ انگوٹھی کے نقش کا دو یا تین سطریں ہونا نہیں ہے افضل اس کے ایک سطر ہونے سے میں کہتا ہوں اور البتہ ظاہر ہوگا اثر خلاف کا اس سے جب کہ ہو ایک سطر کہ ہو نگینہ دراز واسطے ضرورت کثرت حرفوں کے سو جب سطریں متعدد ہوں تو ممکن ہے کہ مربع ہو یا گول اور ہر ایک دونوں سے اولیٰ ہے مستطیل سے۔ (فتح)

٥٤٢٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰهِ سَطْرٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِيْ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ

٥٤٢٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے انس رضی اللہ عنہ کے واسطے لکھا یعنی زکوٰۃ کی نصابیں اور مقادیر اور ان کی انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا محمد ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اور زیادہ کیا مجھ کو احمد نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے انصاری نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے ثمامہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ

عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهٖ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ أَرِيْسَ قَالَ فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهٖ فَسَقَطَ قَالَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَزَحَ الْبِئْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ.

سے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی اور حضرت ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اریس کے کنوئیں پر بیٹھے اور انگوٹھی ہاتھ سے اتاری اور اس کے ساتھ کھیلنے لگے سو وہ کنوئیں میں گر پڑی سو اختلاف کیا ہم نے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تین دن یعنی کنوئیں میں اترنا اور چڑھنا اور جانا اور آنا سو کنوئیں کا پانی کھینچا گیا سو ہم نے اس کو نہ پایا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ تین سطروں کے سوائے اس میں اور کچھ نہ تھا اور ابو الشیخ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا لیکن یہ روایت شاذ ہے اور نیز ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اسی ترتیب پر لکھا تھا یعنی جس طرح حدیث میں مذکور ہے لیکن نہ نہی تحریر اس کی اوپر سیاق مروج کے اس واسطے کہ ضرورت حاجت کی طرف مہر لگانے کی چاہتی ہے کہ انگوٹھی کے حروف مقلوب اور اُلٹے کھدے ہوئے ہوں تا کہ مہر کے حرف درست اور برابر نکلیں اور لیکن یہ جو بعض نے کہا کہ اس کی تحریر نیچے سے اوپر کو تھی یعنی جلالت کا لفظ اوپر کی سطر میں تھا اور رسول کا لفظ بیچ کی سطر میں اور محمد کا لفظ نیچے کی سطر میں سو نہیں دیکھی میں نے تصریح ساتھ اس کے کسی حدیث میں بلکہ اسماعیلی کی روایت اس کے ظاہر کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ محمد ﷺ سطر تھا اور دوسری سطر میں رسول تھا اور تیسری میں اللہ تھا اور جائز ہے پڑھنا محمدٌ اور رسولٌ کا ساتھ تنوین کے اور بغیر اس کے اور اللہ کا ساتھ رفع اور جر کے اور یہ جو کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چھ برس رہی اور اس کے بعد کنوئیں اریس میں گر پڑی اور ابن سعد کی روایت میں ہے سو ہم نے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن تلاش کیا سو نہ قدرت پائی ہم نے اوپر اس کے یعنی ہم کو نہ ملی کہا بعض علماء نے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی میں راز تھا جو سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں تھا اس واسطے کہ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی جب گم ہوئی تو ان کی بادشاہی جاتی رہی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ﷺ کی انگوٹھی گم کی تو ان کی خلافت کا انتظام بگڑا اور خارجیوں نے ان پر خروج کیا اور ہوا یہ ابتدا فتنے فساد کا جس نے ان کے قتل تک نوبت پہنچائی اور متصل ہوا ساتھ اخیر زمانے کے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ تھوڑا مال جب ضائع ہو تو واجب ہے ڈھونڈنا اس کا اور کوشش کرنا اس کی تلاش میں اور حضرت ﷺ نے یہ کیا جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا اور روکا لشکر کو اس کی تلاش میں یہاں تک کہ پایا گیا اور اس میں نظر ہے بہر حال ہار عائشہ رضی اللہ عنہا کا سو ظاہر ہوا اثر اس کا ساتھ فائدے عظیم کے جو اس سے پیدا ہوا اور وہ رخصت تیمم کی ہے سو کس طرح

قیاس کیا جائے گا غیر اس کا اوپر اس کے اور بہر حال فعل عثمان رضی اللہ عنہ کا سو نہیں ہے حجت واسطے اس کے جو مذکور ہوا اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاش میں مبالغہ کیا اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی تھی آپ نے اس کو پہنا اور استعمال کیا اور اس کے ساتھ مہر لگائی اور ایسی چیز عادت میں بہت مال کے برابر ہے ورنہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے سوائے اور انگوٹھی ہوتی تو البتہ کفایت کرتی ساتھ طلب اس کی کے بغیر اس کے اور بداہت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر محنت ان کو تین دنوں میں حاصل ہوئی تھی وہ انگوٹھی کی قیمت سے زیادہ تھی لیکن تقاضا کیا صفت اس کی نے عظیم قدر ہونے اس کے کو پس نہ قیاس کیا جائے گا اس پر ہر مال تھوڑا کہ ضائع ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ انگوٹھی سے کھیلنا نیکوں کا فعل ہے اور جو ان کے ہاتھ میں ہو اور نہیں ہے عیب واسطے ان کے میں کہتا ہوں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے یہ اس طرح کہ یہ فعل پیدا ہوتا ہے ایسے لوگوں کے فکر سے اور فکر اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خیر میں ہوتا ہے کہا کرمانی نے کہ معنی قول اس کے کی یعبث یہ ہیں کہ اس کو ہلاتے تھے یا اس کو انگلی سے اتارتے تھے پھر اس میں ڈالتے تھے اور یہ صورت عبث کی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو کچھ چیز طلب کرے اور نہ پائے مطلوب کو تین دن کے بعد کہ تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو چھوڑ دے اور پس ہوتا ہے وہ بعد تین دن کے ضائع کرنے والا اور یہ کہ تین دن کے بعد واقع ہوتا ہے عذر بیچ دشوار ہونے مطلوب کے اور اس حدیث میں استعمال کرنا آثار صالحین کا ہے اور پہننا لباس ان کے کا واسطے تبرک کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَآءِ. انگوٹھی واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ انگوٹھی واسطے عورتوں کے منجملہ زیور سے ہے جو مباح کیا گیا ہے ان کے واسطے۔

وَكَانَ عَلٰى عَائِشَةَ خَوَاتِيْمُ ذَهَبٍ.

یعنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔

٥٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَأَتَى النِّسَآءَ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ.

٥٤٣٠ ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا خطبے سے پہلے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اور زیادہ کیا ابن وہب نے ابن جریج سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو انہوں نے انگوٹھیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنا شروع کیا۔

فائدہ: فتخ ان انگوٹھیوں کو کہتے ہیں جو پاؤں کی انگلیوں میں پہنی جاتی ہیں۔

بَابُ الْقَلَآئِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَآءِ يَعْنِيْ قِلَادَةً مِّنْ طِيْبٍ وَّسُكٍّ.

باب ہے بیچ پہننے ہاروں اور سخاب کے واسطے عورتوں کے اور مراد سخاب سے ہار ہے جو خوشبو اور سک سے ہو۔

فائدہ: سک ایک قسم خوشبو کی ہے معروف ملائی جاتی ہے ساتھ اور خوشبو کے اور استعمال کی جاتی ہے اور ایک روایت میں بجائے سک کے مسک کا لفظ واقع ہوا ہے یعنی مشک۔

٥٤٣١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا.

۵۴۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نکلے سو دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ پیچھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو حکم کیا ان کو ساتھ صدقہ کے سو شروع کیا عورتوں نے صدقہ کرنا اپنی بالیوں اور ہاروں سے۔

فائدہ: خرص چھوٹے حلقے کو کہتے ہیں سونے سے ہو یا چاندی سے اور اس حدیث کی شرح خطبہ عید میں گزر چکی ہے۔

بَابُ اسْتِعَارَةِ الْقَلَآئِدِ.

باب ہے بیچ بیان عاریت لینے ہاروں کے۔

٥٤٣٢ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَآءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وُضُوْءٍ وَلَمْ يَجِدُوْا مَآءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ.

۵۴۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا سو نماز کا وقت آیا اور باوضو نہ تھے اور نہ انہوں نے پانی پایا سو انہوں نے نماز پڑھی بے وضو پھر یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو اللہ نے تیمم کی آیت اتاری اور زیادہ کیا ہے ابن نمیر نے ہشام سے ساتھ سند مذکور کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہار اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریۃً لیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الطہارہ میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے ہار مذکور کا کہ کس چیز سے تھا۔

بَابُ الْقُرْطِ لِلنِّسَآءِ. باب ہے بیچ بیان پہننے قرط کے واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: قرط اس زیور کو کہتے ہیں جو کان میں پہنا جاتا ہے سونا ہو یا چاندی خالص ہو یا ساتھ موتیوں وغیرہ کے اور غالبًا وہ کن پٹی پر لٹکایا جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ساتھ صدقہ کرنے کے سو میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ جھکاتی تھیں یعنی اور زیور کو اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری عیدین میں گزر چکی ہے اور البتہ ظاہر ہوا کہ کانوں میں اشارہ ہے طرف بالیوں کی اور لیکن طرف گلوں کی سو ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے ہار ہیں جو گلوں میں پہنے جاتے ہیں اگرچہ محل ان کا جب کہ لٹک جائیں سینہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ جائز ہے سوراخ کرنا عورت کے کان میں تا کہ اس میں بالی وغیرہ ڈالی جائے اس چیز سے کہ جائز ہے اس کو زینت کرنی ساتھ اس کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں متعین ہے پہننا بالی وغیرہ کا سوراخ میں بلکہ ممکن ہے کہ لٹکایا جائے سر میں ساتھ زنجیر باریک جالی دار کے یہاں تک کہ کان کے مقابل ہو اور اس سے اترے ہم نے مانا لیکن لیا جاتا ہے ترک انکار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اوپر ان کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ احتمال ہے کہ شروع کرنے سے پہلے ان کے کان میں سوراخ کیا گیا ہو پس معاف ہے رواوم میں جو نہیں معاف ہے ابتدا میں اور مانند اس کی قول ام زرع کا ہے کہ ابو زرع نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس کے جو ہم نے ذکر کی کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ مکروہ کہا ہے جمہور نے سوراخ کرنا لڑکے کے کان میں اور رخصت دی بعض نے واسطے عورت کے میں کہتا ہوں اور آیا ہے جواز عورت میں احمد رحمہ اللہ سے واسطے زینت کے اور کراہت واسطے لڑکے کے کہا غزالی نے کہ حرام ہے سوراخ کرنا عورت کے کان میں اور حرام ہے اجرت لینا اوپر اس کے مگر یہ کہ ثابت ہو اس میں کوئی چیز شرع کی جہت سے میں کہتا ہوں کہ طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سات چیزیں لڑکی میں سنت ہیں ان میں سے ایک سوراخ کرنا ہے اس کے کان میں۔ (فتح)

٥٤٣٣ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ

٥٤٣٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ پیچھے پھر عورتوں کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو حکم کیا ان کو صدقہ

الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِيْ قُرْطَهَا.

کرنے کا سو شروع کیا ہر عورت نے اپنی بالی ڈالنی۔

بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ.

باب ہے بیچ ہار خوشبو کے واسطے لڑکوں کے۔

٥٤٣٤ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُوْقٍ مِّنْ أَسْوَاقِ الْمَدِيْنَةِ فَانْصَرَفَ فَانْصَرَفْتُ فَقَالَ أَيْنَ لُكَعُ ثَلَاثًا ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِيْ وَفِيْ عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ.

۵۴۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے بازار میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی پھرا سو فرمایا کہ کہاں ہے بچہ یہ تین بار فرمایا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ سو کھڑے ہوئے حسن بن علی رضی اللہ عنہ چلتے اور ان کی گردن میں ہار تھا خوشبو کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح یعنی دونوں ہاتھ کھولے جیسے کہ معانقہ کے وقت کھولتے ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا پھر فرمایا کہ الٰہی! میں اس کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی اس کو دوست رکھ اور اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میرے نزدیک حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ تر پیارا کوئی نہ تھا یعنی مجھ کو اس کے ساتھ سب سے زیادہ تر محبت تھی اس کے بعد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّهُوْنَ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ.

باب ہے بیچ بیان ان مردوں کے جو مشابہت کرتے ہیں ساتھ عورتوں کے اور ان عورتوں کے جو مشابہت کرنے والی ہیں ساتھ مردوں کے۔

فائدہ: یعنی بیچ بیان مذمت دونوں فریق کے اور دلالت کرتی ہے اس پر لعنت جو مذکور ہے حدیث میں۔

٥٤٣٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۵۴۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لعنت کی

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ تَابَعَهُ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ.

حضرت ﷺ نے ان مردوں کو جو مشابہت کرنے والے ہیں ساتھ عورتوں کے اور ان عورتوں کو جو مشابہت کرنے والی ہیں ساتھ مردوں کے متابعت کی اس کی عمرو نے کہا کہ خبر دی ہم کو شعبہ نے۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں جائز ہے واسطے مردوں کے مشابہت کرنا عورتوں کے لباس میں اور زینت میں جو خاص ہے ساتھ عورتوں کے اور نہ عکس، میں کہتا ہوں اور اسی طرح کلام کرنا اور چلنا اور بہر حال شکل لباس کی سو مختلف ہے ساتھ اختلاف عادت ہر شہر کے سو بہت قومیں ایسی ہیں کہ ان کی عورتوں کے لباس کی شکل و صورت ان کے مردوں کے لباس سے جدا نہیں یعنی مرد اور عورت کا لباس ایک ہے لیکن جدا ہوتی ہیں عورتیں ساتھ حجاب اور پردہ کرنے کے اور لیکن ذم ساتھ مشابہت کرنے کے ساتھ بول چال کے سونص ہے ساتھ اس کے جو اس کو جان بوجھ کر کرے اور لیکن جو شخص کہ ہو یہ اصل خلقت اس کی سے یعنی اس کی پیدائشی بول چال عورتوں کے ساتھ مشابہ ہو سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا جائے ساتھ تکلف ترک اس کی کے ساتھ تدریج اور آہستگی کے سو اگر نہ کرے اور بدستور رہے اوپر اس کے تو داخل ہوتا ہے مذمت میں خاص کر اگر ظاہر ہو اس سے جو دلالت کرے اوپر اس کی رضا کے ساتھ اس کے اور استنباط کرنا اس مسئلے کا واضح ہے لفظ متشبھین سے اور بہر حال اطلاق اس کا جو پیدائشی کے حق میں مطلق جائز رکھتا ہے مانند نووی رحمہ اللہ کی سو محمول ہے یہ اطلاق اس کے حق میں جو نہ قادر ہو عورتوں کی سی بول چال کے چھوڑنے پر استعمال کرنے کے بعد معالجہ کے واسطے ترک کرنے اس کے کی نہیں تو اگر اس کا چھوڑنا ممکن ہو اگرچہ آہستگی سے ہو اور اس کو بغیر عذر کے نہ چھوڑے تو لاحق ہوتی ہے اس کو مذمت اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے طبری نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے نہ منع کیا مخنث کو داخل ہونے سے عورتوں پر یہاں تک کہ سنے اس سے باریک بیانی عورت کی وصف میں جیسے کہ آئندہ باب کی تیسری حدیث میں ہے سو اس وقت اس کو منع کیا سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے ملامت اس پر جس کی پیدائشی بول چال عورتوں کی سی ہو، کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ لعنت کے اس حدیث میں وہ شخص ہے جو مشابہت کرے ساتھ عورتوں کے شکل وصورت میں اور جو عورت مشابہت کرے مردوں کی اسی طرح اور جو مرد کہ پہنچے مشابہت میں ساتھ عورتوں کے اس حد کو کہ اپنی دبر میں حرام کاری کروائے اور جو عورت کہ پہنچے مشابہت میں ساتھ مردوں کے اس حد کو کہ چپٹی کھیلے ساتھ اور عورت کے تو ان دونوں قسم کے واسطے مذمت اور سزا سخت تر ہے اس شخص سے جو اس حد کو نہ پہنچا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا

ساتھ نکالنے کے گھروں سے جو ایسا فعل کرے تا کہ مشابہت کرنا اس بدعملی کی طرف نوبت نہ پہنچا دے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر لفظ حدیث کا زجر ہے مشابہت کرنے سے ہر چیز میں لیکن پہچانا گیا ہے اور دلیلوں سے کہ مراد مشابہت کرنا ہے شکل وصورت میں اور بعض صفات اور حرکات میں نہ مشابہت کرنا نیک کام میں اور نیز اس نے کہا کہ جو لعنت کہ صادر ہے حضرت ﷺ سے وہ دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے کہ ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے زجر کا اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے لعنت بسبب اس کے اور وہ خوفناک ہے اس واسطے کہ لعنت کبیرے گناہ کی علامت ہے اور واقع ہوتی ہے دوسری طرح کی حالت میں اور یہ خوفناک نہیں بلکہ وہ رحمت ہے اس کے حق میں جس کو لعنت کی بشرطیکہ نہ مستحق ہو لعنت کا جیسا کہ ثابت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک مسلم کے کہا اس نے اور حکمت بیچ لعنت کرنے اس شخص کے جو مشابہت کرے نکالنا اس کا ہے چیز کو اس صفت سے کہ وضع کیا ہے اس کو اس پر اس نے جو حکیم تر ہے سب حکیموں سے اور البتہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ لعنت واصلات کے ساتھ قول اپنے کے جو بدل ڈالنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حرام ہے مرد پر پہننا اس کپڑے کا جو موتیوں سے جڑا ہو اور وہ واضح ہے واسطے وراد ہونے علامتوں تحریم کے اور وہ لعنت کرنا ہے اس کو جو یہ کام کرے اور لیکن قول شافعی رحمہ اللہ کا کہ میں نہیں مکروہ جانتا واسطے مرد کے پہننا موتیوں کا مگر اس واسطے کہ وہ عورتوں کے لباس اور پہناوے سے ہے سو نہیں ہے مخالف واسطے اس کے مراد اس کی یہ ہے کہ خاص کر اس کی نہی میں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ مِنَ الْبُيُوْتِ.

باب ہے بیچ نکال دینے ان کے گھروں سے یعنی جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔

٥٤٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ أَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانًا وَّأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.

٥٤٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لعنت کی حضرت ﷺ نے مشابہت کرنے والے مردوں کو ساتھ عورتوں کے اور مشابہت کرنے والی عورتوں کو ساتھ مردوں کے اور فرمایا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو، کہا راوی نے سو حضرت ﷺ نے فلانی عورت کو نکال دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فلانے مرد کو نکال دیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انجشہ کو نکالا اور انجشہ ایک غلام تھا کالا جو عورتوں کو راگ سے کھینچتا تھا۔

٥٤٣٧ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ يَعْنِي أَرْبَعَ عُكَنِ بَطْنِهَا فَهِيَ تُقْبِلُ بِهِنَّ وَقَوْلُهُ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ يَعْنِي أَطْرَافَ هٰذِهِ الْعُكَنِ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا مُحِيطَةٌ بِالْجَنْبَيْنِ حَتّٰى لَحِقَتْ وَإِنَّمَا قَالَ بِثَمَانٍ وَلَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَةٍ وَوَاحِدُ الْأَطْرَافِ وَهُوَ ذَكَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ ثَمَانِيَةَ أَطْرَافٍ.

٥٤٣٧۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور ان کے گھر میں ایک مخنث زنانہ مرد تھا سو اس نے عبداللہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا کہ اگر کل تمہارے لیے طائف فتح ہوئی تو میں تجھ کو غیلان کی بیٹی بتلاؤں گا کہ بے شک وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے یعنی خوب موٹی اور فربہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اندر آیا کریں تمہارے پاس یہ مخنث زنانے مرد۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور ان حدیثوں میں ہے کہ مشروع ہے نکال دینا گھروں سے اس کا کہ حاصل ہو اس سے تکلیف واسطے لوگوں کے یہاں تک کہ اس سے رجوع کرے یا توبہ کرے۔ (فتح)

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ.

باب ہے بیچ بیان کاٹنے مونچھوں کے۔

فائدہ: اس باب کو اور جو اس کے بعد ہے آخر کتاب اللباس تک تعلق ہے ساتھ لباس کے جہت شریک ہونے کے سے زینت میں۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتّٰى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هٰذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھیں کاٹتے تھے یعنی جڑ سے یہاں تک کہ ان کے چمڑے کی سفیدی دیکھی جاتی تھی اور لیتے دونوں طرف لب کو مراد وہ بال ہیں جو مونچھوں اور داڑھی کے درمیان ہیں۔

فائدہ: یعنی جیسے کہ عادت ہے مونچھوں کے کاٹنے میں اور بالوں کے دور کرنے میں کہ لبوں کے گوشے میں ہیں اور احتمال ہے کہ منہ کے گوشے کے دونوں طرف مراد ہوں اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں لیتے یہاں تک کہ اس سے کچھ چیز نہ چھوڑتے اور روایت کی طبری نے عبداللہ بن ابی عثمان سے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے اوپر سے اور نیچے سے اور یہ رد کرتا ہے اس شخص کی تاویل کو جو تاویل کرتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اثر میں کہ مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے کہ لب کے کنارے پر ہے فقط۔ (فتح)

٥٤٣٨ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ ح وَقَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ.

٥٤٣٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائشی سنت ہے کاٹنا لبوں کا۔

٥٤٣٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

٥٤٣٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی پیدائشی چیزیں پانچ ہیں یا فرمایا پانچ چیزیں ہیں پیدائشی سنتوں میں سے اول ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈنا تیسرے بغلوں کے بال اکھاڑنا چوتھے ناخن کاٹنا پانچویں مونچھیں کترنا۔

فائدہ: یعنی ہر ایک انسان جس میں آدمیت ہے وہ ان پانچ چیزوں کو ایسا پسند کرتا ہے گویا کہ یہ پیدائشی بات ہے تعلیم کی اس میں کچھ حاجت نہیں اول تو اس میں پاکی اور ستھرائی ہے دوسری فائدے بھی ہیں اور یہ فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں تو ثابت ہو چکی ہے اور حدیثوں میں زیادتی اوپر اس کے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ اس کے اور اختلاف ہے کہ اس صیغے کے لانے میں کیا نکتہ ہے سو بعض نے کہا کہ اٹھاتا ہے دلالت کو اور یہ کہ مفہوم عدد کا نہیں ہے حجت اور بعض نے کہا کہ بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول پانچ چیزیں بتلائی تھیں پھر زیادہ بتلائیں اور بعض نے کہا کہ بلکہ اختلاف اس میں باعتبار مقام کے ہے سو ذکر کیا ہر جگہ میں جو لائق تھا ساتھ مخاطبین کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حصر کے مبالغہ ہے واسطے تاکید امر ان پانچوں کے جیسا کہ محمول ہے اس پر قول اس کا الدین النصیحۃ اور دلالت کرتی ہے تاکید پر وہ حدیث جو روایت کی ہے ترمذی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جو اپنی مونچھیں نہ کترے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اس کی سند قوی ہے اور کہا ابن عربی نے کہ پیدائشی چیزیں تیس کو پہنچتی ہیں سو اگر مراد اس کی وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے ساتھ لفظ فطرت کے تو نہیں ہے اس طرح اور اگر مراد اس کی عام تر ہے اس

سے تو نہیں محصور ہیں تیں میں بلکہ اس سے زائد ہیں اور واسطے مسلم کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہے کہ دس چیزیں پیدائشی سنتوں میں سے ہیں پس ذکر کیا ان پانچ کو جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہیں سوائے ختنہ کرنے کے اور زیادہ کیا اس میں بڑھانا داڑھی کا اور مسواک کرنا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا اور انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا اور استنجاء کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ میں دسویں چیز بھول گیا ہوں مگر شاید کلی ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان میں سے پانچ سر میں ہیں میں کہتا ہوں اور شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی عبدالرزاق نے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ اس آیت کے ﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے ساتھ طہارت کے پانچ چیزیں سر میں اور پانچ باقی بدن میں اور یہ جو فرمایا کہ انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا یعنی تا کہ ان میں میل نہ جمے کہا غزالی نے کہ عرب کے لوگوں کی عادت تھی کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھوتے تھے سو انگلیوں کے جوڑوں میں میل جم جاتی تھی سو حکم کیا ساتھ دھونے ان کے کی کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ وہ سنت مستقل ہے نہیں خاص ہے ساتھ وضو کے یعنی حاجت ہوتی ہے دھونے اس کے کی وضو میں اور غسل مین اور ستھرائی میں اور البتہ لاحق کی گئی ہے ساتھ اس کے وہ میل کہ جمع ہوتی ہے کان کے شکنوں میں اور سوراخ کان کے بیچ میں اس واسطے کہ اس کے باقی رہنے میں ضرر ہے سماعت کو اور بہر حال جو چیزیں کہ وارد ہوئی ہیں ان کے معنوں ہیں بغیر تصریح کرنے کے ساتھ لفظ فطرت کے سو وہ بہت ہیں ان میں سے ہے وہ چیز جو روایت کی ترمذی نے ابو ایوب کی حدیث سے کہ چار چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں شرم کرنا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا اور ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں کہ حیاء ایمان سے ہے اور اختلاف ہے حیاء کے ضبط میں سو بعض نے کہا کہ ساتھ فتحہ مہملہ اور تحتانیہ خفیفہ کے ہے اور بعض نے کہا کہ ساتھ کسرہ مہملہ اور تشدید تحتانیہ کے ہے سو بنا بر پہلے معنی کے وہ خصلت ہے معنوی متعلق ہے ساتھ تحسین خلق کے اور دوسری وجہ پر وہ خصلت ہے حسی متعلق ہے ساتھ ستھرائی بدن کے اور ایک روایت میں زیادہ کیا ہے حلم اور حجامت کو اور جب حدیثوں کو تلاش کیا جائے تو زیادہ ہوتا ہے عدد اور متعلق ہیں ساتھ ان خصلتوں کے مصالح دینی اور دنیاوی جو پائی جاتی ہیں ساتھ تلاش کرنے کے ان میں سے ہے آراستہ کرنا شکل وصورت کا اور ستھرا کرنا بدن کا مجمل طور سے اور مفصل اور احتیاط واسطے دونوں طہارت کے اور احسان کرنا طرف ہم نشین کے ساتھ دور کرنے اس چیز کے کہ تکلیف پائے ساتھ اس کے بدبو سے اور مخالفت شعار کفار کی مجوس اور یہود اور نصاریٰ اور بت پرستوں سے اور بجا لانا حکم شارع کا اور کہا خطابی نے کہ مذہب اکثر علماء کا یہ ہے کہ مراد ساتھ فطرت کے اس جگہ سنت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں اور ایک گروہ نے کہا کہ معنی فطرت کے دین ہیں اور اصل فطرت کے معنی ہیں پیدا کرنا غیر مثال پر یعنی ایسے نمونے پر پیدا کرنا جس کی مثل پہلے کوئی چیز نہ ہو اور کہا ابو شامہ نے فطرت

کے معنی ہیں اولی پیدائش اور قول حضرت ﷺ کا کل مولود یولد علی الفطرة یعنی ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہے یعنی اس وضع پر کہ پہلے پہل پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش کو اوپر اس کے اور اس میں اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر چھوڑا جائے ہر ایک اپنے پیدا ہونے کے وقت سے اور جو پہنچاتی ہے اس کی طرف نظر اس کی تو البتہ پہنچائے اس کو طرف دین حق کے اور وہ توحید ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا جو اس سے پہلے ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ﴾ اور اسی کی طرف اشارہ ہے باقی حدیث میں فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اور مراد ساتھ فطرت کے باب کی حدیث میں یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں کی جائیں تو متصف ہوتا ہے فاعل ان کا ساتھ فطرت کے کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو اوپر اس کے اور رغبت دلائی ہے ان کو اوپر اس کے اور مستحب کیا ہے اس کو واسطے ان کے تا کہ ہوں کامل ترین صفتوں پر اور اشرف صورت پر اور کہا بیضاوی نے قدیمی سنت ہے کہ اختیار کیا ہے اس کو پیغمبروں نے اور اتفاق ہے اوپر سب شریعتوں سابقہ کا اور گویا کہ وہ پیدائشی امر ہے کہ پیدا کیے گئے آدمی اوپر اس کے اور غریب بات کہی قاضی ابو بکر بن عربی نے سو کہا اس نے کہ میرے نزدیک یہ پانچوں خصلتیں جو حدیث میں مذکور ہیں کل واجب ہیں اس واسطے کہ اگر آدمی ان کو چھوڑ دے تو اس کی شکل آدمی کی سی نہیں رہتی سو کس طرح ہو وہ منجملہ مسلمانوں کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو شامہ نے ساتھ اس کے کہ جو چیزیں کہ ہو مقصود ان کا مطلوب واسطے تحسین بدن کے اور وہ ستھرائی ہے نہیں محتاج ہیں طرف درود امر ایجابی کی واسطے شارع کے بیچ ان کے واسطے کفایت کرنے کے ساتھ خواہشوں نفس کے سو مجرد بلانا اس کی طرف کافی ہے یعنی واجب ہونے کی ضرورت نہیں اور یہ جو کہا کہ ختنہ کرنا ختان اسم ہے واسطے فعل ختنہ کرنے والے کے اور ختنہ کرنے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں اور کہا ماوردی نے کہ ختان کے معنی ہیں کاٹنا چمڑے کا جو حشفہ یعنی ڈوڈی کو ڈھانکتا ہے اور مستحب ہے کہ کاٹا جائے تمام چمڑہ حشفے کی جڑ تک اور کم تر جو کفایت کرتا ہے یہ ہے کہ نہ باقی رہے اس سے کچھ چیز جو حشفے کو ڈھانکے کہا ابن صباغ نے یہاں تک کہ کھل جائے تمام حشفہ اور کہا ابن کج نے کہ ادا ہوتا ہے واجب ساتھ کاٹنے کچھ چیز کے اس پردے سے کہ حشفے کے اوپر ہے اگرچہ قلیل ہو بشرطیکہ گول کاٹا جائے کہا نووی نے کہ وہ شاذ ہے اور معتمد اول قول ہے کہا امام نے اور مستحق عورت کے ختنے سے وہ چیز ہے کہ اس کو ختنہ بولا جائے کہا ماوردی نے کہ ختنہ عورت کا کاٹنا ہے اس چمڑے کا کہ اس کی شرم گاہ کی اوپر کی طرف ہے مدخل ذکر سے اوپر مانند گٹھلی کی اور واجب کاٹنا چمڑے کا ہے اوپر سے نہ جڑ سے اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ مدینے میں ایک عورت تھی جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ختنہ میں مبالغہ نہ کیا کر یعنی حد سے زیادہ چمڑا نہ کاٹا کر اس واسطے کہ اس میں عورت کو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور کہا کہ نہیں ہے یہ حدیث قوی اور واسطے اس کے دو شاہد ہیں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نزدیک

ابوالشیخ کے اور کہا جوہری نے کہ عرب کا گمان ہے کہ لڑکا جب پیدا ہو قمر میں تو اس کے حشفے کے اوپر کا چمڑہ کھل جاتا ہے سو ہو جاتا ہے لڑکا جیسے ختنہ کیا ہوا اور البتہ مستحب رکھا ہے علماء نے شافعیہ میں سے اس کے حق میں جو پیدا ہو ختنہ کیا گیا یہ کہ گزارے اُسترے کو ختنے کی جگہ پر بغیر کاٹنے کے کہا ابوشامہ نے کہ غالب جو اس طرح پیدا ہوتا ہے اس کا ختنہ پورا نہیں ہوتا بلکہ ظاہر ہوتا ہے کنارہ ڈوڈی کا جو اس طرح ہو واجب ہے پورا کرنا اس کے ختنے کا اور فائدہ دیا ہے شیخ ابن حاج نے مدخل میں کہ اختلاف ہے کیا عموما سب عورتوں کا ختنہ کیا جائے یا مشرق ملک کی عورتوں کا ختنہ کیا جائے اور مغرب کی عورتوں کا ختنہ نہ کیا جائے واسطے نہ ہونے زیادہ چمڑے کے ان کے فرج پر جس کا کاٹنا مشروع ہے برخلاف مشرق کی عورتوں کے سو جو قائل ہے کہ مستحب ہے گزارنا اُسترے کا اس جگہ پر جو ختنہ کیا گیا ہو پیدائشی واسطے بجالانے امر کے تو وہ عورت کے حق میں بھی اسی طرح قائل ہے یعنی جس عورت کے ختنے کی حاجت نہ ہو اس کی جگہ پر صرف اُسترے کو پھیرا جائے بغیر کاٹنے کسی چیز کے اور جس عورت کے ختنے کی حاجت ہو اس کا ختنہ کیا جائے اور مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ ختنہ کرنا واجب ہے بغیر باقی چیزوں کے جو حدیث میں مذکور ہیں اور یہی قول ہے جمہور اصحاب اس کے کا اور قائل ساتھ اس کے قدیموں سے عطاء یہاں تک کہ کہا اس نے کہ اگر کافر بالغ مسلمان ہو تو نہیں پورا ہوتا ہے اسلام اس کا یہاں تک کہ ختنہ کرے اور احمد اور بعض مالکیوں سے ہے کہ واجب ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ واجب ہے اور نہیں ہے فرض اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ سنت ہے اور گنہگار ہوتا ہے ساتھ ترک کرنے اس کے اور ایک قول شافعیہ کا یہ ہے کہ نہیں ہے واجب عورتوں کے حق میں اور اس کو وارد کیا ہے صاحب مغنی نے احمد سے اور مذہب اکثر علماء کا اور بعض شافعیہ کا یہ ہے کہ واجب نہیں اور ان کی حجت حدیث شداد رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوعا کہ ختنہ کرنا سنت ہے واسطے مردوں کے کرامت ہے واسطے عورتوں کے اور اس حدیث میں حجت نہیں واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ لفظ سنت کا جب حدیث میں وارد ہو تو نہیں مراد ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز جو واجب کے مقابل ہو لیکن جب واقع ہو تفرقہ درمیان مردوں اور عورتوں کے اس میں تو دلالت کی اس نے کہ مراد جدا ہونا حکم کا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے وہ وجوب میں اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے مردوں کے حق میں زیادہ تر مؤکد عورتوں سے یا ہوتا ہے مردوں کے حق میں واسطے استحباب کے اور عورتوں کے حق میں واسطے اباحت کے علاوہ یہ کہ حدیث ثابت نہیں اس واسطے کہ وہ حجاج بن ارطاۃ کی روایت سے ہے اور نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے لیکن اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور استدلال کیا ہے اس نے جو ختنہ کرنے کو واجب کہتا ہے ساتھ کئی دلیلوں کے ان میں سے قوی تر دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا بسولی سے اور حالانکہ وہ اسی سال کے تھے اور اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ پھر ہم نے تیری طرف وحی کی یہ کہ پیروی کر ابراہیم علیہ السلام کے دین کی اور صحیح ہو چکا ہے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جن کلموں سے اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا تھا وہ خصلتیں فطرت کی ہیں اور ان میں سے ختنہ کرنا ہے اور مبتلا کرنا غالبًا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہو واجب اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا جو مذکور ہوا مگر یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو بطور وجوب کے کیا ہو اس واسطے کہ جائز ہے کہ ہو فعل ان کا بطور ندب کے سو ہو گا بجا لانا ساتھ پیروی ان کی کے موافق اس کے کہ انہوں نے کیا اور اللہ نے فرمایا اپنے پیغمبر کے حق میں ﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو تا کہ تم راہ پاؤ اور اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد افعال وجوب پر دلالت نہیں کرتے اور نیز پس باقی دس کلمے واجب نہیں ہیں اور روایت کی ابو الشیخ نے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم کیا ختنہ کرنے کا اور وہ اس وقت اسی برس کے تھے سو انہوں نے ختنہ کیا قدوم سے تو ان کو درد کی شدت ہوئی انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے ان کو وحی کی کہ تو نے جلدی کی پہلے اس سے کہ میں تجھ کو اس کا آلہ بتلاؤں کہا اے رب! میں نے مکروہ جانا کہ تیرا حکم بجا لانے میں دیر ہو اور قدوم کے معنی ہیں بسولی اور بعض نے کہا کہ قدوم ایک مکان کا نام ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ان کے قیلولہ کرنے کی جگہ تھی اور بعض نے کہا کہ ایک گاؤں ہے شام میں اور ابراہیم علیہ السلام ختنہ کرنے کے بعد چالیس برس جیتے رہے تو کل عمر ان کی ایک سو بیس برس کی تھی اور اختلاف ہے اس وقت میں جس میں جائز ہے ختنہ کرنا کہا ماوردی نے کہ اس کے واسطے دو وقت ہیں ایک وقت وجوب کا ہے اور ایک وقت استحباب کا سو وقت وجوب کا بالغ ہونا ہے یعنی جب آدمی بالغ ہو جائے تو ختنہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور بالغ ہونے سے پہلے مستحب ہے اور وقت مختار ساتواں دن ہے پیدا ہونے سے پیچھے اور بعض نے کہا کہ ولادت کے دن سے اور اگر دیر کرے تو چالیس دن میں اور اگر اس سے بھی دیر کرے تو ساتویں برس میں اور اگر بالغ ہو اور ہو د بلا معلوم ہو حال اس کے نسے کہ اگر اس کا ختنہ کیا جائے تو ہلاک ہو گا تو ساقط ہو جاتا ہے وجوب یعنی اس حالت میں واجب نہیں رہتا اور مستحب ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے وقت استحباب سے بغیر عذر کے اور ذکر کیا ہے قاضی حسین نے کہ نہیں جائز ہے کہ ختنہ کیا جائے لڑکے کا یہاں تک کہ دس برس کا ہو اس واسطے کہ وہ دن مارنے اس کے کا ہے ترک نماز پر اور درد ختنے کا سخت تر ہے مار کے درد سے سو ہو گا اولیٰ ساتھ تاخیر کے اور ضعیف کہا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں اور کہا امام الحرمین نے کہ نہیں واجب ہے بالغ ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لڑکا نہیں ہے اہل عبادت سے جو متعلق ہو ساتھ بدن کے سو کیا حال ہے ساتھ اسم کے اور کہا ابو الفرج سرخسی نے کہ بیچ ختنہ کرنے لڑکے کے چھوٹی عمر میں مصلحت ہے اس جہت سے کہ کھال تمیز کے بعد موٹی اور سخت ہو جاتی ہے اس واسطے جائز رکھا ہے اماموں نے ختنہ کرنے کو اس سے پہلے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے حسن اور مالک سے کراہت ختنہ کرنے کی ساتویں دن اس واسطے کہ وہ یہود کا فعل ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ میں نے اس میں کوئی چیز نہیں سنی اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سات چیزیں سنت سے ہیں لڑکے میں نام رکھا جائے

اس کا دن ساتویں اور ختنہ کیا جائے اور روایت کی ابوالشیخ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ختنہ ساتویں دن کیا کہا ولید نے سو میں نے اس کا حکم مالک رحمہ اللہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کب کیا جائے لیکن جتنا پہلے کرے مجھ کو پسند ہے اور میں نے کتاب النکاح میں ولیمہ کے باب میں ذکر کیا ہے کہ ختنہ کرنے کے وقت دعوت کرنا مشروع ہے لیکن اگر لڑکی کا ختنہ ہو تو اس کے واسطے مشروع نہیں ہے اور نقل کیا ہے ابن حاج نے مدخل میں کہ سنت ہے کہ لڑکے کے ختنے کو ظاہر کرے اور لڑکی کے ختنے کو چھپائے اور یہ جو کہا کہ استحد اد تو یہ استفعال ہے حدید سے اور مراد ساتھ اس کے استعمال کرنا اُسترے کا ہے بیچ مونڈھنے بالوں کے مکان مخصوص سے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں حلق العانہ کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ عانہ کے وہ بال ہیں جو مرد کے ذکر پر اور اس کے گرد ہیں اور اسی طرح وہ بال جو عورت کی شرم گاہ کے گرد ہیں اور منقول ہے ابوالعباس سے کہ عانہ سے مراد وہ بال ہیں جو دبر کے حلقے کے گرد اُگے ہوئے ہوتے ہیں سو حاصل ہوگا اس کے مجموع سے استحباب مونڈھنے تمام ان بالوں کا جو قبل اور دبر پر اور اس کے گرد ہیں اور ذکر مونڈھنے کا واسطے ہونے اس کے کی ہے اغلب نہیں تو جائز ہے دور کرنا ان کا ساتھ نورے کے اور اُکھاڑنے کے یا کسی اور وجہ سے اور کہا بعض نے کہ مستحب ہے دور کرنا بالوں کا قبل اور دبر سے بلکہ دور کرنا ان کا دبر سے اولیٰ ہے واسطے اس خوف کے کہ اس کے ساتھ کچھ چیز پاخانے سے لٹکی رہے اور نہ دور کرے اس کو استنجاء کرنے والا مگر پانی سے اور نہ قادر ہو اس کے دور کرنے پر ڈھیلوں سے اور قائم ہوتا ہے نورہ لگانا مقام مونڈھنے کے اور اسی طرح اُکھاڑنا اور کترنا اور کسی نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ زیر ناف کے بالوں کو قینچی سے کترنا جائز ہے انہوں نے کہا کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ کافی ہو کہا گیا پس اکھاڑنا کہا اور کیا کوئی اس پر قادر ہے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ زیر ناف کے بال اولیٰ ہیں ساتھ دور کرنے کے اس واسطے کہ وہ گھنے ہو جاتے ہیں اور جم جاتی ہے ان میں میل برخلاف بغل کے بالوں کے کہا ابن دقیق العید نے کہ جو کہتا ہے کہ مستحب ہے مونڈھنا تمام ان بالوں کا کہ دبر کے گرد ہیں تو ذکر کیا ہے اس نے اس کو بطور قیاس کے اور اولیٰ بالوں کے دور کرنے میں اس جگہ مونڈھنا ہے واسطے پیروی حدیث کے اور اُکھاڑنا بھی جائز ہے برخلاف بغل کے کہ وہ بالعکس ہے اس واسطے کہ بند ہوتے ہیں نیچے اس کے بخارات برخلاف زیر ناف کے اور بغلوں کے بال اکھاڑنے سے کمزور ہو جاتے ہیں اور مونڈھنے سے قوی ہوتے ہیں سو آیا حکم ہر جگہ میں ساتھ مناسب کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ سنت زیر ناف کے بال دور کرنے میں مونڈھنا ہے ساتھ اُسترے کے بیچ حق مرد اور عورت دونوں کے لیکن ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ دور کرنے کے ہر دور کرنے والی چیز سے اور نیز نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اولیٰ مرد کے حق میں مونڈھنا ہے اور عورت کے حق میں اکھاڑنا اور یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ اس میں ضرر ہے عورت پر ساتھ درد کے اور خاوند پر ساتھ ڈھیلے ہو جانے محل کے اس واسطے کہ بالوں کا اکھاڑنا محل کو ڈھیلا کر دیتا ہے ساتھ اتفاق طبیبوں کے اسی واسطے بعض نے مونڈھنے کو

ترجیح دی ہے لیکن کہا ابن عربی نے کہ اگر عورت جوان ہو تو بالوں کا اکھاڑنا اس کے حق میں اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ بڑھانا اور پالنا ہے اکھاڑنے کی جگہ کو اور اگر بوڑھی ہو تو اس کے حق میں مونڈھنا بہتر ہے اس واسطے کہ اکھاڑنا بالوں کا محل کو ڈھیلا کر دیتا ہے اور اگر کہا جائے کہ عورت کے حق میں نورہ اولیٰ ہے مطلق تو نہیں ہے بعید اور نیز جدا ہوتا ہے حکم بیچ اکھاڑنے بالوں کے اور مونڈھنے زیر ناف کے بالوں کے یعنی ان دونوں میں فرق ہے کہ اکھاڑنا بغلوں کا اور مونڈھنا ان کا جائز ہے کہ لے اس کو اجنبی برخلاف زیر ناف کے بالوں کے کہ وہ حرام ہے مگر اس کے حق میں کہ مباح ہے واسطے اس کے ہاتھ لگانا اور نظر کرنا اس کی طرف مانند خاوند بیوی کے اور بہر حال نورہ لگانا سو کسی نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ نورہ لگانے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے اس کو جائز رکھا اور ذکر کیا کہ میں اس کو کرتا ہوں اور اس میں ایک حدیث بھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر ناف کے بالوں میں نورہ لگاتے تھے اور اس کے مقابل ہے یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر ناف کے بال اُسترے سے مونڈھتے تھے اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو کہا کہ بغلوں کے بالوں کا اکھاڑنا تو مستحب ہے اس میں شروع کرنا دائیں طرف سے اور ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ مونڈھنے کے خاص کر جس کو اکھاڑنا درد پہنچاتا ہو کہا غزالی نے کہ ابتدا میں درد ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ جب عادت ہو جاتی ہے تو آسان ہو جاتا ہے درد نہیں ہوتا کہا ابن دقیق العید نے کہ جس نے نظر کی طرف لفظ کی کھڑا ہوا ہے ساتھ اکھاڑنے کے اور جس نے نظر کی طرف معنی کے جائز رکھا ہے اس نے اس کو ساتھ دور کرنے والی چیز کے اور یہ جو کہا کہ ناخن کاٹنا تو مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے کہ ملابس ہو انگلی کے سر کو ناخن سے اس واسطے کہ میل اس میں جمع ہو جاتا ہے اور اس سے کراہت آتی ہے اور کبھی پہنچتا ہے اس حد تک کہ منع کرتا ہے پہنچنے پانی کے کو طرف اس چیز کی کہ واجب ہے دھونا اس کا طہارت میں اور قطع کیا ہے متولی نے اصحاب شافعی سے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے اس وقت وضو اور قطع کیا ہے غزالی نے احیاء میں کہ وہ معاف ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے کہ اکثر گنوار لوگ اس کی خبر گیری نہیں کرتے تھے اور باوجود اس کے کسی حدیث میں وارد نہیں ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز دوہرانے کا حکم کیا ہو اور یہ ظاہر ہے اور کبھی معلق ہوتی ہے ساتھ ناخن کے جب کہ دراز ہو پلیدی واسطے اس کے جو استنجاء کرے ساتھ پانی کے اور نہ کوشش کرے غسل میں سو ہوگا جب کہ نماز پڑھے اٹھانے والا واسطے پلیدی کے اور روایت کی ہے بیہقی نے شعب میں ابی حازم رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی سو اس میں وہم کیا تو کسی نے پوچھا فرمایا کہ میں کس طرح وہم نہ کروں اور حالانکہ میل مغابن کا تمہارے ناخن میں ہے یعنی تم ناخن نہیں کاٹتے پھر تم خارش کرتے ہو ساتھ ان کے اپنی مغابن کو یعنی بغل کو اور جو دونوں خصیوں اور رانوں کے درمیان ہے اور ہر جگہ میں کہ اس میں میل جمع ہوتا ہے سو متعلق ہوتی ہے ساتھ ان کے وہ چیز کہ مغابن میں ہوتی ہے میل سے میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے طرف پاک صاف کرنے سب مغابن کے یعنی جو جگہیں بدن کی کہ پوشیدہ اور گہری ہیں جن میں میل جمع ہوتا ہے اور مستحب

ہے مبالغہ کرنا اس کے دور کرنے میں اس حد تک کہ نہ داخل ہو اس سے ضرر انگلی پر اور نہیں ثابت ہوئی بیچ ترتیب انگلیوں کے وقت کاٹنے ناخن کے کوئی چیز حدیثوں سے لیکن جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں ساتھ اس کے کہ مستحب ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے پھر بیچ کی انگلی کا ناخن کاٹے پھر بنصر کا پھر خنصر کا پھر انگوٹھے کا اور بائیں ہاتھ میں اول خنصر کاٹے پھر بنصر کا پھر وسطیٰ کا پھر شہادت کی انگلی کا پھر انگوٹھے کا اور شروع کرے دائیں پاؤں میں خنصر سے ابہام تک اور بائیں میں ابہام سے خنصر تک اور نہیں ذکر کیا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے استحباب کے کوئی مسند اور کہا شرح مہذب میں اس کے بعد کہ نقل کیا ہے غزالی سے اور یہ کہ مازری نے سخت انکار کیا ہے اوپر اس کے بیچ اس کے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس چیز کے کہ کہا غزالی نے مگر بیچ تاخیر کرنے ابہام دائیں ہاتھ کے پس اولیٰ یہ ہے کہ مقدم کیا جائے دائیں یا بائیں پر اور بہر حال جو حدیث کہ ذکر کی غزالی نے سو نہیں ہے واسطے اس کے کوئی اصل کہا ابن دقیق العید نے کہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ مستحب ہے کہ اول ہاتھ کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے سو وہ محتاج ہے طرف دلیل کے اس واسطے کہ اطلاق اس سے انکار کرتا ہے میں کہتا ہوں ممکن ہے کہ لیا جائے ساتھ قیاس کرنے کے وضو پر اور جامع ستھرائی حاصل کرنا ہے اور شروع کرنا دائیں سے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہے جو طہارت میں گزر چکی ہے کہ خوش لگتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع کرنا دائیں طرف سے پاکی کرنے میں اور کنگھی کرنے میں اور سب کام میں اور شروع کرنا شہادت کی انگلی سے اس واسطے کہ وہ اشرف ہے سب انگلیوں میں اس واسطے کہ وہ آلہ ہے شہادت کا اور بہر حال اس کے بعد وسطیٰ کا ناخن کاٹنا سو اس واسطے ہے کہ اکثر جو ناخن کاٹتا ہے تو ہتھیلی کی پشت کی طرف سے کاٹتا ہے سو ہوگی بیچ کی انگلی اس کی دائیں جانب سو بدستور کاٹتا چلا جائے خنصر تک پھر کامل کرے ہاتھ کو ساتھ کاٹنے ناخن ابہام کے اور بہر حال بائیں ہاتھ سے سو جب شروع کرے خنصر سے تو لازم ہے کہ بدستور کاٹے جائے دائیں طرف ابہام تک اور ذکر کیا ہے دمیاطی نے کہ اس نے بعض مشائخوں سے سیکھا کہ جو اپنے ناخنوں کو مخالف کاٹتے تو نہیں پہنچتی ہے اس کو رمد یعنی اس کی آنکھیں کبھی نہیں آتیں اور یہ کہ اس نے اس کو تجربہ کیا ہے دراز مدت اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مستحب ہے کاٹنا ناخن کا مخالف اور بیان کیا ہے اس کو ابو عبداللہ بن بطہ نے سو کہا کہ اول دائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھوٹی انگلی کا ناخن کاٹے پھر وسطیٰ یعنی بیچ کی انگلی کا پھر انگوٹھے کا پھر بنصر کا یعنی جو چھوٹی انگلی کے پاس ہے پھر شہادت کی انگلی کا اور شروع کرے بائیں کے ابہام سے برعکس دائیں کے اور انکار کیا ہے ابن دقیق العید نے اس شکل کا کہ ذکر کیا ہے اس کو غزالی نے اور جو اس کے تابع ہیں اور کہا کہ یہ سب بے اصل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہاں دونوں ہاتھ میں سے اول دائیں ہاتھ کے ناخن کاٹنے اور دونوں پاؤں میں سے اول دائیں پاؤں کے ناخن کاٹنے اس کے واسطے اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش لگتا تھا دائیں طرف سے شروع کرنا ہر کام میں اور نہیں ثابت ہوئی ہے بیچ استحباب کاٹنے ناخن کے جمعرات کے دن کوئی حدیث اور قریب تر

وہ چیز کہ واقف ہوا میں اس پر اس باب میں وہ چیز ہے جو روایت کی بیہقی نے مرسل ابو جعفر باقر سے کہ حضرت ﷺ مستحب جانتے تھے کہ اپنے ناخن اور مونچھیں جمعہ کے دن لیں اور واسطے اس کے شاہد ہے موصول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور کسی نے احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ مسنون ہے جمعہ کے دن زوال سے پہلے اور اس سے جمعرات کا دن بھی آیا ہے اور ایک روایت اس سے ہے اس کو اختیار ہے اور یہی معتمد ہے کہ مستحب ہے جب اس کی حاجت ہو اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وقت مقرر کیا واسطے ہمارے حضرت ﷺ نے بیچ کاٹنے ناخنوں اور مونچھوں کے اور اکھاڑنے بال بغلوں کے اور مونڈھنے بال زیر ناف کے یہ کہ نہ چھوڑے جائیں زیادہ چالیس دن سے کہا قرطبی نے کہ ذکر چالیس دن کا تحدید ہے واسطے اکثر مدت کے اور نہیں منع ہے خبر گیری اس کی جمعہ سے جمعہ تک اور ضابطہ اس میں حاجت ہے کہ جب حاجت پڑے کرے کہا شرح مہذب میں کہ لائق ہے یہ کہ مختلف ہو ساتھ اختلاف احوال کے اور ضابطہ اس میں حاجت ہے اور تمام خصلتوں مذکورہ میں، میں کہتا ہوں لیکن نہیں منع ہے خبر گیری اس کی دن جمعہ کے اس واسطے کہ مبالغہ اس میں مشروع ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے چند سوالات کیے ایک یہ ہے کہ میں نے احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب اپنی مونچھیں اور ناخن کاٹے تو کیا ان کو دبا ڈالے یا پھینک دے؟ کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ان کو دبا ڈالے میں نے کہا کہ کیا تجھ کو اس میں کوئی خبر پہنچی؟ کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کو دباتے تھے اور روایت کی کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ دبا ڈالنے بالوں اور ناخنوں کے اور کہا کہ نہ کھیلیں ساتھ ان کے جادوگر میں کہتا ہوں اور روایت کیا ہے اس حدیث کو بیہقی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانند اس کی اور مستحب رکھا ہے ہمارے اصحاب نے ان کے دفنانے کو اس واسطے کہ وہ آدمی کی جز ہے، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ کاٹنا مونچھوں کا تو شارب ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو اوپر کی لب کے اوپر اُگے ہوتے ہیں اور اختلاف ہے اس کی دونوں جانب میں سو بعض نے کہا کہ وہ بال مونچھوں میں داخل ہیں سو مشروع ہے کاٹنا ان کا ساتھ مونچھوں کے اور بعض نے کہا کہ وہ منجملہ داڑھی کے ہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی قص کے یہ ہیں کہ مونچھوں کو کترے یہاں تک کہ ظاہر ہو کنارہ لب کا اور نہ کاٹے ان کو جڑ سے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے اصحاب نے کہ جڑ سے کاٹنا افضل ہے کترنے سے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ مونچھوں کو جڑ سے کاٹنا مثلہ ہے اور مراد حدیث میں مبالغہ ہے لبوں کے کترنے میں یہاں تک کہ لبوں کا کنارہ ظاہر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ اس کو سخت پیٹا جائے اور کہا کہ مونچھوں کا مونڈنا بدعت ہے جو لوگوں میں ظاہر ہوئی کہا طحاوی نے کہ مونچھوں کا مونڈھنا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور کہا اثرم نے کہ احمد رحمۃ اللہ علیہ مونچھوں کو جڑ سے کاٹتے تھے کہا قرطبی نے اور قص الشارب کے معنی یہ ہیں کہ کاٹے جو دراز ہو لب پر اس طور سے کہ نہ ایذا دے کھانے والے کو اور نہ جمع ہو اس میں میل اور کہا کہ جز اور احفا اور قص کے ایک معنی ہیں یعنی کترنا اور نہیں ہے جڑ سے کاٹنا

نزدیک مالک رحمہ اللہ کے اور کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ مراد جڑ سے کاٹنا ہے اور بعض علماء نے کہا کہ اختیار ہے، میں کہتا ہوں اور بعض سے مراد طبری ہے کہ کہا اس نے کہ دلالت کی سنت نے دونوں امروں پر اور نہیں ہے کوئی تعارض درمیان ان کے اس واسطے کہ قص دلالت کرتا ہے بعض کے کترنے پر اور احفا دلالت کرتا ہے تمام بالوں کے کاٹنے پر یعنی جڑ تک اور دونوں امر ثابت ہیں پس اختیار ہے آدمی کو جو چاہے سو کرے اور روایت کی طبری نے عروہ اور سالم اور قاسم اور ابوسلمہ سے کہ وہ اپنی مونچھوں کو مونڈھتے تھے اور شرحبیل سے روایت ہے کہ میں نے پانچ اصحاب کو دیکھا اپنی مونچھیں کترتے تھے اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے تھے یعنی جڑ سے یہاں تک کہ ان کے چمڑے کی سفیدی ظاہر ہوتی یعنی جو چمڑا کہ مونچھوں کے نیچے ہے لیکن یہ سب محتمل ہے کہ جڑ سے کاٹنا تمام ان بالوں کا ہو جو لب کے اوپر اُگے ہوتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد جڑ سے کاٹنا ان بالوں کا ہو جو ملتے ہیں لب کی سرخی کو اوپر سے اور کاٹا جائے باقی بالوں کو واسطے نظر کرنے کے طرف معنی کی اس کے مشروع ہونے میں اور وہ مخالفت مجوس کی ہے اور امن تشویش سے کھانے والے پر اور یہ سب حاصل ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہم نے ذکر کی اور وہی ہے جو جمع کرتی ہے مختلف حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے داؤدی نے بیچ شرح اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو مذکور ہے اول باب میں اور اسی کو تقاضا کرتا ہے تصرف بخاری کا اس واسطے کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کو اور وارد کی اس کے بعد حدیث اس کی اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ کترنے لبوں کے سو گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کی طرف کہ یہی مراد ہے حدیث سے یعنی جڑ سے کاٹنا ان بالوں کا جو لب کی سرخی کو ملتے ہیں نہ تمام بال اور البتہ روایت کی ہے مالک رحمہ اللہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب غضبناک ہوتے تھے تو اپنی مونچھوں کو بٹتے تھے تو یہ اثر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے تھے اور حکایت کی ابن دقیق العید نے بعض حنفیوں سے کہ جائز ہے بڑھانا مونچھوں کا لڑائی میں واسطے ڈرانے دشمن کے اور ضعیف کہا اس کو۔

فصل: چند فوائد ہیں جو اس حدیث کے متعلق ہیں۔

فائدہ اول: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مستحب ہے اول دائیں طرف سے مونچھوں کو کاٹا جائے۔

دوسرا فائدہ: یہ ہے کہ اختیار ہے کہ اپنی مونچھوں کو خود کاٹے یا کسی دوسرے سے کتروائے واسطے حاصل ہونے مقصود کے برخلاف بال زیر ناف کے، میں کہتا ہوں اور محل اس کا وہ ہے جہاں ضرورت نہ ہو اور جو مونڈھنا اچھی طرح نہ جانتا ہو تو اس کے واسطے مباح ہے کہ بقدر حاجت کے اپنے غیر سے استعانت لے اگر اس کی بیوی اچھی طرح مونڈھنا جانتی ہو لیکن محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ نورہ نہ پائے اس واسطے کہ وہ بے پرواہ کرتا ہے حلق سے اور حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے مقصود اور اسی طرح جو نہ قوت رکھتا ہو اکھاڑنے پر اور نہ مونڈھنے پر جب کہ مدد لے غیر سے مونڈھنے میں تو جائز ہے بسبب ضرورت کے اور یہ واسطے اس کے ہے جو نہ قوت رکھتا ہو نورہ لگانے کی اس سبب سے کہ نورہ ایذا دیتا ہے

پتلے چمڑے کو مانند چمڑے بغل کے کی اور کبھی کہا جاتا ہے مثل اس کی زیر ناف کے بال مونڈھنے میں مغابن کی جہت سے جو دونوں ران اور خصیوں کے درمیان ہیں اور بہر حال مونچھوں کا لینا سو اس میں تفصیل ہے کہ جو خود بخود اچھی طرح ان کو لے سکے وہ خود لے اور جو خود اچھی طرح کاٹنا نہ جانتا ہو اس کے واسطے جائز ہے کہ دوسرے سے مدد لے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو کہ نہ پائے آئینہ یعنی شیشہ جس میں بال لینے کے وقت اپنا منہ دیکھے۔

تیسرا فائدہ: یہ ہے کہ کہا نووی رحمہ اللہ نے ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ کاٹنے لبوں کے قینچی وغیرہ سے۔

چوتھا فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے نہیں جانتا میں کہ کوئی قائل ہو ساتھ وجوب کاٹنے لبوں کے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو تو جائز ہے جس جگہ کہ متعین ہو کاٹنا ان کا۔ (فتح)

بَابُ تَقْلِيْمِ الْأَظْفَارِ. باب ہے بیچ بیان کاٹنے ناخنوں کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں تین حدیثوں کو جو تیسری حدیث ہے اس کو ناخن کے ساتھ تعلق نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خاص کی گئی ہے ساتھ مونچھوں اور داڑھی کے اور ممکن ہے کہ ہو مراد اس کی اس ترجمہ میں اور جو اس سے پہلے ہے کاٹنا ناخنوں کا اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور کترنا لبوں کا اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو اس کی طرف کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اول اور حدیث اس کی تیسری ایک ہے بعض نے اس کو مطول بیان کیا ہے اور بعض نے مختصر۔ (فتح)

٥٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

۵۴۴۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائشی چیزوں میں سے پانچ چیزیں ہیں زیر ناف کے بال مونڈھنا اور ناخن کاٹنا اور موچھوں کا کاٹنا۔

٥٤٤١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْآبَاطِ.

۵۴۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنتوں سے ہیں اول ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈھنا تیسرے لبوں کا کاٹنا چوتھے ناخن کاٹنا پانچویں بغلوں کے بال اُکھاڑنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۵٤٤٢ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ.

۵٤٤٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخالف کرو ساتھ مشرکوں کے داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے سو جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اس کو کاٹ ڈالتے۔

فائدہ: مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخالفت کرو مجوس کی اور یہی مراد ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ وہ داڑھی کترتے تھے اور بعض اس کو مونڈتے تھے اور موطا میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب حج اور عمرے میں سر مونڈتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں کو کترتے کہا کرمانی نے کہ حمل کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو کہ داڑھی بڑھاؤ غیر حالت حج پر یعنی حج میں داڑھی کا کترنا جائز ہے میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما داڑھی کترنے کو حالت حج کے ساتھ خاص نہیں کرتے تھے بلکہ حمل کرتے تھے داڑھی بڑھانے کے حکم کو غیر اس حالت پر کہ خراب ہو جائے اس میں صورت ساتھ بہت دراز کرنے بالوں داڑھی کے یا چوڑائی ان کی کے سو کہا طبری نے کہ ایک قوم کا عمل ظاہر حدیث پر ہے سو کہا انہوں نے کہ مکروہ ہے لینا کسی چیز کا داڑھی سے اس کے طول سے اور عرض سے اور کہا ایک قوم نے کہ اگر مٹھی سے زیادہ ہو تو زائد کو کاٹا جائے پھر بیان کیا اپنی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما تک کہ وہ مٹھی سے زائد داڑھی کو لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ تک کہ انہوں نے ایک مرد کی داڑھی مٹھی سے زیادہ کاٹی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے بھی مٹھی سے زیادہ داڑھی کاٹی اور روایت کی ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند حسن کے کہ ہم بڑھاتے تھے داڑھی کو مگر حج اور عمرے میں پھر حکایت کی طبری نے اختلاف اس چیز میں کہ لی جائے داڑھی سے کہ کیا اس کے واسطے کوئی حد ہے یا نہیں سو باسند بیان کیا ایک جماعت سے رکھنا داڑھی کا بقدر مٹھی کے اور کاٹنا اس کا جو زائد ہو اس سے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ لی جائے داڑھی لمبائی اور چوڑائی سے جب تک کہ نہ فاحش ہو اور عطاء سے ہے مثل اس کی کہا طبری نے کہ حمل کیا ہے ان لوگوں نے نہی کو اوپر منع کرنے اس چیز کے کہ تھے عجمی لوگ کرتے اس کو داڑھی کے کترنے اور تخفیف اس کی سے کہا اور مکروہ رکھا ہے اور لوگوں نے چھیڑنا اس کو مگر حج اور عمرے میں اور باسند بیان کیا ہے اس کو ایک جماعت سے اور اختیار کیا قول عطاء کا اور کہا کہ اگر مرد اپنی داڑھی کو چھوڑ دے اور اس کو نہ چھیڑے یہاں تک کہ اس کا طول اور عرض بہت فاحش ہو جائے تو البتہ اس نے تعریض کی اپنے نفس کے واسطے جو اس

کو ٹھٹھا کرے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ حدیث عمرو بن شعیب کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے لیتے اپنی داڑھی کو اس کے عرض اور طول سے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور نقل کیا گیا ہے بخاری رحمہ اللہ سے اس نے کہا کہ عمرو بن ہارون کی روایت میں کہ نہیں جانتا میں واسطے اس کے کوئی حدیث منکر مگر یہ اور البتہ ضعیف کہا ہے عمر بن ہارون کو ایک جماعت نے مطلق کہا عیاض نے کہ مکروہ ہے مونڈھنا داڑھی کا اور کترنا اس کا اور بہر حال لینا اس کا طول عرض سے جب کہ بہت بڑی ہو سو بہتر ہے بلکہ مکروہ ہے اس کی شہرت اس کے بڑا کرنے میں جیسے کہ مکروہ ہے اس کے کترنے میں اور تعقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ وہ خلاف ظاہر حدیث کے ہے کہ اس میں حکم ہے ساتھ بڑھانے اس کے کی کہا اور مختار چھوڑ دینا اس کا ہے اپنے حال پر اور یہ کہ نہ تعرض کیا جائے واسطے اس کے ساتھ کترنے کے اور نہ غیر اس کے اور شاید کہ مراد نووی رحمہ اللہ کی بیچ غیر حج اور عمرے کے ہے اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ نے نص کی ہے حج میں داڑھی کا کترنا مستحب ہے اور ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے غزالی سے کہ داڑھی میں دس چیزیں مکروہ ہیں خضاب کرنا اس کا کالی چیز سے واسطے غیر جہاد کے اور ساتھ غیر سواد کے واسطے ایہام صلاح کے نہ واسطے قصد اتباع کے اور سفید کرنا اس کا واسطے جلدی طلب کرنے بڑھاپے کے بقصد بڑا ہونے کے ہم عصروں پر اور اکھاڑنا اس کے واسطے باقی رکھنے بے ریشی کے اور اسی طرح حذف کرنا اس کا اور اکھاڑنا سفید بالوں کا اور ترجیح دی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس کے حرام ہونے کو واسطے ثابت ہونے زجر کے اس سے اور صف باندھنا اس کا طاق طاق کر کے واسطے بناوٹ کے اور تکبر کے اور اسی طرح کنگھی کرنا اس کا اور چھیڑنا اس کا اس کے طول اور عرض سے اس پر کہ اس میں ہے اختلاف سے اور چھوڑنا اس کا پریشان گرد آلودہ واسطے ایہام زہد کے اور نظر کرنا طرف اس کی خود پسندی سے اور گرہ دینا اس کو واسطے حدیث رویفع کے کہ جو داڑھی کو گرہ دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں کہا خطابی نے کہ مراد گرہ دینا اس کا ہے لڑائی میں اور وہ عجمیوں کے طریق سے ہے اور بعض نے کہا کہ معالجہ کرنا ہے ساتھ بالوں کے تا کہ منعقد ہو جائیں اور یہ فعل اہل تانیث کا ہے اور کہا ابو شامہ نے کہ البتہ پیدا ہوئی ہے ایک قوم کہ اپنی داڑھی کو مونڈھتے ہیں اور وہ سخت تر ہے اس چیز سے کہ منقول ہے مجوس سے کہ وہ اس کو کاٹتے تھے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو حکم ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤ تو مستثنیٰ ہے اس سے جب کہ عورت کو داڑھی اُگے اس واسطے کہ مستحب ہے واسطے اس کے مونڈھ ڈالنا اس کا اور اسی طرح اگر اس کو مونچھ اُگے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

بَابُ إِعْفَآءِ اللِّحٰی. — باب ہے بیچ بیان بڑھانے داڑھی کے۔

﴿عَفَوْا﴾ كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ. — یعنی عفوا کے معنی ہیں کہ بہت ہوئی یا بہت ہوئے مال ان کے۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے لفظ عفوا کی کہ قرآن میں سورۂ اعراف میں واقع ہوا ہے اس قول میں ﴿حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ

مَسَّ آبَآءَ نَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ﴾ سو یہ اشارہ ہے اصل مادے کی طرف یا اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ حدیث کا اعفوا اللحی دونوں معنوں سے آیا ہے۔

۵۴۴۳ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى.

۵۴۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ تفسیر اعفاء کی ساتھ تکثیر کے قائم کرنے سبب کے سے ہے مقام مسبب کے اس واسطے کہ حقیقت اعفاء کی ترک ہے اور نہ تعرض کرنا داڑھی کو مستلزم ہے اس کے بہت کرنے کو اور غریب بات کہی ہے ابن سعد نے جو کہا اس نے کہ حمل کیا ہے بعض نے اعفوا اللحی کو اوپر لینے کے اس سے یعنی اصلاح کرو داڑھی کو ساتھ لینے اُن بالوں کے جو بڑھے ہوئے ہوں طول میں یا عرض میں اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ اس کے معنی ہیں بڑھاؤ یا زیادہ کرو اور یہی ہے صواب اور کہا ابن دقیق العید نے کہ نہیں جانتا میں کسی کو کہ سمجھا اس نے امر سے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعفوا اللحی تجویز کرنا اس کے معالجہ کا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں اور شاید کہ پھیرنے والا قرینہ سیاق کا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی حدیث میں اور کاٹو مونچھوں کو۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ.

جو ذکر کیا جاتا ہے سفید بالوں میں یعنی ان کو خضاب کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

۵۴۴۴ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَخَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيْلًا.

۵۴۴۴۔ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے؟ سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کو مگر تھوڑا یعنی اس عمر کو نہیں پہنچے کہ خضاب کی حاجت ہو۔

۵۴۴۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِيْ لِحْيَتِهِ.

۵۴۴۵۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پوچھے گئے انس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب سے سو کہا کہ نہیں پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو کہ خضاب کی جائے یا خضاب کریں اور اگر میں چاہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال آپ کی داڑھی میں گنوں۔

فائدہ: یہ روایت تفسیر کرتی ہے پہلی روایت کی کہ نہیں پہنچے حضرت ﷺ بڑھاپے کو مگر تھوڑا اور یہ اس واسطے کہ عادت یہ ہے کہ اگر تھوڑے سفید بال داڑھی میں ظاہر ہوں تو نہیں جلدی کی جاتی طرف خضاب ان کے کی یہاں تک کہ بہت ہو اور مرجع قلت اور کثرت کا اس میں طرف عرف کی ہے اور زیادہ کیا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے بعد خضاب کیا مہندی اور وسمے سے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فتح مکے کے دن اپنے باپ کو حضرت ﷺ کے سامنے لائے اور اس کا سر سفید تھا مانند ثغامہ کے۔ (فتح)

٥٤٤٦ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَهْلِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ وَقَبَضَ إِسْرَآئِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيْهِ شَعَرٌ مِّنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا.

۵۴۴۶۔ حضرت عثمان بن عبداللہ سے روایت ہے، کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو پیالہ پانی کا دے کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور بند کیا اسرائیل راوی نے تین انگلیوں کو یعنی اشارہ کیا اس کی طرف کہ پیالہ چھوٹا تھا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چاندی کا گھنگرو لائیں جس میں کچھ حضرت ﷺ کے بال مبارک تھے اور دستور تھا کہ جب کسی آدمی کو نظر یا کوئی بیماری پہنچتی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تغار بھیجتا سو میں نے گھنگرو میں جھانکا تو میں نے سرخ بال دیکھے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ وہ گھنگرو چاندی سے ملمع کیا ہوا تھا نہ یہ کہ سب چاندی کا تھا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہیں جائز رکھتی تھیں چاندی کے برتن کے استعمال کرنے کو کھانے پینے کے غیر میں اور کہاں سے جائز ہے اس کو کہنا اور حالانکہ جائز رکھا ہے ایک جماعت علماء نے چاندی کے چھوٹے برتن کے استعمال کو غیر کھانے پینے میں اور ذکر کیا ہے حمیدی نے اس حدیث کو ساتھ اس لفظ کے کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو پانی کا پیالہ دے کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک چاندی کا گھنگرو لائیں جس میں حضرت ﷺ کے بال مبارک تھے اور نہیں ذکر کیا قول اسرائیل کا سو شاید بخاری کے راویوں سے یہ لفظ ساقط ہوا ہے کہ وہ چاندی کا گھنگرو لائیں اور ساتھ اس کے صحیح ہوتے ہیں معنی حدیث کے اور یہ جو کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرت تغار بھیجتا تو مراد یہ ہے کہ جو بیمار ہوتا وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف برتن بھیجتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس میں وہ بال ڈالتیں اور ان کو اس میں پانی سے دھوتیں اور وہ برتن اس کو پھیر دیتیں سو پیتا اس کو برتن والا یا اس کے ساتھ نہاتا واسطے شفا چاہنے کے ان سے سو حاصل ہوتی واسطے اس کے برکت یعنی اس کو شفاء ہوتی اور یہ جو کہا میں نے جھانکا تو یہ عثمان کا قول ہے جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہے۔ (فتح)

٥٤٤٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

۵۴۴۷۔ حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ام

سَلَّامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِّنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا.

سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گیا تو انہوں نے ہماری طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال نکالے خضاب کیے ہوئے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے یونس نے کہ خضاب کیے ہوئے مہندی اور وسمہ سے اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کے بال تھے اس میں اثر مہندی اور وسمہ کا تھا اور کتم کی تفسیر آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا اسماعیلی نے کہ نہیں ہے اس میں بیان اس کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خضاب کیا تھا بلکہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سرخ ہو گئے ہوں واسطے اس کے کہ ملی ان کو خوشبو جس میں زردی تھی سو غالب ہوئی ان پر زردی کہا اس نے سو اگر اس طرح ہو تو ہو سکتا ہے ورنہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح تر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا اور یہ جو اسماعیلی نے احتمال پیدا کیا ہے تو گزر چکا ہے یہ موصول طرف انس رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ اس نے جزم کیا ہے کہ وہ خوشبو سے سرخ ہو گئے تھے میں کہتا ہوں اور بہت بالوں کا دستور ہے کہ جب بدن سے جدا ہوں اور ان پر زمانہ دراز گزر جائے تو ان کی اصلی سیاہی سرخی کی طرف رجوع کرتی ہے اور جس کی طرف مائل کی ہے اس نے تطبیق سے برخلاف اس کے ہے کہ تطبیق دی ہے ساتھ اس کے طبری نے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جس نے جزم کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا جیسا کہ ظاہر حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو پہلے گزری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زردی سے خضاب کیا تو حکایت کی جو دیکھا اس نے اور یہ کہ بعض اوقات کیا یعنی بعض اوقات زردی سے خضاب کیا اور جس نے اس کی نفی کی مانند انس رضی اللہ عنہ کی تو وہ محمول ہے اکثر اور اغلب اوقات پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے یعنی اکثر اوقات نہیں کیا کبھی کیا اور البتہ روایت کی مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں مگر چند سفید بال جب تیل لگاتے تو ان کو تیل چھپا ڈالتا سو احتمال ہے کہ جن لوگوں نے خضاب ثابت کیا ہے انہوں نے سفید بال دیکھے ہوں پھر جب تیل نے ان کو چھپایا تو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خضاب کیا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَ قَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ أَبِي الْأَشْعَثِ عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَرَ

ابن موہب سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سرخ دکھلائے۔

بَابُ الْخِضَابِ.

باب ہے خضاب کرنے کے بیان میں یعنی سر اور داڑھی کے سفید بالوں کا رنگ بدلنا۔

٥٤٤٨ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۵۴۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ وَسُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا بے شک یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے سوتم ان کی مخالفت کرو۔

فائدہ: یہ روایت مطلق ہے اور واسطے احمد رحمہ اللہ کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ﷺ انصار کے بوڑھوں پر نکلے جن کی داڑھی سفید تھی سو فرمایا کہ اے گروہ انصار! سرخ خضاب کرو یا زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالف کرو اور روایت کی طبرانی نے عتبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ حکم کرتے تھے ساتھ بدلنے بالوں کے واسطے مخالفت عجمیوں کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے جائز رکھا ہے خضاب کرنے کو ساتھ سیاہ چیز کے یعنی سیاہ خضاب جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے ذکر بنی اسرائیل میں استثناء خضاب کا واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور یہ کہ بعض علماء نے رخصت دی ہے اس میں واسطے جہاد کے اور بعض نے اس میں مطلق رخصت دی ہے اور یہ کہ اولیٰ کراہت اس کی ہے اور مائل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے طرف کراہت تحریم کے یعنی یہ کراہت تحریمی ہے اور رخصت دی ہے اس میں ایک گروہ نے سلف میں سے ان میں سے ہیں سعد بن ابی وقاس رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور جریر رضی اللہ عنہ اور غیر واحد اور اختیار کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے کتاب الخضاب میں اور جواب دیا ہے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اخیر زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی کہ خضاب کریں گے سیاہ چیزوں سے نہ پائیں گے وہ بو بہشت کی ساتھ اس کے کہ نہیں ہے دلالت اس میں کہ سیاہ چیز سے خضاب کرنا مکروہ ہے بلکہ اس میں اخبار ہے ایک قوم سے کہ یہ صفت ہے ان کی اور جواب دیا ہے اس نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ بچو سیاہ خضاب سے ساتھ اس کے کہ وہ اس کے حق میں ہے جس کا سارا سر سفید ہو جائے اور نہیں مطرد ہے یہ ہر شخص کے حق میں اور جو اس نے کہا خلاف اس چیز کا کہ متبادر ہے دونوں حدیثوں کے سیاق سے ہاں شہادت دیتی ہے واسطے اس کے وہ چیز جو روایت کی ابن شہاب سے کہ ہم خضاب کرتے تھے سیاہ چیز سے یعنی سیاہ خضاب کرتے تھے جب کہ منہ جدید ہوتا سو جب ہم نے منہ اور دانتوں کو ضعیف پایا تو ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور روایت کی طبرانی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو سیاہ خضاب کرے اللہ اس کے منہ کو قیامت کے دن سیاہ کرے گا اور اس کی سند لین ہے اور بعض نے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے کہ عورت کے واسطے جائز ہے یعنی سیاہ خضاب کرنا اور مرد کے واسطے جائز نہیں اور اختیار کیا ہے اس کو حلیمی نے اور لیکن رنگنا ہاتھ اور پاؤں کا مردوں کو سو نہیں جائز ہے مگر واسطے دوا کے اور یہ جو فرمایا کہ ان کی مخالفت کرو تو نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے تغیر کرو بڑھاپے کو یعنی سفید بالوں کو اور نہ مشابہت کرو ساتھ یہود کے اور واسطے اصحاب سنن کے ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی

حدیث سے کہ خوب تر چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کو تبدیل کرو مہندی اور کتم ہے اور اس میں احتمال ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے لگائے یعنی اول وسمہ پیچھے مہندی یا برعکس اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ دونوں کو اکٹھا کر کے لگائے اور روایت کی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ خضاب کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ مہندی اور وسمہ کے اور خضاب کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساتھ خالص مہندی کے اور یہ مشعر ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ مہندی اور وسمہ دونوں سے ملا کر خضاب کرتے تھے اور کتم ایک گھاس ہے جو یمن میں ہوتی ہے اس کا خضاب سیاہ ہوتا ہے مائل بسرخی اور مہندی کا خضاب سرخ ہوتا ہے اور اگر دونوں سے ملا کر خضاب کیا جائے تو اس کا رنگ سرخی اور سیاہی کے درمیان نکلتا ہے اور استنباط کیا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ بچو سیاہی سے کہ سیاہ خضاب ان کی عادت تھی اور پہلے پہل سیاہ خضاب فرعون نے کیا ہے اور اختلاف ہے خضاب کرنے میں اور نہ کرنے میں سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ نے خضاب کیا اور ترک کیا خضاب کو علی رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے اور تطبیق دی ہے طبری نے کہ جن کو سفید بال برے معلوم ہوتے تھے انہوں نے خضاب کیا اور جن کو برے معلوم نہیں ہوتے تھے انہوں نے نہ کیا اور اسی پر محمول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ابو قحافہ کے حق میں جس جگہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ اس کا سر دیکھا کہ وہ سفید ہے مانند ثغامہ کے کہ نام ہے ایک گھاس کا کہ سفید ہوتی ہے کہ اس کو بدل ڈالو اور بچو سیاہی سے کہا سو جو ہو بیچ مثل حال ابو قحافہ کے اس کو مستحب ہے خضاب کرنا اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے واسطے کسی کے غرور ساتھ اس کے اور جو اس کے برخلاف ہو اس کے حق میں خضاب کرنا مستحب نہیں ہے لیکن خضاب مطلق اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس میں بجا لانا امر کا ہے بیچ مخالفت اہل کتاب کے اور اس میں نگہبانی بالوں کی ہے تعلق غبار سے مگر یہ کہ شہر والوں کی عادت نہ خضاب کرنا ہو اور یہ اکیلا ہو ساتھ اس کے سوائے ان کے کہ ہو جاتا ہے وہ بیچ مقام شہرت کے سو ترک کرنا خضاب کا اس کے حق میں اولیٰ ہے اور نقل کیا ہے طبری نے اس کے بعد کہ روایت کی حدیث عمر بن شعیب کی کہ جو بوڑھا ہو بوڑھا ہونا تو وہ اس کے واسطے نور ہے یہاں تک کہ اس کو اکھاڑے یا خضاب کرے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتوں کو مکروہ جانتے تھے سو بیان کیا ان میں سے بڑھاپے کے بدلنے کو کہ بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ کراہت مستحب ہے ساتھ حدیث باب کے پھر ذکر کی تطبیق اور کہا کہ دعویٰ نسخ پر کوئی دلیل نہیں میں کہتا ہوں اور مائل کی ہے طرف نسخ کی طحاوی نے اور تمسک کیا ہے اس نے ساتھ حدیث کے جو قریب آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو اس چیز میں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہ اتری پھر ہو گئے ان کی مخالفت کرنے والے اور رغبت دلاتے ان کی مخالفت پر کما سیأتی تقریرہ فی باب الفرق انشاء اللہ تعالٰی کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال اکھاڑنے سے سوائے خضاب کرنے کے اس واسطے کہ اس میں

تبدیل کرنا ہے اصل پیدائش کا برخلاف خضاب کے کہ وہ اصلی پیدائش کو تبدیل نہیں کرتا اور نہ جو اس کی طرف دیکھے اس کو اصلی پیدائش میں تغیر معلوم ہوتا ہے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خضاب کرنا واجب ہے اگرچہ ایک بار ہو اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی خضاب ترک کرے اور اہل کتاب کے ساتھ مشابہت کرے اور سیاہ خضاب میں اس سے دو روایتیں ہیں مانند شافعیہ کی مشہور یہ روایت ہے کہ مکروہ ہے اور بعض نے کہا کہ حرام ہے اور مؤکد ہوتی ہے منع واسطے اس کے کہ فریب کھایا جائے اس کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ الْجَعْدِ.

باب ہے بیچ بیان گھنگریالے بالوں کے۔

٥٤٤٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْأٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَّلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعَرَةً بَيْضَآءَ.

٥٤٤٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ نہایت لمبے تھے اور نہ نہایت پست قد اور نہ نہایت سفید رنگ تھے اور نہ گندم گوں اور نہ نہایت گھنگریالے بالوں والے تھے اور نہ مطلق سیدھے بالوں والے اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس پر پیغمبر کر کے بھیجا سو ٹھہرے آپ مکے میں دس برس اور پھر مدینے میں دس برس پھر اللہ نے ساٹھ برس پر آپ کی روح قبض کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے۔

فائدہ: اور مقصود اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت گھنگریالے بالوں والے اور نہ سیدھے بالوں والے یعنی بلکہ آپ کے بال جعودت اور سبوطت کے درمیان تھے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا مناقب میں اور یہ کہ بال جعد وہ ہیں جو گھنگریالے ہوں جیسے حبشیوں کے بال ہوتے ہیں اور یہ کہ سبط وہ بال ہیں جو سیدھے چھوڑے ہوئے ہوں اور نہ خم ہو ان سے کوئی چیز جیسے ہندوالوں کے بال ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس بال نہ تھے یعنی بلکہ بیس سے کم تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تیس بال تھے اور یہ روایت ضعیف ہے اور معتمد پہلی بات ہے کہ بیس سے کم تھے۔ (فتح)

٥٤٥٠ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ

٥٤٥٠۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ زیادہ تر خوبصورت ہو سرخ جوڑے میں

يَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِيْ عَنْ مَّالِكٍ إِنَّ جُمَّتَهٗ لَتَضْرِبُ قَرِيْبًا مِّنْ مَّنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهٖ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ قَالَ شُعْبَةُ شَعَرُهٗ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

حضرت ﷺ سے کہا میرے بعض ساتھیوں نے مالک رحمہ اللہ سے کہ بے شک حضرت ﷺ کے بال قریب مونڈھوں کے پہنچتے تھے، کہا ابو اسحاق نے سنا میں نے اس کو بیان کرتا تھا حدیث کو کئی بار نہیں حدیث بیان کی اس نے کبھی مگر کہ ہنسا کہا شعبہ نے اور حضرت ﷺ کے بال آپ کی جمہ کان تک پہنچتے تھے۔

فائدہ: جمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں کے قریب پہنچیں اور وفرہ وہ بال ہیں جو لوؤں تک ہوں اور لمہ وہ بال ہیں جو مونڈھوں تک ہوں اور مناقب میں گزر چکا ہے کہ یوسف بن اسحاق کی روایت میں وہ چیز ہے جو جمع کرتی ہے دونوں روایتوں کو اور اس کا لفظ یہ ہے له شعر يبلغ شحمة اذنيه الى منكبيه اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو ان میں دراز بال تھے وہ مونڈھوں تک پہنچتے تھے اور جو ان کے سوا تھے وہ لوؤں تک پہنچتے تھے اور مراد اس کی ساتھ بعض کے یعقوب بن سفیان ہے۔ (فتح)

٥٤٥١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

٥٤٥١ ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ایک رات خواب میں معلوم ہوا کہ میں خانے کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد کو دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ کے مرد دیکھے ہوں اس کے بال مونڈھوں تک ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے مونڈھوں تک بال دیکھے ہوں سو البتہ اس مرد نے ان بالوں میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دے یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے مونڈھوں پر تکیہ دے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو کسی نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے اچانک ایک اور مرد دیکھا نہایت گھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں کہ ان کے بال مونڈھوں تک ہیں اور دجال کی صفت میں کہ اس

کے بال گھنگریالے ہیں اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور غلطی کی اس نے جس نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ دجال داخل ہوگا مکے یا مدینے میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو خواب میں مکے میں دیکھا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقۃً مکے میں داخل ہوا ہو اور اگر مانا جائے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے زمانے میں مکے میں دیکھا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ داخل ہو اس میں دجال اس کے بعد جب کہ اخیر زمانے میں نکلے گا اور البتہ استدلال کیا تھا ابن صیاد نے اس پر کہ وہ دجال موجود نہیں ساتھ اس کے کہ وہ مدینے میں رہا اور باوجود اس کے پس عمر رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ قسم کھاتے تھے کہ یہی ہے دجال کما سیاتی فی آخر الفتن۔ (فتح)

٥٤٥٢ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حِبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ.

۵۴۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

٥٤٥٣ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ.

۵۴۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

٥٤٥٤ ۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ شَعَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.

۵۴۵۴۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے بالوں سے پوچھا کہ کس طرح تھے؟ کہا کہ حضرت ﷺ کے بالوں میں تھوڑا خم تھا نہ بہت سیدھے تھے نہ بہت گھنگریالے حضرت ﷺ کے دونوں کان اور مونڈھوں کے درمیان تھے۔

فائدہ: اس حدیث کا جواب بھی وہی ہے جو پہلے گزرا کہ جو بال ان میں لمبے تھے وہ مونڈھوں تک تھے اور باقی کانوں اور مونڈھوں کے درمیان اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے بال وفرہ سے زیادہ تھے اور جمہ سے کم۔

٥٤٥٥ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۵۴۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے دونوں ہاتھ پر گوشت اور فربہ تھے میں نے حضرت ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَا جَعْدَ وَلَا سَبِطَ.

کے بعد ویسا کوئی نہیں دیکھا اور حضرت ﷺ کے بال میانہ تھے نہ بہت گھنگریالے تھے اور نہ بہت سیدھے۔

٥٤٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ.

۵۴۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا سر اور دونوں قدم پر گوشت اور فربہ تھے میں نے ویسا کوئی نہیں دیکھا نہ حضرت ﷺ سے پہلے نہ پیچھے اور حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

٥٤٥٧ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ وَقَالَ أَبُو هِلَالٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ شَبَهًا لَهُ.

۵۴۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے دونوں قدم گوشت سے بھرے ہوئے تھے خوبصورت تھے میں نے حضرت ﷺ کے بعد ویسا کوئی نہیں دیکھا اور کہا ہشام نے معمر سے اس نے روایت کی قتادہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے دونوں قدم اور دونوں ہتھیلیاں گوشت سے پر تھیں یعنی خوب فربہ تھیں اور کہا ابو ہلال نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے یا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم پر گوشت تھے میں نے آپ کے بعد آپ کی مانند کوئی نہیں دیکھا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ کی ہتھیلیاں گوشت سے پر تھیں لیکن باوجود موٹے ہونے کے نرم تھے یعنی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ میں نے نہیں چھوا ریشم کو نرم تر حضرت ﷺ کی ہتھیلی سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں تو مراد اس سے حضرت ﷺ کے جسم مبارک کی وصف کرنا ہے اور تفسیر کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ بہت سخی تھے اور یہ اگرچہ واقع میں صحیح ہے لیکن اس جگہ مراد نہیں اور یہ جو کہا کہ ابو ہلال نے الخ تو شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد ساتھ بیان کرنے ان طریقوں کے بیان کرنا اختلاف کا ہے اس میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ پر اور یہ کہ نہیں تاثیر ہے واسطے اس کے اور نہیں قدح کرتا ہے یہ حدیث کی صحت

میں اور پوشیدہ رہی ہے مراد بخاری رحمہ اللہ کی بعض لوگوں پر سو کہا انہوں نے کہ یہ روایتیں جو وارد ہیں بیچ صفت ہتھیلیوں اور قدموں کے نہیں ہے واسطے ان کے تعلق ساتھ ترجمہ کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سب روایتیں ایک حدیث ہے اختلاف کیا ہے اس کے راویوں نے ساتھ زیادتی اور نقصان کے بیچ اس کے اور اصلی مراد اس سے صفت بالوں کی ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ بالتبع مذکور ہے، واللہ اعلم اور وہ چیز کہ دلالت کی اس پر حدیث نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں کے قریب تھے یہ اکثر اوقات کا ذکر ہے اور کبھی کبھی دراز ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہو جاتے گیسو اور پکڑتے اس سے زلفیں جیسا کہ ابو داؤد نے ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور آپ کے واسطے چار گیسو تھے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دراز ہوئے یہاں تک کہ ہو گئے گیسو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گوندکر چار زلفیں بنایا اور یہ محمول ہے اس حال پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت دن بالوں کی خبر گیری نہ کر سکتے تھے اور وہ حالت شغل کی ہے ساتھ سفر وغیرہ کے۔ (فتح)

٥٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَّمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ اٰدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذْ انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ.

۵۴۵۸۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے سو لوگوں نے دجال کا ذکر کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ یہ کہا ہو لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہر حال ابراہیم علیہ السلام سو اپنے ساتھی کو دیکھو یعنی مجھ کو یعنی ابراہیم علیہ السلام مجھ سے بہت مشابہ تھے شکل وصورت میں اور بہر حال موسیٰ علیہ السلام سو ایک مرد ہے گندم گوں گھنگریالے بالوں والا سرخ اونٹ پر سوار نکیل ڈالا گیا پوست کھجور کی رسی سے جیسے میں اس کی طرف دیکھتا ہوں کہ جب نالے میں اترتا ہے تو لبیک کہتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ بہر حال موسیٰ علیہ السلام سو مرد ہے گندم گوں گھنگریالے بالوں والا اور مراد صاحبکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ذات مبارک ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيْدِ. باب ہے تلبید کے بیان میں۔

فائدہ: تلبید کے معنی ہیں سر کے بالوں کو گوند وغیرہ سے جمانا تا کہ غبار وغیرہ سے محفوظ رہیں اور احرام میں جوئیں نہ پڑھیں۔

٥٤٥٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَنْ ضَفَّرَ فَلْيَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِيْدِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُلَبِّدًا.

۵۴۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ جو سر کے بال گوندے تو چاہیے کہ بالوں کو مونڈھ ڈالے اور نہ مشابہت کرو ساتھ تلبید کے یعنی جو حج میں ہوتی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تلبید کیے ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سر کے بال گوندے تو چاہیے کہ مونڈھ ڈالے اور حمل کیا ہے اس کو ابن بطال نے اس پر کہ مراد یہ ہے کہ جو ارادہ کرے احرام کا سو بالوں کو گوندے تا کہ منع کرے ان کو غبار سے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے کترنا بالوں کا اس واسطے کہ وہ فعل اس کا ہے جو مشابہ ہے تلبید کی جس میں شارع نے سر مونڈھنے کو واجب کہا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جو احرام مین اپنے سر کے بال جمائے متعین ہے اس پر مونڈھنا بالوں کا اور قربانی کرنا اور نہیں کافی ہے واسطے اس کے کترنے بالوں کا سو تشبیہ دی اس نے جو سر کے بال گوندے ساتھ اس کے جو سر کے بال جمادے اسی واسطے حکم کیا کہ جو بال گوندے وہ مونڈھ ڈالے اور احتمال ہے کہ مراد عمر رضی اللہ عنہ کی مونڈھنا بالوں کا وقت احرام کے ہو تا کہ محتاج نہ ہو طرف تلبید کی اور نہ طرف گوندنے کی یعنی جو ارادہ کرے کہ بال جمائے یا گوندے تو چاہیے کہ مونڈھ ڈالے کہ مونڈھنا اولیٰ ہے گوندنے سے اور تلبید کرنے سے پھر جب ارادہ کرے اس کے بعد کترنے کا تو نہ پہنچے طرف لینے کی سر کی باقی طرفوں سے جیسے کہ سنت ہے اور لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سو ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے سمجھا اپنے باپ سے کہ ان کی رائے یہ ہے کہ تلبید کا ترک کرنا اولیٰ ہے سو خبر دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلبید کیے دیکھا۔

٥٤٦٠ ـ حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

۵۴۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تلبیہ کہتے تھے اس حال میں کہ تلبید کیے ہوئے تھے کہتے تھے حاضر ہوں تیری خدمت میں الٰہی! حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہوں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں تیری خدمت میں بے شک حمد اور سب نعمت تیرے واسطے ہے اور ملک نہیں ہے کوئی شریک تیرا نہ زیادتی کرتے ان کلموں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٥٤٦١ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

۵۴۶۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے یعنی احرام اتار ڈالا اور آپ نے عمرہ کر کے احرام نہیں اتارا؟ فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوند وغیرہ سے جمایا اور اپنی قربانی کی گلے میں جوجوتیوں کا ہار ڈالا یعنی میں قربانی ساتھ لایا ہوں سو نہیں حلال ہوں گا یہاں تک کہ قربانی ذبح کروں یعنی قربانی والا محرم بغیر قربانی کیے کیونکر حلال ہو اور قربانی ذبح کرنا ذبیحہ کی دسویں تاریخ سے پہلے جائز نہیں اس واسطے کہ میں احرام کو نہیں توڑ سکتا۔

بَابُ الْفَرْقِ.

باب ہے بیچ بیان فرق کے۔

فائدہ: اور وہ بانٹنا بالوں کا ہے بیچ درمیان سر کے کہ آدھے بال ایک طرف جمع کرے اور آدھے ایک طرف یعنی مانگ نکالنا۔

٥٤٦٢ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.

۵۴۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے جس میں آپ کو کوئی حکم نہ ہوتا اور اہل کتاب کا دستور تھا کہ اپنے بالوں کو چھوڑتے تھے یعنی ان میں مانگ نہیں نکالتے تھے اور مشرکین اپنے سر میں مانگ نکالتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بال چھوڑے یعنی مانند اہل کتاب کی پھر ان میں مانگ نکالنا شروع کیا۔

فائدہ: اور راز اس میں یہ ہے کہ بت پرست لوگ بعید تر ہیں اہل کتاب سے ایمان میں اور اس واسطے کہ اہل کتاب فی الجملہ شریعت کے ساتھ تمسک کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موافقت کو دوست رکھتے تھے تا کہ ان سے لگاوٹ کریں اگرچہ نوبت پہنچائے موافقت ان کی طرف مخالفت بت پرستوں کے پھر جب بت پرست لوگ مسلمان ہوئے

جو حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور جو آپ کے گرد تھے اور اہل کتاب بدستور رہے اپنے کفر پر تو صرف اہل کتاب کی مخالفت باقی رہی اور کہا عیاض نے کہ سدل کے معنی ہیں بالوں کا چھوڑنا گرد سر کے اور ان کے جوانب کو جمع نہ کرنا اور سر میں مانگ نکالنا سنت ہے اس واسطے کہ یہی ہے جس پر حال قرار پایا تھا آخر امر میں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ واقع ہوا تھا یہ ساتھ وحی کے واسطے قول راوی کے حدیث کے اول میں کہ دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو جس میں آپ کو کچھ حکم نہ ہوتا پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ کے حکم سے مانگ نکالی یہاں تک کہ بعض نے اس میں نسخ کا دعویٰ کیا ہے اور منع کیا ہے سدل کو اور محکی ہے یہ عمر بن عبدالعزیز سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ اہل کتاب کی الفت کے واسطے یہ کام کیا کرتے تھے سو جب یہ مقصود حاصل نہ ہوا تو ان کی مخالفت کو دوست رکھا سو مانگ نکالنا مستحب ہوگا نہ واجب اور قول راوی کا اس میں کہ جس میں حضرت ﷺ کو کوئی حکم نہ ہوتا یعنی نہ طلب کیا جاتا آپ سے اور طلب شامل ہے وجوب اور ندب کو اور بہر حال وہم کرنا نسخ کا سو کچھ چیز نہیں واسطے ممکن ہونے تطبیق کے بلکہ احتمال ہے کہ موافقت اور مخالفت حکم شرعی نہ ہو مصلحت کے واسطے کیا ہو اور اگر سدل یعنی چھوڑنا بالوں کا بغیر مانگ کے نکالنے کے منسوخ ہوتا تو البتہ پھرتے طرف اس کی اصحاب یا اکثر اور منقول ان سے یہ ہے کہ ان میں سے بعض مانگ نکالتے تھے اور بعض نہیں نکالتے تھے اور کسی نے دوسرے پر عیب نہیں کیا پس صحیح یہ ہے کہ مانگ نکالنا مستحب ہے واجب نہیں اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا ہے اور البتہ جزم کیا ہے حازمی نے ساتھ اس کے کہ سدل منسوخ ہے ساتھ فرق کے اور استدلال کیا ہے ساتھ روایت معمر کے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے کہ آخر امر مانگ نکالنا تھا اور یہ ظاہر ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ مانگ نکالنا اور نہ نکالنا دونوں طور سے جائز ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ واسطے الفت دلانے کے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ کو حکم تھا کہ اگلے پیغمبروں کی شریعتوں کا اتباع کریں جس میں آپ کو کچھ وحی نہ ہوئی ہو اور نہ معلوم ہو کہ انہوں نے اس کو بدل ڈالا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے یہاں تک کہ وارد ہو ہماری شرع میں جو اس کے مخالف ہو اور عکس کیا ہے اس کا بعض نے سو استدلال کیا ہے اس نے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع نہیں اس واسطے کہ اگر اگلی شریعتوں کا اتباع لازم ہوتا تو یہ نہ کہتے کہ دوست رکھتے تھے بلکہ اس کی پیروی واجب ہو جاتی اور حق یہ ہے کہ نہیں ہے دلیل اس میں اس مسئلے پر اس واسطے کہ جو اس کا قائل ہے وہ اس کو قصر کرتا ہے اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں کہ یہ ان کی شرع ہے نہ جو ان سے لیا جائے اس واسطے کہ نہیں اعتماد ہے ساتھ نقل ان کی کے اور جس کے ساتھ قرطبی نے جزم کیا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو واسطے مصلحت تالیف کے محتمل ہے اور احتمال ہے کہ جو حالت کہ دو امروں

کے درمیان دائر ہو جن کا کوئی تیسرا نہ ہو جب اس میں حضرت ﷺ پر کوئی چیز نہ اترتی تو عمل کرتے اس میں ساتھ موافقت اہل کتاب کے اس واسطے کہ وہ صاحب شرع تھے برخلاف بت پرستوں کے کہ وہ کسی شرع پر نہ تھے پھر جب بت پرست لوگ مسلمان ہو گئے تو خالص ہوئی مخالف اہل کتاب کی سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ مخالفت ان کی کے اور میں نے جمع کیا ہے ان مسئلوں کو کہ وارد ہوئی ہیں ان میں حدیثیں ساتھ مخالفت کرنے اہل کتاب کے سو زیادہ ہوئیں تیس حکموں سے اور البتہ اس سے لیا جاتا ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب تک کہ نہ وارد ہو ناسخ۔ (فتح)

٥٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ فِيْ مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جیسے میں دیکھتی ہوں خوشبو کی چمک کی طرف حضرت ﷺ کی مانگ میں احرام کی حالت میں کہا عبداللہ نے حضرت ﷺ کی مانگ میں یعنی پہلی روایت میں جمع کا لفظ ہے اور دوسری میں مفرد کا لفظ ہے۔

فائدہ: اور شاید کہ واقع ہوا ہے لفظ جمع کا باعتبار تعدد انقسام بالوں کے۔ (فتح)

بَابُ الذَّوَآئِبِ. باب ہے بیچ بیان گیسوؤں کے

فائدہ: ذوائب جمع ہے ذوابہ کی اور ذوابہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو سر سے نیچے لٹکتے ہوں۔

٥٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِيْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ.

۵۴۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی اور حضرت ﷺ اس کے پاس تھے اس کی باری کی رات میں سو حضرت ﷺ کچھ رات سے تہجد کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو میں حضرت ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا حضرت ﷺ نے میرے گیسو پکڑے اور مجھ کو اپنی دائیں طرف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے گیسو پکڑے کہ اس میں تقریر ہے حضرت ﷺ کی اوپر پکڑنے گیسو کے۔ (فتح)

قَالَ فَأَخَذَ بِذُؤَابَتِیْ فَجَعَلَنِیْ عَنْ يَّمِيْنِهِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ بِهٰذَا وَقَالَ بِذُؤَابَتِیْ أَوْ بِرَأْسِیْ.

ترجمہ اس کا وہی ہے اور اس میں شک ہے کہ گیسو کہے یا کہا کہ میرا سر۔

بَابُ الْقَزَعِ.

باب ہے بیان قزع کے۔

فائدہ: قزع کے معنی ہیں کچھ سر کے بالوں کا مونڈھ ڈالنا اور کچھ بالوں کا رکھنا۔

٥٤٦٥ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِیْ مَخْلَدٌ قَالَ أَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ حَفْصٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ أَخْبَرَهٗ عَنْ نَّافِعٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰی عَنِ الْقَزَعِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ إِذَا حَلَقَ الصَّبِیَّ وَتَرَكَ هَا هُنَا شَعَرَةً وَّهَا هُنَا وَهَا هُنَا فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ إِلٰی نَاصِيَتِهٖ وَجَانِبَیْ رَأْسِهٖ قِيْلَ لِعُبَيْدِاللّٰهِ فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ لَا أَدْرِیْ هٰكَذَا قَالَ الصَّبِیُّ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَعَاوَدْتُّهٗ فَقَالَ أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلٰكِنَّ الْقَزَعَ أَنْ يُّتْرَكَ بِنَاصِيَتِهٖ شَعَرٌ وَّلَيْسَ فِیْ رَأْسِهٖ غَيْرُهٗ وَكَذٰلِكَ شَقُّ رَأْسِهٖ هٰذَا وَهٰذَا.

٥٤٦٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ منع کرتے تھے قزع سے کہا عبیداللہ نے میں نے کہا اور کیا ہے قزع؟ سو اشارہ کیا طرف ہماری عبیداللہ نے کہا کہ جب لڑکے کا سر مونڈھا جائے تو چھوڑے جائیں کچھ بال اس جگہ اور کچھ اس جگہ سو اشارہ کیا ہمارے واسطے عبداللہ نے طرف پیشانی اپنی کی اور دونوں جانب سر اپنے کے کہا گیا واسطے عبیداللہ کے لڑکی اور لڑکا یعنی دونوں کا یہی حکم ہے؟ کہا میں نہیں جانتا اسی طرح کہا ہے لڑکا کہا عبیداللہ نے اور میں نے اس کو دوہرایا سو کہا نہیں مضائقہ ہے قصہ اور قفا واسطے لڑکی کے لیکن قزع یہ ہے کہ اس کی پیشانی میں کچھ بال چھوڑے جائیں کہ اس کے سر میں اس کے سوائے اور بال نہ ہوں اور اسی طرح اس کے سر کے دونوں جانب میں۔

فائدہ: قول اس کا کہا عبیداللہ نے میں نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیا ہے؟ تو نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ قزع کے معنی یہ ہیں کہ کچھ سر کے بال مونڈھے جائیں اور کچھ چھوڑے جائیں اور یہ جو کہا کہ عبیداللہ نے ہماری طرف اشارہ کیا تو یہ

قول ابن جریج کا ہے اور احتمال ہے کہ قیل لعبید اللہ میں بھی سائل ابن جریج ہو اور یہ جو عبید اللہ نے کہا کہ میں نے اس کو دوہرایا تو شاید عبید اللہ نے جب سائل کو جواب دیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نہیں جانتا تو اپنے استاذ سے پھر اس کا سوال کیا اور یہ مشعر ہے کہ حدیث بیان کی اس نے ساتھ اس کے اپنے استاذ کی زندگی میں اور روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے جو دلالت کرتی ہے کہ تفسیر قزع کی مرفوع ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لڑکا دیکھا کہ اس کا کچھ سر مونڈھا گیا تھا اور کچھ چھوڑا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ سب سر مونڈھ ڈالو یا سب رہنے دو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ قزع وہ چیز ہے کہ تفسیر کی ہے ساتھ اس کے نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اور وہ مونڈھنا ہے کچھ سر لڑکے کا مطلق اور بعض نے کہا کہ وہ مونڈھنا ہے متفرق جگہوں کا سر سے اور صحیح اول تفسیر ہے اور وہ نہیں ہے مخالف کے پس واجب ہے عمل کرنا ساتھ اس کے میں کہتا ہوں لیکن خاص کرنا اس کا لڑکے کو نہیں ہے قید یعنی بلکہ لڑکی کا بھی یہی حکم ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع ہے اس کے مکروہ ہونے پر جب کہ ہو متفرق جگہوں میں مگر واسطے مرادات کے اور مانند اس کی کے اور وہ کراہت تنزیہی ہے اور نہیں فرق ہے درمیان مرد اور عورت کے ہو اور مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکے اور غلام میں اور مذہب ہمارا کراہت ہے مطلق میں کہتا ہوں اور اس کی حجت ظاہر ہے اس واسطے کہ وہ تفسیر راوی کی ہے اور اختلاف ہے نہی کی علت میں سو کہا گیا واسطے ہونے اس کے کہ اس سے شکل خراب معلوم ہوتی ہے اور یا اس واسطے کہ وہ شکل ہے یہودیوں کی اور یا اس واسطے کہ وہ شکل ہے شیطان کی اور مراد قصہ سے وہ ہیں جو دونوں کن پٹی پر ہوں اور مراد قفا سے بال قفا کے ہیں یعنی جو سر کے پچھلی طرف ہیں اور حاصل یہ ہے کہ قزع مخصوص ہے ساتھ بالوں سر کے اور کن پٹی اور قفا کے بال سر سے نہیں ہیں بلکہ وہ سر سے خارج ہیں اور کبھی بولا جاتا ہے قصہ ان بالوں پر جو اکٹھے کر کے کان پر رکھے جاتے ہیں بغیر اس کے کہ جوڑے جائیں اس میں بال سر کے اور نہیں وہ مراد اس جگہ اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میرے واسطے گیسو تھے سو میری ماں نے کہا کہ میں اس کو نہیں کاٹوں گی اس واسطے کہ حضرت ﷺ ان کو پکڑتے تھے اور کھینچتے تھے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ رکھنا ان گیسو کا جائز ہے جو الگ کیا جائے بالوں سے اور جو بال کہ اس کے سوائے ہوں ان کو جمع کیا جائے ساتھ گوندنے وغیرہ کے اور منع یہ ہے کہ سب سر کو مونڈھا جائے اور جو بال سر کے بیچ میں ہیں ان کو چھوڑا جائے پھر ان سے گیسو بنائے جائیں۔ (فتح)

٥٤٦٦ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٤٦٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قزع سے منع کیا۔

نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ.

بَابُ تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا. جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ خوشبو لگائے اپنے خاوند کو اپنے دونوں ہاتھوں سے۔

فائدہ: شاید کہ غرض اس ترجمہ کی جہت اشارت کرنی ہے طرف حدیث کی جو وارد ہے بیچ فرق کرنے کے درمیان خوشبو مرد اور عورت کے کہ مرد کی خوشبو وہ ہے جس کی بو ظاہر ہو اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورت کی خوشبو اس کے برعکس ہے سو اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو البتہ منع ہوتا واسطے عورت کے کہ اپنے خاوند کو اس کی خوشبو لگائے واسطے اس کے کہ معلق ہوتی ہے خوشبو اس کے ہاتھ اور بدن میں وقت خوشبو لگانے اس کے کی خاوند کو اور مرد کو کافی ہوتا کہ خود اپنے آپ کو خوشبو لگائے سو استدلال کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ہے واسطے اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اور حدیث جس کی طرف بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور وجہ فرق کی یہ ہے کہ عورت کو حکم ہے ساتھ پردے کے وقت نکلنے اس کے کی اپنی جگہ سے اور اگر جائز رکھی جائے واسطے اس کے وہ خوشبو جس کے واسطے بو ہو تو البتہ ہوگی اس میں زیادتی فتنے کی ساتھ اس کے اور جب حدیث ثابت ہو تو اس کی اور باب کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ ضروری ہے واسطے اس کے یہ کہ دھو ڈالے اس کے اثر کو جب کہ ارادہ کرے نکلنے کا گھر سے اس واسطے کہ منع کرنا اس کا خاص ہے ساتھ نکلنے کے گھر سے اور الحاق کیا ہے بعض علماء نے ساتھ اس کے جوتی رنگ دار کو جس پر لوگوں کی نظر پڑے وقت نکلنے کے۔ (فتح)

٥٤٦٧ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ.

٥٤٦٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی واسطے احرام آپ کے کی اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی منیٰ میں طواف زیارت سے پہلے۔

بَابُ الطِّيبِ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ. سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا۔

فائدہ: اگر ہو لفظ باب کا ساتھ تنوین کے تو ظاہر ترجمہ کا حصر ہے بیچ اس کے اور اگر ہو ساتھ اضافت کے تو تقدیر یہ ہے کہ باب ہے حکم خوشبو کا یا مشروع ہونے خوشبو کا۔ (فتح)

٥٤٦٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي

٥٤٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی ساتھ نہایت عمدہ خوشبو کے کہ پاتی

إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتّٰى أَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ.

یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک حضرت مَلَّاتِیْمِ کے سر اور داڑھی میں پاتی۔

فائدہ: یہ جو کہا ساتھ نہایت عمدہ خوشبو کے کہ پاتی یہ تائید کرتی ہے اس کو جو میں نے پہلے باب میں ذکر کیا اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث کی جو مذکور ہے تفرقہ میں درمیان مرد اور عورت کے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ مرد کی خوشبو منہ میں نہ لگائی جائے برخلاف عورتوں کی خوشبو کے اس واسطے کہ عورتیں اپنے منہ کو خوشبو لگاتی ہیں اور اس کے ساتھ زینت کرتی ہیں برخلاف مردوں کے کہ ان کو منہ میں خوشبو لگانا جائز نہیں ہے اس واسطے کہ اس کو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنی منع ہے۔ (فتح)

بَابُ الْإِمْتِشَاطِ.

باب ہے بیچ بیان کنگھی کرنے کے۔

فائدہ: اور البتہ روایت کی نسائی نے ساتھ سند صحیح کے حمید بن عبدالرحمٰن سے کہ میں ایک صحابی سے ملا کہا اس نے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ہم کو منع کیا کہ آدمی ہر روز کنگھی کرے اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے منع کیا کنگھی کرنے سے مگر ایک روز بیچ دے کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ایک مرد کو پریشان بال دیکھا سو اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ درست کرنے سر اور داڑھی کے اور میں ذکر کروں گا تطبیق درمیان ان حدیثوں کے جو کنگھی کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔ (فتح)

٥٤٦٩ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِيْ دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَأْسَهٗ بِالْمِدْرٰى فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِيْ عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْأَبْصَارِ.

٥٤٦٩۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سوراخ سے حضرت مَلَّاتِیْمِ کے گھر میں جھانکا اور حضرت مَلَّاتِیْمِ پشت کار سے اپنے سر میں کنگھی کرتے تھے سو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو جھانکتا ہے تو البتہ اس سے تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آنے کی اجازت مانگنا تو نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کے اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے ہے کہ آدمی کی نظر نامحرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جھانکا تو اجازت مانگنے کا کیا فائدہ اور مدری ایک لکڑی ہے کہ عورت اس کو اپنے سر کے بالوں میں داخل کرتی ہے تاکہ بعض بالوں کو بعض کے ساتھ جوڑے مشابہ ہوتی ہے مسلہ کو اور بعض نے کہا کہ وہ

کنگھی ہے کہ اس کے دانت تھوڑے ہوتے ہیں اور کہا اصمعی اور ابو عبید اللہ نے کہ وہ کنگھی ہے اور کہا جوہری نے کہ اصل مدرا سینگ ہے اور بعض نے کہا کہ وہ لکڑی ہے یا لوہا مانند خلال کی اس کے سرے میں لوہا لگا ہوا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ لکڑی ہے اوپر شکل کنگھی کے اور واسطے اس کے بازو ہے جاری ہوئی ہے عادت کبیر کے یہ کہ خارش کرے ساتھ اس کے جس جگہ اس کا ہاتھ پہنچ نہ سکے اس کے بدن سے اور البتہ وارد ہو چکی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ مدر جدا ہے کنگھی سے روایت کیا ہے اس کو خطیب نے اس سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ پانچ چیزیں تھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے نہ سفر میں نہ حضر میں شیشہ اور سرمہ دانی اور کنگھی اور پشت خار اور مسواک اور اس کی سند میں ابو امیہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ تَرْجِيلِ الْحَآئِضِ زَوْجَهَا.

حیض والی عورت کو اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کرنا جائز ہے۔

٥٤٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

۵۴۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کنگھی کیا کرتی تھی اور حالانکہ مجھ کو حیض ہوتا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتیں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نکالتے روایت کیا ہے اس کو دار قطنی نے۔ (فتح)

بَابُ التَّرْجِيلِ وَالتَّيَمُّنِ.

باب ہے کنگھی کرنے کے بیان میں۔

٥٤٧١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ تَرَجُّلِهِ وَوُضُوْئِهِ.

۵۴۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا دائیں طرف سے شروع کرنا یہاں تک کہ ہو سکے کنگھی کرنے میں اور وضو کرنے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور کنگھی کرنے میں تیمن یہ ہے کہ اول دائیں طرف

سے کنگھی کرنا شروع کرے اور یہ کہ دائیں ہاتھ سے کنگھی کرے کہا ابن بطال نے کہ ترجیل کے معنی ہیں سر اور داڑھی کے بالوں کو کنگھی کرنا اور تیل لگانا اور وہ ستھرائی سے ہے اور شرع نے اس کو مستحب کہا ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ یعنی لو زینت اپنی نزدیک ہر مسجد کے اور بہر حال جو حدیث کہ وراد ہوئی ہے بیچ نہی کے کنگھی کرنے سے مگر ایک روز درمیان دے کر تو مراد اس سے یہ ہے کہ آسودگی اور زینت میں مبالغہ نہ کرے اور البتہ روایت کی ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث کہ ترک کرنا زینت کا ایمان سے ہے اور یہ حدیث ہے صحیح روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ ترک کرنا زینت کا ہے اور تکلف کا ہے لباس میں اور تواضع کرنا باوجود قدرت کے نہ سبب انکار کرنے کے اللہ تعالیٰ کی نعمت سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے بہت آسودگی اور چین سے اور قید کیا ہے اس کو حدیث میں واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ میانہ روی اس سے مذموم نہیں ہے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی تطبیق سب حدیثوں میں اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جس کے بال ہوں تو چاہیے کہ ان کی خدمت کرے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ.

جو ذکر کیا جاتا ہے مشک میں۔

٥٤٧٢ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.

۵۴۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزے دار کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ تر خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور قول اس کا اس جگہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے تو یہ اللہ کا کلام ہے جیسا کہ دوسری حدیثوں میں آچکا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے ثواب اس کا سات سو گنا تک مگر روزہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور پہلے گزر چکی ہے پوری شرح اس حدیث کی کتاب الصیام میں اور ذکر کیا ہے میں نے علماء کے اقوال کو اس کے معنی میں کہ اللہ نے روزے کو اپنی طرف کیوں منسوب کیا اور میں نے طالقال سے نقل کیا تھا کہ اس نے کہا کہ میں نے اس کے پچاس جواب دیئے ہیں اور میں نے اس کی کلام میں غور کیا تو نہ پائی میں نے زیادتی دس جوابوں پر جن کو میں نے وہاں ذکر کیا سو منجملہ اس کے یہ قول اس کا ہے اس واسطے کہ وہ عبادت ہے خالی ہے سعی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ترک محض ہے اور یہ قول اس کا کہ مراد یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ

وہ واسطے میرے ہے سونہ باز رکھے تجھ کو وہ چیز کہ تیرے واسطے ہے اس سے کہ میرے واسطے ہے اور یہ قول اس کا یہ کہ جس کو مشغول کرے مال میرا مجھ سے میں اس سے منہ پھیرتا ہوں نہیں تو ہوتا ہوں واسطے اس کے بدلہ کل سے اور یہ قول اس کا کہ نہ قطع کرے تجھ کو مال میرا مجھ سے اور قول اس کا کہ نہ باز رکھے تجھ کو مالک سے اور قول اس کا کہ نہ طلب کرے سوائے میرے کسی کو اور قول اس کا کہ جس نے اذا کیا مال میرا اور وہ نفس اس کا ہے صحیح ہوئی بیع اور قول اس کا کہ نسبت کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے طرف نفس اپنے کی اس واسطے کہ یاد کرتا ہے ساتھ اس کے بندہ اللہ کی نعمت کو اور اپنے پیٹ بھرنے میں اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مقدم کرنا ہے اللہ کی رضا مندی کا اپنے نفس کی خواہش پر اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں تمیز ہے درمیان روزے دار مطیع کے اور کھانے والے بے فرمان کے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں قرآن اترا اور قول اس کا اس واسطے کہ ابتدا اس کی مشاہدے پر ہے اور انتہاء بھی مشاہدے پر واسطے اس حدیث کے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور اس کو دیکھ کر کھولو اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں ریاضت نفس کی ہے ساتھ ترک کرنے مرغوب چیزوں کے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں بچانا جوارح کا ہے مخالف چیزوں سے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں قطع کرنا شہوتوں کا ہے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مخالفت نفس کی ہے ساتھ ترک کرنے محبوب چیزوں اس کی کے اور بیچ مخالفت نفس کے موافقت حق کی ہے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں خوشی ہے ملنے کی اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مشاہدہ ہے آمر کا ساتھ اس کے اور قول اس کا کہ اس میں مجمع ہے عبادتوں کا اس واسطے کہ مدار اس کی صبر اور شکر پر ہے اور وہ دونوں اس میں حاصل ہیں اور قول اس کا اس واسطے کہ اس کے معنی میں ہیں کہ روزے دار میرے واسطے ہے اس واسطے کہ روزہ صفت ہے روزے دار کی ہے اور قول اس کا معنی اضافت کے اشارہ ہے طرف حمایت کی تا کہ نہ طمع کرے شیطان اس کے توڑنے میں اور قول اس کا اس واسطے کہ وہ عبادت ہے کہ برابر ہے اس میں آزاد اور غلام اور مرد اور عورت۔ (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ. جو مستحب ہے خوشبو سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستحب ہے استعمال کرنا نہایت اعلیٰ خوشبو کا کہ پائی جائے اور نہ عدول کیا جائے طرف ادنیٰ کی باوجود اعلیٰ کے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف فرق کرنے کے درمیان مردوں اور عورتوں کے خوشبو لگانے میں جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی قریب۔ (فتح)

٥٤٧٣ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ

٥٤٧٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی وقت احرام باندھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعلیٰ خوشبو کے کہ پائی۔

إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو خوشبو لگائی احرام باندھنے سے پہلے اور طواف زیارت سے پہلے ساتھ خوشبو کے کہ اس میں مشک تھی اور غرض اس سے اس جگہ یہ ہے کہ مراد طیب الطیب یعنی اعلیٰ خوشبو سے مشک ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيبَ. جو خوشبو لگانے کو رد نہیں کرتا۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہی رد کرنے کی اس سے نہیں ہے تحریم پر اور البتہ وارد ہو چکا ہے حدیث باب کے بعض طریقوں میں۔ (فتح)

٥٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ.

۵۴۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خوشبو کو نہ پھیرتے تھے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ خوشبو کو نہیں پھیرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو بزار نے انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں سامنے لائی گئی حضرت ﷺ کے خوشبو کبھی کہ اس کو پھیر دیا ہو اور اس کی سند حسن ہے اور اسماعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کسی کو خوشبو دی جائے تو اس کو نہ پھیرے اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جس کے سامنے خوشبو لائی جائے تو چاہیے کہ اس کو نہ پھیرے اس واسطے کہ اس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا احسان کم ہے اور ایک روایت میں ریحان کا لفظ واقع ہوا ہے بدل طیب کے اور ریحان کہتے ہیں ہر گھاس کو کہ خوشبودار ہو اور احتمال ہے کہ مراد ریحان سے ہر قسم کی خوشبو ہو میں کہتا ہوں اکثر روایتوں میں طیب کا لفظ واقع ہوا ہے پس یہی اولیٰ ہے اور شاید جس نے اس کو ساتھ لفظ ریحان کے روایت کیا ہے مراد اس کی عام کرنا ہے تا کہ نہ خاص ہو ساتھ مصنوعی خوشبو کے ہاں روایت کی ترمذی نے ابی عثمان سے کہ جب کوئی کسی کو خوشبو دار پھول دے تو اس کو نہ پھیرے اس واسطے کہ وہ بہشت سے نکلا کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ پھیرتے تھے خوشبو کو واسطے محبت حضرت ﷺ کی کے بیچ اس کے اور واسطے حاجت آپ کی کے طرف اس کی اکثر غیر اس کے سے یعنی حضرت ﷺ کو بہ نسبت اور چیزوں کے خوشبو کی طرف زیادہ حاجت تھی اس واسطے کہ حضرت ﷺ سرگوشی کرتے تھے اس سے جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور یہ حضرت ﷺ نے خوشبو کے رد کرنے سے منع فرمایا تو یہ محمول ہے اس چیز پر کہ جائز ہے لینا اس کا نہ اس چیز پر کہ نہیں جائز ہے لینا اس کا اس واسطے کہ وہ مردود ہے ساتھ اصل شرع کے۔ (فتح)

بَابُ الذَّرِيْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان ذریرہ کے۔

فائدہ: ایک قسم کی خوشبو ہے مرکب۔

٥٤٧٥ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ بِذَرِيْرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ.

۵۴۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی حجۃ الوداع میں واسطے احرام باندھنے کے اور احرام اتارنے کے۔

فائدہ: شاید کہ اس خوشبو میں مشک تھی۔

بَابُ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ.

باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے کہ فرق کرتی ہیں اپنے دانتوں میں واسطے حسن اور خوبصورتی کے۔

فائدہ: جس عورت کے دانتوں میں فرق ہو اور ایک دوسرے سے الگ معلوم ہوں وہ خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس واسطے جس عورت کے دانت آپس میں ملے ہوئے ہوں وہ ان میں بتکلف فرجہ اور فرق کرتی ہے تا کہ خوبصورت معلوم ہو اور چھوٹی عمر کی عورت ہو تو اس کے دانتوں میں اکثر فرق ہوتا ہے اور جب بوڑھی ہو جائے تو اس کے دانتوں میں فرق نہیں رہتا آپس میں مل جاتے ہیں سو ان میں بتکلف فرق کرتی ہے تا کہ جوان معلوم ہو سو وارد ہوئی نہی اس سے اس واسطے کہ اس میں اصلی پیدائش کا بدلنا لازم آتا ہے۔ (فتح)

٥٤٧٦ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ تَعَالٰى مَالِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾.

۵۴۷۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ لعنت کرے ان عورتوں پر جو دوسری عورتوں کا بدن کھودیں اور اس میں نیل بھریں اور ان عورتوں پر جو اپنا بدن گودوائیں اور ان عورتوں پر جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں اور ان عورتوں پر جو بتکلف اپنے دانتوں میں فرق کریں بسبب خوبصورتی کے جو تغیر کرنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو کیا ہے واسطے میرے کہ میں لعنت نہ کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ جو تم کو پیغمبر دے سو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

فائدہ: واشمہ اس عورت کو کہتے ہیں جو دوسری عورت کا بدن گودے اور کہا اہل لغت نے کہ وشم یہ ہے کہ کسی عضو میں سوئی یا کچھ اور چبھوئے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر نورے وغیرہ سے بھرا جائے پس سبز ہو جائے اور کبھی اس میں سرمہ وغیرہ بھرا جاتا ہے اور یہ گودنا کبھی منہ میں ہوتا ہے کبھی مسوڑوں میں اور کبھی ہاتھ میں اور کبھی اور جگہ میں بدن سے اور کبھی کیا جاتا ہے یہ نقش اور کبھی لکھا جاتا ہے اس میں نام محبوب کا اور یہ فعل کرنا اور کروانا حرام ہے ساتھ دلالت لعن کے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور ہو جاتی ہے وہ جگہ گودی گئی ناپاک اس واسطے کہ خون اس میں بند ہو جاتا ہے سو واجب ہے دور کرنا اس کا اگر ہو سکے اگرچہ زخم سے ہو مگر یہ کہ خوف کرے اس سے تلف کا یا فوت منفعت عضو کا پس جائز ہے باقی رکھنا اس کا اور کفایت کرتی ہے توبہ بیچ ساقط ہونے گناہ کے اور برابر ہے اس میں مرد اور عورت اور یہ جو کہا کہ بہ سبب خوبصورتی کے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مذموم وہ ہے کہ حسن کے واسطے کرے اور اگر مثلاً دوا کے واسطے اس کی حاجت ہو تو جائز ہے اور قول اس کا جو پیدائش الٰہی کو تبدیل کرتے ہیں تو یہ صفت ہے لازم واسطے سب عورتوں کے کہ مذکور ہیں حدیث میں اور یہ جو کہا گیا ہے کیا ہے واسطے میرے کہ میں نہ لعنت کروں تو یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور پوری یہ حدیث اس طور سے ہے کہ یہ خبر ایک عورت کو اسد کے قبیلے سے پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا اور وہ قرآن پڑھتی تھی سو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھ کو تجھ سے بات پہنچی کہ تو لعنت کرتا ہے گودنے والیوں کو آخر تک تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے مجھ کو کہ نہ لعنت کروں الخ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اس نے کہ میں نے تمام قرآن پڑھا سو میں نے اس کو قرآن میں نہیں پایا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو اس کو پڑھتی تو اس کو اس میں پاتی اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بدن گودنے والیوں کو لعنت کی مطلق قرآن کی طرف منسوب کیا اور ام یعقوب نے اس کا معارضہ کیا کہ وہ قرآن میں نہیں ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا جو جواب دیا تو اس میں دلالت ہے کہ جائز ہے نسبت کرنا طرف قرآن کی اور حدیث کی اس چیز کو جو قرآن اور حدیث سے ساتھ استنباط کے معلوم ہو نسبت قولی پس جس طرح کہ جائز ہے نسبت کرنا واشمہ کی لعن کو طرف ہونے اس کے کہ وہ قرآن میں ہے واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ الخ باوجود ثابت ہونے لعن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے حق میں تو اسی طرح جائز ہے نسبت فعل امر کی کہ حدیث نبوی کے عموم میں درج ہو جو دلالت کرے اس کے منع ہونے پر طرف قرآن کی جیسے مثلاً کوئی کہے کہ اللہ لعنت کرے اس پر جو زمین کے مناروں کو بدل ڈالے کہ یہ لعن قرآن میں ہے اور استدلال کرے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فاعل پر لعنت کی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصْلِ فِي الشَّعَرِ.

اپنے بالوں میں دوسرے کے بالوں کو جوڑنا یعنی ان میں غیر کے بالوں سے زیادتی کرنا۔

٥٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعَرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَآئِيلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۷۷۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جس سال اس نے حج کیا اور حالانکہ وہ منبر پر کہتا تھا اور اس نے بالوں کا ایک جوڑا لیا جو غلام کے ہاتھ میں تھا کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ایسے جوڑے سے منع کرتے تھے فرماتے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک ہوئے بنی اسرائیل جب کہ ان کی عورتوں نے یہ جوڑا پکڑا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے روایت کی ہے کہ لعنت کی اللہ نے اس عورت پر جو بالوں میں اور بال جوڑے یعنی خواہ اپنے بالوں میں یا دوسری عورت کے بالوں میں اور اس عورت پر جو اپنے بالوں میں اور بال جڑوائے۔

فائدہ: یہ جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہاں ہیں علماء تمہارے؟ تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس دن مدینے میں علماء کم تھے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے حاضر کرنا ان کا ہوتا کہ مدد لے ساتھ ان کے اس چیز پر کہ ارادہ کیا انکار کرنے اس کے سے یا اس واسطے کہ ان پر انکار کرے کہ انہوں نے اس کے انکار سے سکوت کیوں کیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور رکھا یعنی دھوکہ یعنی جس کے ساتھ عورتیں اپنے بالوں کو بہت کرتی ہیں اور یہ حدیث حجت ہے واسطے جمہور کے کہ اپنے بالوں میں اور چیز کو جوڑنا جائز نہیں برابر ہے کہ بال ہوں یا کچھ چیز روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور مذہب لیث اور بہت فقہاء کا یہ ہے کہ منع صرف بال کا جوڑنا ہے اپنے بالوں میں اور اگر اپنے بالوں میں اور کوئی چیز جوڑے سوائے بالوں کے مانند دھجی اور دھاگے وغیرہ کے تو یہ نہی میں داخل نہیں ہے اور روایت کی ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا کہ نہیں مضائقہ ہے ساتھ قرامل کے اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ دھاگے ہیں ریشمی اور پشمی کہ گوندے جاتے ہیں جوڑتی ہے عورت ساتھ اس کے اپنے سر کے اس کو اور تفصیل کی ہے بعض نے کہ اگر ہو وہ چیز کہ جوڑی جاتی ہے ساتھ بالوں کے چھپی ہوئی بعد گرہ دینے کے ساتھ بالوں کے اس طور سے کہ گمان کیا جائے کہ وہ بال ہیں تو فقط اس کو ایک قوم نے

منع کیا ہے اس واسطے کہ اس میں دغا اور فریب ہے اور اگر ظاہر ہو تو منع نہیں اور یہ قول قوی ہے اور بعض نے کہا کہ جوڑنا مطلق جائز ہے برابر ہے کہ بال ہوں یا کچھ اور جب کہ خاوند کے علم اور اجازت سے ہو اور باب کی حدیثیں حجت ہیں اوپر ان کے اور مستفاد ہوتا ہے زیادتی سے جو قتادہ رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ منع ہے بہت کرنا بالوں کا ساتھ دھجیوں کے تا کہ گمان ہو کہ وہ بال ہیں اور روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ بہت عورتیں ہیں کہ بظاہر لباس پہنتی ہیں اور در حقیقت ننگی ہیں ان کے سر جیسے اونٹوں کے کوہان کہا نووی رحمہ اللہ نے یعنی بڑا کرتی ہیں اپنے سروں کو ساتھ لپیٹنے پگڑی یا پٹی وغیرہ کے اور حدیث میں مذمت ہے اس کی اور تشبیہ دی ان کے سروں کو ساتھ کوہانوں کے واسطے اس کے کہ اونچا کرتی ہیں اپنے سر کے زلفوں کو اپنے سر کے بیچ میں واسطے زینت کے اور کبھی یہ کثرت بالوں کے واسطے کرتی ہیں۔

تنبیہ: جس طرح کہ حرام ہے عورت پر جوڑنا اور چیز کا بالوں میں اسی طرح حرام ہے عورت پر منڈانا اپنے سر کے بالوں کا بغیر ضرورت کے اور حدیث میں آیا ہے کہ نہیں عورت پر سر کا منڈانا اس پر تو بالوں کا کترنا ہے یعنی حج میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی تو یہ صریح ہے بیچ حکایت اس کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر ہو خبر پس بے پرواہی ہوگی ابن مسعود کے استنباط سے اور احتمال ہے کہ ہو بد دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے فاعل پر۔ (فتح)

٥٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعَرُهَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَّصِلُوْهَا فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ.

٥٤٧٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک لڑکی نے نکاح کیا اور بے شک وہ بیمار ہوئی سو اس کے سر کے بال گر پڑے تو انہوں نے چاہا کہ اس کے بالوں میں اور بال ملائیں سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یعنی حکم اس کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے اس عورت پر کہ بال میں بال جوڑے یعنی خواہ اپنے بالوں میں یا کسی اور کے بالوں میں اور اس عورت پر جو اپنے بالوں میں اور بال جڑوائے متابعت کی ہے اس کی اسحاق نے ابان سے حسن سے صفیہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ بغیر بیماری کے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو بغیر قصد کے گودے مثلا دوا کے واسطے گودے اور اس سے وشم پیدا ہو تو نہیں داخل ہے یہ زجر میں۔ (فتح)

٥٤٧٩ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا

٥٤٧٩۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً جَآئَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ أَنْكَحْتُ ابْنَتِيْ ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوٰى فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِيْ بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا پھر وہ بیمار ہوئی سو اس کے سر کے بال گر پڑے اور اس کا خاوند مجھ کو رغبت کرتا ہے کہ میں اس کے بالوں میں بال جوڑوں سو میں اس کے سر میں بال جوڑوں؟ سو حضرت ﷺ نے لعنت کی اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس عورت کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

٥٤٨٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهٖ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

۵۴۸۰۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ حضرت ﷺ نے لعنت کی اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا راوی نے کہ میں نے اسماء رضی اللہ عنہا کا ہاتھ گودا ہوا دیکھا کہا طبری نے شاید اس کو نہی سے پہلے کیا ہوگا سو بدستور رہا اس کے ہاتھ میں اور نہیں گمان کیا جاتا کہ کیا ہو اس نے اس کو نہی کے بعد واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے میں کہتا ہوں سو احتمال ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو نہ سنا ہو یا اس کے ہاتھ میں زخم تھا سو اس نے اس کی دوا کی تو اس کا نشان اس کے ہاتھ میں باقی رہا مثل وشم کی نہ یہ کہ وشم تھا۔ (فتح)

٥٤٨١ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. وَقَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

۵۴۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ لعنت کرے اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور اس پر جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے اور اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے کہا نافع رحمہ اللہ نے کہ وشم مسوڑوں میں ہوتا ہے۔

فائدہ: لثہ وہ گوشت ہے جو دانتوں پر ہوتا ہے اور نہیں مراد ہے نافع رحمہ اللہ کی حصر کرنا وشم کا مسوڑوں میں کہ اور جگہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ کبھی مسوڑوں میں ہوتا ہے اور ان حدیثوں میں حجت ہے واسطے اس کے جو قائل ہے کہ حرام ہے جوڑنا بالوں کا اور گودنا اور منہ سے بال چنوانا فاعل پر اور مفعول پر اور یہ حجت ہے اس پر جو حمل کرتا

ہے نہی کو اس میں تنزیہ پر اس واسطے کہ دلالت لعن کا تحریم پر قوی ہے سب دلالتوں سے بلکہ وہ بعض کے نزدیک کبیرہ گناہ کی علامت ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بالوں میں بال جوڑنے جائز ہیں تو یہ روایت باطل ہے اور وارد کیا ہے اس کو طبری نے اور باطل کی ہے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیچ قصے اس عورت کے جو مذکور ہے باب میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں طہارت آدمی کے بالوں کی ہے واسطے عدم استفصال کے اور واقع کرنے منع کے اوپر فعل واصل کے نہ اوپر ہونے بالوں کے ناپاک اور اس میں نظر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے باقی رکھنا بالوں کا اور نہیں واجب ہے دبانا ان کا اور اس حدیث میں قیام امام کا ہے منبر پر ساتھ نہی کے خاص کر جب کہ دیکھے اس کو پھیلی ہوئی سو پھیلا دے اس کے انکار کو تا کہ خوف کیا جائے اس سے اور اس میں ڈرانا ہے اس شخص کو جو گناہ کرے ساتھ واقع ہونے ہلاک کے اس کے حق میں جس نے اس سے پہلے کیا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں ہے وہ ظالموں سے بعید اور اس میں لینا کسی چیز کا ہے خطبے میں یعنی جائز ہے لینا ہاتھ میں کسی چیز کا خطبے میں تا کہ دیکھے جس نے اس کو نہ سیکھا ہو واسطے مصلحت دینی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیان کرنا حدیث کا بنی اسرائیل سے اور اسی طرح غیروں سے واسطے ڈرانے کے اس چیز سے کہ انہوں نے اس میں نافرمانی کی۔ (فتح)

٥٤٨٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ قَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ.

٥٤٨٢۔ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آیا اخیر آنا جو اس میں آیا سو اس نے ہم پر خطبہ پڑھا تو اس نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور کہا کہ نہ تھا گمان کرتا میں کسی کو کہ یہ فعل کرتا ہو سوائے یہودیوں کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور رکھا مراد وہ ہے جو بالوں میں بال جوڑے۔

بَابُ الْمُتَنَمِّصَاتِ.

باب ہے بیچ ان عورتوں کے جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں۔

فائدہ: اور کہا ابوداؤد نے کہ نامصہ وہ ہے جو اپنے رخساروں پر نقش کرے۔ (فتح)

٥٤٨٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَعَنَ عَبْدُ اللّٰهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ

٥٤٨٣۔ حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لعنت کی اللہ نے ان عورتوں کو جو دوسری عورتوں کا بدن گودیں اور ان میں نیل بھریں اور ان عورتوں کو جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں

وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوْبَ مَا هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَمَا لِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ وَاللّٰهِ لَئِنْ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾.

اور ان عورتوں کو جو اپنے دانتوں میں بتکلف فرق کریں واسطے خوبصورتی کے جو تغیر کرنے والی ہیں پیدائش الٰہی کو سو ام یعقوب نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور اللہ کی کتاب میں ہے اس عورت نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے تمام قرآن پڑھا سو میں نے اس کو قرآن میں نہیں پایا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی اگر تو قرآن کو پڑھتی تو اس کو پاتی وہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے جو پیغمبر تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ نہیں جائز ہے واسطے عورت کے تغیر کرنا کسی چیز کا پیدائش الٰہی سے جس پر اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے ساتھ زیادتی کے یا نقصان کے واسطے طلب کرنے خوبصورتی کے نہ واسطے خاوند کے اور نہ واسطے غیر اس کے مثل اس عورت کے جس کے دونوں رخسار ملے ہوئے ہوں سو دور کرے جو ان کے درمیان ہے واسطے وہم بلج کے یا عکس اس کے اور مثل اس کی جس کا دانت زیادہ ہو سو اس کو اکھاڑے یا دراز ہو سو اس کو کاٹے یا داڑھی ہو یا مونچھ یا بال بیچ کنارے منہ کے سو دور کرے ان کو ساتھ اکھاڑنے کے اور مثل اس عورت کی کہ اس کے بال چھوٹے ہوں یا حقیر سو دراز کرے ان کو یا اس میں غیر کے بال جوڑے پس سب یہ داخل ہیں نہی میں اور اس میں تغیر کرنا ہے پیدائش الٰہی کا اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ چیز کہ حاصل ہو ساتھ اس کے ضرر اور ایذا جیسے وہ عورت جس کا کوئی دانت زائد ہو یا دراز مانع ہو اس کو کھانے میں یا انگلی زائدہ کہ ایذا دیتی ہو اس کو یا درد دیتی ہے اس کو پس جائز ہے یہ اور مرد اس اخیر میں مانند عورت کی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور مستثنیٰ ہے بال چننے سے وہ جب کہ عورت کو داڑھی یا مونچھ اُگے کہ نہیں حرام ہے اس پر دور کرنا اس کا بلکہ مستحب ہے میں کہتا ہوں اور اطلاق اس کا مقید ہے ساتھ اجازت خاوند کے اور علم اس کے کی کہ اس کو اس کا علم ہو ورنہ جب اس سے خالی ہو تو منع ہے واسطے دغا کے اور کہا بعض حنابلہ نے کہ اگر بالوں کا چنوانا بدکار عورتوں کا شعار ہو تو منع ہے نہیں تو مکروہ تنزیہ ہے اور ایک روایت میں جائز ہے ساتھ اجازت خاوند کے مگر یہ کہ واقع ہو ساتھ اس کے تدلیس پس حرام ہے کہا اس نے اور جائز ہے حف اور تحمیر اور نقش اور تطریف جب کہ ہو ساتھ اجازت خاوند کے اس واسطے کہ وہ زینت سے ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمَوْصُوْلَةِ.

باب ہے بیچ بیان اس عورت کے جس کے بالوں میں اور کے بال جوڑے گئے ہوں۔

٥٤٨٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت کو جو بال میں بال جوڑے اور اس عورت کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے اور اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس کو جو اپنا بدن گدوائے۔

فائدہ: مستوصلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بالوں میں اور کے بال جوڑنے چاہے۔

٥٤٨٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُولُ سَمِعْتُ أَسْمَاءَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعَرُهَا وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيهِ فَقَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ.

۵۴۸۵۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک میری بیٹی کو چیچک کی بیماری پہنچی سو اس کے سر کے بال گر گئے اور میں نے اس کا نکاح کر دیا ہے سو میں اس کے سر میں بال جوڑوں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور اس پر جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

٥٤٨٦ ـ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةُ وَالْمُوْتَشِمَةُ وَالْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ يَعْنِي لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۸۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس کو جو اپنا بدن گدوائے اور اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی۔

فائدہ: نہیں باوجہ ہے یہ تفسیر مگر مراد یہ ہو کہ لعنت کی اللہ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر یا لعنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کی لعنت ہے۔ (فتح)

٥٤٨٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ

۵۴۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ لعنت کرے واشمات پر اور ان عورتوں کو جو اپنا بدن گودوائیں اور ان عورتوں کو جو اپنے منہ سے بال چنوائیں اور

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ.

ان کو جو اپنے دانتوں میں فرق کریں واسطے حسن کے جو تغیر کرنے والی ہیں خلقت الٰہی کو کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں میں جس کو حضرت ﷺ نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔

بَابُ الْوَاشِمَةِ.

باب ہے اس عورت کے بیان میں جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے۔

٥٤٨٨ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ.

حَدَّثَنِي ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ أُمِّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ.

۵۴۸۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ کی تاثیر سچ ہے اور منع کیا بدن گودنے سے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے وارد کیا ہے اس کو مختصر دو طریقوں سے اور اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

٥٤٨٩ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ.

۵۴۸۹۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا خون کی قیمت سے اور کتے کی قیمت سے اور بیاج کھانے والے اور کھلانے والے کے فعل سے اور بدن گودنے والی اور گودوانے والی کے فعل سے۔

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ.

باب ہے اس عورت کے بیان میں جو اپنا بدن گودوائے۔

٥٤٩٠ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ

۵۴۹۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو بدن گودتی تھی سو

هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ فَقَامَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا سَمِعْتُ قَالَ مَا سَمِعْتَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کس نے سنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وشم میں ؟ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں کھڑا ہوا تو میں نے کہا کہ اے سردار مسلمانوں کے! میں نے سنا ہے کہا تو نے کیا سنا ہے؟ میں نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے عورتو! نہ بدن گودو اور نہ گودواؤ۔

فائدہ: میں تم کو قسم دیتا ہوں احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس زجر کو سنا ہو سو ارادہ کیا ہو زیادہ ثبوت طلب کرنے کا بیچ اس کے یا اس کو بھول گئے ہوں سو ارادہ کیا ہو کہ یاد کریں یا پہنچی ہو اس کو یہ حدیث اس شخص سے جس نے سماع کے ساتھ تصریح نہ کی ہو سو اس نے چاہا کہ سنیں اس کو اس سے جس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔

٥٤٩١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور جو اپنے بالوں میں اور کے بال جوڑوائے اور جو دوسری عورت کا بدن گودے اور جو اپنا بدن گودوائے۔

٥٤٩٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَا لِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ.

۵۴۹۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے لعنت کی ان عورتوں پر جو دوسری عورتوں کا بدن گودیں اور جو اپنا بدن گودوائیں اور جو اپنے منہ سے بال چنوائیں اور جو اپنے دانتوں میں فرق کریں واسطے حسن کے جو تغیر کرنے والی ہیں پیدائش الٰہی کو کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے وعید ان چیزوں کے حق میں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دغا اور فریب سے اور اگر رخصت دیتے بیچ کسی چیز کے اس سے تو البتہ ہوتا یہ وسیلہ واسطے جائز رکھنے اور اقسام دغا کے واسطے اس کے کہ اس میں تغیر کرنا پیدائش الٰہی کا ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

حدیث میں جو تغیر کرنے والی ہیں خلقت الٰہی کو، واللہ اعلم ۔ (فتح)

بَابُ التَّصَاوِيْرِ. باب ہے بیچ بیان تصویروں کے۔

فائدہ: تصویر کہتے ہیں مورت کو اور مراد بیان کرنا حکم ان کے کا ہے ان کے بنانے کی جہت سے پھر ان کے استعمال کرنے کی جہت سے۔

٥٤٩٣ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْرُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٤٩٣۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں اندر نہیں جاتے جس میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے الخ یعنی ثابت ہے تحدیث زہری کی اور جو اس سے اوپر ہے اپنے استادوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے تو ظاہر اس کا عموم ہے یعنی کوئی فرشتہ داخل نہیں ہوتا اور بعض نے کہا کہ مستثنیٰ ہیں اس سے وہ فرشتے جو آدمی کے واسطے نگہبان ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں جدا ہوتے آدمی سے کسی حال میں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے خطابی وغیرہ نے کہا قرطبی نے اسی طرح کہا ہے ہمارے بعض علماء نے اور ظاہر عموم ہے اور مخصص یعنی جو چیز دلالت کرتی ہے اس پر کہ نگہبانی کرنے والے فرشتے ان میں داخل نہیں بلکہ وہ گھر میں داخل ہوتے ہیں نص نہیں ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ نہیں جائز ہے یہ کہ اطلاع دے ان کو اللہ ساتھ عمل بندے کے اور سنائے ان کو قول اس کا اور حالانکہ وہ گھر کے دروازے پر ہوں جس میں وہ آدمی ہے مثلا اور مقابل ہے تعمیم کے قول کو قول اس کا جو خاص کرتا ہے فرشتوں کو ساتھ فرشتوں وحی کے اور یہ قول اس شخص کا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا اور یہ جو کہا کہ گھر میں تو مراد ساتھ گھر کے وہ مکان ہے جس میں آدمی قرار گیر ہو برابر ہے کہ بنا ہو مٹی سے یا خیمہ یا کچھ اور نیز یہ حدیث عام ہے ہر کتے میں اس واسطے کہ وہ نکرہ ہے بیچ سیاق نفی کے اور خطابی اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مستثنیٰ ہے اس سے وہ کتا جس کے رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اور وہ کتا کھیتی کا ہے اور شکار کا اور مواشی کا اور مائل کی ہے قرطبی نے طرف عموم کی اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بے خبر کتے کا ایک بچہ داخل ہوا تو جبریل علیہ السلام گھر

میں داخل نہ ہوئے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ کتے کا علم ہونا یا نہ ہونا جو کتے غیر ماذون میں برابر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی حکم ہو اس کتے کا جس کے رکھنے کی اجازت ہے کہا قرطبی نے اختلاف ہے اس میں کہ اس کی علت کیا ہے بعض نے کہا اس واسطے کہ کتا نجس العین ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت ﷺ نے کتے کی جگہ میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ شیطانوں سے ہے اور بعض نے کہا بسبب نجاست کے کہ معلق ہوتی ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اکثر گندگی کھاتا ہے اور گندگی سے آلودہ رہتا ہے پس پلید ہو جاتی ہے وہ چیز کہ لگے اس کو گندگی اور اس پر محمول کرتا ہے اس کو جو قائل ہے کہ کتا نجس نہیں اس کی جگہ میں احتیاطا پانی چھڑکا جائے اور اختلاف ہے فرشتوں میں سو بعض نے کہا عموم پر ہے اور تائید کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ نے ساتھ قصے جبریل علیہ السلام کے جس کا ذکر آگے آئے گا اور بعض نے کہا کہ مستثنیٰ ہیں اس سے وہ فرشتے کہ محافظ ہیں اور جواب دیا ہے پہلے نے کہ جائز ہے کہ نہ داخل ہوں باوجود بدستور رہنے کتابت اعمال کے اس طور سے کہ گھر کے دروازے پر ہوں اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتے رحمت کے ہیں اور یہ جو کہا کہ نہ تصویر تو فائدہ حرف نفی کے دوہرانے کا احتراز ہے تو ہم قصر سے بیچ عدم دخول کے اوپر اجتماع دونوں قسم کے سو نہیں منع ہے داخل ہونا فرشتوں کا باوجود ایک کے دونوں سے سو جب دوہرایا گیا حرف نفی کا تو ہوگئی تقدیر اس طور سے اور نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو اور کہا خطابی نے کہ مراد اس سے اس چیز کی صورت ہے کہ حرام ہے رکھنا اس کا اور وہ جاندار کی تصویر ہے جس کا سر نہ کاٹا گیا ہو یا ان کو پامال نہ کیا جائے اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذکر سلیمان علیہ السلام کے ﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ﴾ اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ وہ تصویریں تھیں تانبے سے اور جواب یہ ہے کہ یہ اس شریعت میں جائز تھا اور وہ لوگ پیغمبروں اور ولیوں کی تصویریں بناتے تھے ان کی اس شکل پر جو عبادت کرنے کے وقت ہوتی تا کہ عبادت کریں مانند عبادت ان کی کے اور کہا ابو العالیہ نے کہ یہ ان کی شریعت میں حرام نہ تھا پھر وارد ہوئی ہماری شرع میں نہی اس سے اور احتمال ہے کہ وہ تصویریں جاندار کی نہ ہوں صرف غیر جاندار چیزوں کے نقوش ہوں مانند درختوں وغیرہ کی اور جب لفظ محتمل ہے تو نہیں متعین ہے حمل کرنا مشکل معنی پر اور ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس عبادت خانے کے قصے میں جو انہوں نے حبش کی زمین میں دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی نیک مرد مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہ تصویریں کھینچتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک سب خلقت سے بدتر ہیں سو حدیث مشعر ہے کہ اگر یہ فعل شرع میں جائز ہوتا تو حضرت ﷺ مطلق یوں نہ فرماتے کہ یہ لوگ بدتر ہیں سب مخلوق میں سو دلالت کی اس نے کہ جاندار چیز کی تصویر بنانی نیا کام ہے جس کو بت پرستوں نے نکالا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. باب ہے بیچ بیان عذاب تصویر بنانے والوں کے قیامت

کے دن۔

٥٤٩٤ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِيْ دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَاٰى فِيْ صُفَّتِهٖ تَمَاثِيْلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ.

۵۴۹۴۔ مسلم سے روایت ہے کہ ہم مسروق رحمہ اللہ کے ساتھ یسار کے گھر میں تھے مسروق رحمہ اللہ نے اس کے لان یا صحن میں تصویریں دیکھیں سو اس نے کہا کہ سنا میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ بے شک سب آدمیوں سے سخت تر عذاب میں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جو تصویریں بناتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا تصویر بنانے والے کو سب آدمیوں سے سخت تر عذاب ہوگا تو یہ مشکل ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ یعنی داخل کرو فرعون کی آل کو سخت تر عذاب میں اس واسطے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ تصویر بنانے والے کو فرعون کی آل سے بھی زیادہ تر سخت عذاب ہو اور جواب دیا ہے طبری نے ساتھ اس کے کہ مراد تصویر اس چیز کی ہے جو پوجی جاتی ہے سوائے اللہ کے اور حالانکہ وہ اس کو پہنچانتا ہو اس کا قصد کرنے والا ہو کہ وہ اس کے ساتھ کافر ہو جاتا ہے سو نہیں بعید ہے کہ داخل ہو اس عذاب میں جس میں فرعون کی قوم داخل ہوئی اور بہر حال جس شخص کا یہ قصد نہ ہو تو وہ اس کی تصویر بنانے میں صرف عاصی ہوگا اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے کہ روایت ساتھ اثبات من کے ثابت ہے اور جس میں محذوف ہے وہ محمول ہے اوپر اس کے تو معنی یہ ہوں گے کہ تصویر بنانے والا ان لوگوں میں سے ہے جن کو قیامت کے دن سخت تر عذاب ہوگا سو ہوگا مشترک ساتھ غیر اپنے کے سخت تر عذاب میں اور نہیں ہے آیت میں وہ چیز جو چاہے کہ اشد عذاب فرعون کی آل کے ساتھ خاص ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ وہ اشد عذاب میں ہیں تو اسی طرح جائز ہے کہ ان کے غیر بھی اشد عذاب میں ہوں اور قوی کیا ہے اس کو طحاوی نے اور کہا ابو ولید نے جس کا حاصل یہ ہے کہ وعید ساتھ اس لفظ کے اگر ہو وارد کافر کے حق میں تو اس میں کوئی اشکال نہیں اس واسطے کہ ہوگا وہ مشترک اس میں ساتھ قوم فرعون کے اور اگر ہوگی اس میں دلالت اوپر بڑے ہونے کفر اس کے جو مذکور ہے اور اگر وارد ہو عاصی کے حق میں تو ہوگا اشد عذاب میں اور گنہگاروں سے اور ہوگا یہ دلالت کرنے والا اوپر بڑے ہونے گناہ مذکور کے اور جواب دیا ہے قرطبی نے مفہم میں ساتھ اس کے کہ وہ لوگ جن کی طرف اشد مضاف ہے وہ لوگ ہیں سب مراد نہیں بلکہ ان میں بعض مراد ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جو شریک ہیں معنی میں ان لوگوں کو کہ وارد ہوئی ہے وعید ان کے حق میں ساتھ عذاب کے سو فرعون اشد ہے عذاب میں ان لوگوں سے جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا اور جو پیروی کرتا ہے اس کے ساتھ کفر میں وہ اشد عذاب میں ہے اس سے جو

پیروی کرتا ہے اس کی اس فسق میں اور جو تصویر بنائے جاندار کی واسطے عبادت کے اشد عذاب میں ہے اس سے جو اس کی تصویر بنائے لیکن نہ واسطے عبادت کے اور نیز مشکل ہے ظاہر حدیث کا ساتھ ابلیس کے اور ساتھ بیٹے آدم کے جس نے خون کرنے کی راہ نکالی اور جواب یہ ہے کہ یہ ابلیس کے حق میں واضح ہے اور جواب دیا جاتا ہے کہ ناس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اور بہر حال آدم علیہ السلام کے بیٹے کے حق میں سو ثابت اس کے حق میں یہ ہے کہ اس پر ہے گناہ برابر اس کے جو ظلم سے کسی کو قتل کرے اور نہیں منع ہے کہ شریک ہو اس کو بیچ مثل تعذیب اس کی کے ابتدا زنا سے مثلا کہ اس پر ہے گناہ برابر اس کے جو اس کے بعد زنا کرے اس واسطے کہ پہلے پہل اسی نے یہ راہ نکالی اور شاید عدد زانیوں کا اکثر ہے قاتلوں کے عدد سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا علماء نے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے سخت حرام ہونا اور وہ کبیرے گناہوں میں سے ہے اس واسطے وارد ہوئی ہے اس کے حق میں یہ وعید شدید برابر ہے کہ بنائے اس کو واسطے اس کے کہ پامال کی جائے یا واسطے غیر اس کے کی سو بنانا اس کا حرام ہے ہر حال میں اور برابر ہے کہ کپڑے میں ہو یا فرش میں یا درہم میں یا دینار میں یا پیسے میں یا برتن میں یا دیوار میں اور بہر حال غیر جاندار کی تصویر بنانی سو نہیں ہے حرام میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے نعیم کی اس چیز میں کہ اس کے واسطے سایہ ہے اور اس چیز کی جس کے واسطے سایہ نہیں وہ چیز جو روایت کی احمد نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ مدینے کی طرف نکلے سو نہ چھوڑے کوئی بت مگر کہ اس کو توڑ ڈالے اور نہ کوئی تصویر مگر کہ اس کو مٹا ڈالے اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو کوئی پھر ایسی چیز بنائے تو اس نے کفر کیا ساتھ اس چیز کے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی کہا خطابی نے کہ مصور کا گناہ اس واسطے بڑا ہے کہ تصویروں کو لوگ پوجتے تھے سوائے اللہ کے کہا اس نے اور مراد ساتھ تصویروں کے اس جگہ جاندار چیزوں کی تصویریں ہیں اور خاص کیا ہے بعض نے وعید کو ساتھ اس کے جو صورت بنائے اس نیت سے کہ پیدائش الٰہی کی مشابہت کرے کہ وہ اس نیت سے کافر ہو جاتا ہے اور جو اس کے سوائے ہے سو حرام ہے اس پر بنانا صورت کا اور گنہگار ہوتا ہے لیکن پہلے کے گناہ سے کم میں کہتا ہوں اور اشد اس سے وہ شخص ہے جو تصویر بنائے جو اللہ کے سوا پوجی جائے اور ذکر کیا ہے قرطبی نے کہ جاہلیت کے لوگ ہر چیز سے بت بنایا کرتے تھے یہاں کہ بعض کھجور سے بت بناتے جب بھوک لگتی تو اس کو کھا لیتے۔ (فتح)

٥٤٩٥ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ

٥٤٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں ان کو عذاب ہوگا قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

فائدہ: یہ امر تعجیز کا ہے یعنی عاجز کرنے کا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے بیان عذاب مصور کا اور وہ یہ ہے کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ روح پھونکے اس تصویر میں جو اس نے بنائی اور وہ اس پر قادر نہ ہوگا بدستور اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔ (فتح)

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ.

باب ہے بیچ توڑنے تصویروں کے۔

٥٤٩٦ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهِ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ إِلَّا نَقَضَهُ.

٥٤٩٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی چیز کو گھر میں نہ چھوڑتے جس میں سولی کی تصویریں ہوتیں مگر کہ اس کو توڑ ڈالتے۔

فائدہ: اور اکثر روایتوں میں تصلیب کا لفظ واقع ہوا ہے اور شاید نام رکھا تھا انہوں نے سولی کی تصویر کا تصلیب نام کا رکھنا ساتھ مصدر کے بنابر اس کے پس نہیں ہے حدیث مطابق واسطے ترجمہ کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ استنباط کیا ہے بخاری نے توڑنے صلیب کے سے توڑنا صورت کا جو شریک ہے ساتھ صلیب کے معنی میں اور وہ پوجنا ان کا ہے سوائے اللہ کے پس ہوگی مراد ساتھ تصویروں کے خاص وہ تصویریں جو جاندار کی ہوں بلکہ خاص تر اس سے اور نقض کے معنی توڑنا تصویر کا ہے باوجود باقی رکھنے کپڑے کے اپنے حال پر کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر صورت کو توڑ ڈالتے تھے برابر ہے کہ اس کا سایہ تھا یا نہ ہوتا اور برابر ہے کہ پامال کی جاتی یا نہ کی جاتی اور برابر ہے کہ کپڑے میں ہوتی یا دیوار میں یا فرش میں یا پتوں وغیرہ میں میں کہتا ہوں اور یہ مبنی ہے اوپر ثابت ہونے روایت کے ساتھ لفظ تصاویر کے اور بہر حال ساتھ لفظ تصالیب کے پس اس واسطے کہ اس میں معنی ہیں زائد مطلق صورت پر اس واسطے کہ صلیب اس قسم سے ہے جو پوجی گئی ہے سوائے اللہ کے برخلاف صورتوں کے کہ وہ سب پوجی نہیں جاتیں بلکہ بعض ان میں سے سو نہیں ہے اس میں حجت واسطے اس کے جو فرق کرتا ہے کہ جاندار کی تصویر منع ہے اور غیر جاندار کی تصویر منع نہیں اور جب مراد ساتھ نقض کے دور کرنا اس کا ہے تو داخل ہوگا مٹانا اس کا اس چیز میں اگر ہو نقش دیوار میں یا کھرچ ڈالنا اس کا یا آلودہ کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ تغیر کرے اس کی شکل کو۔ (فتح)

٥٤٩٧ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ فَرَاٰى أَعْلَاهَا

٥٤٩٧۔ حضرت ابو زرعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے میں ایک گھر میں داخل ہوا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی چھت میں ایک مصور دیکھا جو

مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَّلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ إِبْطَهٗ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ.

تصویریں بناتا تھا کہا میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو قصد کرے یہ کہ بنائے تصویر میری طرح سو چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کریں یا ایک ذرہ بنائیں پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک لگن پانی کا منگوایا سو اپنے دونوں ہاتھ بغلوں تک دھوئے میں نے کہا اے ابوہریرہ! کیا یہ چیز ہے کہ تو نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہے؟ کہا کہ یہ جگہ زیور پہنچنے کی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میری طرح یعنی جیسے میں نے بنایا تو یہ صرف تشبیہ ہے صورت کے بنانے میں نہ ہر وجہ سے کہا ابن بطال نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ تصویر شامل ہے ہر چیز کو خواہ اس کا سایہ ہو یا نہ ہو اسی واسطے انکار کیا اس نے دیوار پر تصویر بنانے سے میں کہتا ہوں اور یہ ظاہر ہے عموم لفظ سے اور احتمال ہے کہ قصر کیا جائے اس چیز پر کہ اس کے واسطے سایہ نہ ہو اللہ کے اس قول کی جہت سے جیسا میں نے پیدا کیا اس واسطے کہ مخلوق اس کی جس کو اس نے پیدا کیا نہیں ہے وہ صورت دیوار کی بلکہ وہ خلقت تام یعنی پوری پیدائش ہے لیکن باقی حدیث تقاضا کرتی ہے زجر کے عام کرنے کو ہر چیز کی تصویر بنانے سے یعنی حدیث چاہتی ہے کہ چیز کی تصویر بنانا حرام ہے اور وہ قول اس کا ہے سو چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کریں یا ایک ذرہ پیدا کریں اور جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ مراد پیدا کرنا دانے کا ہے حقیقۃً یعنی حقیقۃً دانہ پیدا نہ کریں نہ تصویر اس کی اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ چاہیے کہ ایک جو پیدا کریں اور مراد ساتھ دانے کے دانہ گندم کا ہے ساتھ قرینے ذکر جو کے یا دانہ عام تر ہے اور مراد ساتھ ذرہ کے چیونٹی ہے اور غرض عاجز کرنا ان کا ہے ساتھ اس کے کہ کبھی تو ان کو تکلیف دی جائے گی کہ جاندار چیز پیدا کریں یعنی جو انہوں نے بنایا اس میں جان ڈالیں اور کبھی ان کو تکلیف دی جائے گی کہ بے جان چیز کو پیدا کریں اور حالانکہ وہ آسان تر ہے جاندار سے اور باوجود اس کے کہ نہیں ہے ان کو قدرت اوپر اس کے یعنی جاندار چیز کی صورت بنانے والے پیدا کرنے میں اللہ کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں حالانکہ ایسے عاجز ہیں کہ جاندار تو ایک طرف رہا ذرہ یا جو کے برابر بے جان حقیر چیز کو بھی نہیں بنا سکتے اور یہ جو کہا کہ یہ جگہ پہنچنے زیور کی ہے یعنی جہاں تک وضو کا پانی پہنچے وہاں تک قیامت کے دن آدمی کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو طہارت میں گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے ہاتھ پاؤں وضو کے سبب سے روشن ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ. جو چیز کہ روندی جائے تصویروں سے۔

فائدہ: یعنی جو چیز کہ پاؤں میں روندی جائے اس کی رخصت ہے یا نہیں؟

٥٤٩٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِّیْ عَلٰى سَهْوَةٍ لِّیْ فِيْهَا تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهٗ وَقَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ قَالَتْ فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ.

۵۴۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سفر سے تشریف لائے اور میرے پاس ایک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں میں نے اس کو بطور پردے کے گھر کے دروازے پر لٹکایا تھا سو جب حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا تو اس کو پھاڑ ڈالا یا اتار ڈالا اور فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو پیدائش الٰہی کی مشابہت کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم نے پھاڑ کر ایک یا دو تکیے بنائے۔

فائدہ: یعنی اللہ کی مخلوق کی طرح تصویریں بناتے ہیں اور ان کو اللہ کی پیدائش کے ساتھ مشابہ ٹھہراتے ہیں اور یہ جو کہا کہ دو تکیے بنائے تو یہ ایک روایت میں ہے سو وہ دونوں گھر میں تھے حضرت ﷺ ان پر بیٹھا کرتے تھے۔

٥٤٩٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوْكًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَأَمَرَنِیْ أَنْ أَنْزِعَهٗ فَنَزَعْتُهٗ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ.

۵۴۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سفر سے آئے اور میں نے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اس کو دور کروں سو میں نے اس کو دور کیا اور میں اور حضرت ﷺ دونوں ایک برتن سے نہایا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس میں پردار گھوڑوں کی شکلیں تھیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے بنانا تصویروں کا جب کہ ان کے واسطے سایہ نہ ہو اور وہ باوجود اس کے اس قسم سے ہوں کہ روندی جاتی ہوں یا بے عزت کی جاتی ہوں ساتھ استعمال کے مانند گدیلوں اور تکیوں کے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اصحاب اور تابعین سے اور یہی قول مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور نہیں فرق ہے اس میں کہ اس کے واسطے سایہ ہو یا نہ ہو سو اگر ہو معلق دیوار پر یا لباس ہو یا عمامہ یا مانند اس کی اس قسم سے کہ نہیں گنا جاتا ہے بے عزت تو وہ حرام ہے میں کہتا ہوں اور اس چیز میں کہ اس نے نقل کی کئی مواخذے ہیں ایک

یہ کہ ابن عربی نے مالکیہ میں سے نقل کیا ہے کہ جب تصویر کے واسطے سایہ ہو تو حرام ہے بالا جماع برابر ہے کہ اس کی بے عزتی کی جاتی ہو یا نہ اور یہ اجماع محل اس کا گڑیوں کے سوائے ہے جو لڑکیاں کھیلنے کے واسطے بناتی ہیں اور صحیح کہا ہے ابن عربی نے اس کو کہ جس تصویر کے واسطے سایہ نہ ہو جب اپنی شکل وصورت پر باقی رکھی جائے تو حرام ہے برابر ہے کہ بے عزت کی جائے یا نہیں اور اگر اس کا سر کاٹا جائے یا اس کی شکل ٹکڑے ٹکڑے کی جائے تو جائز ہے اور یہ مذہب منقول ہے زہری سے اور قوی کیا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے اور شاہد ہے واسطے اس کے حدیث پردے کی جو مذکور ہے باب میں اور یہ کہ امام الحرمین نے ایک وجہ نقل کی ہے کہ جس تصویر میں رخصت دی گئی اس قسم سے کہ اس کے واسطے سایہ نہیں وہ تصویر ہے کہ ہو پردے پر یا تکیے پر اور بہر حال جو دیوار یا چھت پر ہو وہ منع ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ اونچی ہو جاتی ہے سو خارج ہوتی ہے بے عزتی کی شکل سے برخلاف کپڑے کے در پے اس کے ہے کہ بے عزت کیا جائے اور نقل کیا ہے رافعی نے جمہور سے کہ جب صورت کا سر کاٹا جائے تو دور ہوتا ہے مانع اور ایک یہ کہ مذہب حنابلہ کا یہ ہے کہ کپڑے میں صورت کا ہونا جائز ہے اگرچہ ہو معلق بنا بر اس کے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے لیکن اگر پردہ کرے ساتھ اس کے دیوار کو تو منع ہے نزدیک ان کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ ممنوع وہ تصویر ہے جس کے واسطے سایہ ہو اور جس کے واسطے کوئی سایہ نہ ہو اس کا کوئی مضائقہ نہیں مطلق اور یہ مذہب باطل ہے اس واسطے کہ جس پردے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا تھا تھی صورت اس میں بغیر سائے کے بلا شک یعنی اس واسطے کہ جو تصویر کہ کپڑے میں ہو اس کا کوئی سایہ نہیں ہوتا اور باوجود اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دور کرنے کا حکم کیا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب مرجوح ہے اور جس تصویر میں رخصت ہے وہ تصویر وہ ہے کہ بے عزت کی جاتی ہو نہ وہ جو کھڑی ہو اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تھے مکروہ رکھتے ان تصویروں کو جو کھڑی کی جائیں کھڑا کرنا اور نہیں دیکھتے تھے ڈر ساتھ اس تصویر کے کہ روندیں اس کو پاؤں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ کَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَی الصُّوْرَةِ.

جو مکروہ رکھتا ہے بیٹھنے کو صورتوں پر یعنی اگرچہ ہو اس قسم سے کہ روندی جائیں۔

۵۵۰۰ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِیْهَا تَصَاوِیْرُ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَقُلْتُ أَتُوْبُ إِلَی اللّٰهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا هٰذِهِ النُّمْرُقَةُ قُلْتُ

۵۵۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے سو میں نے کہا کہ میں اللہ کی طرف توبہ کرتی ہوں اس چیز سے جو میں نے گناہ کیا فرمایا کہ یہ پردہ کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ خریدا ہے آپ کے بیٹھنے اور تکیہ کرنے کو فرمایا کہ بے شک ان تصویروں

لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوْرَةُ.

کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا اور یہ کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں توبہ کرتی ہوں تو مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز توبہ کا سب گناہوں سے اجمالاً اگرچہ تائب کو خاص وہ گناہ یاد نہ ہو جس کے ساتھ اس کو مؤاخذہ واقعہ ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو خریدا ہے تاکہ حضرت ﷺ اس پر بیٹھیں اور یہ جو کہا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا اور اس میں ہے کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں اور جملہ دوسرا وہ مطابق ہے واسطے منع ہونے حضرت ﷺ کے داخل ہونے سے گھر میں اور سواری اس کے کچھ نہیں کہ مقدم کیا پہلے جملے کو اوپر اس کے واسطے اہتمام کے ساتھ زجر کرنے کے تصویروں کے بنانے سے اس واسطے کہ وعید جب حاصل ہو واسطے بنانے والے اس کے تو وہ حاصل ہے واسطے استعمال کرنے والے اس کے کی اس واسطے کہ وہ نہیں بناتا مگر تاکہ استعمال کی جائے سو بنانے والا سبب ہے اور استعمال کرنے والا مباشر ہے پس اولیٰ ہوگا ساتھ وعید کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں فرق ہے بیچ حرام ہونے تصویر کے درمیان اس کے کہ اس کے واسطے سایہ ہو یا نہ اور درمیان اس کے کہ مدھون یا یا منقوش یا منقور یا منسوج برخلاف اس کے کہ استثناء کرتا ہے بننے کو اور دعویٰ کیا کہ نہیں ہے وہ تصویر جو کپڑے میں بنی ہوئی ہو اور ظاہر عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے تعارض ہے اس واسطے کہ پہلی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے استعمال کیا اس پردے کو جس میں تصویریں تھیں اس کے بعد کہ کاٹا گیا اور اس سے تکیہ بنایا گیا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بالکل استعمال نہیں کیا اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف تطبیق کی دونوں حدیثوں میں ساتھ اس طور کے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کاٹا تو واقع ہوا کاٹنا صورت کا بیچ میں یعنی صورت بیچ میں سے کٹ گئی سو نکل گئی اپنی شکل سے اسی واسطے اس کو تکیہ بنایا اور اس سے آرام پکڑنے لگے اور دعویٰ کیا ہے داؤدی نے کہ حدیث باب کی ناسخ ہے واسطے تمام حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں رخصت پر اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ خبر ہے اور خبر میں نسخ داخل نہیں ہوتا میں نے کہا اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا۔ (فتح)

۵۵۰۱ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

۵۵۰۱۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو کہا بسر راوی نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوْرَةُ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكٰى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلٰى بَابِهٖ سِتْرٌ فِيْهِ صُوْرَةٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِاللّٰهِ رَبِيْبِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِيْنَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ بُسْرٌ حَدَّثَهُ زَيْدٌ حَدَّثَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر زید رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے سو ہم اس کی بیمار پرسی کو گئے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر پردہ لٹکا ہے جس میں تصویریں ہیں سو کہا میں نے عبیداللہ سے جو پروردہ ہے میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا کیا نہیں خبر دی تھی ہم کو زید رضی اللہ عنہ نے تصویروں سے پہلے دن تو عبیداللہ نے کہا کہ کیا تو نے اس سے نہیں سنا جب کہ اس نے کہا کہ مگر نقش کپڑے میں اور کہا ابن وہب نے خبر دی ہم کو عمرو نے الخ یعنی ثابت ہے تحدیث راویوں کی ایک دوسرے سے جو پہلی اسناد میں نہیں ہے۔

فائدہ: میں نے عبیداللہ سے کہا یعنی اس وقت اس کے ساتھ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ مگر نقش کپڑے میں کیا تو نے اس سے نہیں سنا میں نے کہا کہ نہیں کہا کیوں نہیں بلکہ اس نے اس کو ذکر کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ تطبیق دی جاتی ہے حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ استثناء رقم کے کپڑے میں وہ ہے کہ اس میں جاندار کی صورت نہ ہو بلکہ بے جان چیز کی صورت ہو مانند صورت درخت کی اور مانند اس کی کے اور احتمال ہے کہ ہو نہی سے پہلے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی ہے اصحاب سنن نے اور میں اس کے آئندہ باب میں ذکر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ کہا ابن عربی نے کہ حاصل اس کا جو تصویروں کے بنانے میں ہے یہ ہے کہ اگر جاندار چیز کی صورت ہو تو حرام ہے بالاجماع اور اگر بے جان چیز کی صورت ہو تو اس میں چار قول ہیں اول یہ کہ جائز ہے مطلق بنا بر ظاہر قول اس کے کہ مگر نقش کپڑے میں دوسرا یہ کہ منع ہے مطلق یہاں تک کہ بے جان چیز کی صورت بھی تیسرا یہ کہ اگر صورت باقی ہو تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کاٹا گیا ہو یا ٹکڑے ٹکڑے کی گئی ہو تو جائز ہے اور صحیح تر ہے چوتھا قول یہ ہے کہ اگر ہو اس قسم سے کہ بے عزت کی جاتی ہے تو جائز ہے اور اگر معلق لٹکی ہوئی ہو تو نہیں جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيْرِ.

باب ہے بیچ مکروہ ہونے نماز کے اس کپڑے میں جس میں تصویریں ہوں۔

٥٥٠٢ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيْطِيْ عَنِّيْ فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيْرُهُ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلَاتِيْ.

٥٥٠٢۔ حضرت انس رٹائٹڈ سے روایت ہے کہ عائشہ رٹائٹیا کے پاس ایک پردہ تھا جس سے اس نے گھر کی جانب کو پردہ کیا تھا تو حضرت مَثَاثِیْمُ نے فرمایا کہ دور کر اپنے نقش دار پردے کو ہمارے آگے سے اس واسطے کہ اس کی تصویریں ہمیشہ میرے سامنے آیا کرتی ہیں میری نماز میں۔

فائدہ: میرے سامنے آیا کرتی ہیں یعنی میری نظران پر پڑتی ہے تو میرا خیال اس طرف لگ جاتا ہے اور وجہ نکالنے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ تصویر جب نمازی کو غافل کرے اور وہ سامنے ہو تو اسی طرح غافل کرتی ہے اس کو اور حالانکہ وہ اس کو پہننے والا ہو بلکہ پہننے کی حالت سخت تر ہے سامنے کی حالت سے اور احتمال ہے کہ ہو فی ساتھ معنی الی کے پس حاصل ہوئی مطابقت اور یہی لائق ہے ساتھ مراد اس کی کے اس واسطے کہ مسئلہ میں اختلاف ہے سو حنفیہ سے منقول ہے کہ نہیں مکروہ ہے نماز طرف اس جہت کی جس میں صورت ہو جب کہ چھوٹی ہو یا اس کا سر کٹا ہوا ہو اور البتہ مشکل جانی گئی ہے تطبیق درمیان اس حدیث کے اور حدیث عائشہ رٹائٹیا کے پردے میں اس واسطے کہ عائشہ رٹائٹیا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ نہیں داخل ہوئے حضرت مَثَاثِیْمُ اس گھر میں جس کے دروازے پر پردہ لٹکایا گیا تھا جس میں تصویریں تھیں یہاں تک کہ اس کو دور کیا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت مَثَاثِیْمُ نے اس کو برقرار رکھا اور نماز پڑھی اور حالانکہ وہ حضرت مَثَاثِیْمُ کے سامنے کھڑا کیا گیا تھا یہاں تک کہ اس کے دور کرنے کا حکم کیا بہ سبب اس چیز کے کہ ذکر کی دیکھنے صورت کے سے نماز کی حالت میں اور نہیں تعرض کیا واسطے خصوص ہونے اس کے صورت یعنی حکم کیا ساتھ دور کرنے اس کے کی اس وجہ سے کہ اس کی تصویریں حضرت مَثَاثِیْمُ کے سامنے آتی ہیں نماز میں نہ خاص کر اس وجہ سے کہ وہ صورت ہے نہیں تو اس علت کے کوئی معنی نہ تھے کہ وہ نماز میں میرے سامنے آیا کرتی ہیں اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ اول حدیث میں جاندار چیزوں کی تصویروں کا ذکر ہو اور اس حدیث میں بے جان چیزوں کی تصویروں کا ذکر ہو جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی زید بن خالد کی حدیث سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ.

فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں جاندار کی صورت ہو۔

فائدہ: صورت سے کیا مراد ہے اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے اس گھر میں جس میں صورت ہو اس واسطے کہ اس کا بنانے والا کفار کے ساتھ مشابہت کرتا ہے اس واسطے کہ وہ اپنے گھروں میں تصویریں بناتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں سو فرشتے اس کو مکروہ جانتے ہیں

سو نہیں داخل ہوتے اس کے گھر میں واسطے چھوڑنے اس کے اس وجہ سے۔ (فتح)

٥٥٠٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

٥٥٠٣ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ساعت میں آنے کا وعدہ کیا سو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دیر کی یعنی وہ ساعت آئی اور جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ یہ دیر اور انتظار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت گزری اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اس کو ہاتھ سے پھینکا اور کہا کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کے فرشتے سو صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے سو باہر تشریف لائے سو جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے سو شکوہ کیا اس کی طرف جو پایا یعنی دیر کرنے سے تو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں صورت ہو یا کتا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ عمر بن محمد الخ۔

فائدہ: اس حدیث میں اختصار ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پوری ہے سو اس میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ چار پائی کے نیچے کتے کا بچہ ہے سو کہا اے عائشہ! یہ کب داخل ہوا تھا؟ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قسم ہے اللہ کی مجھ کو بھی معلوم نہیں کہ کب داخل ہوا پھر اس کے نکال دینے کا حکم کیا سو نکالا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا جبریل علیہ السلام نے کہ منع کیا مجھ کو آنے سے کتے نے جو آپ کے گھر میں تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ میں پانی چھڑکا پھر شام کو جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو سنن میں ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے اس کی سیاق بہت پوری ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو نہ منع کیا مجھ کو گھر میں داخل ہونے سے مگر یہ کہ گھر کے دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں ایک پردہ تھا اس میں تصویریں تھیں اور گھر میں کتا بھی تھا سو حکم کیجیے کہ جو تصویر گھر کے دروازے پر ہے اس کا سر کاٹا جائے سو ہو جائے مثل شکل درخت کی اور حکم کیجیے کہ پردہ کاٹا جائے اور اس سے دو تکیے بنائے جائیں جو روندے جائیں اور حکم کیجیے ساتھ نکالنے کتے کے سو چاہیے کہ نکالا جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جو جبریل علیہ السلام نے کہا اور اس حدیث میں ترجیح ہے اس کے قول کو جس کا

مذہب یہ ہے کہ جس صورت کے ہونے کے سبب سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے وہ وہی صورت ہے جو اپنی شکل پر باقی ہو بلند ہو نہ بے عزت کی گئی سو اگر بے عزت کی گئی ہو یا نہ بے عزت کی گئی ہو لیکن متغیر کی گئی ہو اپنی شکل صورت سے سنات کاٹنے نصف دھڑ اس کے سے یا ساتھ ساتھ کاٹنے سر اس کے سے تو نہیں منع ہے اور کہا قرطبی نے کہ ظاہر حدیث زید بن خالد کا جو پہلے گزری یہ ہے کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں صورت ہو اگرچہ کپڑے میں تصویر ہو اور ظاہر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا منع ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث محمول ہے کراہت پر اور زید بن خالد کی حدیث جواز پر اور وہ نہیں مخالف ہے کراہت کو اور یہ تطبیق بھی خوب ہے لیکن جس تطبیق پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے وہ اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ.

جو نہ داخل ہو اس گھر میں جس میں تصویر ہو۔

٥٥٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتُوْبُ إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

٥٥٠٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں کراہت دیکھی اور کہا یا حضرت! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ فرمایا کیا حال ہے اس پردے کا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس کو خریدا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہو گا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہو گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا اور کہا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا رافعی نے کہ جس گھر میں صورت ہو اس میں داخل ہونے میں دو وجہیں ہیں کہا اکثر نے کہ مکروہ ہے اور کہا ابو محمد نے کہ حرام ہے سو اگر ہو صورت بیچ جگہ گزرنے گھر کے نہ اندر گھر کے جیسے کہ ظاہر حمام پر یا اس کی دہلیز پر ہوتی ہے تو نہیں منع ہے داخل ہونا اور شاید کہ سبب اس میں یہ ہے کہ گزرنے کی

جگہ میں بے عزت کی گئی ہے اور بیٹھنے کی جگہ میں اکرام کی گئی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

جو لعنت کرتا ہے تصویر بنانے والے کو۔

٥٥٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّهُ اشْتَرٰی غُلَامًا حَجَّامًا فَقَالَ إِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِیِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ.

٥٥٠٥۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا خون کی قیمت سے اور کتے کی قیمت سے اور حرام کار عورتوں کے خرچے سے اور لعنت کی بیاج کھانے والے کو اور کھلانے والے کو اور اس عورت کو جو اپنا بدن گودوائے اور تصویر بنانے والے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً كُلِّفَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَنْ یَّنْفُخَ فِیْهَا الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ.

باب ہے جس نے کوئی تصویر بنائی اسے قیامت کے دن مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے حالانکہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

فائدہ: یہ باب بعض روایتوں میں نہیں ہے اور اسی پر چلا ہے ابن بطال اور نقل کی اس نے ابن مہلب سے توجیہ ادخال حدیث باب کی پہلے باب میں سو کہا کہ لعنت کے معنی ہیں دور کرنا اللہ کی رحمت سے اور جو تکلیف دیا جائے یہ کہ پھونکے روح اور حالانکہ وہ نہیں پھونک سکے گا تو وہ دور رہوا رحمت الٰہی سے۔ (فتح)

٥٥٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰی حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ یُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ یَسْأَلُوْنَهٗ وَلَا یَذْكُرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سُئِلَ فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِی الدُّنْیَا كُلِّفَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَنْ یَّنْفُخَ فِیْهَا الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ.

٥٥٠٦۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اور حالانکہ لوگ ان سے مسئلے پوچھتے تھے اور نہ ذکر کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی جواب دیتے تھے ان کو جو پوچھتے تھے ساتھ فتویٰ کے بغیر اس کے کہ ذکر کریں دلیل کو حدیث سے یہاں تک کہ پوچھے گئے سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو دنیا میں کوئی تصویر بنائے تو اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں جان ڈالے اور حالانکہ وہ اس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا یہاں تک کہ پوچھے گئے اسی طرح مبہم چھوڑا ہے اس نے مسئلے کو کہ اس نے کیا پوچھا تھا اور بیان کیا ہے اس کو ابن عدی نے اپنی روایت میں سو اس کی روایت میں ہے کہ ایک مرد اہل عراق سے ان کے پاس آیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ نجار تھا سو کہا اس نے کہ میں یہ تصویر بناتا ہوں اور یہی سبب ہے میری معاش کا سو مجھ کو کیا حکم ہے؟ اور یہ جو کہا کہ جو کوئی صورت بنائے تو ظاہر اس کا عام کرنا ہے سو بے جان چیز کی صورت کو بھی شامل ہوگا لیکن جو سمجھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باقی حدیث سے تخصیص کرنا ہے ساتھ صورت جاندار چیز کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں جان ڈالے سو مستثنیٰ ہے اس سے صورت بے جان چیز کی مانند درخت کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو عذاب کرے گا یہاں تک کہ اس میں جان ڈالے اور اس میں جان نہ ڈال سکے گا کبھی کہا کرمانی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد طور تعذیب اس کے کا ہے اور اظہار عجز اس کے کا اس چیز سے کہ اس کا معاملہ کرتا تھا اور مبالغہ کرنا ہے اس کی توبیخ سے اور بیان قباحت فعل اس کے کا اور قول اس کا لیس بنافخ یعنی نہیں ممکن ہوگا واسطے اس کے یہ کہ اس میں جان ڈالے پس ہوگا معذب ہمیشہ اور مشکل جانی گئی ہے یہ حدیث مسلمان کے حق میں اس واسطے کہ وعید قاتل عمد کی قطع ہوتی ہے نزدیک اہل سنت کے باوجود وارد ہونے تخلید کے اس کے حق میں ساتھ حمل کرنے تخلید کے مدت دراز پر اور یہ وعید اشد ہے اس سے اس واسطے کہ وہ معلق ہے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن نہیں اور وہ ڈالنا جان کا ہے سو نہیں صحیح ہے کہ حمل کیا جائے اس کو اس پر کہ مراد یہ ہے کہ عذاب ہوگا اس کو دراز مدت پھر خلاص ہوگا اور جواب یہ ہے کہ متعین ہے تاویل حدیث کی اس پر کہ مراد ساتھ اس کے زجر شدید ہے ساتھ وعید کے ساتھ عقاب کافر کے سو ہوگا ابلغ بیچ باز رہنے کے اور اس کا ظاہر مراد نہیں ہے اور یہ بیچ حق عاصی کے ہے اور جو اس کو حلال جان کر کرے سو نہیں ہے کوئی اشکال بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ افعال بندوں کے اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں بسبب لاحق ہونے وعید کے ساتھ اس کے جو مشابہت کرے ساتھ خالق کے تو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے کوئی خالق حقیقۃً سوائے اللہ کے اور جواب دیا ہے بعض نے کہ وعید واقع ہوئی ہے اوپر پیدا کرنے جواہر کے اور رد کیا گیا ہے یہ جواب ساتھ اس کے کہ وعید لاحق ہے باعتبار شکل کے اور نہیں ہے وہ جوہر اور بہر حال استثناء کرنا بے جان چیز کی صورت کا سو وارد ہوا ہے بیچ جگہ رخصت کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ہر چیز کی تصویر بنانا حرام ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے بنانا گڑیوں کا جس سے لڑکیاں کھیلتی ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْاِرْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ. چوپائے پر آگے پیچھے سوار ہونا یا اس پر کسی کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔

فائدہ: اور البتہ میں مشکل جانتا تھا ان تراجم کے داخل کرنے کو کتاب اللباس میں پھر مجھ کو ظاہر ہوا کہ اس کی وجہ یہ

ہے کہ جو سوار کے پیچھے سوار ہوتا ہے وہ نہیں نڈر ہوتا ہے گر پڑنے سے سو ننگا ہو جاتا ہے سو اشارہ کیا کہ احتمال سقوط کا نہیں منع کرتا ہے پیچھے سوار ہونے کو اس واسطے کہ اصل عدم اس کا ہے سو چاہیے کہ جو پیچھے سوار ہو گرنے سے بچے اور جب گر پڑے تو چاہیے کہ جلدی کرے طرف پردہ کرنے کی اور میں نے سمجھا ہے اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جو آگے آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پیچھے سوار کیا اور کہا کرمانی نے کہ غرض بیٹھنا ہے اوپر لباس چوپائے کے اگرچہ متعدد ہوں سوار۔ (فتح)

٥٥٠٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَآئَهُ.

٥٥٠٧۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوار ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر پالان پر جس پر فدکی چادر تھی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے بیچ اس کے کہ جائز ہے آگے پیچھے سوار ہونا ایک سواری پر اور فدک ایک گاؤں کا نام ہے۔

بَابُ الثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ. سوار ہونا تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس زیادتی کی طرف جو اگلے باب کی حدیث میں ہے اور اصل اس میں وہ چیز ہے جو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ تین آدمی ایک سواری پر سوار ہوں اور اس کی سند ضعیف ہے اور عکس اس کا ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نہیں پرواہ کرتا کہ ہوں میں دسواں دس آدمیوں کا ایک سواری پر جب کہ اس کے اٹھانے کی طاقت رکھتی ہو اور ساتھ اس کے تطبیق ہو گی مختلف حدیثوں میں سو جو زجر میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ چوپایہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو مانند گدھے کی مثلا اور عکس اس کا اس کے عکس میں مانند اونٹنی اور خچر کے اور مذہب ہمارا اور تمام علماء کا یہ ہے کہ جائز ہے سوار ہونا تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر جب کہ اس کی طاقت رکھتا ہو اور حکایت کی ہے عیاض نے بعض سے منع مطلق اور یہ فاسد ہے۔ (فتح)

٥٥٠٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا

٥٥٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے یعنی فتح مکہ میں تو عبدالمطلب کی اولاد کے لڑکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے جا ملے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو اپنے آگے چڑھایا اور ایک کو پیچھے۔

بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ.

فائدہ: اور واقع ہوا ہے اور قصے میں کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے عبداللہ بن جعفر سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر سے آتے تو میں اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ آپ کو آگے جا ملتے سو حضرت ﷺ ایک کو اپنے آگے اٹھاتے اور ایک کو پیچھے۔

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ.

اگر چوپائے والا اپنے غیر کو اپنے آگے سوار کرے تو کیا حکم ہے؟ اور کہا بعض نے کہ چوپائے والا زیادہ حق دار ہے ساتھ اگلی طرف چوپائے کے یعنی اگر دو یا زیادہ آدمی کسی چوپائے پر سوار ہونا چاہیں تو چوپائے والا آگے سوار ہو اور دوسرا اس کے پیچھے سوار ہو مگر یہ کہ مالک اس کو اجازت دے تو اس کو آگے سوار ہونا جائز ہے۔

فائدہ: اور مراد بعض کے شعبہ ہے اور البتہ یہ مرفوع بھی آیا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ چلتے تھے کہ اچانک ایک مرد آیا اور اس کے ساتھ گدھا تھا سو اس نے کہا یا حضرت! سوار ہو جائیے اور پیچھے ہٹا مرد حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اگلی طرف چوپائے اپنے کے مگر یہ کہ تو اس کو میرے واسطے ٹھہرائے اس نے کہا کہ میں نے اس کو آپ کے واسطے کیا سو حضرت ﷺ سوار ہوئے اور یہ مرد معاذ رضی اللہ عنہ ہیں کہا ابن بطال نے کہ شاید بخاری رحمہ اللہ اس کی سند سے راضی نہیں ہوا یعنی بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سو داخل کی اس نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تاکہ دلالت کرے اس کے معنی پر میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے وہ اس کی شرط پر اسی واسطے اقتصار کیا ہے اس نے اوپر اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہا ابن عربی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے مرد زیادہ تر حق دار ساتھ صدر چوپائے اپنے کے اس واسطے کہ وہ بزرگی ہے اور بزرگی حق ہے مالک کا اور اس واسطے کہ وہ پھیرتا ہے اس کو جدھر چاہتا ہے اور جس وجہ پر ارادہ کرتا ہے جلدی چلانے یا آہستہ چلانے سے اور درازی سے اور قصر سے بخلاف غیر مالک کے اور قول اس کا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں الا ان تجعله لی مراد سوار ہونا ہے چوپائے کی اگلی جانب میں یعنی طلب کیا اس سے کہ اس کو آپ کے واسطے صریحا ٹھہرائے یا مراد تصرف کرنا ہے چوپائے میں بعد سوار ہونے کے جس طرح چاہیں۔ (فتح)

۵۵۰۹ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ذُكِرَ شَرُّ الثَّلَاثَةِ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

۵۵۰۹۔ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا بدتر تین میں نزدیک عکرمہ کے یعنی کسی نے ذکر کیا کہ تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر سوار ہونا ظلم ہے اور ایک ان میں بدتر ہے

أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ أَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ شَرٌّ أَوْ أَيُّهُمْ خَيْرٌ.

اور عکرمہ نے اس بات سے انکار کیا کہ تین کا ایک جانور پر سوار ہونا منع نہیں اور استدلال کیا عکرمہ نے اس کے رد پر حضرت ﷺ کی اس حدیث سے سو کہا عکرمہ نے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ تشریف لائے اور حالانکہ قثم کو اپنے آگے سوار کیا تھا اور فضل کو اپنے پیچھے یا فضل کو آگے اور قثم کو پیچھے سو کون ان میں بدتر ہے اور کون بہتر؟۔

فائدہ: یہ کلام اخیر عکرمہ کا ہے رد کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اس پر جس نے ذکر کیا تھا واسطے اس کے کہ تین میں ایک بدتر ہے یعنی چونکہ یہ تینوں حضرات بہتر ہیں تو معلوم ہوا کہ تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر سوار ہونا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی غیر کو اپنے چوپائے پر اپنے آگے سوار کرنا جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ إِرْدَافِ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ.

سوار کرنا مرد کا مرد کے پیچھے۔

٥٥١٠ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا أُخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ

٥٥١٠۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھا میرے اور آپ کے درمیان کچھ چیز نہ تھی مگر کجاوے کی پچھلی لکڑی یعنی میں حضرت ﷺ سے نہایت قریب تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت اور حاضر ہوں اطاعت میں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ کا اپنے بندوں پر؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا

إِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

حق ہے بندوں کا اللہ پر جب کہ وہ اس کو کریں یعنی اس کی عبادت کریں لا شریک جان کر؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مقصود اس سے اس جگہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے سوار ہونا ہے اور ردیف اس کو کہتے ہیں جو اصلی سوار کے پیچھے سوار ہو اور ابن مندہ نے شمار کیا ہے نام ان لوگوں کا جن کو حضرت ﷺ نے پیچھے سوار کیا سو ان کی تعداد اسی کو پہنچی۔ (فتح)

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ.

سوار کرنا عورت کا پیچھے مرد کے۔

٥٥١١ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَإِنِّيْ لَرَدِيْفُ أَبِيْ طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيْرُ وَبَعْضُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْأَةَ فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أُمُّكُمْ فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِيْنَةَ قَالَ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

٥٥١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر سے آئے اور بے شک میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور وہ چلتے تھے اور حضرت ﷺ کی ایک بیوی حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھی کہ اچانک حضرت ﷺ کی اونٹنی کا پاؤں پھسلا میں نے کہا کہ عورت کو پکڑو سو میں اترا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ تمہاری ماں ہے یعنی اس کو سنبھالو اجنبی نہ جانو سو میں نے کجاوہ باندھا سو حضرت ﷺ مدینے سے قریب ہوئے یا مدینہ دیکھا تو فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے تو بہ بندگی کرنے والے اپنے رب کے شکر گزار ہیں۔

فائدہ: ظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے یہ کہا اور کیا وہ انس رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ حدیث اور طریق سے جہاد میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ یہ سب کام ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور یہ جو کہا عورت کو پکڑو سو یہ خود حضرت ﷺ نے کہا تھا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ وہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے یعنی خیبر سے اور حضرت ﷺ کے ساتھ

صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کی بندیوں میں ہاتھ لگی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا سو جب بعض راہ میں تھے تو اونٹنی کا پاؤں پھسلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عورت دونوں گر پڑے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ کو کچھ تکلیف پہنچی؟ فرمایا نہیں لیکن لازم جان اپنے اوپر خبر لینا عورت کا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا پھر اس کا قصد کیا سو عورت پر کپڑا ڈالا پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں اور ان کے واسطے کجاوہ باندھا سو دونوں سوار ہوئے اور یہی قول معتمد ہے کہ یہ سب کام ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا سو البتہ دور ہوتا ہے اشکال ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں ہے کوئی ڈر واسطے مرد کے یہ کہ سنبھالے اجنبی عورت کو جب کہ گر پڑے یا گرنے کے قریب ہو سو مدد کرے اس کی اوپر خلاص ہونے اس کے اس بلا سے کہ اس کا اس پر خوف ہو۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِلْقَآءِ وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الْاُخْرٰی.

باب ہے بیچ بیان چت لیٹنے کے اور رکھنے ایک پاؤں کے دوسرے پاؤں پر۔

فائدہ: وجہ داخل ہونے اس ترجمہ کی کتاب اللباس میں اس جہت سے ہے کہ جو شخص یہ کام کرتا ہے یعنی چت لیٹتا ہے وہ نہیں نڈر ہوتا ہے ننگے ہونے سے خاص کر چت لیٹنا سونے کو چاہتا ہے اور سونے والا نہیں محفوظ رہتا سو گویا کہ اشارہ کیا بخاری علیہ السلام نے طرف اس کی کہ جو یہ کام کرے اس کو چاہیے کہ اپنے بستر کو نگاہ رکھے تا کہ ننگا نہ ہو جائے۔ (فتح)

۵۵۱۲ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰی.

۵۵۱۲۔ حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی اپنے چچا سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے دیکھا رکھنے والے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ثبوت اس کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اور زیادہ کیا ہے اسماعیلی نے اپنی روایت میں کہ بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہ کرتے تھے اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے نہی اس سے اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کی مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ تم میں سے کوئی چت نہ لیٹے پھر اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے یا ثابت ہوئی لیکن اس نے اس کو منسوخ جانا ہو۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَدَبِ
کتاب ہے ادب کے بیان میں

فائدہ: ادب استعمال کرنا چیز کا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے قولا وفعلا اور تعبیر کیا ہے بعض نے اس سے ساتھ اس کے کہ وہ پکڑنا ہے نیک خو کو اور بعض نے کہا ہے کہ وہ تعظیم ہے اس کی جو آپ سے اوپر ہو اور نرمی کرنا ہے ساتھ اس کے جو آپ سے نیچے ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾.
باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ وصیت کی ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کی۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اہل تفسیر نے کہ یہ آیت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اور روایت کی مسلم نے مصعب بن سعد کے طریق سے کہ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں نے قسم کھائی کے میں سعد سے کبھی کلام نہیں کروں گی یہاں تک کہ دین اسلام سے کافر ہو کہا اس عورت نے کہ اللہ نے تجھ کو وصیت کی ہے اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی سو میں تیری ماں ہوں اور میں تجھ کو اس کا حکم کرتی ہوں سو یہ آیت اتری اور پھر یہ حکم اترا اگر دونوں تجھ سے لڑیں اس پر کہ تو شریک ٹھہرائے ساتھ اللہ کے جس کا تجھ کو علم نہیں تو نہ مان کہا ان کا اور ساتھ دے ان کا دنیا میں موافق دستور کے اور تقاضا کیا آیت نے وصیت کا ساتھ ماں باپ کے اور حکم کیا ساتھ اطاعت ان کی کے اگرچہ دونوں کافر ہوں مگر جب کہ حکم کریں ساتھ شرک کے کہ واجب ہے نافرمانی ان کی بیچ اس کے سوا اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ مجمل ہے اس کے غیر میں اور اسی طرح باب کی حدیث میں حکم ہے نیکی کرنے کا ساتھ ان کے۔ (فتح)

۵۵۱۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ عَيْزَارٍ أَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ

۵۵۱۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نہایت پیارا اللہ کے نزدیک کون سا عمل ہے؟ فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنا کہا پھر کون سا؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا کہا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا حدیث بیان کی مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے اور اگر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی چاہتا تو زیادہ کرتے۔

أَیُّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِیْ.

فائدہ: اور یہ جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کو جہاد پر مقدم کیا ہے تو احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے موقوف ہونے جہاد کے اوپر اس کے اس واسطے کہ جہاد میں ماں باپ سے اجازت لینی بھی بر میں داخل ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے جہاد سے بغیر ان کی اجازت کے، کما یاتی قریبا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ. کون ہے لائق تر سب لوگوں میں ساتھ نیک ساتھ دینے کے اور سلوک کرنے کے۔

٥٥١٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوْكَ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ مِثْلَهٗ.

٥٥١٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو کہا کہ یا حضرت! کون ہے ساتھ نیک ساتھ دینے میرے کے یعنی جس سے میں سلوک کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں کہا اس نے پھر کون؟ فرمایا تیری ماں کہا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، کہا پھر کون؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ اور کہا ابن شبرمہ اور یحییٰ نے حدیث بیان کی ہم سے ابو زرعہ نے مثل اس کی کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے کہ عمارہ ابن اخی عبداللہ کا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث چاہتی ہے کہ جو باپ کے ساتھ نیکی کرے اس کے تین گنا ماں کے ساتھ کرے اور شاید یہ واسطے سختی حمل کے ہے پھر جننے کے پھر دودھ پلانے کے کہ تنہا ہوتی ہے ساتھ اس کے ماں اور شریک ہوتی ہے باپ کو پرورش میں اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں ﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ﴾ کہا قرطبی نے کہ مراد یہ ہے کہ ماں مستحق ہے اولاد پر بڑے حصے کو بھلائی سے اور مقدم ہے اس میں باپ کے حق پر وقت مزاحمت کے اور کہا عیاض نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ ماں کو فضیلت ہے باپ پر اور بعض نے کہا کہ دونوں کے ساتھ برابر بھلائی کرے اور ٹھیک پہلا قول ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے مقدم ماں باپ ہیں پھر بہن پھر بھائی پھر جو اس سے نیچے ہو اور کہا عیاض نے کہ اکثر کا قول یہ ہے کہ دادا مقدم ہے بھائی پر اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے شافعیہ نے کہ دادا مقدم ہے پھر بھائی پھر وہ مقدم ہے کہ جو قریب تر ہو ماں باپ سے پھر جو قریب ہو ایک سے پھر مقدم کیا جائے ذی رحم اور محارم کو غیر محرم پر مقدم کیا جائے پھر تمام عصبات کو پھر مصاہرہ

کو پھر ولاء کو اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ ترتیب اس جگہ ہے جہاں ایک دفعہ تمام کے ساتھ احسان ممکن نہ ہو اور یہ واضح ہے اور آئی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر مقدم کرنے ماں کے سلوک کرنے میں مطلق اور نقل کیا ہے محاسبی نے اجماع اس پر کہ ماں مقدم ہے سلوک کرنے میں باپ پر۔ (فتح)

بَابُ لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ.

نہ جہاد کرے مگر ساتھ اجازت ماں باپ کے۔

۵۵۱۵ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُجَاهِدُ قَالَ لَكَ أَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

۵۵۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں جہاد کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے ماں باپ ہیں؟ کہا ہاں فرمایا سو انہیں میں جہاد کرو۔

فائدہ: یعنی اگر تیرے ماں باپ ہیں تو نہایت کوشش کر ان کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے میں کہ تیرے واسطے قائم مقام جہاد کے ہے۔

بَابُ لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ.

نہ گالی دے مرد اپنے ماں باپ کو۔

فائدہ: یعنی اور نہ ایک کو یعنی اور نہ سبب ہو اس کی طرف۔ (فتح)

۵۵۱۶ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ.

۵۵۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں جو زیادہ تر بڑے ہیں ان میں سے یہ ہے کہ مرد اپنے ماں باپ کو لعنت کرے کسی نے کہا یا حضرت! مرد اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کرتا ہے؟ یعنی بھلا کبھی ایسا بھی ہوا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے سو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

فائدہ: عنقریب آئے گا کہ ماں باپ کی نافرمانی بڑے کبیرے گناہوں میں ہے اور مذکور اس جگہ فرد ہے عقوق کے افراد سے اور اگرچہ ہے سبب ہونا ماں باپ کی لعنت کا زیادہ تر بڑے کبیرے گناہوں سے پس تصریح ساتھ لعنت اس کی

کے اشد ہے اور ترجمہ باندھا ہے ساتھ لفظ سبؓ کے اور بیان کیا ہے حدیث کا ساتھ لفظ لعن کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں سبؓ کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ ادب مفرد میں ہے اور یہ جو کہا اور مرد اپنے ماں باپ کو کس طرح گالی دیتا ہے تو یہ استبعاد ہے سائل سے اس واسطے کہ طبع مستقیم اس سے انکار کرتی ہے سو بیان کیا جواب میں کہ اگرچہ عادت میں کوئی آدمی خود اپنے ماں باپ کو گالی نہیں دیتا لیکن کبھی واقع ہوتا ہے سبب اس کا اور وہ اس قسم سے ہے کہ ممکن ہے واقع ہونا اس کا بہت کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ سد ذرائع کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جس کا فعل حرام کام کی طرف رجوع کرے حرام ہوتا ہے اس پر کرنا اس فعل کا اگرچہ نہ قصد کرے اس چیز کی طرف کہ حرام ہے اور اصل اس حدیث میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ الآیہ اور استنباط کیا ہے اس سے ماوردی نے منع ہونا ریشمی کپڑے کی بیع کا اور اس شخص کے ہاتھ میں کہ ثابت ہو کہ وہ اس کو پہنتا ہے اور غلام بے ریش اس کے ہاتھ میں کہ ثابت ہو کہ وہ اس کے ساتھ حرام کاری کرتا ہے اور نچوڑ انگور کا اس کے ہاتھ کہ ثابت ہو کہ وہ اس سے شراب بناتا ہے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی حمزہ نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے اور اس میں عمل ہے ساتھ اکثر غالب کے اس واسطے کہ جو دوسرے کے باپ کو گالی دے جائز ہے کہ وہ اس کے باپ کو گالی دے اور جائز ہے کہ نہ کرے لیکن غالب یہ ہے کہ جواب دیتا ہے اس کو ساتھ مثل قول اس کے کی اور اس میں مراجعت طالب کی ہے واسطے شیخ اپنے کے اس چیز میں کہ مشکل ہو اوپر اس کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا کبیرے گناہوں کا ہے وسیاتی بحثہ اور اس حدیث میں ہے کہ اصل کو فضیلت ہے فرع پر ساتھ اصل وضع کے اگرچہ فاضل ہو اس سے فرع ساتھ بعض صفات کے۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ دُعَآءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ.

قبول ہونا دعا اس شخص کے کا جو اپنے ماں باپ سے نیکی اور بھلائی کرے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اس میں قصہ ان تین آدمیوں کا جن پر غار کا منہ بند ہو گیا تھا سو انہوں نے اپنے نیک عملوں کو ذکر کیا سو اللہ نے ان پر اس غار کا منہ کشادہ کیا۔

٥٥١٧ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا إِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ

٥٥١٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ تین آدمی چلے جاتے تھے کہ ان کو مینہ نے پکڑا سو وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو اس پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو تو اپنے نیک عملوں کو جو اللہ کے واسطے کیے ہوں سو اللہ سے دعا مانگو ان

فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَإِنَّهُ نَآءَ بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوْسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا مِنْ نَّوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتّٰى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَآءَ وَقَالَ الثَّانِي اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ قَدْ فَعَلْتُ

کے وسیلے سے امید ہے کہ اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی! ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میری بیوی اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے اور میں ان کے واسطے بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب چرالاتا تھا تو ان کا دودھ دوہتا تھا سو اول ماں باپ سے شروع کرتا تھا سو ان کو اپنے لڑکوں سے پہلے پلاتا تھا اور البتہ ایک دن درخت نے مجھ کو دور ڈالا یعنی چارا بہت دور ملا سو میں گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ مجھ کو شام ہوگئی سو میں نے ماں باپ کو سوتا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا سو میں دودھ لایا اور میں ماں باپ کے سر کے پاس کھڑا ہوا مجھ کو برا معلوم ہوا کہ میں ان کو نیند سے جگاؤں اور میں نے برا جانا کہ ان سے پہلے لڑکوں کو پلاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے شور کرتے تھے میرے دونوں پاؤں کے پاس سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی یعنی ان کے انتظار میں رات بھر دودھ لیے کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو اس پتھر سے ایک سوراخ کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک سوراخ کھول دیا تو اس سے انہوں نے آسمان کو دیکھا سو بیان کیا حدیث کو پس ذکر کی حدیث کو ساتھ درازی اپنی کے اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی! البتہ ماجرا تو یہ ہے کہ میری ایک چچا کی بیٹی تھی کہ میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسے نہایت محبت مرد عورتوں سے رکھتے ہیں یعنی میں اس کا کمال عاشق تھا سو میں نے اس کی طرف مائل ہو کر اس کی

ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ فَتَرَكَهٗ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّرَاعِيَهَا فَجَآءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَأَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهٗ فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

ذات کو چاہا یعنی حرام کاری کا ارادہ کیا سو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دوں سو میں نے محنت اور کوشش کی یہاں تک کہ سو اشرفیاں جمع کیں سو میں ان کو اس کے پاس لایا پھر جب بدن اس کے دونوں پیروں اندر واقع ہوا تو اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! ڈر اللہ سے اور نہ توڑ مہر کو مگر جس طرح کہ اس کا حق ہے یعنی بغیر نکاح شرعی کے ازالہ بکارت نہ کر تو میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے اوپر سے سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہمارے واسطے اس پتھر سے ایک سوراخ سو اللہ نے ان کے واسطے ایک سوراخ کھول دیا اور تیسرے آدمی نے کہا کہ الٰہی! میں نے ایک مزدور ٹھہرایا تھا سولہ رطل بھر چاولوں پر سو جب وہ اپنا کام کر چکا تو اس نے کہا کہ مجھ کو میرا حق دے تو اس کا حق میں نے اس کے آگے رکھا سو وہ اس کو چھوڑ گیا اور اس کی طرف سے منہ موڑا تو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا اور یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور غلام ان کے چرانے والے جمع کیے پھر وہ مزدور میرے پاس آیا سو کہنے لگا کہ اللہ سے ڈر اور میرا حق لے کر مجھ پر ظلم نہ کر میں نے کہا کہ جا ان گائے بیلوں اور ان کے چرانے والے غلاموں کی طرف سو ان کو لے لے تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر سو میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا لے ان گائے بیلوں اور ان کے چرانے والے غلاموں کو یعنی یہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے سو اس نے لیا اور اپنا سب مال لے کر چلا گیا سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے جتنا باقی رہا سو اللہ نے باقی پتھر کو کھول دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کا حق اپنی جان، بیوی اور لڑکوں کے حق پر مقدم ہے اور جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے، وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَآئِرِ قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ماں باپ کی نافرمانی کرنا کبیرے گناہوں سے ہے کہا ہے اس کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کتاب الایمان میں یہ حدیث موصول بھی آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہ ہیں اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی قسم کھانا اور عقوق مشتق ہے عق سے اور عق کے معنی ہیں قطع کرنا اور مراد ساتھ اس کے صادر ہونا اس چیز کا ہے کہ ایذا پائے ساتھ اس کے والد اپنی اولاد سے قول سے یا فعل سے مگر شرک میں یا گناہ میں جب تک کہ نہ سختی کرے والد اور ضبط کیا ہے ابن عطیہ نے ساتھ واجب ہونے فرمانبرداری ان کی کے مباح چیزوں میں فعل میں اور ترک میں اور مستحب ہونے اس کے کی مستحب چیزوں میں اور فرض کفایہ بھی اسی طرح اور اسی میں داخل ہے تقدیم ان کی وقت معارض ہونے دو امروں کے اور وہ مثل اس کی ہے جس کو اس کی ماں بلائے تا کہ اس کی بیمارداری کرے اس طور سے کہ فوت ہو اس سے فعل واجب کا اگر بدستور رہے نزدیک اس کے اور فوت ہو مقصود اس کی ماں کا کہ وہ بیمارداری اس کی ہے اور جو سوائے اس کے ہے۔ (فتح)

٥٥١٨ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرَّادٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

٥٥١٨۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور بخیلی کرنا اور گدائی کرنا اور زندہ بیٹیوں کا زمین میں گاڑنا اور مکروہ رکھا ہے تمہارے واسطے قیل وقال کرنا اور بہت سوال کرنا اور مال کا بے جا ضائع کرنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بخیل کرنا اور گدائی کرنا تو حاصل نہی کا منع کرنا اس چیز کا ہے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ دینے اس کے اور طلب کرنا اس چیز کا کہ نہیں ہے مستحق اس کے لینے کا اور احتمال ہے کہ ہو نہی سوال سے مطلق کما سیاتی اور ہوگا ذکر اس جگہ ساتھ ضد اس کی کے پھر دوہرایا گیا ذکر اس کا واسطے تاکید نہی کے اس سے پھر احتمال ہے کہ داخل ہو نہی میں وہ چیز کہ ہو خطاب واسطے دو کے جیسا کہ منع کیا جاتا ہے طالب طلب کرنے اس چیز کے سے کہ نہیں مستحق ہے اس کے لینے کا اور منع کیا جائے مطلوب منہ دینے اس چیز کے سے کہ نہیں مستحق ہے اس کا طالب تا کہ نہ مدد کرے اس کو گناہ پر

اور یہ جو کہا کہ زندہ بیٹیوں کا گاڑنا تو اس کا بیان یوں ہے کہ تھے جاہلیت کے لوگ کرتے اس کو واسطے کرنے کے ان میں اور کہتے ہیں کہ پہلے پہل یہ کام قیس بن عاصم نے کیا تھا کہ اس کے بعض دشمنوں نے اس پر لوٹ کی تھی اور اس کی بیٹی کو قید کر کے لے گیا اور اس کو اپنی بیوی بنایا پھر ان کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے اپنی بیٹی کو اختیار دیا تو اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو قیس نے قسم کھائی کہ اس کے گھر میں کوئی بیٹی پیدا نہ ہوگی مگر کہ اس کو زندہ زمین میں گاڑھے گا اور عرب نے اس کی پیروی کی اور عرب میں سے ایک فرقہ اور تھا جو اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے یا واسطے خوف کم ہونے مال کے یا واسطے نہ ہونے اس چیز کے کہ خرچ کریں اوپر اس کے اور البتہ ذکر کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چند آیتوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا بیٹیوں کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ یہی غالب تھا ان کے فعل سے اس واسطے کہ مرد جگہ گمان قدرت کی ہے کسب کرنے پر اور زندہ بیٹیوں کو زمین میں گاڑھنا ان میں دو طور سے جاری تھا ایک یہ کہ مرد اپنی عورت کو حکم کرتا کہ جب جننے کا وقت قریب ہو تو گڑھے کے کنارے پر جنے اگر لڑکا ہو تو اس کو رہنے دے اور اگر لڑکی ہو تو اس کو گڑھے میں ڈال دے اور یہ لائق تر ہے ساتھ پہلے فریق کے اور بعض کا دستور تھا کہ جب چھٹی لڑکی پیدا ہوتی تو مرد اس کی ماں سے کہتا کہ پاک وصاف کر اس کو اور زینت کر تا کہ میں اس کے ساتھ اس کے اقارب کی زیارت کروں پھر اس کو جنگل میں دور لے جاتا یہاں تک کہ کسی کنوئیں پر آتا سو اس لڑکی سے کہتا کہ تو اس کنوئیں میں دیکھ وہ دیکھتی تو اس کو کنوئیں میں پیچھے سے دھکا دیتا اور یہ لائق ہے ساتھ فریق ثانی کے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ مکروہ ہے قیل وقال تو اس میں تین قول ہیں اول یہ کہ مراد حدیث میں اشارہ ہے طرف کراہت کثر کلام کی یعنی بے فائدہ باتیں کرنا اس واسطے کہ اس کا انجام خطا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکرر کیا ہے اس کو واسطے مبالغہ کے زجر اس کی سے دوسرا مراد حکایت کرنا لوگوں کا اقاویل کا ہے اور بحث کرنا اس سے تا کہ خبر دے اس سے سو کہے کہ فلانے نے یوں کہا اور یوں کہا گیا اور نہی اس سے واسطے زجر کے ہے استکثار اس کے سے اور یا واسطے کسی چیز مخصوص کے ہے اس سے اور جو مکروہ جانے محکی اس سے تیسرا یہ کہ یہ بیچ حکایت اختلاف کے ہے امور دین میں یعنی مراد اس سے حکایت کرنا اختلاف کا ہے امور دین میں مانند قول اس کے کی کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں نے یوں کہا اور یہ اس وقت مکروہ ہے کہ اس کی کثرت کرے اس طور سے کہ نہ نڈر ہو ساتھ اکثار کے ذلل سے اور یہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جو نقل کرے اس کے بغیر ثبوت کے یعنی جو کسی سے سنے سو کہہ دے اور نہ احتیاط کرے اور نہ تحقیق کرے اس میں کہ سچ ہے یا جھوٹ اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث صحیح کہ کفایت کرنا آدمی کو گناہ ہونے میں یہ کہ بیان کرے جو سنے اور یہ جو کہا کہ کثر سوال سے تو گزر چکا ہے بیان اختلاف کا کہ اس سے کیا مراد ہے اور کیا وہ سوال مال کا ہے یا سوال مشکل مسئلوں کا یا عام تر اس سے اور یہ کہ اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس کے بہت سوال کرنا ہے لوگوں کے اخبار اور زمانے کے واقعات اور نئے

حادثوں سے یا کثرت سوال کسی خاص آدمی کی ہے اپنے حال کی تفاصیل سے کہ یہ اس قسم سے ہے کہ مکروہ جانتا ہے
اس کو مسئول اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی اغلوطات سے اور ثابت ہو چکی ہے ایک جماعت سلف سے کراہت تکلف
مسائل کی کہ محال ہو واقع ہو ان اس کا عادۃً یا نہایت کم یاب ہو واقع ہونا اس کا اور یہ مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں
گمان سے بات کہنا ہے اس واسطے کہ نہیں خالی رہتا وہ آدمی خطا سے اور یہ جو آیت میں ہے ﴿لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ
اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ تو یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے نزول وحی کے اور اشارہ کرتی ہے اس کی طرف یہ حدیث کہ
سب لوگوں میں زیادہ تر مجرم اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے کہ سوال کرے ایک چیز سے جو حرام نہ ہو سو اس کے سوال
کے سبب سے حرام ہو جائے اور نیز ثابت ہو چکی ہے مذمت سوال کی واسطے مال کے اور مدح اس کی جو لپٹ کر نہ
مانگے مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی کہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور پہلے گزر چکا ہے کہ ہمیشہ آدمی سوال کرتا ہے
لوگوں سے یہاں تک کہ قیامت میں آئے گا اور حالانکہ اس کے منہ میں گوشت کی بوٹی نہ ہو گی اور صحیح مسلم میں ہے کہ
نہیں حلال ہے سوال کرنا مگر واسطے تین آدمیوں کے ایک واسطے نہایت محتاج کے دوسرا واسطے قرض دار کے تیسرا
واسطے بھوکے کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ سوال کرنا مباح
ہے اس واسطے کہ وہ طلب کرنا ہے مباح کو سو مشابہ ہو گا عاریت کو اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو اس میں
وارد ہیں اس کے حق میں جو سوال کرے زکوۃ واجبہ سے جس کا اس کو حق نہیں لیکن کہا نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی شرح
میں کہ اتفاق ہے علماء کا اوپر منع ہونے سوال کے بغیر ضرورت کے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اس کو سوال کرنا سو اس
میں ہمارے اصحاب کے واسطے دو قول ہیں صحیح تر یہ قول ہے کہ اس کو سوال کرنا حرام ہے واسطے ظاہر حدیثوں کے دوسرا
قول یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ کراہت کے تین شرطوں سے ایک یہ کہ لپٹ کر نہ مانگے اور نہ ذلیل کرے اپنے نفس کو
زیادہ اوپر ذلت نفس سوال کے اور نہ ایذا دے اس کو جس سے سوال کرتا ہے سو اگر کوئی شرط ان شرطوں سے فوت ہو تو
حرام ہوتا ہے سوال، کہا فاکہانی نے تعجب ہے اس سے جو قائل ہے کہ سوال کرنا مطلق مکروہ ہے باوجود موجود ہونے
سوال کے حضرت ﷺ کے زمانے میں پھر سلف صالحین کے بغیر انکار کے سو شارع نہیں برقرار رکھتا مکروہ پر میں کہتا
ہوں اور شاید جس نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور نہیں لازم آتا واقع ہونے اس
کے سے یہ کہ متغیر ہو صفت اس کی اور اس کی تقریر سے بھی یہ لازم نہیں آتا اور لائق ہے حمل کرنا ان لوگوں کے حال کو
میانہ روی پر اس واسطے کہ جو لوگ اس وقت سائل تھے نہیں سوال کرتے تھے وہ مگر وقت سخت حاجت کے اور یہ جو کہا
بغیر انکار کے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بہت حدیثوں میں جو سوال کی مذمت میں وارد ہیں کفایت ہے اس کے
انکار میں اور یہ سب بیان جو گزرا اس چیز میں ہے جو اپنے واسطے مانگے اور بہر حال اگر غیر کے واسطے مانگے تو ظاہر یہ
ہے کہ یہ بھی مختلف ہے ساتھ اختلاف حال کے اور یہ جو فرمایا اور بے جا مال کا ضائع کرنا تو پہلے گزر چکا ہے استقراض

میں کہ اکثر علماء نے حمل کیا ہے اوپر اسراف کے خرچ کرنے میں اور مقید کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ خرچ کرنے کے حرام میں اور قوی تر یہ ہے کہ وہ خرچ کرنا ہے اس وجہ میں کہ شرع نے اس کی اجازت نہ دی ہو برابر ہے کہ دینی ہو یا دنیاوی سو منع کیا اس سے اس واسطے کہ بے شک اللہ نے ٹھہرایا ہے مال کو وجہ قیام کی واسطے مصالح بندوں کے اور اس کے بے جا خرچ کرنے میں فوت کرنا ہے ان مصالح کا یا تو خود اسی کے حق میں جو اس کو ضائع کرتا ہے یا اس کے غیر کے حق میں اور مستثنیٰ ہے اس سے بہت خرچ کرنا اس کا بیچ وجود نیکی کے تا کہ حاصل کرے ثواب آخرت کا جب تک کہ نہ فوت ہو حق اخروی جو اس سے مقدم ہو اور حاصل یہ ہے کہ بہت مال کے خرچ کرنے میں تین وجہ ہیں اول خرچ کرنا اس کا ہے ان وجہوں میں جو مذموم ہیں شرعا سو نہیں شک ہے اس کے منع ہونے میں اور دوسرا خرچ کرنا اس کا ہے نیک وجہوں میں جو شرع میں ہیں سو نہیں شک ہے اس کے مطلوب ہونے میں ساتھ شرط مذکور کے تیسرا خرچ کرنا اس کا ہے مباح چیزوں میں ساتھ اصالت کے مانند ملاذ نفس کی اور یہ دو قسم ہے ایک یہ کہ ہو ایسی وجہ پر کہ لائق ہو ساتھ حال خرچ کرنے والے کے اور بقدر مال اس کے کی سو یہ اسراف نہیں اور دوسرا وہ کہ نہ لائق ہو ساتھ اس کے باعتبار عرف کے اور وہ بھی دو قسم ہے ایک یہ کہ ہو واسطے دفع مفسدہ کے جو بالفعل موجود ہو یا اس کی توقع ہو سو نہیں ہے اسراف دوسری قسم وہ ہے کہ اس سے کوئی چیز نہ ہو سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ اسراف ہے اور پہلے گزر چکی ہے زکوۃ میں بحث بیچ جائز ہونے خیرات کے ساتھ تمام مال کے اور یہ کہ جائز ہے یہ واسطے اس کے جو پہچانے اپنے نفس سے کہ تنگی پر صبر کر سکے گا اور جزم کیا ہے باجی نے مالکیہ سے کہ سب مال کا خیرات کرنا منع ہے کہا اس نے اور مکروہ ہے بہت خرچ کرنا اس کا بیچ مصالح دنیا کے اور نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو کبھی کبھی واسطے حادثہ کے کہ پیدا ہو مانند مہمان کی یا عید کی یا ولیمہ کی اور جس کے مکروہ ہونے میں خلاف نہیں حد سے بڑھنا ہے خرچ کرنے میں بنا پر یعنی گھر وغیرہ کے بنانے میں زیادہ حاجت سے خاص کر جب کہ مضاف ہو اس کی طرف مبالغہ زینت میں اور بہر حال ضائع کرنا مال کا گناہ میں سو نہیں خاص ہے ساتھ ارتکاب فواحش کے بلکہ داخل ہے اس میں سوء قیام رقیق پر اور چوپایوں پر تا کہ ہلاک ہوں اور کہا سبکی کبیر نے حلبیات میں کہ ضابطہ بیچ ضائع کرنے مال کے یہ ہے کہ نہ وہ واسطے غرض دینی کے اور نہ دنیاوی کے سو اگر دونوں نہ ہوں تو حرام ہے قطعا اور اگر ایک پایا جائے اور ہو انفاق لائق ساتھ حال کے اور نہ ہو بیچ اس کے گناہ تو جائز ہے قطعا اور دونوں مرتبوں کے درمیان بہت وسائط ہیں جو نہیں داخل ہوتے نیچے کسی ضابطہ کے پس لازم ہے مفتی پر یہ کہ دیکھے اس چیز میں کہ میسر ہو رائے اس کی اور بہر جو میسر نہ ہو تو اس کے واسطے تعرض کیا پس خرچ کرنا گناہ میں سب حرام ہے، واللہ اعلم کہا طیبی نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ معرفت حسن خلق اور نیک عادت کے اور وہ تلاش کرنا تمام اخلاق حمیدہ اور خصائل جمیلہ کا ہے۔ (فتح)

۵۵۱۹ ۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ۵۵۱۹۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

الْوَاسِطِیُّ عَنِ الْجُرَیْرِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی قُلْتُ لَا یَسْكُتُ.

نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہوں میں جو بہت بڑے گناہ ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور حضرت ﷺ تکیہ کیے بیٹھے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا خبردار ہو اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی دوبار فرمایا پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ حضرت ﷺ چپ نہیں ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا کہ کیا میں تم کو بڑے کبیرے گناہ نہ بتلاؤں؟ اور اختلاف کیا ہے سلف نے کبیرے گناہوں میں سو مذہب جمہور کا یہ ہے کہ گناہوں میں سے بعض کبیرے ہیں اور بعض صغیرے یعنی بعض بڑے ہیں اور بعض چھوٹے اور تنہا ہوا ہے ایک گروہ ان میں سے ہے استاذ ابو اسحاق سو کہا اس نے کہ گناہوں میں کوئی صغیرہ گناہ نہیں بلکہ ہر گناہ جس سے اللہ نے منع کیا کبیرہ ہے اور منقول ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور حکایت کیا ہے اس کو عیاض نے محققین سے اور ان کی حجت یہ ہے کہ ہر مخالفت اللہ کی بہ نسبت اس کے جلال کے کبیرہ ہے اور منسوب کیا ہے اس کو ابن بطال نے طرف اشعریہ کی سو کہا اس نے کہ منقسم ہونا گناہوں کا طرف کبیرے اور صغیرے کی یہ قول عام فقہاء کا ہے اور مخالف ہوا ہے ان کو اشعریہ سے ابو بکر بن طیب اور اصحاب اس کے سو کہا اس نے کہ گناہ سب کبیرے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو صغیرہ کہا جاتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اس سے اکبر ہے جیسے بوسہ حرام صغیرہ ہے بہ نسبت زنا کے اور سب کبیرے ہیں کہا انہوں نے اور نہیں ہے کوئی گناہ نزدیک ہمارے کہ بخشا جائے بطور وجوب کے بہ سبب پرہیز کرنے کے دوسرے گناہ سے بلکہ سب کبیرے ہیں اور مرتکب اس کا اللہ کی مشیت میں ہے سوائے کفر کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ أَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ اور جواب دیا ہے انہوں نے اس آیت سے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جمہور نے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّئَاتِكُمْ﴾ یعنی اگر بچو تم کبیرے گناہوں سے جس سے تم منع کیے جاتے ہو تو اتاریں گے ہم تم سے گناہ تمہارے یعنی صغیرے کہ مراد ساتھ اس کے شرک ہے کہا انہوں نے اور جواز عقاب کا صغیرے پر مثل جائز ہونے اس کے ہے کبیرے پر کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ متظاہر ہیں دلائل کتاب اور سنت سے طرف قول اول کی کہ بعض گناہ کبیرے ہیں اور بعض صغیرے اور کہا غزالی نے کہ کبیرے اور صغیرے کے درمیان فرق نہ ماننا فقیہ کے ساتھ لائق نہیں اور کہا قرطبی نے کہ میں گمان نہیں کرتا کہ جو ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحیح ہو کہ ہر گناہ جس سے اللہ نے منع کیا ہے کبیرہ ہے اس واسطے کہ وہ مخالف ہے ظاہر قرآن کے جو فرق کرنے والا ہے درمیان صغیرے گناہوں اور کبیرے گناہوں کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ سو اللہ نے منع چیزوں میں بعض کبیرے گناہ ٹھہرائے ہیں اور بعض صغیرے اور فرق کیا ہے ان کے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے آیت میں اتارنے گناہوں کا مشروط ساتھ پرہیز کرنے کے کبیرے گناہوں سے اور مستثنیٰ کیا لمم کو کبیرے گناہوں سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف ہے کبیرے کے ضبط میں بہت اختلاف سو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو گناہ کہ مہر کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر ساتھ آگ کے یا غضب کے یا لعنت کی یا عذاب کیا وہ کبیرہ ہے اور مثل اس کی مروی ہے حسن بصری رحمہ اللہ سے اور کہا اور لوگوں نے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے کہ وعید کی ہے اس پر اللہ نے آخرت میں ساتھ آگ کے یا واجب کیا ہے اس میں حد کو دنیا میں اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ نہیں واقف ہوا میں واسطے کسی کے علماء سے اوپر ضابطہ کبیرے کے کہ سالم ہو اعتراض سے اور اولیٰ ضبط کرنا اس کا ہے ساتھ تھاون مرتکب اس کے کی ساتھ دین اپنے کے سوائے ان کبیروں کے کہ نص وارد ہوئی ہے بیچ ان کے، میں کہتا ہوں اور یہ ضابطہ خوب ہے اور کہا قرطبی نے کہ راجح یہ ہے کہ ہر گناہ کہ نص کی گئی ہے اس کے بڑے ہونے پر یا عظیم ہونے پر یا وعدہ دیا گیا ہے اس پر ساتھ عقاب کے یا معلق کی گئی ہے اس پر حد یا سخت ہوا ہے انکار اوپر اس کے تو وہ کبیرہ ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ جن گناہوں کے کبیرہ ہونے پر نص وارد نہیں ہوئی باوجود ہونے ان کے کبیرہ تو ان کے واسطے کوئی ضابطہ نہیں ہے اور کہا واحدی نے کہ حکمت ان کے پوشیدہ کرنے میں یہ ہے کہ باز رہے آدمی واقع ہونے سے گناہ میں بخوف اس کے کہ ہو کبیرہ مانند پوشیدہ کرنے شب قدر کے اور ساعت جمعہ کے اور اسم اعظم کے اور اکبر الکبائر انہیں گناہوں میں بند نہیں ہیں بلکہ اور گناہوں کے حق میں بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اکبر الکبائر ہیں ایک ناحق خون کرنا ہے اور ایک اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرنا ہے اور ایک جھوٹی قسم کھانا ہے اور ایک مسلمان کی آبرو میں زبان درازی کرنا ہے اور ایک حاجت سے زیادہ پانی سے منع کرنا ہے اور ایک بدگمانی کرنا ہے ساتھ اللہ کے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ جو کہا اکبر الکبائر تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بعض گناہ کبیرے ہیں اور بعض اکبر اور مراد شرک سے مطلق کفر ہے اور خاص کرنا اس کا ساتھ ذکر کے واسطے غلبہ کا اس کے کی وجود میں خاص کر عرب کے شہروں میں سو ذکر کیا اس کو واسطے تنبیہ کرنے کے اوپر غیر اس کے کی اقسام کفر سے اور یہ جو فرمایا کہ جھوٹی گواہی تو کہا ابن دقیق العید نے کہ اہتمام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ جھوٹی گواہی کے احتمال ہے کہ اس واسطے ہو کہ وہ آسان تر ہے واقع ہونے میں لوگوں پر اور سستی اس کی اکثر ہے مفسدہ اس کا آسان ہے واقع ہونے میں اس واسطے کہ شرک سے مسلمان نفرت کرتا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی سے طبع نفرت کرتی ہے اور بہر حال جھوٹی بات کہنا سو اس کے باعث بہت ہیں سو خوب ہوا اہتمام کرنا ساتھ اس کے اور نہیں ہے یہ تاکید واسطے

بڑے ہونے اس کے بہ نسبت ان گناہوں کے جو اس کے ساتھ مذکور ہیں اور بہر حال عطف شہادت کا قول پر سو لائق ہے کہ ہو تاکید واسطے شہادت کے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو عطف عام کا خاص پر اس واسطے کہ ہر جھوٹی گواہی جھوٹی بات ہے برخلاف عکس کے اور احتمال ہے کہ قول زور کوئی خاص قسم اس کی ہو اور کہا قرطبی نے کہ شہادت زور وہ گواہی دینا ہے ساتھ جھوٹ کے تا کہ پہنچے ساتھ اس کے طرف باطل کی نفس کے تلف کرنے سے یا مال کے لینے سے یا حلال کے حرام کرنے سے یا حرام کے حلال کرنے سے سو نہیں ہے کوئی چیز کبیرے گناہوں سے کہ زیادہ ہو ضرر اس کا جھوٹی گواہی سے شرک کے بعد۔ (فتح)

٥٥٢٠ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَآئِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَآئِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ ظَنِّیْ أَنَّهُ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ.

٥٥٢٠ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرے گناہوں کو ذکر کیا یا کبیرے گناہوں سے پوچھے گئے سو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ناحق خون کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا پھر فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہوں میں جو بڑا گناہ ہے؟ فرمایا جھوٹی بات یا فرمایا جھوٹی گواہی، کہا شعبہ راوی نے کہ اکثر گمان میرا یہ ہے کہ اس نے کہا جھوٹی گواہی۔

فائدہ: اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ اکبر کبائر خاص ہے ساتھ قول زور کے لیکن پہلی روایت جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ خبر دیتی ہے کہ چار گناہ جو مذکور ہیں وہ بھی شریک ہیں ساتھ اس کے اور اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے مستحب ہونا ہے دوہرانا وعظ کا تین بار تا کہ سمجھ لے اس کو سننے والا اور یہ کہ جائز ہے واسطے واعظ کے جوش کرنا اپنے وعظ میں تا کہ ابلغ ہو بیچ یاد رکھنے کے اور زجر کرنا اس چیز کے فعل سے کہ منع کیا گیا ہے اس سے اور بہت برا ہونا جھوٹی گواہی کا واسطے اس کے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر مفاسد سے اگرچہ اس کے مراتب جدا جدا ہیں اور ضابطہ زور کا بیان کرنا چیز کا برخلاف اس کے کہ وہ چیز اس کے ساتھ ہے اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف قول کی سو شامل ہوتا ہے کذب اور باطل کو اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف شہادت کی سو خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف فعل کی اور اسی قسم سے ہے لابس ثوبی زور اور اختلاف ہے کہ ﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ میں زور سے کیا مراد ہے اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے آیت میں باطل ہے اور مراد یہ ہے کہ اس میں

حاضر نہیں ہوتے اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر کنارہ کشی کے کبیرے گناہوں سے تا کہ حاصل ہو کفارہ صغیرے گناہوں کا ساتھ اس کے جیسا کہ وعدہ دیا ہے اللہ نے۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ.

باب ہے بیچ سلوک کرنے کے باپ کافر سے۔

٥٥٢١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرَتْنِي أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آصِلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيهَا ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾.

٥٥٢١۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری مشرک ماں میرے پاس آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس حال میں کہ رغبت کرنے والی تھی میرے سلوک میں یعنی چاہتی تھی کہ میں اس سے سلوک کروں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اس سے سلوک کروں اور اس کو کچھ دوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! کہا ابن عیینہ نے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے جو نہیں لڑے تم سے دین میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک باپ سے سلوک کرنا جائز ہے اور حدیث میں ماں کا ذکر ہے اور باپ ملحق ہے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ.

سلوک کرنا عورت کا اپنی ماں سے اور اس کا خاوند ہو۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَ قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ ابْنِهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ.

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری ماں میرے پاس آئی اور حالانکہ وہ مشرک تھی قریش کی صلح کے زمانے میں اور ان کی مدت میں جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان کیا تھا اس کے باپ کے ساتھ سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم پوچھا سو کہا کہ بے شک میری ماں آئی اور وہ چاہتی ہے کہ میں اس سے سلوک کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اپنی ماں سے سلوک کر۔

٥٥٢٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ

٥٥٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے اس کو خبر دی کہ ہرقل نے اس کو بلا بھیجا سو کہا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم کرتے ہیں نماز کا اور صدقہ کرنے کا اور حرام سے بچنے کا اور صلہ رحمی کا۔

يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے ذکر صلہ کا ہے سو لیا جاتا ہے حکم ترجمہ کا اس کے عموم سے اور بہرحال حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی سو کہا ابن بطال نے کہ فقہ ترجمہ کی اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ عنہا کے واسطے مباح کیا کہ اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرے اور نہ شرط کیا اس میں مشورہ اس کے خاوند کا اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو جائز رکھتا ہے واسطے عورت کے یہ کہ تصرف کرے اپنے مال میں بغیر اجازت خاوند کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ قائل ہونا ساتھ اشتراط کے اگر ثابت ہو اس میں کوئی دلیل خاص تو مقدم کی جائے گی اس چیز پر کہ دلالت کرتی ہے اس پر عدم تقیید اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْأَخِ الْمُشْرِكِ. سلوک کرنا مشرک بھائی سے۔

٥٥٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ رَأَى عُمَرُ حُلَّةَ سِيَرَآءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهٖ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَآئَكَ الْوُفُوْدُ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلٰى عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّيْ لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنْ تَبِيْعُهَا أَوْ تَكْسُوْهَا فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلٰى أَخٍ لَهٗ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ.

٥٥٢٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جوڑا دیکھا جو بیچا جاتا تھا سو کہا یا حضرت! آپ اس کو خریدیں اور جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب آپ کے پاس ایلچی آئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی جوڑے لائے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو کس طرح پہنوں اور البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کہا جو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو وہ جوڑا اس واسطے نہیں دیا تا کہ تو اس کو پہنے لیکن تا کہ تو اس کو بیچ ڈالے یا پہنا دے سو بھیجا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی طرف اہل مکہ میں سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر بھائی کے ساتھ سلوک کرنا جائز ہے۔

بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ. باب ہے بیچ بیان فضیلت سلوک کرنے کے برادری سے

فائدہ: رحم بولا جاتا ہے قرابتیوں پر اور وہ شخص وہ ہے کہ اس کے اور دوسرے کے درمیان رشتہ ہو برابر ہے کہ اس کا وارث ہو یا نہ ہو اور برابر ہے کہ محرم ہو یا نہ ہو اور بعض نے کہا کہ وہ محرم لوگ ہیں اور راجح پہلی بات ہے کہ عام ہے

کہ کوئی خاص رشتہ دار مراد نہیں ہے اس واسطے کہ دوسرا قول مستلزم ہے اس کو کہ خارج ہو اس سے اولاد چچوں اور ماموں کی ذوی الارحام سے اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ (فتح)

٥٥٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوْهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ الْقَوْمُ مَا لَهُ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ مَا لَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْهَا قَالَ كَأَنَّهُ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ.

٥٥٢٤۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو بہشت میں داخل کرے تو لوگوں نے کہا کہ کیا ہے واسطے اس کے کیا ہے واسطے اس کے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو حاجت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے اور نماز کو قائم رکھے اور زکوۃ کو ادا کرے اور برادری سے سلوک کرے چھوڑ مہار اونٹ کی کہا مؤلف نے اور شاید وہ اپنی اونٹنی پر سوار تھا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور اس نے اس کی مہار پکڑی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِثْمِ الْقَاطِعِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو برادری سے کاٹے۔

٥٥٢٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.

٥٥٢٥۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بہشت میں نہ جائے گا برادری کاٹنے والا یعنی جو برادری اور رشتہ داروں سے احسان اور سلوک نہ کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں جو ہمیشہ شراب کے نشہ میں مست رہے اور نہ جادو کو سچا جاننے والا اور نہ برادری سے توڑنے والا روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو بندوں کے عمل اللہ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں سو نہیں قبول کیا جاتا عمل اس کا جو برادری سے توڑے روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ.

جس کی روزی کشادہ ہو واسطے سلوک کرنے کے برادری سے یعنی بسبب سلوک کرنے اس کے برادری سے۔

٥٥٢٦ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ وَأَنْ يُّنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

٥٥٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کو خوش لگے یہ بات کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی زندگی بڑھائی جائے تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ برادری سے سلوک کرنا اور حسن خلق ملک کو آباد کرتے ہیں اور عمر کو زیادہ کرتے ہیں کہا ابن تین نے کہ ظاہر اس حدیث کا معارض ہے اس آیت کو ﴿فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ یعنی جب ان کی موت آئے تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہوتے ہیں اور نہ آگے اور تطبیق ان دونوں کے درمیان دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ یہ زیادتی کنایت ہے برکت سے عمر میں یعنی اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے بسبب توفیق بندگی کے اور معمور ہونے اس کے وقت کے ساتھ اس چیز کے کہ فائدہ دے اس کو آخرت میں اور نگاہ رکھنے اس کے کہ ضائع کرنے اس کے سے اس کے غیر میں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ صلہ رحم کا ہوتا ہے سبب واسطے توفیق بندگی کے اور بچانے اس کے گناہ سے سو مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے تو جیسے کہ وہ نہیں مرا اور منجملہ اس کے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے توفیق سے علم ہے کہ نفع اٹھایا جائے اس کے ساتھ اس کے بعد اور صدقہ جاری اور فرزند نیک دوسرے یہ کہ زیادتی اپنی حقیقت پر ہے اور یہ بہ نسبت علم اس فرشتے کے ہے کہ مؤکل ہے ساتھ عمر کے اور بہرحال پہلی عمر جس پر آیت دلالت کرتی ہے سو بہ نسبت علم الٰہی کے ہے جیسے مثلا فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ فلانے کی عمر مثلا سو برس ہے اگر برادری سے سلوک کرے اور ساٹھ برس ہے اگر برادری سے توڑے اور البتہ علم الٰہی میں پہلے یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ وہ جوڑے گا یا توڑے گا سو جو علم الٰہی میں ہے وہ ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہوتا اور جو فرشتے کے علم میں ہے وہی ہے کہ ممکن ہے اس میں کمی بیشی اور پہلے کا نام قضا مبرم ہے اور دوسرے کا نام قضاء معلق اور وجہ اول لائق تر ساتھ لفظ حدیث

باب کے کہ مراد یہ ہے کہ آدمی مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے اور حاصل ہوتی ہے اس کے واسطے یہ سبب اس کے توفیق اس عمل کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کا ثواب اس کے حق میں جاری ہے مانند علم نافع کی اور صدقہ جاری کی اور نیک اولاد کی اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کی عقل اور اس کی فہم میں کوئی آفت نہیں پہنچتی اس کے حواس قائم رہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کی ہر چیز میں برکت ہوتی ہے۔ (فتح)

٥٥٢٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

٥٥٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے کہ اس کی روزی کشادہ اور اس کی عمر بڑھائی جائے تو چاہیے کہ اپنی برادری سے جوڑے۔

بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللهُ.

جو جوڑے اللہ اس سے جوڑتا ہے یعنی جو اپنی برادری سے جوڑتا ہے۔

٥٥٢٨ ـ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّي سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحِمُ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَهُوَ لَكِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾.

٥٥٢٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے خلقت کو پیدا کیا پھر جب ان کے پیدا کرنے سے فراغت پائی تو آدمیوں کا ناتہ اور رشتہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ اور فریاد چاہے یعنی یہ میں تیری بارگاہ میں کھڑا ہو کر عرض کرتا ہوں کہ کوئی برادری نہ توڑے اللہ نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے تو رشتے نے کہا کہ کیوں نہیں! اب راضی ہوں اے میرے رب فرمایا سو یہ حکم تیرے واسطے ہے ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہو تو میری بات کی سند قرآن سے پڑھ لو اللہ منافقوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری سے توڑ ڈالو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب اللہ خلقت کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو فارغ ہونے کے معنی پہلے گزر چکے ہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خلق کے تمام مخلوقات اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے مکلف لوگ ہوں اور یہ قول احتمال رکھتا ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے زمین آسمان کے اور ظاہر کرنے اس کے وجود میں اور احتمال ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے اس کے بطور لکھنے کے لوح محفوظ میں اور نہ ظاہر ہوا ہو وجود میں ابھی مگر لوح اور قلم اور احتمال ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے ارواح بنی آدم کے وقت قول اپنے کے ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ جب نکالا ان کو آدم علیہ السلام کی پشت سے مثل چیونٹیوں کی اور یہ جو کہا کہ کھڑا ہوا ناتہ تو کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ یہ گفتگو ناتے کی زبان حال سے ہو اور احتمال ہے کہ ہو زبان مقال سے یہ دونوں قول مشہور ہیں اور بنا بر دوسرے قول کے کیا کلام کرتا ہے ناتہ جیسا کہ ہے یا پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے وقت کلام کرنے اس کے زندگی اور عقل اور پہلی بات راجح تر ہے واسطے صلاحیت قدرت عامہ کے اس کے واسطے اور اس کے واسطے کہ پہلے دونوں احتمال میں خاص کرنا عموم لفظ قرآن اور حدیث کا بغیر دلیل کے اور واسطے اس کے کہ لازم آتا ہے اس سے بند کرنا قادر کی قدرت کا جس کو کوئی چیز بند نہیں کرتی اور حمل کیا ہے اس کو عیاض نے مجاز پر اور یہ کہ بیان کرنا ایک مثال کا ہے اور احتمال ہے کہ جس کی طرف یہ قول منسوب ہے فرشتہ ہو جو ناتے کی زبان سے کلام کرے اور یہ جو فرمایا کہ میں جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور توڑوں جو تجھ سے توڑے تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد اللہ کے جوڑنے سے یہ ہے کہ وہ اس پر بڑا احسان کرتا ہے اس واسطے کہ وصل سے مراد ہے قرب اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہیں اور اسی طرح قول ہے توڑنے میں کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ اللہ اس پر احسان نہیں کرتا اور اس کو احسان سے محروم رکھتا ہے اور مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ ناتے کے جوڑنے اور برادری سے احسان کرنے کی نہایت بڑی تاکید ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کو اتارا ہے بجائے اس کے جو اللہ سے پناہ چاہے اور اللہ اس کو پناہ دے اور اپنی حمایت میں داخل کرے اور جب اس طرح ہو تو جو اللہ کی پناہ میں ہو اس کو ذلیل کرنا جائز نہیں۔ (فتح)

۵۵۲۹ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ.

۵۵۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کا لفظ رحمٰن کے لفظ سے نکلا ہے یعنی جو لفظ رحم میں ہے وہی رحمٰن میں ہے یعنی اور اس نے کہا کہ یہ مقام ہے اس کا جو برادری کے توڑنے سے فریاد چاہے سو اللہ نے فرمایا کہ جو تجھ سے جوڑے میں اس سے جوڑوں اور جو تجھ سے توڑے میں اس سے توڑوں۔

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اثر ہے آثار رحمت سے ملا ہوا ہے ساتھ اس کے مثل قینچی کے سو جو اس سے

توڑے وہ اللہ کی رحمت سے دور پڑا اور کہا اسماعیلی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مشتق ہے اسم رحم کا رحمٰن کے نام سے سو اس کے اس کے ساتھ علاقہ ہے اور اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اللہ کی ذات میں سے ہے اللہ بلند ہے اس سے کہا قرطبی نے کہ رحم جس کے جوڑنے کا حکم ہے وہ دو قسم پر ہے ایک عام ہے اور ایک خاص سو عام رحم دین کا ہے اور واجب ہے جوڑنا اس کا ساتھ باہم دوستی رکھنے کے اور خیر خواہی کرنے کے اور عدل اور انصاف کرنے کے اور قائم ہونے ساتھ حقوق واجبہ اور مستحبہ کے اور بہر حال رحم خاص سو زیادہ ہوتا ہے نفقہ او پر قریب کے اور خبر گیری کرنا ان کے احوال کی اور غفلت کرنا ان کی لغزشوں سے اور جدا جدا ہیں مراتب استحقاق ان کے بیچ اس کے جیسا کہ حدیث میں ہے **الاقرب فالاقرب** کہا ابن جمرہ نے کہ صلہ رحم کا ہوتا ہے ساتھ مال کے اور مدد کرنے کے حاجت پر اور ساتھ دفع کرنے ضرر کے اس سے اور ساتھ کشادہ پیشانی کے اور ساتھ دعا کے اور معنی جامع اس کے پہنچانا اس چیز کا ہے کہ ممکن ہو خیر سے اور دفع کرنا اس چیز کا کہ ممکن ہو شر سے موافق طاقت کے اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بدستور رہتا ہے جب کہ رشتہ دار اہل استقامت ہوں سو اگر کافر ہو فاجر ہوں تو ان سے اللہ کے واسطے توڑنا بھی ان کا جوڑنا ہے بشرط صرف کرنے کوشش کے ان کے وعظ میں پھر خبردار کرنا ان کا جب کہ اصرار کریں کہ یہ بسبب خلاف کرنے اس کے ہے حق سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے باوجود اس کے صلہ کرنا ان کا ساتھ دعا کے پس پشت ان کی یہ کہ پھریں سیدھی راہ کی طرف۔ (فتح)

۵۵۳۰ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ.

۵۵۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم مشتق ہے رحمٰن سے سو جو اس کو جوڑے میں اس کو جوڑوں اور جو اس کو توڑے میں اس کو توڑوں۔

فائدہ: اور ان تین حدیثوں میں تعظیم امر رحم کی ہے اور یہ کہ جوڑنا اس کا مستحب ہے اس میں رغبت دلائی گئی ہے اور یہ کہ اس کا توڑنا کبیرے گناہوں سے ہے واسطے وارد ہونے وعید شدید کے بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اللہ کے نام توفیقی ہیں یعنی ان میں قیاس کو دخل نہیں ہے اور اوپر راجح ہونے اس قول کے کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ﴾ نام سب چیزوں کے ہیں برابر ہیں کہ ذاتوں سے ہوں یا صفات سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا.

تر کیا جائے ناتے کو اس کی تراوت سے یا تر کرے مکلف ناتے کو اس کی تروات سے۔

٥٥٣١ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ إِنَّ آلَ أَبِيْ قَالَ عَمْرٌو فِيْ كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ لَيْسُوْا بِأَوْلِيَائِيْ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَاهَا يَعْنِيْ أَصِلُهَا بِصِلَتِهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بِبَلَاهَا كَذَا وَقَعَ وَبِبَلَالِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ وَبِبَلَاهَا لَا أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا.

۵۵۳۱۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کھلے نہ چھپے فرماتے تھے (خبردار ہو) کہ ابی فلاں کی اولاد میری دوست اور مددگار نہیں میرا مددگار تو اللہ ہے اور مسلمانوں میں جو نیک ہے۔ زیادہ کیا ہے عنبسہ نے بیان سے اس نے روایت کی قیس سے اس نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لیکن ان کو میرے ساتھ قرابت ہے میں اس کو تر و تازہ کرتا رہوں گا یعنی برادری کا حق ادا کروں گا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا چھپے یعنی تھا سموع بیچ حالت جہر کے اور قول اس کا کہا عمرو نے یعنی اور کہا عمرو نے کہ محمد بن جعفر کی کتاب میں بیاض یعنی فلاں کے لفظ اس میں نہیں بلکہ اس میں اس کی جگہ سفیدی چھوڑی گئی ہے اور بعض روایتوں میں فلاں کے لفظ واقع ہوئے ہیں اور کہا بعض نے کہ مراد ابی فلاں سے حکم بن ابی عاص ہے اور بعض نے کہا کہ آل ابی طالب مراد ہے اور بعض نے کچھ اور کہا ابن تین نے کہ حذف کیا نام کو تا کہ نہ ایذا پائیں مسلمان لوگ ساتھ اس کے اپنے بیٹوں سے اور یہ جو کہا کہ میرے دوست نہیں تو مراد ساتھ اس نفی کے وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہوا ان سے یعنی اطلاق کل کا ہے اور ارادہ بعض کا اور منفی اس پر مجموع ہے نہ جمیع اور کہا خطابی نے کہ مراد ولایت اور اختصاص کی ہے نہ ولایت دین کی اور راجح اول معنی ہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میرا دوست وہ ہے جو نیک ہو اگرچہ رشتہ میں مجھ سے بعید ہو اور نہیں مددگار میرا وہ شخص جو نیک نہ ہو اگرچہ رشتہ میں مجھ سے قریب ہو اور کہا قرطبی نے فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان دینی دوستی نہیں ہے اگرچہ قریبی رشتہ ہو اور کہا ابن بطال نے

کہ واجب کیا ہے اس حدیث میں دوستی کو ساتھ دین کے اور نفی کے اس کے قرابت والوں سے اگر نہ ہوں اہل دین سے سو دلالت کی اس نے کہ نسب محتاج ہے طرف اس روایت کے کہ قطع ہو ساتھ اس کے باہم وارث ہونا درمیان دو رشتہ داروں کے اور یہ کہ قرابت والے اگر ایک دین پر نہ ہوں تو نہیں ہوتا ہے درمیان ان کے باہم وارث ہونا اور نہ ولایت اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جس قرابت کے جوڑنے کا حکم ہے اور جس کے توڑنے پر عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے وہ وہی ہے کہ مشروع ہے واسطے اس کے یہ اور بہر حال جو توڑے اس کو بسبب دین کے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور نہیں ملحق ہے ساتھ وعید کے جو اس کو توڑے اس واسطے کہ قطع کیا ہے اس نے اس سے جس سے اس کو اللہ نے توڑنے کا حکم دیا لیکن اگر سلوک کرے ساتھ اس کے ساتھ اس چیز کے کہ مباح کیا گیا ہے واسطے اس کے امر دنیا سے تو ہو گا فضل جیسے کہ دعا کی حضرت ﷺ نے واسطے قریش کے اس کے بعد کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو جھٹلایا اور حضرت ﷺ نے ان پر قحط کے ساتھ بد دعا کی پھر انہوں نے حضرت ﷺ سے سفارش چاہی حضرت ﷺ نے ان کے واسطے دعا کی میں کہتا ہوں اور اس کی کلام میں دو جگہ پر تعقب ہے ایک یہ کہ مشارک ہے اس کو بیچ اس کے کلام اس کے غیر کا اور وہ قصر کرنا اس کا نفی کو ہے اس شخص پر کہ نہیں ہے دین پر یعنی حضرت ﷺ کی دوستی کی نفی بند ہے اس شخص پر جو بے دین ہو اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو دین کے عملوں میں نیک نہ ہو وہ بھی نفی میں داخل ہے واسطے قید کرنے حضرت ﷺ کے ولایت کو ساتھ قول اپنے کے اور جو مسلمانوں میں نیک ہے اور دوسرا تعقب یہ ہے کہ سلوک کرنا ساتھ کافر کے لائق ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس کے جب کہ نا امید ہو واسطے رجوع کرنے اس کے کی کفر سے یا امیدوار ہو کہ اس کی پشت سے مسلمان پیدا ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے کہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور وہ دعا کرنا حضرت ﷺ کا ہے واسطے قریش کے ساتھ ارزانی کے سو محتاج ہے جو رخصت لے بیچ صلہ رحمی کافر کے یہ کہ قصد کرے طرف کسی چیز کی اس سے اور بہر حال جو شخص کہ دین پر ہو لیکن عملوں میں مثلاً قصور کرنے والا ہو تو نہیں شریک ہے اس کو کافر بیچ اس کے اور واقع ہوا ہے شرح مشکوٰۃ میں کہ معنی یہ ہیں کہ میں نہیں دوست رکھتا کسی کو ساتھ قرابت کے لیکن میں دوست رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کو واسطے اس چیز کے کہ اس کے واسطے ہے حق واجب سے بندوں پر اور میں دوست رکھتا ہوں نیک مسلمانوں کو محض واسطے اللہ کے اور میں دوست رکھتا ہوں جس کو دوست رکھتا ہوں ساتھ ایمان اور نیکو کاری کے برابر ہے کہ ذی رحم ہو یا نہ ہو لیکن میں رعایت کرتا ہوں واسطے ذی رحم کے ان کے حق کے ساتھ سلوک کرنے کے اور مراد صالح المؤمنین سے پیغمبر لوگ ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اصحاب ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد بہتر مسلمان ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں سو اگر ثابت ہو تو اس میں دفع کرنا ہے وہم اس شخص کے کا جو گمان کرتا ہے کہ حدیث میں نقص ہے علی رضی اللہ عنہ پر اور ہو گا منفی ابو طالب اور جو مر گیا اس کی آل سے کفر

کی حالت میں اور مثبت وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان دار ہیں اور بہرحال عمرو بن عاص اگرچہ اس کے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان تھا جو تھا لیکن اللہ کی پناہ کہ وہ متہم ہو اور واسطے حدیث کے محمل صحیح ہے نہیں مستلزم ہے نقص کو ان لوگوں پر جو ابو طالب کی اولاد میں مسلمان ہیں اور وہ یہ کہ مراد ساتھ نفی کے مجموع ہے جس میں مسلمان اور کافر داخل ہیں نہ تمام کما تقدم اور احتمال ہے کہ مراد ابو طالب کی اولاد سے خود ابو طالب ہو۔ (فتح) کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اسی طرح واقع ہوا ہے ببلالہا اور اجود اور صحیح تر ببلالها ہے اور یہ جو ببلالها آیا ہے تو میں اس کی کوئی وجہ نہیں پہچانتا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو تر و تازہ کروں گا یعنی برادری کا حق ادا کروں گا۔ (فتح)

بَابٌ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ.

نہیں جوڑنے والا برادری سے جو احسان کے عوض احسان کرے۔

۵۵۳۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَرْفَعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفِطْرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا.

۵۵۳۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں برادری کا حق ادا کرنے والا وہ شخص جو احسان کے عوض احسان کرے لیکن برادری کا حق ادا کرنے والا وہ ہے کہ جب کوئی اس سے برادری توڑے تو وہ اس سے جوڑے۔

فائدہ: مکافی یعنی جو اپنے غیر کو دے مثل اس کی کہ وہ غیر اس کو دے اور عبدالرزاق نے عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی۔ ہے کہ برادری کا حق ادا کرنا یہ نہیں کہ تو جوڑے جو تجھ سے جوڑے یہ بدلہ ہے لیکن برادری کا حق ادا کرنا یہ ہے کہ تو جوڑے جو تجھ سے توڑے کہا طیبی نے کہ نہیں حقیقت برادری کے حق ادا کرنے والے کی اور جو اعتبار کیا جائے ساتھ صلہ اس کے کی جو اپنے ساتھی پر احسان کا بدلہ احسان کرے لیکن جو اپنے ساتھی پر انعام کرے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ مراد ساتھ واصل کے اس حدیث میں کامل ہے اس واسطے کہ احسان کا بدلہ احسان کرنا بھی قسم ہے برادری کے حق ادا کرنے سے برخلاف اس کے کہ جب کوئی قرابتی اپنے قرابتی سے احسان کرے تو دوسرا اس کے عوض اس کے ساتھ احسان نہ کرے اس لیے کہ اس میں قطع کرنا ہے برادری سے ساتھ اعراض کرنے اس کے کی اس سے اور میں کہتا ہوں کہ نہیں لازم آتا نفی وصل سے ثبوت قطع کا سو اس کے تین درجے ہیں مواصل اور مکافی اور قاطع یعنی جوڑنے والا اور احسان کے عوض احسان کرنے والا اور توڑنے والا سو واصل تو وہ ہے کہ جو احسان

کرے اور نہ احسان کیا جائے اوپر اس کے اور مکافی وہ ہے کہ جتنا لے اتنا دے زیادہ نہ دے اور قاطع وہ ہے کہ اس پر احسان کیا جائے اور وہ احسان نہ کرے اور جس طرح کہ واقع ہوتی ہے مکافات ساتھ جوڑنے کے دونوں کی طرف سے اسی طرح واقع ہوتی ہے قطعیت دونوں جانب سے سو جو پہلے احسان کرے وہی ہے برادری کا حق ادا کرنے والا اور جوڑنے والا پھر اگر اس کا بدلہ دیا جائے تو نام رکھا جاتا ہے بدلہ دینے والا کا مکافی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ.

جو شرک کی حالت میں اپنی برادری کے ساتھ سلوک اور احسان کرے پھر اسلام لائے۔

فائدہ: یعنی کیا اس کے واسطے ثواب ہوتا ہے یا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے واسطے وجود اختلاف کے بیچ اس کے اور اس کی بحث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٥٣٣ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِيْ فِيْهَا مِنْ أَجْرٍ قَالَ حَكِيْمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ وَيُقَالُ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحَنَّتُ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ أَتَحَنَّثُ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ التَّحَنُّثُ التَّبَرُّرُ وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ.

٥٥٣٣۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو حکم ان کاموں کا جن کے ساتھ کفر کی حالت میں میں عبادت کیا کرتا تھا یعنی جو نیکیاں میں نے حالت کفر میں کی ہیں جیسے برادری سے احسان کرنا، آزاد کرنا خیرات کرنا کیا ان کا بھی مجھ کو ثواب ملے گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے پہلے ہوئی اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ اتحنث کے لفظ دونوں طور سے آئے ہیں ت کے ساتھ بھی اور ث کے ساتھ بھی اور اس کے معنی ہیں عبادت کرنا۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهٖ حَتّٰى تَلْعَبَ بِهٖ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا.

جو چھوڑے غیر کی لڑکی کو تا کہ اس کے ساتھ کھیلے یعنی ساتھ بعض بدن اس کے یا اس کا بوسہ لے یا اس کے ساتھ مزاح کرے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں حدیث میں جو باب میں مذکور ہے ذکر بوسہ لینے کا سو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو اپنے بدن کے ساتھ چھونے سے منع نہ کیا تو ہو گیا مانند بوسہ لینے کے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ذکر مزاح کا بعد تقبیل کے ذکر عام کا ہے بعد خاص کے اور سوائے اس کے کچھ

نہیں کہ مزاح ساتھ قول اور فعل کے ساتھ چھوٹی لڑکی کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے دل لگی کا اور بوسہ لینا بھی منجملہ اس کے ہے۔ (فتح)

٥٥٣٤ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَ يَعْنِيْ مِنْ بَقَآئِهَا.

٥٥٣٤۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور مجھ پر زرد کرتہ تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوب خوب ، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ سنہ کے معنی ہیں حبش کی زبان میں خوب اس نے کہا سو میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھ کو جھڑکا حضرت ﷺ نے فرمایا چھوڑ اس کو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اور پھاڑے تین بار فرمایا یعنی تیری زندگی دراز ہو سو وہ زندہ رہی یہاں تک کہ ذکر کیا راوی نے زمانہ دراز۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيْلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ.

رحم کرنا ساتھ لڑکے کے اور بوسہ لینا اور گلے لگانا اس کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے بوسہ لینا چھوٹے لڑکے کا اس کے ہر عضو میں اور اسی طرح بڑے کا نزدیک اکثر علماء کے جب تک کہ ستر نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں کہ حضرت ﷺ ان کا بوسہ لیتے تھے اور اسی طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ.

اور کہا ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو لیا سو اس کو چوما اور سونگھا۔

٥٥٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ قَالَ كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهُ

٥٥٣٥۔ حضرت ابن ابی نعم سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا اور ایک مرد نے ان سے مچھر کے مارنے کا حکم پوچھا یعنی حالت احرام میں کہ کیا اس پر اس کا

رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَقَالَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا يَسْأَلُنِيْ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا.

کفارہ آتا ہے یا نہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا عراق والوں سے کہا اس کو دیکھو مجھ سے مچھر کے خون کا حکم پوچھتا ہے اور حالانکہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ وہ دونوں میرے خوشبو دار پھول ہیں دنیا سے۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو یعنی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو قتل کیا اور مراد ساتھ ریحان کے اس جگہ رزق ہے یعنی وہ اللہ کے رزق سے ہیں جو اللہ نے مجھ کو روزی دی اور احتمال ہے کہ مراد ریحان سے مشموم ہے یعنی پھول سونگھا گیا اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ دونوں اس چیز سے ہیں کہ اللہ نے مجھ کو اس کے ساتھ اکرام کیا اس واسطے کہ اولاد کو سونگھتے ہیں اور چومتے ہیں اور یہ جو فرمایا دنیا سے یعنی نصیب میرا ریحان دنیاوی سے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ واجب ہے مقدم کرنا اس چیز کا کہ مؤکد ہو آدمی پر اس کے دین کے کام سے واسطے انکار کرنے ابی عمر کے اس شخص پر جس نے ان سے مچھر کے مارنے کا حکم پوچھا تھا باوجود ترک کرنے اس کے استغفار کو کبیرے گناہ سے کہ ارتکاب کیا تھا اس کو ساتھ مدد کرنے کے اوپر قتل حسین رضی اللہ عنہ کے سو تنبیہ کی اس کو ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا حسین رضی اللہ عنہ کو ساتھ ذکر کے واسطے بڑے ہونے قدر حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ نہیں قصد کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے خاص اس کو بلکہ ارادہ کیا تنبیہ کرنے کا اوپر ظلم اہل عراق کے اور غالب ہونے جہل کے اوپر ان کے بہ نسبت اہل حجاز کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ فتویٰ دیا ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سائل کو اس کے بعد خاص اس چیز سے کہ اسے نے سوال کیا۔ (فتح)

٥٥٣٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ

٥٥٣٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت میرے پاس سوال کرتی آئی اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوائے کچھ موجود نہ تھا میں نے وہ کھجور اس کو دی اس نے اس کو دو ٹکڑے کر کے بیٹیوں میں بانٹا یعنی اور اس نے آپ نہ کھائی پھر اٹھ کر چلی گئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے میں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جانچا جائے ان بیٹیوں سے کسی چیز میں پھر ان کے ساتھ

فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنْ يَّلِيْ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ.

احسان اور بھلائی کرے تو بیٹیاں قیامت میں اس کی آڑ ہو جائیں گی اس کو دوزخ سے بچائیں گی۔

فائدہ: مراد ابتلا سے نفس وجود ان کا ہے یا جانچا جائے ساتھ اس چیز کے کہ ان سے صادر ہو اور اسی طرح کیا مراد عام بیٹیاں ہیں یا مراد وہ بیٹیاں ہیں جو متصف ہوں ان سے ساتھ حاجت کے طرف اس چیز کی کہ کی جائے ساتھ ان کے اور مراد احسان سے یہ ہے کہ ان کو پرورش کرے اور ادب سکھلائے اور نکاح کر دے اور اختلاف ہے کہ احسان سے کیا مراد ہے قدر واجب یا جو اس سے زیادہ ہو اور ظاہر دوسرے معنی مراد ہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو کھجور دی سو اختیار کیا اس نے ساتھ اس کے اپنی بیٹیوں کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو احسان کے ساتھ وصف کیا یعنی ساتھ اس احسان کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی حکم مذکور سے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جو نیک کام کرے جو اس پر نہ ہو یا زیادہ کرے اس سے جو واجب ہو اوپر اس کے تو گنا جاتا ہے احسان کرنے والا اور جو صرف اتنا ہی خرچ کرے جو اس پر واجب ہو وہ بھی اگرچہ محسن گنا جاتا ہے لیکن مراد صف مذکور سے قدر زائد ہے اور شرط احسان کی یہ ہے کہ شرع کے موافق ہو مخالف نہ ہو اور ظاہر یہ ہے کہ ثواب مذکور تو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ بدستور ان کی خدمت کرتا رہے یہاں تک کہ بے پرواہ ہو جائیں ساتھ خاوند کے یا غیر اس کے جیسا کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی حدیث کے بعض طریقوں میں اور احسان کرنا ساتھ ہر ایک کے موافق اس کے حال کے ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو فقط ایک بیٹی کے ساتھ احسان کرے اس کے واسطے بھی ثواب مذکور حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث میں تاکید ہے بیٹیوں کے حق کی اس واسطے کہ وہ بسبب ضعف کے غالبا اپنی جان کی کارساز نہیں ہو سکتیں اور نہ اپنی بھلائیوں کے ساتھ قائم ہو سکتی ہیں برخلاف مردوں کے کہ ان میں قوت بدن کی ہے اور زیادتی رائے کی اور قدرت تصرف کی بیچ ان کاموں کے کہ حاجت پڑتی ہے طرف ان کی اکثر احوال میں کہا ابن بطال نے کہ اس میں جواز سوال محتاج کا ہے یعنی محتاج کو سوال کرنا جائز ہے اور سخاوت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس واسطے کہ ان کے پاس صرف ایک کھجور موجود تھی سو انہوں نے اختیار کیا اس کو ساتھ اس کے اپنی جان پر اور یہ کہ نہیں منع ہے خیرات کرنا ساتھ تھوڑی چیز کے واسطے حقیر ہونے اس کے بلکہ لائق ہے خیرات کرنے والے کو کہ خیرات کرے جو میسر ہو تھوڑا ہو یا بہت اور اس میں جواز ذکر معروف کا ہے اگر نہ ہو بطور فخر کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں احتمال ہے کہ معنی ابتلاء کے اس جگہ آزمانا ہو یعنی جو جانچا جائے ساتھ کسی چیز کے ان بیٹیوں سے تاکہ دیکھا جائے کیا کرتا ہے ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہے یا برائی اسی واسطے مقید کیا ہے اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ تقویٰ کے اس

واسطے کہ جو اللہ سے نہ ڈرے نہیں امن میں ہے یہ کہ فریاد میں لائے اس کو جس کو اللہ نے اس کے سپرد کیا ہے یا قصور کرے اس میں جو اس کو حکم ہوا یا اپنے فعل سے اللہ کے حکم کا بجا لانا مقصود نہ ہو۔ (فتح)

۵۵۳۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهِ فَصَلّٰى فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا.

۵۵۳۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے اور امامہ رضی اللہ عنہا ابو عاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے پر تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی سو جب رکوع کرتے تو اس کو رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس کو اٹھاتے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز میں گزر چکی ہے اور واقع ہوئی ہے اس جگہ یہ حدیث ساتھ لفظ رکوع کے اور اس جگہ ساتھ لفظ سجود کے اور نہیں مخالفت ہے درمیان ان کے بلکہ محمول ہے اس پر کہ رکوع اور سجدے دونوں میں ایسا کرتے تھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور وہ رحم کرنا ہے اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اور لیا جاتا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور مہربانی سے واسطے امامہ رضی اللہ عنہا کے کہ جب رکوع کرتے یا سجدہ کرتے تو ڈرتے کہ گر پڑے سو اس کو زمین پر رکھتے اور شاید وہ لڑکی تعلق کے سبب سے جو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زمین پر صبر نہیں کرتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے بے چین ہوتی تھی سو حاجت ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اس کو اٹھائیں جب کہ کھڑے ہوں اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے کہ اولاد پر رحم کرنے کی بری قدر ہے اور بڑا درجہ اس واسطے کہ معارض ہوا اس وقت مبالغہ کرنا خشوع میں اور حفاظت کرنا او پر رعایت خاطر اولاد کے سو مقدم کیا گیا امر ثانی یعنی خاطر اولاد کی رعایت پر حفاظت کرنا اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واسطے بیان جواز کے کیا ہو۔ (فتح)

۵۵۳۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

۵۵۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو چوما اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھا تھا تو اقرع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کو ان میں سے نہیں چوما تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی سو فرمایا کہ جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا یعنی جو یہ فعل کرے وہ رحم نہیں کیا جاتا۔

قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

فائدہ: حضرت ﷺ نے جو اقرع رضی اللہ عنہ کو جواب دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ بوسہ لینا اولاد کا اور جو سوائے ان کے ہیں اہل محارم وغیرہ اجنبیوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے واسطے شفقت اور مہربانی کے نہ واسطے لذت اور شہوت کے اور اسی طرح ضم کرنا اور سونگھنا اور معانقہ کرنا۔ (فتح)

۵۵۳۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَّزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ.

۵۵۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ تم لڑکوں کو چومتے ہو اور ہم ان کو نہیں چومتے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا میں مالک ہوں تیرے واسطے جب کہ اللہ نے تیرے دل سے رحمت کھینچی یعنی میں قادر نہیں کہ تیرے دل میں رحمت ڈالوں اس کے بعد کہ اللہ نے اس کو تیرے دل سے کھینچا۔

۵۵٤۰ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِّنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِيْ إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى أَنْ لَّا تَطْرَحَهُ فَقَالَ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا.

۵۵٤۰۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس قیدی لائے گئے تو اچانک دیکھا کہ قیدیوں میں ایک عورت تیار ہے کہ اپنے پستان کو پلانے کے ساتھ دودھ کے یعنی اس کے پستان میں دودھ بھرا ہے تیار ہے کہ پائے سو اچانک اس نے قیدیوں میں اپنا بچہ پایا سو اس کو پکڑ کر اپنے پیٹ سے چمٹایا اور اس کو دودھ پلایا پھر حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ یہ عورت پھینکنے والی ہے اپنے لڑکے کو آگ میں؟ ہم نے کہا (قسم ہے اللہ کی) کہ ہرگز نہیں پھینکے گی اور حالانکہ وہ قادر ہے کہ اس کو کبھی نہ پھینکے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا رحم اپنے بندوں پر بہت زیادہ ہے اس عورت کے رحم سے اپنے بچے پر۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے وسعت رحمت الٰہی کا اس حدیث سے ارحم الراحمین کا مطلب ہوتا ہے اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ اس عورت نے پہلے ایک اور بچے کو پکڑ کر دودھ پلایا تھا پھر اپنے لڑکے کو پایا سو اس کو اپنے پیٹ سے چمٹایا اور سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے لڑکے کو گم کیا تھا اور اس کے پستانوں میں دودھ

جمع ہوا تھا اس سے تنگ ہوئی تھی سو جب کوئی لڑکا پاتی تھی تو اس کو دودھ پلاتی تھی تا کہ دودھ ہلکا ہو پھر جب اس نے خاص اپنے لڑکے کو پایا تو اس کو اپنے پیٹ سے چمٹایا اور مراد بندوں سے اس حدیث میں وہ لوگ ہیں جو اسلام پر مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں اللہ پھینکنے والا اپنے حبیب کو آگ میں سو تعبیر ساتھ حبیب کے خارج کرتی ہے کافر کو اور اسی طرح اللہ جس کو بہشت میں داخل کرنا چاہے گا ان لوگوں سے جنہوں نے توبہ نہیں کی کبیرے گناہ کرنے والوں سے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ لفظ عباد کا عام ہے اور اس کے معنی خاص ہیں ساتھ ایمان داروں کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ سو وہ عام ہے صلاحیت کی جہت سے خاص ہے ساتھ اس کے کہ لکھی گئی واسطے اس کے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ نہیں مشابہ ہے اللہ کی رحمت کو کوئی چیز جس کے واسطے اس سے پہلے حصہ لکھا گیا خواہ کوئی بندہ ہو یہاں تک کہ حیوانات بھی اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لائق ہے واسطے آدمی کے کہ اپنے سب کاموں میں اپنا تعلق صرف اللہ ہی کے ساتھ رکھے اور جو شخص کہ فرض کیا جائے کہ اس میں کچھ رحمت کا حصہ ہے تو اللہ تعالیٰ زیادہ تر رحم کرنے والا ہے اس سے سو چاہیے کہ قصد کرے عاقل اپنی حاجت کے واسطے اس طرف اس کی جس کی رحمت سب سے زیادہ وسیع ہے کہا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نظر کرنا قیدی عورتوں کی طرف اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت کی طرف سے نظر کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ سیاق حدیث میں اجازت ہے واسطے نظر کرنے کے طرف اس کی اور اس حدیث میں ہے کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے اور کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور برعکس اس کے پہلا مسئلہ اس وجہ سے کہ اگر لڑکوں کو اس حالت میں دودھ پلانے کی حاجت نہ ہوتی تو حضرت ﷺ اس عورت کو نہ چھوڑتے کہ کسی کو دودھ پلائے اور دوسرا مسئلہ اس وجہ سے کہ برقرار رکھا حضرت ﷺ نے اس عورت کو ان کے دودھ پلانے پر پہلے اس سے کہ ظاہر ہو ضرورت اور یہی مسئلہ ثانی قوی تر ہے کہ کفار فروع شریعت کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں۔ (فتح)

بَابُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ.

اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں۔

٥٥٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ جُزْءًا وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ

٥٥٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے رحمت کو سو حصہ کیا ہے سو ننانویں حصے رحمت کے اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین میں اتارا ہے سو اسی ایک حصے رحمت کے سبب سے تمام خلق آپس میں الفت اور محبت کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑا اپنے کھر کو اپنے بچے سے اٹھا لیتا ہے اس ڈر سے کہ اس کو تکلیف نہ پہنچے۔

ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيْبَهٗ.

فائدہ: یعنی اللہ نے اپنی رحمت کو سو حصہ کیا ہے ایک حصہ تمام خلق کو دیا ہے اور ننانویں حصے اپنے پاس رکھے ہیں اسی ایک حصے کا یہ اثر ہے کہ جانور اپنے بچوں کو پالتے ہیں آپ بھوکے رہتے ہیں اور اسی کا اثر ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو پالتے ہیں ان کی مصیبتیں اٹھاتے ہیں اور ننانویں حصے اللہ کی رحمت قیامت میں ظاہر ہوگی حضرت ﷺ کی شفاعت اور گنہگاروں کی بخشش اور بہشت کی بے حساب نعمتیں ان ہی رحمتوں کا اثر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت کی کوئی حد نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا ایک حصہ زمین میں اتارا درمیان جنوں اور آدمیوں اور جانوروں کے کہا قرطبی نے یہ نص ہے اس میں کہ مراد ساتھ رحمت کے وہ چیز ہے کہ متعلق ہوتا ہے ساتھ اس کے ارادہ نہ نفس ارادے کا اور یہ کہ وہ راجع ہے طرف منافع اور نعمتوں کی کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ بے شک اللہ نے معلوم کیا کہ وہ نعمتیں جن کے ساتھ اللہ اپنی خلق پر انعام کرے گا سو قسمیں ہیں سو دنیا میں ان کو ایک قسم دی جس کے ساتھ ان کی بھلائیں منتظم ہوئیں اور ان کے آرام حاصل ہوئے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو کامل کرے گا اپنے ایماندار بندوں کے واسطے جو باقی ہیں سو پہنچیں گی سو نعمت کو کہ حوالہ کیا ہے ان کو واسطے ایمانداروں کے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ اس واسطے کہ رحیم مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے جس سے اوپر کوئی چیز نہیں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ کافروں کے واسطے کوئی حصہ رحمت کا باقی نہیں رہے گا نہ دنیا کی رحمتوں کی جنس سے اور نہ ان کے غیر سے جب کہ کامل کرے گا ہر وہ چیز کہ اللہ کے علم میں ہے رحمتوں سے واسطے ایمانداروں کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ اور کہا کرمانی نے کہ رحمت اس جگہ میں مراد ہے قدرت سے جو متعلق ہے ساتھ پہنچانے خیر کے اور قدرت کی کوئی انتہاء نہیں اور تعلق کی بھی کوئی انتہاء نہیں لیکن حصر کرنا اس کا سو جزء میں بطور تمثیل کے ہے تاکہ آسانی سے سمجھ میں آ جائے اور اس واسطے کہ جو خلق کے نزدیک ہے وہ قلیل ہے اور جو اللہ کے نزدیک ہے وہ بہت ہے کہا ابن جمرہ نے کہ آخرت کی آگ دنیا کی آگ سے گرمی میں انہتر ٦٩ حصے زیادہ ہے سو جب دونوں عدد کا مقابلہ کیا جائے تو رحمت اس سے تیس حصے زیادہ ہوتی ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ اللہ کی رحمت قیامت میں اکثر ہے قسمت سے اور تائید کرتا ہے اس کے قول اس کا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے لیکن باقی رہے گا یہ کہ اس عدد کو کیا مناسبت ہے اور احتمال ہے کہ ہو مناسبت اس عدد خاص کی یہ کہ بہشت کے درجوں کی مقدار بھی اتنی ہے اور بہشت رحمت کا محل ہے تو ہوگی رحمت مقابلے ایک درجے کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر رحمت مقابلے ایک درجے کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر اللہ کی رحمت سے سو جس شخص کو اس سے ایک رحمت پہنچی تو وہ ادنیٰ بہشتی ہوگا اور اعلیٰ درجے والا وہ

بہشتی ہوگا جس کے واسطے سب قسمیں رحمت کی حاصل ہوں گی کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حدیث میں داخل کرنا خوشی کا ہے ایمانداروں پر اس واسطے کہ نفس بڑا خوش ہوتا ہے واسطے اس کے جو اس کو انعام ہو جب کہ ہو معلوم اس قسم سے کہ موعود ہو اور اس میں حث ہے ایمان پر اور فراخ کرنا امید کا اللہ کی رحمتوں میں جو جمع کی گئی ہیں اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو رحمت کہ خلق کے درمیان دنیا میں ہے قیامت کے دن بھی اس کے سبب سے آپس میں الفت کریں گے اور دوسرے سے اپنا حق معاف کریں گے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ.

اولاد کو قتل کرنا اس خوف سے کہ اس کے ساتھ کھائے یعنی قتل کرنا مرد کا اپنی اولاد کو۔

٥٥٤٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ وَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ الْآيَةَ.

٥٥٤٢۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائے کہا پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے، کہا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے حرام کاری کرے سو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور اللہ کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التوحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ.

لڑکے کو گود میں رکھنا۔

٥٥٤٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ صَبِيًّا فِي حَجْرِهِ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأَتْبَعَهُ.

٥٥٤٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو اپنی گود میں رکھا اور اس کے تالو میں شیرینی لگائی سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اس کے اوپر بہایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے نرمی کرنا ساتھ لڑکوں کے اور صبر کرنا

اوپراس کے جو پیدا ہوں اس سے اور نہ مؤاخذہ کرنا واسطے نہ مکلف ہونے ان کے۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ. لڑکے کو ران پر رکھنا۔

فائدہ: یہ ترجمہ خاص ہے پہلے ترجمہ سے۔

٥٥٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا تَمِيْمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْأُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّيْ أَرْحَمُهُمَا وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ التَّيْمِيُّ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ مِنْهُ شَيْءٌ قُلْتُ حَدَّثْتُ بِهٖ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِيْ عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِيْ مَكْتُوْبًا فِيْمَا سَمِعْتُ.

۵۵۴۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پکڑتے تھے اور اپنی ران پر بٹھلاتے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھلاتے پھر دونوں رانوں کو جوڑتے پھر فرماتے الٰہی! ان دونوں پر رحم کر سو بے شک میں ان پر رحم کرتا ہوں اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان نے ابی عثمان سے کہا تیمی نے یعنی ساتھ سند مذکور کے سو میرے دل میں اس سے کوئی چیز واقع ہوئی یعنی اس نے شک کیا کہ اس نے اس کو ابی عثمان سے بواسطہ ابوتمیمہ کے سنا ہے یا بغیر اس کے میں نے کہا کہ میں حدیث بیان کیا گیا ہوں ساتھ اس کے ایسے ایسے سو میں نے اس کو ابی عثمان سے نہیں سنا پھر میں نے نظر کی تو میں نے اس کو اپنے پاس لکھی ہوئی پایا جو میں نے ابوعثمان سے سنا یعنی شاید پہلے اس کو بالواسطہ سنا ہو عثمان سے پھر بلا واسطہ پس شک دور ہوا۔

فائدہ: احتمال ہے اُسامہ رضی اللہ عنہ اس وقت مراہق ہو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دو برس کے مثلا اور شاید اُسامہ رضی اللہ عنہ اس وقت بیمار ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الفت کے واسطے اس کو اپنی ران پر بٹھلایا۔ (فتح)

بَابُ حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيْمَانِ. نیک عہد ایمان سے ہے۔

فائدہ: اور عہد اس جگہ رعایت حرمت کی ہے اور کہا عیاض نے کہ وہ ملازمت ہے واسطے شے کے اور کہا راغب نے کہ وہ نگاہ رکھنا چیز کا ہے اور اس کی رعایت کرنی حال بعد حال کے۔

٥٥٤٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ

۵۵۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہیں آیا جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک آیا اور البتہ وہ میرے نکاح سے تین سال پہلے مر گئی تھیں اس واسطے

مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَّتَزَوَّجَنِیْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِیْ فِیْ خُلَّتِهَا مِنْهَا.

کہ میں سنتی تھی کہ حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور البتہ اللہ نے حضرت ﷺ کو حکم کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بہشت میں ایک پولے موتی کے گھر کی بشارت دیں اور بے شک حضرت ﷺ بکری ذبح کرتے تھے پھر اس میں سے ان کے مصاحبوں اور ساتھ والوں میں تحفہ بھیجتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المناقب میں گزر چکی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو فرماتے کہ اس کو فلانی عورت کے پاس لے جاؤ کہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مصاحب ہے۔

تنبیہ: بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارے پر کفایت کی ہے سوائے تصریح کے اس واسطے کہ لفظ ترجمہ کا وارد ہوا ہے ایک حدیث میں جو متعلق ہے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے روایت کیا ہے اس کو حاکم اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک بوڑھی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح ہو تم کیا حال ہے تمہارا؟ اس نے کہا میں خیر سے ہوں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا حضرت! پھر جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس عورت کی طرف بہت توجہ کی ہے فرمایا اے عائشہ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور خوب عہد ایمان سے ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَّعُوْلُ يَتِيْمًا.

باب ہے اس کی فضیلت میں جو یتیم کی پرورش کرے اور اس پر خرچ کرے۔

٥٥٤٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِیْ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی.

٥٥٤٦۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں اور حضرت ﷺ نے اشارہ کیا کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

فائدہ: یعنی یتیم کی پرورش کرنے والے کا بہشت میں اتنا درجہ بلند ہے کہ میرے درجے سے ایسا اتصال ہے جیسے آپس میں ان دو انگلیوں کو اور کافل کے معنی ہیں کارساز اس کے کام کا اور اس کی بہتریوں کا اور مراد یتیم سے عام

ہے قرابتی ہو یا کوئی غیر اور سبابہ کو سباحہ بھی کہتے ہیں اور سباحہ وہ انگلی ہے جو انگوٹھے کے ساتھ ہے نام رکھا گیا ہے اس کا سباحہ اس واسطے کہ تسبیح کہی جاتی ہے اس کے ساتھ نماز میں پس اشارہ کیا جاتا ہے اس کے ساتھ تشہد میں اسی کو واسطے اور اس کو سبابہ بھی کہا جاتا ہے اس واسطے کہ گالی دی جاتی ہے ساتھ اس کی شیطانوں کو کہا ابن بطال نے کہ جو یہ حدیث سنے اس پر حق ہے کہ اس کے ساتھ عمل کرے تا کہ بہشت میں حضرت ﷺ کا رفیق ہو اور آخرت میں کوئی مرتبہ اس سے افضل نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے دونوں انگلیوں کے درمیان کشادگی کی اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ کے درجے اور کافل یتیم کے درجے میں کچھ قدرے فرق ہے اور کفایت کرتا ہے بیچ اثبات مرتبے کہ یہ کہ وسطی اور سبابہ کے درمیان اور انگلی نہیں اور احتمال ہے کہ مراد قریب ہونا مرتبے کا وقت داخل ہونے کے بہشت میں ہو اور احتمال ہے کہ دونوں امر مراد ہوں اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ شاید حکمت اس میں یہ ہے کہ نبی کی شان یہ ہے کہ وہ بھیجا جاتا ہے ان لوگوں کی طرف جو اپنے دین کو نہیں سمجھتے سو ہوتا ہے پرورش کرنے والا واسطے ان کے اور تعلیم کرنے والا اور ہادی اور اسی طرح یتیم کا پرورش کرنے والا قائم ہوتا ہے ساتھ پرورش کرنے اس شخص کے جو اپنے دین بلکہ دنیا کو بھی نہیں سمجھتا اور اس کو ہدایت کرتا ہے اور تعلیم کرتا ہے اور اس کو خوب ادب سکھاتا ہے پس ظاہر ہوئی مناسبت قریب ہونے اس کے مرتبہ کی حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ.

بیوہ عورت کی حاجت روائی میں کوشش کرنے والے یعنی ان کی بہتریوں میں۔

٥٥٤٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ كَالَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ.

٥٥٤٧۔ حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس کے برابر ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو کھڑا ہو کر تہجد کی نماز پڑھتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے مثل اس کی۔

بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْمِسْكِيْنِ.

محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرنے والا۔

۵۵۴۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهٗ قَالَ يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ كَالْقَآئِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّآئِمِ لَا يُفْطِرُ.

۵۵۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بیوہ عورتوں اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور میں اس کو گمان کرتا ہوں یعنی مالک کو شک کرتا ہے قعنبی کہ حضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کوشش کرنے والا ثواب میں ایسا ہے جیسے تہجد کی نماز پڑھنے والا جس کی کبھی نماز نہ چھوٹے اور جیسے روزے رکھنے والا جس کا روزہ کبھی نہ ٹوٹے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گزر چکی ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَآئِمِ. رحم کرنا آدمیوں اور چوپایوں پر۔

فائدہ: یعنی صادر ہونا رحمت کا شخص سے واسطے غیر اپنے کے اور شاید یہ اشارہ کیا ہے طرف حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرفوع کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائے تم یہاں تک کہ آپس میں رحم کرو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم سب رحم کرنے والے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا یہ رحمت مراد نہیں جو کوئی اپنے ساتھی سے کرے لیکن مراد رحم کرنا ہے لوگوں پر رحمت عام۔ (فتح)

۵۵۴۹ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَبِيْ سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِيْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَفِيْقًا رَحِيْمًا فَقَالَ ارْجِعُوْا إِلٰى أَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

۵۵۴۹۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے اور ہم نوجوان تھے آپس میں قریب العمر سو ہم حضرت ﷺ کے پاس بیس راتیں رہے سو حضرت ﷺ نے گمان کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے اشتیاق ہیں اور ہم سے ہمارے گھر والوں کا حال پوچھا سو ہم نے حضرت ﷺ کو خبر دی اور حضرت ﷺ نرم دل اور مہربان تھے سو فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ جاؤ سو ان کو سکھاؤ اور حکم کرو اور نماز پڑھو جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا پھر جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے اذان کہے پھر چاہیے کہ جو تم میں بڑا ہو وہ امام ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے اور حضرت ﷺ نرم دل اور مہربان تھے۔ (فتح)

٥٥٥٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَآئِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

٥٥٥٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا کہ اس کو پیاس کی شدت ہوئی تو اس نے ایک کنواں پایا تو وہ اس میں اترا سو اس نے پانی پیا پھر نکلا سو اچانک اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہے زبان نکالے ہوئے پیاس کے مارے کیچڑ کھاتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ البتہ اس کتے کو پیاس پہنچی جیسے مجھ کو پہنچی تھی سو وہ کنوئیں میں اترا سو اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منہ سے پکڑ رکھا اور کتے کو پلایا سو اللہ نے اس کی قدر دانی کی سو اس کو بخش دیا تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو چارپایوں کے پانی پلانے میں بھی ثواب ملے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر تشنہ جگر کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور رطوبت اس جگہ کنایت ہے زندگی سے اور بعض نے کہا کہ جگر کو جب پیاس ہو تو تر ہو جاتا ہے اس دلیل سے کہ جب وہ آگ میں ڈالا جائے تو اس سے تراوٹ ظاہر ہوتی ہے اور اسی طرح یہ قصہ ایک عورت کے ساتھ بھی واقع ہوا ہے اور محمول ہے تعدد پر۔ (فتح)

٥٥٥١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٥٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے سو ایک گنوار نے کہا اور حالانکہ وہ نماز میں تھا کہ الٰہی! رحم کر مجھ پر اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ اور کسی پر رحم نہ کر سو جب حضرت ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو گنوار سے فرمایا کہ تو نے تنگ کیا کشادہ کو یعنی اللہ کی رحمت کو۔

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ.

فائدہ: یعنی رحمت الٰہی میں بڑی وسعت ہے سارے جہان کے گنہگاروں کو کفایت کرتی ہے تو کیوں اس کو تنگ پکڑتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف کتاب الوضوء میں اور یہ کہ یہ وہی گنوار ہے کہ جس نے مسجد کے ایک کنارے میں پیشاب کیا تھا اور وہ ذو الخویصرۃ الیمانی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اس گنوار پر اس واسطے کہ بخل کیا اس نے ساتھ رحمت اللہ کے اس کے خلق پر اور البتہ اللہ تعالیٰ نے ثناء کی اس کی جس نے اس کا خلاف کیا جس جگہ کہا ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾۔ (فتح)

۵۵۵۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَآئِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى.

۵۵۵۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو دیکھے مسلمانوں کو آپس میں رحم اور الفت اور مہربانی کرنے میں جیسے ایک بدن یعنی بہ نسبت اپنے تمام اعضاء کے کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو شریک ہوتا ہے اس کو اور بے چین ہوتا ہے واسطے اس کے باقی بدن اس کا بے خوابی اور بخار سے۔

فائدہ: تداعی یعنی بلاتا ہے بعض اس کا بعض کو طرف شریک ہونے کی درد میں جو عضو خاص میں ہے اور اسی قبیل سے ہے تداعت الحیطان یعنی گر پڑیں یا گرنے کے قریب ہیں اور رحمت اور مودت اور عطوفت اگرچہ قریب المعنی ہیں لیکن ان کے درمیان فرق لطیف ہے لیکن تراحم سو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ ایک دوسرے پر رحم کریں ساتھ برادری ایمانی کے نہ کسی اور سبب سے اور لیکن توادّ سو مراد ساتھ اس کے تو اصل ہے جو جالب ہے واسطے محبت کے مانند ملاقات کرنے کے اور ہدیہ بھیجنے کے اور لیکن تعاطف سو مراد ساتھ اس کے اعانت بعض کی ہے بعض کو جیسے کہ موڑا جاتا ہے کپڑا

اوپر اس کے تا کہ اس کو قوی کرے اور وجہ تشبیہ کی موافق ہونا ہے آرام اور بے آرامی میں اور یہ جو کہا کہ بے خوابی اور بخار سے تو بے خوابی اس واسطے کہ درد منع کرتا ہے خواب کو اور لیکن بخار سو اس واسطے کہ بے خوابی اس کو جوش دلاتی ہے اور اہل حذق نے بخار کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ حرارت ہے غریزی کہ جوش مارتی ہے دل میں پھر اس سے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے سو شعلہ مارتی ہے شعلہ مارنا کہ ضرر دیتا ہے افعال طبعی کو کہا عیاض نے کہ تشبیہ ایمانداروں کی ساتھ ایک بدن کے مثال صحیح ہے اور اس میں تقریب ہے واسطے فہم کے اور ظاہر کرنا معانی کا صورتوں میں جو دیکھی گئی ہیں یعنی معقول کا ساتھ محسوس کے اور اس میں تعظیم ہے مسلمانوں کے حقوق کی اور ترغیب ہے اس پر کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور ایک دوسرے سے مہربانی کریں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے ایمان کو ساتھ بدن کے اور اس کے اہل کو ساتھ اعضاء کے اس واسطے کہ ایمان اصل ہے اور اس کی شاخیں تکالیف ہیں سو جب آدمی قصور کرے کسی چیز میں تکالیف سے تو یہ قصور اصل کو نقصان پہنچاتا ہے اور اسی طرح بدن اصل ہے مانند درخت کی اور اس کے اعضاء مانند شاخوں کی ہیں سو جب کوئی عضو بیمار ہو تو سب اعضاء بیمار ہو جاتے ہیں اور جب ایک شاخ اس کی شاخوں سے ماری جائے تو سب شاخیں اس کی جنبش میں آتی ہیں۔ (فتح)

۵۵۵۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ.

۵۵۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جو کسی درخت کو بوئے پھر اس سے کوئی آدمی یا چوپایہ کھائے مگر کہ مالک کے واسطے خیرات ہوگی۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ داخل ہوتا ہے درخت بونے والے بیچ عموم قول اس کے کہ انسان اس واسطے کہ اللہ کا فضل واسع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایماندار کی بڑی شان ہے اور یہ کہ حاصل ہوتا ہے اس کو ثواب اگرچہ خاص اس کی طرف قصد نہ ہو اور اس میں ترغیب ہے تصرف میں اوپر زبان معلم کی اور ترغیب ہے اوپر التزام طریق اصلاح کرنے والوں کے اور اشارہ ہے طرف ترک قصد فاسد کی اور ترغیب ہے نیک قصد میں جو داعی ہے طرف تکثیر ثواب کی اور یہ کہ استعمال کرنا اسباب کا کہ تقاضا کیا ہے اس کو حکمت ربانی نے اس دنیا کے آباد کرنے سے نہیں منافی ہے عبادت کو اور نہ زہد اور توکل کے طریق کو اور اس میں ترغیب ہے اوپر سیکھنے سنت کے تا کہ آدمی کو معلوم ہو کہ اس کے واسطے کیا کیا نیکی ہے سو اس میں رغبت کرے اس واسطے کہ ایسی فضیلت جو کہ مذکور ہے درخت بونے میں نہیں معلوم ہوتی ہے مگر سنت کے طریق سے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کبھی پہنچتی ہے آدمی کی طرف بدی جس کو اس نے نہ کیا ہو اور نہ اس کا قصد کیا ہو سو خوف کرے اس سے اس واسطے کہ جب جائز ہے حاصل ہونا اس نیکی کا

ساتھ اس طریق کے تو اس کے مقابل کا حاصل ہونا بھی جائز ہے۔ (فتح)

٥٥٥٤ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

۵۵۵۴۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ رحم نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ رحم کرو اے زمین والو رحم کرے تم پر آسمان والا کہا ابن بطال نے کہ اس میں ترغیب ہے اوپر استعمال رحمت کے واسطے سب خلق کے یعنی سب خلق پر رحم کرے سو داخل ہے اس میں ایماندار اور کافر اور چوپائے مملوک ہوں یا غیر مملوک اور داخل ہے رحمت میں خبر گیری کرنا ساتھ کھانا کھلانے کے اور پانی پلانے کے اور بوجھ میں تخفیف کرنے کے اور ترک کرنے تعدے کے ساتھ مارنے کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جو نہ رحم کرے غیر پر ساتھ کسی قسم احسان کے نہیں حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے ثواب جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں بدلہ احسان کا مگر احسان اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ دنیا میں جس میں ایمان کی رحمت نہ ہو اس پر آخرت میں رحم نہ کیا جائے گا یا جو نہ رحم کرے اپنے نفس پر ساتھ بجالانے حکموں اللہ کے اور بچنے کے اس کی منع کی چیزوں سے تو اس پر اللہ رحم نہیں کرتا اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے واسطے عہد نزدیک اللہ کے سو ہوگی مراد پہلی رحمت سے عمل کرنا اور دوسری سے بدلہ یعنی ثواب دیا جانا مگر جو نیک عمل کرے اور احتمال ہے کہ مراد پہلی رحمت سے صدقہ ہو اور دوسری سے بلاء یعنی نہیں سلامت رہتا بلا سے مگر جو خیرات کرے یا جو نہ رحم کرے ایسا رحم کرنا جس میں ایذا کا شائبہ نہ ہو تو اس پر مطلق رحم نہیں ہوتا یا نہیں نظر کرتا اللہ ساتھ نظر رحمت کے مگر اس کے واسطے جس کے دل میں رحمت ڈالی اگرچہ اس کا عمل نیک ہو سو آدمی کو لائق ہے کہ ان سب وجہوں میں غور کرے سو جس میں قصور اس کو نظر آئے اس میں اللہ سے مدد چاہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصَاةِ بِالْجَارِ.

ہمسائے کے واسطے وصیت کرنے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ فقط اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے اس جگہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ یعنی ہمسایہ قریبی اور ہمسایہ دور کا اور ہمسایہ قریبی وہ ہے کہ ان کے درمیان قرابت ہو اور ہمسایہ جنب وہ ہے کہ اس کے

برخلاف ہو یعنی ان کے درمیان قرابت نہ ہو اور یہ قول اکثر کا ہے اور روایت کیا ہے اِس کو طبری نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور بعض نے کہا کہ جار قریب مسلمان ہے اور جار جنب غیر اس کا ہے اور بعض نے کہا کہ جار قریب عورت ہے اور جار جنب رفیق سفر کا ہے۔ (فتح)

۵۵۵۵ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

۵۵۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ ہمسائے کے احسان کی وصیت کرتا ہے یہاں تک کہ مجھ کو گمان ہوا کہ جبریل علیہ السلام ہمسائے کو وارث کر دے گا۔

فائدہ: یعنی حکم کرے گا اللہ کی طرف سے ساتھ وارث کرنے ہمسائے کے ہمسائے سے اور اختلاف ہے اس میراث میں سو بعض نے کہا کہ اس کو اس کے مال میں شریک کر دے گا ساتھ مقرر کرنے حصے کے کہ اس کو قرابتیوں کے ساتھ ترکہ سے دیا جائے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ احسان اور سلوک کیا جائے جیسے وارث کے ساتھ اور اول معنی ظاہر تر ہیں اس واسطے کہ دوسرا حکم بدستور جاری تھا اور حدیث مشعر ہے کہ وارث ہونا واقع نہیں ہوا اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ میراث دو قسم ہے ایک حسی اور ایک معنوی اور مراد اس جگہ حسی ہے یعنی وارث ہونا مال متروکہ میں اور معنوی میراث علم کی ہے اور ممکن ہے کہ اس کا بھی یہاں لحاظ ہو یعنی ہمسائے کا ہمسائے پر حق ہے کہ اس کو علم سکھلائے جس کی اس کو حاجت ہو واللہ اعلم اور نام جار کا شامل ہے مسلمان کو اور کافر کو اور عابد کو اور فاسق کو اور صدیق کو اور دشمن کو اور مسافر کو اور شہری کو اور نافع کو اور ضار کو اور قریب کو اور اجنبی کو اور قریب گھر والے کو اور بعید کو اور اس کے واسطے کئی مرتبے ہیں بعض اعلیٰ ہیں بعض سے جس میں پہلی سب صفتیں جمع ہوں وہ سب سے اعلیٰ ہے پھر اکثر صفات اور اسی طرح لگا تار اور عکس اس کا ہے جس میں دوسری سب صفات جمع ہوں سو دیا جائے ہر ایک کو حق اس کا بحسب حال اس کے اور البتہ حمل کیا ہے اس حدیث کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اس کا راوی ہے عموم پر کہ اس نے جب بکری ذبح کی تو اس میں سے اپنے ہمسائے یہودی کو گوشت بھیجا روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں اور البتہ وارد ہوا ہے اشارہ اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کی حدیث مرفوع میں روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہمسائے تین قسم پر ہیں ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے ایک حق ہے اور وہ مشرک ہے کہ اس کے واسطے صرف حق ہمسائگی کا ہے اور ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے دو حق ہیں اور وہ مسلمان ہیں کہ اس کے واسطے حق جوار کا اور حق اسلام کا ہے اور ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے تین حق ہیں اور وہ مسلمان قرابتی ہے کہ

اس کے واسطے حق ہے جوار کا اور اسلام کا اور قرابت کا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ نگاہ رکھنا ہمسائے کا کمال ایمان ہے اور حاصل ہوتا ہے بجالانا وصیت کا ساتھ پہنچانے انواع احسان کے اس کی طرف بحسب طاقت کے جیسے اس کو تحفہ بھیجنا اور سلام کرنا اور ملاقات کے وقت کشادہ پیشانی کرنا اور اس کے حال کی خبر گیری کرنا اور اس کی مدد کرنا اس چیز میں جس کی اس کو حاجت ہو اور اسباب تکلیف کا اس سے دور کرنا حسی ہوں یا معنوی اور جدا ہوتا ہے اس میں حال بہ نسبت ہمسائے نیک اور غیر نیک کی اور جو شامل ہے سب کو ارادہ کرنا خیر کا ہے اس کے واسطے اور نصیحت کرنی اس کو ساتھ اچھی طرح کے اور دعا کرنی واسطے اس کے ساتھ ہدایت کے اور ترک کرنا ضرر کا اس سے مگر اس جگہ میں کہ واجب ہے اس کو ضرر دینا بیچ اس کے ساتھ قول کے یا فعل کے اور البتہ نفی کی حضرت ﷺ نے ایمان کی اس سے کہ اس کا ہمسایہ اس کی آفتوں سے نڈر نہ ہو اور یہ مبالغہ ہے خبر دیتا ہے کہ ہمسائے کا حق بہت بڑا ہے اور اس کو ضرر دینا کبیرے گناہوں سے ہے۔ (فتح)

٥٥٥٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

٥٥٥٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ ہمسائے کے حق کی وصیت کرتا ہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو وارث کر دے گا۔

فائدہ: اور نہیں واقع ہوا حدیث کے کسی طریق میں بیان وصیت جبریل علیہ السلام کا مگر یہ کہ حدیث مشعر ہے کہ اس نے مبالغہ کیا بیچ تاکید حق ہمسائے کے کہا ابن ابی جمرہ نے مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جو بہت نیک عمل کرے تو اُمید کی جاتی ہے اس کے واسطے انتقال کی طرف اس عمل کی کہ اس سے اعلیٰ ہے اور یہ کہ گمان جب ہو نیکی کے طریق میں تو جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو وہ چیز جس کا گمان ہو برخلاف اس کے جب کہ بدی کی راہ میں ہو اور اس میں جواز طمع کا ہے فضیلت میں جب کہ پے در پے ہوں نعمتیں اور اس میں جواز بیان کرنا اس چیز کا ہے جو واقع ہو نفس میں عمل خیر سے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.

گناہ اس کا جس کا ہمسایہ اس کی آفتوں اور بدیوں سے نڈر نہ ہو۔

﴿يُوْبِقْهُنَّ﴾ يُهْلِكْهُنَّ ﴿مَوْبِقًا﴾ مَهْلِكًا.

یعنی یوبقھن کے معنی ہیں کہ ان کو ہلاک کر ڈالے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿أَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا﴾ اور موبقا کے معنی ہیں ہلاک ہونا یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا﴾.

فائدہ: بوائق جمع ہے بائقہ کی اور وہ آفت ہے اور ہلاک کرنے والی چیز ہے۔

٥٥٥٧ ۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوْسٰى وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

٥٥٥٧۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار کہا گیا کون ہے وہ یا حضرت! فرمایا وہ ہے جس کی بدیوں سے اس کا ہمسایہ نڈر نہ ہو، متابعت کی ہے اس کی شبابہ اور اسد نے الخ یعنی ابن ابی ذئب کے ساتھیوں نے اس پر اس حدیث کے صحابی میں اختلاف کیا ہے سو پہلے تینوں نے کہا کہ وہ ابو شریح سے ہے اور باقی چاروں نے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں تاکید ہے حق ہمسائے کی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قسم کھائی اور اس کو تین بار دہرایا اور اس میں نفی ایمان کی ہے اس شخص سے جو اپنے ہمسائے کو ایذا دے قول سے یا فعل سے اور مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان کامل ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ عاصی کامل ایمان دار نہیں ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں جو ایمان کی نفی کی ہے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ وہ حلال جاننے والے کے حق میں ہے اور دوسرا یہ کہ وہ مومن کامل نہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ جب مؤکد کیا گیا حق ہمسائے کا باوجود حائل ہونے آڑ کے درمیان اس کے اور اس کے ہمسائے کے اور حکم کیا گیا ساتھ نگہبانی اس کی کے اور پہنچانے خیر کے اس کی طرف اور ہٹانے اسباب ضرر کے اس سے تو لائق ہے اس کو کہ رعایت کرے ان دو حافظوں کے حق کی کہ اس کے اور ان کے درمیان نہ کوئی دیوار ہے نہ آڑ یعنی دونوں فرشتے کراماً کاتبین کی سو نہ ایذا دے ان کو ساتھ واقع کرنے مخالف چیزوں کے گھڑیوں کے گزرنے میں اس واسطے کہ آیا ہے کہ وہ خوش ہوتے ہیں ساتھ واقع ہونے نیکیوں کے اور غمناک ہوتے ہیں ساتھ واقع ہونے بدیوں کے سو لائق ہے رعایت کرنی ان کی جانب کی اور نگاہ رکھنا خاطر ان کی کا ساتھ تکثیر کے نیک عملوں سے اور مواظبت کے اوپر پرہیز کرنے کے گناہوں سے سو وہ اولیٰ ہیں ساتھ رعایت کے بہت ہمسائیوں سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا. کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور ذلیل نہ جانے

فائدہ: حذف کیا ہے مفعول کو واسطے کفایت کرنے کے ساتھ شہرت حدیث کے۔

٥٥٥٨ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ.

٥٥٥٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کا کھر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الہبہ میں گزر چکی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں اختصار ہے اس واسطے کہ مخاطبین اس کی مراد کو جانتے تھے یعنی کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور ذلیل نہ جانے یہ کہ اپنی ہمسائی عورت کو کچھ چیز تحفہ بھیجے اگرچہ وہ اس کو تحفہ بھیجے وہ چیز جو کہ نہ نفع اٹھایا جاتا ہو ساتھ اس کے غالب اوقات میں اور احتمال ہے کہ مراد اس سے محبت ہو یعنی چاہیے کہ دوستی کرے ہمسائی اپنی ہمسائی عورت سے ساتھ ہدیہ کے اگرچہ حقیر ہو پس مساوی ہوگا ذکر میں مالدار اور محتاج اور خاص کیا نہی کو ساتھ عورتوں کے اس واسطے کہ وہی ہیں جگہ وارد ہونے دوستی اور دشمنی کی اور اس واسطے کہ ان کو ان دونوں چیزوں میں جلدی تاثیر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ نہی واسطے دینے والی عورت کے ہو اور احتمال ہے کہ نہی اس کے واسطے ہو جس کو تحفہ دیا گیا یعنی کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو تحفہ کوئی ناچیز اور ذلیل نہ جانے اگرچہ بکری کا کھر ہو یعنی جو دے اس کو قبول کرے اگرچہ حقیر اور قلیل چیز ہو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ.

جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور دن قیامت کے تو نہ ایذا دے اپنے ہمسائے کو۔

٥٥٥٩ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

٥٥٥٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ کے اور پچھلے دن کے یعنی قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی آؤ بھگت کرے یعنی خندہ پیشانی سے اس کو ملے مکان میں اتارے عمدہ کھانے ہو سکے تو کھلا دے اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو اپنی ہمسائی یعنی پڑوسن کو ایذا اور رنج نہ دے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے یعنی بے فائدہ باتوں میں اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ ایمان کے ایمان کامل ہے اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے واسطے اشارہ

کرنے کے طرف مبدء اور معاد کی یعنی جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے جس نے اس کو پیدا کیا اور ایمان رکھتا ہو ساتھ اس کے کہ وہ اس کو بدلہ دے گا اس کے عمل کا تو چاہیے کہ ان خصلتوں مذکورہ کو کرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چاہیے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ احسان کرے اور البتہ وارد ہوئی ہے تفسیر اکرام اور احسان کرنے کی واسطے ہمسائے کے اور ترک کرنا اس کی ایذا کا چند حدیثوں میں روایت کیا ہے ان کو طبرانی نے اور ابوالشیخ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا حق ہے ہمسائے کا ہمسائے پر؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ تجھ سے قرض مانگے تو اس کو قرض دے اور اگر تجھ سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرے اور اگر وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے اور اگر محتاج ہو تو اس کو دے اور اگر اس کو خیر پہنچے تو اس کو مبارک باد دے اور اگر اس کو مصیبت پہنچے تو اس کی تعزیت کرے اور اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور نہ اونچا کرے تو اس اپنے گھر کی عمارت کو کہ اس سے ہوا کو بند کرے مگر اس کی اجازت سے اور اگر تو کوئی میوہ خریدے تو اس کو ہدیہ بھیجے اور اگر تو یہ نہ کرے تو اس کو اپنے گھر میں پوشیدہ لے آ کہ اس کو خبر نہ ہو اور اس کو تیرا فرزند لے کر باہر نہ نکلے تا کہ اس کے سبب سے اس کے فرزند کو رنج ہو اور نہ ایذا دے اس کو ساتھ اپنی ہانڈی کے دھوئے کے مگر یہ کہ کچھ اس میں سے اس کو بھی دے پھر اکرام کرنے کا حکم مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے سو کبھی تو فرض عین ہوتا ہے اور کبھی فرض کفایہ اور کبھی مستحب اور جمع کرتا ہے تمام کو یہ کہ وہ مکارم اخلاق سے ہے۔ (فتح)

٥٥٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَآءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

٥٥٦٠۔ حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا سو فرمایا کہ جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے دن کے تو چاہیے کہ اپنے ہمسائے کی خاطر داری کرے یعنی اس کا کام کاج کر دے اس کو ناحق آزردہ نہ کرے اس کی دیوار پر لکڑیاں رکھنا چاہے تو منع نہ کرے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان لایا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اس کو تکلف کا کھانا کھلائے کہا اور کیا ہے اس کا تکلف کا کھانا یا حضرت! فرمایا ایک دن رات اور ضیافت تین دن ہے اور جو اس کے سوائے ہو تو وہ خیرات ہے اوپر اس کے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات

کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: یہ حدیث جامع کلمات سے ہے اس واسطے کہ قول سب یا خیر ہے یا شر یا انجام اس کا ایک کی طرف ہے سو داخل ہوئی خیر میں ہر مطلوب بات فرض بھی اور مستحب بھی سو اجازت دی اس کی بنا بر اختلاف انواع اس کی کے اور داخل ہوا اس میں جس کا انجام اس کی طرف ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ شر ہے اور انجام اس کا بدی کی طرف ہے سو حکم کیا وقت ارادے خوض کے بیچ اس کے ساتھ چپ رہنے کے اور شامل ہے حدیث باب کی تین امروں پر جو جامع ہیں مکارم اخلاق قولیہ اور فعلیہ کو پہلے دونوں تو فعلیہ سے ہیں اور اول ان کا راجع ہے طرف امر کی ساتھ خالی ہونے کے خسیس اور رذیل چیز سے اور دوسرا راجع ہے طرف امر کی ساتھ آراستہ ہونے کے ساتھ فضیلت کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو کامل ایمان ہو وہ متصف ہے ساتھ شفقت کرنے کے اللہ کی خلق پر ساتھ کہنے نیک بات کے اور چپ رہنے کے شر سے اور ساتھ کرنے اس چیز کے کہ نفع دے اور ترک کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے اور چپ رہنے کا حکم چند حدیثوں میں وارد ہوا ہے ایک حدیث یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچیں روایت کیا ہے اس کو بخاری اور مسلم نے۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ فِيْ قُرْبِ الْأَبْوَابِ.

حق ہمسائیگی کا بیچ قریب ہونے دروازے کے۔

٥٥٦١ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

۵۵٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میرے دو ہمسائے ہیں سو میں دونوں میں سے کس کو تحفہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے قریب تر ہے۔

فائدہ: اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جو قریب تر ہو وہ دیکھتا ہے جو ہمسائے کے گھر کے اندر ہو ہدیہ وغیرہ سے سو خواہش کرتا ہے اس کے واسطے برخلاف اس کے جو دور ہو اور یہ کہ جو قریب ہو وہ بہت جلدی حاضر ہوتا ہے واسطے اس کے جو واقع ہو اس کے ہمسائے کو مہم چیزوں سے خاص کر غفلت کے وقت میں اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ قریب تر ہمسائے کو ہدیہ بھیجنا مستحب ہے اس واسطے کہ ہدیہ بھیجنا اصل میں واجب نہیں ہے سو نہ ہوگی ترتیب اس میں واجب اور لیا جاتا ہے حدیث سے کہ عمل کرنا ساتھ اعلیٰ چیز کے اولیٰ ہے اور اس میں مقدم کرنا علم کا ہے عمل پر اور اختلاف ہے جوار کی حد میں سو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آواز سنے وہ ہمسایہ ہے اور بعض نے کہا کہ جو مسجد میں صبح کی نماز تیرے ساتھ پڑھے وہ ہمسایہ ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حد جوار کی چالیس گھر ہیں ہر جانب سے اور اوزاعی سے مثل اس کی ہے اور طبرانی نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے موقوع روایت کی ہے کہ چالیس گھر تک ہمسایہ ہے

اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ چالیس گھر میں دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے اور اس کے پیچھے سے اور آگے سے اور احتمال ہے کہ مراد تنویع ہو سو ہر جانب سے دس گھر ہوں گے۔ (فتح)

بَابٌ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ.

ہر معروف بات صدقہ ہے۔

٥٥٦٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ.

۵۵۶۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیک بات خیرات ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو خرچ کرے آدمی اپنے اہل پر اس کے واسطے اس کے بدلے صدقہ لکھا جاتا ہے اور جس کے ساتھ آدمی اپنی آبرو کو بچائے وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی حدیث نے اس پر کہ جو نیک بات کہتا ہے اس کے لیے اس کے بدلے صدقہ لکھا جاتا ہے اور البتہ تفسیر کیا گیا ہے یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب میں ہے اور کہا راغب نے کہ معروف اسم ہے ہر فعل کا جو پہچانی جائے خوبی اس کی شرع اور عقل دونوں سے اور میانہ روی کو بھی کہتے ہیں واسطے ثابت ہونے نہی کے اسراف سے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ بولا جاتا ہے اسم معروف کا ہر اس چیز پر کہ پہچانی گئی شرع کی دلیلوں سے کہ وہ نیکی کے عملوں سے ہے برابر ہے کہ اس کے ساتھ عادت جاری ہو یا نہ ہو کہا اس نے اور مراد ساتھ صدقہ کے ثواب ہے سو اگر اس کے ساتھ نیت شامل ہو تو اس کو یقیناً ثواب ملتا ہے نہیں تو اس میں احتمال ہے کہا اور اس کلام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ صدقہ نہیں بند ہے محسوس چیز میں پس نہیں خاص ہے ساتھ مالدار کے مثلاً بلکہ ہر شخص قادر ہے اس کے کرنے پر اکثر احوال میں بغیر مشقت کے اور یہ جو دوسری حدیث میں فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے یعنی نیک خو اور اچھی عادتوں میں اور یہ بالاجماع فرض نہیں ہے کہا ابن بطال نے اور اصل صدقہ کی یہ ہے کہ نکالے اس کو آدمی اپنے مال میں سے بطور نفل کے اور کبھی واجب پر بولا جاتا ہے۔ (فتح)

٥٥٦٣ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ

۵۵۶۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے لوگوں نے عرض کیا اور اگر نہ پائے یعنی جس کے ساتھ خیرات کرے فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں سے عمل کرے یعنی کسب کرے سو اپنی جان کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ کرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوْفِ قَالَ فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهٗ لَهٗ صَدَقَةٌ.

عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے یا نہ کرے؟ (یہ شک ہے راوی کو) فرمایا چاہیے کہ محتاج مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا کہ حکم کرے ساتھ نیک بات کے یا فرمایا معروف کے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا پس چاہیے کہ باز رہے بدی سے کہ یہی اس کے واسطے صدقہ ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے عمل کرے کہا ابن بطال نے کہ اس میں تنبیہ ہے عمل اور کسب کرنے پر تا کہ پائے آدمی جو خرچ کرے اپنی جان پر اور خیرات کرے ساتھ اس کے اور بے پرواہ کرے اس کو سوال کی ذلت سے اور اس میں ترغیب ہے اوپر فعل خیر کے یہاں تک کہ ہو سکے اور یہ کہ جو قصد کرے اس سے کسی چیز کو سو دشوار ہو اوپر اس کے تو انتقال کرے اس کے غیر کی طرف اور یہ جو فرمایا کہ محتاج مظلوم کی مدد کرے یعنی قول سے یا فعل یا دونوں سے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے یعنی عجز سے یا سستی سے اور یہ جو فرمایا کہ چاہیے کہ باز رہے بدی سے تو کہا ابن بطال نے کہ اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو ٹھہراتا ہے ترک کو عمل واسطے بندے کے برخلاف اس کے جو قائل ہے متکلمین سے کہ ترک عمل نہیں اور نقل کیا ہے مہلب سے کہ اس نے دوسری حدیث کی مثال دی ہے کہ جو بدی کا قصد کرے سو اس کو نہ کرے تو اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے جب کہ قصد کرے ساتھ ترک اس کے اللہ تعالیٰ کو پس اس وقت رجوع کرے گا طرف عمل دل کی اور وہ فعل ہے دل کا اور اس کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے کعبی نے کہ شرع میں کوئی چیز مباح نہیں بلکہ یا اجر ہے یا گناہ سو جو باز رہے ساتھ کسی چیز کے گناہ سے تو وہ ماجور ہے کہا ابن تین نے اور جماعت اس کے برخلاف ہے اور انہوں نے اس کو الزام دیا ہے کہ زانی کو بھی ماجور ٹھہرانا چاہیے اس واسطے کہ وہ باز رہتا ہے ساتھ اس کے اور گناہ سے میں کہتا ہوں اور نہیں وارد ہوتا اوپر اس کے اس واسطے کہ مراد اس کی باز رہنا ہے ساتھ غیر گناہ کے یا باز رہنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں وارد ہوئی ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی نص۔ (فتح)

بَابُ طِيْبِ الْكَلَامِ. عمدہ اور میٹھی بات بولنا۔

فائدہ: اصل طیب کا وہ چیز ہے جس سے حواس کو لذت آئے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف متعلق اپنے کے کہا ابن بطال نے کہ عمدہ کلام برا نیک عمل ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ اچھی بات

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ. کہنا صدقہ ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا پوری حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی کہا ابن بطال نے کہ عمدہ اور شیریں کلام کا صدقہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ مال کے دینے سے آدمی کا دل خوش ہوتا ہے اور جو اس کے دل میں ہو جاتا رہتا ہے اور اس طرح شیریں کلام بھی۔

٥٥٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ قَالَ شُعْبَةُ أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا أَشُكُّ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

۵۵۶۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کو ذکر کیا سو اس سے پناہ مانگی اور منہ پھیرا پھر دوزخ کو ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ پھیرا کہا شعبہ راوی نے کہ دو بار میں تو مجھ کو شک نہیں پھر فرمایا کہ بچو آگ سے اگرچہ کھجور کی پھانک ہی دے کر سہی اور اگر یہ تیرے پاس موجود نہ ہو تو نیک بات اور شیریں کلام سے۔

بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهٖ. ہر کام میں نرمی کرنا۔

فائدہ: رفق کے معنی ہیں نرم جانب قول سے ہو یا فعل سے اور لینا آسان بات کو اور وہ ضد ہے عنف کی۔

٥٥٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

۵۵۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے السلام علیک کے بدلے السام علیک کہا یعنی تم پر موت پڑے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں سمجھ گئی سو میں نے کہا کہ تم پر اللہ کی مار اور لعنت پڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر بے شک اللہ نرمی کو پسند رکھتا ہے ہر کام میں میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ میں نے کہا علیکم یعنی موت تم پر ہی پڑے۔

قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نرمی پیدا کرنے والا ہے نرمی کو چاہتا ہے اور جو نرمی پر دیتا ہے سختی پر نہیں دیتا اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہوتی ہے نرمی کسی چیز میں مگر کہ اس کو زینت دار کرتی ہے اور نہیں ہوتی ہے سختی کسی چیز میں مگر کہ اس کو ناقص کر دیتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو نرمی سے حصہ دیا گیا وہ خیر سے حصہ دیا گیا روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو نرمی سے محروم ہوا وہ سب نیکی سے محروم ہوا۔ (فتح)

٥٥٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ.

٥٥٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کیا سو لوگ اس کی طرف اٹھے اور اس کو ڈانٹا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پیشاب کو بند نہ کرو پھر حضرت ﷺ نے پانی کا ڈول منگوایا اور اس پر بہایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا.

مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

٥٥٦٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بُرَيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذْ جَآءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَآءَ.

٥٥٦٧۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ ایک اس کا دوسرے کو مضبوط کیے رہتا ہے پھر اپنی انگلیوں کو آپس میں ڈالا مانند قینچی کی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل یا حاجت والا آپ کے پاس آتا تو اس پر اپنے منہ سے متوجہ ہوتے سو فرماتے سفارش کرو اجر دیئے جاؤ گے اور البتہ حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے۔

فائدہ: یعنی جیسے عمارت میں مضبوطی ایک اینٹ کی دوسری اینٹ سے ہوتی ہے اسی طرح ایک ایماندار کو لازم ہے کہ

دوسرے ایماندار کا مددگار ہے اور کہا ابن بطال نے کہ ایک دوسرے کی مدد کرنا آخرت کے کاموں میں اور اسی طرح مباح کاموں میں بھی مندوب ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں رہے اور یہ جو کہا کہ اپنی انگلیوں کو آپس میں ڈالا تو یہ بھی بیان ہے واسطے وجہ تشبیہ کے یعنی مضبوط کرتا ہے بعض بعض کو مانند اس مضبوطی کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو ارادہ کرے مبالغہ کا بیچ بیان اقوال اپنے کے تو اس کو مثال دی ساتھ حرکتوں اس کی کے تا کہ ہو زیادہ تر واقع ہونے والا نفس میں اور کہا طیبی نے کہ فا اور لام دونوں زائد ہیں واسطے تاکید کے یعنی جب کوئی محتاج اپنی حاجت کو میرے پیش کرے تو میرے پاس اس کی سفارش کرو گے تو تم کو ثواب حاصل ہوگا برابر ہے کہ تمہاری سفارش قبول ہو یا نہ ہو اور جاری کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے یعنی قضائے حاجت کے موجبات سے یا نہ اقتضاء ہونے اس کے یعنی اگر میں اس کی حاجت روائی کروں یا نہ کروں سو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے اور اس کے حکم سے ہے۔

تنبیہ: اور واقع ہوا ہے ابن عباس کی حدیث میں ساتھ سند ضعیف کے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کے واسطے کوشش کرے اس کی حاجت میں تو وہ بخشا جاتا ہے خواہ اس کی حاجت روائی ہو یا نہ ہو اور اس حدیث میں ترغیب ہے خیر پر ساتھ فعل کے اور ساتھ سبب ہونے کے طرف اس کی ہر وجہ سے اور سفارش کرنا طرف بڑے آدمی کی اس کی مشکل کے آسان ہونے میں اور ضعیف کی مدد کرنا اس واسطے کہ ہر ایک رئیس کے پاس نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس پر داخل ہو سکتا ہے یا ظاہر کرے اس کے واسطے اس کی مراد کو تا کہ وہ اس کا اصل حال پہچانے نہیں تو حضرت ﷺ بندش نہیں کرتے تھے کہا عیاض نے کہ نہیں مستثنیٰ ہیں ان وجہوں سے جن میں سفارش مستحب ہے مگر حدود والا جس چیز میں حد نہیں اس میں سفارش جائز ہے خاص کر جس سے لغوہ واقع ہو یا اہل ستر اور عفاف سے اور بہر حال جو لوگ کہ اپنے فساد پر مصر ہیں اور اپنے باطل میں مشہور ہیں ان کی سفارش نہ کی جائے تا کہ اس سے باز رہیں۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الطب

کتاب اللباس

کتاب الادب